كِتَابٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ

الحمد للہ کہ دریں ایام سعادت فرجام کتاب مستطاب مجموعۂ لاجواب
تفسیر کلام مجید و شرح قرآن حکیم بطرز جدید و وجہ لطیف و انیق المسمّٰی

بُلْغَةُ الْحَيْرَانِ فِي رَبْطِ اٰيَاتِ الْفُرْقَانِ

از زبدۃ المفسرین، عمدۃ المحدثین، رئیس الفقہاء، الصوفی الصافی، مولانا حسین علی عم فیضہم الحنفی المجددی
تلمیذ ارشد مولانا رشید احمد القطب الجنجوہی قدس سرہٗ و مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ
بانی مظہر العلوم سہارن پور

(مولوی حسین علی صاحب پبلشر نے حمایت اسلام پریس لاہور میں باہتمام شیخ حسن الدین پرنٹر عبید اکروان بھچراں ضلع میانوالی سے شائع کیا

حضرت مولانا محمد حسین علی رحمۃ اللہ علیہ

بلغتہ الحیران پر سرسری نظر

۱- یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہنے والے مشرک ہیں۔ جو انہیں مشرک نہ کہے وہ بھی مشرک ہے۔ صفحہ نمبر ۴

۲- حضور علیہ السلام کو معاذ اللہ دیوبندی کرنے سے بچاتے ہیں۔ صفحہ نمبر ۸

۳- قرآن پاک نے کفار کو فصاحت و بلاغت سے عاجز نہیں کیا اور نہ ہی فصاحت و بلاغت کوئی کام ہے۔ صفحہ نمبر ۱۲

۴- ودخلوالباب سے مراد مسجد ہے اور باقی مفسرین کا کذب ہے۔ صفحہ نمبر ۱۵

۵- کل عبد من دون اللہ ہوالطاغوت۔ صفحہ نمبر ۴۳

۶- بندہ کام کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو علم پہلے نہیں ہوتا۔ صفحہ نمبر ۱۵۸

۷- اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واہ واہ کرتے اے ایمان والو تم بھی کرو۔ صفحہ نمبر ۲۶۳

۸- حضور علیہ السلام نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ بغیر عدت گزرنے کے نکاح کیا ہے۔ صفحہ نمبر ۲۶۷

۹- کورا کوراتہ مرد در کربلا - تا بغی چوں حسین اندر بلا صفحہ نمبر ۳۹۹

+ مذکورہ کتاب کے صرف چند نسخے بڑی مشکل سے دستیاب ہوئے ہیں ضرورت ہو تو فوری طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ : قیمت :- 40 چالیس روپے

مکتبہ

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا

فتوٰے

حضرت پیر صاحب بغداد شریف والہ دربارہ علم غیب معہ تشریح

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

حضرت پیر پیران عبد القادر جیلانی نے لکھا ہے۔ اپنی کتاب غُنیہ میں کہ رافضیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ امام سب کچھ جانتے ہیں۔ جو گزر چکی ہے۔ یا آنے والی ہے۔ خدا تعالےٰ ان کو لعنت کرے۔ یہ تو قرآن شریف کے منکر ہو گئی۔ حضرت پیر صاحب کے کلام کی تشریح یہ تھی۔ کہ قرآن شریف میں ہے۔ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ حاصل اس کا یہ ہے۔ کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ اپنے محبوب کو کہ فرض آپ پر ہے۔ کہ فرما دیو لوگوں کو کہ نہیں جانتے وہ لوگ کہ آسمان میں ہیں یعنی وحی جبریل اور دوسرے فرشتے اور نہ وہ لوگ کہ زمین میں ہیں۔ یعنی پیغمبر وغیرہ غیب کو مگر ایک حق تعالےٰ جاننے والا ہر شے کا ہے۔ اب غیب کا معنی سمجھنا چاہیے۔ ہزاراں خبریں غیب کے حق تعالےٰ بذریعہ وحی و کشف کی اپنیاں بندیوں کو جتا دیتا ہے لیکن تمام غیبی باتیں جان لینا یا یہ کہ کسی کو قدرت ہو۔ جو چاہے۔ جان لے۔ یہ حق تعالےٰ نے کسی کو نہیں دی۔ خدا پاک نے فرمایا ہے۔ وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا ھُوَ اس کے پاس کنجیاں غیب کی ہیں۔ نہیں جانتا ان کو مگر وہی یعنی جس طرح اللہ صاحب نے بندوں کے واسطے ظاہر کی چیزیں دریافت کرنے کو کچھ راہیں بتا دی ہیں۔ جیسے آنکھ۔ دیکھنے کو کان سننے کو ناک سونگھنے کو۔ زبان چکھنے کو۔ ہاتھ ٹٹولنے کو عقل سمجھنے کو۔ اور وہ راہیں ان کے اختیار میں دی ہیں کہ اپنی خواہش کے موافق ان سے کام لیتے ہیں۔ جیسے کچھ دیکھنے کو جی چاہا۔ تو آنکھ کھول دی۔ نہ چاہا تو بند کر لی۔ جس چیز کے مزہ دریافت کرنے کا ارادہ ہو۔ منہ میں ڈال لیا۔ نہ ارادہ ہوا۔ نہ ڈالا۔ سنو گویا کہ ان چیزوں کے دریافت کرنے کو کنجیاں ان کو دی ہیں جیسے جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے۔ قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے۔ جب چاہے تو کھولے۔ جب چاہے نہ کھولے۔ اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کو اختیار دیدیا ہے۔ جب چاہیں کریں۔ جب چاہیں نہ کریں۔ سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو۔ کہ جب چاہیں۔ کر لیں۔ یہ کسی ولی و نبی کو۔ جن و فرشتے کو۔ پیر و شہید کو۔ امام و امام زادے کو۔ بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ کہ جب تو چاہیں۔ غیب کی بات معلوم کر لیں۔ بلکہ اللہ صاحب اپنے ارادے سے کسی کو جتنی بات چاہتا ہے۔ خبر دیتا ہے۔ سو یہ اپنے ارادہ کے موافق نہ ان کے خواہش پر۔ چنانچہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے۔ کہ بعضی بات کے دریافت کرنے کی خواہش ہوئی۔ اور وہ نہ معلوم ہوئی۔ پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا۔ تو ایک آن میں بتا دی

فتاویٰ رشیدیہ جلد ثالث صـــ میں ہے۔ استفتا بعض لوگ انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے علم غیب ماسوائے اللہ تعالیٰ اس آیت سے جو سورۃ قل اوحی میں ہے۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول الاٰیۃ اس آیت سے ثابت کرتے ہیں۔ اور دلیل اس آیت کو گردانتے ہیں۔ مسلمانوں کو ایسا عقیدہ رکھنا درست ہے یا نہیں۔ اور معتقد کافر ہوگا یا نہیں۔ یا رسول اللہ دور سے پکارنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب علم الغیب میں تمام علماء کا عقیدہ اور مذہب یہ ہے۔ کہ سوائے حق تعالیٰ کے اس کو کوئی نہیں جانتا۔ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو۔ خود حق تعالیٰ نے فرماتا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ حق تعالیٰ ہی کے پاس علم غیب کا ہے۔ کہ کوئی نہیں جانتا۔ اس کو سوائے اس کے۔ پس اثبات علم الغیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔ مگر ہاں جو بات کہ حق تعالیٰ نے اپنے کسی مقبول کو بذریعہ وحی یا کشف بتادیوے۔ وہ اس کو معلوم ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ مقبول کسی کو خبر دیوے۔ تو اس کو بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ جیسا علم جنت اور دوزخ اور رضا وغیرہ کا حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو بتلا دیا اور پھر انہوں نے امت کو خبر دی۔ چنانچہ اس آیت سورہ جن سے معلوم ہوا۔ سو حاصل اس آیت کا یہ ہوا۔ کہ جس امر غیب کی خبر حق تعالیٰ اپنے مقبول کو دیوے۔ تو اسکی خبر اس کو ہو جاتی ہے۔ نہ یہ کہ تمام مغیبات حق تعالیٰ کے نبی کو کشف ہو جاتے ہیں۔ چونکہ اگر یہ معنے اس کے ہو دیں۔ کہ تمام علم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو جاتا ہے۔ دوسری آیت صاف اسکے خلاف کر رہی ہے۔ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ترجمہ کہدے کہ میں نہیں مالک اپنے نفس کے واسطے کسی نفع اور کسی ضرر کا مگر جو خدا تعالیٰ چاہے اور جو میں غیب کو جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائی جمع کر لیتا۔ اور کوئی برائی مجھ کو نہ لگتی۔ پس صاف روشن ہو گیا۔ کہ مغیبات آپکو معلوم نہیں اپنا نفع اور ضرر بھی آپکے اختیار میں نہیں تو یہ عقیدہ البتہ خلاف نص قرآن کے شرک ہوا۔ خود دوسری آیت میں موجود ہے لا اوری ما یفعل بی ولا بکم ان اتبع الا ما یوحی الی۔ ترجمہ میں نہیں جانتا۔ کہ کیا کیا جاویگا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ بجز اس چیز کے کہ میری طرف وحی کیا گیا۔ پس جب صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ رسول علیہ السلام کو ہرگز بجز اس چیز کے کہ میری طرف وحی کیا گیا۔ علم غیب نہیں۔ مگر جسقدر اطلاع دیجاوے اور اس پر بہت آیات اور احادیث شاہد ہیں۔ تو خلاف اسکے عقیدہ کرنا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب غیب جانتے ہیں۔ شرک قبیح جلی ہو دیگا۔ معاذ اللہ حق تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسے عقیدہ فاسدہ سے نجات دیوے آمین۔ پس ایسے عقیدے والا مشرک ہو۔ اور جب انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔ اگر یہ عقیدہ کر کے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں۔ بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔ اور جو یہ عقیدہ نہیں۔ تو کفر نہیں۔ مگر کلمہ مشابہ بکفر ہے۔ کتبہ الراجی ربہ رشید احمد گنگوہی [١٣٠١ رشید احمد] الاجوبۃ صحیحۃ محمد محمود عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند [النبی عاقبت محمود گرداں] الاجوبۃ کلہا صحیحۃ ابو المکارم محمد اسحاق فرخ آبادی عفی عنہ۔ [محمد اسحاق] الجواب صحیحۃ اصاب المجیب عزیز الرحمن مفتی مدرسہ عالیہ دیوبند [توکل علی العزیز الرحمن] اصاب من اصاب محمد ریاض الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ [محمد ریاض الدین] ناظر حسن دیوبندی۔ [محمد ناظر حسن] بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ عالیہ دیوبند [النبی عاقبت محمود گرداں] الجواب صحیح خلیل احمد عفی عنہ مدرس اول مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور [خلیل احمد] احمد حسن الحسینی الامروہی غفرلہ [احمد احمد]

الجواب صحیح خاکسار سراج احمد عفی عنہ میرٹھ [سراج احمد] الجواب صواب عبدالمومن مدرس مدرسہ میرٹھ [عبدالمومن] ہذا ہو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال [اسمٰعیل احمد]

علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ [رشید احمد ۱۳۰۱]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۳۲ میں ہے۔ استفتا فرماتے ہیں علماء محققین احناف رحمہم اللہ مسئلہ ہذا میں کہ زید کہتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کل علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیا تھا۔ اور اب بھی آپ مخلوق کے ہر ایک حال ظاہر باطن خیر و شر سے بخوبی واقف ہیں یہاں تک کہ مچھر کے پر ہلانے کا بھی آپ کو علم ہو جاتا ہے اور ہر ایک کی آواز خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب خود سن لیتے ہیں پس یہ عقیدہ کیسا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مذہب احناف اور کتب معتبرہ حنفیہ کی رو سے مسلمان رہا یا کافر مشرک ہو گیا۔ بینوا توجروا۔

الجواب جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب ہونے کا معتقد ہے سادات حنفیہ کے نزدیک قطعاً مشرک کافر ہے صاحب بحر الرائق کتاب النکاح میں صاف تحریر فرماتے ہیں جو کوئی نکاح کرے شاہدین اللہ اور رسول اللہ کو مقرر کرے اور اعتقاد یہ کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں تو یقیناً کافر ہے اور مشرک تو اسکو کہتے ہیں کہ کسی مخلوق کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ کسی صفت ذاتی مثل علم کے اور قدرت کے یا عبادت کے شریک کرے سو اگر اشتراک فی الذات یعنی تعدد الٰہ کا قائل تو بہت ہی کم ہوا ہوگا۔ شامی نے رد المحتار کے کتاب الارتداد میں صاف طور سے ایسے عقیدہ رکھنے والے کی تکفیر کی ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ علم غیب جمیع اشیاء آنحضرت کو ذاتی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے محض باطل اور خرافات میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حشر میں بھی بعض لوگوں کے قابل سقانے ماء کوثر ہونے کا احتمال دربار ربانی کی طرف سے ارشاد ہوگا۔ انک لا تدری ما احدثوا بعدک الحدیث اخرجہ البخاری

الاجوبۃ صحیحۃ ابو الخیرات سید احمد عفی عنہ مدرس دوم مدرسہ عالیہ دیوبند [سید احمد] الاجوبۃ صحیحۃ محمد یعقوب عفی عنہ مدرس اول مدرسہ عالیہ دیوبند [محمد یعقوب] الاجوبۃ صحیحۃ احمد ہزاروی عفی عنہ [احمد] الاجوبۃ کلہا صحیحۃ عزیز الرحمٰن دیوبندی کان اللہ [وتوکل علی اللہ عزیز الرحمٰن] الاجوبۃ صحیحۃ عبداللہ انصاری عفی عنہ [عبداللہ انصاری] الاجوبۃ صحیحۃ محمد محمود عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ دیوبند [الہی عاقبت محمود گرداں] الاجوبۃ کلہا صحیحۃ ابو المکارم محمد اسحاق فرخ آبادی عفی عنہ [محمد اسحاق] ترجمہ عبارت انور شاہ صاحب مدرس دیوبند محدث مشہور بڑا تعجب ہے اس شخص سے جو زمرۂ علماء میں ہو کر ایسے شخص کی تکفیر میں توقف کرے اور قطعاً اس کو کافر نہ کہے بھلا کوئی عالم کہ سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا ہی کی تبلانے سے بھی بعض چیزوں کی خبر نہ ہو ہرگز نہیں بڑا فتور تو وہ شخص برپا کر رہا ہے جو ہر جگہ یہ کہتا پھرتا ہے کہ آپ کو جمیع اشیاء کا علم دیدیا گیا ہے حالانکہ یہ صریح شرک ہے اور تمام فقہاء متفق اللفظ ایسے شخص کی تکفیر کرتے ہیں یہ شخص کس دلیل سے حجت پکڑتا ہے حالانکہ یہ تمام احادیث کے مخالف ہے بحوالہ تذکیر الاخوان صفحہ ۲۵۵ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص۱۱ میں ہے سوال جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیب دان جانے اسکے پیچھے نماز درست ہے یا نہ۔ الجواب از بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب جو خاصہ حق تعالیٰ کا ہے ثابت کرتا ہو اسکے پیچھے نماز درست ہے۔ لانہ کفر علی الصحیح الا قتداء بہ مطلقاً کذا فی الدر المختار مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالحی صاحب جلد اول میں ہے جسکا ترجمہ یہ ہے آپکو اللہ تعالیٰ رحم کرے اس مسئلہ میں کیا قول ہے کہ اس ملک کے لوگ مصیبت اور حاجت کے وقت انبیاء علیہم السلام یا اولیاء کرام کو دور سے بلکہ بعد مسافت کو پکارتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ لوگ حاضر و ناظر ہیں اور ہر حال اور ہر وقت جب ہم پکارتے ہیں خبر رکھتے ہیں ان صورتوں سے کہنا جائز ہے یا نہیں۔ جواب صورت مذکورہ حرام بلکہ صاف شرک ہے کیونکہ متضمن اعتقاد علم غیب کو شامل ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور غیر کیلئے علم غیب کا اعتقاد رکھنا کھلم کھلا شرک ہے جسکا خلاصہ بیان یہ ہے کہ شرع میں خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات مختصہ اور عبادت میں کسی غیر کو شریک کرنا شرک ہے اور علم غیب بھی خدا تعالیٰ کی صفات مختصہ میں سے ہے جیسا کہ عقائد کی کتابوں میں بالتصریح موجود ہے اختصاراً ملا علی قاری کی عبارت لکھی جاتی ہے جو شرح فقہ اکبر میں ہے عبارت عربی کا ترجمہ علم غیب ایک ایسی بات ہے جسکو صرف اللہ تعالیٰ منفرد ہے غیر کو اسمیں کچھ دخل نہیں۔ ہاں اگر اللہ چاہے تو کسی نبی یا ولی کو معجزہ اور کرامت

کے طور پر غیب پر خبردار کر دے یا کسی علامت کے ساتھ غیب پر مطلع فرما دے اسی طرح بغیر علامت ظاہری کے کوئی شخص پانی برسنے کی خبر دے تو کفر ہے اور حنفیہ نے اسکو بھی کفر بتایا ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دانی کا قائل ہو کیونکہ آپکی غیب دانی اس آیت قرآنی کے مخالف واقع ہوگی۔ آیت کا ترجمہ اے نبی تو ان کہدے کہ آسمانوں اور زمین کی غیبی باتوں کو سوائے اللہ تعالی کے کوئی نہیں جانتا۔ مولانا عبدالحی صاحب کی عبارت کا ترجمہ اردو میں یہ اعتقاد کہ انبیا اور اولیا ہر وقت حاضر ناظر ہیں اور ہر حال میں دور سے ہماری پکار کو سنتے ہیں۔ شرک ہے کیونکہ یہ صفات حق جل جلال کے ساتھ مخصوص ہیں فتاوی بزازیہ میں ہے اگر کسی نے بغیر شاہد کے نکاح کیا اور یہ کہا کہ میں نے خدا اور رسول اور فرشتوں کو گواہ کیا تو یہ کفر ہے کیونکہ اس میں رسول اور فرشتے کی غیب دانی کا اعتقاد پایا جاتا ہے۔ العبد مولوی امان اللہ خان ملتانی۔ حافظ محمد ابراہیم سجادہ نشین موسی زئی نقل از اشتہار ملتانی اور ہمارے علما احناف کبھی قائل ہیں مشائخ کی ارواح کو حاضر جاننا کفر ہے۔ انتہی مسلمانو حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں۔ من یعتقد ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب فھو کافر لان علم الغیب صفۃ مختصۃ باللہ سبحانہ مراۃ الحقیقۃ ص۴ سطر ۹ مطبوعہ مصر۔ ترجمہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں۔ وہ شخص کافر ہے کیونکہ غیب دانی اللہ تعالی کی مخصوص صفات سے ایک خاص صفت ہے نقل از کتاب تنزیہ الرحمن مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۔ فتاوی رشیدیہ حصہ سوم ص۵ میں ہے۔ ندا غیر اللہ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ یہ اعتقاد کرے کہ جسکو پکارتا ہوں وہ سن رہا ہے ورنہ یہ عقیدہ ہوتا ہے وہاں شرک نہیں ہوتا۔ سوال۔ یہ مسئلہ کس کس کتاب میں ہے۔ الجواب بحر الرائق ص۶ جلد پنجم مطبوعہ مصر۔ عینی بخاری جلد یازدہم ص۵۲ فتح باری مطبوعہ مصر ص۳ جلد ۱۳ جلد ۸ ص۳۹۵۔ جلد یکم ص۱۱۵ سامرہ ص۹ مطبوعہ انصاری دہلی۔ فتاوی مولوی عبدالحی جلد دویم ص۳۹ خلاصۃ الفتاوی جلد چہارم ص۳۵۵ فتاوی عالمگیر مطبوعہ نولکشور ص۲۱ قاضیخان جلد رابع ص۱۶ مطبوعہ مصطفائی شرح فقہ اکبر ص۱۳ خازن فی آخر سورہ لقمان ص۲۲ رد المختار ص۳۰ جلد ۳ و ص۲۹ تجنیس صاحب الہدایہ کذا فی الفصول العمادیۃ ص۶۲ فی مختار الفتاوی لو تزوج امرءۃ بشہادۃ اللہ و رسولہ لا ینعقد النکاح ویکفر لاعتقادہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب۔ جواہر اخلاطی میں ہے ان زعم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب یکفر لما ظلک لغیرہ۔ فتح العزیز ص۱۳ فتاوی بزازیہ ص۳۲۵ فتاوی عبدالحی صاحب جلد اول ص۲ و فی ص۵ و جلد دوئم ص۲ وفی الجلد الثالث ص۵ بیری حاشیہ اشباہ ان سب کتابوں میں حکم کفر لکھا ہے سب اماموں کی طرف سے قرآن شریف میں پنجاہ سورۃ میں ہے یہ مسئلہ اور ایک ہزار حدیث ایک بخاری شریف میں شامل ہے۔ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسکو خبر ہو گئی ہے یہ شرک ہے تعلیم الدین ص۱ مولوی اشرف علی صاحب نے زیور بہشتی ص۳ میں لکھا ہے کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسکو خبر ہو گئی شرک کفر ہے۔ غنیۃ حضرت پیر صاحب کی ص۱ فتوی امام جعفر صادق تذہیب التقریب ص۵ مکتوبات حضرت امام ربانی جلد اول مکتوب صد و ہفتم۔ مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم جلد سوئم۔ مکتوب نود دوم۔ ملفوظات حضرت حاجی دوست محمد قندھاری موسی زئی شریف والے۔ ارشاد الطالبین قاضی ثناء اللہ میں ہے۔ یا شیخ عبدالقادر دریا خواجہ شمس الدین پانی پتی چنانچہ عوام میگویند شرک و کفر است۔ فتوی مولانا مرتضی حسن صاحب ناظم تعلیم دیوبند بحوالہ پرچہ اخبار امرتسر ۱۴ اکتوبر ۱۹۲۶ء ان عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر انہیں کافر مرتد ملعون جہنمی نہ کہنے والا بھی ویسا ہی مرتد کافر ہے۔ پھر اسکو جو ایسا نہ سمجھے۔ وہ بھی ایسا ہی ہے۔

کوکب الیمانی علی اولاد الزوانی۔ کوکب الیمانین علی الجعلان والخزالین۔ توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد۔ کالا کافر۔ ان کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے عقاید والے کالے کافر ہیں۔ ان کا نکاح کوئی نہیں۔ سب زانی ہیں۔ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

مولانا فاضل لاثانی یار محمد ملتانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجازت نامۂ اول

بعد حمد و صلوٰۃ فقیر احمد سعید مجددی نسباً و طریقۃً کان اللہ لہ۔ واضح مینماید کہ صلاحیت و کمالات مرتبت حاجی الحرمین الشریفین ملا دوست محمد وفقہ اللہ لما یحب و یرضی نزد من لاشئ براہ کسب باطن آمدہ و زیادہ از یک سال نزد ایں فقیر اقامت نمودہ دریں مدت لطائف عشرہ ایشان بطریق طفرہ توجہ نمودہ شد حمد اللہ و سبحانہ اکہ بہ برکت پیران کبار در ہر مقام چاشنئی آں چشیدند و آثار و انوار ہر لطیفہ دریافتند و امارات فنا و بقا در خود مشاہدہ نمودند۔ لہذا ایشاں را اجازت تعلیم طریقہ نقشبندیہ مجددیہ و قادریہ و چشتیہ دادم۔ اللہ تعالےٰ در عمر ایشاں برکت نماید و موجب ترویج طریقہ شریفہ فرماید۔ و شرط الاجازت الاستقامت علی الشریعت و اتباع السنۃ والاجتناب عن البدعۃ و دوام الذکر والشغل مع اللہ سبحانہ و الاعراض عن الخلق والایاس عنہم والرجاء من اللہ تعالیٰ بالصبر و توکل و قناعت و رضا و تسلیم بسر برند ؎ تو مباش اصلا کمال این ست و بس رو در و گم شو وصال ایں ست و بس۔ والسلام اولاً و آخراً ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجازت نامۂ دوم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین و آلہ و اصحابہ اجمعین یقول العبد الفقیر احمد سعید المجددی کان اللہ لہ۔ ان الاخ الصالح المستقیم ذالاعز الارشد النعیم حاجی الحرمین الشریفین و جامع العلمین مولانا دوست محمد سلمہ اللہ سبحانہ وجعلہ لذاتہ داماً فی مخلوقہ ہادیا و مہدیا المصنوعہ لما اخذ الطریقۃ واشتغل بالاذکار والمراقبات و توجہت الیہ فی جمیع المقامات الطریقۃ النقشبندیۃ المجددیہ والقادریہ والچشتیہ والسہروردیۃ والکبرویۃ وغیرہا فصار مجمع البحار و معدن الانوار فاجزت لہ اجازۃً مطلقۃ لارشاد الطلاب والقاء السکینۃ والحضور فی قلوب الاخیار واخذ البیعۃ المسنونۃ من طالب الطرق المذکورۃ فہو خلیفتی ویدہ کیدی فطوبیٰ لمن اقتدی بہ۔ قال اللہ تعالیٰ ان الذین یبایعونک تحت الشجرۃ انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہٖ محمد والہٖ واصحابہ اجمعین ۱۲ ؎ در مکتوب چہلم از مکتوبات شریف حضرت احمد سعید صاحب بیان بشارت متضمنیت حضرت حاجی دوست محمد صاحب مرقوم است بعبارت ہذا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخوی اعزی ارشدی حاجی صاحب سلمہ اللہ الواہب از فقیر احمد سعید عفی عنہ بعد از سلام مسنون دعوات ترقیات مشحون مطالعہ نمایند الحمد للہ کہ تا تحریر کہ بست و ششم صفر است فقیر مع متعلقین بخیریت است

ومسئول من اللہ سبحانہ سلامتکم وعافیتکم وحسن استقامتکم وکثرۃ ارشادکم مکتوب مرغوب معہ دو قالین بورود مسعود مسرت ہا رسانید۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ بشارت ضمنیت کہ خواستہ بودند روزیکہ معانقہ با شما کردہ بودم در ضمن خویش داخل ساختہ ام بشریٰ لکم الیوم انشاء اللہ المستعان در ضمنیت ہمہ پیران کبار داخل شدید۔ قیل من قیل بلا علۃ مقبول یک مقبول ہمہ است ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم شکر ایں نعمت عظمیٰ بجا آرند لئن شکرتم لازیدنکم انتہا مختصراً ؎

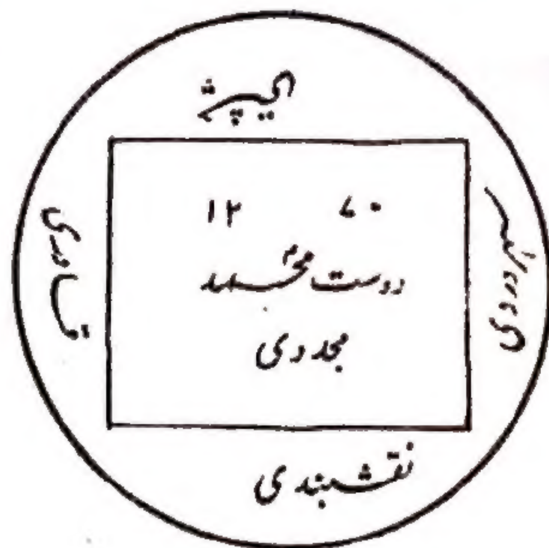
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد واضح باد کہ حالات حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ در مقامات احمدیہ وانہار اربعہ وغیرہ مسطور اند وحالات واجازت نامہ وضمنیت وقیومیت حضرت شاہ ابوسعید صاحب قدس سرہ در ہدایت الطالبین مسطور اند۔ وحالات حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ در آخر مقامات احمدیہ مسطور اند ومکاتیب ایشاں کتاب است علیحدہ وملفوظات ایشاں کتاب است علیحدہ وحالات حضرت خواجہ محمد عثمان قدس سرہ در مجموعہ فوائد عثمانی قدرے مرقوم اند۔ اما نسب نامہ حضرت خواجہ محمد عثمان ایں است ؎ حضرت خواجہ محمد عثمان ولد ملا محمد موسیٰ جان ولد ملا احمد جان ولد ملا محمد عبد الحلیم ولد ملا عبد الکریم ولد ملا شمس الدین نسب نامہ حضرت شاہ احمد سعید صاحب۔ شاہ احمد سعید ولد شاہ ابوسعید بن شاہ محمد صفی القدر بن شاہ عزیز القدر بن شاہ محمد عیسیٰ بن شاہ خواجہ محمد سیف الدین بن حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت خواجہ سید الطریقہ سیدنا امام ربانی الفاروقی السرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذی اصطفیٰ۔ اما بعد فلا یخفی علی الانام من الخواص والعوام ان الاخ الصالح المجد مع لکمالات الظاہریۃ والباطنیۃ المولوی محمد عثمان صاحب سلمہ الرحمن اخذ طریقۃ العلیۃ النقشبندیۃ المجددیۃ المعصومیۃ المظہریۃ من ہذا المسکین الاشیٰ دوست محمد المشتہر فی الآفاق بالحاجی کان اللہ تعالیٰ لہ عوضاً عن کل شئ فتوجہت الیہ فی لطیفۃ القلب وسائر لطائف عالم الامر فانکشف لہ انوارہا وآثارہا وحصل لہ الجذبات القویۃ والواردات الجلیۃ والحضور والجمعیۃ والسرور والاستغراق الذی ہو مقدمۃ الفناء المستلزم للبقاء ثم توجہت الیہ فی لطیفۃ النفس والقالب فحصل لہ الاستہلاک والاضمحلال من الفناء وزوال العین والاثر۔ ثم توجہت الیہ فی المراقبۃ الاحدیۃ وفی دوائر الولایات الثلث الصغریٰ والکبریٰ والعلیا فحصل لہ المناسبۃ لارباجہا من الاولیاء

والانبیاء والملاء الاعلی من الملائکة العظام علیہم الصلوة والسلام۔ ثم توجہت الیہ فی الکمالات الثلاثة والحقائق السبع والحب الصرف واللا تعین والسیف القاطع فحصل لہ بعنایة اللہ سبحانہ وتعالیٰ وبمن المشایخ الکبار رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ حظوظ وافرة وحالات متکاثرة متناسبة لکل مقام بالتفصیل الکامل والتام ثم سلکتہ ثانیاً علی اول الامر ثانیاً حتی اتممت تسلیکہ مرة اخری فصار بفضل اللہ تعالیٰ بحراً ذاخراً ومع ذالک قد صحبنی سبعة عشرة سنة فی الحضر والسفر وخدمنی الخدمات الکثیرة جزاہ اللہ تعالیٰ عنی الجزاء فصار ممتازاً فی اصحابی ومجتازاً فی احبابی فاجزت لہ اجازة مطلقة فی الطریقة النقشبندیة المجددیة المعصومیة المظہریة والطریقة القادریة والچشتیة والسہروردیة والکبرویة والمداریة والشطاریة وغیرہا من طرق الصوفیة فصار من الخلفاء المجددیة علیہم الرحمة والتحیة وجعلتہ جالساً علی مسند ارشادی بعد انتقالی الی اللہ الہادی وحولت الیہ جمیع کتبی الخانقات الثلثة۔ مع جمیع الاسباب المتعلقة بہا والزمت علی کل من دخل فی طریقتی من الطلاب من المجازین وغیرہم من الاصحاب ان یتبعوہ ولا یخالفوا امرہ من بعدی فیدہ کیدی مقبولہ مقبولی فطوبیٰ لمن اقتدیٰ بہ وتاسّے بامرہ جعلہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ للمتقین اماما اخلصہ لنفسہ سبحانہ ولحبیبہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہ وسلم فعلیہ ان یروج الطریقة الشریفة ویلقنہا لطالب الحق سبحانہ وتعالیٰ ویلقی الانوار فیہم بتوجہہ وصرف ہمتہ الیہم واوصی لہ بدوام الذکر والفکر والمراقبة والخلوة والانزواء والیاس من الخلق والرجاء علی الخالق والصبر والقناعة والتسلیم والتوکل والرضا بالقضاء والالتجاء الی اللہ سبحانہ بتوسل مشائخ الکرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم الاقدس فی حل المشکلات والمعضلات وشرط الاجازت الاستقامة علی الشریعة المصطفیة واتباع السنة النبویة علی صاحبہا الصلوة والسلام وحب المشائخ الکرام۔ اللہم اجعلہ عابداً لک وزاہداً لک وشاکراً لک وعاشقاً لک ومتوکلاً علیک وبارک فی عمرہ وارشادہ وعملہ وکن لہ الحافظ فی الامور کلہا آمین یا رب العلمین بجاہ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین وادخلہ فی ضمنی کما ادخلنی شیخی وامامی وقدوتی ہادی الضلال حافظ القرآن المجید شاہ احمد سعید قدسنی اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس فی ضمنہ وادخلہ بشیخہ المکرم مجدد المائة الثالث والعشر نائب خیر البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبد اللہ المعروف بشاہ غلام علی صاحب قدس سرہ العزیز فقبل من قبل بلا علتہ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۔ حررہ بتاریخ بست (۲۷) وہفتم ماہ رمضان المبارک ۱۲۸۴ھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

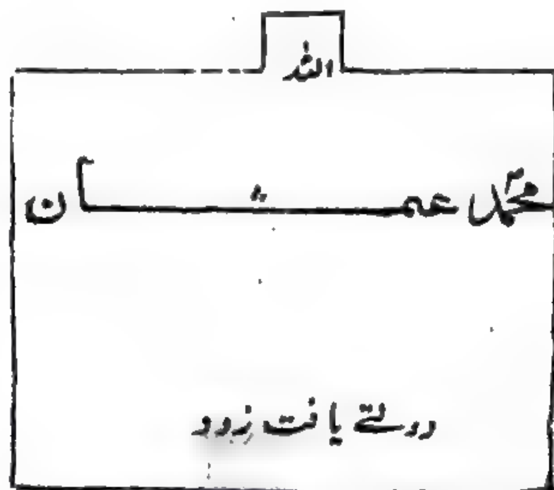
اجازت نامہ کہ حضرت سیدنا محمد عثمان برائے حضرت محمد سراج الدین صاحب
رحمۃ اللہ نوشتہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ المرشد علی الاطلاق بالحسنی
الدرجۃ العلیا والطریقۃ المثلی والسلام علی من استخلفہ بالخلافۃ علی العلیین کافۃ محمد ن
المبعوث بالہدایۃ فی بحبوحۃ النبوۃ ومرکز الولایۃ والہ واصحابہ الاطہار لاسیما خلفائہ
الاحرار مادارت فی محافل الصدق بالحق البلابل وانتفت سمات البلابل
بلغات البلابل۔ اما بعد چوں در ترویج طریقت و ادائے امانت کہ از حضرات
کرام مشایخ مجددیہ عظام یداً بید بتوسط قطب الواصلین وغوث الکاملین قدوۃ الابرار
و زبدۃ الاحرار سیدی وسندی وشیخی و وسیلتی یومی وغدی حضرت حاجی
دوست محمد صاحب بفقیر رسیدہ بود. بقدر مقدور تا حال تحریر بذل مجہود وسعی
نامحدود کردم فادیت ما قدر اللہ تعالٰی ادائہ الی من یسر اللہ تعالٰی الاداء الیہ تا
درینوقت کہ عمر فقیر قریب باخر رسیدہ و امارات قرب اجل موعود ظاہر گردیدہ از
مدت در دل داشت کہ در ادائے امانت مذکورہ و ترویج نسبت مسطورہ کسے را بلیاقت
مقرر کند تا سلک ایں جمع موجودہ منتظم ماند و سلسلۂ ایں معنی بذات او از انقطاع محفوظ
گردد۔ تا دریں وقت کہ ولد ارشد اسعد محمد سراج الدین ارشدہ اللہ تعالٰی احسن الطریق

واسعد حاله و باله فهو ولی التوفیق بدرجه بلوغ رشد شرعی و عرفی رسیده و در علوم
ضروریه معلومات و ملکه معتد بها حاصل کرده و در نسبت شریفه حضرات نقشبندیه مجددیه
احمدیه و چشتیه و قادریه و سهروردیه و قلندریه و شطاریه و مداریه و کبرویه توجهات
یافته و نسبت مذکوره در باطن او متمکن شد و ببرکات نسبت مذکوره بدولت تهذیب
اخلاق صوفیه و استقامت بر شریعت علیه مشرف گشته و همیں معانی را خود نیز در
باطن خویش شاهد کرده و جمع از اصحاب فقیر که اهل بصیرت اند بوجدان خویش در حصول
ایں معانی گواهی داده از غیب بطریق وجدان در خاطر القا شد تا ولد ارشد
سابق الذکر را بر مستقر ارشاد و طریق ثمانیه مذکوره قائم مقام خود کرده و خلیفه
مطلق و نائب مناب بر حق خویش نموده و جعلت یده کیدی و قبوله قبولی و ردّه ردی رحمه الله
تعالی من اعانه. و خذل من اهانه و تربیت جمیع متوسلان حضرت بزرگوار موصوف الذکر
خویش که بدیں فقیر محول شده بود و جمیع منتسبان خود فقیر را کائناً من کان بایشان
حوالت کردم و امید واثق میدارم که متوسلین ایشان ببرکات حضرات کرام قدسنا الله
تعالی باسرارهم الاعلام از برکات مخصوصه ایں طریق حظ وافر گیرند و بدولت
صحبت ایشان از خصائص ایں قوم نصیبے کامل حاصل نمایند اللهم انصر من نصره
واخذل من خذله و اید به الدین واجعله اماما للمتقین وارزقه الاستقامة علی السنة
السنیة والشریعة العلیه آمین آمین برحمتک یا ارحم الراحمین و صلی الله تعالی علی
خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین. فقیر محمد عثمان بقلم خود ۳ ذی القعده ۱۳۰۱ه

بسم الله الرحمن الرحیم

اجازت نامه حضرت سیدی محمد عثمان برائے حسین علی قبل از وفات بمقدار ۳
سال نوشته اند - بسم الله الرحمن الرحیم. الحمد لله العلی الاعلی والصلوة والسلام علی نبیه
المصطفی واله واصحابه البررة التقی. اما بعد فقیر حقیر لاشئ محمد عثمان عفی عنه واضح مینماید که
حقائق و معارف آگاه حاوی علوم عقلی و نقلی راوی فنون فرعی و اصلی مولوی حسین علی صاحب
بارک الله تعالی فی عمره و رفعه الله تعالی درجاته چون نزدیک فقیر آمدند. التماس تسلیک
سلوک طریقه علیه نقشبندیه مجددیه مظهریه نمودند فقیر حسب عادت پیران کبار علیهم الرضوان
اسم الله جل جلاله بر لطیفه قلب نشان داد پس بفضله تعالی و به یمن پیر دستگیر روشن تاثیرات

توجه وران لطیفه داوند و درجه بدرجه نشان لطیفها دیگر که روح و سرو خفی و اخفی ونفس و قالب اند بسر در شهور وسنین داده شد او تعالی شانهٗ وعز برهانه در هریک ازین لطائف اذواق و اشواق واستهلاک واضمحلال وبیخودی دادند پس ازان نفی و اثبات ومراقبه احدیت ومراقبه لطائف خمسه که آنرا مشربات گویند و ولایات ثلاثه و مراقبه اسم الظاهر و کمالات ثلاثه پس او تعالی شانه وعز برهانه در هریک ازین مقامات مذکوره حالات وتأثیرات از حضور وجمعیت وفنا وبقا عطا فرمودند- چون مولوی صاحب ممدوح ذی استعداد بودند موافق روش حضرت قبله وکعبه نور الله تعالی مرقده الشریف اجازت طریقه علیه نقشبندیه مجددیه مظهریه داده شد الله تعالی ایشان را عاشق ومحب ذات اقدس خویش ومحب پیران کبار خود گرداند بالنبی وآله الامجاد علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام وجعله الله تعالی اماماً للمتقین فعلیه ان یروج الطریقة ویلقنها لطالبی الحق سبحانه تعالی دیده کیدی مقبوله مقبولی فطوبی لمن اقتدی به واوصی له بدوام الذکر والفکر والخلوة والانزواء والیأس عن الخلق والاحبار والتوجه الی الخالق عز اسمه فی الامور کلها وبشرط الاجازة الاستقامة علی الشریعة المرضیة علی صاحبها الصلوٰة والسلام- اللهم اجعل حیاتی وحیاته کلها لک اللهم لا تکلنا الی انفسنا طرفة عین ولا اقل عن ذلک برحمتک یا ارحم الراحمین وصلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین ٭



اجازت نامه که حضرت سیدنا محمد سراج الدین رضی الله عنه برائے حسین علی نوشته اند

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله والسلام علی عباده الذین اصطفی فان الاخ الصالح مولانا حسین علی صاحب سلمه الله تعالی

اخذ الطریقۃ الشریفۃ النقشبندیۃ المجددیۃ المعصومیۃ من والدی المرحوم قدسنا اللہ تعالیٰ
بسرہ الاقدس فتوجہ الیہ فی لطیفۃ القلب وسائر لطائف الامر فانکشف لہ انوارہا وحصل لہ
الجذبات والواردات والتوجہ والحضور والجمعیۃ والاستغراق الذی ہو مقدمۃ الفناء الاتم المستلزم
للبقاء ثم توجہ الیہ فی لطیفۃ النفس والقالب والنفی والاثبات فحصل لہ الاستہلاک والاضمحلال و
نزع عن الفناء و زوال العین والاثر ثم توجہ الیہ فی مراقبۃ الاحدیۃ وفی دوائر الولایات
الثلث الصغریٰ والکبریٰ والعلیا و مراقبۃ الکمالات والحقائق والمعبودیۃ الصرفۃ وحقیقۃ الابراہیمی
والموسوی والمحمدیۃ فحصل لہ بعنایۃ اللہ سبحانہ و تعالیٰ وبیمن المشائخ الکبار قدسنا اللہ باسرارہم
الاقدس فی ہذہ المقامات العالیۃ امارات فناء النفس وشرح الصدر وغیرہا عن الحالات والکیفیات
المناسبۃ لہا۔ فلہذا اجازلہ فی الطریقۃ العالیۃ النقشبندیۃ المجددیۃ المعصومیۃ اجازۃ مطلقۃ پس
حضرت ایشان قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس بحکم یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ
مرضیۃ رجوع بملاء اعلیٰ کردند و ما بیچارگان را در الم فراق واگذاشتند۔ پس مولانا صاحب رجوع
بلفقیر آوردند کہ اسباق باقی ماندہ تکمیل کنم۔ و باز از سر نو شروع کنم با ایں ہمہ عدم لیاقت از اجازت
حصول چارہ ندیدم۔ سبق حقیقت احمدی وحب صرف و لا تعین و دائرہ سیف
قاطع و دائرہ حقیقت صوم دادم۔ احوالیکہ مناسب آنہا بود مشاہدہ خود کردند وفقیر ہم مشاہدہ کرد۔ فصار مجمع
البحار و معدن الانوار فاجزت لہ اجازۃ مطلقۃ فی الطریقۃ النقشبندیۃ والقادریۃ والچشتیۃ والسہروردیۃ
والکبرویۃ وغیرہا لارشاد الطلاب والقاء السکینۃ والحضور فی قلوب الاحباب واخذ البیعۃ المسنونۃ عن
طالب الطرائق المذکورۃ فہو خلیفتی دیدہ کیدی۔ فطوبیٰ لمن اقتدی بہ قال اللہ تعالیٰ ان الذین یبایعونک تحت الشجرۃ
انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین وشرط الاجازۃ الاستقامۃ
علی الشریعۃ اللہم کن لہ معینا وکفیلاً فی الامور کلہا برحمتک یا ارحم الراحمین۔

محمد سراج الدین پسر محمد عثمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد فیقول
حسین علی بن محمد بن عبد اللہ قرأت تفسیر القرآن علی الشیخ محمد مظہر تلمیذ الشاہ اسحق تلمیذ الشاہ عبد العزیز تلمیذ الشاہ ولی اللہ الدہلوی
ثم قرأت التفسیر بعضہ ثانیاً علی شیخی فی الحدیث رشید احمد گنگوہی قدس سرہ تلمیذ الشاہ عبد الغنی قدسنا اللہ تعالیٰ
بسرہ الاقدس تلمیذ الشاہ اسحق اجازنی بالقرآن المجید مرشدی سیدی محمد عثمان اجازہ الحاج دوست محمد القندہاری اجازہ

الشاہ احمد سعید اجازۃ الشاہ ابوسعید اجازۃ الشاہ عبدالعزیز اجازۃ الشاہ ولی اللہ الدہلوی قال ولی اللہ الدہلوی قرأت القرآن کلہ علی محمد فاضل السندی قال تلوتہ علی الشیخ القرا عبدالخالق قال قرأت علی الشیخ البقری والبقری تلا علی الشیخ عبدالرحمن الیمنی قرء علی والدہ الشیخ سحادۃ الیمنی قرء علی الشیخ ابی نصر الطبلاوی قرء علی الشیخ الاسلام ذکریا بتلاوتہ علی برہان القلقشندی والرضوان ابی نعیم العقبی قرء کل منہما علی محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری صاحب کتاب النشر قال الجزری قرأت القرآن علی ابی العباس احمد بن الحسین قال قرأتہ علی والدی قرأ علی ابی محمد القاسم قال قرأت علی احمد بن علی ومحمد بن سعید ومحمد بن ایوب قال کل منہم قرأت علی علی بن محمد البلنسے قرء علی سلیمان بن نجاح قال قرأت علی مؤلف التیسیر ابی عبداللہ الدانی قرء علی طاہر بن غلبون قرأ علی علی بن محمد المقری قرء علی احمد بن سہیل قرء علی عبید بن الصباح قرء علی حفص قرء علی عاصم واخذ عاصم القرآن عن عبید بن حبیب وعن زر بن حبیش اما عبید بن حبیب فعن عثمان بن عفان وعلی ابن ابی طالب وابی بن کعب وزید بن ثابت وابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واخذ زر عن عثمان بن عفان وابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ و سادا اتنا معہم اجمعین۔

مبشرات

رائت سیدی محمد عثمان الطالقانی تفسیر القرآن صغیر الحجم فقلت اہو تفسیر جمیع القرآن قال نعم ورائیت انی اُعلّمت التفسیر من الرب تعالٰی ورائیت انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اخذنی فی حجرہ وادخل لسانہ المبارک فی فمی والقی لعابہٗ فی فمی ورائیت ان علیاً رضی اللہ تعالٰی عنہ یامرنی بتصنیف تفسیر القرآن ورائیت ان اللہ...... تبارک وتعالٰی یقول لی غفرت لک ولمن اتبعک رائیت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عانقنی وذہب بی فی معانقتہ علی الصراط ای پل صراط رائیت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب لے عہدنامہ...... ختم علیہ بیدہ المبارک وکان معہ اکثر الاکابر وعوت عند بیت اللہ الحرام ثم جئت عند رسول اللہ علیہ وسلم فقلت الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ فعانقنی صلی اللہ علیہ وسلم وعلمنی اللطائف والاذکار ورائیت انہ یسقط فامسکتہ واعصمتہ من السقوط فعبرت فی ذلک الوقت ان المراد اقامۃ دینہ...... ومحو الشرک قیل لی من یخالفک فی التوحید ہم دجالون کذابون وقعدت عند مزار الامام الربانی فقال لی فی المکاشفۃ بیان مسئلۃ التوحید اعلی درجۃ من السلوک رائیت الانبیاء کلہم من آدم الی نبینا صلی اللہ علیہم والسلام کلہم ینادون باعلی نداء ان من دعا غیر اللہ تعالٰی معتقداً انہ یعلم ویسمع فہو کافر۔

تصحیح

کار تصحیح بمقابلہ اصل لفظاً، حرفاً، اعراباً بجہد موفور وسعی نامحصور بامکان بشری حضرت العلامہ مولانا مولوی نور الحق علوی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور ومولانا مولوی جناب حافظ محمد صادق صاحب فاضل دیوبند خطیب جامع پٹولیاں لاہور۔

اہتمام یافت ہو اللہ المستعان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی خَیرِ خَلقِہٖ مُحَمَّدِ المُصطَفٰی وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ اَجمَعِینَ ۔ وامابعد فقیر محمد شاہ عباسی الہاشمی
متوطن قصبہ جوکالیاں ضلع گجرات پنجاب بخدمت طلباء کرام عرض پرداز ہے کہ دنیا میں تفاسیر کلام اللہ سینکڑوں کیا بلکہ ہزاروں کی تعداد میں مل سکتی ہیں
لیکن متعدد معتبر تفسیر میں موزون ربط الآیات والسور کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ ہاں منفرداً ہر ایک آیت شریفہ کے مطالب کو کمول کر بیان کیا گیا ہے۔
لیکن قرآن پڑھتے وقت عقل سلیم رکھنے والے اصحاب کے دلوں میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ جیسے دنیا میں ہر ایک فن کی کتاب کے شروع میں تمہید اور ابواب
اور فصول ہوتے ہیں اور پھر شروع سے لے کر آخر تک کلام مرتبط ہوتی ہے۔ ایسے ہی کتاب اللہ میں تناسب مضامین اور ارتباط آیات کیوں نہیں پایا
جاتا چنانچہ ایک مجذوب کا قصہ کرتے ہیں کہ وہ اکثر تو اُوں اُوں کرتا رہتا تھا۔ اور درمیان کبھی کبھی بے پرکی اڑا جاتا جس کا ماقبل سے کچھ تعلق نہ
ہوتا۔ مثلاً یوں کہتا سے اُوں اُوں درمیان میں ناگاہ یہ بھی کہہ جاتا تھا کہ سکندر بڑا بادشاہ تھا۔ پھر وہی اُوں اُوں۔ اور پھر کہتا تھا کہ انگریز تباہ
ہو جائیں پھر اُوں اُوں کہنے لگ پڑتا۔ پھر کہہ دیتا کہ بکری پہاڑ پر بیٹھی ہے وغیرہ وغیرہ تو گویا قرآن بھی (معاذ اللہ) اس مجذوب کی کلام کے مانند ہے
کہ کچھ تو اُوں اُوں یعنی جو مطلب سمجھ نہیں آتا وہ تو اُوں اُوں ہیں کہ ان کا مطلب سمجھ نہیں آتا۔ اور باقی قرآن دوسری کلام مجذوب کی مانند ہے کہ
معنی اور مطلب تو سمجھ میں آتا ہے لیکن وہ ہے بے ربط چنانچہ ہم قرآن کریم میں یہ دیکھتے ہیں مثلاً سورۃ بقرہ میں توحید کا ذکر چلا آتا ہے بعدہ قتال
کا بیان آجاتا ہے اور قتال کے بیان میں حج کا بیان آجاتا ہے۔ پھر قتال کا اعادہ ہو جاتا ہے تو ساتھ ہی مسائل نکاح وطلاق اور بیع وفروخت
کا تذکرہ بھی شروع ہو جاتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ان امور مذکورہ کا باہمی کوئی علاقہ معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن واجبا کہ ایسی معجز بیان کلام پھر ربط سے خالی
اور محض معرا یہ کاہی ہو ہی نہیں سکتا۔ سو سیدی ومرشدی حضرت استاذی مولنا مولوی حسین علی صاحب مدظلہ العالی زیب فرمائے قصبہ واں بھچراں
ضلع میانوالی پنجاب نے اس مہتم بالشان کام کی طرف توجہ فرمائی رویائے صادقہ میں آپ کو بار بار بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس
کام کی تاکید وتائید کی گئی۔ اور تائید ایزدی بھی ہمرکاب تھی آخر اس عظیم الشان مہم میں کامیاب ہوگئے۔ اور بنفس نفیس خود ایک تفسیر لکھی جس میں
حل الاشکال کے علاوہ نہایت موزون ربط السور والآیات بیان کیا اس کام کے تکمیل ہوئی عرصہ چالیس سال ہو چکا ہے اور ہر سال علماء کرام بتعداد
کثیر حضرت موصوف کی خدمت میں آکر ترجمہ شریف پڑھتے رہتے ہیں اور کلام الٰہی کا حظ اٹھاتے رہتے ہیں۔ اس سال ۱۳۹۰ھ کے دورہ قرآن مجید
میں مجھے بھی شریک ہونے کا فخر حاصل ہوا ہے۔ اور حسب الارشاد حضرت استاد میں نے یہ ارشادات عالیہ قلمبند کئے ہیں۔ جو آپ کے پیش نظر ہیں اور
حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ اس تفسیر میں حضرت استاذ کا فرمودہ ارتباط اور تناسب پورا پورا بیان کیا جاوے گا۔ اگر کوئی کمی یا نقص رہ جائے
تو قارئین کرام حضرت استاذ صاحب سے دریافت کرکے حاشیہ پر تصحیح فرماتے رہیں۔ (رہین منت ہونگا) ذیل میں چند اصطلاحات اور فوائد اختصاراً
بیان کر دیتا ہوں۔ جو تقریرات ہذا کے مطالعہ میں طلباء کرام کو ممد اور مؤید ہوں گے۔ (۱) قرآن میں گویا چار باب ہیں۔ (اوّل) الحمد سے لے
کر سورہ انعام تک۔ (دوم) انعام سے تا کہف (سوم) کہف سے سبا تک (چہارم) سبا سے والناس تک۔ پہلے باب میں اکثر

بیادی ہیں یعنی یہ بیان ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ دوسرے میں اکثر یہ ہے کہ تربیت خلق اور تخت اور بادشاہی بھی اسی کی ہاتھ میں ہے تیسری میں یہ بیان ہے کہ برکات دہندہ اور نفع نقصان دینے والا صرف وہی ہے چوتھے میں اکثر نفی تشفیع قہری اور قیامت کا بیان ہے اور قرآن کریم کے ان چاروں ٹکڑوں میں اصل مدعا اور مضمون توحید ہے۔ اور سب بابوں میں توحید پر پُر زور بحث ہے۔ (۲) جباریت یعنی جب انسان گناہ و کفر سے بار بار روکنے سے باز نہیں آتا۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس بندے سے ہدایت اور ایمان کی طاقت سلب کر لیتا ہے کما قال۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ۔ یہ جبر اور ظلم نہیں بلکہ جباریت ہے۔ اعنی پہلے تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا ہے پھر پیغمبر اور کتاب بھیجنے سے رستہ ہدایت کا دکھاتا ہے جب وہ آدمی عناد اور کفر کے سبب سے راستہ ہدایت کو قبول نہیں کرتا تو پھر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ چونکہ سب کچھ کا مالک ہے اپنے غضب سے اس شخص سے مت ایمان چھین لیتا ہے یعنی اسکو ایمان کی طرف آنے ہی نہیں دیتا ختم اللہ علی قلوبہم کے درجہ میں آجاتا ہے اسکو جبر نہیں کہا جاتا۔ کما قیل۔ ؎

ایں نہ جبر معنی جباریست　　　　معنی جباریت زاری ست

کیونکہ اللہ تعالیٰ اسباب پر قادر ہے کہ وہ کفر سے باز نہ آنے والوں سے طاقت ایمان سلب کرے کما قال۔ وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ (بقرۃ)۔ (۳) ربط القلوب) یہ ختم علی قلوبہم کے مقابلہ میں ہے جب انسان ہدایت کے رستہ کو قبول کرتا ہے اور اسلام پر بیکار رہتا ہے اور اللہ اور رسول کی تابعداری اس کے دل میں رچ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ایمان پر محکم کر دیتا ہے اور پھر وہ گمراہ ہونے سے محفوظ رہتا ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ الخ (حجرات) (۴) احسانات برائے دفعیہ عذاب کے ذکر کئے جاتے ہیں یعنی تم مخلوق کے ساتھ احسان کرو تم سے عذاب ٹل جائے گا۔ گویا یہ دفعیہ عذاب کا حیلہ بتلایا۔ (۵) نماز تالف بین المسلمین اور دفع عذاب تنگی کا ذریعہ ہے (۶) قرآن میں اکثر دو مرتبے اہلی یعنی کفر اور ایمان کا ذکر کیا جاتا ہے۔ باقی اعمال کی جزا، اور سزا کو متعائیت پر چھوڑا گیا ہے۔ (۷) جس سورت کے ابتدا میں قرآن کا لفظ مذکور ہے اس سورہ میں کوئی ایسا واقعہ ضرور مذکور ہوتا ہے جو کہ پہلی کتابوں میں نہیں ہوا تھا۔ اور جہاں لفظ کتاب ہو تو وہاں کتب سابقہ اور انبیا وغیرہ کے بیانات ہوتے ہیں۔ اور جہاں قرآن اور کتاب دونوں ہوں وہاں دونوں باتیں ہوتی ہیں (۸) ابتدا سورت میں اگر لفظ مبین ہو تو اکثر دلائل نقلیہ سورت میں مذکور ہوتے ہیں۔ اگر لفظ حکیم ہو تو اکثر دلائل عقلیہ اور اگر دونوں ہوں تو دونوں۔ (۹) اصلی دعویٰ یعنی توحید پر دلائل اربعہ ذکر کئے جاتے ہیں۔ (۱) وحی بطریقہ دلیل یعنی رسول صلعم اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ مامور من اللہ ہیں (ب) دلیل عقلی یعنی جسے عقل تسلیم کرے کہ غیر اللہ اس کام پر قادر نہیں مثلاً۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وغیرہ (ج) دلیل نقلی یعنی سابقہ انبیاء وغیرہ کے قول و فعل جو دعویٰ توحید کے مؤید میں پیش کئے جاتے ہیں (۱) یا تو ان کا حال بتلایا جاتا ہے کہ وہ توحید پرست تھے۔ (۲) اور یہ کہ وہ خود لوگوں کو توحید کی تبلیغ کرتے تھے۔ (د) دلیل علی سبیل الاعتراف یعنی کفار و مشرکین سے مناظرہ میں توحید کا اقرار لیا جاتا ہے۔ (۱۰) قرآن میں اصل توحید ہے۔ احکام بالتبع مذکور ہیں۔ (۱۱) ایک مطلب کی آیات بار بار تاکید کے لئے لائی جاتی ہیں۔ جیسے حج کے خطبوں میں مناسک حج بار بار تاکید اور یاد دہانی کے لئے بیان کئے جاتے ہیں (۱۲) اقسام القرآن بطور شواہد مدعیٰ ہیں چنانچہ کہا گیا ہے۔ ؎ قسم بلب بگوں تو و زلف شبگوں تو کہ تو محبوب دلربائی۔ (نوٹ) کسی کو بڑا سمجھکر از روئے تعظیم اسکی قسم کھائی اس خوف سے کہ اگر میں نے قسم کو پورا نہ کیا تو وہ بڑی ہستی مجھے ضرر پہنچائے

گی۔ ایسی قسم غیر اللہ کی اٹھانی شرک ہے۔ (معاذ اللہ) اس کے سوا دُعا، یا بددُعا یا شاہد مدعی بناکر قسم غیر اللہ کی اٹھانی جائز ہے (دُعا) مثلاً لعمرک اللہ لافعلن کذا۔ (بددعا) جیسے حسان ؓ بن ثابت نے قسم اٹھائی تھی۔ ثکلت بنیتی ان لم تروھا۔ تثیر النقع من طرفی کداء یعنی گم بیٹیوں کا دیکھوں اگر تم گھوڑوں کو اطراف کداء (پہاڑی) غبار اڑاتے نہ دیکھوں حضرت صلعم نے اطراف کداء میں گھوڑے دوڑا کر حضرت حسان ؓ کی قسم کو پورا فرمایا۔ اور شاہد مدعی جیسے قسم رب میکوں تو الخ مذکورہ بالا۔ (۱۳) اکثر مضامین بلحاظ لف نشر مرتب یا غیر مرتب ایا علی سبیل الترقی یا علی سبیل التنزل بیان کئے گئے ہیں۔ (۱۴) قرآن میں شرک اعتقادی کی نفی اکثر اور شرک عملی کی نفی چند جگہ مذکور ہے (۱۵) علم الغیب سے مراد قرآن میں قدرت علی الغیب ہے یعنی امر کے سوا غیب کا جاننا کسی کے قابو میں نہیں ہے۔ (۱۶) ولیعلم وغیرہ کی واؤ میں تین مذہب ہیں۔ (۱) معطوف علیہ محذوف نکالتے ہیں یا (۲) ماقبل کی کلام میں کسی پر عطف کرتے ہیں۔ یا (۳) واؤ زائدہ ہے۔ (۱۷) خدا تعالیٰ کسی قوم کو گناہ یا کفر کے بدلے ہلاک نہیں کرتا۔ بلکہ قوم جب فہمائش الٰہی کے خلاف ہوکر اس کو ستاتی ہے تو اس کے معاوضے میں تباہ کردی جاتی ہے۔ ؎

ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد   تا دلے صاحبدلے نامد بدرد

(۱۸) آ، میدہ۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا (بنی اسرائیل پ۱۵) اور جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ (القمر پ۲۷) (۱۸) پہلی پچاس سورت میں اکثر توحید ہے اور باقی میں اکثر قیامت (۱۹) او خال الٰہی یعنی پہلے مثلاً کوئی قصہ یا کوئی خاص کلام آرہی ہے تو درمیان میں کسے اور مضمون کی آیت یا آیات آجاتی ہیں جو کر پہلے مضمون کے ساتھ بطور ثمرہ یا تاکید وغیرہ مرتبط ہوتی ہیں۔ (۲۰) انما کا معنی حصر والا یعنی ما الا نہیں ہے بلکہ اس کا معنی پختہ بات بھی آتا ہے۔ (ازرضی کافیہ) چنانچہ قرآن مجید میں اکثر معنی ثانی مستعمل ہو (۲۱) اَلَمْ تَرَ اور اَرَءَيْتَ وغیرہ کا معنی اور متعلقہ بحث اس کی تفسیر ہذا میں سورت مجادلہ کے ساتھ دیکھیں۔ اور کلما وغیرہ (یعنی حروف عاطفہ پر جب ہمزہ استفہام داخل ہو) کی تحقیق اگر مطلوب ہو تو تفسیر ہذا میں سورت بقرہ کی آیت اوکلما عاھدوا عھدا کے ساتھ تتمہ ملاحظہ فرمایا جاوے۔ (۲۲) الا بمعنی لاکن یعنی استثناء منقطع ایا کرتی ہے اور الا کا مابعد لکن کا اسم ہوتا ہے اور خبر کبھی محذوف ہوتی ہے اور کبھی مذکور (رضی کافیہ) (۲۳) اسلم فقد دخل الجنۃ۔ قال الاستاذ حضرت سیدنا۔ قال الرضی فی صـ۲۲ فی شرح قول صاحب الکافیہ والفاء بشرطین مابعد الفاء مبتدا محذوف الخبر وجوبا انما اخترنا ھذا لئلا قولھم ان مابعد الفاء بتقدیر مصدر معطوف علی مصدر الفعل المقدم تقدیرا فتقدیر زرنی فاکرمك لیکن منك زیارۃ فاکرام منی لان فاء السببیۃ ان عطفت فھو قلیل فھی انما تعطف الجملۃ علی الجملۃ وکذا نقول فی الفعل المنصوب بعد الواو وانھا لیست للعطف فھی اذن اما واو الحال فالمضارع بعدھا فی تقدیر مبتدا محذوف الخبر وجوبا فمعنی قم واقوم قم وقیامی ثابت واما بمعنی مع فمعنی قم واقوم قم مع قیامی وعلی تقدیر النحاۃ قراءۃ النصب فی کن فیکون لتشبیہ بجواب الامر وعلی تقدیر قول الرضی الامر یحمل (۲۴) فی الرضی فی باب افعال القلوب اما قولھم اریت زیدا ما صنع (بمعنی اخبرنی) النصب فیہ واجب ومعنی ارءیت اخبر وھو منقول من رأیت بمعنی ابصرت اوعرفت کانہ قیل ابصرتہ وشاھدت حالتہ العجیبۃ اخبرنی عنھا۔ فلا یستعمل الا فی الاستخبار عن حالۃ عجیبۃ لشیٔ۔ وقد یوتی بعدہ بالمنصوب الذی کان مفعولا لرأیت نحو ارءیت زیدا ما صنع وقد یحذف نحو ارءیتکم ان اتاکم عذاب اللہ الآیت۔ وکم لیس بمفعول کما یجیئ بل ھو حرف خطاب۔ ولابد سواء اتیت بذلك المنصوب ولم تأت بہ من استفھام ظاھرا

اومقدرٌ یبین الحال المستخبر عنها فالظاهر نحو ارئیت زیدًا ما صنع وارئیتکم ان اتاکم عذاب اللہ بغتةً اوجھرة ھل یہلک الا القوم الظالمون وارءیتم ما تدعون من دون اللہ اورونی ماذا خلقوا - والمقدر ارئیتک ھذا الذی کرمت علی لئن اخرتن ای ارئیتک ھذا المکرم لم کرمتہ . وقولہ لئن اخرتن کلام مستانف وقد یکون الجملة المتضمنة للاستفہام جوابا للشرط کقولہ تعالی ارئیتکم ان اتاکم الآیہ . وقولہ ارأیت الذی ینھی عبدًا اذا صلی الی الم یعلم وقولہ ارءیت ان کان کرر ارءیت للتاکید ولا محل للجملة المتضمنة لمعنی الاستفہام لانہا مستانفة لبیان الحال المستخبر عنہا . کانہ قال المخاطب لما قلت ارءیت زیدًا عن ای شئ من حالہ تسال نقلت ما صنع فھو بمعنی قولک اخبرنی عنہ ما صنع ویلحق الکاف الحرفیة بارأیت الذی بمعنی اخبرنی فاستغنی بتصریف الکاف تثنیة وجمعًا وتانیثًا عن تصریف تاء الخطاب فبقی التاء مفردة مفتوحة سواء کان المخاطب مذکرًا او مونثًا مفردًا او مثنی او مجموعًا انتھی کلام الرضی ۔ (۲۵) یعنی آیات توحید عقلیہ اور نقلیہ میں حصر ہے ۔ (۲۶) سیاق عبارت سے جو مسئلہ نکلے وہ قرآن مجید میں کثیر اشارتاً بیان کیا جاتا ہے . اور جو سیاق سے معلوم نہ ہو . وہ صراحتہً مذکور ہوتا ہے تاکہ دونو مسئلے مذکور ہو جائیں ۔ (۲۷) قرآن شان نزول کا محتاج نہیں ہے ۔ اور تفسیر قرآن جو شان نزول کے ساتھ قصے بنی اسرائیل وغیرہ کے لکھتے ہیں وہ معتبر نہیں ہے کذا قال اللہ شاہ ولی اللہ صاحب وقیل اضر الاشیاء فی تفسیر القرآن شان النزول (۲۸) یاد رہے کہ تفسیر ہذا میں کثیر جگہ آیات کا ماحصل معنی لیا گیا ہے . نیز بعض جگہ ارتباط میں آیات کی ابتدا اور انتہا مذکور ہے اور بعض جگہ فقط ابتدا پر کتفا کیا گیا ہے بہرحال کوئی آیت بفضل الٰہی چھوڑی نہیں گئی ۔ (۲۹) حضرت استاد مدظلہ العالی تدریس کے وقت ترجمہ شاہ ولی اللہ صاحب اور شاہ عبدالقادر صاحب کا اور تفاسیر میں سے خازن و مدارک کو اکثر پاس رکھتے تھے گاہ بگاہ تفسیر کبیر اور شاذ و نادر تفسیر جلال الدین اور حقانی کی بھی ضرورت پڑ جاتی تھی صراح سے لغت کی تحقیق فرماتے تھے اور رضی سے نحو کی فلحفظ ایہا الطالب ینفعک ھذہ المطالب ان شاء اللہ تعالی وقت التدریس ۔ (۳۰) تفاسیر سابقہ ربط سے اس لئے خالی ہیں کہ رسول خدا صلعم اور صحابہ کرام سے ربط مضامین وآیات مروی نہیں . اور باقی صحابہ کرام نے حضور صلعم سے ربط اس لئے نہ پوچھا کہ وہ اہل لسان تھے اور وہ قرائن حال وطرق مقال کے مطابق کلام الٰہی کو مرتبط پاتے تھے یہ مشکل تو ہم پر پڑی کہ ہم نہ تو اہل لسان ہیں اور نہ اچھی طرح عربی دان ہیں خصوصًا محاورات عربی اور قرائن حال ومقال سے تو بالکل ناواقف پھر ربط قرآن کو معجز اور افصح الکلام ہے کس طرح سمجھیں ۔ لہٰذا مطابق ضرورت کارساز وعالم حقیقی نے ہمارے رفع مشکل کے لئے حضرتنا ممدوح فی الصدر کو اس کام اہم عام وخاص کی طرف الہام فرمایا جس سے مخدومنا موصوف نے یہ کام سرانجام فرماتے ہوئے مانند ابر کرم ہر خشک لب کو باران مضامین لطیفہ سے سیراب فرما کر تازہ روئی فرمایا . اللہ تعالی انکو جزائے خیر دیوے ۔ والحمد للہ رب العلمین والصلوة والسلام علی سیدنا محمد المصطفی وعلی الہ واصحابہ اجمعین ۔ آمین یا ارحم الراحمین ۔ فقط ۔

یہ تقریریں جو آگے آتی ہیں حضرت صاحب نے غلام خان سے قلمبند کروائی ہیں اور بذات خود ان پر نظر فرمائی ہے ۔

ے جیسا یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ الی آخرہ

عہ یہاں سے منسیہ سے ناقل کا آخر تک ۔

نجدی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ فاتحہ مکیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ اٰمِيْن۔ اوّلاً یہ معلوم کرنا چاہیے کہ سورہ فاتحہ خلاصہ سب قرآن شریف کا ہے۔ اور الحمد للہ کا خلاصہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا خلاصہ با میں ہے۔ یہ امام ربانی صاحب نے مکتوبات میں لکھا ہے از حضرت علی کرم اللہ وجہہ (ثبوت دعویٰ) قرآن شریف کے چار حصے ہیں۔ اور ہر ایک حصہ الحمد سے شروع کیا گیا ہے۔ ایک حصہ الحمد سے لے کر سورہ انعام تک اس میں احوال پیدائش کے زیادہ ہونگے۔ اور اکثر مضامین اس کے متعلق ہونگے۔ اگرچہ اور مضامین بھی مذکور ہونگے۔ اور دوسرا حصہ سورۃ انعام سے لے کر سورہ کہف تک اس میں احوال تربیت کے اکثر ہونگے یعنی پیدا کرنے والا بھی وہی ہے۔ اور بعد پیدا کرنے کے تربیت کنندہ بھی وہی ہے۔ اور تیسرا حصہ سورہ کہف سے لے کر سورۃ سبا تک ہے۔ اس میں ذکر اکثر یہ ہوگا کہ برکات دہندہ وہی ہے اور تخت بادشاہی پر خود آپ ہی ہے۔ لہذا سب کچھ دینے والا وہی ہے۔ اور چوتھا حصہ سورۃ سبا سے لے کر آخر تک ہے اس میں نفی تشفیع اور احوال قیامت کا ذکر اکثر ہوگا جب یہ معلوم ہو گیا کہ قرآن کے چار حصے ہیں تو یہ معلوم کرنا چاہیے کہ قرآن شریف کا خلاصہ حوامیم ہیں جیسا کہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ لکل شیٔ لباب ولباب القرآن الحوامیم۔ اور حوامیم کا مبدء سورۃ زمر ہے جب یہ بات مقرر ہو گئی اب یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ سورۃ فاتحہ میں بھی یہی سب امور مذکور ہیں۔ پہلا حصہ الحمد للہ سے مذکور ہے کیونکہ اللہ سے مراد وصف مشہور ہے۔ جیسا کہ لکل فرعون موسٰی سے لکل مبطل محق مراد لیتے ہیں لہذا اس جگہ مراد الحمد للہ سے الحمد للخالق۔ یعنی سب صفات آلہیہ اس ذات کیواسطے ثابت ہیں جو کہ پیدا کرنے والا ہے۔ اور دوسرا مرتبہ رب العلمین سے مذکور ہے یعنی پیدا کرنے کے بعد تربیت کنندہ بھی وہی اور دینے والا بھی وہی ہے اور تیسرا مرتبہ الرحمٰن الرحیم سے مذکور ہے۔ اور رحیم صیغہ صفت مشبہ کا ہے یعنی بالطبع ہے یعنی رحم اسکی ذات پاک کو لازم ہے۔ اور یہی فرق ان دونوں کے مابین مدارک نے کہا ہے کہ ہر دو صیغے صفت کے ہیں۔ احدھما ارق من الاٰخر ہے۔ اور جو فرق کہ مشہور ہے کہ رحمٰن کا معنی دنیا اور آخرت میں رزق دینے والا اور رحیم کا معنی آخرت میں دینے والا خاص مومنین کو وہی ہے۔ یہ فرق معتدبہ نہیں ہے لہذا جب دونوں کا معنی معلوم ہو چکا تو یہی حاصل ہوا کہ تخت بادشاہی پر آپ ہے۔ اور برکات دہندہ وہی ہے۔ اور اس کے واسطے رحیم ملتا ہے جیسا کہ سورۃ سبا کے ابتدا میں ھو الرحیم الغفور ملتا ہے۔ برکات دہندہ ہونے کے واسطے۔ اور چوتھا حصہ مالک یوم الدین سے مذکور ہے یعنی مالک یوم الجزاء کا خود ہے اور تشفیع قہری کوئی نہیں ہے۔ اس جگہ چار حصے مذکور ہوئے اور اس کے بعد ایاک نعبد سے خلاصہ سورۃ زمر کا بیان کیا گیا کیونکہ سورۃ زمر کا خلاصہ فاعبد اللہ مخلصین لہ الدین ہے اور ایاک نستعین سے خلاصہ حوامیم کا ذکر کیا گیا ہے یعنی قضاء حاجات میں تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ کو ہی پکارتے ہیں اور یہی خلاصہ حوامیم کا ہے جیسا کہ حم مومن میں مذکور ہے۔ فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون پس اب سورۃ فاتحہ کا خلاصہ ہونا واسطے قرآن شریف کے ظاہر ہو گیا کیونکہ اولاً سب قرآن کے حصص مذکور ہو گئے ہیں

اور پھر اس کے بعد لباب القرآن کا خلاصہ بھی مذکور ہو گیا۔ اور لباب القرآن کے مبدء کا خلاصہ بھی مذکور ہو گیا۔ اب یہ معلوم کرنا چاہئے کہ سورۃ فاتحہ کا خلاصہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہے۔ کیونکہ اس میں ان حصص میں سے دو حصے ذکر کئے گئے ہیں اول اور ثالث اور درمیان میں دوسرا ترک کیا گیا ہے۔ لہذا وہ بھی ضمناً مذکور ہو گیا جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں ابتداء اور انتہا کا مالک ہے یعنی تمام کا مالک ہے۔ اور باء جارہ کا متعلق استعین محذوف ہے یعنی تجھ سے ہی مانگتے ہیں۔ اور تجھ کو ہی پکارتے ہیں۔ یہ خلاصہ حم والا بھی آگیا ہے۔ اور جس وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو شروع کیا جائے تو ابتداء میں ہی باء جارہ کے متعلق کا خیال آتا ہے کہ استعین مقدر ہے۔ لہذا اب میں اصل خلاصہ اور مدعا مذکور ہو گیا اب اس مقام میں ایک اعتراض قوی وارد ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ کو خلاصہ قرآن کا بنانا غلط ہے۔ کیونکہ قرآن میں تو باقی احکام مثلاً آپس میں قتل نہ کرو اور ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ۔ اور حج اور طلاق وغیرہ کے احکام کا بھی ذکر ہے۔ حالانکہ اُن کے متعلق فاتحہ میں تو کوئی ذکر نہیں آیا۔ الجواب حاصل یہ ہے کہ باقی احکام سے بھی غرض صرف توحید ہوتی ہے۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ کا مجمل خلاصہ یہ ہے کہ ابتداء سے پہلے توطیہ تمہید بیان کرکے یاایھا الناس اعبدوا سے لے کر واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس شیئا ولا یقبل منها عدل ولا تنفعها شفاعة ولا هم ینصرون تک توحید کا ذکر ہے۔ اور پھر اس کے بعد واذ ابتلی ابراھیم سے لے کر آخر پارہ تک اثبات رسالت کا ذکر ہے اور پھر اس کے بعد سیقول سے لے کر خالدین فیها لا یخفف عنهم العذاب ولا هم ینظرون تک دفع شبہ ہے اور اس کے بعد والٰهكم اله واحد لا اله الا هو الرحمٰن الرحیم سے لے کر یاایها الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی الحر بالحر، کو ع اسکے شرک فعلی کی نفی ہے حاصل ان ارباع خمسہ میں توحید کا ذکر ہے اور اسکے بعد ان ارباع خمسہ میں ذکر احکام ہے لیکن یاایها الذین امنوا کتب علیکم القصاص سے لے کر ان اللہ غفور الرحیم تک یہ ذکر ہوا کہ آپس میں قتل نہ کرو اور مال غیر کا نہ کھاؤ۔ اور پھر یاایها الذین امنوا کتب علیکم الصیام والے رکوع میں مسئلہ صوم کا ذکر کرکے آخر لا تاکلوا اموالکم بالباطل سے بیان کیا گیا کہ غیر کا مال نہ کھاؤ۔ اور درمیان میں صوم کا اس واسطے ذکر کیا گیا کہ صوم کی وجہ سے ان دونوں امور سے محفوظ رہو گے یہ ایک علاج بتلایا گیا۔ اور اس کے بعد وقاتلوا فی سبیل اللہ سے ذکر کیا گیا آپس میں قتال نہ کرو اور مال بھی نہ کھاؤ۔ اور تمہارا فرض منصبی یہ ہے کہ اسلام کے رہتے میں قتال کرو اور پھر حج کا ذکر کیا گیا اس واسطے کہ تم اس جگہ جاکر دعا مانگو کہ اے اللہ ہم کو کفار پر فتح بخش جیسا کہ جعل اللہ الکعبة البیت الحرام قیاما للناس سورۃ مائدہ سیپارہ ہفتم سے معلوم ہوتا ہے اور درمیان میں نکاح اور طلاق کا مسئلہ ذکر کیا تاکہ تمہارا آپس میں انتظام رہے پھر حکم فرمایا کہ کافروں کے ساتھ قتال کرو۔ اور بیع اور شراء کے احکام بیان کرکے پھر قتال کا حکم دیا گیا حاصل یہ کہ ان ارباع خمسہ میں آپس میں قتال نہ کرنے کا حکم اور مال نہ کھانے کا حکم اور نکاح اور طلاق اور بیع شراء کے احکام واسطے انتظام اور توافق کے آپس میں بتلائے گئے یعنی تاکہ مسلمانوں کا آپس میں توافق ہو تاکہ کفار کے ساتھ جنگ میں بااتفاق اور یکدل ہو کر قتال کریں اور حکم قتال کا ہر ایک مسئلہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے پس معلوم ہوا کہ ان امور کا ذکر کرنا مقصود نہیں ہے۔ بلکہ غرض ان سے توافق کی ہے کہ بغیر موافقت کے جنگ نہیں ہو سکتی غرض اصلی قتال ہے اور قتال سے غرض شرک کی نفی اور اثبات وحدانیت باری تعالیٰ کی ہے۔ لہذا اخیر میں جب یہ ثابت ہوا کہ غرض محض توحید ہے اسی واسطے سورۃ فاتحہ کو خلاصہ قرآن قرار دیا گیا ہے۔ ع

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

(تحقیق سورہ فاتحہ) الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین الخ الحمد کا معنی جیسا کہ مشہور ہے کہ ہر حمد ہر ایک حامد سے ہر ایک زمانے میں خاص ہے واسطے اللہ کے۔ جیسا کہ فاضل لاری نے کہا ہے اس معنی پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ کئی صفات واسطے کفار کے کئے جاتے ہیں اور کئی صفات کاریگروں کیلئے کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح کفار اپنے اصنام کی صفت کیا کرتے ہیں۔ کیا یہ سب اوصاف صفات اللہ کے لئے ہیں (العیوذ باللہ من ذلک) اس کا جواب صاحب شرح شرح مائۃ عامل نے دیا ہے کہ تمام مخلوقات مصنوع ہیں اور باری تعالے اوصاف باری تعالے کے اوصاف ہونگے لیکن نہایت تعجب کا مقام ہے کہ اگرچہ اللہ تعالی صانع تو بے شک ہے لیکن اوصاف مخلوق کے باری تعالی کے اوصاف کس طرح ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں کبڈی اچھی کھیلا ہے۔ کھانا اچھا کھا لیتا ہے علی ہذا القیاس باقی بافعال نفسانی آدمی تو متصف ہوتا ہے کیا پھر خدا تعالی بھی نعوذ باللہ موصوف ہو گیا ہے۔ نعوذ باللہ من ھذہ الاقوال القبیحۃ التی لا یلیق بشان اللہ تعالی علوا کبیرا۔ بلکہ معنی حق یہ ہے کہ صفات فاعلیہ خاص اللہ کے واسطے ثابت ہیں یعنی خالقیت و رازقیت وغیرہ اللہ کے واسطے ثابت ہیں اصنام وغیرہ کے لئے نہیں ہیں۔ یعنی اے کفار کہ جو تم اوصاف اپنے اصنام کی کرتے ہو ایسے اوصاف جو کہ خاص ہیں اللہ تعالی کے ساتھ وہ انکے واسطے ثابت نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ تعالی کیواسطے ثابت ہیں۔ پھر اس کے بعد رب العلمین الرحمن الرحیم ملک یوم الدین سے علۃ بیان کی گئی ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ پہلے حکم بیان کر کے متصل اسکی علۃ بیان کیجاتی ہے یا وہ چیز بیان کی جاتی ہے جو بمنزلہ علۃ ہوتی ہے یعنی یہ اوصاف اللہ کے واسطے ثابت ہیں کیونکہ تربیت کنندہ صرف وہی ہے۔ اور تخت بادشاہی پر وہی ہے اور مالک یوم الجزا کا بھی وہی ہے دوسرا کوئی نہیں تاکہ اس کے واسطے بھی یہی اوصاف ثابت ہوں۔ فانظر فی ھذا المقام بالنظر العمیق حتی یاتی لک الیقین ھذا من مزلۃ الاقدام۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ ثمرہ ہے ماقبل کا یعنی جب اوصاف الہیہ اللہ کے واسطے ہیں یعنی رب العلمین اور رحمن رحیم اور مالک یوم الدین وہی ہے قولوا ایاک نعبد وایاک نستعین۔ العبادۃ لغت میں غایت التعظیم کو کہتے ہیں اور ہندی میں اس کا معنی بندگی ہے یعنی اعتقاد کرنا کہ متصرف یعنی مارنے والا زندہ کرنے والا رزق دینے والا اور مثل ان کے ایک اللہ تعالی ہے اس کا نام عبادۃ اعتقادیہ ہے۔ اور جو فعل تعظیم پیدا ہوا اس اعتقاد سے وہ عبادت عملیہ ہے اور یہی فرق ہے درمیان تعظیم اور عبادت کے یعنی فارق درمیان دونوں کے محض نیت ہے یعنی جو تعظیم کسی چیز کی باعتقاد صفات الوہیہ کرے وہ عبادت ہے تعظیم نہیں ہے۔ اور جو کسی کو خالق یا تربیت کنندہ یا شفیع غالب یا حاضر ناظر عالم مغیبات خیال کرے یہ شرک فی الاعتقاد ہے۔ اور جو فعل تعظیم ناشی اس اعتقاد سے ہو تو وہ شرک فی الاعمال ہے۔ جیسا کہ اگر بت کی تعظیم کے لئے اس اعتقاد کے ساتھ جاوے تو یہ شرک ہے۔ باقی فعل علی ہذا القیاس اور اگر فعل تعظیم ناشی اس اعتقاد سے نہ ہو تو وہ تعظیم ہے شرک نہیں ہے جیسا کہ استاذ اور پیر کی خدمت میں دو زانو ہو کر قعود کرے لیکن اگر اصنام کے آگے اسی طرح کرے تو شرک ہوگا۔ پیر استاذ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دے تو شرک نہیں ہے تعظیم ہے لیکن چند افعال تعظیم بھی شریعت محمدی میں مطلقا منع ہے۔ مثلاً حلف بغیر اللہ تعظیم اصنام اگرچہ اعتقاد شرکیہ نہ ہوں۔ بلکہ تصویر ذی روح کی بنانی بھی منع ہے اور اسی طرح سجدہ تعظیم سوا اللہ کے اور کو منع ہے اور جو اعتراض بعض نے کیا ہے۔ اور سجدہ لغیر اللہ جائز کیا ہے اور کہا ہے کہ دلیل قرآن ہے۔ آیت واذ قلنا للملئکۃ اسجدوا لادم فسجدوا الا

ابلیس ۔ اور کیا یہ نص قطعی ہے ۔ اور اس کی ناسخ حدیث نہیں ہو سکتی ۔ اور قرآن میں بھی کوئی آیت اس کی ناسخ نہیں آئی اسی طرح اولیا کرام سابقہ
سے بھی نقل کیا ہے کہ لوگ انکو سجدہ کرتے تھے اور انہوں نے منع نہ کیا یہ سب غلط فاحش ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ دو حکم ہیں ایک تو یہ حکم سابق جو
ملائکہ کو کیا گیا تھا ۔ وہ بے شک قطعی ہے اور ایک یہ ہے کہ ہم پر سجدہ کرنا بوجہ حکم سابق کے واجب ہو یہ بالکل قطعی نہیں بلکہ یہ قیاسی مسئلہ ہے اس
میں اصولیوں کا نزاع ہے آیا ہمارے واسطے احکام سابقہ پر عمل کرنا ضروری ہی یا نہیں اور دوسرا اولیا سابقہ کی لوگوں نے قدمبوسی کی ہے اس
سے سجدہ تعظیم نکال لیا ۔ اور اگر فی الواقع سجدہ تعظیم لوگوں نے کیا بھی ہے تو امر ممنوع کے مرتکب ہوئے ہیں ۔ اور دوسرا ہم الزامی جواب دیتے
ہیں کہ قرآن میں تو احل لکم ما وراء ذلکم آیا ہے اور یہ حکم قطعی ہے اور ناسخ اس کی آپکے زعم میں حدیث تو نہیں ہو سکتی لہذا آپکے
نزدیک سب رضاعیات ماسوا مذکور فی القرآن کے ساتھ نکاح جائز ہوا ۔ اور قرآن میں ہے لا اجد فیما اوحی الی محرما علی طاعم ۔ کتے
وغیرہ کی حرمت کا صریحا ذکر نہیں آیا ۔ اور حدیث سے تو نسخ خصوص آپکے نزدیک بالکل ہو نہیں سکتی لہذا کتا کھانا آپکے نزدیک جائز ہوگا ۔
حاصل یہ ہے کہ سجدہ تعظیم بالکل ممنوع ہے ۔ اسی واسطے رسول اللہ صلعم نے صحابہ کرام کو اپنے آگے سجدہ کرنے سے منع کیا تھا ۔ معلوم نہیں کیا
خیال کیا ہے ۔ یا اس کی ہوش ماری گئی ہے بلکہ بات یہ ہے کہ جس پر مہر جباریت کی جب لگ جائے تو ایسے امور خلاف نص قطعی کے کہنے لگتا ہے ۔ ایاک
نعبد وایاک نستعین کا معنی یہ ہوگا کہ تیری ہی عبادت کرتے ہیں ۔ اور قضاء حاجات میں تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ۔ اور عبادت کی بڑی شاخ ندا
کرنا قضائے حاجات میں ہے ۔ اسی واسطے حدیث شریف میں آیا ہے ۔ الدعاء مخ العبادۃ اور ان الذین یستکبرون عن عبادتی کا معنی
منقول از رسول اللہ صلعم باسناد مرفوع عن دعائی ہے ۔ رواہ ابن جریر مرفوعا ۔ پس حاصل یہ ہوا کہ غیر کو خواہ جن ہو یا ملائک یا ولی یا صنم ہو قضائے
حاجات کیواسطے پکارنا کفر اور شرک ہی ۔ جیسا کہ سورت فاطر میں ہے ۔ ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم
القیامۃ یکفرون بشرککم سے معلوم ہوتا ہے کہ قضائے حاجات میں بلانا خاصہ اللہ تعالی کا ہے کما قال اللہ تعالی فی سورۃ الاعراف وللہ الاسماء
الحسنی فادعوہ بھا اسے لا غیرہ وادعوہ خوفا وطمعا اسے خاصۃ لا غیرہ ۔ فی سورۃ البقرۃ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم
کحب اللہ ۔ یعنی قضائے حاجات میں غیر کو پکارتے ہیں ۔ حالانکہ یہ خاصہ اللہ پاک کا ہے ۔ وقال شرکاءھم ما کنتم ایانا تعبدون فکفی باللہ
شھیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغافلین ۔ پچاس سورتوں میں اسی دعوی کا ذکر ہے اور اسی پر دارو مدار کفر اور شرک کی ہے اور
ایاک نعبد وایاک نستعین کا معنی یہ نہیں کہ مطلق امور غیر اللہ سے طلب کرنے ناجائز ہیں ۔ جیسا کہ بعض نے لکھا ہے اور پھر خود ہی اعتراض
کیا کہ لوگ ایک دوسرے سے پانی وغیرہ اشیاء جو مانگتے ہیں ناجائز ہوگا ۔ اور خود ہی جواب دیا کہ یہ مظہر ہیں یعنی دینے والے کو بھی اللہ نے
قوت دی ہے ۔ اور بذاتہ اس میں قوت نہیں ہی اور حاصل یہ نکالا کہ غیر کو خالق سمجھنا کفر ہے ۔ اور بقوت خداداد کے کوئی کام کسی کا کرے اور
اس سے استعانت کیجائے تو جائز ہے ۔ اسی معنی کو پکڑ کر اس زمانے کے بعض علماء نے یہ مسئلہ نکالا کہ غیر کو پکارنا بھی قضائے حاجات میں جائز
ہے کیونکہ ان کو بھی بذاتہ قوت نہیں ہے بلکہ خداداد قدرت ہوتی ہے ۔ لیکن اپنے آپ سے معنی کرنے اور مسئلے نکالنے سراسر غلطی ہے کیونکہ ہم
کہتے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک دوسرے سے پانی وغیرہ اصحاب کرام طلب نہیں کرتے تھے ۔ اگر طلب کرتے تھے
تو وہ مظہر وغیرہ کا خیال کر کے طلب کرتے تھے اور قرآن میں بار بار آیا ہے ولا یحض علی طعام المسکین ویمنعون الماعون ۔ یہ رسم

اس وقت بھی اور آیا ان کو کہا گیا تھا۔ کہ ایک دوسرے سے پانی وغیرہ طلب کریں تو مظہر کا خیال کر کے طلب کریں۔ اگر مظہر کا خیال کر کے طلب کرنا جائز ہو تو سب اولیاء و اصنام سے بھی طلب کرنے جائز ہونگے۔ کیونکہ کفار اس وقت خالق تو اصنام کو نہیں جانتے تھے جیسا کہ حکایت کی گئی ان سے یہ کہ ما نعبدھم الا لیقربونا۔ ولئن سالتھم من خلقھم لیقولن اللہ۔ خالق تو خود خدا صاحب کو جانتے تھے آیا پھر ما بین مسلمانوں اور کفار کے فرق کیا رہا جب مسلمانوں کے واسطے استعانت غیر اللہ سے جائز ہو گئی جیسا کہ کفار اصنام سے قضائے حاجات غائبانہ طلب کرتے تھے۔ اور آج کل بھی کرتے ہیں۔ وہ کفار بھی یہ خیال نہ کرتے تھے کہ یہ خالق ہیں نعوذ باللہ بلکہ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ میں نفی اسباب کی گئی ہے۔ کہ قضائے حاجات میں غائبانہ غیر کو نہ پکارنا۔ جیسا کہ کفار مکہ پکارتے تھے لہذا یہ معنی خاص کرینگے۔ اور ظاہری استعانت کی منع مراد نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نیک آدمی کی قبر ستر گز فراخ ہو جاتی ہے اور کفار کی تنگ ہوتی ہے اس سے مراد بھی ظاہری فراخی نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ اس کو آسانی ہوتی ہے بخلاف کفار کے۔ اور فراخی سے مراد وہ فراخی نہیں جو ہمیں نظر آتی ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اے اللہ محکم رکھ صراط مستقیم پر یعنی ایاک نعبد وایاک نستعین پر اور الصراط میں الف لام عہد خارجی ہے اور مراد ایاک نعبد وایاک نستعین والا رستہ مراد ہے۔ اور دوسرا معنی یہ ہے کہ اے اللہ دکھا رستہ مستقیم وہ رستہ جو کہ تیرے منعم علیہم والا ہے الانعم علیہ سے مراد نبیین اور صالحین ہیں جیسا کہ اولئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء سے معلوم ہوتا ہے اس معنی بموجب ہدایت سے مراد ہدایت کاملہ ہوگی۔ جیسا کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (عنکبوت) سے مراد ہدایت کاملہ ہے اور ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطا مستقیما میں بھی ہدایت کاملہ مراد ہے وربطنا علی قلوبھم سے مراد بھی یہ ہے کہ پہلے ہدایت کرتے کرتے پھر اپنا مقبول بندہ بنا لیا۔ جیسا کہ مقابلے اس کے کافر بے گمراہی کرتے کرتے اللہ تعالی مہر جباریت کی اس پر مار دیتا ہے جس طرح ہدایت کے دو مرتبے اور دو معنی ہیں اسی طرح ایمان کے بھی تین معنی اور مراتب ہیں جیسا کہ سورت مائدہ سے معلوم ہوتا ہے۔ قال اللہ تعالی۔ لیس علی الذین امنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وامنوا وعملوا الصالحات ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا واللہ یحب المحسنین اس میں پہلے اذا ما اتقوا سے مراد اتقوا عن الشرک ہے۔ کیونکہ شرک سے بچنا اولا ضروری امر ہے اور پھر ثم اتقوا وامنوا سے مراد ایمان کامل ہے جیسا کہ سورت حجرات سے اس کا معنی معلوم ہوتا ہے۔ انما المومنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون۔ اور پھر ثم اتقوا واحسنوا سے مرتبہ اعلی بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ مخلص اور مخلص میں فرق ہے۔ کیونکہ مخلص وہ ہیں جو کہ خدا تعالی انکے دل پر ربط کر دے اور اپنا مقبول بنا دے۔ اور مخلص وہ ہیں جو کہ خود عبادت کرنے والے ہیں اور یہی فرق ہے درمیان مرادان اور مریدین کے۔ صراط الذین انعمت علیھم اس سے مراد یا تو عام معنی مراد ہے اور یا خاص نبیین اور جیسا کہ اولئک الذین انعم اللہ الخ سے معلوم ہوتا ہے۔ اور یہی معنی اس جگہ مناسب ہے۔ کیونکہ اھدنا الصراط المستقیم سے شخص جب دعا مانگتا ہے تو پہلے مومن تو ہوتا ہے لہذا اس دعا سے طلب ترقی کرتا ہے۔ اور یہی مراد ہے۔ قال اللہ وربطنا علی قلوبھم یعنی اپنا مقبول بندہ بنا لئے مقابل کفار مغضوب علیہم کے اور اسی طرح حدیث شریف میں بھی یہی معنی مراد ہے۔ واعملوا ما شئتم قد غفرت لکم۔ یہ جنگ بدر والوں کے حق میں کہا گیا۔ ہاں اگر معنی عام مراد لیں تو یہ معنی ہوگا اے اللہ منعم علیہ والے لوگوں کے

رستے پر مت چلا۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ یعنی مغضوب علیھم اور ضالین والے راستے نہ دکھا۔ اور مغضوب علیھم سے مراد وہ ہیں جن پر مہر جباریت کی ماری گئی ہو۔ اور ضالین سے مراد وہ ہیں جو گمراہ ہوں لیکن مہر جباریت کی نہ ماری گئی ہو جیسا کہ انعمت علیھم سے مراد خاص ہیں اور مراد بھی یہی ہے اور یا عام ہیں اسی طرح ان کے ہر ایک کے مقابلہ ذکر کیے گئے ہیں۔ خاص کے مقابل مغضوب علیھم ہے اور عام کے مقابل الضالین ہے تین فریق کا اس جگہ ذکر ہوا ایک انعمت علیھم دوسرا مغضوب علیھم جن پر مہر جباریت کی لگ گئی ہو۔ اور تیسرا فریق جو کہ ضالین یعنی گمراہ ہوں لیکن مہر جباریت کی نہ لگی ہو اور ان تینوں فریقوں کا حال اب سورہ بقرہ کے ابتدا میں شروع ہوگا۔ یعنی ابتداء سے لے کر أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ تک پہلے فرقے کا اور إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سے دوسرے فرقے کا تا وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ تک اور مِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ سے وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ تک تیسرے فرقے کا بیان ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورہ بقرۃ مدنیۃ

الٓمٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ سے لے کر إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تک تو طیہ تمہید ہے جیسا کہ طریقہ واعظین کا ہوتا ہے کہ اپنے وعظ سے پہلے تو طیہ تمہید بیان کرتے ہیں۔ اس میں ذکر تین فریق کا ہے جو کہ سورۃ فاتحہ میں۔ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ الخ سے مذکور ہیں۔ اور ذکر اس جگہ علی طریق اللف والنشر المرتب ہوگا۔ اول فریق یعنی مومنوں کا ذکر وأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ تک ہے حاصل یہ ہے کہ یہ کتاب ہادی ان کے واسطے ہے جو کہ ضدی نہ ہوں اور وہ دو قسم ہیں ایک تو وہ کہ جن میں تین اوصاف موجود ہیں۔ ایمان بالغیب۔ اقامۃ الصلوٰۃ۔ انفاق المال فی سبیل اللہ۔ یہ سب مرتب ہیں۔ کیونکہ اول تو ایمان بالغیب ضروری ہے پھر اقامۃ الصلوٰۃ۔ پھر انفاق المال فی سبیل اللہ۔ اور دوسرا قسم وہ ہے جو کہ اہل کتاب ہیں۔ جو اپنی کتاب کے ساتھ اور قرآن شریف کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔ یہ دونوں ہدایت پر ہیں اور مفلح فی الجنۃ ہوں گے۔ فریق ثانی کا ذکر إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سے لے کر وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ تک ہے یعنی وہ کافر جن پر مہر جباریت کی لگ گئی ہے۔ اب وہ ایمان لا ہی نہیں سکتے اور تیسرے فریق وَمِنَ النَّاسِ سے لے کر وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ تک ہیں یعنی ظاہر مومن کہلاتے ہیں اور واقعہ میں کافر ہیں۔ اور ابھی تک مہر جباریت کی نہیں لگی اور پھر مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي سے لے کر إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تک دو فریق آخروں کی مثال علی سبیل اللف والنشر المرتب بیان کی گئی واسطے وضاحت کے۔ مثال کافروں کاملوں کی فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ تک ہے یعنی یہ کافر ایسے ہیں جیسا کہ ایک شخص نے آگ جلائی ہو اور اس جگہ چند آدمی بیٹھے ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو اندھا کر دے وہ لوگ اس آگ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا سے مراد رسول اللہ صلعم ہیں یعنی وہ معجزات دکھاتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر مہر جباریت کی ماردی ہے ان معجزات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یعنی ایمان نہیں قبول کرتے۔ اس تقریر سے معلوم ہوگیا۔ کہ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ میں ادماج ہے اصل میں اسی طرح ہے۔ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا وفی هذا الموضع رجال قاعدون فلما أضاءت الخ مثال دوسرے نوع یعنی منافقوں کی أَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ سے لے کر إِنَّ اللَّهَ

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تک ہے اور انکی دو مثالیں بیان کیں۔ اول وَاللّٰهُ مُحِیْطٌ بِالْکَافِرِیْنَ تک جس کا حاصل یہ ہے کہ ان منافقوں کی مثال ایسے ہے جیساکہ بارش اور اندھیری سخت ہو اور رعد اور بجلی بھی ہو اور اس میں کئی آدمی ہوں اُن کو مناسب تو یہ تھا کہ رعد کی طرف کان لگاتے اور سمجھتے کہ اب بارش اور ژالہ آنے والا ہے کوئی جگہ بچنے کی ڈھونڈھیں۔ اور یہ آواز بھی نہیں سنتے بلکہ کانوں میں انگلیاں ڈالتے ہیں تاکہ ہم اس خوف کو سن کر ایمان نہ لا بیٹھیں۔ ایمان کو تو موت جانتے ہیں صواعق یعنی سخت آواز رعد وَاللّٰهُ مُحِیْطٌ بِالْکَافِرِیْنَ اے یعذبہم اس تقریر سے معلوم ہوگیا۔ اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ میں ادماج ہے اصل میں اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّفِیْهِ رجال قاعدون یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ الخ ہے اور دوسری مثال یَکَادُ الْبَرْقُ سے بیان کی گئی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ منافق ایسی ہیں جیساکہ سخت بجلی ہو جو کہ حیران کرنیوالے ہو اور اس میں کئی آدمی ہوں ان کو یہ مناسب تھا کہ جس وقت بجلی چمکتی تو وہ روشنی میں اپنے مامن کو دیکھتے۔ اور جس وقت اندھیرا ہو جاتا تو بھی اسی طرف چل پڑتے تاکہ اپنی جان کو بچا لیتے۔ یہ بجائے اس کے جس وقت روشنی ہوتی ہے تو تھوڑا سا چل پڑتے ہیں اور جس وقت اندھیرا ہو جاتا ہے اس وقت ٹھہر جاتے ہیں۔ یہ منافق بھی اسی طرح ہیں کیونکہ ان کو مناسب تو یہ تھا کہ جس وقت معجزات دیکھتے تو ایمان لاتے تاکہ عذاب الٰہی سے امن میں ہو جاتے۔ کیونکہ ہر امر کے واسطے تو معجزات نہیں دکھلائے جاتے اور یہ لوگ جس وقت معجزات دیکھتے ہیں تو کچھ تھوڑا سا ایمان کی طرف مائل ہوتے ہیں اس کے بعد پھر اسی نفاق میں پڑ جاتے ہیں اور پھر وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ دونوں مثالوں پر علی سبیل اللف والنشر المرتب مرتبط ہے۔ تحقیق امور ضروریہ ذٰلِكَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ اسجگہ بندہ پر ایک شخص نے سوال کیا تھا کہ ریب تو جملہ اور قضیہ میں ہوتا ہے۔ اور کتاب مفرد ہے جواب یہ ہے کہ ذٰلِكَ الْکِتٰبُ مبتدا ہے هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ خبر ہے اور لَا رَیْبَ فِیْهِ جملہ معترضہ ہے اب قضیہ ہوگیا پس اس ترکیب سے کئی اعتراض رفع ہوگئے۔ جو کہ تفسیروں میں ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ پر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ متقین کو ہدایت کرنے کا کیا معنی ہے اور دوسرا خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ پر اعتراض ہوتا ہے کہ ان کا کیا گناہ ہوا جب کہ اللہ تعالیٰ نے خود ان پر مہر لگادی ہے۔ الجواب یہ کہ متقین سے مراد وہ ہیں جو کہ ضدی نہ ہوں اور انابت کریں۔ وَمَا یَتَذَکَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کوئی انسان باربار گناہ کرے اور انابت نہ کرے اور اس پر مصر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر مہر مار دیتا ہے۔ قال تعالیٰ مَا یُضِلُّ بِهٖ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ اب اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض نہ ہوا شعر

این نہ جبر معنی جباریست   معنی جباریت مازاریست

ترکیب الفاظ ومعانی۔ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ یعنی علیحدہ ہوتے ہیں درنحال کہ جانے والے ہوتے ہیں طرف شیاطین کے وَیَمُدُّهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ یعنی لے جاتا ہے اللہ ان کو طغیان میں درانحال کہ سرگردان ہوتے ہیں لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ یعنی کان تو اللہ تعالیٰ نے اس واسطے دیئے ہیں کہ ان کے تخویفات کو سنتے اور آنکھیں اس واسطے دی ہیں کہ ان سے مامن اپنے کو دیکھتے اور یہ لوگ ان کو اپنی جگہ پر استعمال نہیں کرتے اگر اللہ کی مرضی ہوئی تو ہمت ایمان کی ان سے چھین لے گا پس ان تقرایرات سے معلوم ہوگیا کہ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ منافق کی دونوں مثالوں کے ساتھ علی سبیل

اللف والنشر المرتب مرتبط ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ تین فریق کا حال بتلایا گیا واسطے توطیہ تمہید کے اور واسطے بیان کرنے اسباب کے کہ آگے جو دعویٰ آرہا ہے کون تسلیم کرینگے اور کون نہ کریں گے۔ اور یہی تین فریق سورت فاتحہ کے آخر میں ذکر کئے گئے تھے۔ اس جگہ ان کا حال بیان کرنے کے واسطے علی سبیل اللف والنشر المرتب ان کا اعادہ کیا گیا ہے اور دونوں طریقوں کی مثالیں بیان کی گئیں علی سبیل اللف والنشر المرتب۔ پھر منافقوں کی دونوں مثالوں پر وَلَوْشَآءَ اللّٰہُ لَذَھَبَ بِسَمْعِھِمْ وَاَبْصَارِھِمْ مرتب کیا گیا۔ علی سبیل اللف والنشر المرتب۔ اب یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ سے لے کر اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک دو امر بیان کئے بعد توطیہ تمہید کے ایک تو دعویٰ اصلی اور اس کے واسطے دلائل عقلیہ اور دوسرا صداقت رسول صلعم دعویٰ اصلی اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ یعنی ایک اسی کی عبادت کرو۔ اور دلائل عقلیہ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ سے لے کر رِزْقًا لَّکُمْ تک ہے کیونکہ علم اصول میں ثابت کیا گیا ہے کہ دعویٰ کے بعد موصول مع صلہ علت ہوتی ہے واسطے سابق کے۔ حاصل یہ ہے کہ تمہارا اور تمہارے آبا اجداد کا پیدا کرنے والا اور تربیت کنندہ وہی ہے۔ اور فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا سے نتیجہ نکالا گیا ہے۔ بعد دلائل بیان کرنے کے نتیجہ نکالنے کی وجہ یہ ہے کہ اعتراض پڑتا تھا۔ اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ پر کہ وہ اللہ کی عبادت تو کرتے تھے پھر یہ حکم کیوں کیا گیا جواب یہ ہے کہ خدا کی عبادت کرتے تھے اور غیر اللہ کی عبادت بھی کرتے تھے لہٰذا فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا سے تفسیر کی گئی ہے اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ کی واسطے دفع کرنے اس اعتراض کے۔ اور اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ سے لے کر اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک صداقت رسول بیان کی گئی ہے یعنی تم کو اس کتاب منزل علی الرسول میں کوئی شک ہو تو تم اپنے معبودوں کو جنکو حاضر ناظر جانتے ہو بلا وسب ملکر اس کتاب جیسے کوئی کتاب بنالائیں۔ تحقیق مقام برائے تنویر۔ اس جگہ مفسرین یہ معنی کرتے ہیں کہ قرآن بلیغ اور فصیح کلام ہے اس کی مثل کوئی ایسی بلیغ اور فصیح کلام لاؤ۔ لیکن یہ خیال کرنا چاہیے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت اور بلاغت سے نہ تھا کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء بلغاء کے نہیں آیا تھا۔ اور یہ کمال بھی نہیں ہے بلکہ کمال تو اس میں ہے کہ ایسے مضمون والی کتاب کوئی لے آوے۔ مثلاً جس میں امور ماضیہ کی خبر مطابق واقعہ کے ہو معنی یہ ہوگا کہ اگر تم صادق ہو تو تم ایسے مضمون والی کتاب کوئی لے آؤ۔ یا ایسا امی جیسا آدمی سے لے آوے۔ اور فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا سے لے کر وَھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی۔ نہ ماننے والوں کے واسطے۔ اور ماننے والوں کو بشارت دی گئی ہے دعویٰ مع الدلائل اور صداقت رسول صلعم کی بیان ہوگئی ہے تخویف اور بشارت کے ساتھ۔ آگے دعویٰ کے متعلقات بیان کئے گئے ہیں۔ اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیٖٓ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً سے لے کر اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ تک دعوے کے متعلق کلام ہے۔ یعنی کفار کے شبہ کا جواب دیا گیا کہ وہ کہتے تھے کہ ہم اس کتاب کے دعوے کو نہیں مانتے یہ منزل من اللہ نہیں ہے اس واسطے کہ اللہ کو مچھر جیسے اشیاء سے مثال بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کہا گیا کہ یہ محض آزمائش ہے واسطے کفار اور مومنوں کے۔ معانی الفاظ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ مَثَلًا کیا ارادہ کرتا ہے ایسی بات بیان کرنے سے کہ حال ہونے اسباب کے کہ ایک اوپری بات ہے۔ عہد امر انسے ما عہد اللہ الیہم۔ کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ سے لے کر وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک متعلق دعویٰ اصلی یعنی اعْبُدُوْا رَبَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کے ہے یعنی کس حال سے اللہ کے انداد بناتے ہو۔ حالانکہ محیی و ممیت تمہارا وہی ہے اور خالق لکل شیء و عالم بکل شیء بھی

وہی ہے یہ دو امر کسی غیر میں نہیں پائے جاتے تو پھر غیر اللہ کو معبود کس طرح بناتے ہو۔ تحقیق آیت۔ هُوَ الَّذِیْ سے لے کر وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک حصر ہے کیونکہ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ کا عطف خَلَقَ لَكُمْ پر ہے۔ اور هُوَ الَّذِیْ کے نیچے داخل ہے اور یہ قرآن شریف کا قاعدہ ہے اگر اول کلام میں حصر لایا جاوے تو پھر بعد اس کے جو کلام اس کے متعلق ہوتی ہے اس میں بھی حصر ہوا کرتا ہے۔ اور خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ سب اشیاء تو لوگوں کے واسطے نہیں پیدا کئے ہیں لہذا ما فی الارض سے مراد انعامات ہیں اور مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا متعلق ہے لَكُمْ کے یعنی انعام جو کہ تمہارے واسطے ہیں معنی یہ ہوگا کہ سب انعام جو ہیں تمہارے واسطے اللہ تعالی نے پیدا کئے ہیں۔ تائید اس کی (ما بکم من نعمة فمن اللہ) ہے۔ اور دوسری توجیہ یہ ہے کہ جمیعا سے منقطع ہے۔ اب خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ سے مراد نعمتیں ہونگی معنی یہ ہوگا کہ اللہ نے تمہارے واسطے انعام پیدا کئے ہیں۔ اور جمیعا علیحدہ ہوگا۔ اے خلق جمیعا یعنی خَالِقُ لِكُلِّ شَیْءٍ اللہ ہی ہے۔ یہ ایک دعوی اور دوسرا دعوی بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ہے یعنی عالم لکل شئی بھی وہی ہے اربط (اس جگہ تک کا خلاصہ یہ ہے کہ اول تمہید ہے پھر یہ فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور غیر کی نہ کرو۔ اور دلائل عقلیہ واسطے صداقت رسول صلعم کے بیان کئے گئے۔ پھر شبہ کا زون کو زائل کرکے اصلی دعوی کے متعلق دلائل لائے گئے۔ لیکن پہلی جگہ صرف خَالِقُ لِكُلِّ شَیْءٍ وَعَالِمٌ بِكُلِّ شَیْءٍ دونوں ثابت کئے گئے پھر وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ سے لے کر اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ تک متعلق ہے هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ سے لے کر وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک یہ ہے اور شرک فی التصرف کی نفی ہے یعنی معبود تو وہ ہونا چاہیے جو کہ خَالِقُ لِكُلِّ شَیْءٍ اور عَالِمٌ بِكُلِّ شَیْءٍ ہو اور تم نے جو ملائک کو معبود بنایا ہے وہ تو علیم کل شئی نہیں۔ کیونکہ وہ تو چند اشیاء کی تاثیر بھی نہ بتا سکے اور خود اپنی لاعلمی کو تسلیم کرکے کہہ رہے ہیں۔ سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ اور دوسرا وہ خود نفی شرک کی کر رہے ہیں۔ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ اے نطہرلک من الشرک حال کیونکہ خَالِقُ لِكُلِّ شَیْءٍ پس جب عالم لکل شئی نہ ہوئے اور نفی شریک اللہ تعالی کی خود بھی کر رہے ہیں پھر وہ معبود کس طرح بن سکتے ہیں تم نے ان کو معبود کیوں بنالیا ہے۔ وہ کس طرح شریک فی التصرف بن سکتے ہیں جن کو تم نے معبود بنالیا ہے۔ پھر وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا سے لے کر هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ تک یہ بیان کیا گیا کہ شیطان لعنة اللہ علیہ والناس والملائکة اجمعین کس طرح معبود بن سکتے ہیں شیطان تو تمہارا قدیم دشمن ہے۔ تمہارے باپ کو اس نے جنت سے نکالا ہے پھر اس کو تم نے معبود بنالیا ہے اور آدم علیہ السلام کس طرح معبود بن سکتے ہیں۔ حالانکہ ان کو اتنا بھی معلوم نہ ہوا کہ شیطان ہم کو دھوکہ دے رہا ہے۔ پھر آخر اس زلت سے جنت سے نکالے گئے پھر اللہ تعالی کی ذات پاک کے آگے عاجزی کرتے رہے کیا ایسے معبود بن سکتے ہیں تحقیق مفردات۔ خلیفہ معنی یہ ہے ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا بقرینہ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ کذا فی جامع البیان۔ نُقَدِّسُ لَكَ یعنی تیری بادشاہی میں کچھ قصور نہیں ہے۔ اور آگے بھی کوئی نقص نہ آئے گا۔ یہ ملائک بیان کر رہے ہیں۔ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا۔ کلہا سے مراد یہ نہیں کہ تمام اشیاء عالم بتا دیا گیا جیسا کہ اُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ میں کل شئی سے مراد تمام اشیاء نہیں ہیں بلکہ مراد من کل شئی سے ضروری اشیاء ہیں۔ اس جگہ بھی یہی معنی مراد ہوگا کہ ضروری اشیاء جو کہ مناسب آدم تھیں فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ۔ اے تاثیرا تہا یعنی ان اشیاء کے تاثیرات سے خبر دو۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ علم نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ملائک کھاتے پیتے تو نہ تھے اور درد بطن وغیرہ سے

کما فی الشرح الجامی یعنی ان کو کہا گیا تھا کہ اس نفس کے ہاتھ کو پکڑ کر اس نفس کو مارو تو خود وہ اپنا قاتل تبلاے گا۔ اس معجزے کے بعد بھی انہوں نے نہ مانا (اعتراض آخر) کہ وہ اتنے سوال کیوں کہتے رہے ہیں جلدی سے بقرہ کو ذبح نہ کیا۔ الجواب تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ حکم من جانب اللہ ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے ایسا بیل دیکھا ہوا نہ تھا جب ایسا بیان کیا معلوم ہوا کہ من عند اللہ ہے۔ پھر اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا سے لے کر اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ تک تمہ لایا گیا ہے بعد بیان کرنے پلیدیاں ابا، اجداد بنی اسرائیل موجودہ کے۔ جیسا کہ بعد بیان کرنے انعام اور انتقام کے تتمہ بیان کیا گیا تھا۔ حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل کلام کو سمجھ کر تحریف کرتے ہیں۔ اور منافقوں کو کہتے ہیں کہ تم اقرار بالرسول نہ کرو تاکہ قیامت میں تم پر حجت نہ پکڑیں۔ اور یہ کہتے کہ ہم چند دن آگ میں ڈالے جائیں گے جن دنوں میں ہمارے ابا، اجداد نے بقرہ کی عبادت کی تھی۔ تحقیق الضمائر و معانی الفاظ۔ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ۔ لقوا کی ضمیر منافقوں کی طرف راجع ہے اور فَرِيْقٌ يَّسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ سے اور قَالُوا اتَّخَذَ نُوْنَهُمْ سے مراد یہود ہیں جو کہ اپنے جگہ بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔ غرض کہ تین فریق تھے ایک یہود عالم جو کہ رب بنے ہوئے تھے۔ اور ایک یہود امی اور ایک منافق (الا امانی اگر باتیں اختراع کی ہوئیں۔ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً الم بلٰی متعلق ہے لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ کے ساتھ یعنی اس طرح مسئلہ نہیں ہے بلکہ اسی طرح ہے کہ جو کوئی گناہ کرے اور اس کو گناہ احاطہ کر لیں حتی کہ ایمان بھی اس کا نہ رہے تو وہ خالد فی النار ہوگا۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ سے لیکر وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تک نوع ثالث ہے نوع ثانی سے ترقی کر کے بیان کیا گیا حاصل یہ کہ ابا، اجداد کی عادت کو چھوڑو۔ تم اپنا حال دیکھو تم نے بھی امور شرعیہ بجا نہیں لائے۔ (اول امر) تم نے وعدہ کیا عبادت کرنی ایک امر کی اور احسان کرنے کا تم نے اس وعدہ کو پورا نہ کیا۔ (۲) تم نے وعدہ کیا تھا قتال نہ کرنے کا اور ہم دینوں کو نہ نکالنی کا اس کی بھی تم نے مخالفت کی۔ پھر نوع ثالث بیان کر کے تتمہ اس کا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا سے لے کر وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ تک بیان کیا گیا۔ جیسا کہ ہر نوع سابق کے بعد تمہ بیان کیا گیا ہے تحقیق جمل و مفردات۔ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ حاصل تمام کا یہ ہے کہ جب مشرک آپس میں لڑائی کرتے تھے تو تم اے یہود ہر ایک فریق ایک ایک فریق کے ساتھ ہو جاتا تھا۔ تو جس وقت ایک غلبہ کرتا دوسروں پر تو ان کو قتل کرتے تھے اور قید کر لیتے تھے جن میں تمہارے ہم دین یعنی یہود ہوتے تھے اور تم مغلوبوں کو گھر سے نکال دیتے تھے تم کو ان امور سے منع کیا گیا پھر تم اپنے ہم دینوں قیدیوں کی طرف سے یعنی یہودیوں کی طرف سے فدیہ دیتے تھے۔ تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ یعنی ہم دین اپنے ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ اے بالمیثاق اور ثم میں تعقیب ذکری ہے اور تشہدون کا معنی شہادت دینے اس مسئلہ پر قولہ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ۔ اخراجہم مفعول مالم یسم فاعلہ ہے محرم کا اور ہو ضمیر شان کی ہے یعنی بات یہ ہے کہ اخراج بھی محرم تھا۔ اور پھر وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ سے لے کر وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ تک نوع رابع ہے ثالث سے ترقی کر کے بیان کیا گیا ہے۔ کل انواع کا حاصل یہ ہے کہ تم اور تمہارے ابا، اجداد تعمیل احکام کی نہیں کرتے رہے اور پلیدیاں کرتے رہے اب اس نوع میں کہا گیا کہ حکم ماننا بجائے خود تمہارے ابا، اجداد کے پاس رسول آئے بعض کی تکذیب کی انہوں نے اور بعض کو قتل کر ڈالا۔ نوع خامس وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ سے لے کر فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تک ترقی کی گئی۔ نوع رابع پر کہ ابا، اجداد کو چھوڑو تمہارے پاس بھی اب رسول من اللہ آیا ہے۔ حالانکہ پہلے

آنے کے تو فخر کرتے تھے کفار مکہ پر اس رسول کے آنے پر کہ ہمارا رسول آئے گا۔ اب جو وہی رسول آگیا تو تم نے تکذیب کی اور کفر کیا۔ نوع رابع اور خامس کا خلاصہ یہ ہے کہ تمہارے آباء اور اجداد نے انبیاء سابقہ کے ساتھ اور تم نے اس نبی کے ساتھ کیا کیا پس جب دونوں کا خلاصہ ایک تھا دونوں پر تمہ بیان کیا گیا۔ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ سے لے کر لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ تک
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا والے نوع میں مقصودی بات اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى ہے جیسا کہ تقریر سابق سے معلوم ہوتا ہے اسْتَكْبَرْتُمْ استفہام محذوف ہے۔ اور استفہام تقریری ہے یعنی استکبار کیا۔ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ شکوہ ہی ان کا کہ وہ یہ کہتے تھے۔ اور اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ ہم پکے ہیں اپنی دین پر اور دوسرا یہ کہ تیری باتیں ہم نہیں سمجھتے پھر انکے قول سے ترقی کرکے بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ کہا گیا یعنی اللہ نے بسبب کفر کرنے انکے مہر جباریت کی لگادی اس واسطے ایمان نہ لادینگے يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فتح طلب اذا عظمہ (از مولوی اشرف علی صاحب) اور علی الذین بمعنی للذین اب معنی یہ ہوگا کہ ظاہر کرتے تھے یہود واسطے مشرکین مکہ کے کہ تم میں سے ایک رسول آئے گا جو خاتم المرسلین ہوگا۔ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ ۔ اے باعوا۔ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بیان ہے بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ کا بَغْيًا مفعول لہ ہے اَنْ يَّكْفُرُوْا کا۔ اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ اے مِن ان ینزل۔ یہ سبب ہی ان یکفروا کا۔ اس جگہ حاصل سورت کا یہ ہوا کہ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ سے اصلی دعویٰ بیان کیا گیا پھر صداقت رسول کے واسطے دلیل لاکر کفار کو جو شبہے زمانے کتاب اور رسول کے باعث بنتے تھے۔ ان کو رفع کیا گیا۔ پھر انہی دعویٰ اصلی کے متعلق كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ سے دلائل لائے گئے۔ اور بیان کیا کہ اللہ خالق لکل شئی وعالم بکل شئی ہے اسکی عبادت کرو پھر وَاِذْ قُلْنَا سے غیر کے معبود ہونے کی نفی کی اول ملائکہ سے کہ وہ عالم الغیب نہیں ہیں اور شیطان تمہارا سخت دشمن ہے اسے معبود نہ بناؤ اور آدم علیہ السلام نے خود اللہ تعالیٰ کی جناب میں عاجزی کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا قصور معاف کردیا پیغمبر کب معبود بن سکتے ہیں پھر خاص التفات کیا گیا بنی اسرائیل کو کہ رسول کو مانو اور اپنی ریاست کو چھوڑو ریاست کے چلے جانے پر صبر کرو پھر ان کو ڈراؤ بھی دیا گیا۔ پھر بنی اسرائیل کے متعلق پانچ نوع کا حال بیان کیا گیا ہر ایک سابق سے ترقی کے ساتھ اور ہر ایک کے ساتھ تمہ بھی بیان کیا گیا۔ پھر انواع کو آپس میں یہ ربط ہی کہ پہلے انعام انعام تبلائے گئے۔ کہ یاد تو کرو ان کو پھر نوع ثانی میں ترقی کرکے وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ الخ سے کہا گیا کہ دیکھو تمہارے آباء اجداد کی کیا عادت تھی کتنیاں پلیدیاں انہوں نے کیں پھر ترقی کرکے نوع ثالث وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ سے کہا گیا کہ آباء اجداد کی عادت کو چھوڑ دو تم اپنا خیال کرو کہ تمہاری کیا عادت ہی احکام شرعیہ نہیں مانتے ہو تم پھر ترقی کرکے نوع رابع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ سے کہا گیا کہ اپنی عادت اور اپنے آباء اجداد کی عادت کو تو معلوم کر لیا کہ ابتدا سے تعمیل احکام کی نہیں کرتے ہو۔ اب کہا گیا کہ تعمیل احکام تو بجائے خود بلکہ تمہارے آباء اجداد انبیاء سابقہ کو قتل کرتے رہے پھر ترقی کرکے نوع خامس لَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ سے بیان کیا گیا کہ آباء اجداد کو چھوڑ دو تم نے خود اس نبی کے ساتھ کیا کیا۔ (ربط تمہ ہر ایک نوع کا یہ ہے) پہلے نوع کا تمہ بیان کیا گیا اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ سے یعنی مومن کہلانے سے کوئی مومن نہیں بنتا کوئی بھی ہو خواہ مومن ہو یا یہود و یا نصاریٰ۔ اور پھر نوع ثانی کا تمہ۔ اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ سے بیان کیا گیا کہ مومن ہونا بجائے خود تم کو اے مومنو ان سے طمع ایمان کا بھی نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ تو اتنیاں پلیدیاں کرتے رہے اور پھر ترقی کرکے نوع ثالث کا تمہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا سے

بیان کیا گیا یعنی ان کے ایمان لانے کا طمع نہ رکھو کیونکہ انہوں نے آخرت کے بدلے دنیا کو خرید لیا ہے۔ ان کو عذاب کی تخفیف نہ ہوگی۔ پھر
جب نوع رابع اور خامس کا خلاصہ ایک تھا کہ تمہارے آباء اور اجداد نے انبیاء سابقہ کے ساتھ اور تم نے اس نبی کے ساتھ کیا گیا۔ لہذا
ہر دونوں کا ایک تتمہ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖ سے ترقی کر کے بیان کیا گیا۔ کہ انہوں نے دنیا کو خرید لیا ہے وجہ اس کی محض بغاوت اور عناد ہے
اس جگہ تک انواع خمسہ کا بیان ختم ہوا۔ آگے شکوہ کر کے ان کے خیال اور اقوال کو رد کیا گیا ہے۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا سے لے کر مِنْ
قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ تک شکوہ کیا گیا ہے یہود کا بعد بیان کرنے انواع خمسہ کے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر ان کو ایمان لانا کہا جاتا ہے
تو اس کا جواب دیتے ہیں کہ نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا اس جواب کو (١) وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ سے رد کیا گیا یعنی یہ کتاب حق ہے
اور مَا مَعَكُمْ کی مصدق بھی ہے پس کیوں ایمان نہیں لاتے (٢) قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ سے
کیا گیا یعنی تورات میں قتل الانبیاء منع تھا تم نے کیوں کیا (٣) وَلَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ سے لے کر وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ تک یہ کہا
کہ انبیاء سابقہ کو چھوڑو اور اس نبی کو بھی چھوڑو تمہارے آباء اجداد نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا کیا (٤) وَاِذْ اَخَذْنَا سے لے کر
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ تک۔ اور قَالُوْا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا اے بلسان الحال کیوں کہ جب تعمیل احکام کی نہ کی تو عصیان ہوا۔ وَاُشْرِبُوْا فِيْ
قُلُوْبِهِمُ اے لقہر اللہ۔ اور پھر قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ سے لے کر وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ تک تعلق ہے نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ
عَلَيْنَا کے یعنی اس کا معنی یہ کرتے ہیں کہ لا یدخل فی الدار الاخرۃ الجنۃ الا نحن فلذا لا نومن بما انزل علی غیرنا ولا ندخل
فی دین الاخر تو ان کو کہو قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ یعنی اگر تم صادق ہو تو آؤ مباہلہ کرو۔ جو کاذب ہوگا وہ ہلاک
ہو جائے گا کذا فی جامع البیان۔ پس فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ کا معنی ادعوا الموت علی الکاذب من الفریقین اور مراد اس سے مباہلہ ہے (از
ابن عباس و باقی سلف) اور وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ سے لے کر وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ تک تعلق ہے لن یتمنوہ کے
یعنی ہرگز خواہش موت کی نہ کرینگے کیونکہ بہت حریص ہیں حیاتی دنیا کے۔ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ او مصدریہ بمعنیٰ ان مفعول الیہ کا وَمَا هُوَ
بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ۔ ہو ضمیر شان کی ہے یعنی بات یہ ہے ان یعمر مبتدا موخر بمزحزحہ خبر یعنی دور کرنے والا۔ قُلْ مَنْ
كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ سے لے کر هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ تک رد ہے یہود کے قول کا کہ ہم ایمان اس واسطے نہیں لاتے کہ رسول
مسلم پر وحی لانیوالا جبرائیل ہے وہ ہمارا دشمن ہے اس قول کے چار رد ذکر کئے گئے ہیں (١) رد قل من کان عدوا لجبریل معنی
یہ ہے کہ جبرائیل کو تمہارے ساتھ کیا دشمنی ہے اور کیا طاقت ہے جبکہ کی طاقت ہی نہیں تو اس کو تمہارے ساتھ دشمنی رکھنی لائق ہی نہیں (٢) فَاِنَّهٗ
نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنی وہ تو منزل باذن اللہ ہے اس کی کیا دشمنی ہے (٣) مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ یعنی جبرائیل مصدق بھی
ہے ان کی کتاب کا پھر دشمنی کیسی ہو سکتی ہے۔ (٤) وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ سے لے کر وَمَا يَكْفُرُ
بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ تک تتمہ ہے واسطے من کان عدو کے۔ اور اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا سے لے کر بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ تک شکوہ ہے
(٥) وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ سے لے کر وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ تک رد ہے ان کے قول کا کہ کہتے تھے
کہ ہم کو کلمات سلیمان علیہ السلام کے ملتے ہیں جن میں دعا بغیر اللہ لکھی ہوئی ہے۔ جواب ملا کہ وہ تمام شیطانوں کی ہیں اور

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ اٰیٰاتٍ بَیِّنٰاتٍ سے لے کر بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ تک توطیہ تمہید ہے واسطے لَمَّا جَآءَھُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ کے حاصل یہ کہ ان کا شکوہ بیان کیا گیا۔ کہ آیات بینات کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ سے وعدہ خلافی کرتے آتے ہیں۔ توطیہ تمہید بیان کر کے لَمَّا جَآءَھُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ سے لے کر مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ خَیْرٌ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ تک متعلق ہے پہلی دعوی کے یعنی اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا کے ساتھ حاصل یہ ہے کہ جس وقت ان کو کہا جاتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور غیر اللہ کی عبادت نہ کرو۔ تو وہ مقابلے میں سحر پیش کرتے ہیں جو شیاطین کے سکھائے ہوئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم کو سلیمان کے کلمات سے یہ الفاظ جو کہ دال ہیں عبادت غیر اللہ پر ملتے ہیں پھر ہم بھی غیر اللہ کی عبادت کیوں نہ کریں (تحقیق مقام) سدی نے لکھا ہے کہ پہلے یہود نے رسول اللہ کے ساتھ تورات سے مقابلہ کیا تو رسول اللہ صلعم کے کہنے کے موافق حکم نکلا آخر سحر اور منتروں کو پیش کرنے لگے قرآن کے مقابلے میں۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ سحر کی ماہیت کیا ہے۔ قاعدہ جلیلہ ابن تیمیہ صفحہ ۱۴۰ میں لکھا ہے کہ سحر میں غیر اللہ کو پکارنا ہوتا ہے اور شاہ عبد العزیز نے تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ کل سحر ۱۳ قسم ہے۔ اور تمام کا خلاصہ غیر کو قادر سمجھنا اور مطلع کل غیوب جاننا اور پکارنا ہے۔ اسی واسطے وہ بھی سحروں کو اور بزرگوں کی کلاموں کو پیش کرتے تھے جیسا کہ آج کل والے اولیاؤں کی کلام کو جیسا کہ امام شعرانی کی کلام لطائف المنن سے نقل کر کے پیش کرتے ہیں بلکہ آج کل تو مشرکوں نے سحر کا اسم اعظم بنالیا ہے۔ اسکے جواب کیلئے مختصر بات یہ ہے کہ اول تو ہم نہیں مانتے کہ یہ ان کی کلام ہو گی اگر فرضا ان کی کلام بھی ہے تو مطلب ان کا یہ نہ ہوگا اگر مطلب بھی ان کا یہی ہے تو شریعت کے بالکل مخالف ہے اور کذب ہے۔ ہم نہیں مانتے۔ کیونکہ قرآن اور حدیث کے صاف مخالف ہے۔ لیکن آج کل لوگ تابع ہو گئے ہیں شیاطین کے اور پیر و مرشد کو حاضر ناظر سمجھتے ہیں جیسا کہ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ ایک شخص نے مجھ کو کہا کہ میں نے فلانے دن فلانی جگہ تم کو دیکھا وعظ کرتا ہوا ابن تیمیہ نے جواب دیا کہ اگر وہ مسائل اچھے بیان کرتا ہو تو فرشتہ ہوگا میری شکل کا ورنہ شیطان ہوگا۔ لہذا معلوم کر لینا چاہئے کہ فقیروں اور پیروں کو سوا بتلانے اللہ کے بعض مغیبات کو کوئی خبر ہے اور نہ ہو گی۔ ع

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

تحقیق الفاظ و معانی۔ مثلا اَوَکُلَّمَا ماخوذ از رضی ص ۳۵۶ یعنی تحقیق ہمزہ جو حرف عاطفہ پر داخل ہو۔ ہمزہ استفہام کا واو عطف اور فا عاطفہ پر اور ثم پر داخل ہوتا رہتا ہے۔ پھر واو تو ضرور عاطفہ ہوتی ہے۔ اور فا کبھی عاطفہ اور کبھی سببیہ اگر فا بھی عاطفہ ہو تو پھر یا مدخول جملہ منفیہ ہوگا یا نہ اگر جملہ منفیہ نہ ہو تو ہمزہ استفہام کا مفید واسطے انکار کے ہوتا ہے۔ مثال واو کی۔ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ اٰیٰاتٍ بَیِّنٰاتٍ وَمَا یَکْفُرُ بِھَا اِلَّا الْفٰاسِقُوْنَ۔ اَوَکُلَّمَا عٰھَدُوْا الخ اس میں اوکلما معطوف ہے۔ لقد انزلنا پر اور ہمزہ واسطے انکار نبذ کے ہے یعنی انکار تو نہ کرنا چاہئے تھا۔ اور مثال فا کی منھم من یستمعون الیک غیر سامع فی الحقیقہ۔ اَفَاَنْتَ الخ اگر جملہ منفیہ ہو تو اس جگہ ہمزہ توبیخ یا تقریر کے لئے ہوتا ہے۔ مثال واو کی۔ قَالُوْا لَوْلَا اُوْتِیَ مِثْلَ مَا اُوْتِیَ مُوْسٰی اَوَلَمْ یَکْفُرُوْا۔ اولم یکفروا معطوف ہے قالوا لولا الخ پر اور ہمزہ واسطے توبیخ اور تقریر کے ہے اسی طرح فا میں بھی توبیخ اور تقریر کیلئے ہوتا ہے۔ یہ تمام حال اس وقت ہوتا ہے جس وقت واؤ اور فا عاطفہ ہوں۔ اور کبھی فا سببیہ ہوتی ہے۔ مثال فا سببیہ کی۔ من الہ غیر اللہ یاتیکم بضیاء

اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۔ یہاں عدم سمع مخاطبین کی علت ہو ماقبل اس کا۔ مثال دوسری من الٰہ غیر اللہ یاتیکم بلیل تسکنون فیہ افلا تبصرون اور کبھی ہمزہ ثم پر داخل ہوتا ہے لیکن ثم تین قسم ہے ایک تراخیہ۔ جیسا کہ موضوع لہ ہے۔ دوم تعقیب ذکری کے لئے جیسا کہ فَقَالُوا اَرِنَا جَهْرَةً فاخذتہم الصٰعقۃ بظلمہم ثم اتخذوا العجل من بعد ما جاءتہم البینت ۔ یہاں ثم تراخی کے لئے نہیں ہے کہ پکڑنا عجل کو خدا کوئی پہلے قصے سے پیچھے نہیں ہوا ہے۔ اور تیسرا استبعاد یہ آتا ہے اس کے اوپر ہمزہ انکار کا داخل ہوتا ہے ماذا یستعجل منہ المجرمون۔ اثم اذا ما وقع اٰمنتم بہ الاٰن یہاں ثم استبعاد یہ ہے جیسا کہ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ میں ہے۔ ان تمام جگہوں میں علامہ زمخشری معطوف علیہ مقدر نکالتا ہے۔ جیسا کہ اوکلما میں اکفروا وکلما عاھدوا کہے گا۔ اور اس کو رضی نے رد کیا ہے کہ اگر معطوف علیہ مقدر ہوتا تو کبھی وقوع ان حروف کا اول کلام میں جو پہلے اس کے کوئی معطوف نہ ہو جائز ہوتا حالانکہ یہ تمام نہیں آتے مگر مبنی ہوتے ہیں کلام متقدم پر۔ قولہ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ الی لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ولقد علموا سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جانتے تھے اور لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ سے عدم علم معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا مطول میں اس کی تحقیق کی ہے لیکن اکثر یہی کہتے ہیں کہ علم کا موجب یہ تھا کہ عمل کرتے جب انہوں نے عمل نہ کیا۔ لہٰذا لوکانوا یعلمون سے تعبیر کی گئی۔ قولہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ تک تعلق ہے لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ کے یعنی جب ان کو کہا جائے کہ اعبدوا اللہ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا تو اس کے مقابلہ میں سحر اور منتر بزرگوں کے پیش کرتے ہیں۔ اب ترقی کر کے کہا کہ پیش کرنا تو بجائے خود تم میں آہستہ آہستہ شرک ڈالتے ہیں کیونکہ یہ جس وقت رسول صلعم کے پاس آتے ہیں تو (راعنا) کا کلمہ جو کہ موہم شرک ہے استعمال کرتے ہیں (معنی یہ ہے کہ تو ہمارا نگہبان ہے) اور ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ایسی لفظ مومن خالص بھی استعمال کریں۔ اور رسول اللہ صلعم کو اپنا نگہبان سمجھیں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس کلمہ سے منع فرمایا کہ اس میں مبدء شرک ہے باز آؤ اور مت کہو تفسیر کبیر میں حکم ہوا قُلْ لَّآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ تواضعًا للہ واعترافًا بعبودیۃ حتی لا یعتقد فیہ مثل اعتقاد النصاری فی المسیح اور مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ سے لے کر وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ تک متعلق ہے لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا سے یعنی اے مومنو یہود اور مشرک ایسی بری چیز جو کہ موہم شرک ہیں جاری کرتے ہیں اور تمہارے خیر خواہ نہیں ہیں ان سے خیال رکھنا۔ اور مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا متعلق ہے لا تقولوا راعنا کے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی آیت ہم منسوخ کریں تو اس سے اچھی یا اس کی مثل لے آتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی رسم تمہاری جو کہ موہم شرک کی ہو منسوخ کریں تو اس سے اچھی رسم پیدا کر دیتے ہیں لہٰذا راعنا کا کہنا منسوخ کیا گیا ہے اور بجائے اس کے انظرنا کہا گیا کہ یہ کہا کرو اور اس کو چھوڑ دو۔ راعنا کے چار معنی ہیں۔ (۱) احمق مشتق ہے رعونت سے لیکن اس وقت مبنی علی الضم ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ یہ مفرد معرفہ ہے (۲) دوسرا معنی یہ کہ اصل میں راعینا تھا یعنی ہمارے چارپاؤں کو چرانے والا لیکن اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ یا خلاف القیاس حذف کیا گیا ہے۔ (۳) معنی یہ ہے کہ سریانی زبان سے کوئی برا معنی اس کا ہوگا۔ (۴) ان کی زبان میں احمق کو کہتے۔ بس معنی اور اول میں فرق یہ ہے کہ اول

معنی باعتبار لغت کے ہے اور یہ معنی باعتبار اصطلاح اور ان کی زبان کے ہے اصلی معنی وہ ہے جو کہ تقریر میں بیان ہو چکا ہے (تحقیق نسخ) پہلے یہ جاننا چاہئے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر میں کہا ہے عبارت طویلہ سے جس کا حاصل یہ ہے کہ دو مذہب ہیں ایک متقدمین کا۔ یہ تو مطلق تغیر وصف آیت کو نسخ کہتے ہیں۔ لہذا ان کے نزدیک پانچ سو بلکہ اس سے زیادہ آیات منسوخ ہوں گی۔ اور دوسرا مذہب متاخرین کا ہے جو کہ ایک آیات کا حکم مع القراۃ یا بدون القراۃ منسوخ کر دینا اس معنی بموجب شیخ جلال الدین سیوطی نے کتاب اتقان میں نہایت بسط تقریر سے ثابت کیا ہے کہ بیس آیات سے زیادہ منسوخ نہیں ہیں۔ پھر ان میں سے شاہ صاحب نے چار آیات کا منسوخ ہونا تسلیم کیا ہے اور باقی کا جواب دیا ہے۔ فوز الکبیر میں۔ من اراد الاطلاع علی ذلك فلیرجع الی فوز الکبیر۔ اس جگہ حضرت مولائی نے ان چار آیات کا نسخ بھی تسلیم نہیں کیا اور ان کا جواب دیا ہے۔ اس طریقے سے جیسا شاہ صاحب نے باقی آیات کا جواب دیا ہے۔ لہذا ان آیات کو نقل کرتا ہوں۔ ایک سورہ بقرہ میں كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨالْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ اس آیت کو مفسرین نے يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ اَوْلَادِكُمْ الخ سے منسوخ کیا ہے کہ پہلے وصیت کا حکم واسطے والدین اور اقربین کے تھا۔ پھر وراثت سے وہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اس کا جواب مدارک نے یہ دیا ہے کہ پہلے جو نئے مسلمان ہوتے تھے وہ مرنے کے وقت اپنے والدین کے واسطے بطریق ندب وصیت کرتے تھے اور اب بھی حکم ندبی باقی ہے۔ اس معنی بموجب کتب کا معنی فرض والا نہ ہوگا۔ اور حضرت صاحب نے یہ جواب دیا ہے۔ کہ اس جگہ بھی حکم وراثت کا جاری ہے اور بالمعروف کا معنی بالامر الشرعی ہے معنی یہ ہوگا۔ کہ اگر کوئی شخص فوت ہونے والا ہو تو وہ مرنے کے وقت وصیت کر جاوے کہ میرا مال مثال بموجب حکم شرعی تقسیم کرنا یعنی والدین اور اقربین کو وصیت کر جائے۔ پارہ ۱۰۔ دوسری آیت انفال میں يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ اس کو منسوخ کیا اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ جواب اس کا یہ ہے کہ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ اگر منسوخ کریں ابتداء آیات کو تو وہ محض ترغیب علی القتال ہے وہ تو منسوخ ہو ہی نہیں سکتی۔ اور اگر اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ کو منسوخ کریں تو یہ خبر ہے اور اخبار میں تو نسخ نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ نسخ تو احکام میں ہوتا ہے اور یہ خبر تو منسوخ نہیں ہو سکتی یہ تو اب بھی ہے کہ اگر اتنے عدد مذکور مسلمان پکے اتنے کفار کے ساتھ جنگ کریں تو اللہ فتح دے گا۔ اس لئے شاہ عبد القادر صاحب نے کہا ہے اور لکھا ہے کہ حضور صلعم کے زمانے میں ہزار مسلمانوں نے اسی ہزار کفار سے لڑائی کی تھی۔ اور فتح پا گئے تھے پس معلوم ہوا کہ آیت تو منسوخ نہیں ہو سکتی ہاں اگر یہ کہیں کہ پہلے بیس کو دو سو کے ساتھ جنگ کرنا فرض تھا۔ وہ منسوخ ہو گیا ہوگا۔ (۳) سورہ احزاب میں پارہ ۲۵ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ کو منسوخ کیا ہے لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ کے ساتھ جو اسی رکوع میں ہے اور مدار اس آیت کے نسخ ہونے کی اس پہ ہے کہ من

تعبد کا معنی یہ کیا ہے کہ بعد اس زمانہ کے یعنی اب جو عورتیں کی ہیں انکے ماسوا تیرے واسطے حلال نہیں ہیں حالانکہ یہ معنی نہ تھا بلکہ معنی یہ ہے کہ احللنا لک ازواجک الخ سے چار اقسام بیان کئے گئے ہیں ۔ اور من بعد کا معنی یہ ہے کہ ماسوا ان چار اقسام کے نہیں حلال اور یہ معنی کیا ہے شاہ ولی اللہ صاحب نے قرآن کے ترجمے میں پس معلوم ہوا کہ فوز الکبیر میں منسوخ ہونا مان لیا ہے اور ترجمہ میں اس کے نسخ کو اٹھا دیا ہے (۴) سورۃ مجادلہ رکوع اول یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً اس کو منسوخ کیا گیا ہے دوسری آیت کے ساتھ جو اسی سورت میں ہے وہ یہ کہ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ جواب یہ ہے کہ پہلے حکم صدقہ دینے کا جو اول آیت سے ثابت ہوتا ہے وہ وجوبی نہ تھا بقرینہ ذٰلِكَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ کے کیونکہ وجہ صدقہ کی حکم دینے کی یہ تھی کہ منافق زیادہ مشورے نہ کریں پس جب حکم وجوبی نہ ہوا بلکہ استحبابی ہوا تو نسخ نہ ہوا ۔ اور پانچویں آیت سورۂ مزمل والی کا جواب خود شاہ صاحب نے دے دیا ہے اول آیت یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا لوگوں نے اس کو منسوخ کیا ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ سے لیکن مدار نسخ کی اس پر ہے کہ اگر پہلی آیت سے حکم وجوبی کہیں اور شاہ صاحب نے قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا کا معنی مگر کسی رات کیا ہے ۔ اور کوئی وجوبی حکم انہوں نے نہیں کیا ۔ اور حضرت صاحب نے بھی یہی کہا ہے کہ حکم استحبابی ہے بقرینہ طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَكَ کے کیونکہ اگر وجوبی ہوتا تو تمام پر ہوتا کسی ایک خاص طائفہ پر نہ ہوتا ۔ قولہ اَلَمْ تَعْلَمْ سے لے کر مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ تک دلیل توحید ہے اور کل آیات توحید کی چند بار اس سورۃ میں آئے ہیں ۔ ایک تو اول میں كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک ہے اور دوسری یہی ہے اور اس کا تعلق دو طریقے سے ہے اگر راعنا کا معنی احمق والا اختیار کریں جیسا کہ مفسرین نے کہا ہے ۔ تو اس کا تعلق لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ سے ہوگا یعنی یہ سحروں سے ثابت کرتے ہیں کہ غیر کی عبادت کرنی چاہیے ۔ حالانکہ دوسرا لائق عبادت کے کوئی نہیں ہے ۔ اور اسکی دلیل اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ الخ سے بیان کی ہے ۔ اور دوسرا تعلق ہے کا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا سے ہوگا ۔ اگر راعنا کا معنی نگہبان والا اختیار کریں جیسا کہ بعض نے یہی معنی پسند کیا ہے ۔ حاصل یہ ہے کہ یہ کلمہ نہ کہو کیونکہ اللہ کے سوا اور کوئی نگہبان نہیں ہے ۔ اور اسکی دلیل اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ سے بیان کی گئی ۔ اور اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ سے لے کر فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ تک مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ تم معجزات مانگتے ہو رسول اللہ صلعم سے یہ تم طلب نہ کرو تم کو اس امر کے طلب کرنے پر شیطان اور یہود آمادہ کرتے ہیں اسی طرح موسیٰ کی قوم نے معجزے طلب کئے آخر کافر ہو گئے لیکن اصل ربط یہ ہے کہ متعلق لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا کے ہے یعنی تم نگہبانی والا رسول نہ کہا کرو جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا آخر انہوں میں شرک پیدا ہو گیا جیسا کہ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (توبہ) پھر وَدَّ كَثِیْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ یَرُدُّوْنَكُمْ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تک متعلق لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا کے ہے یعنی ایسی کلمہ میں آپس میں جاری نہ کریں مشرکین اور یہود کی غرض تمہارے میں جاری کرنے کی یہ ہے کہ تم مشرک ہو جاؤ بعد مومن ہونے کے ۔ تو مصدر یہ ہے اور تمام مفعول ہے ودکا ۔ قولہ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ تک دو تعلق ہیں ماقبل کے ساتھ ایک تو یہ ہے کہ متعلق ہے لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا سے یعنی

غیر اللہ کو نگہبان مت کہو کیونکہ یہ غیر اللہ کی عبادت ہے۔ بلکہ ایک اللہ کی عبادت کرو۔ اور عبادت کا معنی اصل میں دعا ہے یعنی اسی ہی کو پکارو قضا حاجات میں دوسرا تعلق یہ ہے کہ یہ احکام سکھائے گئے ہیں بعد توثیق مومنین کے یعنی ہر طرح سے مومنوں کو امور سکھائے گئے شرک سے محفوظ رہنے کے واسطے۔ اب امور شرعیہ بتلائے گئے ہیں۔ دوسرا تعلق موجب وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنزَلَ اللہ سے لے کر اس جگہ تک ایک تقریر ہوگی کہ پہلے یہود پر شکوہ کیا گیا پھر ان کے اقوال کو رد کیا گیا۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ خَيْرٌ لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ تک اور پھر يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا سے لے کر إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ تک مومنوں کو شرک سے بچایا گیا۔ اور لفظ موہم شرک سے منع کیا گیا۔ اور أَقِيمُوا الصَّلَاةَ سے جب یہود کے اقوال کو رد کیا گیا۔ اور مومنوں کو بچایا گیا شرک سے اب احکام شرعیہ بتلائے گئے۔ اور مسکین کے نزدیک ربط اس طرح ہوگا کہ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا سے شکوہ کیا گیا یہود کا۔ اور وَلَقَدْ جَاءَكُم مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ سے نوع سادس بیان کیا گیا جو کہ نوع رابع اور خامس کے متعلق تھا پس جب تمام انواع ستہ جن میں بیان یہودوں کا تھا ختم ہوگیا تو قُلْ إِن كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ سے مباہلہ کا حکم کیا گیا۔ جو کاذب ہوگا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ پھر قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ سے ان کا شبہ دور کیا گیا۔ پھر وَلَقَدْ أَنزَلْنَا سے مبدا بیان کر کے لَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ متعلق واحد اللہ فَلَا تَجْعَلُوا کے کلام لائی گئی کہ اس دعوی کے مقابلے میں یعنی قرآن کے مقابلہ میں اپنے بزرگوں کے منتر پیش کرتے ہیں کہ ان میں سے عبادت غیر اللہ کی جائز معلوم ہوتی ہے اور سحروں کو پیش کرتے ہیں جیسا کہ اس زمانے میں مشرک پیش کرتے ہیں جب یہود کے احوال بیان ہو چکے تو يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا سے لے کر إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ تک مومنوں کو کہا گیا کہ یہ یہود ایسے ہیں جن کا احوال تم معلوم کر چکے ہو تم میں بھی شرک پیدا کرتے ہیں خیال کرنا۔ وہ تو خود منتروں اور سحروں کو دیکھ شرک کر رہے ہیں۔ پھر جب ہر قسم کا بیان یہود اور مومنوں کا ہو چکا تو یہودوں کا شکوہ کیا قَالُوا لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ سے إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ تک۔ اور بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ سے لیکر وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ تک رد کیا گیا ان کے اقوال کو لَن يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ یعنی جنت میں وہ داخل ہوگا جو شرک نہ ہوگا۔ اور ایک اللہ کی عبادت کرے گا۔ اور حالانکہ تم اے یہود عزیر کی اور اے نصاریٰ تم عیسیٰ کی عبادت کرتے ہو۔ یہی معنی ہے مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ کا پھر وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ سے لے کر فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ تک شکوہ کیا گیا۔ اور ضمناً تسلی بھی دی گئی نبی علیہ السلام کو کہ ان سے غم نہ کر یہ آپس میں بھی ایک دوسرے کی دین پسند نہیں کرتے۔ اور وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ سے لیکر وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ تک شکوہ ہے یہود اور نصاریٰ کا۔ لیکن اس کی تین تقریریں ہیں۔ (۱) یہ نصاریٰ کو کہا گیا کہ تم بڑے ظالم ہو۔ کیونکہ انہوں نے بیت المقدس میں جو کہ عبادت خانہ یہود کا تھا گندگی ڈالی تھی۔ اور یہود کو قتل کیا تھا لیکن یہود و نصاریٰ سے مراد وہ ہیں جو کہ پہلے تھے اور مسلمان نہ تھے نبی علیہ السلام کے زمانے والے مراد نہیں ہیں اور مکے والے مشرکوں کو کہا گیا کہ تم بڑے ظالم ہو کہ حدیبیہ کے وقت نبی صلعم کو عمرہ کرنے سے اور صحابہ کو منع کیا تھا۔ اس وقت معنی وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا کا یہ ہوگا کہ مومنوں کو مسجد کے آنے سے روکنا بھی خرابی مسجد کی ہے۔ اور اصل ربط یہ ہے کہ دونوں یہود اور نصاریٰ پر شکوہ ہے اور تعلق ہے وَمَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ کے تم دونوں بہت ظالم ہو کہ تم مسجدوں میں

غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔ یہود عزیر کی اور نصاریٰ عیسیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ یہی مسجدوں کی خرابی ہے یعنی اَنْ یُّذْکَرَ فِیْهَا اسْمُہٗ
کا خلاصہ ہوگا یعنی خاص اللہ کی عبادت کی جائے مسجدوں میں وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا سے لے کر فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ
فَیَکُوْنُ تک مولوی شمس الدین لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا کے متعلق کیا ہے کہ تعجب ان غیر کو نہ بناؤ کیوں کہ مشرق اور مغرب کا مالک اور سمیع وعلیم وہی
ہے۔ اور قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سے تردید ہے۔ زعم نصاریٰ کی کہ تم غیر اللہ کو متصرف بناتے ہو۔ حالانکہ سب مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اللہ
تعالیٰ ہی کا ہے اور سب اللہ تعالیٰ کے تابعدار ہیں۔ اور مسکین کا خیال یہ ہے کہ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ سے لے کر کُنْ فَیَکُوْنُ تک متعلق ہے مَنْ
اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ کے یعنی پہلے یہود اور نصاریٰ کا شکوہ کیا گیا تم مسجدوں میں غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔ حالانکہ سب
مشرق اور مغرب کا مالک اللہ ہی ہے۔ دوسرا کوئی نہیں ہے یعنی نہ عزیر نہ عیسیٰ۔ اور پھر ساتھ ہی قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سے دونوں کا
شکوہ کیا گیا کہ یہود کہتے ہیں کہ عزیر نائب ہے۔ اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ عیسیٰ نائب ہے۔ حالانکہ سب مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا مالک فقط اللہ
ہی ہے۔ اور سب اس کے حکم کے منقاد ہیں کس طرح کوئی نائب اور متصرف بن سکتا ہے (نعوذ باللہ) اس ربط بموجب وَقَالُوْا
لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ سے لے کر سب یہود اور نصاریٰ کے شکوے ہونگے اور پہلے ربط کے مطابق کلام میں تقطیع کرنی پڑے گی
قول ولدا اے فَاَیْنَمَا (بخاری) معنی جملہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی جس جگہ قائم ہو اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف منہ کرو اور اللہ تعالیٰ
کو پکارو۔ اللہ کی ذات وہاں موجود ہے کذا فی المدارک۔ فائدہ بَلْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے لے کر کُنْ فَیَکُوْنُ تک سب حصر ہے۔ کیونکہ
لہ مقدم کیا گیا ہے مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے۔ اور قانون یہ ہے جب ابتداء میں حصر ہے تو آخر تک حصر ہوگا۔ اور ہوا کرتا ہے۔ قرآن شریف
ہیں۔ لہٰذا اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا الخ میں حصر ہوگا۔ اور قَالَ الَّذِیْنَ سے لے کر وَلَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ تک مشرکین کو کہا گیا۔ کہ معجزات
طلب کرتے ہیں مثل امم سابقہ کے قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰی نُؤْتٰی مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ (انعام) اور ان کے دل مشابہ ہوگئے ہیں
ان کے دلوں کے لہٰذا یہ بھی ان کی مثل معجزے طلب کرتے ہیں۔ اور قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ سے بیان کیا گیا ہے کہ آیات تو ایمان لانے
کے واسطے کافی ہیں۔ اور ہر بات کے لئے معجزات نہیں دئے جاتے اور پھر اس کی علت اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ الخ بیان کی ہے کہ اگر ہر بات
کیواسطے ان کو معجزات دکھائے جاتے تو تم بشیر اور نذیر کس طرح ہوگا۔ مشرکین پر شکوہ کر کے پھر لَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ سے لیکر فَاُولٰٓئِکَ
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ تک یہود اور نصاریٰ پر شکوہ کیا گیا کہ اُن کی خواہش یہ ہے کہ یہ ہمارے دین پر ہو جائے۔ اب یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا
سے مضمون اثبات رسالت و الا شروع ہوا ہے۔ اور مضمون توحید ختم ہوا ہے لہٰذا اب تمام مذکور ما قبل کا خلاصہ نکالا جاتا ہے۔ پہلے
تو طریق تمہید تھا پھر اس کے بعد اُعْبُدُوا اللّٰهَ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا سے اصلی دعویٰ ذکر کیا گیا ہے۔ اور پھر صداقت کو ثابت کر کے
مخالفین کا شبہ دور کر کے آیت توحید لائی گئی۔ اور کہا گیا کہ معبود وہ ہوتا ہے جو کہ عالم الکل شیئ ہو پھر ملائکہ اور شیطان اور آدم کے
معین ہونے کی نفی کی ہے کیونکہ ملائک تو عالم نہ تھے اور شیطان خود ہمارا دشمن ہے اور آدم علیہ السلام خود عاجزی کر رہا ہے اور
عالم الکل شیئ بھی نہ تھا پھر خاص بنی اسرائیل کو کہا گیا کہ تم اپنی ریاست کو چھوڑو اور ہمارا کہنا مان لو۔ پھر چھ نوع حالات بنی اسرائیل
کے لائے گئے پہلے نوع میں انعام اور انتقام بتلائے گئے اور دوسرے میں کہا گیا کہ تمہارے آباء واجداد نے کتنیاں پلیدیاں

ہیں پھر ترقی کر کے کہا گیا کہ ان کو چھوڑ و خود تم نے احکام شرعیہ کی تعمیل نہیں کی پھر کہا گیا کہ تمہارے آبا و اجداد نے انبیاء سابقہ کے ساتھ عناد کیا پھر مباہلہ کا حکم دیا گیا انواع ستہ بیان ہونے کے بعد اور شبہ ان کا بنی اسرائیل کے حق میں جو تھا۔ اس کو دور کر کے وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ کو اصلی دعوی کے متعلق لایا گیا کہ اس دعوی کے مقابلہ میں سحر اور منتروں کو پیش کرتے ہیں پھر کہا کہ سحر اور منتروں کا پیش کرنا بجائے خود تمہارے ہیں بھی الفاظ موہمہ شرک کے ڈالتے ہیں ان کا خیال کرنا بس یہ تمام بحث ختم ہوگئی۔ پھر ان کا شکوہ کیا گیا۔ پھر آخر میں مشرکین کا شکوہ کر کے اس بحث کو ختم کیا گیا۔ توحید والی بحث کا خلاصہ یہ ہے۔ اب بحث اثبات رسالت کی شروع ہوتی ہے یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْ سے لیکر وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ تک ہے اس میں تین امور بیان ہونگے۔ ایک ثبوت بیت اللہ شریف کا کہ اس میں ایک نبی آئے گا۔ جو کہ شرک نہ کرے گا۔ اور دوسرا ثبوت الرسول اور تیسرا کہ پہلے انبیاء نے بھی اپنی اولاد کو نفی شرک سے وصیت کی تھی یہ اجمال ہے۔ پہلے یا بنی اسرائیل سے لے کر وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ تک ترغیب و تخویف بیان کی گئی جو کہ تمہید ہے واسطے مضامین ثلثہ کے اور پھر وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ سے لے کر لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ تک یہ بیان کیا گیا کہ نفع اٹھانا اپنے مقتدی سے ظالمین اور مشرکین کا کام نہیں ہے اور وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ سے لے کر اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ تک ثبوت بیت کا کیا گیا۔ اور رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا سے لے کر اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ تک ثبوت امر ثانی ہے۔ اور پھر وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ سے لے کر آخر تک یہی بیان ہوا کہ دیکھو ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو بھی وصیت کی تھی کہ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔ اور تمہارے آباء اجداد حاضر بھی تھے۔ زیادہ تفصیل کی حاجت نہیں ہے (تحقیق الفاظ) اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ معنی اس آیت کا یہ ہے کہ میں تم کو لوگوں کا پیشوا بناتا ہوں یعنی لوگ تیرے سے فائدہ اٹھائیں گے۔ یہ معنی ہے امام کا پھر ابراہیم نے کہا کہ میری اولاد سے بھی کوئی نفع اٹھائے گا یا نہ قال تعالیٰ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ یعنی جو ظالم اور مشرک ہوگا وہ نفع نہ اٹھائے گا اب یہ جاتا چاہیئے کہ یہ معنی نہیں ہے جو ظالم نہ ہوگا وہ پیشوا بنے گا جیسا کہ مفسرین کر رہے ہیں۔ مثابۃ جائے رجوع۔ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ کیونکہ آدم علیہ السلام [1] طوفان کی وجہ سے گر گئے تھے اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ یعنی جو خوار کرے اپنے نفس کو شرک سے اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ۔ ام نفی کیواسطے نہیں ہے بلکہ واسطے اقرار کے ہے جیسا کہ ام اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ وَّلَا یَكَادُ یُبِیْنُ قول فرعون کا ہے اور کہتا ہے کہ میں اچھا ہوں موسیٰ سے اور یہ جگہ بھی معنی ہوگا کہ تم بھی حاضر تھے۔ وقت وصیت کرنے یعقوب کے اپنی اولاد کو یعنی تمہارے اباء اجداد حاضر تھے نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ یہ حصر ہے یعنی سب انبیاء نے یہی کہا تھا کہ ایک اللہ کے تابع ہیں اور اس کی ہی عبادت کرتے ہیں وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ خلاصہ ہے کہ اگر وہ اعتراض کریں تو وہ معاند ہیں۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ اے قولوا اتبعنا صبغۃ اللہ یہ نصاریٰ کے مقابلہ میں کہا گیا ہے وہ ولد کو زرد رنگ میں ڈالتے تھے جس وقت رنگ اس کو لگ جاتا تھا تو وہ کہتے تھے الآن صار نصرانیا نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ حصر ہے یعنی اللہ تعالیٰ معبود ہے۔ اور عیسیٰ معبود نہیں ہے۔ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِی اللّٰهِ اے فی توحید اللہ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً یعنی تم بڑے ظالم ہو [2] کہ کتب سابقہ میں لکھا ہوا ہے پھر تم شہادۃ کو پوشیدہ کرتے ہو۔ سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ الخ اس جگہ تک دو بحثیں ختم ہوئی ہیں۔ ایک توحید

[1] اور تم سے پہلے بھی بنی اسرائیل کے ... موسیٰ علیہ السلام کے بعد
[2] والی بنا نوح علیہ السلام کے۔

[2] کیونکہ تم کو معلوم ہے

دوسری اثبات رسالت۔ اب یہاں سے دفع شبہات کئے گئے ہیں جو کہ تحویل قبلہ کے متعلق تھے۔ یہ بحث سیقول سے لے
اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ تک دفعیہ شبہ اول ہے۔ اور پھر ان الصفا والمروۃ من
شعائر اللہ سے لے کر وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ تک دفعیہ شبہ ثانی ہے یہ اجمال ہے تفصیل یہ ہے کہ سَیَقُوْلُ السُّفَھَآءُ سے لے
وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ تک دو امر عظیم ذکر کئے گئے ایک یہ کہ اہل کتاب تم پر اعتراض کریں گے کہ کونسی چیز ان کو انکے قبلہ سے
پھیر لے۔ پھر اس کا جواب لِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ سے دیا گیا کہ ہر جانب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے پھر اس کے چار نکتے اور چار علتیں
کی گئیں دو اجمالی اور دو تفصیلی۔ اول اجمالی یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ہے۔ یہی اللہ کی مرضی ہے جس کو اس تحویل میں ہدایت
کرے یا نہ کرے اور دوسری علت اجمالی مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ہے یعنی اس تحویل سے
پہلے جو عبادتیں اللہ تعالیٰ کی بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر کی گئیں ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اس کی علت اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ
لَرَءُوْفٌ الرَّحِیْمُ بتلائے گئی یعنی اس واسطے ضائع نہیں کرتا کہ وہ مہربان ہے۔ اپنے بندوں کے ساتھ بلکہ وجہ تحویل محض آزمائش
اور کھرا اور کھوٹا اپنے حکم میں معلوم کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ نکتہ تفصیل ہے پہلی نکتے کی۔ اور تفصیل علت اول اور درمیان دو نکتوں
اجمالیہ کے وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَۃَ الَّتِیْ کُنْتَ عَلَیْھَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْہِ اور یہ نکتہ ثانیہ
اجمالیہ کی تفصیل ہے۔ اور تفصیل علت ثانی آخر میں لائی گئی ہے۔ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْکُمْ حُجَّۃٌ ہے یعنی غرض یہ تھی کہ کتب سابقہ
میں تحویل قبلہ لکھا ہوا تھا اگر تحویل نہ کی جاتی تو اہل کتاب یہ اعتراض کرتے اگرچہ اب بھی تحویل کے بعد ظالم لوگ اعتراض کرتے
فرق درمیان علل اربعہ کے یہ ہے کہ اولہ ثلثہ اول متعلق ہیں مومنوں کے ساتھ اور علت رابعہ متعلق ہے اہل کتاب کے ساتھ اور دوسرا
یہ ہے کہ اولہ ثلثہ انی ہے اور علت رابعہ لمی ہے۔ یہ ایک امر تھا۔ دوسرا امر قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ
قَدِیْرٌ تک ہے اور بیان یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کو کہا گیا کہ تیرے دل میں تو تنگی ہے تحویل کی وجہ سے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام کا یہ خیال
مبارک تھا کہ شاید اہل کتاب کے قبلے کی طرف ہم منہ کریں گے تو ان کو الفت پیدا ہوگی اور ایمان لائیں گے۔ لہٰذا کہا گیا کہ اگرچہ تیرے دل میں
تنگی ہے لیکن عنقریب خوشی حاصل ہو جاوے گی یہی معنی ہے قِبْلَۃً تَرْضٰھَا کا یعنی قبلہ جس کو تو پسند کرے گا۔ یہ معنی نہیں کہ تو اس کو بعد
پسند رکھتا ہے۔ اب یہ جاننا چاہیے کہ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ کے وجہ خوشی نہ تھی۔ اور مادہ تقلب کا بھی اسی تنگی پر دلالت کرتا ہے
کیونکہ مشتق ہے تقلب الشی ظھر البطن کالحیۃ تتقلب فی الرمضاء۔ جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کو خوشی تھی تحویل کی
کیونکہ مکہ قبلہ ابراہیم کا تھا لہٰذا آپ کی خوشی تھی کہ میں اپنے آباء اجداد کے قبلے پر ہو جاؤں وجہ یہ ہے کہ اگر خوشی ہوتی تو یہ دو زجریں نہ
ہوتیں کیونکہ وَلَئِنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ بِکُلِّ اٰیَۃٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَکَ سے زجر کی گئی اور دوسری زجر وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَآءَھُمْ
مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّکَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور اگر خوشی ہوتی تو یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ نہ کہا جاتا حاصل
کا یہ ہے کہ اگر اس تحویل سے کوئی مصائب اہل کتاب کی طرف سے پہنچیں تو صبر کرنا یہ مولوی شمس الدین نے لکھی ہے۔ اور وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ
یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بھی اس کے متعلق ہے یعنی مخالفت کی وجہ سے اگر اہل کتاب کسی کو قتل کریں تو تم ان کو اموات نہ کہو

بنک فیہ شبہ اول تقریر کا ختم ہو گیا۔ تحقیق لفظی ؛ کَذٰلِکَ جَعَلْنٰکُمْ اُمَّۃً وَّسَطًا لِّتَکُوْنُوْا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ
عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا پہلے کذٰلک کا استعمال معلوم کرنا چاہئے جیسے ہندی میں جوان خوبصورت کو اشارہ کر کے کہا جاتا ہے کہ نوجوان ایسے
ہوتے ہیں ایسا ہی اس جگہ باری تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسے صحاب ہونے چاہئے تحقیق آیت ؛ لوگ اس جگہ معنی یہ کرتے ہیں کہ رسول
گواہ ہو گا تم پر اور تم گواہ ہوگے لوگوں پر پس جب رسول صلعم گواہ ہوگا تو لازم آتا ہے کہ رسول صلعم ہر ایک پر حاضر ناظر ہوں تاکہ گواہ بن
سکیں اسی طرح سورۃ حج کے آخر میں لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَہِیْدًا عَلَیْکُمْ میں معنی گواہ کر کے عالم الکل شیٔ رسول صلعم کو ثابت کرتے ہیں
کل والے مشرک یہی معنی کرتے ہیں لیکن یہ سب غلط فاحش ہیں کیونکہ شہیدا کا معنی گواہ نہیں ہے بلکہ معنی تبلانیوالا ہے۔ جیسا کہ
شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی سورہ مزمل میں کہا ہے باقی یہ ہے کہ امت سے مراد کل امت ہے یا خاص اصحاب ہیں مولوی شمس الدین
نے اول امت لی ہے لیکن ہم کو حضرت صاحب نے اصحاب تبلائے ہیں ۔اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حاصل یہ ہوگا کہ محمد رسول
صلعم اپنے اصحابوں کو تبلانے والے ہیں اور اصحاب لوگوں کو تبلانے والے ہیں اور یہی مراد ہے۔ سورہ الحج میں۔ کیونکہ جَاہِدُوْا فِی سَبِیْلِ
اللہِ حَقَّ جِہَادِہٖ ہُوَ اجْتَبٰکُمْ سے لے کر وَتَکُوْنُوْا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ تک سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب مراد ہیں اور یہ
حدیث بھی اسی کی موید ہے اِنَّ اللہَ اختار لی اصحابی پس تمام تقریر سے معلوم ہو گیا ہے کہ گواہ والا معنی نہیں ہے تاکہ اعتراض مشرکین کا
وارد ہو۔ اور دوسرا یہ ہے کہ اگر شہدا کا معنی گواہ کر کے عالم الغیب بنائیں تو لتکونوا شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ سے لازم آتا ہے کہ تمام
اصحاب بھی عالم الغیب ہو جائیں۔ وقولہ تعالیٰ۔ کَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ کُلِّ اُمَّۃٍ بِشَہِیْدٍ وَّجِئْنَا بِکَ عَلٰی ہٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا الیٰ صحیح مسلم فی باب
فضائل القرآن عن ابن مسعود قال سمعت رسول اللہ صلعم قال ما دمت فیہم الخ اور آیت وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَۃَ الَّتِیْ کُنْتَ عَلَیْہَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ
یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْہِ میں القبلہ سے مراد بیت المقدس ہے کُنْتَ عَلَیْہَا سے جس پر آپ ہیں۔ اور ممن ینقلب حال ہے
یعنی تمیزا ممن ینقلب۔ اور جعلنا بمعنی صیرنا معنی یہ ہوگا نہیں پھیرتے ہیں قبلہ کو جس پر تو آپ ہیں یعنی بیت المقدس تاکہ مومن اور کافر
جدا ہو جائیں وَاِنْ کَانَتْ لَکَبِیْرَۃً اِلَّا عَلَی الَّذِیْنَ الخ یعنی تحقیق تحویل بڑی آزمائش ہے مگر مومنوں کے واسطے بڑی نہیں ہے فَوَلِّ
وَجْہَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اس جگہ حکم کیا گیا تحویل کا اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ الخ یہ جواب ہے اہل کتاب کے مخالف ہونے کا۔ اَلْحَقُّ مِنْ
رَّبِّکَ فَلَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ اے ہذا ہو الحق یعنی جان لیں اہل کتاب کا حق بات ہے۔ وَلِکُلٍّ وِّجْہَۃٌ ہُوَ مُوَلِّیْہَا یعنی واسطے
قوم کے جہت ہے کہ اس جہت کی طرف وہ قوم منہ کرتی ہے فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ حکم دے اسی طرح کرو۔ وَاَیْنَمَا
تَکُوْنُوْا یَاْتِ بِکُمُ اللہُ جَمِیْعًا اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یہ تخویف ہے اور بکم میں با تعدیہ کی ہے مِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْہَکَ
شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ اس آیت خرجت کا معنی خرجت من المکۃ الی المدینۃ ہے اور شطر المسجد الحرام میں وضع ظاہر موضع مضمر ہے
کیونکہ اصل میں شطرہ تھا لیکن واسطے ظاہر کرنے علت کے ظاہر کیا گیا۔ کیونکہ المسجد الحرام معنی علۃ کا ہے۔ معنی یہ ہوگا کہ جس جگہ سے تم نکل
گئے ہو یعنی مکہ اسی طرف منہ کرو۔ کیونکہ وہ مسجد حرام ہے۔ حَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْہَکُمْ یعنی اگرچہ مدینے میں ہو لیکن منہ مسجد حرام کی طرف
کرو۔ وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْکُمْ وَلَعَلَّکُمْ تَہْتَدُوْنَ۔ کَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا واو حرف عاطفہ ہے لاتم پر یعنی معطوف لِئَلَّا یَکُوْنَ

معطوف علیہ بھر واو عاطفہ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ معنی کی تہتدون معطوف اور ماقبل معطوف علیہ کاف بمعنی مثل ما مصدریہ اور مجموعہ۔ کما ارسلنا
صفت برائی مفعول مطلق محذوف اے اتماما للنعمۃ کنعمت ارسال الرسول فیکم اور الا الذین ظلموا میں مستثنیٰ منقطع ہے اور معنی لٰکن
ہے۔ اور اَلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اسم ہے لکن کا اور خبر اس کی محذوف ہے یعنی ظالم اب بھی طعن کرینگے (اور تحقیق بل احیاء کی مختصر یہ ہے) کہ احیاء سے
مراد یہ بالکل نہیں کہ اس جسم کے ساتھ زندہ ہوں۔ باقی روح خود زندہ ہوتے ہیں مع النفس یا بدون النفس۔ اور نفس اور روح کی مثال آگ
اور دھواں کی ہے۔ باقی خاص ان کو اس معنی کے ساتھ زندہ کہنا اس وجہ سے ہے کہ یہ زیادہ عیش اور خوشی میں ہوتے ہیں۔ زیادہ تفصیل سورۃ
آل عمران کی تفسیر میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ نقص اموال کافروں سے آئے یا اور کسی سے لیکن صبر کرنا۔ اِنَّا
لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ یعنی اسی کی ملک میں ہیں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں دنیا میں یا آخرت میں کرینگے۔ اور ان کو درجے
ملیں گے اگرچہ دنیا میں کفار کی طرف سے مصائب آئے تو کیا ہوا۔ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ سے
لیکر فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ تک دفعیہ شبہ ثانی اہل کتاب کا ہے کہ بیت امر میں تو اس سبب سے کہ بیت امر ہے عبادت کرنی جائز
ہے مگر صفا مروہ میں تو جاہلیت کے زمانے میں بت نام تھے مسلمان اس جگہ عبادت کیوں کرتے ہیں مختصر جواب یہ ہے کہ جس طرح
اللہ تعالیٰ حکم کرے اس طرح کرنا چاہیے۔ اور تفصیل یہ ہے کہ اس جگہ مائی صاحبہ مائی ہاجرہ دوڑی تھیں پانی ڈھونڈھنے کے لئے پھر
اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا سے لے کر وَلَا یُنْظَرُوْنَ تک تخویف ہے۔ اہل کتاب اور مشرکین کیواسطے اور معنی لفظ شعائر
اللہ کما کان علما لقربان یتقرب الی اللہ من صلوۃ اور دعا۔ اور ذبیحۃ۔ خلاصہ مختصر سورۃ ماقبل توحید یعنی شرک فی العبادۃ والدعاء کی نفی
اور اثبات رسالت اور دفعیہ شبہات اہل کتاب۔ اب وَاِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ سے لے کر وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْکِتٰبِ
لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ تک بھی اعادہ بحث توحید کا ہے لیکن اس میں نفی شرک فعلی کی ہے وَاِلٰـھُکُمْ وَاِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ سے لے کر لَاٰیٰتٍ
لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ تک آیت توحید ہے اور مبدا ہے نفی شرک فعلی کا اور یہ آیت دوسری ہی آیات توحید اربعہ سے جو کہ اس سورت
میں ہیں اور مولوی شمس الدین نے اس آیت کا تعلق اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ کے ساتھ لگایا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے: احد لاشریک ہونے کی
آیات بہت ہیں۔ کیا ہوا کہ صفا مروہ پر چند بت رکھے گئے ہیں۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے لے کر حُبًّا لِّلّٰہِ تک متعلق
ہے آیت توحید کے ساتھ معنی یہ ہے کہ باوجود ان ادلۂ توحید کے پھر بھی مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک بنائے ہیں۔ اور جیسا کہ اللہ کے
ساتھ محبت کرنی تھی۔ ان کے ساتھ اسی طرح محبت کرتے ہیں یعنی نیازات انکی اور تحریمات ان کے لئے کرتے ہیں۔ اور ان کو
قضاء حاجات میں پکارتے ہیں یہ معنی ہے یُحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ کا اور وَلَوْ یَرَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا سے لے کر وَمَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ
مِنَ النَّارِ تک تخویف اخروی ہے (تحقیق آیت) وَلَوْ یَرَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا وَّاَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ
الْعَذَابِ۔ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ۔ اس آیت کے مفسرین نے بہت معنی کئے ہیں۔ تمام کو
ذکر کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ دو معنی ذکر کئے جاتے ہیں سمجھانے کے لئے معنی اول تو شرطیہ ہے یَرَی الَّذِیْنَ شرط اور لما فعلوا جزاء
محذوف ہے۔ اور مفعول یری الذین کا حال انفسہم محذوف ہے۔ اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ ظرف ہے حال انفسہم کی اور مراد عذاب سے اخروی

ہے۔ اور اِنَّ الْقُوَّۃَ سبب ہے یَرَوْنَ الْعَذَابَ کا اور اِذْ تَبَرَّأَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا بدل ہے اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ سے معنی یہ ہوگا کہ اگر جانتے ظالم حال نفس اپنی کا وہ حال جو ہوگا وقت دیکھنے انکے عذاب کو اور عذاب کو دیکھیں گے بسبب اسباب کے کہ قوت اللہ کو ہوگی اور اللہ تعالیٰ بہت سخت عذاب والا ہے۔ اور وقت دینے عذاب کے متبوع تابع ہر ایک دوسرے سے بیزار ہونگے (تو یہ پلیدیاں نہ کرتے) یہ جزا محذوف ہے یعنی دوسرا یہ ہے کہ لو برائے تمنی۔ یَرَی الَّذِیْنَ کا مفعول اِنَّ الْقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا اور اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ میں مراد عذاب سے دنیوی ہے۔ اس معنی بموجب اِذْ تَبَرَّأَ الَّذِیْنَ بدل نہ ہوگا معنی یہ ہوگا کہ آرزو ہے ہائے کہ جانتے ظالم وقت دیکھنے کے عذاب دنیوی کو کہ اللہ کو سب قوت ہے اور سخت عذاب دینے والا ہے یعنی اگر جانتے تو بہت اچھا ہوتا۔ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک متعلق ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ کیونکہ جب یُحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ میں بتلائی گئی کہ تحریم لغیر اللہ کرتے ہیں اور نیازات دیتے ہیں اس کی تفصیل اسے کی گئی ہے۔

مختصر حاصل پہلے یہ جاننا چاہیے کہ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ سے لے کر فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ مسئلہ تحریم لغیر اللہ کا بیان ہوا ہے کہ مال مویشی کو حرام لغیر اللہ کرنا اور طواف ننگے کرنا یہ بھی تحریم تھی مشرکین کی۔ اور یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک منع تحریم لغیر اللہ کا اعادہ کیا گیا ہے تاکید کیواسطے اور نیازات لغیر اللہ کو بھی ذکر کیا گیا۔ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا۔ و۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ سے نہی تحریم لغیر اللہ مراد ہیں۔ اور مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ سے نیازات لغیر اللہ مراد ہیں۔ دونوں کے درمیان حکمی فرق یہ ہے کہ تحریم لغیر اللہ سے اشیا حرام نہیں ہوتیں ان کو کھانا چاہیے اور نیازات غیر اللہ سے اشیا حرام ہو جاتی ہیں ان کو نہ کھانا چاہیے۔ اور یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک ثمرہ ہے اور مرتب ہے یُحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ پر۔ اس جگہ دو مسئلے بالذات ذکر کئے گئے ہیں (۱) تحریم لغیر اللہ غلط (۲) اور نیازات لغیر اللہ بھی حرام اور دو بالتبع (۱) تحریم اللہ صحیح (۲) نیازات الٰہیہ بھی صحیح۔ پس جب پہلے دو مسئلے مقصود بالذات تھے۔ لہذا اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ میں معنی اِنَّمَا کا مَا اِلَّا والا نہ ہوگا جیسا کہ مشہور ہے کیونکہ اگر انما کا معنی مَا اِلَّا والا کریں تو دوسرا مسئلہ بالتبع ہو جائے گا۔ اور محرمات فقط یہی نہیں ہیں جو کہ مذکور ہیں لہذا ضروری یہی مراد لیں گے کہ یہ بھی حرام اور باقی بھی کئی حرام ہیں۔ جو کہ مذکور نہیں ہیں۔ بلکہ معنی انما کا پکی بات ہے یعنی یہ معنی کریں گے کہ پکی بات یہ ہے کہ یہ اشیا حرام ہیں اور اسی معنی کو رضی نے پسند کیا ہے اور شواہد بیان کئے ہیں۔ اور اس کے شواہد اِنَّمَا سُکِّرَتْ اَبْصَارُنَا۔ اِنَّمَا الْخَمْرُ اور مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کی تفصیل سورہ مائدہ میں ہے۔ اور اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ سے لے کر لَفِیْ شِقَاقٍۢ بَعِیْدٍ تک خاص کر مَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے متعلق ہے اور تخویف اہل کتاب کو ہے یعنی اہل کتاب کو معلوم ہے کہ نیازات غیر اللہ حرام ہیں بیان نہیں کرتے اور خود کھاتے ہیں یہ آگ دوزخ کی کھاتے ہیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ان کو پورا عذاب دیگا۔ یہ محض عنادی ہیں کیونکہ ان پر اظہار حق کے واسطے کتاب نازل ہو چکی ہے جس میں حرمت نیازات غیر اللہ کی لکھی ہے۔ پھر بھی یہ باز نہیں آتے (تحقیق الفاظ) اِنَّمَا یَاْمُرُکُمْ بِالسُّوْٓءِ وَالْفَحْشَآءِ فحشاء اور سوء سے مراد ننگے ہو کر طواف کرنا ہی۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً یہ ایک تمثیل ہے اور تشبیہ مفرد کی ساتھ مرکب کے ہے

اور بِمَا لَا یَسْمَعُ میں بار زائدہ ہے حاصل یہ ہے کہ مثال کفار کی ایسی ہے جیسا کہ ایک شخص حیوان کو بلاوے اور حیوان تو فقط آواز ہی سنتا ہے۔ اور مطلب کچھ نہیں سنتا اور سمجھتا۔ اسی طرح یہ بھی ہیں کہ سمجھتے کچھ نہیں غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ غیر تمن قسم سے صفیتہ۔ استثنائیہ اور بمعنی لَا۔ کما فی غیر المغضوب اس جگہ بمعنی لا ہے۔ اے لا باغ ولا عاد (صراح) یعنی زور سے بھی نہ چھینے اور حد سے زیادہ بھی نہ کھائے تو مردار کا کھانا جائز ہے۔ یَکْتُمُوْنَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ سے مراد نیازات غیر اللہ ہیں مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ اِلَّا النَّارَ سے مراد بھی نیازات غیر اللہ ہیں فَمَا اَصْبَرَہُمْ عَلَی النَّارِ یہ صیغہ تعجب کا ہے یعنی کیا صابر ہیں اوپر آگ کے اس جگہ تقریر نقل کیجاتی ہے۔ جو اسطے تفصیل کے مشرکین عرب اپنی طواغیت سے ایک تو یہ معاملہ کیا کرتے تھے کہ ان کی تقرب کے لئے چارپائے چھوڑ دیا کرتے تھے اور موجب اس کا یہ تھا کہ حق تعالیٰ نے اپنی عباد پر یہ فرض کیا کہ تم میری بیت کے گرد اگرد نہ تو درخت کاٹو اور نہ کسی جانور کو کسی قسم کا ایذا دو۔ اور ایسا ہی حاجیوں پر ایام حج میں خواہ باہر حرم سے کیوں نہ ہو کسی ذی روح کا قتل کرنا بلکہ اس کی طرف اشارہ کرنا ایذا کے واسطے حرام تھا اس میں نکتہ یہ تھا کہ دیکھئے اپنے پروردگار سے غائبانہ ذکر کر اور اللہ کو متصرف جان کر ان احکام کو یعنی عدم ایذا جانوروں کو بجا لاتا ہے تو مشرکین نے بعینہٖ یہی معاملہ اپنے طواغیت سے شروع کر دیا اور اپنے چارپائے اس لئے بیکار چھوڑ دیتے ہیں کہ ہمارے طواغیت ہم پر راضی ہونگے اور ہماری حاجت ادا کریں گے۔ اور یہ عقیدہ بھی رکھتے تھے کہ اگر ہم نے ان مویشیوں کو کسی قسم کا ایذا دیا تو ہمارے خدا یعنی طواغیت ہم پر ناراض ہوں گے۔ اور بجائے نفع کے نقصان دینگے۔ تو اس رسم ذمیمہ کو توڑنے کا علاج اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا۔ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا یعنی جو شے من دون اللہ کے لئے چھوڑ دیتے ہیں یہ حرام نہیں۔ حلال طیب ہیں۔ ان کو کھاؤ۔ اور دوسرا معاملہ یہ کیا کرتے تھے کہ ان کے تقرب کے لئے اپنی مواشی ذبح کیا کرتے تھے اس کا منشا یہ تھا کہ حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ فرمایا کہ تم میرا تقرب حاصل کرنے کے لئے میرے گھر میں آکر اپنے اچھے اچھے مویشی جو کہ نہ لنگڑے ہوں اور نہ اندھے اور نہ کان کاٹے ہوئے غرض ہر عیب سے خالی ہوں ذبح کرو۔ اگر یہاں نہ ہو سکے تو وہاں بیٹھے ہوئے ذبیحہ کا رُخ میرے گھر کی طرف کر کے میرا نام پڑھ کر ذبح کرو جیسے کہ آج کل مروج ہے تو مشرکین نے بھی یہی معاملہ اپنے آلہ باطلہ سے شروع کیا کہ ان کا نام لے کر اور یہ سمجھ کر کہ ہمارے آلہہ اس فعل پر خوش ہونگے اور ہمارے حاجت ادا کریں گے یا بطور شفاعت کرا دینگے تو حق تعالیٰ نے اس طریقے ذمیمہ کے توڑنے کے لیے فرمایا۔ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ یعنی تم پر یہ سب اشیا حرام ہیں (نوٹ) پہلے قسم تحریمات غیر اللہ کا بیان تھا اور دوسرے نیازات غیر اللہ کا بیان تھا۔ پھر اس جگہ چند صورتیں بیان کی جاتی ہیں نیت غیر اللہ کی ہو اور ذبح بھی غیر اللہ کے نام پر کیجائے یا نیت اللہ کی ہو لیکن وقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ یا مالک کی نیت اللہ کی ہے تو وقت ذبح کے غیر اللہ کا نام لے لے اور یا نیت غیر اللہ کی ہو اور وقت ذبح عادۃً نام اللہ کا ذکر کرے جیسا کہ آج کل لوگ کرتے ہیں ان صورتوں میں مذبوحہ حرام ہے۔ ماسوا ان کے حلال ہے بتمہ درخت وغیرہ مقابر اولیاء کرام پر اس لئے چھوڑتے ہیں کہ اگر کاٹے جائیں تو وہ ہم پر ناراض ہونگے اور ایذا پہنچائیں گے یہ موجب کفر اور شرک ہے۔ اور ان کے نام پر صدقات دینے اس لئے کہ یہ ہم پر راضی ہونگے اور ہمیں مال اور اولاد عطا کرینگے یہ بھی موجب کفر و شرک ہے۔ ان کا لینا اور کھانا ناجائز اور اگر اس نیت پر دے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے

ہیں اللہ تعالیٰ مجھ پر راضی ہو کر میری حاجت پوری کرے گا تو دینا مباح اور موجب ثواب ہوگا اور لینا بھی قطعاً جائز اور کھانا حلال طیب
ہے۔ (نوٹ) میں نے اس مقام کی تفصیل اس واسطے لکھی ہے کہ بعض پیر اس زمانے میں جو کہ بڑے مشہور ہیں اور مشرک ہیں انہوں نے
درمیان تحریمات غیر اللہ و نیازات غیر اللہ کے فرق نہ سمجھا اور کلوا مما فی الارض حلالا طیبا سے نیازات غیر اللہ کی سمجھ کر حکم حلال کا دیدیا
ہے۔ اور کہا کہ خدا کھانے کا حکم دے رہا ہے پھر کیوں نہیں کھاتے لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ سے لے کر وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ
تک اس کا ربط ماقبل سے یہ ہے کہ سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ سے دفعیہ شبہات الی بحث شروع ہوئی تھی اور یہ اس کا اختتام تھا لہٰذا وقت
اختتام کے بھی اسی سلسلے کو اعادہ کیا گیا کہ منہ طرف مشرق یا مغرب کے کرنا کوئی نیکی نہیں جیسا کہ اہل کتاب کا خیال ہے۔ اور شبہے کرتے
ہیں۔ بلکہ نیکی یہ ہے کہ احکام الٰہیہ مانو اور جس طرح اللہ حکم کرے اسکی تعمیل کرو۔ (تحقیق لفظی) قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ کیونکہ نصاری طرف
مشرق کے منہ کرتے تھے۔ اس وجہ سے کہ مائی مریمؑ وقت درد زہ کے مشرق کی طرف منہ کر کے نکلی تھی۔ اور یہود طرف مغرب کے کرتے
تھے بیت المقدس وہاں سے مغرب شمال میں ہے۔ لکن البر ای لاکن صاحب البر۔ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ اے حب اللہ اور حب المال۔
وَالصّٰبِرِیْنَ اے امدح الصابرین اصل میں بجگہ رفع مناسب تھا کیونکہ ماقبل کے لحاظ سے لکن کی خبر ہوتی تھی لیکن قطع کی
گئی کلام واسطے کمال بیان کرنے صابرین کے وَحِیْنَ الْبَاْسِ سے مراد حین القتال ہے۔ اور الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ سے لیکر وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُتَّقُوْنَ تک ترغیب علی الجہاد ہے۔ اور یہ آیت اس واسطے لائی گئی تاکہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ والا مضمون
ماقبل کے ساتھ مرتبط ہو جائے (خلاصہ مختصر) ان ارباع خمسہ میں توحید کا بیان ہوا ہے کیونکہ سیقول السفہاء سے کر لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ
الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ تک دفعیہ شبہات اہل کتاب کا کیا گیا۔ اور پھر دوسرے شبہے کے دفعیہ کے متعلق کلام الھکم الٰہ واحد سے
شروع کر کے لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ تک توحید یعنی نفی شرک فعلی کا بیان کیا گیا اور پھر اختتام میں لَیْسَ الْبِرَّ سے دفعیہ شبہات کے متعلق
کلام لا کر بحث توحید کا خاتمہ کیا گیا۔ اور باقی ارباع خمسہ میں احکام کا ذکر آئے گا۔ اور ہر ایک حکم کے ساتھ قتال کا حکم آئے گا کہ مشرکین کے
ساتھ قتال کرو اور علت قتال کرنے کی توحید یعنی نفی شرک ہے پس سب کا خلاصہ توحید اور نفی شرک ہے یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ
الْقِصَاصُ سے آخر تک احکام شرعیہ یعنی امور انتظامیہ کا بیان آئے گا۔ اور ہر ایک کے ساتھ قتال کا حکم بھی آئے گا۔ (۱) اول قصاص
کا حکم بیان کیا گیا۔ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تک یعنی قصاص لیا کرو کیونکہ یہ سبب ہے حیاتی کا۔ کیونکہ قصاص کی وجہ سے قاتل
ڈرے گا اور قتل نہ کرے گا۔ لہٰذا اس وجہ سے قاتل مقتول دونوں بچ جائیں گے۔ تحقیق آیت۔ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ
الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى مذہب حنفیہ یہ ہے کہ خواہ حر ہو یا عبد یا مؤنث دوسرے کے مقابل میں قتل کیا جائے گا۔ اور شافعیہ مذہب کا یہ
ہے کہ حر مقابلہ حر کے قتل کیا جائے گا نہ عبد کے اور جب حر مقابلہ حر کے قتل کیا گیا تو عبد مقابلہ حر کے بطریق اولیٰ قتل کیا جائے
گا۔ اس آیت سے دو اعتراض وارد ہوتے ہیں مذہب حنفیہ پر ایک تو یہ ہے کہ الحر بالحر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبد کے مقابلہ میں
حر قتل نہ کیا جائے گا۔ اور دوسرا دونوں مذہبوں پر وارد ہوتا ہے۔ کہ یہ مسئلہ دونوں کا متفق علیہ ہے کہ حر مذکر مقابلے مؤنث کے قتل
کیا جائے گا۔ حالانکہ انثیٰ بالانثیٰ سے معلوم ہوتا ہے کہ حر مذکر مقابلے انثیٰ کے قتل نہ کیا جاوے۔ کیونکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مؤنث

مقابلے مونث کے قتل کی جائے گی۔ اور الطریق اولیٰ یہ معلوم ہوتا ہے کہ انثی مقابلے حر کے کہ بالطریق اولیٰ قتل کی جاویگی۔ لیکن یہ متفق علیہ مسئلہ اس آیتہ سے بالکل معلوم نہیں ہوتا۔ لہذا شافعیہ نے یہ جواب دیا ہے کہ الانثیٰ بالانثیٰ منسوخ ہے حدیث سے جواب حنفیہ کے مذہب کے واسطے شاہ ولی اللہ صاحب نے دیا ہے کہ اس جگہ قصاص کا لینا مراد نہیں ہے بلکہ صرف مراد یہ ہے کہ ایک مونث دوسری مونث کے برابر ہے۔ اور ایک عبد دوسرے عبد کے برابر ہے۔ کوئی کم نہیں اسی طرح حر دوسرے حر کے برابر ہے مطلب یہ ہے کہ اس جگہ صرف مساوات بیان کرتی ہے اور قصاص کا بیان اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ والی آیتہ سے ہوگا لیکن اس معنی پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر مساوات بیان کرنی مقصود تھی تو صرف الانسان بالانسان کافی تھا۔ اور بعض مفسرین نے یہ کہا ہے کہ کفار میں دو فرق تھے ایک قوی اور ایک ضعیف اگر کسی ضعیف قوم نے قوی قوم کی مونث قتل کی تو اس کے مقابلہ میں قوی قوم والے ضعیف کے مرد کو قتل کرتے تھے۔ اسی طرح مقابلے عبد کے حر کو قتل کرتے تھے اور مقابلہ ایک رجل کے دو کو قتل کرتے تھے جیسا کہ وہ رسول صلعم کے پاس آئے تو حضور نے اس آیت کا حکم فرمایا۔ کہ اس طرح بدلہ نہ لیا کرو جس طرح تم لیتے ہو یہ ظلم ہے پس معنی یہ ہوگا ان کان الحر قاتلا فتشبسوا بالحر القاتل وان کانت الانثی قاتلا فخذوھا۔ وان کان القاتل عبدا فخذوہ یہاں کان محذوف ہے اسم اس کا مذکور ہے جز محذوف ہے۔ اور حضرت صاحب نے معنی کیا ہے کہ قصاص کا لغوی معنی عام ہے یعنی کشندہ را باز کشتن اور جراحت کردن عوض جراحت (صراح) پس قصاص اعضاء کے عوض کو بھی شامل ہوگیا لہذا لغوی معنی بموجب اس آیت یہ ہوگا۔ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى سے مراد قصاص کل جسم اور قتل ہے۔ اور اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ سے مراد قصاص اعضاء ہے یعنی اگر ایک حر نے دوسرے حر کا عضو قطع کیا۔ تو اس کا بھی کیا جائے گا جب حر کے مقابلے حر کے اعضا کو قطع کیا گیا تو عبد کے اعضاء کو بطریق اولیٰ قطع کیا جاوے گا۔ اِنْ رَضِيَ الْحُرُّ اور یہ نہیں کہ عبد کے مقابلہ میں حر کے اعضاء کو بھی قطع کیا جائے بلکہ دیت لی جائے گی۔ اور اسی طرح انثی کے مقابلے انثی کے اعضاء قطع کئے جائیں گے۔ اور حر کے اعضاء مقابلے انثی قطع نہ کئے جائیں گے۔ اب وہ دو معترض اس معنی پر وارد نہ ہوئے۔ فمن عفی لہ من اخیہ شیئ فاتباع بالمعروف واداء الیہ باحسان یعنی اگر کوئی وارث مال لینا چاہے تو تنگی سے نہ بلکہ شستگی طریقے کے ساتھ لے۔ اور دینے والا بھی احسان کے ساتھ دے یعنی لینے والے کو تنگ کر کے نہ دے (امر ثانی امور انتظامیہ کا ذکر (۲۷) كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ سے لیکر اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک یہ بیان کیا کہ غیر کا مال نہ کھایا کرو یعنی ورثہ کو حکم شرع کے موافق تقسیم کیا کرو۔ باقی زیادتی تحقیق آیت منسوخ پر ہوگئی ہے پ تحقیق لفظی (فمن بدلہ بعد ما سمعہ یعنی اگر تغیر کرے سننے والا اور مراد اس سے وہ ہے کہ جو کہ وقت وصیت سننے والا تھا خواہ مولوی ہو یا غیر۔ فمن خاف من موص اے علم (مدارک) جنفا او اثما اے خطاء او عمداً (ابن عباسؓ) فلا اثم علیہ (۱) علی المصلح (یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ سے لے کر كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ تک صوم کا مسئلہ ہے اور پھر بعد کا وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ سے لے کر وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ تک امر انتظامی دوسرا ذکر کیا گیا یعنی مال غیر کا نہ کھاؤ۔ وجہ یہ ہے کہ صوم مانع تھا حرام مال کے کھانے سے۔ پس جب صوم امر اصلح تھا لہذا اس کو درمیان میں ذکر کیا گیا۔ اور اس کے ابتدا اور انتہا میں امر انتظامی ذکر کیا گیا کہ مال حرام نہ کھاؤ۔ اور درمیان میں وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ سے لیکر لَعَلَّهُمْ

یُرشَدُون جملہ معترضہ لایا گیا۔ اس نکتہ کے واسطے کہ روزہ موجب قرب الٰہی ہے کیونکہ ایک روزہ سے انسان ستر سال کے بعد کے رستے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے (تحقیق لفظی) اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ مفعول ہے الصیام مصدر معروف باللام کا۔ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ تشبیہ ہے نفس وجوب میں۔ جمیع اوصاف میں نہیں ہے یعنی عدم الاکل بعد النوم وغیر ذلک فلا نسخ۔ وَعَلَی الَّذِیۡنَ یُطِیۡقُوۡنَہٗ فِدۡیَۃٌ طَعَامُ مِسۡکِیۡنٍ۔ ثم نسخ وقال بعضھم ان الہمزۃ للسلب فالمعنی وعلی الذین لا یطیقون۔ وقال ابن عباسؓ ان لفظ لا مقدرۃ۔ وقال شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ الضمیر للطعام والمراد من الفدایۃ ھی صدقۃ الفطر۔ وقدم۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے وجہ بیان کی ہے صدقہ فطر کے بیان کرنے کی فوراً لکیر کہ پہلے ذکر سب صوم کا ہوا تو صوم کے بعد صدقۃ الفطر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا بعد میں یہ مسئلہ بھی ذکر کیا گیا جیسا کہ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمۡ میں تکبیرات عیدین کا بیان کیا گیا۔ جو کہ بعد صوم کے ہوتے ہیں۔ فَمَنۡ شَھِدَ مِنۡکُمُ الشَّھۡرَ فَلۡیَصُمۡہُ۔ کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ سے معلوم ہوا تھا پھر اعادہ کیا گیا واسطے ترغیب کے وَلِتُکۡمِلُوا الۡعِدَّۃَ معطوف علیہ محذوف ہے اے لیتیسروا ولتکملوا العدۃ۔ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمۡ یعنی عورتیں ملنے والیاں ہیں تمہارے ساتھ کُنۡتُمۡ تَخۡتَانُوۡنَ اَنۡفُسَکُمۡ فَتَابَ عَلَیۡکُمۡ یعنی تم سے یہ کام عدم جماع والا نہ ہو سکے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو اٹھا لیا۔ الخیط الابیض کا بیان ہے من الفجر۔ وَتُدۡلُوۡا بِھَاۤ اِلَی الۡحُکَّامِ کا عطف تاکلوا اموالکم پر ہے یعنی نہ لیجاؤ۔ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الۡاَھِلَّۃِ قُلۡ ھِیَ مَوَاقِیۡتُ لِلنَّاسِ سے لے کر وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ تک تعلق ہے۔ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الصِّیَامُ کے کیونکہ وہ ایک سوال کرتے اس کا جواب دیا گیا (تحقیق سوال وجواب) کتب معانی والوں نے یہ لکھا ہے کہ سوال یہ ہے کہ چاند کا چھوٹا اور بڑا ہونے کی وجہ کیا ہے۔ تو جواب میں قُلۡ ھِیَ مَوَاقِیۡتُ لِلنَّاسِ کہا یعنی ایسے سوال تمہارے مناسب نہیں کیونکہ اس کی علتیں تم کو معلوم نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا تم ایسے سوال نہ کیا کرو۔ بلکہ تمہارے مناسب یہ سوال ہے کہ چاند کا کیا فائدہ ہے۔ تو جواب ملا کہ لوگوں کے کاموں کی تعیین مواقع اس سے معلوم ہوتے ہیں لیکن خیال کرنے کا مقام ہے کہ ایسی سوال آیا وہ کرتے تھے۔ اور پھر جواب میں یہ کہا جاتا تھا کہ تمہارے لئے ایسے سوال مناسب نہیں۔ لہٰذا تم یہ سوال کرو۔ خود اپنے آپ سے بتلایا۔ اور خود ہی جواب دیا لیکن حق بات یہ ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا ہے کہ آیا روزہ دن کیواسطے چاند کی کیا ضرورت ہے تیس دن پورے کرتے ہیں سوا چاند کے کیا کریں تو جواب میں کہا گیا۔ اوقات معینہ ہیں واسطے صوم کے اور حج کے سوا ان کے فرض نہیں ہیں اور لَیۡسَ الۡبِرُّ بِاَنۡ تَاۡتُوا الۡبُیُوۡتَ سے لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ تک اسی کے متعلق فرمایا کہ تمہارے سوال ایسے ہیں جیسا کہ گھروں میں پچھلی طرف سے داخل ہونا یعنی الٹے سوال ہیں۔ اور ان سے کوئی نیکی نہیں ہے۔ بلکہ نیکی تو یہ ہے کہ اللہ کے احکام کی تعمیل کرو اور تقوی من اللہ حاصل کرو پس معلوم ہوا کہ لَیۡسَ الۡبِرُّ بِاَنۡ تَاۡتُوا الۡبُیُوۡتَ ایک تمثیل ہے (نوٹ) جب دو حکم انتظامی یعنی قصاص اور مال غیر کا نہ کھانا اور انکے مدد اور مصلح بیان ہو چکے ہیں تو قَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ سے حکم قتال کا کیا گیا واسطے دور کرنے شرک کے۔ اور امور انتظامیہ اس واسطے ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ مومنین میں ایک دوسرے کے ساتھ انتظام اچھا ہو اور بے اتفاقی پیدا نہ ہو۔ (ربط) قَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ سے لے کر وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الۡمُتَّقِیۡنَ تک دو امر ذکر کئے گئے ایک تو قتل کرنے کا حکم کیا گیا۔ اور کہا گیا کہ مسجد حرام میں لڑو اگر وہ تم سے لڑیں اور وہ حرمت شہر حرام نہیں کرتے تو تم شہر حرام میں ان کے قتل سے باز نہ رہو۔ دوسرا امر

له مسکین وقال البعض ان ترک الظاہر و کان حکم فی اول الامر کذا۔

یہ ہے کہ اخراج کی اور قتال کی علتیں بتلائی گئیں ایک تو من حیث اخرجوکم یعنی انہوں نے تم کو مکے سے نکالا ہے اور شرک قتل سے اشد
ہے اور علت حتی لاتکون فتنۃ ہے اور اس کا معنی حتی لا یفتن مومن ہے یعنی تاکہ کفار مومنین کو مومن ہونے سے نہ روکیں یعنی
زور سے کافر نہ کریں۔ پھر بعد میں وانفقوا فی سبیل اللہ سے لے کر ان اللہ یحب المحسنین تک قتال کے متعلق ہی اور ترغیب علی
الانفاق فی الجہاد ہے۔ تحقیق لفظی، ولا تعتدوا یعنی تجاوز نہ کرو۔ حاصل یہ ہے کہ بچے اور عورتوں کو نہ مارو والفتنۃ اشد من القتل
کا عطف من حیث اخرجوکم پر ہے۔ اور دو علتیں ہیں۔ اخرجوھم کی اور فتنہ سے مراد شرک الشہر الحرام بالشہر الحرام۔ حرمت
شہر حرام کی مقابلے حرمت شہر کے ہے یعنی وہ شہر حرام میں جنگ کرتے ہیں اور حرمت نہیں کرتے تو تم بھی ان کے ساتھ جنگ کرو اور
حرمت شہر حرام کی بجا نہ لاؤ الی التھلکۃ یعنی نہ خرچ کرنا ہلاکت ہے (ربط) واتموا الحج والعمرۃ للہ سے لے کر واعلموا انکم الیہ
تحشرون تک حج کا بیان کیا گیا ہے۔ اور اس کے ابتداء اور آخر میں قتال کا حکم کیا گیا ہے۔ ومن الناس من یعجبک سے ترغیب علی
القتال ذکر کی گئی ہے وجہ یہ تھی کہ حج مدہما قیام لوگوں کے واسطے کما قال تعالیٰ جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس[۱۱]
جیسا کہ صوم حرام مال نہ کھانے کے واسطے مدہ تھا۔ حاصل یہ ہے کہ مالک کے گھر میں جا کر دعا مانگو کہ اے مالک الملک ہم کو کفار پر مدد
دے۔ اور مدارک والے نے ایک روایت لکھی کہ اگر ایک سال کوئی آدمی حج کو نہ جائے تو سب جہان تباہ ہو جائے گا۔ تحقیق لفظی فان
احصرتم فما استیسر من الھدی ما استیسر میں ما موصولہ ہے اور من الھدی بیان ہے ما کا۔ اور لزم علیکم جزا محذوف ہے اور ما استیسر
مبتدا ہو گا اور جملہ جزا ہو گی فان احصرتم کی۔ فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر اس جگہ تمتع کا معنی لغوی مراد ہے یعنی نفع
اٹھانا خواہ قرار کرے یا تمتع اصطلاحی کرے اور الی الحج حال ہی اور تمتع میں تضمین ہے معنی یہ ہوگا کہ جو شخص نفع اٹھائے ساتھ اداکرنے عمرہ
کے در آنحال ملانیوالا ہو عمرہ کو حج کے ساتھ تلک عشرۃ کاملۃ یہ جواب ہے سوال کا کیونکہ وہ سوال کرتے تھے کہ فدیہ کے مقابلے
میں دس روز کم ہیں تو جواب میں کاملہ کی قید زیادہ کی کہ یہ کافی اور کامل ہیں ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام
ذالک کا مشار الیہ نزد شافعیہ ہدی والی چیز یا روزے والی چیز ہے لیکن اس وقت علی مناسب تھا کیونکہ علی کا کلمہ ضرر کیواسطے
آتا ہے۔ اور حنفیہ کے نزدیک تمتع ہے یعنی یہ نفع اٹھانا واسطے آفاقی کے ہے اور مکہ والوں کے واسطے نہیں ہے الحج اشھر
معلومات اے وقتہ اشہر معلومات یعنی شوال سے آگے احرام باندھا کرو وتزودوا فان خیر الزاد التقوی یعنی خرچ ساتھ لیجاؤ
کیونکہ یہ موجب تقوی کا ہے۔ اصل میں وہ لوگ پہلے بلا خرچ جایا کرتے تھے۔ اور رستہ میں مانگ کر گزارہ کرتے تھے۔ اور کہتے تھے
کہ ہم متوکل ہیں لہذا ان کو منع کیا گیا۔ ان تبتغوا فضلا۔ مراد سوداگری ہے فاذا افضتم یعنی جس وقت واپس ہو کر آؤ عند المشعر
الحرام ایک پہاڑ کا نام ہے یعنی مزدلفے والا پہاڑ۔ ثم افیضوا میں تعقیب ذکری ہے کذکرکم اباءکم میں اوصاف بیان کرنے
مراد ہیں او اشد ذکرا یعنی اللہ کے زیادہ اوصاف بیان کیا کرو فمن الناس من یقول (ربط) اس کا یہ ہے کہ حج میں لوگوں کی
دعائیں مختلف ہوتی ہیں (اس جگہ چار طائفے بیان کئے گئے ہیں) ایک تو فمن الناس من یقول ربنا اتنا فی الدنیا اور دوسرا
منھم من یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ اور تیسرا من الناس من یشتری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ الخ دو شقی اور دو سعید

ہیں آخر الذکر یعنی وَمِنَ النَّاسِ مَن یَّشْرِی نَفْسَہُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ اعلیٰ درجہ و اعظم اجر۔ اَفَأَ مَانعد [illegible] ودات سے مراد گیارہویں بارھویں اور تیرھویں ہیں اور فَمَن تَعَجَّلَ فِی یَوْمَیْنِ سے مراد دو اول ہیں (اور اچھا ربط اس طرح [illegible] ہے) وَمِنَ النَّاسِ مَن یُّعْجِبُکَ سے عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ تک کہا [illegible] دیکھو بعض ایسی پلیدیاں کرتے ہیں تم ان کو کیوں نہیں [illegible] ل کرتے تمہارے واسطے تو یہ مناسب تھا [illegible] ح اسلام میں داخل ہوتے او قتال کرتے اور شیطان کے تابع [illegible] ہوتے کیونکہ ایسے شخص کو قتل نہ کرنا بھی شیطان کے تابع ہونا ہے۔ پھر ھَلْ یَنْظُرُوْنَ سے لے کر وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ تک تخویف [illegible] علی عدم القتال بیان کی گئی۔ پھر تخویف بیان کر کے سَلْ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ تک ایک نمونہ تبلایا گیا ہے کہ دیکھو جو کہ احکام اللہ نہ ماننے اس کا کیا حال ہوتا ہے۔ پھر زُیِّنَ لِلَّذِیْنَ سے لے کر مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ تک دفع شبہ کیا گیا کہ کافروں کے پاس رزق بہت ہے تو جواب ملا کہ اگر دنیا میں کچھ رزق مل گیا تو کیا ہوا۔ آخرت جو اصلی دار ہے وہ تمہارے واسطے ہے اسی کے واسطے جہاد کرو۔ پھر کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً سے لے کر اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تک یہ بیان کیا گیا کہ ہمیشہ یہ طریقہ جاری ہے کہ پہلے لوگ مختلف ہوئے باوجود معلوم کرنے حق کے تو پھر اللہ تعالیٰ مومنوں کو فتح دیتا ہے لہٰذا مت ڈرو اور جہاد کرو۔ اور اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ سے لے کر اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ تک کہا کہ مصائب کفار سے اور مومنین اور پھر کیں آتی ہیں صبر کرنا اور جہاد پر قوی رہنا حاصل اس مقام کا یہ ہوا کہ چار درجہ سے ترغیب علی القتال [illegible] گئی ہے کفار کی پلیدیاں تبلا کر پھر تخویف اور اس کا نمونہ ایک تبلا کر پھر طریقہ جاریہ تبلا کر پھر مصائب وغیرہ کو تبلا کر فرق دریا [illegible] یہ سے پہلی دو ترغیباں سخت ہیں۔ اور دو اخیر نرم ہیں۔ کیونکہ طریقے تبلا کر ترغیب دی گئی ہے (باقی ماندہ معانی اَخَذَتْہُ الْعِزَّۃُ پکڑتی ہے اس کو تکبر طرف گناہ کے کَافَّۃً پوری کی پوری۔ کَمْ اٰتَیْنٰہُمْ مِّنْ اٰیَۃٍ آیت سے مراد عذاب ہے وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَۃَ اللّٰہِ یعنی جو عمل نہ کرے کَانَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً ای فاختلفوا یعنی جگہ آیا ہے۔ پھر یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ تک انفاق فی القتال کا بیان ہے۔ (تحقیق سوال و جواب) علم معانی والوں نے یہ کہا ہے کہ سوال یہ تھا کہ کیا خرچ کریں۔ جواب ملا کہ یہ سوال کرنا تمہارے واسطے مناسب نہ تھا کیونکہ اگر اکثر مال خرچ کیا جاوے مگر مصارف پر خرچ نہ ہو تو سب بے فائدہ جائے گا۔ اور اگر تھوڑا مال مصارف پر خرچ کیا جائے تو فائدہ مند ہوگا۔ تمہیں یہ مناسب تھا کہ مصارف سے سوال کرتے کہ صدقہ کس کو دیں۔ اس کا جواب تبلایا گیا لیکن یہ باطل فاسد تقریر ہے حق بات یہ ہے کہ سوال یہ تھا کہ کتنا خرچ کریں تو جواب ملا کہ جتنا خرچ کرو گے تو کچھ نہیں دینا ہے۔ بلکہ اپنے والدین اور اقربین کو دینا ہے (ربط) وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ سے لے کر وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ تک یہ ہے کہ وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سے لے کر وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ تک قتال اور انفاق کا بیان کیا ہے پھر حج کا بیان کیا جو کہ موقع تھا پھر وَمِنَ النَّاسِ مَن یُّعْجِبُکَ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ تک دونوں مسئلوں کا اعادہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب مِنَ النَّاسِ مَن یُّعْجِبُکَ سے لے کر اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ تک قتال کا بیان کیا گیا۔ اور [illegible] مَاذَا یُنْفِقُوْنَ سے لے کر [illegible] اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ تک [illegible] ن کا بیان کیا گیا پھر کتب [illegible] القتال سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ تک دو مسئلوں کا اعادہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب پہلے کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ سے لے کر اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَۃَ

اللہ وَاللہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک قتال کرنے کا بیان کیا گیا پھر یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ سے لے کر اِنَّ اللہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ تک انفاق کا بیان کیا ہے۔
(یہ ربط اجمالی ہے)تفصیل یہ ہے۔ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِتَالُ سے لے کر وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ تک قتال کا حکم کیا گیا اور اس حکم پر انہوں نے سوال کیا یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ سے بیان کیا گیا کہ آیا شہر حرام میں بھی قتال کیا جائے اس میں تو منع ہوگا تو جواب قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ کَبِیْرٌ سے لے کر اِنِ اسْتَطَاعُوْا تک کیا گیا۔ حاصل قتال نہ کرنے کی ایک علت یعنی شہر حرام ہے۔ اور قتال کرنے کے واسطے چار علتیں ہیں ایک تو صد عن سبیل اللہ والمسجد الحرام۔ اور دوسری علت کفر بہ اور تیسری اخراج اہلہ منہ ہے اور چوتھی والفتنۃ اکبر من القتل۔ اور چار علتیں ترقی سے ہیں سوال والی علت سے پس معلوم ہوا کہ ضرور قتال کرنا چاہیے اور علت پانچویں لَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ الخ سے بیان کی گئی کہ ان کفار کو ہمت ہوتی تو تم کو اپنے دین پر کر لیتے (بیان فائدہ تین) اول فائدہ تو یہ ہے کہ بتلا دیا کہ قتال اچھا ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جواب ایسے عنوان سے دیا گیا کہ چار علتیں سوال کی علت سے ترقی کر کے لائی گئیں پھر ایک علت مشترک لائی گئی۔ پھر مَنْ یَّرْتَدِدْ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ سے اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ تک تخویف ہے واسطے ان کے جو مرتد ہو جائیں۔ پھر اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر وَاللہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک بشارت ہے قتال کرنے والوں کو پھر یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ سے لیکر وَاِثْمُهُمَآ اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا تک بطور مبدء کے ذکر کیا گیا۔ واسطے انفاق فی القتال کے کیونکہ اصل انفاق فی الجہاد وَیَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ سے شروع ہوا ہے۔ اور پہلے یسئلونک عن الخمر سے بطور مبدء بیان کیا کہ واسطے حصول دنیا کے تھوڑا ایذا بھی نہ اٹھانا چاہیے اور ذکر خمر اور میسر کا بطور مثال ذکر کیا گیا کیونکہ یہ موجب فساد کے اکثر ہوتے ہیں اور یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ سے لیکر فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تک یہ بیان کیا کہ جو کچھ حاجت سے زیادہ ہو خرچ کیا کرو یعنی اگر قتال فرضی کا موقع آجائے تو سب کچھ خرچ کرو، حاجت سے زیادہ کو یعنی دفع شرک کے لئے سب کچھ خرچ کرو۔ اور یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی سے لے کر اِنَّ اللہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ تک بیان کیا کہ اگر قتال نہ ہو تو اصلاح واسطے یتیمی کے بہتر ہے اور ان کا مال نہ لوٹو۔ (قاعدہ کلیہ قرآن کا) جو مسئلہ سیاق سے معلوم ہو سکے اس کو اشارۃً ذکر کیا جاتا ہے۔ اور جو معلوم نہ ہو سکے صراحۃً ذکر کیا جاتا ہے تاکہ دونوں مسئلے ساتھ عبارت مختصر کے ادا ہو جائیں لہذا قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْرٌ میں بھی یہی طریقہ کیا گیا ہے کیونکہ جواب تو یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْیَتٰمٰی کا یہ کہ اگرچہ یتیمی کو کچھ بھی نہ دو لیکن یہ جواب جب سیاق سے معلوم ہو سکتا ہے لہذا وہ ذکر نہ کیا گیا۔ اور قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْرٌ کو ذکر کیا گیا یہی طریقہ (قاعدہ اکثر مقاموں میں جاری ہوتا رہتا ہے۔ (تحقیق لفظی) وَصَدٌّ عَنْ سَبِیْلِ اللہِ وَکُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَکْبَرُ عِنْدَ اللہِ صد نکرہ مبتدا ہے اور عن سبیل اللہ متعلق ہے صد کے اور المسجد الحرام عطف ہے سبیل اللہ پر اور اکبر تمام کی خبر ہے۔ اور نکرہ مبتدا ہو سکتا ہے جبکہ مصدر مضاف ہو یا جار مجرور اس مصدر کے ساتھ متعلق ہو۔ شعر از الفیہ

رغبۃ فی الخیر خیر وعمل   بر یزین ولیقس مالم یقل

یَرْجُوْنَ رَحْمَةَ اللہِ خبر بمعنی امر ہے۔ اور اَلْفِتْنَةُ اَکْبَرُ سے مراد شرک ہے۔ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ یعنی کتنا خرچ کریں قُلِ الْعَفْوَ یعنی جو کچھ حاجت سے زیادہ ہو اس کو خرچ کرو۔ المیسر یعنی مطلق شرط۔ اِثْمُهُمَا یعنی ضررہا وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُکُمْ اگر ان یتیمی کو اپنے ساتھ ملاؤ تو ان کا مال نہ لوٹو۔ لَاَعْنَتَکُمْ سختی اور دکھ میں ڈالتا تم کو (نوٹ) قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ سے کر اِنَّ اللہَ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۔ یَسْئَلُوْنَکَ

مَاذَا یُنۡفِقُوۡنَ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ تک اور ربط نقل کیا جاتا ہے کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ پھر اعادہ دعویٰ کا کیا یَسۡئَلُوۡنَکَ عَنِ
الشَّہۡرِ الۡحَرَامِ قِتَالٍ فِیۡہِ سے لے کر اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَہِّرِیۡنَ جب کہ حق تعالیٰ نے ایجاب قتال کا کیا اور اس پر تکرار
فرمایا تو صحابہ کو یہ اشکال ہوا کہ شہر بھی ایک بڑی ذی عزۃ شے ہے عند اللہ اور قتال بھی اس قدر ضروری ہے اب نامعلوم ان میں سے کس کو
اختیار کیا جاوے اور ایسا ہی ایک طرف شرک ہے یعنی اگر قتال نہ کیا جائے اور ایک جانب قتل نفس ہے اور قتل بھی بہت عظیم الشان
ہے ان میں سے کونسا اختیار کیا جائے۔ تو پہلے کے جواب میں ارشاد ہوا قُلۡ قِتَالٌ فِیۡہِ اکبر یعنی قتال شہر حرام میں بے شک بہت
بری شے ہے لیکن اس کے مقابلے کفار کے شر و فساد جس کا بیان وصد عن سبیل اللہ سے شروع کیا گیا بہت بڑے اور بہت قبیح عند اللہ
ہیں۔ اور دوسرے کے جواب میں فرمان ہوا کہ یہاں قتل بیشک دشوار اور ناگوار ہے لیکن فتنہ یعنی شرک باللہ عند اللہ اس سے بڑھ کر بُرا
ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ شرک باللہ کے مقابلے میں شہر حرام کی حرمت نہ دیکھو اور نہ قتل نفس کی طرف دشواری خیال کرو۔ یہ دونوں شرک
باللہ کے مقابلے میں کئی درجہ کم ہیں۔ یہ دونوں سوال ذی وجہین تھے پہلے میں ایک طرف حرمت شہر حرام اور دوسری طرف قتال لدفع
الشرک۔ اور دوسرے میں ایک طرف قتل النفس اور دوسری طرف شرک لہٰذا پھر اس کے مناسب چند مسائل ذکر کئے گئے (المسئلۃ الاولیٰ)
خمر و میسر ان میں ایک طرف تو منافع بدنی ہیں یعنی شراب میں اور منافع مالی ہیں یعنی میسر میں۔ اور دوسرے فسادات ہیں مثلاً لڑنا اور ناحق
گالی دینا شراب میں اور ناحق مال لینا میسر میں تو ارشاد ہوا کہ اپنے منافع بدنی اور مالی کے لئے تم کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ (نکتہ) شرک
باللہ کے مقابلہ میں تو یہ ارشاد ہوا کہ دوسروں کی جان تک بھی نہ چھوڑو اور نہ ڈرو بےخوف مار ڈالو۔ اور اپنے مالی بدنی منافع کے لئے
فرمایا کہ کسی کو ادنیٰ مار پیٹ اور مالی نقصان نہ پہنچا۔ المسئلۃ الثانیہ۔ انفاق میں ایک طرف دنیاوی نقصان ہے دوسری جانب نفع اخروی ہے
حوائج ضروریہ سے جو کچھ فارغ سب خرچ کرو۔ المسئلۃ الثالثۃ: مسئلۃ المخالطۃ مع الیتٰمیٰ یتیمی کو علیحدہ کیا جاوے تو ان کو اذیت
پہنچتی ہے مثلاً اگر روٹی تھوڑی پکائی گئی ان کے واسطے تو بھوکے رہیں گے اگر زیادہ پکائی گئی تو ایک وقت کی پکی ہوئی دوسرے وقت
کھانی پڑے گی۔ اور دوسری طرف ان کی صفائی ہے بشرط صفائی نیت تو ارشاد ہوا کہ جس بات میں اس کی خیر خواہی ہے وہی کرو گو
دوسری بھی جائز ہے۔ المسئلۃ الرابعہ نکاح المشرکات و نکاح المشرکین میں ایک طرف حسن و مال دنیاوی ہے اور دوسری جانب
خوف ہے کہ وہ کفر و شرک کی طرف بلاتے ہیں۔ اور رسوم باطلہ کو رواج دیتے ہیں حکم ہوا کہ حسن اور مال دنیاوی کو شرک کے مقابلے
میں مطروح علی الجدار کر دو۔ المسئلۃ الخامستہ: مسئلۃ الجماع فی الحیض اس میں ایک طرف اذیت ہے دوسری جانب تلذذ ہے۔
ارشاد ہوا کہ تلذذ کو اذیٰ کے مقابلہ میں چھوڑو۔ (نکتہ) سبحان اللہ اگر شرک کا احتمال ہو تو تب اس کو سر ہی سے چھوڑو و اگر ایذا بدنی
ہو تو چند روز قربان نہ کرو پھر معاملہ جاری رکھو بلکہ اگر حلف بھی اٹھا چکے ہو تو توڑ ڈالو اور قربان سے باز نہ رہو جیسا کہ فرمایا لَا تَجۡعَلُوا اللّٰہَ
عُرۡضَۃً لِّاَیۡمَانِکُمۡ یعنی حق تعالیٰ کو تم اپنے افعال مباحہ کا مانع نہ بناؤ۔ پھر اس کے مناسب مسئلہ ایلا کا ذکر فرمایا۔ اب لَا تَنۡکِحُوا الۡمُشۡرِکٰتِ
حَتّٰی یُؤۡمِنَّ و لامۃ مومنۃ سے لے کر وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّکُمۡ مُّلٰقُوۡہُ وَبَشِّرِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ تک اس کا ربط بھی ماقبل کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔ حاصل
یہ ہے کہ یَسۡئَلُوۡنَکَ الخ کا حاصل یہ تھا کہ خوف شرک کے لئے تو قتل بھی جائز ہے۔ اور یَسۡئَلُوۡنَکَ عَنِ الۡخَمۡرِ الخ سے فرمایا کہ حصول دنیا کے

لیے تھوڑا سا ایذا بھی نہ اٹھاؤ۔ کیونکہ دُوسری اشیاء کے لیے مضر ہے۔ اور یَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ الخ سے فرمایا کہ جو قدر ضرورت سے زائد ہو سب خرچ کرنا چاہیے۔ اور دوسرے موقعوں میں گرچہ تنگی ہوں تو بھی تم پر دینا واجب نہیں۔ ہاں اصلاح ان کی کرو لیکن دفع شرک کے لئے جتنا ہو سکے اتنا خرچ کرو یعنی کل مال خرچ کرو اور اس کے متعلق لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ سے شروع کیا گیا ہے یعنی اگر خوف دعا، الی الشرک ہے تو اس کے اسباب سے بھی پرہیز کرو۔ جیسا کہ بیان ہوا اس آیت میں یعنی اُن سے نکاح نہ کرو اور اس کی علت اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ سے بیان کیا۔ اور يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ کو اسی کے متعلق یعنی لا تنکحوا الخ کے فرمایا کہ اگر خوف دعا الی الشرک نہیں تو مخالطت جائز ہے۔ گرچہ حائض ہو ہاں جماع نہ کرو۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ جو قاعدہ کلیہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس کے مطابق تو يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ کا جواب یہ دینا چاہئے تھا کہ بیشک مخالطت کرو لیکن اس جواب کو ذکر نہ کیا گیا کیونکہ وہ سیاق سے اشارۃ معلوم ہو سکتا تھا۔ بلکہ کہا گیا کہ یہ اذی ہے جماع نہ کرو (ربط) اس جگہ تک ایک بحث ختم ہوئی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى سے لے کر کیونکہ پہلے دو امور انتظامیہ یعنی قصاص والا امر اور مال خیانہ نہ کھانا۔ پہلے صوم کا مسئلہ جو کہ مدعا اس کو درمیان میں ذکر کر کے آخیر میں کہا گیا کہ مال حرام سے بچنا پھر حکم قتال کا دیا گیا اس قتال مشرکین کے متعلق اس جگہ تک بحث آئی۔ (ربط) اور وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ سے امور انتظامیہ ذکر کئے گئے ہیں اور یہ مبدء ہے۔ اور امور انتظامیہ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تک ہیں۔ اور درمیان میں حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ سے صلوۃ کا ذکر بالتبع کر کے لایا گیا۔ کیونکہ صلوۃ ممد اور مصلح ہیں اور مؤالف القلوب ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے سووا صفوفکم او لیخالفن اللہ قلوبکم پھر اس کے بعد اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ سے لے کر وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ تک قتال کے متعلق بیان لایا اور عنوان بھی ذکر کرنے کا ایسا کیا تاکہ ماقبل کے ساتھ مرتبط ہو جائے۔ کیونکہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ کہا گیا بس معلوم ہو گیا کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ متعلق ہے قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کے ساتھ اور قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ تک قتال اور انفاق فی الجہاد ذکر کیا گیا۔ پھر مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا سے لیکر وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ تک انفاق فی الجہاد کے متعلق بیان لایا گیا۔ پھر دونوں مضمونوں یعنی قتال اور انفاق کو اعادہ کیا گیا۔ علی سبیل اللف والنشر المرتب کیونکہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ سے لے کر وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ تک قتال کے متعلق بیان لایا گیا اور پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ سے لیکر هُمُ الظّٰلِمُوْنَ تک انفاق کے متعلق بیان کیا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ جیسا کہ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ تک دو مضمون ذکر کئے گئے اور پھر ان کو وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ سے لے کر وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ تک ایک دفعہ اعادہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب اور كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ تک دوسری دفعہ اعادہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب اسی طرح ان دو مضمونوں کو امر انتظامی طلاق والا ذکر کر کے دو دفعہ ذکر کیا گیا۔ یہ حاصل اجمالی تھا (ربط) اب حاصل تفصیلی یہ ہے کہ وَلَا تَجْعَلُوا عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک مبداء ہے واسطے امر انتظامی کے تحقیق آیت۔ وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ اس کا حاصل یہ ہے کہ اعمال حسنہ سے روکنے والا اللہ کو نہ بنایا کرو اور اپنی ایسی

حلفوں و توڑا کرو اور احسان کیا کرو پس اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ احسان کرو اور ظلم نہ کرو جب حلف کا مسئلہ آیا تو اس کے مناسب
لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَائِهِمْ سے لے کر فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ تک مسئلہ ایلاء کا جو کہ ایک حلف ہے ذکر کیا گیا اور پھر وَالْمُطَلَّقَاتُ
يَتَرَبَّصْنَ سے كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ تک چار امور انتظامیہ ذکر کئے گئے۔ ایک طلاق دوسرا
عدت اور تیسرا رضاعت چوتھا نکاح۔ حاصل تمام کا یہ ہے کہ جہاں تک ہوسکے اصلاح ہونی چاہئے لیکن اگر گذارہ نہ ہوسکے تو طلاق
دیا کرو پھر طلاق کے بعد عدت امر شرعی کے ساتھ گزارو اور عدت میں نکاح نہ کیا کرو اور عدت گذارنے کے بعد عورتوں کو نکاح
کرنے سے نہ روکا کرو۔ اور اولاد کو اول تو اپنی والدات سے رضاعت یعنی دودھ پلایا کرو اور اگر ان سے نہ ہوسکے تو غیر سے پلایا کرو۔
یہ امور انتظامیہ اس واسطے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ آپس میں مومنوں کا انتظام اچھا رہے۔ اور متفق ہوکر کفار کے ساتھ قتال کرسکیں
اس واسطے امور انتظامیہ کے ذکر کے بعد قتال کا حکم کیا گیا۔ اور درمیان میں حافظوا کو بالتبع ولے عنوان سے لایا گیا اس وجہ سے
کہ یہ ممد اور مصلح تھے اور تالیف القلوب تھے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے تحقیق لفظی اعنی وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ أَن
تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ ایمان کا معنی ما علیہ الایمان ہے معنی یہ ہے نہ کرو اللہ تعالیٰ کو بند کرنے والا ابرار اور اتقاء
اور اصلاح بین الناس کا یعنی ایسی حلفیں مت کرو اور اگر کرلیں تو فوراً توڑ دو۔ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ قسمیں تین قسم کتب اصول
میں مذکور ہیں لاضرورۃ بالبیان۔ فَإِن فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ اس کے دو معنی ہیں۔ ایک نزد شافعیہ کہ اگر رجوع کرے بعد چار مہینے
کے تو بھی اچھا ہے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے طلاق کرانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور دوسرا نزد حنفیہ کہ اگر رجوع کرے چار مہینے کے
اندر تو طلاق نہ ہوگی اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور اسی طرح فَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ کے بھی دو معنی ہیں۔ اول
اگر چار ماہ گذر جائیں تو رجوع نہ کرے اور قاضی تفریق کرے تو یہ طلاق ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سمیع علیم لکل شئی ہے۔ اور دوسرا کہ اگر چار
ماہ میں رجوع نہ کرے تو بھی طلاق ہوگی۔ ہذا ما قال عبد اللہ ابن مسعودؓ رواہ محمد فی موطاہ۔ وما قال الشافعی منقول عن ابن عباسؓ۔ وَ
لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ یہ علیحدہ مسئلہ ہے یعنی عورتوں کو ازواج کی فرماں برداری کرنی چاہئے فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ یعنی بند رکھنا ساتھ
امر شرعی کے۔ اور تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ یا چھوڑنا اور بند نہ کر رکھنا۔ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ
یہ حکم بعینہ الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ میں تھا۔ پھر اعادہ کیا گیا کیونکہ اس جگہ وہ حکم بتلایا گیا جو کہ عدت
کے ختم ہونے کے قریب تھا اور پہلے عام تھا۔ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ کے دو معنی ہیں ایک تو عدت ختم ہوجائے اور ایک ختم ہونے کے قریب ہو
اور اس جگہ ثانی مراد ہے بقرینہ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ یعنی یا تو خرچ وغیرہ دو اور بند رکھو یا کپڑے وغیرہ
دیکر چھوڑ دو لیکن ایسا نہ کرو کہ ان کو بند رکھو اور رجوع کرتے رہو اور وہ عدت گذارتی رہیں۔ مثلاً یہ محض ظلم ہے فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ اس
جگہ معنی اول مراد ہے یعنی عدت گذر جائے بقرینہ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ یعنی ان کو نکاح کرنے سے منع نہ کیا کرو۔ وعلی الوارث مثل
ذٰلک۔ اگر باپ نہ ہو تو وارث دے گا اس کا خرچ۔ فصالا جدائی أَن تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ یعنی کسی دوسری عورت سے إِذَا سَلَّمْتُم
مَّا آتَيْتُم یعنی جو دینا مقرر کیا ہے فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ یعنی اشارہ کرو۔ اور خطبہ کا معنی خواستگاری ہے الآن

تَعْدُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا یعنی تعریض کیا کرو۔ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ اے فی العدة۔ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ یعنی عدت مکتوبہ
حاصل یہ ہے کہ نیت نکاح کرنے کی بھی عدت میں منع ہے۔ لَا جُنَاحَ نہیں بجار اور معنی گناہ والا نہیں ہے اور تَفْرِضُوا لَهُنَّ کا عطف
تَمَسُّوهُنَّ پر ہے اور دونوں کے نیچے داخل ہیں (عورتیں چار قسم ہوتی ہیں) ایک تو وہ جس کو مس نہ کیا ہو اور مہر اس کا معین نہ ہو اس کے
واسطے تو متعہ واجب ہے۔ قال تعالیٰ وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ یعنی غنی پر اس کے قدر کے موافق اور غریب پر
اس کے قدر کے موافق۔ اور ایک وہ جس کو مس نہ کیا ہو لیکن مہر معین ہو اس کا متعہ واجب نہیں بلکہ نصف مہر واجب ہے یہ فَنِصْفُ مَا
فَرَضْتُمْ اِلَّا اَنْ يَّعْفُوْنَ اور يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَاَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى سے بیان کیا گیا یعنی نصف مہر
واجب ہے ہاں اگر عورت معاف کر دے تو یہ اچھا ہے اور تقویٰ بھی ہے یا مرد بجائے نصف کے تمام دے دے ان دونوں عورتوں
کا اس جگہ ذکر آیا ہے باقی تفصیل کتب فقہ میں ہے۔ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ
یہ حکم استحبابی ہے۔ اس آیت اور وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ الخ میں کوئی منافات
نہیں اور نہ یہ ناسخ ہے مَتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ کی اور متاعا الخ والی آیت کا معنی فرض ہونا عدت کا حول تک نہیں دیکھو فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكُمْ صریح ہے کہ یہ حکم فرض نہیں اور وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ سے امر استحبابی ہے۔ کیونکہ مسائل استحبابیہ میں ذکر کیا گیا ہے
(ربط) اب اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ متعلق ہے۔ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کے اور ایسے عنوان سے ذکر کیا گیا تاکہ خود بخود معلوم ہو جائے کہ ما قبل
کے ساتھ مرتبط ہے اور یہ تخویف علی عدم القتال ہے کیونکہ یاد دلایا گیا کہ دیکھو کئی مسلمان قتال نہ کرنے کی وجہ سے مارے گئے تھے پھر
زندہ کئے گئے تھے اور مَنْ ذَا الَّذِيْ سے لے کر وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ تک ترغیب علی الانفاق فی الجہاد لائی گئی ہے اور پھر اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ
مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ سے لے کر وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ تک ترغیب علی القتال کے لئے ایک قصہ بیان کیا گیا کہ ذرہ مت دیکھو
قلیل کو اللہ تعالیٰ کثیر پر فتح دیتا ہے۔ پھر تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ سے جملہ معترضہ واسطے صداقت
رسول کے لایا گیا۔ کیونکہ ان اخبار کی خبر رسول کو تو نہ تھی اس سے معلوم ہوا کہ وحی من جانب اللہ کی وجہ سے بتلا رہے ہیں تو صادق رسول ہوئے
اور تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ سے لے کر وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ تک علت قتال کروانے کی بتلائی گئی۔ اور علت وَ
لٰكِنِ اخْتَلَفُوْا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ رسولوں کو ہم فضیلتیں دیتے رہے اور تمام ایک ہی دین پر تھے پچھلے لوگوں نے اختلاف کر دیا
باوجود علم ہونے کے ان کے ساتھ قتال ضرور چاہئے اگر اللہ تعالیٰ ان کو خود ہلاک کرے تو کر سکتا ہے لیکن یہ قتال آزمائش کے لئے
ہے یہ بیان کیا۔ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ سے پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ سے
لے کر وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ تک انفاق فی القتال کا حکم دیا گیا۔ اور اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ کی علت وَالْكٰفِرُوْنَ الخ بتلائی گئی
یعنی انفاق فی القتال کرو کیونکہ یہ کافر مشرک ہیں اور شرک دور کرنا چاہئے (تحقیق لفظی) هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا
تُقَاتِلُوْا معنی یہ ہے کہ آیا اگر ہم تم پر قتال فرض کر دیں اور تم سے شاید نہ ہو سکے۔ اَلَّا تُقَاتِلُوْا مفعول ہے عَسَيْتُمْ کا۔ اور هَلْ
عَسَيْتُمْ اَلَّا تُقَاتِلُوْا مجموعہ دال بر جزا ہے اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ کی۔ زادہ بسطۃ اے فراخی۔ التابوت فیہ سکینۃ یعنی

سبب آرام کی ہے۔ ھو صندوق وبقیۃ مما ترک آل موسیٰ عطف تفسیری ہے سکینہ پر یعنی اس صندوق میں کچھ تبرکات موسیٰ علیہ السلام کے بھی تھے اور فرشتے اس کو لائے تھے یہ نشانی تھی صداقت اس بادشاہ کی فمن شرب منہ فلیس منی کیونکہ جن سے اتنا بھی صبر نہ ہوگا تو وہ قتال کفار سے کس طرح کرینگے۔ اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ سے لے کر وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ تک اس کے دو ربط ہیں یا تو اعادہ اصلی دعویٰ کا کیا گیا ہے اور تیسری آیت توحید ہے اور دوسرا یہ ربط ہے کہ یہ متعلق ہے وَالْکٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ کے ساتھ۔ یعنی کافر ظالم ہیں کیونکہ اللہ کے شریک بناتے ہیں حالانکہ لا الہ الا ھو معبود سوا اس کے اور کوئی نہیں ہے پھر اس کی دو علتیں الحی القیوم سے بیان کیں یعنی معبود سوا اس کے دوسرا کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ یہی حی ہے۔ اب اعتراض وارد ہوتا ہے کہ کیا دوسرا حی کوئی نہیں ہے۔ جواب مراد حی کامل یعنی الحی الذی لا یموت ہے جیسا کہ سورت فرقان میں آیا ہے۔ شعر

یشھد اللہ الملک واھل العلوم انہ لا رب الا من یدوم

اور دوسری علت القیوم بیان کی یعنی دوسرا کوئی القیوم نہیں۔ اور قیوم کا معنی رازق اور حافظ ہے جیسا کہ قال الرسول صلعم قسیم علی کل شیء یحفظہ ویرزقہ لہذا کوئی دوسرا معبود نہیں بن سکتا۔ اور تیسری علت لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ہے یعنی اس کو نہ چھوٹی نہ بڑی شے غافل کرتی ہے۔ رسول صلعم کو نیند آئی نماز فجر فوت ہوگئی۔ اور وضو کیا تھا بیہوشی کے سبب سے۔ اور جو حدیث میں آیا ہے کہ تنام عینی ولا ینام قلبی وہ خاص موقع تھا طحاوی نے لکھا ہے کہ حالت اختیار کی تھی۔ اور چوتھی علت لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ہے یعنی سب کا مالک وہی ہے اور لہ کے معانی۔ اس نے پیدا کئے ہیں اسی کے قبضہ میں ہیں اور تخت بادشاہی پر آپ ہی یہ تمام آتے ہیں قولہ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ سے پانچویں علت بیان کی۔ حاصل یہ کہ عالم لکل شیٔ ہے۔ اس آیت پر اعتراض وارد ہوتا تھا کہ اس سے لازم آتا ہے کہ شفاعت دنیا میں ہو یا آخرت میں سوا اذن کے نہ ہو یعنی پہلے اذن دی اللہ نے رسولوں کو کہ فلاں کے حق میں شفاعت کرو تو تب رسول شفاعت کریں۔ یہ تو کسی کا قول نہیں پس تحقیق مقام کی یہ ہے کہ شفاعت یا دنیا میں ہوگی یا آخرت میں۔ اگر دنیا میں خواہ کافر ہو یا مومن اور شفاعت کرنے والے کو۔ ان کے ایمان اور کفر کا علم ہی ہو دونوں کے واسطے جائز ہے۔ کافر کے لئے ایمان کی کہ اے اللہ اس کو ہدایت دے۔ اور مومن کے واسطے یہ کہ اس کے گناہ معاف کر۔ اور ہدایت پر ربط القلب کر دے لیکن جس وقت معلوم ہو جائے کہ اس کافر پر مہر جباریت الٰہی لگ گئی ہے۔ تو اس کے حق میں دنیا میں شفاعت نہ کی جائے۔ جیسا کہ ابراہیم اپنے والد کے واسطے دعا مانگتے رہے پھر منع ہو گئے تھے جب معلوم ہوا کہ مہر جباریت کی ماری گئی تو اس کے حق میں انہوں نے شفاعت چھوڑ دی۔ جیسا قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗٓ اَنَّہٗ عَدُوٌّ لِّلّٰہِ یعنی معلوم ہوا کہ اللہ اس کو دشمن رکھتا ہے واللہ اعلم۔ اگر آخرت والی شفاعت مراد لیں تو جب تک رسول صلعم کو معلوم نہ ہوگا کہ فلاں کافر ہے تو اس کی شفاعت کرینگے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ اصحابی اصحابی تو رسول صلعم کو کہا جائے گا۔ کہ تم کو معلوم نہیں کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا ہے۔ لیکن باری تعالیٰ کے سامنے کوئی شفیع سوا اذن باری تعالیٰ کے شفاعت نہ کرے گا۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔ لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا پس حاصل فرق یہ ہوا کہ دنیا میں تو ایک زندہ کے واسطے شفاعت جائز ہے جب تک علم مہر جباریت

کلام آئے اور آخرت میں بھی جائز ہے لیکن جب وقت کا ظہور ہونے کا علم آگیا تو پھر ناجائز ہے۔ اس تحقیق سے معلوم ہو گیا کہ لَا یَتَکَلَّمُوْنَ
اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ اور دوسری آیتیں جن میں کلام کرنے کا لفظ آیا ہے وہ مختص خاص قیامت کے ساتھ ہیں اور باقی
آیات کوئی مختص ہیں ساتھ دنیا کے اور کوئی آخرت کے ساتھ مختص ہیں اور کوئی دونوں کے محتمل ہیں لہذا ان آیات کی تفصیل سورہ سبا میں آئے
گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ اب باقی رہا اِلَّا بِاِذْنِهٖ کا لفظ اس سے مراد یہ نہیں کہ پہلے اذن باری تعالیٰ دے پھر شفاعت کی جائے۔ جیسا کہ ظاہر سے معلوم
ہوتا ہے بس مراد اس سے یہ ہے کہ شفاعت واسطے مرتضی اللہ کے کی جاوے گی۔ جیسا کہ بعض آیات میں آیا ہے اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى اور یہی
معنی اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ کا یا مراد اِلَّا بِاِذْنِهٖ سے تکلم بِاِذْنِهٖ ہے یعنی تکلم سوا اذن اللہ کے قیامت میں نہ ہوگا۔ اگر یہ معنی نہ کریں تو خاص قیامت مراد
ہوگی۔ اور اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى کا مطلب یہ ہے کہ شفاعت انکے واسطے ہوگی کہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہے۔ جیسا کہ رسول صلعم کو امر ہوا
وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ - فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ جیسا کہ بعض آیات سے معلوم
ہوتا ہے مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ اور کہا وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ میں ضمیر جمع غائب کی طرف شافعین کے راجع ہے اور وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ یہ کنایہ ہے
بادشاہی سے (شاہ ولی اللہ صاحب) یا حقیقی معنی مراد ہے۔ یا مراد اس سے علم ہے (ابن عباس رض) سادسہ علت بیان کی گئی ہے کہ وہی
علی اور عظیم ہے اب ان معانی سے معلوم ہو گیا ہے کہ سب جگہ حصر تھا۔ کیونکہ اگر اول کلام میں حصر آیا جائے تو بعد اس کے بھی حصر ہوتا ہے
لہذا جب کہ ہو الحی القیوم میں تو حصر ظاہر تھا بسبب معرفہ لانے خبر کے بعد میں بھی حصر ہوگا (فائدہ) جو شخص آیت الکرسی ہر نماز کے بعد پڑھے گا
وہ مرنے کے بعد سیدھا بہشت میں جاوے گا لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ متعلق ہے مسئلہ قتال کے ساتھ یعنی قتال سے یہ مقصود نہیں کہ کفار
کو زور سے مسلمان بنائیں لیکن قتال اس واسطے ہے کہ کفار مومنوں کو جبراً کافر نہ بنائیں جیسا کہ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ سے معلوم ہوتا ہے
یعنی حتی لا یفتن مومن اور قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ سے لے کر اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ تک متعلق ہے لَا اِكْرَاهَ فِي
الدِّيْنِ یعنی کوئی اکراہ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دونوں راستے علیحدہ علیحدہ بیان کر دیئے جو ایمان لائے گا اس کا مددگار اللہ تعالیٰ
ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ ان پر ربط القلب کر دے گا جو ترک الحق عناداً کرے گا اس کا ہمراہ شیطان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس پر مہر جباریت ماریگا
دو فریق بیان ہوئے ایک تو اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے لیکر يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اور دوسرا فریق وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا سے
لے کر هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ تک ہے پھر ان دونوں فریقوں کے متعلق تین قصے بیان کئے گئے۔ علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب۔ پہلا
قصہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ سے لے کر وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ تک متعلق ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا کے ساتھ۔ حاصل یہ ہے
کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس کافر پر مہر جباریت کی ماری اور حق کو باوجود اظہر من الشمس ہونے کے اس کو نہ سمجھنے دیا اس کی علت وَاللّٰهُ لَا
يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ سے بیان کی گئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہدایت اس کو کرتا ہے جو انابت کرے جیسا کہ يَهْدِيْ اللّٰهُ مَنْ يُّنِيْبُ
سے معلوم ہوتا ہے اور مشرکوں کو ہدایت کرتا ہی نہیں بلکہ گمراہ کرتا ہے مَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ سے یہی مراد ہے۔

این نہ جبر و معنی جباریست ۔۔۔ معنی جباریت بازاری است

اب دو قصے اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور لے فریق کے متعلق لائے گئے اول قصہ اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ سے لے کر وَاَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تک حاصل یہ کہ دیکھو اللہ تعالیٰ انابت کرنے والوں کو کس طرح ہدایت کرتا ہے۔ باقی اس قصہ میں اختلاف ہے آیا کافر تھا یا نہ بعض نے کافر کہا لیکن سیاق قرآن کے مخالف ہے۔ اور بعض نے عزیر علیہ السلام کہا ہے۔ اور دوسرا قصہ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ سے لے کر وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ تک ہے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو کیا معاملہ دکھایا۔ لہذا معلوم ہوا جو شخص قلب شرک یعنی شفاعت قہری کو توڑے اس کو اللہ تعالیٰ ایسے معاملہ دکھاتا ہے۔ شعر

چون شدی من کان للہ از ولہ حق ترا باشد کہ کان اللہ لہ

من اتی یمشی اتیت ہرولہ من تقرب شبرًا فما کنت لہ

تحقیق لفظی۔ من تکفر اگر بضم الکاف ہو تو معنی ناگرویدن وناسپاس کردن ہوتا ہے اگر بالفتح ہو تو ستر الحق عنادًا ہوگا اور طاغوت کا معنی کلما عبد من دون اللہ فھو الطاغوت اس معنی بموجب طاغوت جن اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہوگا۔ یا مراد خاص شیطان ہے يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ظلمات سے مراد غفلت۔ حاصل یہ کہ ربط القلب کر دیتا ہے يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ یعنی نور کی طرف شیطان نہیں چلنے دیتا ان کو۔ اگر کچھ نور دیکھ بھی لیں تو پھر بھی شیطان نہیں جانے دیتا جیسا کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَاجَّ الخ والے قصے سے معلوم ہوتا ہے۔ حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر جباریت کی مار دیتا ہے۔ اَنْ اٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اے بان اتٰہ اللہ الملک۔ با سببیہ ہے اَوْ كَالَّذِيْ او تنویعیہ ہے یعنی دوسرے نوع کی مثال ہے۔ اور کاف لانے کی وجہ یہ ہے کہ ایسے بہت قصص ہوئے ہیں جیسا کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا پارہ دوم سورہ بقرہ میں بھی اسی طرح کہا گیا ہے اس جگہ میں بھی یہی بیان ہوا ہے کہ بعض مومن قتال نہ کرنے والوں کو مار کر پھر زندہ کر دیا۔ كَيْفَ نُنْشِزُهَا معنی جنبش میدہیم آنرا۔ اور اگر رو ہیں ہلاتے ہیں ہڈیوں کو لحما سے مراد گوشت اور چمڑا ہے فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ معنی یہ کہ ذبح کر کے ساتھ لیجا۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے لیکر تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ تک متعلق يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ کے لایا گیا ہے۔ اور سب ترغیب علی انفاق فی الجہاد ہے اور پہلے موضعوں میں قتال کے متعلق بیان بہت کیا گیا۔ اور ترغیب علی انفاق کے متعلق بیان تھوڑا کیا گیا۔ اس جگہ تین قسم کے بیان انفاق کے متعلق بما لہ وما علیہ بیان فرمایا۔ علی سبیل الترقی حاصل یہ کہ تین رکوع ہیں پہلے رکوع یعنی مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے لے کر لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ تک محض فرق بیان کیا گیا۔ واسطے انفاق فی سبیل اللہ و برائے رئاء الناس کے بس محض ترغیب علی انفاق فی الجہاد دی گئی اور کہا گیا کہ ریاء کیواسطے خرچ نہ کیا کرو۔ بلکہ محض اللہ کے واسطے خرچ کرو۔ اور دوسرے رکوع میں یعنی يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا سے لیکر فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ تک ترقی کی گئی ہے پہلے رکوع سے اور کہا گیا کہ خرچ کرو مگر مال طیب کو خرچ کرو۔ اور پہلے رکوع میں محض انفاق کا حکم کیا تھا اور طیب و خبیث کا نام نہ لیا گیا تھا۔ اور پہلے رکوع میں تو صفات اور مثالیں واسطے انفاق کے کی گئی جو کہ واسطے ریاء یا کہ غیر ریاء کے خرچ کئے جاتے ہیں اور اس رکوع میں کہا گیا کہ تم کو شیطان وسوسہ ڈال دیتا ہے اس کا خیال مت کرو پس جب بیان پورا ہو چکا تو پھر کہا گیا جملہ معترضہ ہے لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ یعنی اتنے بیانات

واضح کے بعد بھی خرچ نہیں کرتے تو تیرے پاس ان کی ہدایت نہیں۔ ہادی ہر ایک کا اللہ ہے تو غم نہ کر اور پھر تیسرے رکوع میں یعنی
اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ سے لے کر وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ تک دوسرے رکوع سے ترقی کر کے کہا گیا کہ خرچ کرنا فی سبیل اللہ کو بیجائے خود۔ بلکہ ذرہ
بھی سوا دریا کے نہیں دیتے۔ اور پھر ریا کے متعلق بیان خوب تفصیل سے کیا گیا۔ (تحقیق لفظی) ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًی
تصغیر یعنی از پس نفاق نمی آرند بین وازی یعنی لوگوں سے کام نہیں کرواتے۔ احسان جتلا کر قول معروف اے شناختہ ونیکوئی (از صراح)
اور اس جگہ نیکوئی مراد ہے۔ اور مغفرۃ کا معنی یہ ہے کہ قبیح الفاظ سائل کو نہ کہا کرو۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی
سے مراد شرک ہیں لقبہ نیہ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ اور یہی قاعدہ ہے قرآن کا کہ دو مرتبہ ذکر کئے جاتے ہیں یعنی کفر ایمان اور باقی
کو مقابلہ پر ترک کیا جاتا ہے کَمَثَلِ صَفْوَانٍ پتھر صاف جس میں اونچائی وپستی نہ ہو وابل بارش سخت لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ اے فی
القیامۃ یہ علیحدہ جملہ ہے۔ وَتَثْبِیْتًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ تَثْبِیْتًا معمول لہ ہے من قبل تعدت عن العرب جیسا معنی یہ ہوگا کہ واسطے یقین کے
ایسا یقین جو کہ ناشی انکے نفسوں سے ہے بربوۃ اے جگہ اونچی۔ فطل اے مطر صغیر اور شبنم مراد نہیں کیونکہ شبنم کافی نہیں ہوتی۔ ذُرِّیَّۃٌ
ضُعَفَآءُ یعنی چھوٹے بچے اعصار بگولہ آگ فاحترقت۔ احتراق سوختہ شدن لازمی ہے (صراح) اور مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ
سے لے کر لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ تک خلاصہ یہ ہے کہ تصدیق کے مطابق جزا دے گا ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم
باٰخذیہ الا ان تغمضوا فیہ منہ کی ضمیر طرف مال کے ہے اور تنفقون حال مقدرہ ہے۔ اور ولستم باٰخذیہ بھی حال ہے معنی یہ ہے کہ نیت
کرو مال خبیث سے درانحال کہ تم ارادہ کرتے ہو خرچ کرنے کا درانحال تم خود نہیں پکڑتے اس مال کو مگر چشم پوشی کرتے ہو لینے میں
یعنی اگر لینا ہی پڑے تو چشم پوشی کر کے لیتے ہو۔ ورنہ نہیں لیتے ہو یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وعدہ کا معنی پیمان کردن یعنی کہنا اور ڈرانا (صراح) اس جگہ
معنی ڈرانے والا ہے۔ اے یخوفکم (ابن عباسؓ) الفقر سے مراد بھوک ہے اور فحشا سے مراد بخل ہے۔ باقی سب جگہ مراد زنا ہے مگر اس جگہ
بخل ہی وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ بہت دینے والا خرچ کرنے کی اور جانتا بھی ہے یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ
خَیْرًا کَثِیْرًا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ یہ متعلق وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْہُ کے ہے معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم کو وعدہ مغفرت کا دیتا ہے
اور جس کو چاہے یہ سمجھ دے خرچ کرنے کی کہ خرچ کرنا اچھا ہے یہ ایک خیر کثیر ہے اگر معنی حکمت کا نبوت کریں تو کلام منقطع ہوگی اور جملہ
معترضہ ہوگا یعنی جس کو چاہے نبوت دیدے یہ ایک خیر کثیر ہے (ابن عباسؓ) وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَۃٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ
یَعْلَمُہٗ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ نذر کے دو معنی آتے ہیں ایک تو مشہور معنی آتا ہے دوسرا پیمان ہے۔ جیسا کہ نذرت بالی ونذرت علی
نفسی (صراح) نذرت بالی میں پہلا معنی مراد ہے اور نذرت علی نفسی میں مشہور معنی مراد ہے۔ اور اس معنی کا صلہ علیٰ آتا ہے اس جگہ معنی مشہور
مراد نہیں ہے۔ ورنہ حدیث کی مخالفت لازم آتی ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ نذر سے بخیل کا مال خرچ کرنا ہوتا ہے یعنی سب اق
کے مخالف ہی لہذا معنی ثانی مراد ہوگا۔ حاصل یہ ہوگا جو کہ پیمان پہلے کرتے تھے کہ ہم مال خدا واسطے دینگے تو اب اس کو دو۔ اور وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ
مِنْ اَنْصَارٍ کا معنی یہ ہے کہ جو مال خرچ نہ کریں وہ ظالم ہونگے وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْہِ اللّٰہِ یعنی مجھ پر احسان نہیں اپنے نفع کے
لئے خرچ کرتے ہو لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اے انفقوا للفقرآء۔ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا اے سفرا۔ مِنَ التَّعَفُّفِ بسبب بچنے کے کا

یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا کوشش کرنی (صراح) اس سے یہ بات نکل آئی کہ وقت ضرورت کے سوال کرنا بلا الحاف جائز ہے۔ کیونکہ صحابہ نے بھی کیا ہے تائیداس کی ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملهم (توبہ) ذَالِكَ بِاَنَّهُمْ اے العقاب۔ بانهم قالوا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا فاحرم محذوف ہے یہ تمام کفار کا قول ہے یہ جاننا چاہئے کہ ان کفار نے یہ کہا تھا کہ ربٰوا مثل بیع کے ہے جب بیع جائز ہے تو ربٰوا جو کہ ہم کرتے ہیں وہ بھی جائز ہونا چاہئے لیکن کفار نے دوسرا طریقہ اختیار کرکے الزامی جواب دیا کہ اے رسول اللہ صلعم ربٰوا کو حرام کرتے ہو تو بیع بھی مثل ربٰوا کے ہے لہذا اس کو بھی حرام کہو فلہ ما سلف یعنی جو کہ گذر چکا ہے وہ معاف ہے وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ اصحاب النار اس واسطے کہا گیا کہ مراد ان سے کامل رتبہ ہے جیسا کہ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ میں مراد من لم یعتقد (مسند امام اعظم) یمحق اللہ الربٰوا محق سوختہ کردن یا چیزے را باطل کردن وکا ہانیدن یعنی کم کردن۔ یعنی بیکار کرتا ہے اللہ تعالیٰ ربٰوا کو یُرْبِی الصَّدَقٰتِ یعنی زیادہ کرتا ہے صدقات کو فاذنوا خبردار ہو جاؤ۔ وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرہ کان تامہ ہے اور ذو عسرۃ فاعل ہے اور اگر کان ناقصہ ہوئے یہ اسم ہوگا اور خبر محذوف ہوگی۔ اور نظرۃ الی میسرۃ کی خبر علیکم مقدم محذوف ہے۔ اے فعلیکم نظرۃ یعنی نظرۃ کا مہلت ہے اب يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ سے لے کر واللّٰہ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ تک امور انتظامیہ ذکر کئے گئے ہیں۔ یہ تیسری بات ہے ذکر کرنے امور انتظامیہ کی اور یہاں معاملے بیع شرا کے بتلائے گئے ہیں کہ آپس میں اگر بیع اجل سے کریں تو لکھ لیا کرو گواہ وغیرہ بنا لیا کرو پھر گواہوں کو تکلیف نہ دیا کرو یہ بھی امور ذکر کئے گئے تاکہ آپس میں نظام اچھا رہے۔ پھر اس کے بعد چوتھی بار لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ سے لے کر وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ تک توحید بیان کی گئی۔ اور پھر اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے لے کر آخر تک بشارت ذکر کی گئی۔ اور فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ میں ضمناً قتال کا حکم کیا گیا جب قتال کا حکم پہلے امور انتظامیہ کے ساتھ تفصیل سے ذکر کیا گیا تھا۔ لہذا اس جگہ تفصیل نہیں کی گئی۔ حاصل بشارت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو ایسی دعائیں بتلا رہا ہے کہ یہ دعائیں میں قبول کرتا ہوں۔ شعر۔

چوں خدا از خود سوال گد کند   آں سوال خویش را چوں رد کند

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ معنی یہ ہے کہ جس وقت بیع کرو یہ نہیں ہے کہ اگر بیع کرو۔ کلمہ اذا کا بولا گیا اور ان نہیں کہا گیا۔ لہذا معنی یہ نہ ہوگا اگر معاملہ بالدین کرو تو لکھا کرو۔ یہ جاننا چاہئے کہ اس جگہ مراد دین سے عام معلوم ہوتا ہے ثمن ہوں یا مبیعہ لیکن پھر اس سے الا ان تکون تجارۃ حاضرۃ تدیرونھا استثنا کی گئی یعنی یہ ہوگا کہ اگر ہو صاحب تجارت یعنی مال حاضر ہو دست بدست سودا کرتے ہو تو لکھنے کی حاجت نہیں ہے۔ اس سے اگر خاص مبیعہ معلوم لیں تو تمام پہلا ذکر بیع سلم کا ہوگا۔ اور اگر ان تکون سے مراد مبیعہ یا رقم لیں تو عام بیع وشرا ہوگی۔ اور فاکتبوہ والا امر واسطے وجوب کے نہیں ہے بقرینہ فان امن بعضکم بعضا فلیؤد الذی اؤتمن امانتہ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر امن ہو تو لکھنے کی حاجت نہیں ہے۔ وَلْيُمْلِلِ الَّذِىْ عَلَيْهِ الْحَقُّ اقرار کرے وہ جس پر حق ہو سفیھا دیوانہ ضعیفا بوڑھا۔ اولا یستطیع ان یمل یعنی گونگا ہو۔ ولا تسئموا ان تکتبوہ یعنی نہ تنگیں ہو الی اجلہ اے مع اجلہ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ یعنی یہ لکھنا نہایت اچھا ہے الا ان تکون تجارۃ استثناء ہے فاکتبوہ سے اور اسم ان تکون کا یا خاص مبیعہ ہوگا یا مبیعہ اور رقم دونوں ہوں گے اور تجارت سے پہلے ذو محذوف ہے اے ذو تجارۃ۔ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ اگر معاملہ بالدین نہ ہو۔ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ یہ

ایک عام قاعدہ ہے کہ کسی کو ضرر نہ دیا جائے فَرِهٰنٌ مَّقۡبُوۡضَةٌ ۔ رہان کا معنی زیور ودیگر چیز ہے اور اس کے بعد بنا سب فلک محذوف ہے فَاِنۡ اَمِنَ بَعۡضُكُمۡ بَعۡضًا فَلۡيُؤَدِّ الَّذِى اؤۡتُمِنَ اَمَانَـتَهٗ وَلۡيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ یہ سب کے ساتھ متعلق ہے اور امن کا معنی بیخوفی ہے اور امانت والا معنی مراد نہیں ہے۔ الَّذِى اؤۡتُمِنَ فاعل ہے فلیود کا اور امانت مفعول ہے۔ پس اب معنی یہ ہوگا کہ چاہئے ادا کرے وہ شخص جو امین سمجھا گیا اس چیز کو جس میں امین سمجھا گیا۔ اور تُخۡفُوۡهُ يُحَاسِبۡكُمۡ بِهِ اللّٰهُ اس جگہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ انسان کے دل میں کئی وسوسہ آتے ہیں ایا ان پر مواخذہ ہوگا اس اعتراض کے واسطے مفسرین نے جواب دیا کہ اس جگہ مراد اعتقادات ہیں لیکن سب سوال وجواب غلط ہیں کیونکہ تخفوہ کا معنی یہ ہے کہ جو اعتقادات اختیاریہ ہوں۔ اور تخفوہ کا لفظ وسوسہ وغیرہ پر بولا نہیں جاتا جن پر مواخذہ نہ ہوگا پس اعتراض وارد ہوا۔ اور نہ جواب کی ضرورت پڑی اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ الخ حاصل یہ ہے کہ پیارے اس طرح کہہ رہے ہیں اور میں قبول کروں گا۔ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ یعنی تمام کے ساتھ ایمان لایا کرو۔ نہ بعض کے ساتھ۔ غُفۡرَانَكَ اے طلبنا غفرانک رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اے قولو ربنا تعلیم ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اعطیت کتاب ہے۔ اِنۡ نَّسِيۡنَاۤ اے ترکنا (مشکل الآثار للطحاوی) اور معنی مشہور نسیان والا نہیں۔ کیونکہ اس پر مواخذہ نہیں ہوتا۔ اگر ہوتا تو لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِيۡنَاۤ کہنے کی ضرورت نہ تھی اور اصرا احکام جاری لَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا یعنی مصائب اور آزمائشیں۔ حاصل تمام سورت کا یہ ہے پہلے ۔ جاننا چاہئے کہ اس سورت میں چار آیات توحیدیہ آئی ہیں یعنی چار دفعہ دعویٰ توحید مستقل طور پر ذکر کیا گیا۔ اور تین دفع پہلے دلائل عقلیہ بھی ذکر ہو گئے۔ اس دعویٰ کے ساتھ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ سے لے کر فَلَا تَجۡعَلُوۡا لِلّٰهِ اَنۡدَادًا وَّاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ اور دوسری آیت سیقول میں اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سے لے کر لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ تک ہے (۳) آیت اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُۚ لَا تَاۡخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوۡمٌ سے لے کر وَهُوَ الۡعَلِىُّ الۡعَظِيۡمُ تک ہے۔ اور چوتھی آیت لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ سے لے کر وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ تک پہلے سورت فاتحہ میں صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ میں تین طائفہ ذکر کئے گئے ایک منعم علیہ دوسرے کفار جن پر مہر جباریت کی گئی ہو۔ اور تیسرے وہ جو کہ گمراہ ہوں۔ ابھی تک ان پر مہر جباریت نہ لگی ہو۔ اور سورہ بقرہ میں پہلے يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا تک توطیہ تمہید ہے جیسا کہ ہر کتاب کے اول میں توطیہ تمہید ہوتا ہے اور اس میں ان تین فریقوں کو ذکر کیا گیا علیٰ سبیل اللف والنشر المرتب غرض یہ ہے کہ دعویٰ اصلی تو آگے آنے والا ہے۔ لیکن فائدہ کونسا فریق اٹھائے گا۔ پہلے ذکر کر دیا یہ بیان۔ فَمَا رَبِحَتۡ تِّجَارَتُهُمۡ الخ تک ہے پھر اس کے بعد مَثَلُهُمۡ كَمَثَلِ الَّذِى سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ تک تین مثالیں واسطے دو فریقوں کے یعنی منافقوں اور کافروں کے علیٰ سبیل اللف والنشر المرتب ذکر کی گئیں ایک مثال پہلی کفار کے بیان کی پھر دو مثالیں منافقوں کے لئے ذکر کیں پس جب توطیہ میں ان طائفوں کا پورا حال ذکر ہو گیا تو اپنے اصلی دعویٰ کو يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعۡبُدُوۡا سے لے کر وَّاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ تک دعویٰ توحید مع دلیل عقلی ذکر کیا گیا۔ اور پھر وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا سے کر اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ تک صداقت رسول کی بیان کی گئی کیونکہ یہ بھی اصلی مدعا کا ہے۔ کیونکہ مدعا کو بیان کنندہ تو رسول تھا لہٰذا اس کی صداقت بھی ضروری ہونی چاہئے تھی۔ اور پھر فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا سے لیکر هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ تک مخالفین کے واسطے تخویف اور باقیوں کے واسطے بشارت ذکر کی گئی۔ پھر اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسۡتَحۡىٖۤ سے لیکر اُولٰٓـئِكَ هُمُ

الخاسرون تک شروع کیا گیا ان شبہات کا جو کہ کفار کرتے تھے واسطے نہ تسلیم کرنے کتاب اور دعوی کے پھر کیف تکفرون سے لے کر وھو بکل شیٔ علیم تک متعلق اصلی دعوی فلا تجعلوا للہ اندادا کے لایا گیا۔ اور دلیل عقلی بھی ذکر کی گئی۔ لیکن اس جگہ محض یہ کہا کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے اور اس میں کہا کہ سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا بھی وہی ہے اذ قال ربک للملائکۃ سے ملائکہ کا حال بیان کیا کہ معبود کس طرح بن سکتے ہیں جب کہ غیب ان کو بھی نہیں۔ واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا سے لیکر ھم فیھا خالدون تک شیطان کے متعلق فرمایا کہ کس طرح معبود بنا لیا ہے تم نے یہ تمہارا بادی دشمن ہے۔ اس جگہ تک تو خطاب عام تھا اب خاص بنی اسرائیل کو یا بنی اسرائیل سے ذکر کیا گیا۔ جیسا کہ عقلمند کا طریقہ ہوتا ہے۔ اب ان کے متعلق پارہ سیقول میں یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتلی تک کلام لائی گئی۔ اول یا بنی اسرائیل اذکروا سے لے کر انھم الیہ راجعون تک یہ کہا گیا کہ آؤ تم مان لو دعوی کو اور رسول کو۔ اپنی ضد کو چھوڑ دو۔ اگر اسلام ماننے سے کوئی مصائب آئیں تو صبر کرو اور پھر یا بنی اسرائیل کو اعادہ کیا گیا ترغیب بھی دلائی گئی۔ اور واتقوا یوما لا تجزی سے تخویف ذکر کی گئی۔ پھر ترغیب اور تخویف بیان کر کے انواع ستہ علی سبیل الترقی بیان کئے۔ اور ہر ایک نوع کے متعلق ثمرہ ان کا بیان کیا۔ لاول واذ نجینٰکم سے لے کر اولٰئک اصحٰب النار ھم فیھا خلدون تک ہے۔[1] اور بیان کیا کہ تم اباء اور اجداد کا ذرہ حال سنو کہ انہوں نے کتنیاں پلیدیاں کیں اور احکام کی تعمیل نہ کی النوع الثالث واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل سے لے کر ولا ھم ینصرون تک ہے اور بیان کیا کہ اباء اور اجداد کو چھوڑو۔ تم نے خود کتنی امور شرعیہ کی تعمیل نہ کی النوع الرابع ولقد اٰتینا موسی الکتاب سے لیکر وفریقا تقتلون ہے۔ بیان کیا کہ پھر اپنے اباء اور اجداد کا حال سنو کہ احکام کی تعمیل بجائے خود خود انہوں نے انبیاء سابقہ کو قتل کیا۔ النوع الخامس وقالوا قلوبنا غلف سے لے کر وللکافرین عذاب مھین تک ہے۔ بیان کیا کہ اباء اجداد کو چھوڑو تم نے خود اس رسول کے ساتھ کیا کیا۔ پھر واذا قیل لھم امنوا سے شکوہ بیان کر کے ولقد جاءکم موسی بالبینات سے لے کر ان کنتم مومنین۔ تک پھر آباء و اجداد اور انبیاء سابقہ کا حال چھوڑ و خود اپنے رسول موسی کے ساتھ کیا کیا۔ پس جب انواع پورے ذکر کئے گئے تو قل ان کانت لکم الدار الاخرۃ سے لے کر واللہ بصیر بما تعملون تک کہا کہ جب اتنے بیانات سے باز نہیں آتے تو آؤ مباہلہ کرو اگر تم صادق ہو پھر قل من کان عدوا لجبریل سے لے کر فان اللہ عدو للکافرین تک شبہ کا جواب دیا گیا۔ پھر ولقد انزلنا سے لے کر لا یومنون تک شبہ بیان کر کے۔ ولما جاءھم رسول من عند اللہ سے لے کر لو کانوا یعلمون تک متعلق دعوی اصلی یعنی اعبدوا اللہ فلا تجعلوا للہ اندادا کے لایا گیا یعنی یہ بنی اسرائیل جو کہ یہود ہیں اس مقابلے میں سحر اور منتر اپنے بزرگوں سے کر پیش کرتے ہیں اور سلیمان کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان میں غیر اللہ کی ندائیں لکھی ہوئی ہے حالانکہ وہ سب کلام شیطان کی ہیں۔ پھر یا ایھا الذین امنوا لا تقولوا راعنا سے لے کر ان اللہ بما تعملون بصیر تک متعلق لما جاءھم رسول من عند اللہ کے لایا گیا کہ منتر ول کو مقابلے میں لانا تو بجائے خود یہ تم کو ایسا موہم للشرک کہلاتے ہیں۔ ان کا خیال رکھو۔ پھر قالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان سے لے کر فاولٰئک ھم الخسرون تک شکوے کئے گئے۔ اور آخر میں وقال الذین لا یعلمون سے لیکر ولا تسئل عن اصحٰب الجحیم تک شکوے بالتبع مشرکین کے لائے گئے کیونکہ جب بنی اسرائیل کے حالات پورے بیان ہو چکے۔ تو آخر میں ان کے شکوے

[1] ولا ھم یحزنون تک ہے اسمیں انعام اور انتقام بتلائے گئے النوع الثانی واذ اخذنا میثاقکم سے لیکر۔

بیان کرنے مناسب تھے لہذا یہ ذکر کیے گئے (نوٹ) اس جگہ پہلی بحث ختم ہوئی دوسری بحث شروع ہوئی۔ یَا بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ تک اثبات رسالت کا بیان کیا گیا یعنی ایک رسول اس شہر میں آئے گا جو کہ شرک نہ کرے گا وہ رسول یہی ہے تیسری بحث سَیَقُوْلُ سے لے کر لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ تک وغیرہ سب شبہوں کا کیا گیا جو کہ تحویل قبلہ وغیرہ پر کرتے تھے۔ اور درمیان میں یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ سے بیان کیا کہ مخالفوں سے مصائب آئیں گے تحویل کی وجہ سے لیکن صبر کرنا پس جب ابحاث کے ختم ہونے کا موقع تھا لہذا آخر میں شرک فعلی کی نفی کے متعلق کلام لائی گئی۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سے لے کر لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ تک دعوی مع الدلائل العقلیہ بیان کیا۔ پھر اسی کے متعلق وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ سے بیان کیا کہ باوجود ان اولہ کے پھر بھی نیازات وتحریمات غیر اللہ کی کرتے ہیں۔ پھر وَلَوْ یَرَى الَّذِیْنَ سے لے کر وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ تک متعلق وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ کے کلام لائی اور تخویف انکے واسطے بیان کی پھر یَا اَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا تک متعلق فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ کے کلام لائی گئی۔ یعنی اسکے متعلق بیان کیا وہ جو انہوں نے تحریمات بغیر اللہ کی ہیں جیسا وہ حرام نہیں ہیں۔ ان کو کھاؤ۔ پھر یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ تک پھر اعادہ کیا گیا یَا اَیُّهَا النَّاسُ كُلُوْا والے مسئلے کو کیوں کہ اس میں نیازات غیر اللہ کا بیان نہیں ہوا اس کو مَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ سے بیان کر کے اس کی تفصیل کی گئی۔ یہ سب نیازات غیر اللہ کھاتے ہیں۔ آگ دوزخ کھاتے ہیں بیان ارباع خمسہ میں ابحاث جو کہ متعلق توحید کے تھے ختم ہو گئے باقی ارباع خمسہ میں امور انتظامیہ مذکور ہیں تین دفعہ اور ہر ایک دفعہ کے ساتھ قتال کرنیکا حکم ہوگا اور قتال کا حکم واسطے دفع شرک کے اور اثبات توحید لایا گیا (نوٹ) امور انتظامیہ کو ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے تاکہ پہلے آپس میں انتظام اچھا ہو اور اتفاق ہو تاکہ کفار کے ساتھ قتال کر سکیں کُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک امور انتظامیہ بیان کئے کہ آپس میں قصاص لیا کرو اور مال غیر کا نہ کھاؤ اور بعد میں یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ سے لے کر لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ تک صوم کا مسئلہ بیان کیا گیا اور اس کے بعد بھی وَلَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بِالْبَاطِلِ سے بیان کیا گیا کہ مال غیر کا نہ کھاؤ وجہ یہ ہے کہ صوم مصلح اور ممد تھا واسطے احسان کرنے کے اور غیر کا مال نہ کھانے کے۔ اور درمیان مسئلہ صوم کے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ سے بیان کیا اور فرمایا کہ صوم سبب قربت کا ہے پھر یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ متعلق صوم کے سوال تھا اس کو ذکر کر کے قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ تک دو حکم بیان کئے گئے۔ ایک قتال فی سبیل اور دوسرا انفاق فی الجہاد پھر وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ سے لے کر وَاعْلَمُوْا اَنَّكُمْ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ تک حج کا بیان کیا گیا کیونکہ یہ ممد تھا کہ بیت اللہ میں جا کر دعا مانگو اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ اور پھر اس کے بعد دونوں مضمونوں کا اعادہ دوبارہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب۔ اول بار وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُكَ سے لیکر اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ تک ترغیب علی القتال کی گئی۔ پھر یَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ سے دونوں مضمونوں کا اعادہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب پھر كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ سے لے کر وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک قتال کا حکم کیا گیا یعنی پہلا مضمون بیان کیا گیا۔ اور یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ تک انفاق فی الجہاد کے متعلق بیان کیا گیا پھر دونوں کے متعلق لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ سے لیکر اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ تک بیان لایا گیا۔ حاصل تمام کا یہ ہے کہ دفعہ شرک کے واسطے اپنے جانوں کو قتل کرو اور مال بھی

خرچ کرو اور جس جگہ خوف شرک نہ ہو اگرچہ منافع بھی ہوں تو بھی اس سے دور ہو جاؤ اگر خوف شرک کا نہ ہو تو مخالطۃ جائز ہے اگرچہ حیض والی ہو لیکن جماع نہ کرو پھر لا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم سے فان اللہ سمیع علیم تک بعد۔ واسطے ذکر کرنے دوسری دفعہ امور انتظامیہ کے ہے۔ حاصل یہ ہے کہ احسان کرو اور ظلم نہ کرو۔ اور حلف کے متعلق درمیان میں مسئلہ ایلاء کا بھی ذکر کیا گیا۔ بعد اس کے والمطلقت یتربصن سے لے کر کذالک یبین اللہ لکم الایات لعلکم تعقلون تک چار امور انتظامیہ ذکر کئے گئے (۱) طلاق (۲) عدۃ (۳) رضاعت (۴) نکاح۔ پھر اس کے بعد الم تر الی الذین کو متعلق انفقوا فی سبیل اللہ کے تاکہ دونوں مضمونوں کا اعادہ دوبارہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب جیسا کہ احکام حج ذکر کرنے کے بعد پہلی دفعہ کیا گیا تھا۔ الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم سے لے کر والیہ ترجعون تک عدم قتال پر تخویف اور انفاق کیواسطے ترغیب کی گئی۔ اور دوسری طرف الم تر الی الملاء من بنی اسرآءیل سے لیکر والکافرون ہم الظلمون تک پہلے ترغیب علی القتال پھر حکم انفاق کیواسطے کیا گیا۔ پھر اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم سے لے کر وہو العلی العظیم تک اسکے دو ربط ہیں یا تو اعادہ دعویٰ اصلی مع دلائل عقلیہ تیسری بار کیا گیا۔ اور یا والکافرون ہم الظلمون کے متعلق لایا گیا یعنی یہ کافر ظالم ہیں کیونکہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور غیر کو معبود و شریک بناتے ہیں (نوٹ) آگے دو مضمونوں کے متعلق کلام علی سبیل اللف والنشر المرتب لائے گئے ہیں لیکن ترتیب بالعکس ہو گئی ہے۔ کیونکہ آگے پہلے قتال والے مضمون کا بیان زیادہ تھا اب اس کو کم کیا گیا لا اکراہ فی الدین سے لے کر ہم فیہا خالدون تک قتال کے متعلق بیان فرمایا کہ قتال اس واسطے نہیں کہ زور سے مسلمان کرو کافروں کو۔ بلکہ اس واسطے ہے کہ کافر مومنوں کو زور سے کافر نہ کریں یعنی غلبہ کفر کا نہ ہو۔ پھر دو طائفہ بیان کئے گئے ایک تابع اللہ کے اور ایک تابع شیطان کے اور دونوں فریقوں پر تین قصے لائے گئے الم تر الی الذی حاج سے لے کر واعلم ان اللہ عزیز حکیم تک علی سبیل اللف والنشر المرتب پھر مثل الذین ینفقون سے لے کر ثم توفی کل نفس ما کسبت وہم لا یظلمون تک انفاق والا مضمون تین رکوعوں میں علی سبیل الترقی ذکر کیا گیا۔ کیونکہ پہلے رکوع میں کہا کہ انفاق کرو پھر کہا کہ انفاق بجائے خود یہ تو قرضہ بھی سوا ربا کے نہیں دیتے۔ پھر تیسری دفعہ امور انتظامیہ بیع و شراء کے یا ایہا الذین آمنوا اذا تداینتم سے لے کر واللہ علی کل شیء قدیر تک ذکر کیا گیا۔ پھر چوتھی بار آمن الرسول سے لے کر آخر رکوع تک بشارت ذکر کی گئی کہ میرے پیارے بندے اس طرح کر رہے ہیں میں قبول کروں گا۔ اور آخر میں فانصرنا علی القوم الکافرین سے ضمناً قتال کا حکم کیا گیا۔ حاصل اس حاصل کا یہ ہے کہ پہلے تو طبعیہ تمہید واسطے ذکر کرنے مدعا کے بیان کیا اور اس میں تین فریق ذکر کئے تاکہ اس مدعا سے کامیاب ہوگا۔ اور دونا کامیاب ہونگے۔ اور ان دو میں سے ایک تو وہ ہیں جن پر مہر جباریت کی ابھی گمراہی کیوجہ سے لگادی گئی ہے۔ اور دوسرے وہ جن پر مہر جباریت کی ابھی تک نہیں ماری گئی۔ پھر ان دونوں کے واسطے مثالیں وضاحت کے لئے بیان کی گئیں۔ پھر اصلی مدعا ذکر کیا گیا۔ اور صداقت رسول کی بھی بیان کرکے دفع شبہات کیا گیا۔ پھر غیر سے یعنی ملائکہ و شیطان سے نفی معبود ہونے کی بیان فرمایا پھر خاص بنی اسرائیل کے واسطے بیان کیا گیا پہلے ان کے انواع شنیعہ بیان کئے اس کے بعد حکم مباہلہ کا دیا گیا پھر کہا کہ اس دعویٰ کے مقابلہ سحر و منتر پیش کرتے ہیں جو کہ شیطانوں کے بتلائے ہوئے ہیں مومنوں کو کہا گیا ان کا خیال رکھو۔ یہ لوگ تم میں شرک پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ پھر انکے شکوے بیان کئے گئے یہ تمام ایک

بحث تھی پھر بحث ثانی اثبات رسالت کی کی گئی۔ اور بحث ثالث دفع شبہات میں کی گئی اور نفی شرک فعلی کی کر کے سب ابحاث کو ارباع خمسہ تک ختم کیا گیا۔ اس کے بعد امور انتظامیہ تین دفعہ ذکر کئے گئے تاکہ آپس میں انتظام اچھا ہو تاکہ کفار کے ساتھ قتال کر سکیں۔ اور ہر ایک دفعہ امور انتظامیہ ذکر کرنے کے بعد قتال اور انفاق فی الجہاد کا مسئلہ ذکر کیا گیا۔ لیکن پہلے قتال کا بہت بیان کیا۔ اور آخر میں انفاق کا بہت بیان کیا۔ پھر آخر میں قتال کو ضمناً فانصرنا علی القوم الکافرین میں ذکر کیا۔ اور انفاق کا حکم بعد تھا قتال کے واسطے اور قتال سب تھا واسطے شرک کے اور توحید کے۔

خلاصہ تقریر:۔ اس سورت کے ارباع عشرہ میں پہلے ارباع خمسہ میں چار بحثیں ہیں ایک مبحث محض توحید کے متعلق اور دوسری اثبات رسالت کے متعلق اور تیسری دفعہ شبہات اور چوتھی نفی شرک فعلی اور سب کا حاصل توحید ہے اور باقی ارباع خمسہ میں ذکر امور انتظامیہ تین دفعہ ہر ایک کے ساتھ قتال کا حکم اور انفاق فی الجہاد کا حکم ذکر کیا گیا اور قتال بھی واسطے توحید کے تھی سب کا چھوٹا خلاصہ یہ ہے۔

پہلے ارباع خمسہ میں محض توحید کا بیان اور باقی ارباع خمسہ میں بیان قتال لیکن وہ بھی دفع شرک کے واسطے ہے پس آخر سب کا خلاصہ توحید نکل آئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ وخیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد فیقول حسین علی بن محمد بن عبد اللہ العثمانی المظہری المجددی النقشبندی ان ہذہ فوائد متعلقۃ لتفسیر القرآن المجید کتبتہا لنفع الطلاب و اللہ تعالیٰ ارجوان ینفع بہ ویجعلہا نافعۃ ان شاء اللہ تعالیٰ قال تعالیٰ بسم اللہ الرحمن الرحیم ای قولوا بسم اللہ الخ ومعناہ اللہ استعین خاصۃ وادعوہ خاصۃ لا غیرہ وتلبس بذکر اسمہ تسمی ہذا الطریق فی اصطلاحنا اوما بہا ای استعین باللہ الرحمن الرحیم لانہ ہو الخالق الملک فہم المعنی الوصفی عن العلم لشہرتہ بہذا الوصف قال تعالیٰ وہو اللہ فی السمٰوٰت فی الارض فقال تعالیٰ وہو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ فہو الخالق الملک الرحمن الرحیم وتمام القرآن فی الفاتحہ فان لباب القرآن الحوامیم وخلاصتہ حم المومن ادعو اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔ کما بینتہ فی تفسیر الحوامیم وذکر فی السور السوابق انہ تعالیٰ خالق لا غیرہ فاعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین وہذا المذکور ثابت فی الفاتحۃ ایضاً ولباب سورۃ الفاتحۃ الاستعانۃ منہ تعالیٰ خاصۃ فہو ثابت فی بسم اللہ الا بتقدیم الجار علی المتعلق للحصر فالقرآن فی الفاتحہ والفاتحۃ فی بسم اللہ وبسم اللہ فی الباء فاذا قرا القاری بسم اللہ بتقدیم الجار فہم الحصر ای حصر الاستعانۃ وہذا ہو کون تمام المضمون فی الباء المنقول عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کذا فی المکتوبات لسیدنا الامام الربانی قدسنا اللہ بسرہ الاقدس قال قال تعالیٰ الحمد للہ۔ فی الخازن فی تفسیر سورۃ سبا معناہ ان کل نعمۃ من اللہ فہو اللائق بالحمد وفیہ اوماج الیہ قال اللہ عزوجل وما بکم من نعمۃ فمن اللہ وقال اللہ عزوجل۔ ہل من خالق غیر اللہ وقال وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ہو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ فہذا المنعم الذی لا منعم سواہ فی ہذا الامور لایحق ان یحمد بہذا الاوصاف اوصاف الالوہیۃ لا غیرہ من المعبودات فالحصر اضافی۔ فی سورۃ النمل۔ بیان ہلاک قوم صالح وقوم لوط علیہما

السلام ثم قال تعالیٰ قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ ای اہلک اللہ الکفار لاصالح ولالوط وکمال الانبیاء ان سلام اللہ علیہم آاللہ
خیر اما یشرکون وفی آخر سورۃ الصافات سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ ثم اعلم ان ذکر
المشتق قد یدل علی علیتہ ماخذ الاشتقاق ولفہم من اہل العلم الوصف المشہور بہ فالمعنی۔ سب کچھ کرنے والا وہی خالق مالک جو تربیت کنندہ جمیع مخلوقات
ہے۔ ومامن دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا وقال ومامن دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم یعنی ان سب کا مربی رازق
حق تعالیٰ ہی آیا تمہارے لئے کوئی اور ہے۔ قال تعالیٰ ہو الرحمٰن ای خاصۃ لا غیرہ۔ آمنا بہ وعلیہ توکلنا ای علیہ خاصۃ توکلنا لا علی غیرہ وقال
اللہ تعالیٰ وہو الرحیم الغفور فالحمد للخالق المالک رب الامم الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین قال تعالیٰ تبارک الذی بیدہ الملک وہو علی کل شیء قدیر
الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا یعنی برکت دہندہ خاص وہ ہی جس کے ہاتھ میں ملک ہی اور خاص وہی ہر چیز پر قادر ہے۔
برکت دینے والا خاص وہ ہے جس نے موت حیات بنائی واسطے آزمائش کے یعنی حساب حق تعالیٰ لے گا۔ اور اگر دینے والا کوئی اور ہوتا
تو حساب بھی وہی لیتا یہاں الحمد شریف میں بھی اس طرح سمجھو قال تعالیٰ ایاک نعبد عبادت کا معنی جو تعظیم کسی کی کرے باعتقاد صفات الوہیۃ
وہ عبادۃ ہی اگر کسی چیز کو کوئی خالق یا تربیت کنندہ یا شفیع غالب یا حاضر ناظر عالم مغیبات لائق دعا غائبانہ سمجھی تو یہ شرک فی الاعتقاد
ہے اور جو فعل ناشی اس اعتقاد سے ہو جاوے تو وہ شرک فی الاعمال ہی اگر بت کے تعظیم کے لئے جاوے تو وہ جانا بھی شرک ہے اگر اس کے
پاس معتکف ہوئے یا با ادب قعود کرے یا بوسہ دیوے یا اس پر کپڑا دیوے یا مال شیرینی لیجاوے یہ سب شرک فی الاعمال ہی اگر فعل تعظیم
ناشی اس اعتقاد سے نہ ہو مثلاً استاد پیر کی خدمت میں دوزانو قعود کرے یا ہاتھوں کو بوسہ دیوے یا مال ہدایا وتحائف لیجائے یہ شرک نہیں
ہے لیکن چند افعال مطلقاً ممنوع ہیں جیسا کہ سجدہ لغیر اللہ اس شریعت محمدی میں مطلقاً منع ہے اور ایسا حلف لغیر اللہ منع ہے تعظیم
اصنام مطلقاً منع ہے اگرچہ اعتقاد شرک نہ رکھے بلکہ تصویر ذی روح کے بنانی اس شریعت پاک میں مطلقاً منع ہے صلی اللہ تعالیٰ علی
صاحب الشریعۃ بعدد مافی علم اللہ صلوۃ والمنۃ بدوام ملک اللہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ من صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
عشر مراۃ۔ جو شخص درود شریف بکثرۃ پڑھے اور عقیدہ شرکی رکھے اور امیدوار اس امر کا ہو تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے جواب
میں اس پر درود بھیجتے ہیں غلط ہے۔ ماکان للنبی والمؤمنین ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی۔ ان امور کے لئے شرک نہ کرنا شرط
ہے قال تعالیٰ وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ہباء منثورا۔ قال تعالیٰ اولئک الذین کفروا بآیات ربہم ولقائہ فحبطت اعمالہم فلا
نقیم لہم یوم القیامۃ وزنا۔ وفی الحدیث رب تال القرآن والقرآن یلعنہ۔ اور اگر قبور اولیاء کی طرف مال لے جاوے یا یہیں اس کے
لئے خیرات کرے اگر باعتقاد شرک ہی یہ مال لیجانا اور خیرات کرنا شرک فی الاعمال ہے موجب لعن ہے نہ موجب رحمت وثواب اگر اعتقاد
شریعت شریف موافق صحیح رکھے خیرات کتنا اولیاء کی طرف اور انبیاء کی طرف بلکہ جمیع مومنین کی طرف سے امر مستحسن ہی۔ قال تعالیٰ ایاک
نستعین حق تعالیٰ نے تعلیم فرمایا قولوا ایاک نعبد وایاک نستعین عبادۃ کسی چیز کی اس لئے کیجاتی ہے تاکہ وہ حاجات روائی کرے
جزا دی اور بڑی شاخ عبادات استعانۃ ودعا مانگنا دوسرے ہی جو مروج یہود اور نصاریٰ اور مشرکین میں تھی جو شخص غائبانہ ندا کرتا
ہے کسی چیز کو اس اعتقاد سے کہ وہ حاجات روا کنندہ ہے یا خواہ مخواہ کروا دے گا یا یہ اعتقاد کہ میرے لئے حق تعالیٰ سے دعا مانگے

لے معنی غایۃ التعظیم ولا یلیق الا لمن لہ غایۃ العظمۃ ... سے فاش تعظیم لفظ اور سجدہ وعبادۃ ... الخ۔

گا لیکن اس کا یہ اعتقاد ہے کہ جس کو میں پکارتا ہوں ہر وقت سننے جاننے والا ہے یہ نداء شرک ہے اور عبادت ہے قال تعالیٰ لا تعبدوا
الا ایاہ. وقال فاعبدوا اللہ مخلصا لہ الدین وقال فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا وقال تعالیٰ فی سورۃ فاطر ان تدعوہم لا یسمعوا
دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا لکم ویوم القیامۃ یکفرون بشرککم وقال تعالیٰ قل انما ادعوا ربی ولا اشرک بہ احدا وقال تعالیٰ وان المساجد للہ فلا تدعوا
مع اللہ احدا (سورہ جن) وفی سورہ یونس ویوم نحشرہم جمیعا الی قولہ وقال شرکاؤہم ما کنتم ایانا تعبدون فکفی باللہ شہیدا بیننا وبینکم ان کنا
عن عبادتکم لغافلین وفی سورہ یونس فلا اعبد الذین تعبدون من دون اللہ ولکن اعبد اللہ الذی یتوفکم وامرت ان اکون من المؤمنین وان
اقم وجہک للدین حنیفا ولا تکونن من المشرکین ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک الخ وفی سورۃ فاطر ارءیتم شرکاءکم الذین تدعون
من دون اللہ ارونی ماذا خلقوا من الارض ام لہم شرک فی السموت. فی سورۃ سبا، ویوم یحشرہم جمیعا ثم یقول للملائکۃ اہؤلاء ایاکم کانوا
یعبدون وفی بنی اسرائیل ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض واتینا داؤد زبورا قل ادعوا الذین زعمتم من دونہ فلا یملکون کشف الضر عنکم
ولا تحویلا اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ الخ وفی حم آخرہ ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وہم عن
دعاءہم غافلون واذا حشر الناس کانوا لہم اعداء وکانوا بعبادتہم کافرین. وفی سورۃ النحل قالوا ربنا ہؤلاء شرکاءنا الذین کنا ندعوا من دونک
فالقوا الیہم القول انکم لکاذبون الخ فی سورۃ النحل افمن یخلق کمن لا یخلق وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا ان اللہ لغفور رحیم ای لا غیرہ واللہ
یعلم ما تسرون وما تعلنون ای لا غیرہ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وہم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون الہکم
الہ واحد الخ وفی سورۃ یونس ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرہم ولا ینفعہم ویقولون ہؤلاء شفعاؤنا عند اللہ الخ وفی سورۃ الاعراف. وادعوہ مخلصین
لہ الدین الخ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ ای ادعوہ خاصۃ لا غیرہ انہ لا یحب المعتدین ای الکافرین الذین یدعون غیرہ فی سورۃ الانعام ان ربک
اعلم بالمعتدین وفی سورۃ الاعراف ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوہم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صادقین. وفی سورۃ المائدہ
ما المسیح ابن مریم الا رسول الی قولہ قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا واللہ ہو السمیع العلیم ای لا عیسی وامہ ولا غیرہما وفی سورۃ
النساء لا یغفر ان یشرک بہ الی قولہ ان یدعون من دونہ الا اناثا وفی موضع الآخر جعلوا الملائکۃ الذین ہم عباد الرحمن اناثا وفی سورۃ آل عمران قل
اللہم مالک ای ادعوہ لا غیرہ وفی سورۃ الزمر قل اللہم فاطر السموات ای ادعوہ لا غیرہ وفی الاعراف وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بہا وفی سورۃ
الکہف نادوا شرکائی الذین زعمتم فدعوہم وفی سورۃ الحج یدعوا من دون اللہ ما لا یضرہ وما لا ینفعہ ذلک ہو الضلال البعید. وفی سورۃ المؤمن و
من یدع مع اللہ الہا آخر لا برہان لہ بہ فانما حسابہ عند ربہ انہ لا یفلح الکافرون وفی سورۃ القصص وادع الی ربک ولا تکونن من المشرکین ولا تدع مع
اللہ الہا آخر لا الہ الا ہو کل شیء ہالک الا وجہہ لہ الحکم والیہ ترجعون وفی سورۃ العنکبوت فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین فلما نجاہم الی البر اذا
ہم یشرکون... وفی سورۃ الروم ہل من شرکاءکم من یفعل من ذلکم من شیء وفی سورۃ لقمان اذا غشیہم موج کالظلل دعوا اللہ مخلصین لہ الدین الی
الخ وفی لباب القرآن فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون وقال ربکم ادعونی استجب لکم. ان الذین
ا اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لفظ عن عبادتی بقولہ عن دعائی رواہ ابن جریر بسند امر فوعا ہو الحی لا الہ الا ہو فادعوہ
شرکون قالوا بل لم نکن ندعوا من قبل شیئا وفی سورۃ البقرۃ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونہم کحب

اللہ یعنی جو کام اللہ تعالیٰ کے لئے کرتا ہے وہی کام اوروں کے لئے کرتے ہیں ای براو ذکر کر مثلاً سورہ انعام میں ہے سب کچھ جاننے والا حق تعالیٰ ہے وعندہ مفاتح الغیب لایعلمھا الا ھو یعنی غیب جاننے والا وہی حق تعالیٰ ہے پھر کہا گیا کہ نہیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ یعنی سب کچھ کرنے والا بھی حق تعالیٰ ہے عالم الغیب بھی وہی ہے اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا واللہ ھو السمیع العلیم یعنی کیوں پکارتے ہو عیسیٰ علیہ السلام اور انکی مادر کو حال یہ کہ وہ نہ مالک ہیں ضرر کے نہ نفع تمہارے کے نہ پکار سننے جانتے ہیں سورۃ یونس میں ہے فکفی باللہ شہیدا بیننا و بینکم ان کنا عن عبادتکم لغافلین معبود ملائکہ وغیرہ کہیں گی تمہاری پکار کی ہمکو خبر کوئی نہیں سورۃ ہود میں ہے ان لا تعبدوا الا اللہ پھر فرمایا وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا ویعلم مستقرھا ومستودعھا یعنی رازق بھی وہی ہے پھر سورہ ہود کے اخیر میں ہے خاص واسطے اللہ کے ہے علم غیب اور امر بھی اسی کے ہاتھ میں ہے پس اسی کی عبادت کرو اسی پکار بھی خاص اسی کو سورۃ رعد میں ہے اللہ یعلم ما تحمل کل انثی الخ یعنی عالم الغیب خاص حق تعالیٰ ہے اور برق رعد وغیرہ سب کچھ کرنے والا وہی خاص حق تعالیٰ ہے لہ دعوۃ الحق اس کا پکارنا تو مناسب و لائق ہے اور غیروں کو پکارنا ضلال ہے وما دعاء الکافرین الا فی ضلال۔ فی سورۃ ابراہیم جعلوا للہ اندادا حال یہ ہے کہ خالق سموات والارض وغیرہ سب کچھ کرنے والا وہی ایک ہے اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ایک ہے ربنا انک تعلم ما نخفی وما نعلن ای اللہ خاص تو ہی جاننے والا قالہ ابراہیم سورہ حجر میں ہے۔ ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین ولقد جعلنا فی السماء بروجا الخ سب کچھ کرنے والے خاص ہم ہیں ولقد علمنا المستقدمین الخ سب کچھ جاننے والے خاص ہم ہیں سورہ نحل میں ہے خلق الانسان من نطفۃ الی قولہ غفور رحیم یعنی سب کچھ کرنے والا خاص وہی ہے واللہ یعلم ما تسرون وما تعلنون سب کچھ جاننے والا بھی خاص وہی ہے والذین یدعون الخ پھر اوروں کو بلانے کے کیا معنی۔ سورۃ بنی اسرائیل میں ہے سبحان الذی اسری بعبدہ الی قولہ انہ ھو السمیع العلیم یعنی اللہ کا شریک کوئی نہیں کیونکہ سمیع بکل شئی اور بصیر لکل شئی خاص وہی ہے سورہ کہف میں ہے لہ غیب السموات والارض ابصر بہ واسمع ما لھم من دونہ من ولی ولا یشرک فی حکمہ احدا یعنی خاص وہی سمیع بصیر ہے اور سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے تو پھر شرک کرنے اور اوروں کو بلانے کا کیا معنی۔ سورہ طہ۔ لہ ما فی السموات الی قولہ فانہ یعلم السر واخفی سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے سب کچھ جاننے والا خاص وہی ہے پس پکارنا بھی اسی کو چاہئے۔ سورہ انبیاء میں ہے ربی یعلم القول فی السماء والارض وھو السمیع العلیم سب کچھ جاننے والا پکاروں وغیرہ کا وہی حق تعالیٰ ہے ولہ من فی السماء والارض وھو السمیع العلیم سب کچھ بھی اسی کا ہے فسبحان اللہ عما یصفون جو شرک پکار وغیرہ کا نہ کرنا چاہئے۔ سورہ الحج۔ ذالک بان اللہ یولج اللیل الی قولہ ان اللہ سمیع بصیر۔ دقال وان ما یدعون من دونہ الباطل یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے سمیع بصیر خاص وہی ہے پھر باطل کو بلانا کیا ہے۔ فی سورۃ الحج۔ ان الذین تدعون من دون اللہ الی قولہ ان اللہ سمیع بصیر یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم والی اللہ ترجع الامور سب کچھ کرنے والا وہی جاننے والا وہی پھر اوروں کو بلانے کا کیا معنی۔ فی سورۃ المؤمنون قل لمن الارض ومن فیھا الی قولہ عالم الغیب والشہادۃ فتعالی عما یشرکون فی سورۃ النمل امن خلق السموات الی قولہ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔ آ اللہ خیر اما یشرکون فی سورۃ القصص ربک یخلق ما یشاء الخ وربک یعلم سبحانہ وتعالی عما یشرکون فی سورۃ العنکبوت اللہ یرزقھا وایاکم وھو السمیع العلیم سورۃ لقمان میں ہے یولج اللیل الی قولہ ان اللہ بما تعملون خبیر الی قولہ وان ما یدعون من دونہ الباطل سورۃ السجدہ میں ہے اللہ الذی خلق السموات الی قولہ ذالک عالم الغیب فی سورۃ السبا لہ ما فی السموات الی قولہ یعلم ما یلج الخ

سورۃ الفاطر واللہ خلقکم الی قولہ والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر ان تدعوہم لا یسمعوا دعاءکم فی سورۃ الزمر ام اتخذوا من دون اللہ
شفعاء قل اولو کانوا لا یملکون شیئا ولا یعقلون فی سورۃ المؤمن واللہ یقضی بالحق والذین یدعون من دونہ لا یقضون بشیء ان اللہ ھو السمیع البصیر
سب کچھ کرنے والا بھی ہی سننے والا دیکھنے والا بھی وہی ہے پھر اوروں کو بلانے کا کیا معنی فی سورۃ حم السجدۃ ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض
الی قولہ وما تخرج من ثمرات من اکمامہا الی قولہ وضل عنہم ما کانوا یدعون من قبل ہ

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس است

خلاصہ یہ کہ بیان میں دو چیزیں ہیں ایک یہ کہ خالق وہی ہے دوسرا یہ کہ علم غیب خاصہ اسی کا ہے پھر ثمرہ یہ کہ پکارنے کا دوسرے اوروں کو کیا
معنی۔ قولہ تعالی اھدنا الصراط المستقیم سمجھا اور بکرم خویش صراط انعمت علیہم پہ لا فی سورۃ الاعراف فی حق المتکبرین بغیر الحق ان یروا
سبیل الرشد لا یتخذوہ سبیلا وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا فی سورۃ الدھر فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا وما تشاءون الا ان یشاء اللہ ان اللہ
کان علیما حکیما یدخل من یشاء فی رحمتہ والظالمین اعد لہم عذابا الیما وفی سورۃ حم المؤمن وما یتذکر الا من ینیب وغیر ذالک من الآیات الکثیرۃ
پس یہاں ادماج ہے قال تعالی اضلہ اللہ علی علم قیل حال من ضمیر المفعول فی اضلہ پس ایک تو سمجھانا ہے اور ایک اس پر آنا ہے دونوں اللہ
تعالی کی قبضہ میں ہیں قال تعالی فی سورۃ البقرۃ ھدی للمتقین یہ کتاب راہ دکھانے والی ہے جو اتقا کرے ضد سے اور سمجھا ہے پھر عاجزی
کرے نماز پڑھے اور کچھ اپنا خیرات کرے صدقہ کرے واسطے حصول اس نعمت عظمی کے اور واسطے دفع عذاب کے جو بیان ہے واسطے
ان کے جن کو نیت نہیں بلی یہ کتاب راہ دکھاتی ہے اور نئے آتی ہے راہ حق پر یعنی اللہ تعالی برکت اس کتاب کے بھی دکھاتا ہے اور راہ پر بھی آتا ہے متقین
کے دو فرقہ بیان ہوئے ایک یہ کہ اتقا کرے یعنی ضد نہ کرے اور غیبی بات سے استنکاف نہ کرے اللہ تعالی کی درگاہ میں عاجزی کرے
اور صدقہ کرے دوسرا یہ کہ پہلی کتاب پر جو ایمان لائی ہیں پھر اس کتاب پر ایمان لائے ہیں اور آخرت کے ساتھ یقین ہو انکے لئے یہ کتاب
ہادی ہی عبادات میں قوۃ الجزاء ہی اسی طرح سیئات میں جس قدر کسی ایک فرقہ کے حق میں ذکر ہو وہ دوسری امروں کی طرف کھینچ لے
آتا ہے یہاں ہدایت سے اونچا درجہ مراد ہے قال تعالی والذین جاھدوا فینا لنھدینہم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین وقال تعالی لیغفر
لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطا مستقیما یہ تمہید ہے کہ ان لوگوں کو ہدایت ہوگی قرآن شریف کے ساتھ ضرور یہ امر
فرض ہے اور جن پر میرا غضب ہے ان کو ہدایت نہ ہوگی وما یضل بہ الا الفاسقین اور معاندین پر بھی مہر نہ ہوتی ہے اسی پر اور حق تعالی
بیان کر دیتا ہے اونچا درجہ اور نیچا درجہ درمیان میں ترک کیا جاتا ہے مقابلہ پر چنانچہ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات وان الذین کفروا
درمیان میں فرق کا حال بیان نہ ہوا چنانچہ عذاب قبر میں کافر کا حال اور مومن کامل کا حال آیا دوسریوں کا حال ذکر نہ آیا چنانچہ انما التوبۃ
علی اللہ للذین یعملون السوء بجہالۃ ثم یتوبون من قریب وقال لیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدہم الموت درمیان کا حال ذکر
نہ آیا مثلہم کمثل الذی استوقد نارا فیہا ادماج مثال فرقہ اول کی ہے چنانچہ کوئی شخص روشنی کرے اور وہاں چند اشخاص ہوں اور
ان کا نور بجھ چھینا جاوے یہ کفار اسی طرح سمجھو کہ وہی ہیں اور مثال فرقہ ثانیہ بارش کے وقت میں جب ظلمت اور رعد و برق ہو جاوے کہ کان
رکھے رعد کی طرف اور اس کا حیلہ طلب کرے کہ کسی مکان میں پہنچ جاوے نہ یہ کہ کان میں انگلی دبا دے اور برق کی روشنی سے مکان کو نظر رکھے

ریفرنس بک ۔وھابی دیوبندی نجدی رشید گند گوہی اور حسین عی وھابی نجدی

اس طرف چلی نہ یہ کہ روشنی کیوقت قدم رکھے پھر ٹھہر جاوے پس بارش و ظلمت و رعد و برق کیوقت میں ایسے آدمی ہوں یہ کفار انہی کے
مانند ہیں فلو قیل مثلہم کمثل الذین اذہب نورہم فی وقت الاستقاء سہل المعنی ولو قیل مثلہم کمثل الذی استوقد نارا فلما اضاءت ما حولہ ذہب
اللہ بالبصار رجال فہولاء الکفار مثلہم ۔ ذہب اللہ بنورہم ۔ سہل المعنی وکذا المثال الثانی تخطف خیرہ کردن برق بینائی را کذا فی المنتخب
صعق سخت آواز کذا فی المنتخب قولہ فیہ ظلمات و رعد و برق فکان ینبغی لہم ان یتبعوا الرعد فیخافون من المطر اشد یدا والبرد الشدید فیطلبون موضع
النجات ای لابد سماع الوعید یومنون لکن الایمان عندہم کالموت فالرعد عندہم صاعقۃ ۔ ای برادر دعا بغیر اللہ کہ بر دست آثار عجیبہ ظاہر
می شوند سحر است ایں است ماہیت سحر در الفاظ دعوت قمری ای مرسل الرحمۃ و منزل النعمۃ و در دعوت عطارد و کل ما حصل لی من الخیر فہو عنک و نیز
گویند ۔ ایہا العالم بخفیات الامور والمطلع علی السرائر و در تفسیر عزیزی است اگر در سحر قولی یا فعلی کہ موجب کفر باشد مثل ذکر نام بتاں وارواح
خبیثہ بہ تعظیمیکہ شایاں رب العزت است مثل اثبات علوم علوم و قدرۃ و غیب دانی و مشکل کشائی یا ذبح لغیر اللہ یا سجدہ لغیر اللہ و غیر ذالک
واقع شود بلا شبہ ان سحر و کفر است و صاحب آں مرتد شود انتہی مختصرا فی التوسل لابن تیمیہ ص۱۱ استغاثۃ لغیر اللہ و اقسام لغیر اللہ سحر است
قال تعالی واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر الا وفی کتاب التوسل فعبدوا ذاکان
الرجل ممن لا یحل عبادۃ الشیاطین ادموہ انہ انما یدعو الانبیاء والصالحین والملائکۃ وغیرہم ممن یحسن العابد ظنہ ینبغی ان یکتب منہا من کلام ابن
تیمیہ قال ابن التیمیۃ فی کتابہ المسمی بقاعدۃ الجلیۃ فی التوسل والوسیلۃ ص۱۲ لا یجوز لاحد ان یستغیث باحد من المشائخ الغائبین ولا المیتین مثل
ان یقول یا سیدی فلاں اغثنی وانصرنی وادفع عنی او انا فی حسبک ونحو ذالک بل کل ہذا من الشرک الذی حرم اللہ و رسولہ وتحریمہ مما یعلم بالاضطرار
من دین الاسلام وہولاء المستغیثون بالغائبین والمیتین عند قبورہم وغیر قبورہم لما کانوا من جنس عباد الاوثان صار الشیطان یضلہم ویغویہم
کما یضل عباد الاصنام ویغویہم فیتصور الشیطان فی صورۃ ذالک المستغاث بہ ویخاطبہم باشیاء علی سبیل المکاشفۃ کما تخاطب الشیاطین
الکہان وبعض ذالک صدق لکن لا بد ان یکون فی ذالک ما ہو کذب بل الکذب اغلب علیہ من الصدق وقد تقضی الشیاطین بعض حاجاتہم وتدفع
عنہم بعض ما یکرہونہ فیظن احدہم ان الشیخ ہو الذی جاء من الغیب حتی فعل ذالک او یظن ان اللہ تعالی صور ملکا علی صورتہ فعل ذالک ویقول
احدہم ہذا سر الشیخ وحالہ وانما الشیطان تمثل علی صورتہ لیضل المشرک المستغیث بہ کما تدخل الشیاطین فی الاصنام وتکلم عابدیہا وتقضی بعض
حوائجہم کما کان ذالک فی اصنام مشرکی العرب وہو الیوم موجود فی المشرکین من الترک والہند وغیرہم واعرف من ذالک وقائع کثیرۃ فی اقوام استغاثوا
بی وبغیری فی حال غیبتنا عنہم فرأونی او ذالک الآخر الذی استغاثوا بہ قد جئنا فی الہواء ورفعنا عنہم ولما حدثونی بذالک بینت لہم ان ذالک انما
ہو شیطان تصور بصورتی وصورۃ غیری من الشیوخ الذین استغاثوا بہم وظنوا ان ذالک کرامات للشیخ فتقوی عزائمہم فی الاستغاثۃ
بالشیوخ الغائبین والمیتین وہذا من اکبر الاسباب التی بہا اشرک المشرکون وعبدۃ الاوثان وکذالک المستغیثون من النصاری بشیوخہم الذین
یسمونہم العلامس یرون ایضا من یاتی علی صورۃ ذالک الشیخ النصرانی الذی استغاثوا بہ فیقضی بعض حوائجہم وہولاء الذین یستغیثون بالاموات
من الانبیاء والصالحین والشیوخ واہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غایۃ احدہم ان یجری لہ بعض ہذہ الامور او تحکی لہم بعض ہذہ الامور
فیظن ان ذالک کرامت وخرق عادۃ بسبب ہذا العمل ومن ہولاء من یاتی الی قبر الشیخ الذی یشرک بہ ویستغیثوا بہ فینزل علیہ من الہواء طعام

أو نفقة أو سلاح أو غير ذلك مما يطلبه فيظن ذلك كرامة لشيخه وإنما ذلك كله من الشيطان وهذا من أعظم الأسباب التي عبدت بها الأوثان
وقال الخليل عليه السلام واجنبني وبني أن نعبد الأصنام رب إنهن أضللن كثيرا من الناس ومعلوم أن الحجر لا يضل كثيرا من الناس إلا بسبب
اقتضى ضلالهم ولم يكن أحد من عباد الأصنام يعتقد أنها خلقت السموات والأرض بل إنما كانوا يتخذونها شفعاء ووسائط الأسباب منهم من صورها
على صور الأنبياء والصالحين ومنهم من جعلها تماثيل وطلاسم للكواكب والشمس والقمر ومنهم من جعلها لأجل الجن ومنهم من جعلها لأجل الملائكة فالعباد
في قصدهم إنما هو للملائكة والأنبياء والصالحين أو الشمس أو القمر وهم في نفس الأمر يعبدون الشياطين فهي التي تقصد من الإنس أن يعبدوها وتظهر
لهم ما يدعوهم إلى ذلك كما قال تعالى ويوم نحشرهم جميعا ثم نقول للملائكة أهؤلاء إياكم كانوا يعبدون قالوا سبحانك أنت ولينا من دونهم بل كانوا
يعبدون الجن أكثرهم بهم مؤمنون وإذا كان العابد ممن لا يستحل عبادة الشياطين أوهموه أنه إنما يدعو الأنبياء والصالحين والملائكة وغيرهم
ممن يحسن العابد ظنه به وأما إن كان ممن لا يحرم عبادة الجن عرفوه أنهم الجن وقد يطلب الشيطان الممثل له في صورة الإنسان أن يسجد له أو أن يفعل به
الفاحشة أو أن يأكل الميتة ويشرب الخمر أو أن يقرب لهم الميتة وأكثرهم لا يعرفون ذلك بل يظنون أن من يخاطبهم إما ملائكة وإما رجال من
الجن يسمونهم رجال الغيب ويظنون أن رجال الغيب أولياء الله غائبون عن أبصار الناس وأولئك جن تمثلت بصورة الإنس ورؤيت في
غير صور الإنس قال تعالى وأنه كان رجال من الإنس يعوذون برجال من الجن فزادوهم رهقا۔ كان الإنس إذا نزل أحدهم بواد يخاف أهله قال
أعوذ بعظيم هذا الوادي من سفهائه كانت الإنس تستعيذ بالجن فصار ذلك سببا لطغيان الجن قالت الجن الإنس تستعيذ بنا وكذلك الرقى والعزائم الأعجمية
تتضمن أسماء رجال من الجن يدعون ويستغاثون بهم ويقسم عليهم بمن يعظمونه فتطيعهم الشياطين بسبب ذلك في بعض الأمور۔ وهذا من جنس السحر والشرك
كما قال تعالى واتبعوا ما تتلو الشياطين على ملك سليمان وما كفر سليمان ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر وما أنزل على الملكين
ببابل هاروت وماروت وما يعلمان من أحد حتى يقولا إنما نحن فتنة فلا تكفر فيتعلمون منهما ما يفرقون به بين المرء وزوجه وما هم بضارين به من أحد إلا
بإذن الله ويتعلمون ما يضرهم ولا ينفعهم ولقد علموا لمن اشتراه ما له في الآخرة من خلاق ولبئس ما شروا به أنفسهم لو كانوا يعلمون۔ وكثير
من هؤلاء يطير في الهواء وتكون الشياطين قد حملته وتذهب به إلى مكة وغيرها ويكون مع ذلك زنديقا يجحد الصلوة وغيرها مما فرض
الله ورسوله ويستحل المحارم التي حرم الله ورسوله وإنما يقترن به أولئك الشياطين لما فيه من الكفر والفسوق والعصيان حتى إذا آمن بالله ورسوله وتاب
والتزم طاعة الله ورسوله فارقته الشياطين وذهبت تلك الأحوال الشيطانية من الإخبار والتأثيرات وأنا أعرف من هؤلاء عددا كثيرا بالشام
ومصر والحجاز واليمن وأما الجزيرة والعراق وخراسان والروم ففيها من هذا الجنس أكثر مما بالشام وغيرها وبلاد الكفار من المشركين وأهل
الكتاب أعظم وإنما ظهرت هذه الأحوال الشيطانية التي أسبابها الكفر والفسوق والعصيان بحسب ظهور أسبابها فحيث قوي الإيمان والتوحيد ونور
الفرقان والإيمان وظهرت آثار الرسالة والنبوة ضعفت هذه الأحوال الشيطانية وأما الشخص الواحد الذي يجتمع فيه هذا وهذا الذي يكون فيه مادة
تمد الإيمان ومادة تمد النفاق فيكون فيه من هذا الحال وهذا الحال والمشركون الذين لم يدخلوا في الإسلام كالبخشية والطونية والبدي ونحو
ذلك من علماء المشركين وشيوخهم الذين يكونون للكفار من الترك والهند والخطا وغيرهم تكون الأحوال الشيطانية أكثر ويصعد أحدهم
في الهواء ويضرب الناس من أحدهم إذا خرج عن طريقتهم ولا يرون أحدا يضرب له ويطوف الإناء الذي يشربون منه ولا يرون من يحمله ويكون أحدهم

فی مکان من نزل منہم عندہ ضیفہ اتاہ بطعام مایکفیہم ویاتیہم الوان مختلفۃ وذالک من الشیاطین تاتیہ من تلک المدینۃ القریبۃ منہ او من غیرہا
وتاتی بہ وہذا الامور کثیرۃ عند من یکون مشرکا وناقص الایمان من الترک وغیرہم وعند التاتار من ہذا انواع کثیرۃ واما الداخلون فی الاسلام اذا لم
یحفظوا التوحید واتباع الرسول بل دعوا الشیوخ الغائبین واستغاثوا انلہم من الاحوال الشیطانیۃ نصیب بحسب مافیہم مما یرضی الشیطان و
من ہؤلاء قوم فیہم عبادۃ ودین مع نوع جہل یحمل احدہم فیوقف بعرفات مع الحجاج من غیر ان یحرم اذا حاذی المواقیت ولا یبیت بمزدلفۃ ولا
یطوف طواف الافاضۃ ویظن انہ حصل لہ بذلک عمل صالح وکرامۃ عظیمۃ من کرامات الاولیاء ولا یعلم ان ہذا من تلاعب الشیطان فان مثل
ذالک الحج لیس مشروعا ولا یجوز باتفاق علماء المسلمین ومن ظن ان ہذا عبادۃ وکرامۃ الاولیاء اللہ فہو ضال جاہل ولہذا لم یکن احد من الانبیاء
والصحابۃ لیفعل منہم مثل ذالک انہم اجل قدرا من ذالک قد جرت ہذہ القضیۃ لبعض من حمل ہؤلاء طائفۃ معہ من الاسکندریۃ الی عرفۃ فرای ملائکۃ
تنزل وتکتب اسماء الحجاج فقال کتبتمونی قالوا انت لم تحج کما حج الناس انت لم تتعب لم تحرم ولم یحصل لک من الحج الذی یثاب الناس
علیہا حصل للحجاج وکان بعض الشیوخ قد طلب منہ بعض ہؤلاء ان یحج معہم فی الہواء فقال لہم ہذا حج لا یسقط بہ الفرض عنکم لانکم لم تحجوا کما
امر اللہ ورسولہ انتہی محاصل سورۃ البقرۃ قال تعالی اعبدوا اللہ ولا تجعلوا للہ اندادا ومخ العبادۃ الدعاء غائبا فیصل لم تعبدون الملائکۃ فانہم لا یعلمون
الغیب لم تعبدون الجن فانہم اعداءکم افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی وہم لکم عدو بئس للظالمین بدلا ویا اہل الکتاب فی کتابکم نفی الشرک
ونفی عبادۃ الانداد ونفی الدعاء غائبا فقال اہل الکتاب فی اوراقنا الاستغاثۃ لغیر اللہ وادر ادنا منقولۃ من سلیمان علیہ السلام فاجیب ان ہذا
من الشیاطین وما انزل من السحر علی ہاروت وماروت ثم قیل ایہا المؤمنون لا تقولوا راعنا فی الصراح مراعاۃ نگاہ داشتن وبستر عانگہداشتن خواستن
فی المثل من استرعی الذئب فقد ظلم یہ رسم رکھنے اور ایسے لفظ کہنے جس سے بعد شرک پیدا ہو وے نہ کہنے چاہئیں قل لا اعلم الغیب حتی لا یعتقد
فیہ مثل اعتقاد النصاری فی المسیح علیہ السلام موسٰی علیہ السلام نے دعا کی کہ میری قبر ظاہر نہ رہے واسطے خوف شرک کے کذا فی الخازن کلوا مما ذکر
اسم اللہ ای خاصۃ منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ خاصۃ مالکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم اللہ خاصۃ یستکبرون عن عبادتی ای عن تخصیص عبادتی۔ ایسے مسئلے
نازل ہونے سے کفار کو خوشی نہیں آتی یہ نسخ رسم سابقہ کے ہیں ہم تو خود آیت اگر بھیجیں پھر نسخ کریں تو یہی دوسرا حکم مفید ہوتا ہے۔ اس رسم کا نسخ
کرنا تو ظاہر ہی کہ اچھا ہے الم تعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر لا غیرہ الم تعلم ان اللہ تعالیٰ ثابت لہ خاصۃ ملک السموات والارض وما لکم من دون اللہ
من ولی ولا نصیر فلا تقولوا راعنا ای ہم کو نگاہ رکھ وغیرہ مثل ایسے الفاظ اسے طرح موسٰی علیہ السلام کو سوال کے رسم رکھی گئی پھر غائبانہ ان کو پکارنا کفار نے
اسی رسم پر ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ غیروں کے پکارنے کی رسم رکھی قال تعالیٰ ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا وللہ المشرق
والمغرب خاصۃ اللہ تعالیٰ مالک مشرق مغرب ہی جہاں سے پکارو اس کو اس کے بیت کی طرف منہ کر کے وہیں وہ موجود ہے۔ ان اللہ واسع علیم
لا غیرہ احمق کہتے ہیں جنکو ہم پکارتے ہیں خدا کے ولد ہیں خدا نے ان کے سپرد کیا ہوا ہے یہ کہنا ان کا غلط ہے بلکہ کل ما فی السموات والارض
خاص اسی کا ہے سب خاص اسی کے حکم میں ہیں اے ہم آپ کی طرف ظاہر حق بات بھیجی ہی اگر کفار نہ مانیں تو تم سے یہ نہ پوچھیں گے کہ ان سے
کیوں نہ منوایا دوزخ میں کیوں جا رہی ہیں آپ کے ذمہ تبلیغ ہے جس کو ہم نے کر دیا ہے کتاب سابق عطا فرمائی ہی۔ حالانکہ انہوں نے
تحریف نہیں کی وہ تو آپکی بات مان لیں گے یہاں تک اثبات دعوی توحید کا ہے اب یا بنی اسرائیل الی قولہ واذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات

واذ جعلنا البیت الخ اثبات النبوۃ بہذا النبی   دعواہ اثباتا نقلیا من الجد الاعلی. قولہ تعالیٰ انی جاعلک للناس اماما ای یأتمون بک فی دینہم و
یحصلون النفع مال ومن ینتفع من اولادی قال لا ینال عہدی بالنفع لمن عاند الحاصل ابراہیم کا نفع معاندوں کو نہیں ہے تم معاند ہو گئے یاد کرو
کہ ابراہیم کو یہی کہا گیا تھا یاد کرو کہ اس بیت اللہ کو جائے رجوع خلق بنایا ابراہیم علیہ السلام کو اس جگہ نماز کا حکم دیا اور کہا کہ پاک رکھو انداد سے میرے
بیت کو یاد کرو کہ ابراہیم واسمٰعیل نے دعا مانگی کہ ہماری اولاد سے امت مسلمہ کر اور ان میں ان سے رسول مبعوث کر ومن یرغب عن ملۃ ابراہیم
الا من سفہ نفسہ ای خسر قال ابن عباس. یاد کرو اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین اسلام کا معنی یہ ہے کہ دل وجان وزبان سے ماننے کہ
موت وحیات ونفع ونقصان میرے کا مالک خاص اللہ تعالیٰ ہی عبادۃ بدنی وپکار وعبادات مالی خاص اسی کے کریں گی۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی
للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین قولہ تعالیٰ وقالوا کونوا ہودا او نصاریٰ قالت الیہود عزیر ابن اللہ وقالت النصاریٰ
المسیح ابن اللہ قل بل ملۃ ابراہیم حنیفا وما کان من المشرکین قولوا آمنا بما انزل علی موسیٰ وعیسیٰ لکنہما لم یقولا ما قلتم من الشرک قولہ تعالیٰ اینما تولوا فثم
وجہ اللہ فی جامع البیان لما نزلت ادعونی استجب لکم قالوا این ندعوہ فنزلت جہاں نظر کرو وہیں ذات اللہ کی اور رحمت اور قدرت موجود ہے
وہی وسیع علیم ہے. قولہ تعالیٰ ام کنتم شہداء رد علی الیہود حیث قالوا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم الست تعلم ان یعقوب یوم مات اوصی بنیہ بالیہودیۃ کذا فی جامع
البیان قولہ تعالیٰ سیقول السفہاء ما ولٰہم دفع شبہ ای ان قالوا ما ولکم فالجواب للہ المشرق والمغرب وجب علینا امتثال امرہ اما النکتۃ فی الابتلاء
قال تعالیٰ لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ فی جامع البیان ارتد کثیر من المسلمین عند تحویل القبلۃ ظنا منہم ان ہذا حیرۃ منہ صلی اللہ علیہ وسلم
قولہ تعالیٰ شہداء علی الناس فی سورۃ المائدۃ وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فی سورۃ الاحزاب انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا فی ترجمۃ شاہ صاحب
بمجاہم نے تم کو بتانے والا فی سورۃ المزمل رسولا شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا وفی حدیث الصحیحین فاقول کما قال العبد الصالح کنت علیہم
شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب فی الجلالین کنت علیہم شہیدا رقیبا امنعہم مما یقولون فی جامع البیان انا ارسلناک شاہدا بالوحدانیۃ
فی سورۃ المائدۃ انا انزلنا التوراۃ فیہا ہدی ونور یحکم بہا النبیون الذین اسلموا للذین ہادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ وکانوا
علیہ شہداء فی جامع البیان شہداء رقباء لئلا یبدل اوبانہ ففی قولہ تعالیٰ فی سورۃ البقرۃ لتکونوا شہداء علی الناس معناہ. تبانیوالی کما قال الشاہ صاحب
فی قبیل کتاب الرد علی الجہمیۃ یجاء بنوح علیہ السلام یوم القیامۃ فیقال لہ ہل بلغت فیقول بلغت یعنی نعم یا رب فیسئل امتہ ہل بلغکم فیقولون ما جاءنا من نذیر
فیقال من شہود فیقول محمد وامتہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیجاء بکم فتشہدون ثم قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکذلک جعلناکم امۃ وسطا
وہذا ای نسبۃ القراءۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحسب الروایۃ بالمعنی المفہوم اعنی ان المراد کان ثم قرأ الراوی استشہادا فزعم ان فاعل
قرأ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسند ہذا الحدیث اسحاق نا ابو اسامۃ قال الاعمش نا ابو صالح عن ابی سعید وفی البخاری فی کتاب الانبیاء منہ فیقول
النوح من یشہد فیقول محمد وامتہ فتشہدانہ قد بلغ وہو قولہ وکذلک جعلناکم وہذا من الراوی وفی العینی وباقی الحدیث عند غیرہم فیقولون کیف تشہدون
علینا یا امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نشہد ان اللہ تعالیٰ بعث الینا رسولا وانزل علیہ الکتاب فکان فیما انزل الینا خبرکم وسند ہذا الحدیث موسیٰ نا
عبد الواحد نا الاعمش عن ابی صالح عن ابی سعید وفی کتاب التفسیر فذالک قولہ وکذالک جعلناکم الخ وفی کتاب التفسیر فی البخاری قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تطلع الشمس من المغرب فاذا طلعت رآہ الناس آمنوا اجمعون وذالک حین لا ینفع نفسا ایمانہا ثم قرأ الآیۃ ای ان

ینظرون الا ان تاتیکم الملائکۃ او یاتی بعض آیات ربک یوم یاتی بعض آیات ربک لا ینفع نفسا ایمانہا الخ فی جامع البیان یوم یاتی آیات ربک التی تضطرہم الی الایمان فلیس المراد من الآیۃ طلوع الشمس وانما قرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استشہادا علی ان الایمان وقت الاضطرار لا ینفع و لیس الظاہر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسر بعض الآیات ربک بطلوع الشمس ووقع التغییر فیہ من بعض الرواۃ بحسب الروایۃ بالمعنی ای اتوا بعبارۃ اخری التی تودی معنا الذی فہموہ وقد سہوا فی فہم المعنی فی حم سورۃ فلم یک ینفعہم ایمانہم لما راوا باسنا وکذلک فی سورۃ الانعام الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شیء ثم الی ربہم یحشرون ای الناس قال ابن عباس موت البہائم حشرہا کذا فی جامع البیان اذا الوحوش حشرت لتقتص لبعضہا من بعض او ہیئت عن ابن عباس حشر کل شیء الموت سوی الجن والانس انتہی فبعض المفسرین ذہب الی حدیث ابی ہریرۃ وفیہ قصاص الجلحاء من ذی القرن قال بعضہم قال تعالی ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا فقصاص الجلحاء ذی القرن انما ہو مجاز عن الغالب والضعیف واللہ تعالی اعلم بالصواب وکذالک قولہ تعالی قد نری تقلب وجہک فی السماء بسبب خوف الناس وابتلائہم اعلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بانی اقلبک الی بیت اللہ وسیقول لک السفہاء ما ولٰہم وسیاق الآیۃ یدل علی ہذا فی اصطلاح تقلب الشیء ظہر البطن کالحیۃ تتقلب فی الرمضاء فافہم ولا تعجل قولہ انا للہ وانا الیہ راجعون متوجہون الیہ سورہ بقرہ میں پہلے تمہید تا یا ایہا الناس تک پھر بیان مقصود یعنی اعبد والیہ وحدہ ولا تجعلوا للہ اندادا پھر دفع شرک جو ملائک کو معبود بنانا یا جنوں کو پھر ترغیب اہل کتاب اور بیان کرنا کہ یہ کتاب مصدق ہے تمہاری کتاب کی تمہاری میں بھی نفی شرک و نفی دعا لغیر اللہ ہے کیونکہ سحر خود کفر ہے اور دعا غیر اللہ ہے۔ اس کو تم نے پکڑ لیا پھر دلیل نقلی بابراہیم علیہ السلام کے قصے کے ساتھ بیان فرمائی اور اثبات رسالت اس رسول کے پھر شبہ جو کعبہ کی طرف ہر آدمی کو ہوتا تھا دفع کیا کہ صفا مروہ پر بت ہیں وہ بت پرستوں کی پلیدی ہے مقام وہ کے طواف کرنے میں تو کچھ شرک نہیں بیشک الہ واحد ہے دلائل ظاہر ہیں پھر دلیل توحید کے بیان فرمانے کے بعد شرک فعلی کے نفی کی اور حصر غیر اللہ کی نفی کی فرمایا۔ کلوا مما فی الارض حلالا طیبا لا تجعلوا البحیرہ ولا سائبۃ ولا تحرموا اللحوم والاموال ولا تطلوا تواحل الاصنام عراۃ ولا تنذروا للاصنام پھر ذکر کیا اولا القصاص لیترکوا القتل ولیقووا بسبب الاتفاق ثم ذکر عدم اخذ المال ثم قال تعالی وذکر الصیام فی اثناء نہی اخذ المال فان فی الصوم تاثیر یمنع من الظلم المالی ثم ذکر الحج لیکون لہم قیاما فی المدارک فی تفسیر قولہ تعالی جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس فی سورۃ المائدۃ قال فی المدارک لو ترکوہ عاما لم ینظروا ولم یوخروا ثم قیل ومن الناس من یعجبک قولہ الی قولہ یہلک الحرث والنسل تحفیظا علی القتال وما بعدہ ایضا تحضیض علی القتال قولہ تعالی یا ایہا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ای السلم الاستسلام ای استسلموا للہ کافۃ لا یخرج احد منکم یدہ عن طاعتہ حال من الضمیر فی ادخلوا مدارک قولہ تعالی بغیا بینہم کتابوں میں بھی مسئلہ توحید ہے لیکن بعض پلید بسبب بغاوت کے مخالف ہو گئے پچھلے شبہ کیں پڑی لیکن یہ شبہ مندفع نہیں پھر ترغیب علی القتال چلی آئی وفہم من قولہ تعالی یسئلونک عن الشہر الحرام ان الشرک لیس شیء اہم من دفعہ حتی لا یبالی لدفع ذالک من قتل النفوس واما حصول منافع الدنیا مثل الخمر والمیسر فیجتنب اضرار وان لم یقع قتل وینفق فی الجہاد لدفع الشرک وقت الضرورۃ کل ما بقی من قدر الحاجۃ الضروریۃ واما بغیر دفع الشرک فلیس علیکم ان تعطوا ولو کان طفل یتیم نعم الاصلاح لہم ضروری ویجتنب من خلطا المشرکین بمعاملۃ النکاح والانکاح اولئک یدعون الی النار واما اذا لم تکن المخالطۃ مع المشرکین فیجوز ولو کانت امرأتہ ذات حیض نعم لا توطاء ثم قولہ تعالی ولا تجعلوا اللہ عرضۃ الی قولہ تعالی الم تر احکام انتظامیۃ متعلقات مویدات القتال ثم ذکر بعدہ القتال ثم بعدہ احکام البیع حتی لا تختلفوا ثم من قولہ تعالی آمن الرسول متعلق بالجہاد قولہ تعالی الم تر الی الملاء من بنی اسرائیل تثبیت من ہذا وعد النصر وتمثیل

وقولہ تعالیٰ فان امن بعضکم بعضا فلیؤد الذی اؤتمن امانتہ ولیعلم ان ما فی السموات والارض کلہا للہ ویعلم حالکم فیجازیکم قولہ تعالیٰ فیہ سکینۃ وبقیۃ مما ترک
آل موسیٰ یعنی برکات جو موجب سکینہ وہ اس صندوق میں ہیں قال تعالیٰ ھو الذی انزل السکینۃ فافہم من ھٰھنا۔ نوع اول بنی اسرائیل کو نعم و نقم
یاد دلائی۔ نوع ثانی پھر کہا گیا تم اول اس طرح چلی آئی ہو دیکھو طور اونچا کر کے عہد کرایا پھر بھی عمل نہ کیا گاؤ ذبح کرنی فرمائی گئے لیکن معبود ہم
عندہم وہ بھی تعلل کر کر کے چالیس برس سے پیچھے ذبح کی کذا فی المدارک میت زندہ کر کے دکھلایا پھر بھی قسوت رہ گئی نوع ثالث اچھا تمہاری شریعت میں
شرک نہ کرنا نماز پڑھنا وغیرہ احکام ہیں تم نے کیوں چھوڑ کر اپنے دینی الیوں کو قتل کیا۔ اس کو اپنے گھر سے نکالا حکم توریت کا ہی کیوں تم نے
چھوڑ دیا۔ نوع رابع عمل نہ کرنا بجا رخود بلکہ تمہاری لوگوں نے پیغمبروں اور مبلغین کو قتل کیا اور تکذیب کے ازان بیانات میں خبران غیبی بتلادینا
معجزہ ظاہر ہے تلک انباء الغیب نوحیہا الیک اور سب صادق ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین قولہ تعالیٰ ایاک نعبد الی ھٰذا ای تولوا۔ الم کانہ تمہید الی یا ایہا الناس و ذالک ہو
المدعا۔ واذ قال ربک ہذہ بغیر شرک قولہ ثم یقول للملائکۃ اھٰؤلاء ایاکم کانوا یعبدون وقولہ تعالیٰ فی سورۃ سبا قل ادعوا الذین زعمتم الی قولہ تعالیٰ
حتی اذا فزع عن قلوبہم الخ واذ قلنا للملائکۃ اسجدوا ارشدک الی التغیرہ قولہ افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی وہم لکم عدو قولہ تعالیٰ یا بنی
اسرائیل عود الی بنی اسرائیل وقولہ تعالیٰ واذ ابتلی اثبات النبوۃ مع اثبات الدعوی اعلم یا اخی انا اقول لک ان من فاتحۃ الکتاب الی سورت
الانعام اجمالہ ثمانی مضمون ومن سورۃ الانعام الی الکہف اجمالہ ثمانی مضمون ومن سورۃ الکہف الی سورۃ السباء اجمالہ ثمانی مضمون ومن
سورۃ السباء الی آخرہ مضمون ومعنی الحمد للہ کل حمد للہ لان اسماء اللتی یحمد علیہا ہی لہ خاصۃ والحصر بالنسبۃ الی ما ینسبونہ الی آلہتہم فہو الخالق البارئ
المصور لہ الاسماء الحسنی فالحمد للہ وہو اللہ الذی لا الہ الا ہو الملک القدوس السلام المؤمن المہیمن العزیز الجبار المتکبر فہو رب العالمین ما من دابۃ فی
الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم وہو اللہ الذی لا الہ الا ہو عالم الغیب والشہادۃ وہو الرحمن الرحیم۔ اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر انما
امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون۔ قل ہو الرحمن آمنا بہ۔ اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منہا وما ینزل
من السماء وما یعرج فیہا وہو الرحیم الغفور فہو الخالق والرب وہو الرحمن یعطی من یشاء وہو الرحیم لطیبہ ای بذاتہ المقدس فاجتمعت فی الفاتحۃ
المضامین الاربعۃ وجمعت فی بسم اللہ الرحمن الرحیم کان لفظ اللہ جمعت فیہ الالوہیۃ والربوبیۃ والمقصود من الحصر فی الحمد لہ ہو حصر العبادۃ اللتی اعظم شعبہا
الاستعانۃ فقیل بسم اللہ استعین لا بما اشرک بہا المشرکون فالفاتحۃ جامعۃ وام القرآن والبسملۃ فی الباء نقل عن علی ان الباء فی بسم اللہ جامع
کذا فی المکتوبات الربانی قدس سرہ واللہ اعلم بالصواب فشروع القرآن علی حصر الاستعانۃ والختم علی قل ہو اللہ احد قل اعوذ برب الناس
فالشروع بالاستعانۃ منہ والختم علیہا کذا ستۃ رب العالمین فی الاشجار الاتری الی حبۃ نبتت فالمبدأ والمنتہی الثمرۃ ہو الحبۃ وہذا یشیر کہ ان المبدأ
منہ والیہ المرجع والمصیر مالک یوم الدین امن یبدأ الخلق ثم یعیدہ قولہ ایاک نعبد العبادۃ فی اللغۃ بندگی یعنی یعتقد ان المتصرف فی ہو اللہ تعالیٰ
من الاحیاء والاماتۃ وشباہہا فہو عبادۃ اعتقادیۃ وکل فعل تعظیم نشأ من ہذہ الاعتقاد فہو عبادۃ عملیۃ وفعل التعظیم اذا لم ینشأ من ہذا الاعتقاد
فہو لیس عبادۃ لکن اللہ تعالیٰ ورسولہ بینا حرمتہ فہا ال التعظیم لغیر اللہ تعالیٰ معدودۃ ولو من غیر ہذا الاعتقاد کالسجدۃ والنذور والخلعت فی المختصر المعانی

العبادة تخصیص الخطاب بحضور والاستعانة فی المهمات فی الخازن لایستعمل العبادة الا لله قولوا اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم من الاعتقاد والاعمال والاحوال والاذواق فی الحدیث قسمت الصلوة بینی وبین عبدی یعنی الفاتحه صلوة فالمقصود من الصلوة الدعاء بعد الحمد له فاذا قام متوجها الی بیت ربه تعالی یذر الرحمة علی رأسه فاذا دعا وقال اهدنا عقائد المنعم علیهم واعمالهم واذواقهم فبعد الدعاء یرکع ویخر راکعا فهو خائض فی الرحمة و یقول سبحان ربی العظیم سبحان الله عما یصفون ادعوک ولا ادعوا احدا سواک ثم یخر ساجدا کاکما یضع الجبهة والوجه علی قدمی رب العالمین فیقول سبحان ربی الاعلی لا شریک له ؎

فمن الذی ادعوا واهتف باسمه ان کان فضلک من فقرک یمنع

حاشا لجودک ان تقنط عاصیا فالفضل اجزل والمواهب اوسع

فیجتهد فی الدعاء یقول سبحان ربی لا شریک لک فمن ادعوا سواک فمن ان یستجاب الدعاء هو الذی دعا به فی القیام ؎

از خدا غیر خدا را خواستن ظن افزونیست کلی کاستن

فاذا ختم الصلوة فلیصل علی النبی صلی الله علیه وسلم بعدد ما علم الله دائما سرمدا ابدا ثم یدعوا لنفسه ما بدا له و ذرور الرحمة والخوض فیه ووضع الوجه علی قدمی الرب هو مضمون حدیث مرفوع روی فی کنز الاعمال قوله ذالک الکتاب نبّه اولا علی ان الهدایة لمن یومن بالغیب ویقیم الصلوة وینفق واولئک اشارة الی کلا الفریقین فالفریقان علی هدی وفلاح کما فی سورة لقمان فیصیر صاحب الشراح وبیان له من الله ولمن یومن للصادقین الناقلین و من کفر ای ستر الحق جحودا کذا فی المدارک فهو الذی ختم علیه فمثله کمن ذهب نوره وبصره فلا ینفعه الذی استوقد نارا ومن الناس اذا لقوا المومنین یقولون آمنا واذا لقوا شیاطین قالوا انا معکم فمثله کمن کان فی ظلمات رعد وبرق مشی اذا اضاء له البرق والاقام الاخشی من غضب الله تعالی وختمه قوله اوکصیب من السماء او للتنویع قال فی الجمل قوله تعالی یا ایها الناس شروع فی المقصود ۔ واذ قال ربک وفی سورة الکهف واذ قلنا للملائکة اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربه افتتخذونه وذریته اولیاء من دونی وهم لکم عدو وفی الحجر رکوع ۲ واذ قال ربک للملائکة الخ فهذان ینفیان عبادة الجن وفی سورة ص. قل انما انا منذر وما من اله الا الله الی قوله تعالی اذ قال ربک للملائکة انی خالق بشرا من طین فهذا نفی عبادة الملائکة ۔

بسم الله الرحمن الرحیم ٥

سورۃ آل عمران مدنیة

اس سورت میں چھ جگہ توحید کے متعلق آیات بیان کی گئیں ہیں. اول اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ سے لے کر لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ تک لیکن اسکے درمیان میں اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ سے تخویف بیان کی گئی ہے ۔الٰہ کا معنی معبود ہی اور پوشیدہ شدن ہے اَلَهَ کا معنی عبد اور الٰہ کا معنی خالق نہیں ہی. اور دعا کا معنی عبادت نہیں ہے بلکہ حاصل معنی بیان کرتے ہیں اور لفظ عبادت کہدیتے ہیں یعنی دعا سے مراد پکارنا غائبانہ ہے ۔اور فَادْعُوا اللّٰهَ کا معنی عبادت والا حاصل معنی ہے ۔کیونکہ پکارنا مطلق تو منع نہیں ہی ۔اور دوسری شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِکَةُ سے لے کر هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ تک ہی. اور تیسرا قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ سے لے کر مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ تک ہے اور چوتھی اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی

ادم ونوحا سے لے کر واللہ سمیع علیم تک ہے۔ اور پانچویں للہ ما فی السموٰت والارض والی اللہ ترجع الامور ہے۔ اور چھٹی للہ ملک السموٰت الخ سے لے کر لاولی الالباب تک ہے۔ اور باقی ہر ایک مطلب اپنے اپنے مقام پر ذکر کیا جائے گا۔ اللہ لا الٰہ الا ھو سے لے کر کیف یشاء تک دلیل توحید کی بیان کی گئی ہے۔ اور درمیان میں ان الذین کفروا بایات اللہ لھم عذاب شدید واللہ عزیز ذوانتقام سے تخویف بیان کی گئی۔ حاصل دلیل توحید کا یہ ہے کہ نصاریٰ نجران کے رسول کے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا کہ عیسیٰ نائب اللہ کا ہے اور متصرف ہے تو رسول اللہ صلعم انکے مقابلے میں یہ آیات پیش کیں کہ آیا تم نہیں جانتے ہو کہ لڑکا وہ ہوتا ہے جو مشابہ ہو باپ کے انہوں نے تسلیم کر لیا۔ اور پھر رسول صلعم نے فرمایا کہ اللہ تو حی ہوتا ہے یعنی الحی الذی لا یموت تو انہوں نے اقرار کر لیا اور پھر کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام پر تو موت آوے گی۔ پھر کہا رسول صلعم نے کہ آیا رب ہمارا حافظ اور رازق ہر شئی کا نہیں ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ حافظ رازق اللہ ہے آیا عیسیٰ علیہ السلام میں یہ وصف پائی جاتی ہے انہوں نے کہا نہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پر کوئی چیز مخفی نہیں ہے اور صورتیں بناتا ہے کیا عیسیٰ بھی ایسا ہے۔ تو انہوں نے کہا نہیں یہ اوصاف عیسیٰ میں بعض نے مانا اور بعض نے انکار کیا بہت نصاریٰ نے ایمان قبول نہ کیا۔ اسی آیات ایک دفعہ نازل ہوئی ہے یہ قصہ خازن سے ماخوذ ہے۔ اور لن تنالوا البر تک نوے آیات ہیں۔ لہذا اس سے کچھ پہلے تک ایک دفعہ نازل ہوئیں اللہ لا الٰہ الا ھو یہ دعویٰ ہے یعنی سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور اس کے واسطے ادلہ ثلثہ ذکر کیے گئے عقلی نقلی اور وحی جیسا کہ قرآن شریف کے طریقے ہیں۔ اول میں دو دلیلیں عقلی بیان کیں یعنی اس اسلوکہ حی سے مراد حی کامل ہے۔ اے الحی الذی لا یموت اور حصر ہے اس جگہ معنی وہی الحی الذی لا یموت ہے اور ایسا عیسیٰ نہیں ہے۔ تاکہ معبود بن سکے۔ جیسا کہ نصاریٰ نجران نے بنایا ہوا تھا۔ دوسرا وہی قیوم ہے یعنی حافظ اور رازق ہے جیسا کہ اس کا معنی قول رسول اللہ صلعم سے معلوم ہوتا ہے قسیم علی کل شئی یحفظہ ویرزقہ (خازن) اور عیسیٰ نہیں ہے تاکہ معبود بن سکے۔ پس حاصل یہ ہوا کہ وہی الحی الذی لا یموت ہے۔ اور حافظ رازق ہے عیسیٰ نہیں ہے۔ بیت

یشھد اللہ للملک واھل العلم　　　انہ لا رب الا من یدوم

پھر دوسری دلیل وحی نزل علیک الکتاب بالحق سے بیان کی گئی کہ تو اپنے نفس سے یہ دعویٰ نہیں کہہ رہا بلکہ اللہ نے تیری طرف وحی کیا ہے۔ مصدقا لما بین یدیہ سے دلیل النقلی بیان کی گئی یعنی تورۃ و انجیل میں بھی یہی دعویٰ ذکر کیا گیا ہے اور انزل الفرقان علیحدہ جملہ ہے۔ کہ یہ ایسی کلام ہے جو کہ خود دال ہے کہ اللہ کی طرف سے ہے لکن اللہ یشھد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ (سورۃ نساء) قرآن فارق بین الحق والباطل خود ہی ہے۔ پھر دلیل عقلی بیان کی گئی کہ اللہ عالم ہر شئے کا ہے اور مصور فی الارحام وہی ہے تو معبود بھی وہ ہو گا عیسیٰ نہیں ہو سکتا۔ اور بعد بیان ادلہ کے لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم سے ثمرہ بمنزلہ نتیجہ کے بیان کیا گیا تاکہ تقریب تام ہو جائے یعنی ان ادلہ سے معلوم ہو گیا کہ معبود کوئی نہیں سوا اللہ کے۔ اور پھر اسکی دو علتیں بیان کی گئیں کہ غالب اور حکمت الا وہی ہے۔ قولہ ربنا لا تزغ الخ ربنا انک جامع کا عطف امنا بہ پر ہے۔ اور یقولون کے نیچے ہیں اور پھر ھو الذی سے لیکر ان اللہ لا یخلف المیعاد تک متعلق توحید کے کلام لائی گئی۔ اور غرض دفع شبہ کا ہے اور شبہ یہ پڑتا تھا کہ عیسیٰ معبود ہے کیونکہ لفظ ابن اللہ کا انجیل میں

ملتا ہے۔ اس سے وہم پڑتا تھا جواب دیا گیا کہ ایسے الفاظ متشابہات سے ہیں۔ اور ایسے الفاظ کا کوئی اصلی معنی معلوم ہو جائے
تو کیا کرو ورنہ اس کے درپے نہ ہوا کرو۔ ان کے درپئے وہ ہوتا ہے جن کے دل میں زیغ ہے۔ اور راسخ فی العلم کہتے ہیں اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ
رَبِّنَا یعنی ہم نے ان متشابہات کے ساتھ ایمان لایا ہے کہ جو کچھ ہے اللہ کی جانب سے ہے۔ اور حق ہے اور یہ بھی کہتے ہیں رَبَّنَا لَا تُزِغْ
قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا یعنی کہتے کہ اے اللہ ہدایت دیکھے ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کریں ساتھ آزمائش ان متشابہات کے اور
یہ بھی کہتے ہیں رَبَّنَا اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ کہ اے رب تو نے یہ متشابہات آزمائش کے لئے دنیا میں رکھ دئے ہیں کہ
جب لوگوں کو جمع کرے گا قیامت میں اور کہے گا کہ کس نے انکی تاویلیں کی ہیں اور کس نے نہیں کی۔ اسجگہ حاصل یہ ہوا کہ آیات توحید مع الدلائل
بیان کر کے عیسی علیہ السلام کے معبود ہونے کا شبہ رفع کیا گیا۔ اور دوسرا شبہ عیسی علیہ السلام کے متعلق معبود ہونے کا پڑتا تھا کہ اس کے
تعدمیں الفاظ موہمہ معبودیت کے آئے ہیں۔ جیسا کہ۔ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ
الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے۔
کیونکہ خالق ہونا اور محی ہونا اور عالم ہونا یہ سب اوصاف معبودیت کے ہیں۔ اس شبہ کا ذکر بعد میں اپنے مکان پر آئے گا واسطے مناسبت
ذکر شبہ کے بیان کیا گیا۔ کیونکہ دونوں شبہے موہم معبودیت عیسی کے تھے جیسا کہ لقمہ میں کرشمہ دکھاکر آواز نکلوایا۔ آزمائش کے واسطے۔ کوئی
معبود بننے کے لائق نہ تھا۔ کیونکہ ان کو رستہ بھی نہ دکھاتا تھا اور کلام بھی نہ کرسکتا تھا۔ جواب دوسرے شبہ کا یہ ہے کہ یہ تمام معجزات تھے
اس واسطے ہر ایک کے ساتھ لفظ بِاِذْنِ اللّٰهِ کہا گیا اور دوسرا خود بخود عیسی اپنے معبود ہونے کی نفی کر رہا ہے اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ
سے معلوم ہوتا ہے اور پھر اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے لے کر بِئْسَ الْمِهَادُ تک تخویف بیان کی گئی یعنی اے غیر کی عبادت کرنے والے۔ اب دعوی
مان لو وقت ہی۔ اللہ کے عذاب سے کوئی چیز تمکو نفع نہ دے گی۔ اور دنیا میں بھی مغلوب کئے جاؤ گے اور آخرت میں بھی عذاب دئے
جاؤ گے۔ اور درمیان میں كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ اے حالهم۔ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ سے دنیا کے عذاب کا ایک نمونہ بتلایا گیا۔ اور پھر قَدْ كَانَ
لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ سے لے کر لِاُولِي الْاَبْصَارِ تک متعلق سَتُغْلَبُوْنَ کے کلام لائی گئی یعنی ایک نمونہ بتلایا گیا واسطے مغلوب کرنے کے
یعنی دیکھو جنگ بدر کبری میں مسلمان کم تھے پھر کافروں کو مومن دگنے دکھائی دیتے تھے ملائکہ کے ملنے کی وجہ سے وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ
سے بیان کیا گیا کہ دیکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی ضرور مدد دیتا ہے جس کو چاہے حاصل یہ ہوا کہ ایک نمونہ عذاب دنیوی اور ایک نمونہ مغلوبیۃ
کا بتلایا گیا۔ اور مِنَ النِّسَاءِ سے بیان ہی الشہوات کا اور معنی شہوات کا المقتضیہ للطبیعۃ ہے اور قناطیر مقنطرۃ یعنی خزانے جمع کئے
ہوئے۔ اور وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ کا معنی گھوڑے نشاندار ہے اور پھر زُيِّنَ لِلنَّاسِ سے لے کر وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ تک دفع شبہ
کیا گیا۔ شبہ یہ کہ کافروں کے پاس مال بہت ہے تو اس کو رفع کیا گیا کہ دنیا پر غافل نہ ہونا چاہئے۔ اس کی علت ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
سے ذکر کی گئی یعنی یہ محض نفع گرفتنی ہے اس کی تائید لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ (آل عمران) وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ
وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ (حدید) قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ سے لے کر وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ تک ترغیب الی الآخرۃ بعد تزہید
من الدنیا کے اور بشارت بیان کی گئی کہ فرما دے اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں تم کو دنیا سے اچھی چیز بتلاؤں پھر اس کا بیان کیا گیا۔ لِلَّذِيْنَ

اتقوا عند ربھم جنّٰت اس جملہ سے معلوم ہو گیا کہ خیر سے مراد جنات ہیں (اس آیت کے معانی کی تحقیق) لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا خبر مقدم
اور جنات مبتدا مؤخر ہے۔ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ اَلَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ بدل ہے یا صفت ہے واسطے العباد کے اور الصابرین صفت ہے
الذین کی۔ بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بصیر ہے اچھی جزا دے گا اور شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا
الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ سے توحید کا بیان ہے اس میں دلائل ثلاثہ بیان ہیں کیونکہ شہادت الٰہیہ سے معلوم
ہوتا ہے دلیل وحی اور شہادت ملائکہ اور اولی العلم سے یعنی انبیاء سابقہ سے دلیل نقلی اور قائم بالقسط یعنی حال ہونے ہر ایک کے کہ قائم
بالانصاف ہیں اس سے دلیل عقلی بیان مراد ہے۔ اس آیت کے بعد مثل پہلے کی لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ثمرہ ملی الطیبین ذکر کیا گیا۔
حاصل یہ ہوا کہ دوبار آیتیں توحید کی بیان ہوئیں جو کہ مشتمل بر ادلۂ ثلثہ ہیں۔ اور ہر ایک کے آخر میں ثمرہ بیان کیا گیا اور دو شبہے دور کئے گئے
اور دو نمونے بتائے گئے اور پھر اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ سے لے کر وَاللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ تک دو امر ذکر کئے گئے ہیں۔ اول
یہ ہے کہ اس دعویٰ توحید والے میں کتب سابقہ میں تو کچھ خلاف نہیں ہے بلکہ تمام میں یہی دعویٰ ذکر کیا گیا ہے۔ اور اختلاف باغیوں نے
کیا ہے اور پھر فَاِنْ حَآجُّوْكَ سے دوسرا امر ذکر کیا گیا یعنی اگر وہ تیرے ساتھ اس مسئلے کے بارہ میں نزاع کریں تو جواب یہ دو کہ میں اور
میرے تابعدار تو ایک اللہ کو معبود سمجھتے ہیں اور اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ تم بھی مان لو تو اچھا ہے۔ ورنہ خداوند ہر ایک کو جان رہا ہے جزا دیگا
اور جواب اس طرح دینے کی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ خلاف اس کا کتابوں میں نکال دیں تو وہ قابل تسلیم نہیں ہے کیونکہ وہ باغیوں کا نکالا ہوا
ہے اور پھر اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ سے لے کر وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ تک تخویف بیان کی گئی کہ ان یہودوں نے نبیوں کو قتل کیا ہے خداوند
ان کو عذاب دے گا۔ اور پھر اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ سے لے کر وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ تک شکوہ یہود پر۔ یعنی ذرہ ان کی طرف دیکھو۔ کہ جس وقت
مقابلے میں بلائے جاتے ہیں کہ اپنی کتاب من اللہ لاؤ آیا اس میں بھی یہ دعویٰ لکھا ہوا ہے یا نہیں۔ تو پھر بھی نہیں آتے نہ آنے کی وجہ
یہ ہے کہ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ سے بیان کی گئی۔ اور پھر کہا گیا کہ دنیا میں تو نہیں آتے آیا آخرت میں کیا کریں گے۔ اور پھر قُلِ اللّٰهُمَّ
سے لے کر مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ تک تیسری دفعہ توحید بیان کی گئی۔ اَللّٰهُمَّ موصوف ہے اور باقی تمام اس کی صفتیں ہیں۔ اور
جملہ صفت معرفہ کی بن سکتا ہے جس وقت وہ جملہ ان مفرد موصوف میں بند ہوا اور مقصود بالنداء محذوف ہے یعنی اے اللہ مالک الملک
ایسا اللہ جو کہ جس کو چاہتا ہے اس کو بادشاہی دیتا ہے اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے۔ اور ایسا اللہ جو کہ عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے
غرض یہ ہے کہ ان اوصاف والے سے طلب کرو جو کچھ کہ طلب کرتے ہو۔ اور یہ ثمرہ ہے آیات سابقہ توحید کے واسطے۔ اور اس آیت کا
بیان سورۃ زمر میں بیان ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ اور پھر لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ تک تمام
زجریں ہیں۔ واسطے مومنوں کے اور یہ بیان کیا گیا کہ نصاریٰ نجران جب ایسے ہیں کہ مقابلہ کرتے ہیں اور مسئلہ کو نہیں مانتے۔ اور مقابلہ
پر بلائے جائیں کہ اپنی کتاب لاؤ اور مقابلہ کرو تو نہیں آتے تو اب اے مومنو تم ان سے قطع تعلق کرو ان کے ساتھ دوستی مت کرو۔
پہلے لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ سے لے کر وَاِلَی اللّٰهِ الْمَصِیْرُ تک کہا گیا کہ دوستی نہ پکڑو ان یہودیوں کے ساتھ اور جس نے پکڑی
تو اللہ کی طرف سے ان کو امداد نہ ہو گی اور اِنْ تُخْفُوْا مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ سے لے کر وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تک یہ تخویف بیان کی گئی

کہ اگر پوشیدہ دوستی رکھوگے یا ظاہر ہر طرح اللہ تعالیٰ جان رہا ہے اس کی علت یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
بیان کی گئی۔ ہر چیز کا عالم اور اس پر قادر ہے تو تمہاری پوشیدہ دوستی کو بھی جان لے گا۔ اور یَوْمَ تَجِدُ کُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ سے لیکر وَاللّٰہُ
رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ تک تخویف پہلے سے ترقی کے ساتھ ذکر کی گئی یعنی قیامت کے دن تمہارے بُرے اعمال اللہ تعالیٰ حاضر کرے گا
اور اس وقت ہر نفس خیال کرے گا مابین میرے اور اس دن کے مدت ہوتی تو بہت اچھا ہوتا۔ قولہ یوم ظرف متعلق تَوَدُّ فعل موخر کے
ہے۔ وَاَنْ لَّو مفعول بہ ہے تود کا بَیْنَہَا کی ضمیر راجع ہے طرف نفس کے اور بینہ کی ضمیر راجع ہے طرف یوم کے اور یا ضمیر مونث کا
مرجع نفس ہی اور مذکر کا مرجع مَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ ہے۔ اور بعض نے ماعملت من سوء تود میں ما کو شرطیہ بنایا ہے لیکن یہ ضعیف ہے کیونکہ
اس وقت تو تود مجزوم اولیٰ تھا کیونکہ عملت کا معنی بھی ماضی والا نہیں ہی جب شرط میں ماضی والا معنی نہ ہو تو جزا مضارع پر جزم ہونا اولیٰ
ہے اور پھر قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ تک تخویف علی سبیل الترقی کی گئی ہے۔ یعنی اگر محبت اللہ کی
رکھتے ہو تو خاص میری تابعداری کرو اور یہودوں کے ساتھ دوستی نہ پکڑو ورنہ پھر کافر ہو جاؤ گے۔ ان کی مثل۔ اس جگہ خاص حکم کفر کا لگایا
گیا جیسا کہ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْکٰفِرِیْنَ سے صاف ظاہر ہے حاصل یہ ہوا کہ اس جگہ پہلے دو آیتیں توحید کی جو کہ مشتمل بر ادلہ ثلاثہ ہیں
بیان کی گئیں اور دو شبہ زائل کئے گئے اور دو نمونے بتائے گئے اور یہودوں کا حال تبلایا گیا پھر ثمرہ نکال کر مومنوں کو کہا گیا کہ ان کے
ساتھ دوستی نہ پکڑو اور تین تخویفات بیان کی گئیں جو کہ ہر ایک لاحق سابق سے ترقی کے ساتھ ہے۔ اور پھر اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَنُوْحًا
وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّۃًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ چوتھی آیت توحید کی بیان کی گئی اب اس آیت
سے اور اس سے بعد میں جن جن پر شبہ معبودیت کا ہوتا تھا۔ اس کو مع الدلیل رفع کیا گیا۔ اور اصلی مقصود نصاریٰ نجران اور یہودوں پر رد ہے
کیونکہ انہوں نے معبود بنائے ہوئے تھے۔ بعض نے رسولوں وغیرہ کو اس سے شبہ معبودیت کا رفع کیا گیا۔ اس آیت سے پہلے بیان
کیا کہ بیشک پیارے بندے اللہ کے ہوتے ہیں جیسا کہ آدمؑ اور نوحؑ اور آل ابراہیم اور آل عمران لیکن معبود تو نہیں ہوتے اس کے واسطے
تین علتیں پہلے بیان کیں پہلی ذُرِّیَّۃًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ سے یعنی حال ہونے ان کے کہ ذریۃ ہیں۔ یا لاکن کانوا
ذریۃ اور مراد ذریۃ سے مخلوق ہے ذرء بمعنی خلق اگرچہ مقبول ہیں اللہ کے لیکن پھر بھی مخلوق ہیں معبود کس طرح بن سکتے ہیں۔ اور
دوسری بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ہے یعنی والد مولود ہیں معبود نہیں بن سکتے۔ اور تیسری وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔ اور سمیع بکل شی وعلیم بکل شی ہے
دوسرا اس کے سوا کس طرح معبود بن سکتا ہے اسے یہود۔ اور پھر ترقی کے ساتھ۔ باقی کا حال تبلایا۔ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ
لَکَ سے لے کر وَاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّکَفَّلَهَا زَکَرِیَّا تک شبہ مریم کے معبودیت کا رفع کیا گیا۔ کہ اب ذرہ دیکھو تو سہی مریم کس
طرح معبود بن سکتی ہے حالانکہ کتنی دعاؤں سے پیدا ہوئی ہے پھر وہ معبود کس طرح بن سکتے ہیں اور وہ پیدا بھی ہوئی اور اس
کو اللہ ہی نے زیادہ کیا۔ اور زکریاؑ اس کا کفیل بنا۔ اس کے بعد آپس میں انہوں قرعے ڈالے اور ذکریا علیہ السلام کا قرعہ نکلا۔ حاصل
یہ ہے کہ جو انتہاں دعاؤں سے پیدا ہوا اور اس کی پالنے کی ضرورت بھی ہو وہ کس طرح معبود بن سکتی ہے فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ
حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا کا معنی یہ ہے پس زیادہ کیا اور بڑھایا اللہ نے اور پھر کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَکَرِیَّا سے لے کر دَسْمِیْعُ

بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ تک شبہ زکریا سے معبود ہونے کا رفع کیا گیا۔ دو طریقے کے ساتھ ایک تو یہ کہ خود اللہ کی ذات کے آگے دعائیں کرتا رہا واسطے ولد کے اگر معبود ہوتا تو یہ کیوں کرتا معلوم ہوا کہ سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے اور پھر ملائکہ نے خوشخبری دی کہ تیری دعا منظور ہو گئی ہے اللہ تعالیٰ تم کو ولد مسمی یحییٰ عطا فرمائے گا۔ جو کہ مُصَدِّقًا بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ سے ہوگا اللہ والی بات کا یعنی وہ بات جو اللہ صاحب نے کتب سابقہ میں لکھدی تھی کہ میں ایک شخص پیدا کرونگا اور حصور بھی ہوگا یعنی ارادہ بھی گناہ کا نہ کرے گا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ علامت پیدا ہونے کی بتلائی گئی کہ تو تین دن لوگوں کے ساتھ کلام نہ کرسکے گا یعنی لڑکپن والی حالت میں تجھکو اور تیری عورت کو لے آئے گا۔ اور پھر ہر دو کو اعضا جوانوں والے اس کے حالت کے بعد عطا کرے گا جب پیدا ہونیکے واسطے اتنے امور ہوئے تو معبود کس طرح بن سکتا ہے۔ اور پھر وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰکِ سے لے کر مَعَ الرّٰکِعِیْنَ تک مریم کے متعلق کہا گیا کہ بیشک ان کو اللہ نے دنیا میں برگزیدہ کیا ہے لیکن پھر بھی معبود تو نہیں بن سکتی۔ کیونکہ اس کو خود امر ہوا کہ عبادت کرو۔ اور پھر ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ سے صداقت رسول صلعم کی ثابت ہوگئی۔ اور پھر وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ سے لے کر فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ تک عیسیٰ کے معبود ہونے کا شبہ کے متعلق کلام لائی گئی ہے پہلے۔ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرْیَمُ سے لے کر مِنَ الصّٰلِحِیْنَ تک پہلے تو بشارت دی گئی مریم کو عیسیٰ کے کلام کرنے کی مہد میں اور مریم کا حال بتلایا گیا۔ کہ پیدا ہونے سے پہلے اس نے کہا کہ مجھ سے کس طرح پیدا ہو سکتا ہے حالانکہ مجھکو کسی بشر نے مس نہیں کیا۔ تو حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کرسکتا ہے جو کچھ کرے پس جو کہ پیدا ہوئے وہ معبود کس طرح بن سکتا ہے اور پھر وَیُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ سے لیکر اَللّٰہُ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ تک پھر دوسری دلیل نفی معبودیت کی لائی گئی۔ اِنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ سے شبہ معبودیت کا پڑتا ہے۔ لیکن ہر ایک کے ساتھ باذن اللہ کہا گیا۔ اور دوسرا یہ تو معجزات تھے صداقت کے واسطے پھر خدا کس طرح بن سکتا ہے اور دوسری دلیل اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ سے بیان کی کہ تم اس کو اللہ بناتے ہو۔ حالانکہ وہ خود کہہ رہا ہے کہ معبود ایک ہی جو کہ میرا اور تمہارا رب ہے فَاعْبُدُوْہُ اسی ایک کی عبادت کرو اور یہ جاننا چاہیے یُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ وغیرہ سے یا تو معنی مضارع کا ہوگا جیسا کہ یُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ میں ہے تو معلوم ہوگیا کہ یہ سب بشارتیں عیسیٰ کے پیدا ہونے سے پہلے دی گئیں تھیں۔ تو اس وقت فَلَمَّآ اَحَسَّ مِنْھُمُ الْکُفْرَ سے پہلے (القصہ پیدا ہوگیا) محذوف ہوگا اور اگر یعلمہ الکتاب کا معنی ماضی استمراری والا کریں اور ماضی استمراری کی جگہ مضارع لایا گیا ہے اور معنی یہ ہو (سکھلانے لگ گیا اللہ اس کو کتاب اور حکمۃ) تو اس وقت یُعَلِّمُہُ الْکِتٰبَ سے پہلے (القصہ پیدا ہوگیا محذوف ہوگا۔ اور اب فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ سے پہلے نکالنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اور پھر فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ سے لے کر وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ تک دوسری دلیل دفع شبہ کے لئے بیان کی گئی۔ حاصل یہ ہے کہ جب عیسیٰ ان سے کفر معلوم کر گیا یعنی یہ معلوم کر لیا کہ میرے قتل کرنے پر تیار ہیں تو اس وقت کہا۔ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ تو حواریوں نے کہا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ۔ اور حواریوں کے حق میں بہت اقوال ہیں لیکن حق بات یہ ہے کہ بادشاہ تھے اور جنگ بھی عیسیٰ کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ کذا فی التفسیر الکبیر جلد اخیر۔ غرض یہ کہ تباؤ الٰہ ایسے ہوتے ہیں جو کہ خوف کی وجہ سے لوگوں سے مدد مانگتے ہیں اور پھر اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

سے کر وَاللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ تک دوسری دلیل واسطے دفع شبہ کے لائی گئی ہے یعنی اسرا اور معبود ہونے کی ایسی صفتیں ہوتی ہیں ذرا یا کرو یہ قصہ آیا پھر بھی عیسیٰ معبود بن سکتا ہے. جیسا کہ نصاریٰ نے خیال کر لیا ہے (تحقیق آیت) مولانا انور شاہ صاحب نے اپنے رسالہ عقیدۃ الاسلام فی حیوۃ عیسیٰ علیہ السلام میں لکھا ہے کہ متواتر احادیث آئی ہیں نزول عیسیٰ میں اور تواتر نقل کیا ہے حافظ ابن کثیر سے اور ذکر کیا ہے علامہ شوکانی نے تواتر مہدی منتظر میں اور دجال اور مسیح میں فی ص ۲۸ عند ابن کثیر حدیث مرفوع و موقوف قال رسول اللہ صلعم للیہود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ ۔ وفی ص ۸۶ اجماع علی ان جسد عیسیٰ رفع کذا فی البحر المحیط ۔ وفی ص ۱۰۱ الکار الصلیب اصلا من اکثر التواریخ السابقۃ اور صراحۃ عدم ممات کی یہ ایک حدیث آئی ہے ۔ وَاِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ میں تفسیر خازن والے نے وجوہ لکھے ہیں ایک تو تقدیم و تاخیر پھر چھ معنی بیان کئے ہیں ۔ایک متوفیک کا معنی قابضک ہے اور ممیتک نہیں ہے قول عرب سے توفیت الشئ واستوفیتہ اذا اخذتہ وقبضتہ تامًا ۔ لہذا حاصل یہ ہوا کہ دشمن عیسیٰ نے عیسیٰ کو نہ قتل کیا نہ ضرر دیا بلکہ اس کے پاس ہی نہ پہنچے (۲) مراد توفی سے نوم ہے جیسا کہ اللہ یَتَوَفَّی الۡاَنۡفُسَ حِیۡنَ مَوۡتِہَا وَالَّتِیۡ لَمۡ تَمُتۡ فِیۡ مَنَامِہَا (زمر) سے معلوم ہوتا ہے معنی یہ ہوگا کہ انی منیمک ورافعک لہذا نوم کو وفات کہا گیا ۔ یہ حاصل ہوگا کہ نوم کے وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو اٹھا لیا (۳) مراد توفی سے حقیقت موت ہے یہ معنی ابن عباس نے کہا ہے یعنی انی ممیتک ورافعک کا ہوگا ۔ پھر اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تین ساعات دن کے بعض کے نزدیک اور بعض کے نزدیک سات ساعات دن کے فوت کیا ہے عیسیٰ کو اور پھر زندہ کر کے اٹھا لیا، اور رافعک میں واو مطلق جمع کیواسطے ہوتی ہے جیسا کہ کتب اصول سے معلوم ہوتا ہے معنی یہ ہوگا کہ پہلے اللہ نے ان کو اٹھا لیا ہے اور پھر فوت کرے گا (۵) انی متوفیک عن شہواتک ورافعک الیّ مراد ہے (۶) انی متوفیک تامًا ای بجسدہ لا کما زعم النصاریٰ ۔ انہ تعالیٰ رفع روحہ یعنی توفی کا اخذ الشئ وافیًا ہوگا ۔ اور وجہ یہ ہوگی کہ جب لوگوں کے دل میں یہ شبہ پڑ گیا کہ اللہ نے عیسیٰ کو مع الجسد نہیں اٹھایا بلکہ صرف روح اٹھایا ہے تو ان کے شبہے دور کرنے کے لئے یہ آیت لائی گئی ہے اور دوسرا طریقہ تقدیم و تاخیر والا ہے ۔ یعنی اصل رافعک ومطہرک پہلے ہیں اور بعد میں متوفیک ہے یعنی متوفیک بعد انزالک الی الدنیا ۔ اور بعض نے نزول عیسیٰ کے واسطے یکلم الناس فی المہد وکہلا دلیل لائی ہے ۔ کیونکہ کل عمر ان کی ۳۳ سال تھی اور تین سال انہوں نے پیغمبری کی اور کہلا یعنی کہولت تب صحیح ہو سکتی ہے اگر پھر نزول ہو ۔ تمام کا حاصل یہ ہے کہ صحاح کی ہر ایک کتاب میں نزول عیسیٰ کے بارے میں احادیث بہت نقل کئے گئے ہیں ۔ شاہ صاحب کی تقریر سے معلوم ہوا کہ نزول عیسیٰ کا ضرور ہوگا ۔ اور باقی معنی متوفیک کا ممیتک یقینی نہیں ہے ۔ بہر حال نزول کے متعلق تواتر ہے اور لفظ بھی صاف عیسیٰ کا آتا ہے ہر حدیث میں ۔ اور مثل عیسیٰ کے حدیث میں نہیں آیا تاکہ مرزائیوں کے لئے دلیل بنے کیوں کہ وہ کہتے ہیں کہ احادیث میں مثل عیسیٰ مراد ہے ۔ باقی تصلیب کے متعلق بھی تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نہیں ہوئے ۔ خازن والے نے نقل کیا ہے کہ تصلیب ہوئی ہے ۔ لیکن حق یہ ہے کہ تصلیب وغیرہ بالکل نہیں ہوئی ۔ اور وَمَا قَتَلُوۡہُ وَمَا صَلَبُوۡہُ وَلٰکِنۡ شُبِّہَ لَہُمۡ کا معنی یہ نہیں کہ صلیب پر عیسیٰ جیسا ایک شخص کو چڑھایا گیا ۔ اور قتل کیا گیا ۔ جیسا کہ خازن والے نے نقل کیا ہے بلکہ معنی یہ ہوگا کہ صلیب وغیرہ نہیں ہوا بلکہ پچھلے لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی ہے ۔ کذبًا اور ان کو شبہ پڑ گیا کہ شاید عیسیٰ مصلوب ہوا ہے ۔ وَمُطَہِّرُکَ مِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا کا معنی یہ ہے کہ چھڑاتا ہوں میں تجھ کو کافروں سے اور اِذۡ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیۡسٰی سے لیکر فِیۡمَا کُنۡتُمۡ فِیۡہِ

تَخْتَلِفُوْنَ تک دفع شبہ معبودیت کی دلیل بیان کی گئی۔ پھر اس کے بعد فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے لے کر وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ تک بشارت واسطے مومنوں کے جو کہ عیسیٰ کو معبود نہیں بناتے۔ اور تخویف اخروی واسطے کفار کے بیان کی گئی ہے اور ذٰلِکَ نَتْلُوْہُ عَلَیْکَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ ثابت کیا کہ آپ سچے رسول ہیں جو فیصح خبریں بیان کر رہے ہیں۔ پھر اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ سے لے کر فَلَا تَکُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ تک دفع معبودیت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق دلیل لائی گئی ہے۔ کہ عیسیٰ کا بلا والد پیدا ہونا تم نے عجیب معاملہ دیکھ لیا ہے یہ تعجب کی بات نہیں ہے اور نہ موہم معبودیت کی ہے۔ کیونکہ آدم کو تو سوا والد اور والدہ کے پیدا کیا گیا ہے۔ اور عیسیٰ کو ماں سے پیدا کیا یہ امر کوئی محال نہیں تاکہ تعجب ہو اور فَمَنْ حَآجَّکَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الْعِلْمِ سے لیکر فَاِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌۢ بِالْمُفْسِدِیْنَ تک ثمرہ دلائل دفعیہ شبہ کا نکالا گیا۔ یعنی اتنے بیانات سے بھی جو نہ مانے اور علم یقینی بھی اس کو آجاوے حق کے ساتھ پھر یہ بات ہے کہ ان کو بلاؤ مباہلہ کی طرف یعنی آؤ جمع ہو کر ہم عاجزی کریں گے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور کہیں کہ یا الٰہی کاذب کو ہلاک کر اگر وہ نہ آویں تو اللہ تعالیٰ ان کو جان رہا ہے ان کو پوری جزا دے گا۔ اور دو بیان ہیں۔ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اللّٰہُ وَاِنَّ اللّٰہَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ جملہ معترضہ بیان کیا گیا واسطے نفی کرنے شرک فی العبادت کے اور نَبْتَہِلْ کا معنی عاجزی ہے اور پھر قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ سے لے کر وَاشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ تک پہلے مضمون کے متعلق بیان کیا گیا یعنی مباہلہ کے متعلق کلام ہے۔ حاصل یہ کہ ان کو کہو کہ آؤ یہ دعویٰ مان لو کہ کوئی لائق عبادت کے سوا خدا کے نہیں ہے۔ اگر اس سے اعراض کرو تو یہ بات مان لو کہ ہم مسلم ہیں اور تم مسلم نہیں ہو۔ اس جگہ کا حاصل یہ ہوا کہ پہلے دلیل توحید کی بیان کر کے جو مشتمل بر اولہ ثلاثہ تھی۔ پھر دفع شبہ کہ جن الفاظ سے پڑتا تھا کیا گیا۔ پھر دو نمونہ تخویف میں ذکر کئے گئے پھر بشارت ذکر کر کے دوسری آیت توحید کی بیان کی جو کہ مشتمل بر ادلہ ثلاثہ تھی۔ پھر کہا گیا کہ یہ مسئلہ کتب سابقہ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ خلاف اس کا باغیوں نے نکالا ہے۔ ان یہودوں کو اگر کہو کہ اپنی کتاب لاؤ اور مقابلہ کر پھر بھی نہیں آتے۔ پھر دلیل بیان کر کے مومنوں کو کہا گیا کہ یہود جب ایسے ہیں تو ان کے ساتھ دوستی نہ پکڑو اور جو پکڑے گا وہ بھی کافر ہوگا۔ اور جنہوں پر شبہ معبودیت کا پڑتا تھا وہ بھی رفع کیا گیا اور چونکہ عیسیٰ کو معبود بناتے تھے لہٰذا اس کے متعلق بیان زیادہ کیا گیا۔ پھر یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ تک شکوہ بیان کیا گیا ہے واسطے نصاریٰ نجران اور یہود کے۔ اول شکوہ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ الخ سے لے کر وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ تک ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ نزاع کرتے تھے ہر ایک کہتا تھا کہ ابراہیم ہمارے دین پر تھا۔ ان کا شکوہ بیان کیا گیا کہ اے احمقو اس میں کیوں جھگڑتے ہو۔ حالانکہ توراۃ اور انجیل اس کے بعد نازل ہوئی ہیں تم میں سے کسی کے دین پر نہ تھا بلکہ پکا مسلمان تھا۔ ایک اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ اس کا نزدیک تریں وہ ہوگا جو کہ ایک اللہ کی عبادت کرے گا۔ ایک اللہ کی عبادت کرنے والے ہم ہیں تم نہیں ہو۔ شکوہ دوم۔ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ سے لے کر وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ تک یہ بیان کیا گیا کہ یہود اور نصاریٰ کی خواہش یہ ہے کہ تم کو گمراہ کریں۔ حالانکہ تم کو گمراہ نہیں کر سکتے۔ الٹا اس کا نقصان ان پر پڑتا ہے اور جو اوصاف نبی صاحب کے ان کی کتابوں میں ہیں ان کو پوشیدہ کرتے ہیں اور مختر عہ کلام اپنے نفس سے بنا کر ایسے پڑھتے ہیں کہ معلوم نہیں ہوتا کہ قرآن کی کلام ہے یا نہیں اس غرض سے تاکہ مومنوں کو گمراہ کریں۔ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَکُمْ

مفعول لاتؤمنوا کا محذوف ہے اسے لَا تُؤْمِنُوا النبوة اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ اور اَنْ يُّؤْتٰى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اور يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ
رَبِّكُمْ اصل میں لِأَنْ يُّؤْتٰى تھا۔ اب اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ پہلے ان کے محذوف ہی معنی یہ ہے ادبرتم ذالک کراھۃ ان یعتقدان احدا
یوتی مثل ما اوتیتم او ان احدا یحاجکم۔ والاولی ان یقال ان قوله لا تؤمنوا مقولة اهل الكتاب وقوله تعالى قل ان
الھدٰی جملۃ واقعۃ بین کلامہم وان یوتی بحذف ہمزۃ الانکار مقولۃ الیہود (۳) شکوئی ثالث قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
سے لے کر وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ تک ہی حاصل یہ ہے کہ نصاری نجران کہتے ہیں آپس میں کہ تم صبح جا کر قرآن کے ساتھ ایمان لایا
کرو اور آخر دن میں کفر کیا کرو۔ تاکہ مومن بھی بد اعتقاد ہو جائیں اور گمراہ ہو جائیں۔ اور تم کبھی یقین نہ کرنا۔ اعطار نبوت کا مگر جو تمہارے
دین پر ہے۔ اور قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ سے ان کو جواب دیا گیا کہ نبوت اللہ کی ہدایت ہے یہ نہیں کہ ہمیشہ تم میں سے نبی ہو یہ فضل
اللہ کا ہے جس کو چاہے عطا کرے (۴) شکوہ رابع۔ وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ تک ہی حاصل یہ ہے کہ یہود اور نصاری دو قسم ہیں ایک تو ایسے ہیں کہ اگر خزانے کے امین بنائے جائیں تو نقصان
ہرگز نہیں کرتے۔ اور انہوں نے رسول صلعم کو مان لیا ہے اور بعض ایسے ہیں کہ اگر تھوڑا سا مال بھی ان کو دیا جائے بالکل کسی حیلہ سے واپس
نہیں دیتے۔ اور کہتے ہیں کہ مومنوں یعنی امیوں کا ہم پر کچھ حق نہیں۔ اور پھر بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ سے بیان کیا کہ جس طرح انہوں نے
سمجھا تھا اس طرح تو نہیں ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ جو کوئی وعدہ وفا کرے اور اللہ سے ڈرے ایک اسی کی عبادت کرے اللہ اس کو محب
جانتا ہے۔ اور پھر اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ سے لے کر وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ تک تخویف اخروی بیان کی کہ آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہ ہوگا۔ ان
کے ساتھ اللہ کلام نہ کرے گا۔ اور عذاب الیم ان کو دے گا۔ اور وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ سے لے کر وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ
تک پھر شکوی بیان کیا کہ پڑھنے میں کعنا یعنی یہود اور نصاری زبان کو پیچ دیتے ہیں اور اپنے نفس سے کلام بنا کر ایسے طرز سے پڑھتے
ہیں تاکہ دوسرا معلوم نہ کر سکے آیا یہ کلام کتب آلہیہ کی ہے یا نہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ کلام بھی من عند اللہ ہے۔ اور کذب کہتے ہیں وہ لوگ
توراۃ پڑھتے تھے اور مسائل اعتقادات خود کاشتہ درج کرتے تھے تاکہ سننے والا معلوم کرے کہ یہ مسئلہ توریۃ کا ہے۔ پھر مَا كَانَ لِبَشَرٍ
اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ سے لے کر اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ تک رفع شبہ یہود اور نصاری کا کیا۔ یہ بھی شکوہ ہے ان کا کہ وہ ایسے بے خیال کرتے
ہیں اور کہتے ہیں کہ عیسیٰ خود کہہ گیا ہے کہ میری عبادت کرو تو اس شبہ کا جواب دیا گیا کہ دو امور ایک شخص میں جمع نہیں ہو سکتے ایک تو یہ
کہ انسان ہو اور اس کو اللہ نے کتاب اور نبوت دی ہو اور دوسرا یہ کہ وہ لوگوں کو کہے کہ میری عبادت کرو۔ اور امر کرے کہ پکڑو تم ملائکہ اور نبیوں
کو رب۔ وجہ اس کی آخر میں اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ سے ذکر کی گئی کہ نبی ہو کر کس طرح امر کرتا ہے کفر کے ساتھ اور
پھر وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ سے لے کر فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ تک ترغیب دی گئی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو مان لو اور عبادت عیسیٰ
کی چھوڑ دو۔ حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے بھیجے رسولوں کے تمام انبیاء سے وعدہ لیا تھا کہ تم ایک دوسرے کی تصدیق کرنی ہوگی
اگر ایک دوسرے کے ساتھ باعتبار زمانے کے مجتمع ہو جاؤ تو سابق لاحق کے ساتھ ضرور ایمان لائے اگر اس سے پہلے فوت ہو جائے
تو اپنی قوم کو کہہ جاوے کہ جو نبی میرے بعد آجاوے اس کی تصدیق کرنی تم پر لازم ہوگی۔ اور جو اعراض کرے گا وہ کافر فاسق ہوگا ما دام

بات کا تم نے اقرار کیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ کے ساتھ اور عیسیٰ محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایمان لانے کا امر کر گیا تھا۔ اور اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَلَہٗ اَسْلَمَ سے لے کر وَاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ تک وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ کے متعلق کلام لائی گئی۔ حاصل یہ ہے کہ انبیاء سے وعدہ لیا گیا تھا اور اقرار بھی ہو چکا تھا کہ اپنی اپنی قوم کو کہیں گے کہ ہمارے مرنے کے بعد جو نبی آوے اس کے ساتھ ایمان لانا۔ اب حضرت محمد رسول اللہ صلعم آئے ہیں اور تم سوا دین اللہ کے پسند کرتے ہو یعنی غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو حالانکہ سب مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ منقاد ہیں اللہ تعالیٰ کے اور پھر قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ سے لے کر وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ تک اپنا عقیدہ بیان کر کے ان کو تخویف دی۔ غرض تم نبی کے ساتھ ایمان لائے کسی کی استیاز نہیں کرتے جس طرح تم کرتے ہو اور دین اللہ کا تو یہ ہے جو کہ اس کے سوا چلے گا وہ آخرت میں نقصان والا ہوگا۔ کَیْفَ یَھْدِی اللّٰہُ قَوْمًا کَفَرُوْا سے لے کر فَاِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک شکوی بیان کر کے تخویف بیان کی ہی شکوی یہ کہ پہلے انہوں نے ایمان لایا تھا جیسا کہ کَانُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے معلوم ہوتا ہے اور گواہی بھی انہوں دی تھی کہ محمد رسول اللہ حق ہے۔ اور بینات بھی آگئے اور پھر کافر ہو گئے ان کو اللہ تعالیٰ کس طرح ہدایت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ تو ظالم ہیں کہ حد سے بڑھتے ہیں ظالمین کو اللہ کی ذات ہدایت نہیں کرتی۔ اور اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ سے تخویف بیان کی گئی ہے۔ اس آیت میں کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ شَھِدُوْا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ کی ترکیب یہ ہے کہ شہدوا بتقدیر قد حال ہے اور تقدیر الکلام بعد ان اٰمنوا وشہدوا۔ اور پھر اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ سے لیکر وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ تک بھی تخویف بیان ہے۔ اور لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ تک ترغیب الی الاسلام دی گئی ہے۔ یعنی مِمَّا تُحِبُّوْنَ کو خرچ کرو یعنی ریاست کو چھوڑ دو اور ایمان محمد رسول اللہ کے ساتھ لاؤ۔ اس جگہ تک توحید کے متعلق بیان آیا اس کے متعلق جو شبہے تھے انکو رفع کیا گیا۔ اب جو شبہے عدم صداقت رسول اللہ صلعم کے تھے ان کو رفع کیا گیا کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ سے لے کر وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ تک اول شبہ کا جواب ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ اعتراض کرتے تھے کہ اونٹ وغیرہ کا کھانا ابراہیم کے مذہب میں جائز نہ تھا حالانکہ تم کھاتے ہو معلوم ہوا کہ تم ابراہیم کے دین پر نہیں ہو۔ تو جواب دیا گیا کہ تمہاری بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ کل طعام حلال تھے بنی اسرائیل پر۔ ہاں اسرائیل یعنی یعقوب علیہ السلام نے اونٹ کا کھانا خاص اپنے لئے حرام کیا تھا بوجہ نذر ماننے کے۔ اور یہ تمام امور توراۃ سے پہلے ہوئے ہیں۔ اور ابراہیم علیہ السلام بھی پہلے نزول توراۃ کے ہوئے ہیں اس کا تم کو کیا علم ہے۔ اور نذر ماننا یعقوب کا بھی پہلے نزول توراۃ و انجیل کے ہوا تھا اور نذر پہلے دین میں جائز تھی اس واسطے انہوں یہ نذر کی۔ اے یہود یہ محض بہتان ہے۔ ابراہیم پر کہیں کہ ان کے دین میں کھانا ان کا جائز تھا۔ اور تم پر اے یہود بعض اشیاء حرام کئے گئے ہیں تمہاری سزا کیواسطے۔ اور یہ تمہارا محض کذب ہے۔ ابراہیم تو مشرک نہ تھا۔ جیسا کہ تم ہو ہاں بیشک تم پر حرام کی گئی ہیں بعض اشیاء جزا کیواسطے جیسا کہ سورۃ انعام سے معلوم ہوتا ہے وَعَلَی الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَیْھِمْ کُلَّ ذِیْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا شُحُوْمَھُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُھُوْرُھُمَآ اَوِ الْحَوَایَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذٰلِکَ جَزَیْنٰھُمْ بِبَغْیِھِمْ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ اگر تم صادق ہو تو لیے کتاب توراۃ لاؤ۔ اس میں یہ مسئلہ دیکھ لو اور پھر اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ سے لے کر عَلٰی مَا تَعْمَلُوْنَ تک دوسرے شبہ کا جواب دیا گیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہود نے اعتراض کیا قِبْلَتُنَا قَبْلَ قِبْلَتِکُمْ یعنی بیت المقدس کعبہ شریف سے پہلے کا

ہمارا قبلہ تمہارے قبلہ سے بہتر ہے۔ تو جواب دیا گیا کہ بیت المقدس کو سلیمانؑ نے ظاہر کیا ہے اور مکے کو ابراہیمؑ نے اور ابراہیم سلیمان سے پہلے ہوئے ہیں۔ باقی اس میں نزاع ہے کہ آیا بیت المقدس کو سلیمان نے ظاہر کیا ہے یا کہ ابتداءً انہوں نے بنایا ہے۔ اور اسی طرح مکے میں بھی نزاع ہے کہ ابراہیم نے ظاہر کیا ہے یا کہ آگے سے بنایا ہوا تھا اور باقی اس آیت میں مکے کی فضیلیں ہیں جو کہ بیت المقدس میں موجود نہیں ہیں۔ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ سے لے کر وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی کہ جب شبہے تمہارے زائل کئے گئے سب بیجا ہیں۔ لہذا آؤ ایمان لے آؤ۔ کیوں کفر کر رہے ہو اور لوگوں کو رستہ حق سے کیوں ہٹاتے ہو۔ اور رستہ حق میں کیوں شبہے ڈالتے ہو۔ قولہ عِوَجًا حال ہے اور معنی یہ کہ تم شبہے ڈھونڈتے ہو اور بعض آیات میں تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا آیا ہے۔ پھر یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ تک دو خطاب مومنوں کیواسطے کئے گئے ہیں تنبیہ کی گئی ہے اور یہ بھی متعلق تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا کے ساتھ یعنی یہود راستے حق میں جو کوئی مومن انکے شبہات کی طرف گیا تو وہ ان کو کافر کر دینگے۔ بلکہ مومنوں کے واسطے اعتصام بکتاب ضروری ہے اور شبہات کی طرف توجہ نہ کریں اور دوسرے خطاب میں ترقی کر کے کہا کہ پوری طرح اللہ سے ڈرو۔ یعنی اسی دین پر قائم رہو اور مرنے تک اسلام پر رہو یہود و نصاریٰ کی باتوں کی طرف توجہ نہ کرو۔ حاصل یہ ہے کہ اس تمام سورت سابقہ میں پہلے تو توحید کے متعلق بیان کیا اور شبہات اہل کی اور درمیان میں یہود و نصاریٰ سے قطع تعلق کا حکم دیا گیا۔ اور آخر میں ان پر شکوہ کیا گیا۔ اور پھر كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا سے صداقت رسول صلعم پر جو شبہ کرتے تھے ان کو رفع کیا گیا۔ اور مومنوں کو حکم کیا گیا تم اپنے دین پر قائم رہو اور ان کے پھندے میں نہ آؤ خلاصہ یہ ہوا کہ نفی معبودیت غیر اللہ کا بیان اور صداقت رسول اللہ صلعم کا بیان اس جگہ تک آیا جو حاصل دونوں سے توحید ہے۔ اور وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ سے لے کر ترغیب علی الجہاد بیان کی گئی یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک یہ مبدء جہاد ہے یعنی ان تین رکوعوں میں ترغیب علی القتال کا بیان ہے اور رکوع ثالث میں ایک نمونہ بتلایا گیا جب ترغیب علی القتال کا مضمون شروع کیا گیا۔ لہذا اس جگہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا سے لے کر وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ تین امور ذکر کئے گئے واسطے تیار کرنے جہاد کے اول تو انعام بتلائے گئے یعنی دیکھو پہلے تم آپس میں قتال کرتے رہتے تھے پھر دین اسلام کے سبب سے اللہ تم کو آپس میں بھائی بنا دیا اور نہایت شرک کے قید اور پھندے میں آئے ہوئے تھے جو کہ موجب آگ کے تھے۔ اللہ تم کو اس سے خلاص کر کے ایمان کی طرف لے آیا۔ غرض انعام بتلانے سے تثبیت ہی یعنی اپنے دین پر ثابت رہو اور دوسرا حکم یہ کیا کہ تم ایسے کام نہ کرو جنکے وجہ سے درمیان تمہارے تفرقہ آجائے۔ کیونکہ اگر تم آپس میں نفاق نہ کروگے تو ان یہودوں کے ساتھ لڑائی نہ کر سکوگے ہاں یہ کام یعنی تفرق کرنا اور نئی نئی شاخیں نکال لینا ان یہودوں کا کام ہے۔ اس جگہ یہودوں کے واسطے تخویف بیان کی گئی ہے۔ تیسرا امر وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ یَّدْعُوْنَ سے بیان کیا گیا کہ تم میں جو رسم یہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے ہو یہ اچھی رسم ہے اس کو مضبوط رکھنا اور اس کا یہ معنی نہیں کہ اب یہ رسم پیدا کرو۔ کیونکہ یہ رسم ان میں آگے موجود تھی بقرینہ كُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ کے۔ وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے دلیل توحید بیان کی صاحب مدارک نے کہا ہے کہ اس آیت سے غرض تشجیع ہے۔ اور ربط اس کا لَنْ یَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى کے ساتھ لگایا ہے یعنی سب کچھ میرے ہاتھوں میں ہے۔ ان کفار سے مت ڈرو تم کو کچھ ضرر نہ دے سکیں گے۔ حاصل یہ کہ

اُس نے اس کا ربط ما بعد کے ساتھ لگایا ہے اور کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ میں لِلنَّاسِ متعلق خیر کے ساتھ ہے اور تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
علیحدہ ہے۔ اور تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ کے بعد فَلْتَكُوْنُوْا عَلٰى ذٰلِكَ محذوف ہے یعنی اس امر پر قائم رہو۔ اور لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر
وَكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ تک ترغیب علی القتال بیان کی پہلے کہا کہ دُرومت کہ سب کچھ میرے ہاتھ میں ہے۔ اور تم نے جو رسم نکالی ہوئی ہے اسی
پر قائم رہو یعنی تم اچھا گروہ ہو واسطے لوگوں کے اور اس کی علت تَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ سے بیان کی گئی
ہے یعنی تم اسی واسطے اچھے ہو کہ لوگوں کو امر بالمعروف کہتے ہو اور نہی عن المنکر کرتے ہو۔ اور درمیان میں لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى سے
جواب سوال کا دیا گیا کہ اگر ہم امر بالمعروف کریں تو گالیاں نکالتے ہیں جواب دیا کہ گالیاں نکالیں گے قتال نہ کر سکیں گے اور گالیاں
نکالنے میں تم کو کچھ ضرر نہ دے سکیں گے۔ اگر وہ قتال پر آمادہ ہو بھی جائیں تو پشت دینگے ان کو شکست ہوگی۔ اور علت بیان کی ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ
الذِّلَّةُ سے یعنی ان کو لازم کردی ذلت اور خواری۔ اور بادشاہی بھی ان کو نہ ملے گی اگرچہ دنیا وغیرہ ان کی ہوگی۔ پھر خواری لازم کرنے کی علت
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا سے بیان کی گئی یعنی یہ کفر کرتے تھے اور نبیوں کو قتل کرتے تھے۔ لَيْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ سے لے کر وَلٰكِنْ
اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ تک متعلق ہے۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ کے ساتھ اور دو امر ذکر کئے گئے۔ ایک تو یہ ہے کہ یہود
اور نصاریٰ سب کافر نہیں ہیں بلکہ بعض تو مومن ہیں اور تمہارے والے کام وہ بھی کرتے ہیں یعنی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے ہیں۔ دوسرا
امر یہ ہے کہ یہود جو کچھ خرچ کر رہے ہیں وہ سب کچھ ایسا ہے جیسا کہ ہوا ہو سخت اور سردی ہو۔ اور وہ زراعت قوم کو ہلاک کر دے۔ اس سے
قوم کو کچھ نفع نہ ہوگا۔ پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ تک متعلق وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا کے ساتھ کلام لائی گئی۔ اور اس میں ترقی کی گئی پہلے تو اہتمام بتلا کر ترقی سے کہا کہ تم اپنے کام کرتے رہو یعنی امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کرتے رہو۔ اور ان ہوں والے کام نہ کریں۔ اس میں ترقی کر کے کہا کہ خبردار ان سے پوشیدہ دوستی نہ پکڑیں۔ اور پھر علتیں
بیان کیں۔ اول یہ کہ تمہارے واسطے فتنہ انگیزی میں کچھ قصور نہیں کرتے بلکہ نہایت کوشش کرتے ہیں۔ دوسری علت یہ کہ وہ اسباب
کو دوست رکھتے ہیں کہ مومن مشقت میں پڑیں اور ظاہر سے بھی بغض کر رہے ہیں ان کے دل میں نہایت ہی بغض ہے تیسری علت یہ ہے
کہ اے مومنو تم کو غیرت بھی نہیں آتی تم ان کو دوست سمجھتے ہو۔ حالانکہ وہ تمہارے اہل دشمن ہیں تمہارے ساتھ ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں جب
وقت تم چلے جاتے ہو تو غصہ سے انگلیوں کو کاٹتے ہیں۔ اور آخر میں اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ سے بیان کیا کہ اگر تم صبر کرو گے
مصائب پر اور تقوی کرو اس الله کرو گے۔ تو وہ تم کو کچھ ضرر نہ دیں گے۔ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ سے لے کر فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ تک متعلق
لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا کے بیان لایا گیا یہ کہ کافر تم کو ضرر نہیں دے سکتے۔ اور پھر اس کے دو نمونے بتلائے گئے۔ اول فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ
تک جنگ احد کے قصے کا اجمالی حال بتایا گیا۔ اور جنگ احد میں اول رسول اللہ صلعم جنگ کے واسطے شہر سے دور جگہ مقرر کرنے نہیں چاہتے تھے
اور مومنوں کے کہنے کی وجہ سے گئے تو عبد اللہ بن ابی منافق تین سو آدمی منافق کو جنگ سے واپس لے آیا۔ اور باقی مومن اس کو کہتے کہ نہ جا۔
اور مخالفت امر رسول اللہ صلعم کی نہ کر۔ تو اس نے کہا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّاتَّبَعْنٰكُمْ یعنی یہ قتال نہیں ہے بلکہ یہ تو جان کو قتل کرنا ہے اور اس کے
واپس آنے کے سبب سے بنی حارث اور بنی سلمہ بھی آنے پر تیار ہوئے تو اللہ نے ان کو قائم رکھا اور ہمت دی۔ باقی قصہ اس جگہ مذکور نہیں۔

کیونکہ تمام قصے کا بتلانا مقصود نہ تھا۔ اور دوسرا نمونہ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللهُ سے جنگ بدر کبریٰ کا قصہ بتایا گیا۔ تم تھوڑے تھے اور کافر بہت تھے۔ اللہ نے تمہاری امداد کے واسطے ملائک بھیجے۔ اور کہا گیا ترقی کرکے کہ اگر تم نے صبر کیا اور اتقاء کیا تو اللہ تعالیٰ بجائے تین ہزار کے پانچ ہزار بھیج دے گا۔ اور کافر تم کو ضرر نہ دے سکیں گے لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَوْ يَكْبِتَهُمْ یہ علت تین باتوں کے واسطے بن سکتی ہے۔ ایک لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللهُ کی یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو بدر میں فتح دی تاکہ کافروں کو ہلاک کرے اور ذلیل کرے۔ اور دوسری يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلَافٍ کی یعنی اللہ نے تم کو امداد پانچ ہزار کے ساتھ اس واسطے دی تاکہ کفار کو ہلاک اور ذلیل کرے۔ اور تیسری علت وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِندِ اللهِ کی بن سکتی ہے۔ اور إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ ظرف ہے ولقد نصرکم اللہ کی۔ اور اذلہ بمعنی قلیل ہے۔ اور يَأْتُوكُم مِّن فَوْرِهِمْ کا معنی یہ ہے کہ اگر تم نے صبر کیا۔ اور اسے جوش میں تمہارے پاس آئیں گے۔ اور لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ سے لے کر وَاللهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ تک متعلق ہے لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ کے بیان لایا گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ مدد دیتا ہے تم کو تاکہ کفار کو ہلاک اور ذلیل کرے اور باقی تم خدا کو نہ کہو کہ فلانے کو ہلاک کر۔ کیونکہ تیرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔ ع

فلک را رہت گردیدن بیاموز

یعنی تم اللہ کو کوئی بات نہ کہو۔ جو کچھ کرتا ہے اپنی مرضی کے ساتھ کرتا ہے۔ کیونکہ شاید ان کو ہمت توبہ کی دیدے جنکی ہلاکت تم طلب کرتے ہو۔ یا کافر رہے آخرت میں عذاب دے یا دنیا میں ہلاک کرے۔ شعر

مادر چہ خیالیم فلک در چہ خیال ۔۔۔ کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال

او حرف عاطفہ ہے یتوب علیہم معطوف ہے فاما الذ یھلکہم معطوف علیہ محذوف ہے۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ لک خبر مقدم شئ اسم موخر من الامر شئ سے حال مقدم ہے۔ اور يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ سے یہ بیان کیا کہ جو انابت کرے اس کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے اور ضدی سارق الحق کو عذاب دیتا ہے۔ اور محبت قبول کرنے ہدایت کی چھین لیتا ہے۔ من یشاء سے یہی مراد ہے۔ اور مفسرین نے لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ کا شان نزول بھی لکھا ہے۔ ربط تو اولا مذکور ہے۔ انہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ستر قاریوں کو کفار نے مار ڈالا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے واسطے بددعا کرتے رہے۔ اور دعائے قنوت پڑھتے رہے اور يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا سے لے کر وَهُمْ يَعْلَمُونَ تک ترغیب علی الانفاق ہے کہ تم خرچ نہیں کرتے۔ اور خرچ کرنا بجائے خود تم تو قرض بھی سوا ربا کے نہیں دیتے۔ اور خرچ کرو جو موجب اتقاء عن النار ہے اور موجب مغفرت اور دخول جنت کا ہے۔ جو کہ دو فریقوں کے لئے مہیا کی گئی ہے۔ پھر دو فریق بیان کئے گئے۔ پہلے اعلیٰ مرتبہ بیان کیا (۱) فریق اول الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ سے لیکر يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ تک ہے یعنی وہ لوگ جن پر اگر ظلم ہو جاوے تو باوجود مظلوم ہونے کے معاف کر دیتے ہیں۔ یہ ایک بڑا عظیم امر ہے۔ اور وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا معطوف ہے الَّذِينَ يُنفِقُونَ پر (۲) وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ سے لے کر هُمْ يَعْلَمُونَ تک اس سے مراد وہ ہیں جو کہ اپنے نفس پر ظلم

کرتے ہیں۔ تو پیچھے اپنی گناہوں کے مغفرت اللہ سے مانگتے ہیں۔ اور اپنے گناہ پر اصرار نہیں کرتے یہ بھی اچھا کام ہے۔ اور غرض دونوں
ذکر کرنے سے یہ ہے کہ مومنوں پر عفو کردیا کرو۔ اگر تم پر کوئی ظلم مومنوں کی طرف سے ہو طلب مغفرت کیا کرو۔ اور کافروں پر تندی کیا کرو
اور اُولٰٓئِکَ جَزَآؤُھُمْ سے لے کر وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ تک دونوں فریقوں کیواسطے بشارت ذکر کی اور قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِکُمْ سُنَنٌ
یعنی واقعات، سے لے کر کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ تک تخویف دنیاوی بتلائی گئی۔ اور پھر وَلَا تَھِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا سے ہے کر
وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا
فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ تک قتال کے متعلق بیان کیا اور پھر وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ الخ سے لے کر جَآءُوْا بِالْبَیِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْکِتٰبِ الْمُنِیْرِ
تک انفاق فی القتال کے متعلق بیان کیا حاصل یہ ہے کہ قتال اور انفاق فی القتال کا بیان پھر اعادہ کیا گیا اس جگہ تک علی سبیل اللف
والنشر المرتب اور پھر کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ سے لے کر فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ تک دونوں مضمونوں کو جمع کیا گیا۔ یہ مجمل خلاصہ
تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ سے لے کر وَیَمْحَقَ الْکٰفِرِیْنَ تک ترغیب علی القتال ہے یعنی قتال سے
سُست نہ ہو تم کو اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے۔ کہ جب تک تم مومن رہوگے تو کفار پر غالب رہوگے ہاں کسی وقت شکست بھی دیدیتا ہے
جیسا کہ جنگ احد میں ستر مومن قتل کئے گئے واسطے آزمائش کرنے کے باوجود اسباب کے کہ جنگ احد سے پہلے تم کو اللہ تعالیٰ
نے بدر کبریٰ میں فتح دی تھی کہ ستر کافر تم نے قتل کئے۔ اور ستر کو قید کر لیا تھا۔ وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا یعنی میگرداینم اور لِیَعْلَمَ وَ
لِیُمَحِّصَ میں واؤ زائدہ ہے۔ کما قال ولی اللہ دہلوی اور علت ہی نداولہا کی وَرَاَیْتُمُوْہُ کی ضمیر راجع ہے طرف مَا تَمَنَّوْنَہٗ کے اَمْ حَسِبْتُمْ
اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ کِتٰبًا مُّؤَجَّلًا تک زجریں کی گئی ہیں۔ مومنوں کو اور درمیان میں مَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْیَا نُؤْتِہٖ
مِنْھَا وَمَنْ یُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَۃِ نُؤْتِہٖ مِنْھَا وَسَنَجْزِی الشّٰکِرِیْنَ سے لے کر وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ تک ترغیب علی القتال دلائی
گئی ہے یعنی دیکھو پہلے نبی بھی مرتے تھے تو ان کی قوم ایسی دعا مانگتی تھی اور سست نہ ہوتے تھے تم بھی سست نہ ہو۔ حاصل اس مقام کا یہ ہے
کہ پہلے تو مومنوں پر زجر کی گئی۔ اور کہا گیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہونگے۔ تم کو اللہ تعالیٰ نہ آزمائے گا واسطے تمیز
کرنے کے۔ پھر جنگ احد کے متعلق بیان کیا گیا اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جنگ احد میں کئی آدمی مسلمان پہاڑ کے درے میں قائم کئے گئے
تھے واسطے بند کرنے رستے کافروں کے باقی مسلمان جنگ کر رہے تھے تو ایک کافر نے پتھر مارا جس کے سبب سے رسول اللہ صلعم کا دانت
مبارک شہید ہو گیا۔ اور جب کہ مصعب بن عمیر آگے آگیا تھا۔ تاکہ رسول اللہ صلعم قتل نہ ہو جائیں تو اس کو اس کافر نے قتل کیا۔ اس نے گمان کیا
کہ میں نے محمد رسول اللہ صلعم کو قتل کر دیا تو شیطان نے زور سے آواز دیا کہ رسول اللہ صلعم قتل ہو گئے جس کے سبب سے بعض مومنوں نے کہا کہ ابو
سفیان سے پناہ مانگ لیں۔ اور بعض کا یہ خیال ہو گیا کہ ان کا دین قبول کریں۔ اور شیطان نے کہا ان محمدا قد قتل اس کے مقابلے میں
انس کے چچے نے جس کا نام انس ہی تھا آواز دیا کہ ان کان محمد قد قتل فان رب محمد لم یقتل۔ حاصل زجریں کا یہ ہے کہ پہلے
تو خواہش شہادت کی موت کی کرتے تھے۔ کیونکہ پہلے نبی انبیاء قتل ہوتے تھے۔ اور ہر نفس بارادہ اللہ کے مرتا ہے اپنی اجل پر
اور کتنے نبی قتل ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ جو رب کے بندے ہوتے تھے وہ تو مصائب کی وجہ سے سُست نہ ہوتے تھے اور باوجود

صحابہ کے ان کا یہی قول ہوتا تھا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ یہ تمام مومنوں پر زجر کی گئی
تاکہ بچے رہیں مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا واسطے خدا کے ان کے کسی کو حجۃ اللہ تعالی نے نہیں نازل کی وَلَقَدْ صَدَقَكُمْ اسے حتی صدق رابت
کردن وَلَقَدْ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ ۔ اسے تقطعونہم یعنی قطع کرتے تھے تم ان کو ۔ اور معنی فشل کا سست ہونا اور ضعیف الرای ہونا ہے ۔ اور اِذْ تُصْعِدُوْنَ
ان تعلق صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ کے ساتھ ہے اور پھر يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے لے کر وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
تک پہلے تو یہ کہا کہ کفار کی اطاعت مت کرو اللہ کی اطاعت کرو وہ تم پر مہربان ہے اور پھر زجر بیان کی گئی کہ مومن کہتے تھے جنگ احد کے
وقت جس وقت واپس آئے کہ اللہ نے وعدہ فتح کا دیا تھا حالانکہ ہم کو شکست آئی جکم ہوا کہ پہلے اللہ نے فتح تو دی تھی لیکن طمع دنیا وی کے سبب
سے وہ چھوڑ کر تم چلے آئے بلا اجازت رسول اللہ صلعم اس وجہ سے شکست آگئی تھی ۔ اور لِكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا اَصَابَكُمْ
سے تمام زجریں بیان کرنے کی وجہ بتلائی گئی ۔ اسے اخبرکم بذالک لکیلا تحزنوا ۔ اور نعاسًا بدل ہے امنۃ سے اور ۔ وليبتلي کا معطوف
علیہ محذوف ہے یعنی فعل ذالک لمصالح جمۃ وللابتلاء پھر اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ سے لے کر وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ
تک زجر کی گئی ہے مومنوں و منافقوں کو یعنی جنگ احد میں اللہ نے امن دیا ۔ اور منافق منافقت کر کے کہنے لگے کہ اگر محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھ نہ جاتے
تو قتل نہ ہوتے تو حکم ہوا کہ اگر گھروں میں بھی ہوتے تو ضرور قتل کیے جاتے اس جگہ پر جس جگہ لکھا ہوا تھا ۔ اور یہ قتل محض اللہ کی آزمائش تھی تم پر
کہ آیا انکے ایمان کس طرح ہیں ۔ اور کس قدر ہیں ۔ اور پھر اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
تک بیان کیا گیا کہ جنگ احد میں رسول اللہ صلعم کو مسلمان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ۔ یہ سب شیطان کی زلت تھی ۔ اور لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ
علت ہے محذوف کی یعنی غم مت کرو ۔ کیونکہ مغفرت اللہ کی طرف سے اور رحمت دنیا و مافیہا سے اچھی ہے اور لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً میں لام عاقبت کا
ہے اسے واعتقد و ليجعل الله یعنی اعتقاد کر لیا آخر حسرت ہوگی (مدارک) اور اگر القی الله ذالک الاعتقاد فی قلوبہم محذوف کریں تو
لام عاقبت بنانے کی ضرورت نہ ہوگی ۔ اور پھر يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر لَاِلَی اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ تک خطاب مومنوں کو کر کے زجر منافقوں کو
کی گئی ہے ۔ کہ یہ کہتے ہیں اپنے بھائیوں کے حق میں کہ اگر محمد کے ساتھ جنگ پر نہ جاتے تو قتل نہ کیے جاتے حالانکہ محی و ممیت وہی اللہ ہے
جو کہ جس جگہ پر مارے وہ قادر ہے ۔ اور جنگ میں مارا جانا تو محض مغفرت ہے اور فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا یعنی بدزبان
اور غَلِيْظَ الْقَلْبِ یعنی سخت دل ۔ سے لیکر فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ تک رسول اللہ صلعم کو کہا گیا کہ بیشک یہ ایسی قبیح باتیں کرتے ہیں لیکن تو ان کے
ساتھ نرم ۔ اور ان کو معاف کر دے اور طلب مغفرت انکے واسطے کر ۔ اور پھر وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ سے لے کر وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
تک زجر کی گئی ہے منافقوں کو اور ان کا شکوہ بیان کیا کہ انہوں نے گمان کیا تھا کہ نبی علیہ السلام نے کچھ مال غنیمت ۔ تو کہا گیا کہ یہ تو نبی ہونے
کے منافی ہے ۔ ایسا ظن کیوں کرتے ہو اور درمیان میں اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ سے لے کر وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِمَا يَعْمَلُوْنَ تک تخویف
بھی دی گئی کہ ایسی باتیں موجب جہنم ہیں ان سے باز آؤ ۔ اور پھر لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِيْنَ سے لے کر لَفِيْ ضَلَالٍ مُّبِيْنٍ تک تعلق مَا كَانَ
لنبی کے بیان دیا گیا کہ تم رسول کے حق میں ایسی قبیح باتیں کرتے ہو حالانکہ تمہارے واسطے تو شکریہ کرنا چاہیے تھا کہ تم پر احسان کیا کہ تم میں سے
رسول بھیج دیا ہے جو کہ تمہارے نفس کو پاک کرتا ہے شرک سے ۔ اور اَوَلَمَّا اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ سے لے کر وَاللّٰهُ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ

ریفرنس بک ۔وھابی دیوبندی نجدی رشید گند گوہی اور حسین عی وھابی نجدی

المُحسِنِینَ تک زجر بیان کی گئی ہے منافقوں کے لئے کہ یہ کہتے ہیں کہ مصیبت جنگ احد والی کہاں سے آگئی ہے اس کا جواب یہ کہ تمہارے نفسوں کے سبب سے آئی ہے حالانکہ اس کے بدلے پہلے مومنوں نے ستر کفار کو قتل کیا تھا اور ستر کو قید کر لیا تھا جنگ بدر میں۔ اور یہ بھی آزمائش تھی مومنوں اور منافقوں کیواسطے یعنی یہ کہ ہرگاہ پہنچی تم کو مصیبت حالانکہ دو حصے اس مصیبت کے ان کو پہنچ چکے ہیں تو پھر بھی کہتے ہو کہ کہاں سے یہ آگئی ہے۔ اور اس آیت میں الذین نافقوا سے اَلَّذِیۡنَ قَالُوۡا بدل ہے لو نعلم قتالا لاتبعنٰکُمۡ یعنی یہ تو خونخواری ہے اور قتال نہیں ہے۔ اور فادرءوا عَنۡ اَنۡفُسِکُمُ المَوۡتَ یہ منافقوں کو کہا گیا ہے کیونکہ ستر آدمی گھر بیٹھے مرگئے تھے۔ کما قال فی المدارک اور ہم للکفر اقرب منہم للایمان کا معنی یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان سے آج دن کفر کی طرف زیادہ قریب ہیں۔ ایمان کے قرب سے۔ اور ان کے نفس میں دو اعتبار ہیں ایک کفر اور دوسرا ایمان والا۔ لیکن کفر والا اعتبار جانب ایمان سے اقرب ہے۔ بل احیاء میں دو خلاف ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس سے مراد لیصیرون احیاء فی الآخرۃ یا فی الحال مراد ہے اگر فی الحال مراد رکھا جائے تو اسی میں نزاع ہے۔ آیا حیوۃ فقط روح کیواسطے ہے یا روح مع الجسد یا پہلے معنی کی تائید میں ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ارواح الشہداء فی حواصل طیر خضر اور لفظ یرزقون کا دوسرے معنی کو تائید دیتا ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ روح کے ساتھ نفس ہے۔ اس کی حیوۃ ہوتی ہے اور جسم بالکل زندہ نہیں قیامت میں حشر اجساد کی ہوگی وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِالصَّوَاب۔ شہدا کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ وہ عیش عشرۃ میں ہوں گی۔ اس واسطے ان کو احیا کہا گیا اور سب کا حاصل یہ ہے کہ جسم تو بالکل زندہ نہیں ہے۔ اس میں خلاف ہے کہ آیا روح مع النفس ہے یا محض روح۔ روح آگ کی مثل ہے اور نفس دخان کی شکل ہے یہ تمام کا خلاصہ ہے اور حق بات یہی ہے اور آخر میں لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا سے لے کر لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ تک بشارت بیان کی گئی مقتول فی الجہاد کے واسطے اور اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِلّٰہِ وَالرَّسُوۡلِ سے لیکر فَلَہُمۡ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ تک حاصل مومنوں کے لئے بشارت اور کفار کے لئے تخویف بیان کی گئی۔ باقی اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا مبتدا ہے اور اَلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡہُمۡ خبر ہے اور اَلَّذِیۡنَ قَالَ لَہُمُ النَّاسُ بدل ہے اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا سے اور لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا مِنۡہُمۡ وَاتَّقَوۡا اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ مبتدا اور خبر ملکر خبر ہونگے اَلَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا کی۔ حاصل یہ ہے کہ جنگ احد میں ابو سفیان نے وعدہ کیا کہ بدر میں پھر جنگ کرینگے اس میعاد مقررہ میں اللہ تعالی نے اس کے دل میں خوف ڈال دیا اس نے ایک آدمی کو بھیجکر مومنوں کو ڈرایا کہ ابو سفیان بہت لشکر جمع کرکے تیار بیٹھا ہوا ہے اس غرض سے کہ اگر مومن نہ آئیں گے تو میں خلاف وعدہ میں بے شرم نہ ہوں گا مومن یہ بات سنکر نہایت تیار ہوگئے یہ آیات ان کے حق میں نازل ہوئیں۔ اور درمیان میں فلا تخافوھم وخافون کہا یعنی آئندہ ان کفار سے مت ڈرو۔ اور لَا یَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اَنَّمَا نُمۡلِیۡ لَہُمۡ خَیۡرٌ انما نملی لہم تاویل مفرد مبتدا اور وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَذَرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ عَلٰی مَاۤ اَنۡتُمۡ عَلَیۡہِ جواب ہے سوال کا کہ اللہ تعالی آزمائش کیوں کرتا ہے۔ جواب تاکہ مومنوں اور منافقوں کے درمیان امتیاز کرے۔ اور عَلٰی مَاۤ اَنۡتُمۡ عَلَیۡہِ کا معنی (جس حال پر تم ہو) ہے (تحقیق آیت) مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطۡلِعَکُمۡ عَلَی الۡغَیۡبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجۡتَبِیۡ مِنۡ رُّسُلِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ماخوذ من التفسیرات یہ ہے۔ اولا جو معانی مفسرین نے کئے ہیں نقل کئے جاتے ہیں پھر تحقیق فیصل بین الحق والباطل کیجاوے گی۔ خازن نے یہ کہا ہے کہ یہ خطاب کفار کے کو ہے انہوں رسول اللہ صلعم کو کہا تھا

(اخبرنا عمن یومن بك ومن لایومن بك) تو یہی جواب دیا گیا کہ ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب یعنی یہ نہیں کہ اے کفار اللہ تعالیٰ تم کو غیب پر اطلاع یعنی بتلادے کہ فلاں مومن ہے اور فلاں کافر یہ سنت نہیں بلکہ مصائب وغیرہ آتا ہے اس سے مومن اور منافق اور کافر کے درمیان امتیاز کرتا ہے ولاکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء ای لکن اللہ یصطفی ویختار من رسلہ من یشاء فیطلعہ علی ما یشاء من غیبہ یعنی بعض غیبہ (خازن) اور ابن عباسؓ نے بھی یہی معنی کیا ہے۔ اور مدارک نے کہا کہ ماکان اللہ یطلعہ احدا علی الغیب فیخبرکم بالمومن والکافر یہ اس کی تقریر کا حاصل ہے تفسیروں کے یہی معنی کافی ہیں۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ الغیب سے مراد کل غیب بن سکتا ہے یا نہیں ان مذکورہ معانی تفسیرات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کل غیب کسی نے مراد نہیں لیا اعادہ کی ضرورت نہیں اور حالانکہ سب معروف ومتفق الکل ومسلم الکل ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ کل مراد لینا غلط ہے۔ اول تو سیاق قرآن اس کے منافی ہے۔ سیاق کے مطابق تو معانی یہ ہیں جو کہ مذکور ہوئے ہیں۔ دوسرا سبب قرآن کے مخالف ہے کما قال اللہ تعالیٰ قل ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدا اور لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء اسی طرح بے شمار آیات ہیں جو نفی کل علم غیب پر دال ہیں تیسری دلیل یہ ہے کہ سورۃ توبہ اس کے بعد نازل ہوئی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے کہا وممن حولکم من الاعراب منافقون الی قولہ لاتعلمھم نحن نعلمھم اس میں علم غیب کی نفی کی گئی ہے اور اسی سورت میں عفا اللہ عنك لم اذنت لھم حتی یتبین لك الذین صدقوا وتعلم الکاذبین آیا ہے اگر رسول کو کل غیب ہوتا تو کیوں خطا کرتے۔ اس جگہ بالذات بالعرض والا معنی بھی نہیں ہوسکتا ع

بس کنم خود زیر کاں را ایں بس است (بلکہ یہ اصطلاح اسباب میں معتبر نہیں ہے)

ہاں بعض جہلا نے کل غیب ثابت کیا ہے اس کا رد ہے ان کی ادلہ پر۔ اول دلیل ان کی یہ ہے کہ غیب اسم جنس ہے اور الف ولام داخل ہوا ہے جب قرینہ عہد کوئی نہ ہو تو لام استغراق کا ہوتا ہے علی ما تقرر فی الاصول والمعانی والنحو دیکھو رضی وشرح جامی وسائر شروح کافیہ والفاضل مدقق لاہوری وعبد الغفور حیث قال قانون اسم الجنس المعروف سواء کان باللام او بالاضافۃ اذا استعمل ولم تقم قرینۃ تخصیصہ ببعض ما یقع علیہ فھو الظاھر فی الاستغراق اس کا جواب یہ ہے کہ تمام معانی مذکورہ منقولہ من التفاسیر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سیاق قرآن دال ہے کہ اس جگہ بعض مغیبات مراد ہیں کل نہیں لہذا لام استغراق کا بنانا غلط ہے عجب ہے اس عالم نے سیاق قرآن کو نہ دیکھا اور تفسیروں کو بھی نہ دیکھا اور کل غیب مراد لے لیا۔ اور اگر اسی طرح ہو تو ہر ایک علم کی ہر ایک سطر میں اسم جنس معرف باللام آتے ہیں تو ہر جگہ استغراق کرنا چاہئے۔ افسوس صد افسوس ایسے علم پر۔ اور باقی مدعی استغراق نے کتابوں کے حوالے کوئی ذکر نہیں کئے۔ ہم کہتے ہیں کہ عبد الغفور نے تو صاف کہا ہے کہ اگر قرینہ نہ ہو تو استغراق ہوگا اس سے معلوم ہوا۔ کہ اصل میں لام کا معنی جنسی اور عہدی ہے اور استغراقی نہیں جب تک اصلی بن سکے مجازی کس طرح لے سکتے ہیں اور اس جگہ معنی حقیقی بن بھی سکتا ہے۔ لان المجاز فرع الحقیقۃ۔ علاوہ اس کے یہ بات ہے کہ قرینہ بھی موجود ہے یعنی سیاق قرآن بھی بعض علم غیب مراد لینے پر دال ہے۔ اور فاضل لاہوری نے حاشیہ عبد الغفور صہ۲ پر لکھا ہے انما الفرق ای (بین الجنس والاستغراق) بان

الجنس لا یحتاج الی مؤنته المقام الخطابی بخلاف الاستغراق۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ استغراق کیواسطے مؤنتہ مقام خطابی کی ضرورت ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کوئی قرینہ ہونا چاہیئے کیونکہ معنی مجازی پر قاعدہ اصولیین کا ہے کہ متی تعذر الحقیقۃ استعمل المجاز اس جگہ معنی حقیقی بلا شک و شبہ بن سکتا۔ ۔ ۔ اور عبدالغفور کے حاشیہ پر مولوی فاضل مدقق نے لکھا ہے اسی صفحے پر قال العلامۃ التفتازانی اختلفوا فی اللام المزید بعد رفع الاسم بالابتدار کما فی سلام علیک فذھب بعضھم الی انہا تعریف الجنس اذ لا عہد خصہا و لا ثالث بمعنی اللام باتفاق ائمۃ اللغۃ ھذا ما قال صاحب اللباب اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لغۃ و الوکے نزدیک جنسی اور عہدی اصلی معنی ہیں اور استغراق مجازی ہے اور اسے حاشیہ میں فاضل مدقق نے لام جنسی کو ترجیح دی ہے ولہذا قال مولانا عبدالغفور اللام للجنس ای التعریف الجنس لا الاستغراق مشیرا بتقدیم الجنس ای ترجیح لام الجنس اور دوسرا مدعی نے یہ کہا ہے لکن واسطے استدراک کے درمیان دو کلام متنافیین کے ہوتا ہے۔ جواب یہ کہ ہم مانتے ہیں یہ بات اور اس جگہ معانی مذکورہ بموجب محاورہ واسطے استدراک کے ہیں حاصل یہ ہے کہ یہ مسئلہ نزاع کا تو نہ تھا صاف مسئلہ تھا مگر حس پر غضب الہی کے سبب سے مہر جباریت کی لگ جائے تو کفر کو اسلام جانتا ہے اور مسترت قصور اپنے کا جناب الہی میں نہ ہونے سے طلب استغفار کا وقت اس کے ہاتھ سے جاتا ہے۔ لہذا ہر انسان کو چاہیئے کہ اس کا یعنی کفر اور شرک سے بچے اور طلب استغفار اپنی وقت پر کرے۔ شعر

زود شو در باب استغفار کن — گریہ ہائے ہمچو ابر زار کن

اور دوسری دلیل اس کی یہ ہے واسطے استغراق کے کہ علم جزی تو ہندو بھی جانتے ہیں۔ الجواب افسوس اس عالم بدعتی مشرک پر کہ رسول اور ہندو کو برابر کر دیا۔ ایک علم غیب ہے یعنی قابو علم غیب پر اور کنجی علم غیب کی کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے یہی سے معنی ہے بالذات کا اور بالعرض و بالذات مناطقہ والا معنی مراد نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی سے بتایا جاتا تھا۔ اور وہ یقیناً من جانب اللہ ہوتا تھا۔ آیا ہندو کو بھی وحی من جانب اللہ ہوتا ہے۔ بلکہ ہندو کو ظن و محض شیطانی وسواس ہوتے ہیں۔ علم الغیب نہیں ہوتا۔ اس مشرک عالم کو علم غیب کا معنی نہیں آیا۔ اور پھر وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ سے لے کر بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ تک ترغیب علی الانفاق فی الجہاد لائی گئی ہے کیوں نہیں خرچ کرتے تم مر جاؤ گے سب کچھ میراث تم میں رہ جائے گا اور اگر بخل کرو گے اس سے تم کو عذاب اخروی دیا جاوے گا۔ اور پھر قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّذِیْنَ سے لیکر اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک زجر اور شکوہ کیا گیا یہود کا کہ انفاق فی القتال پر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محتاج ہو گیا ہے استہزاء اور ہم اغنیاء ہیں درمیان میں تخویف اخروی کی گئی۔ سَنَکْتُبُ مَا قَالُوْا سے لے کر بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ تک اور الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ عَہِدَ بدل ہے الَّذِیْنَ قَالُوْا سابقہ سے پھر فَاِنْ کَذَّبُوْکَ سے نبی علیہ السلام کو تسلی دی گئی۔ اور پھر کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ سے لے کر فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ تک دونوں مضمون یعنی ترغیب علی القتال والانفاق فی القتال کو علی سبیل اللف والنشر المرتب کے جمع کیا گیا یعنی قتال نہ کرنے کی وجہ تمہاری یہ ہوگی کہ ہم مارے جائیں گے تو اس کا جواب کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ ہے حالانکہ یہ قتال کرنا مخرج من النار و مدخل فی الجنۃ بھی ہے اور خرچ اس واسطے نہیں کرتے ہیں کہ ہم کو مال نفع دے گا تو اس کا جواب

مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ سے دیا گیا یعنی محض دنیا میں نفع گرفتنی ہے اس کی وضاحت سورۃ حدید میں وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا سے کی جاوے گی انشاء اللہ تعالیٰ پھر اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے لے کر فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ تک تعلق ہے۔ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ کے ساتھ کیونکہ اس میں مومنوں کو تشجیع دی گئی ہے کہ ان کو اہل کتاب سے مصائب آئیں گے لیکن صبر کرنا۔ اور اب وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ سے ان کو جھکی گئی کہ پہلے ان سے وعدہ کیا گیا کہ مانیں گے اور حق کو پوشیدہ نہ کرینگے اب نہیں مانتے اور لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ متعلق ہے وَلَا يَكْتُمُوْنَهٗ کے یعنی پہلے انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم حق کو پوشیدہ نہ کرینگے اب اس وقت حق نہیں بتلاتے اور خواہش کرتے ہیں کہ لوگ ہماری مدح کریں۔ پھر وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ سے لے کر لِاُولِي الْاَلْبَابِ تک مضمون توحید کے متعلق بیان لایا گیا کہ سب کچھ کرنے والا تو اللہ ہے۔ کما قال تعالیٰ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ۔ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ یہ تائید ہے۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا کی اور پھر اَنِّيْ لَا اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ تک توحید کے متعلق بیان ہوا اور ابتداء میں الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا سے لے کر بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ تک اولی الالباب کا حال بتلایا گیا کہ وہ تو عاجزی کر رہے ہیں آیا وہ معبود بننے کے لائق ہیں۔ جیسا کہ آیات توحید کے بعد اس جگہ دفعیہ شبہات کا کیا گیا واسطے معبودیت غیر اللہ کے (یہ بھی اجمالاً اعادہ کیا گیا ہے۔ اور پھر فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ سے لے کر وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ تک دوسرا مضمون یعنی ترغیب علی القتال کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور پھر لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے لے کر وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ تک تیسرے مضمون کے متعلق یعنی ترغیب علی الانفاق فی الجہاد کے متعلق اعادہ کیا گیا۔ اور اس کیواسطے تخویف اخروی بھی کی گئی۔ اور پھر وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ تک متعلق ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ الخ کے ساتھ یعنی یہ اہل کتاب پیدا نہیں ملتے حالانکہ ان میں سے بعض تو مان چکے ہیں اگر حق نہ ہوتا تو وہ کیوں ملتے یا یہ متعلق وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ کے ساتھ یعنی آیت توحید کے ساتھ یعنی یہ دعویٰ توحید اہل کتاب مان چکے ہیں اور پھر يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ سے سب سورت کا خلاصہ علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب سے ذکر کیا گیا۔ کیونکہ معنی اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا کا صبر کرو مصائب پر اور سخت صبر کرو۔ اور وَرَابِطُوْا کا معنی گھوڑے باندھو سرحدوں میں واسطے کفار کے اس میں ضمناً آجائے گی اور اِتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ سے توحید کے متعلق بیان کیا گیا حاصل سورۃ یہ ہے کہ کل چھ آیات توحید کے متعلق بیان کی گئی ہیں اس میں جو کہ مفصلاً ابتداء میں ذکر کردی ہیں ان میں سے تین آیات سابقہ کا تعلق آپس میں علیحدہ ہے باقی ثلثہ کا علیحدہ ہے۔ آیت ثالثہ ثمرہ ہے اول دونوں کے واسطے۔ اور اول دونوں میں اولہ ثلثہ (یعنی عقلی نقلی وحی) پر مشتمل ہیں اور درمیان اول آیت اور ثانی کے دو شبہوں کا دفعیہ اور نمونہ بتلایا گیا۔ اول شبہ توحید پر وارد ہوتا ہے کہ انجیل میں لفظ عیسیٰ ابن اللہ کا ملتا ہے لہذا غیر بھی معبود ہو سکتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ متشابہات میں سے ہے ان کو اللہ جانتا ہے۔ اور باقی راسخ فی العلم خوف کر رہے ہیں اور درمیان اس قصے اور دوسرے کے دو نمونے بتلائے گئے ایک تو كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ یہ تخویف دنیاوی کا نمونہ بتلایا گیا اور مغلوبیت کفار کا

نمونہ قَدْ کَانَ لَکُمْ آیَۃٌ سے بیان کیا گیا جنگ بدر کبریٰ کا۔ اور اس کے بعد دوسرا شبہ دفع کیا گیا زُیِّنَ لِلنَّاسِ سے کہ کافروں کے پاس مال بہت ہے اس کو دفع کیا گیا کہ دنیا تو محض تھوڑی مدت تک نفع لینا ہے۔ اور پھر دوسری آیت اور تیسری آیت کے درمیان یہ بیان کیا کہ مسئلہ توحید کتب سابقہ میں ذکر کیا گیا کہ یہود جھوٹے ہیں کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں ان پر تخویف کی گئی ہے۔ اور زجریں کی گئی ہیں۔ اگر ان کو مقابلے کی طرف بلاؤ اور ان کو کہو کہ اپنی کتاب لے آؤ اس میں مسئلہ دیکھ لو تو پھر بھی نہیں آتے۔ اور پھر درمیان تیسری آیت و چوتھی آیت کے مومنوں کو زجریں کرکے کہا گیا کہ جب یہود ایسے ہیں تو خبردار ان کے ساتھ کوئی شخص دوستی نہ پکڑے ورنہ تم بھی ان کی مثل کافر ہو جاؤ گے۔ اب چوتھی آیت سے علیحدہ طرز شروع ہوگئی ہے یعنی اس میں یہ بیان ہوا کہ غیر اللہ جو تمہارے معبود ہیں وہ معبود نہیں بن سکتے۔ کیونکہ سب مخلوق ہیں اور والد و مولود ہیں۔ نہ سننے جاننے والے ہر شے کی بھی نہیں ہیں تو معبود کیسے بن سکتے ہیں۔ پھر چوتھی آیت کے بعد سے لے کر فَقُولُوا اشْهَدُوا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ تک جو رکوع ۱۵ میں ہے تین جگہوں قرینوں سے معبودیت غیر کی نفی کی گئی ہے تفصیل کے ساتھ اور پھر یٰاَھْلَ الْکِتَابِ لِمَ تُحَاجُّوْنَ سے لے کر لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ تک سات شبہے یہود کے بیان کئے گئے جو کہ غیر اللہ کو معبود بناتے تھے۔ اور درمیان میں تیسری اور چوتھی اور سب کے اخیر میں تخویف بیان کی گئی۔ اور لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ سے ترغیب لائی گئی کہ آؤ اپنی ریاست کو چھوڑ و مسلمان ہو اس جگہ تک ایک مضمون معبودیت الا ختم ہوا۔ اور کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا سے لے کر وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ تک صداقت رسول پر جو شبہے وارد ہوتے تھے ان کو رفع کیا گیا اور مومنوں کو کہا گیا کہ خبردار ان کے شبہ کی طرف میلان نہ کرنا۔ اس جگہ تک نفی معبودیت غیر و صداقت رسول کی ختم ہوگئی۔ اور پھر وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا سے لے کر وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک سہ رکوع ۱۳ تک ترغیب علی القتال دی گئی اور کہا گیا کہ کفار تم کو ضرر نہ دینگے پھر اس کے دو نمونے بتلائے گئے ایک جنگ احد کا اور دوسرا جنگ کا۔ اور یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا سے لے کر وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ تک ترغیب علی الانفاق ہے کہ خرچ کرنا بجائے خود قرض بھی سوا ربا کے نہیں دیتے اور پھر وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا سے لے کر فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک رکوع ۱۸ میں دونوں مضمونوں کو اعادہ کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب ترغیب علی القتال اور علی الانفاق وَلِیُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَیَمْحَقَ الْکٰفِرِیْنَ تک ترغیب علی القتال ہے اور آخر میں لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ سے ترغیب علی الانفاق شروع کی گئی ہے اور درمیان میں زجریں دی گئیں ہیں مومنوں اور منافقوں کو اور پھر کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ سے لے کر ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ تک دونوں مضمونوں کو جمع کیا گیا علی سبیل اللف والنشر المرتب اور پھر وَلِلّٰهِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ تک تمام سورت کے مضامین کو اعادہ کیا گیا۔ اور صداقت رسول کو لایا گیا۔ کیونکہ وہ بھی دراصل توحید میں داخل ہے۔ پھر یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ سے تمام سورۃ کا خلاصہ نکالا گیا یعنی دونوں مضمونوں کا ایک ترغیب علی القتال اور ترغیب علی الانفاق جو مدار تھا وہ اس میں ضمناً آ گیا اور دوسری توحید جس کے واسطے ترغیب علی القتال کی گئی تھی۔ کیونکہ قتال سے غرض شرک کی نفی اور ثبوت توحید ہے اسی واسطے سورۃ کے ابتداء میں بھی اور آخر میں بھی توحید لائی گئی یعنی فَاتَّقُوا اللّٰهَ سے۔ چھوٹا خلاصہ ہے کہ اس سورۃ کے چار مضامین ہیں ایک نفی معبودیت غیر اللہ (۲) صداقت رسول (۳) ترغیب علی القتال (۴) اور چوتھا ترغیب علی الانفاق ہے

پہلے دو مضمون واقع میں ایک ہیں۔ اور دوسرے دو بھی ماتحت میں ایک ہیں یعنی قتال و قتال کیوجہ شرک کی نفی اور ثبوت توحید لہذا آخر سورت کا خلاصہ توحید نکلا۔ (نوٹ) قتال والا مسئلہ۔ اور توحید والا مسئلہ دونوں بڑی تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں معلوم ہوا کہ دونوں پر عمل کرنا نہایت مشکل ہے اسی واسطے مومنوں پر زجر بہت ہوئی ہیں۔ اور توحید کا حال آج کل زمانے میں تو ظاہر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ نساء مدنیہ

یہ جاننا چاہیے کہ قرآن شریف میں دو قاعدے اکثر ہیں (۱) دو مرتبے اعلیٰ کا ذکر کثرت سے آیا کرتا ہے مومن کامل یا مشرک اور باقی کا حال بقایسہ پر ترک کیا جاتا ہے۔ اسی واسطے جس جگہ مومن کا ذکر آئیگا تو جنات تجری وغیرہ الفاظ لائے جاتے ہیں۔ اگر کافر کا ذکر آئے تو جہنم اور خالدین وغیرہ الفاظ لائے جاتے ہیں اسی واسطے اس سورت میں بعد بیان کرنے احکام کو بجا نہ لائے گا تو خالد فی النار ہوگا اس جگہ درجہ کامل مراد ہے یعنی اگر نہ مانے اور ان پر ایمان نہ لائے اور انکے خلاف کو حلال جانتے تو وہ خالد فی النار ہوگا۔ کیونکہ یہ مرتبہ کفر کا ہے (۲) جس جگہ عذاب کا ذکر لایا جاوے تو اس جگہ دوام بتلائے جاتے ہیں واسطے وفیہ عذاب کے ایک تو احسان کرنے کا حکم کیا جاتا ہے اور ظلم نہ کرنے کا۔ یہ سب تو طئہ تمہید تھا۔ اب یہ جاننا چاہیے اس جگہ بھی پہلے تخویف لائی گئی ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمُ سے لے کر كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا تک حاصل یہ ہے کہ وہ ذات جو کہ تمہاری خالق ہے اس سے ڈرو اس کے احکام کو بجا لاؤ وہ تم کو دیکھ رہا ہے جو خلاف کریگا اس کو عذاب دے گا تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ۔ تساءلون کے دو معنی ہیں۔ ایک تو معنی تساءلون سے بیان کرتا ہے یتساءلون میں ہے۔ حاصل معنی کا یہ ہے کہ باب تفاعل واسطے شرکت کے نہیں ہے اور بار زائدہ ہے معنی یہ ہوا کہ سوال کرتے ہو اس سے (۲) دوسرا معنی یہ ہے کہ سوال کرتے ہیں لوگوں سے ساتھ اللہ کے نام سے یعنی اللہ کا واسطہ ڈال کر مانگتے ہیں اور الارحام سے مراد قطع الارحام ہے یعنی اتقوا قطع الارحام۔ وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ سے لے کر كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا تک ایک حکم ہے۔ اولاً جاننا چاہیے کہ اب تخویف بیان کرکے کہا گیا کہ ظلم نہ کرو اور احسان کرو مطابق قاعدہ کے اور اس کے واسطے احکام ذکر کئے گئے ہیں کوئی واسطے رعیت کے اور کوئی واسطے احکام سلطانیہ کے غرض تمام سے یہ کہ ظلم نہ کرو۔ اب اٰتُوا الْیَتٰمٰۤی سے احکام رعیت کے شروع کئے گئے ہیں۔ اور احکام رعیت کے اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهْلِهَا تک مذکور ہیں اور اس سے احکام سلطانیہ شروع کئے گئے ہیں اور رعیت کے احکام دو قسم ہونے ہیں ایک وہ جو کہ باعتبار تعلق بادشاہ کے ہوں گے اور دوسرے جو کہ آپس میں تعلق کے اعتبار سے ہونگے۔ اب اولاً دوسرے ذکر کئے گئے اٰتُوا الْیَتٰمٰۤی سے لے کر كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا تک یہ بیان کیا گیا کہ یتیموں پر ظلم نہ کرو یعنی ان کا مال کھاؤ یعنی مال یتیم کا اچھا لیکر کھا لینا اور اسکے بدلے ردی مال دینا یہ ایک ظلم ہے اس سے بچو۔ (نوٹ) مال یتیم کو جو کہ اچھا تھا خبیث کہا گیا ہے بوجہ حرمت کے دوسرا طریقہ ظلم کا یہ کرتے تھے کہ اگر ان کا مال نہ ہوتا تھا تو تیمی کا مال کھاتے تھے۔ اگر اپنا ہوتا تھا تو ان کے مال سے ملا کر کھاتے تھے اس لئے منع کیا گیا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَهُمْ اِلٰۤی اَمْوَالِكُمْ سے ای

مع اموالکم اور الی بمعنی مع ہے الی حصول اموالکم باعث ما معنی ثانی کے حاصل مقام کا یہ ہوا کہ تین عادتیں ان میں تھیں ان سے منع کیا گیا کہ یہ ظلم ہے یتیموں پر اس سے بچو دوسرا (۲) وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی سے لیکر ذٰلِكَ اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا تک یہ بیان کیا کہ اگر عورتیں جو کہ یتیمی ہیں ان پر نکاح کے بعد عدل نہ کرسکو تو ان سے نہ بیاہ کرو جتنی طاقت ہو چار تک کرو ورنہ ایک کرو۔ اگر حرہ کی طاقت ہو دو کر لو ورنہ لونڈی نکاح کر لو یہ حکم بھی بتلایا گیا تاکہ ظلم نہ کرو۔ کیونکہ اگر عورتیں زیادہ ہوں تو پورا عدل نہ کرسکو گے تو یہ ظلم ہوگا لہذا اس سے منع کیا گیا (معالم) فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ۔ ما طاب لکم سے مراد ماسوی یتیمی کے ہیں فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اے فاختاروا واحدۃ۔ ذٰلِكَ اَدْنٰٓی اَلَّا تَعُوْلُوْا یہ حکم مذکور قریب سبات کے ہے کہ تم ظلم نہ کروگے (۳) وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً سے لیکر فَکُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا تک یہ بیان کیا گیا پہلے حکم سے ترقی کرکے کہ نکاح کرو لیکن مہر بھی ان کو دو۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے دیں تو بیشک اس کو کھاؤ۔ (تحقیق جملہ) فَاِنْ طِبْنَ لَکُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا۔ عن شی حال ہے۔ اور طبن میں تضمین ہے لہذا عن شی موقع حال میں ہوگا معنی یہ کہ اگر خوش ہوں وہ عورتیں از روی نفس کے در آنحال کہ درگذر کرنے والیاں ہوں مہر سے پس اس کو کھاؤ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا یعنی صحت والا ہضم ہونے والا وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ سے لیکر وَکَفٰی بِاللّٰهِ حَسِیْبًا تک یہ بیان کیا گیا کہ یتیموں کو مال اس وقت دو جس وقت عاقل بالغ ہو جائیں اس سے پہلے ان کو کہو کہ تمہارا مال محفوظ رہے تم کو دیں گے۔ اور جس وقت دو گواہوں کے روبرو دو ان کے بالغ ہونے سے پہلے نہ کھاؤ۔ (ربط احکام اربعہ کا یہ ہے) دو حکم اموال یتیمی کے متعلق ہیں اول اور رابع اور ثانی اور ثالث متعلق نکاح کے ہیں۔ اول سے رابع ترقی کے ساتھ ہے اور خلاصہ دونوں کا یہ ہے کہ یتیمی کا مال کسی حیلے سے ظلماً نہ کھاؤ۔ اور اسی طرح ثانی سے ثالث ترقی کے ساتھ ہے (معانی مشکلہ) وَلَا تَاْکُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا۔ اسرافا و بدارا حال ہیں اے مسرفین و مبادرین (تحقیق جملہ) وَمَنْ کَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ غنی قدر مزدوری بھی نہ کھائے حالانکہ کھانا جائز ہے معنی یہ ہوگا کہ جو غنی ہو اس کے مال میں مزدوری نہ کرے گا۔ اگر مزدوری کرے تو بقدر مزدوری اس کو کھانا جائز ہوگا۔ لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ سے لیکر یَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْیَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا تک بیان کیا کہ ورثاء کا ہر ایک مال میں حق ہوتا ہے اگرچہ قلیل ہو یا کثیر لہذا اگر ورثا یتیمی وقت قسمت کرنے مال کے جمع ہوجائیں تو ان کو بھی حصہ سے دو واسطے کھانے کے اور ان کو کہو اب تمام مال تقسیم نہیں کرتے باقی پھر کرینگے پھر اس وقت بلایا جائے گا تم کو۔ کیونکہ بعض غیب چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو کہ یک دفعہ تقسیم نہیں ہوسکتیں اور بعض پہلے کی جاتی ہیں پھر اس حکم کی وَلْیَخْشَ الَّذِیْنَ سے علت بتلائی گئی ہے جیسا کہ اگر تم فوت ہوگئے اور تمہاری اولاد ضعیف رہ جائے تو تم کو ان کا نہایت ہی غم ہوتا ہے اسی طرح تم کو بھی ورثا یتیمی کے ساتھ ہر بات میں نرمی کرنی ہوگی (تحقیق مسئلہ و آیت) وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنُ فَارْزُقُوْهُمْ اس جگہ مفسرین نے یہ کہا ہے کہ پہلے اس آیت سے اولوا القربی وغیرہ کے واسطے وجوباً حصہ دیتے تھے۔ پھر وراثت والے حکم سے یہ منسوخ کیا گیا (یعنی انہوں نے نسخ کہا) اور بعض نے کہا کہ پہلے بھی ندب تھا اور اس ایت سے بھی ندب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ان معنی کے مطابق وَلْیَخْشَ الَّذِیْنَ کا معنی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس آیت سے زجر کی گئی ہے۔ اور زجر منافی ہے ندب کے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ اس جگہ وجوبی حکم مراد ہے اور حکم بھی وراثت کا ہی اور اولوالقربی وغیرہ سے مراد وارث ہیں اور والیتمی والمساکین عطف تفسیری ہے اولوا القربی

کیواسطے ۔ اور فارزقوہم کا معنی فاطعموھم کا ہے (فائدہ جدیدہ) جب احکام سب مذکورہ ماقبل کا خلص یہ تھا کہ مال ظلماً نہ کھاؤ لہذا اس کے بعد اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا تخویف کی گئی ۔ ربط ۔ سب احکام کا ظاہر ہے بیان کرنے کی ضرورت نہیں (۲) یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ سے لے کر وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَلِیْمٌ تک ورثا اصحاب فروض کے حق بتائے گئے غرض یہ ہے کہ ان کو حق دینے میں نقصان اور زیادہ نہ کریں ۔ اس حکم کا ربط حکم سابق کے ساتھ ہے کیونکہ دو تو متعلق ورثی کے ہیں ۔ لیکن فرق یہ ہے کہ حکم سابق میں محض شئی کا حق بتلایا گیا ۔ اور اس میں عام ہر ایک ذوی الفروض کا حق بتلایا گیا اور تفصیل کی گئی ۔ کیونکہ قاعدہ ان احکام کا بھی یہی تھا کہ ہر ایک لاحق سابق سے ترقی اور تفصیل کے ساتھ ہے اور تمام احکام کا خلاصہ یہی تھا کہ کسی وجہ سے ظلم نہ کرو (تحقیق مفردات) فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ مفسرین نے کہا ہے کہ فوق کا لفظ زائد ہے ۔ جیسا کہ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ میں ہے کیونکہ معنی صحیح نہیں بن سکتا ۔ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ ۔ یورث کلالۃ لغت میں اس کو کہتے ہیں جس کے اصول و فروع میں سے مذکر نہ ہو ۔ اور اصطلاح میں یہ زیادتی ہوتی ہے کہ جس کی سنت بھی نہ ہو ۔ ولہ اخ او اخت ۔ مراد مادری ہیں ۔ (ربط) جب احکام ذوی الفروض کے ذکر کئے گئے جو کثیر ہوتے ہیں ۔ لہذا بعد اسکے تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ سے لیکر وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ تک بشارت اور تخویف ذکر کی گئی کہ جو شخص عمل درآمد نہ کرے گا یعنی ان پر ایمان نہ لائے گا تو وہ مشرک ہے اور خالد فی النار ہوگا ۔ اب خالدین فیہا کا لفظ صحیح ہوگیا اور ماننے والوں کو بشارت دی گئی ہے ۔ وَمَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ کا معنی مَنْ لَّمْ یَعْتَقِدْ ہے کما فی مسند الامام الاعظم ۔ وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ سے لے کر اُولٰٓىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا تک اگر کسی عورت نے زنا کیا ہو تو گواہوں سے اس کا ثبوت کر کے پھر بند رکھو اس کو یا کوئی دوسرا حکم آجائے گا یہ حکم حد کے حکم آنے سے پہلے تھا اور اگر ایذا دیتے ہو تو زیادہ نہ دو اگر توبہ کرے تو اصلاح کر دو اور ظلم نہ کرو کیونکہ جو اپنے گناہ پر مصر نہ رہے اس کی توبہ اللہ تعالیٰ منظور کر لیتا ہے ۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا سے لے کر اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا تک یہ بیان کیا گیا کہ وراثت میں بیشک مال ہے اور عورتیں ورثہ میں نہیں ملتی اگر وہ عورتیں خوشی سے نکاح کریں تو جائز ہے بیشک کر لو ۔ اور تم عورتوں کو مہر کے واسطے نہ بند رکھو یعنی اگر تمہاری غرض یہ ہو کہ مہر دے کر چھوڑینگے ۔ پس اس جگہ سے یہ مسئلہ نکل آیا کہ خلع بوجہ نشوز زوج کے نہیں ہو سکتا اور اسی طرح سے اگر ایک عورت کو طلاق دے کر دوسری کرنی چاہتے ہو تو پہلی عورت سے مہر نہ لیں کیونکہ اس سے بھی نفع اٹھایا ہے (ربط احکام) یہ حکم بھی فی الواقع متعلق تھا یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ سے کیونکہ دونوں وراثت کا حکم ہے اور اس میں ترقی کی گئی یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ سے یعنی مال ورثہ میں ملتا ہے پھر ترقی کر کے کہا کہ عورتیں ورثہ میں نہیں ملتیں (معانی و ترکیب) کرھا مفعول مطلق ہے واسطے فعل محذوف کے ای تکرھون کرھا ۔ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اے نہ منع کرو ۔ جامع البیان ۔ ببعض بار تعدیہ کی ہے ۔ بُهْتَانًا حال یا تمیز وَقَدْ اَفْضٰی بَعْضُكُمْ اے بالجماع اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا اے بحکم اللہ یعنی حاصل کر بیٹھے ہیں وہ تم سے وعدہ پکا ساتھ حکم اللہ کے (۹) وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ سے لے کر اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ تک متعلق حکم سابق کے ترقی کر کے کہا گیا ۔ یعنی ورثہ میں تو عورتیں نہیں ملتی ۔ ہاں اگر اپنی خوشی سے نکاح کریں تو جائز ہے اب فرمایا کہ جو عورتیں مذکورہ ہیں خوشی سے بھی ان کا نکاح جائز نہیں (معانی) فی حجورکم قید اتفاقی ہے وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ یعنی زوج والی عورتیں یہ حرمت کا مفعول مالم یسم فاعلہ ہے اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ظاہر میں وہم پڑتا ہے کہ محصنات حرہ حرام ہیں اور لونڈیاں

روح والیاں مسلم نہیں یہ معنی تو غلط ہے ۔ لہذا معنی یہ ہوگا . مگر لونڈیاں جنکے تم اب مالک ہوئے ہو کافروں سے چھین کر وہ حلال ہیں فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ سے لے کر وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک متعلق يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ . اور وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ کے ہے . یعنی ترقی کرکے کہا گیا یعنی خوشی سے جو عورتیں ماسوا مذکورہ کے نکاح کریں جائز ہیں . اور ورثہ میں جائز نہیں لیکن اگر نکاح کریں حرہ کے ساتھ یا لونڈی کے ساتھ مہر ضرور دینا ہوگا . اور نہ دینے کا خیال نہ کریں ہاں اگر وہ اپنا حق مہر بخش دیں بعد معین ہونے کے تو پھر کوئی حرج نہیں ۔ اور پھر ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ سے یہ فرمایا کہ لونڈیوں کے نکاح کا حکم دینا بوجہ اس امر کے تاکہ عنت میں نہ پڑجاؤ مگر نہ صبر بہتر ہے ان کے نکاح کرنے سے کیونکہ تمہاری کوئی اولاد ان سے پیدا ہوگی تو وہ اپنی والدہ کے تابع ہوکر غلام باندی بنکر بیچ شرا کی جائے گی . اور احکام نکاح والے بیان کرنے کے بعد یعنی تین احکام سابقہ بیان کرنے کے بعد وجہ بیان کرنے کی تبلائی گئی ۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سے لے کر خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا تک یعنی حل اور حرمت وغیرہ بیان کی گئی تاکہ زنا وغیرہ صادر نہ ہوجائے (۱۱) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ سے لے کر وَّنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا تک بعد بیان کرنے احکام مال یتمی اور نکاح و مہر کے عام حکم بیان کیا گیا یعنی مال غیر کا باطل طریقے سے نہ کھاؤ کیونکہ یہ کھانا اپنی نفس کا قتل کرنا ہے اور ظلم ہے ۔ اور اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ سے یہ فرمایا کہ اکل مال بالباطل بھی حرام ہے ۔ لیکن شرک سے نیچے . باقی گناہ اگر ہوجائینگے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیگا اس مسئلہ کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہوگا کہ پہلے کہا گیا مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا اس سے مرتبہ کا مل ہی جیسا کہ قاعدہ کلام پاک کا ہے حاصل یہ ہے کہ جس نے مال غیر کا بطریق الباطل کھایا اور عقاد حرمت کا نہ کیا تو وہ آگ میں داخل ہوگا . لہذا اس کے متعلق اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ کہا گیا کہ شرک اور کفر کے انواع سے جو بچے گا باقی گناہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو بخش دے گا . اور شرک کبھی نہیں بخشے گا (۱۲) وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ سے لیکر اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا تک یہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے سے میراث میں فضیلت دی ہے ۔ لہذا پورا حق دینا چاہئے . کیونکہ پورا حق نہ دینا بھی ظلم ہے ۔ لہذا حق سے زیادہ لینے کی خواہش نہ کرنی چاہئے . کیونکہ یہ کام اللہ کے ہاتھ میں ہے اور رجال اور نساء کا ایک دوسرے کے مال میں حق ہے اور موالی کا حق فرضی نہیں ہے ہاں اگر مرتے وقت کچھ وصیت ان کے حق میں کیجاوے تو اچھا ہے (تحقیق آیت والمعنی) لَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ سے مراد فی المیراث ہے بقرینہ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا الخ کے قولہ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ پہلے موالا موالات کیواسطے چھٹا حصہ دیتے تھے وجوباً اور وجوب اس کا وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ سے ثابت کرتے تھے اور پھر اس وجوب لے حکم کو منسوخ کیا گیا . اور ناسخ اس کی یہی آیت ہے لیکن پہلا حصہ یعنی وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ کیونکہ موالی سے مراد وارث ہیں لیکن حق بات یہ نہیں بلکہ حق معنی ابن عباس نے کیا ہے کہ مہاجرین اور انصار مواخاۃ کی وجہ سے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ سے منسوخ کیا گیا اور پھر کہا گیا وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ اے من النصر والرفادۃ یعنی جو وعدہ نصرت وغیرہ کے ان کو تم نے کئے ہیں وہ پورے کرو اور وراثت کا حکم انکے واسطے اس جگہ کوئی نہیں ہے . اب یہ جاننا چاہئے کہ اگر آیت کا معنی پہلے کوئی دوسرا ہوتا ہو اور دوسرا بھی بن سکے اور

آیت میں کچھ تغیر وغیرہ نہ آئے دوسرا علیحدہ معنی کو معنی ابقائی کہتے ہیں جیسا کہ فاٰتُوْھُمْ نَصِیْبَھُمْ سے مراد تو مفسرین نے حصّہ جاہلیت والا لیا ہے اور ابن عباسؓ نصیبھم سے مراد نصر وغیرہ لئے ہیں اور تغیر وغیرہ بھی نہیں آتا کیونکہ وَلِکُلٍّ جَعَلْنَا تو دونوں کے نزدیک وارثوں کے لئے ہے صرف باقی مفسرین دوسرے کو منسوخ بتلاتے ہیں اور ابن عباسؓ منسوخ نہیں بتاتا یہ معنی ابقائی ہوگا (تحقیق لفظ کبائر) بعض جگہ لفظ مفرد آتا ہے تو وہ خود بن سکتا ہے کہ مراد اس جگہ شرک مطلق ہوگا۔ اور بعض جگہ لفظ جمع کا آتا ہے۔ جیسا کہ یہاں آیا ہے تو مراد انواع شرک اور کفر کے ہوتے ہیں (۱۴) اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ سے لیکر اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیْرًا تک یہ بیان کیا گیا کہ رجال مسلط ہیں نساء پر لہٰذا عورتوں کو ازواج کی اطاعت کرنی چاہئے۔ اور ازواج کو ان پر ظلم نہ کرنا چاہئے ہاں عورتیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک تو صالحہ کہ وہ اپنی نفس کو دور رکھتی ہیں زنا سے وقت غیب ہونے زوج کے اللہ کے خوف سے۔ اور دوسری وہ کہ بری ہوں ان کو نصیحت کرو اگر باز آجائیں تو خیر ورنہ ان کو مارو واسطے نصیحت کے اور دور ہو جاؤ یا ان کو دور کرو مضاجع سے (تحقیق الفاظ) اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا۔ الرجال قوامون دعویٰ ہے۔ اور بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ اور بِمَآ اَنْفَقُوْا دو تو اس کی علتیں ہیں حافظات للغیب بما حفظ اللہ للغیب میں لام بمعنی فی ہے اور بما میں ما مصدریہ ہے۔ اور با سببیہ ہے اے حافظات وقت الغیب بحفظ اللہ ایاہن بتوفیق اللہ (ابن عباس) اور نشوز کا معنی سرکشی ہے (۱۴) وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِھِمَا سے کر عَلِیْمًا خَبِیْرًا تک حکم رعیت کا ہی حاصل یہ ہے کہ اے مسلمان اگر ما بین زوج اور زوجہ تنازع ہووے تو اصلاح کیا کرو اس جگہ تک احکام رعیت کے ختم ہوگئے ہیں خلاصہ تمام کا یہ ہے کہ مال یتیم کا نہ کھاؤ یہ ظلم ہے اگر تم یتیم پر عدل نہ کر سکو دوسری کوئی عورت کرو۔ خواہ ایک کرو خواہ بہت چار تک اگر طاقت نہ ہو۔ تو لونڈی کرلو۔ یہ تقسیم اس واسطے ہے تاکہ ظلم نہ کرو عدل کرو پھر ان کو مہر بھی دیا کرو اور یتیموں اور عورتوں پر ظلم نہ کیا کرو اور نرمی کرو ورثہ کی تقسیم کرنے اور دینے میں اور اگر عورتیں فاحشہ کریں پھر توبہ کریں تو ان پر ظلم نہ کرو اور ورثہ میں عورتیں نہیں ملتیں۔ بلکہ مال ملتا ہے ہاں اگر خوشی سے نکاح کریں تو بیشک کرو اور جو عورتیں نکاح میں نہیں آسکتیں اور حرام ہیں تو ان کو نکاح نہ کرو اگرچہ وہ خوشی سے بھی کریں۔ اگر نکاح کرو محلات کے ساتھ تو مہر دیا کرو اور ظلم نہ کرو اور مال بطریق الباطل نہ کھاؤ۔ کیونکہ یہ بھی ظلم ہے اور ورثہ میں اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر ترجیح دی ہے ہر ایک کو اپنا حق پورا دو ظلم نہ کرو۔ اور رجال اگرچہ عورتوں پر مسلط ہیں مگر ان پر ظلم نہ کریں۔ اگر ما بین زوج اور زوجہ کے تنازع ہو تو اصلاح کیا کرو (۱۵) اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِھِمَا سے کر اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا تک یہ حکم رعیت کے احکام سے ہے اور حکم مسلمانوں کو کیا گیا یعنی اگر ما بین الرجل والمرأۃ مخالفت سخت ہو جائے تو اصلاح کیا کرو ایک شخص زوج کے اہل سے اور ایک آدمی زوجہ کے اہل سے اصلاح کے لئے مقرر کر کے بھیجا کرو اور ظلم نہ کیا کرو۔ (تحقیق ضمیر و معنی لفظ) اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا ای الحاکمین اور اصلاح کا معنی نیک نیتی ہے وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا سے اصلی دعوی بیان کیا گیا بعد بیان کرنے احکام رعیت کے یعنی شریک اس کا نہ بناؤ اسی ایک واحد لا شریک کی عبادت کرو اور ان احکام مذکورہ پر اگر اعتقاد نہ رکھا جائے تو بھی شرک ہے۔ اور بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا سے لے کر وَکَانَ اللّٰہُ بِھِمْ عَلِیْمًا تک چار امور ذکر کئے گئے (۱) مصارف بتلائے گئے (۲) نہ خرچ کرنے والوں کو تخویف بیان کی اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ سے لے کر عَذَابًا مُّھِیْنًا تک (۳) مصارف پر خرچ نہ کرنے کی وجہ بتلائی گئی کہ مصارف پر خرچ نہ کرنے والوں کا ساتھی شیطان ان کو گمراہ کر رہا

۱۲ احسان کرنیکا امر بیان کیا گیا کیونکہ پہلے تخویف بیان کی گئی اور بعد میں ظلم سے ہٹانے کیواسطے احکام رعیت بیان کئے گئے۔ اور توحید بیان کر کے احسان کرنیکا حکم کیا گیا اور بالوالدین احسانًا سے لیکر وکان اللّٰہ بھم علیما تک

ہے بلکہ ریاکت ہیں (۴۴) وَمَاذَا عَلَیْهِمْ سے لے کر بِهِمْ عَلِیْمًا تک زجر کی گئی کہ کونسی حرج تھی ان کو اگر ایمان لاتے اور خرچ فی سبیل
اللہ کرتے اس جگہ بھی کامل مرتبے والے مراد ہیں یعنی جو خرچ نہ کریں اور عقیدہ بھی نہ رکھیں یعنی مشرک ہوں۔ (معانی الفاظ) الجار الجنب
جو کہ ہمسایہ ہو لیکن دور رہنے والا ہو والصاحب بالجنب یعنی رفیق فی السفر یعنی طالب یا زوجہ مراد ہیں۔ اور پھر اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً سے لے کر وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا تک ترغیب علی الاحسان دلائی گئی آج وقت بچ رہ کرنے کا اس کے بدلے
اللہ تعالی دوگنا دے گا۔ کیونکہ خداوند کسی کے اعمال ضائع نہیں کرتا۔ اور خلاصہ اس مقام کا ینبغی ان تحصلو المضاعفۃ ہے۔ تحقیق آیت
برائے دفع شبہ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (اے ما دمت فیھم رواہ مسلم عن ابن مسعودؓ عن رسول اللہ صلعم فی باب فضیلت القرآن
اور پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا تک نماز کا ذکر لایا گیا۔ کیونکہ یہ موجب امتثال امر الٰہی کے
واسطے۔ حاصل تمام مذکورہ ماقبل کا یہ ہے کہ تخویف دے کر کہا گیا کہ ظلم نہ کرو اور احسان کرو اور ایک اللہ کی عبادت کرو شرک نہ کرو۔ اور
ظلم نہ کرنے کی مدد اور احسان کرنے پر آمادہ اور آپس میں الفت ڈالنے والی صلوۃ ہے اس لئے عزوجل نے نماز کا حکم فرمایا کیونکہ انسان جب
قیام میں ہوتا ہے تو گویا خدا کے آگے عاجزی کر رہا ہے اور رحمت برس رہی ہے پھر جس وقت رکوع میں جاتا ہے تو دریائے رحمت الٰہی میں
غوطہ لگانے کی صورت بنائی ہے جس وقت سجدہ میں گیا تو گویا دریائے رحمت میں غوطہ لگا دیا ہے۔ خدا تعالی کے قدموں میں سر رکھ دیا ہے
پھر جس طرح دنیا میں رواج ہے کہ اگر کوئی کسی کے قدموں میں گر پڑے تو وہ کہتا ہے اب اٹھ اسی طرح باری تعالی نے حکم کیا کہ اٹھ پھر اٹھ کر
شخص قدموں میں گر پڑتا ہے۔ یہ حاصل ہے حدیث کا جو کنز العمال میں مذکور ہے۔ پھر صلوۃ کے ذکر کے بعد ترقی کر کے اللہ تعالی نے وضو کا
حکم فرمایا جو کہ شرط للصلوۃ ہے بس یہ بھی مدد ہوا۔ پھر حدیث شریف میں آیا ہے سووا صفوفکم او لیخالفن اللہ بین قلوبکم نماز
میں اھدنا الصراط المستقیم مراد ہے۔ ہاں بعد تمام کرنے التحیات کے اور دعائیں بھی حسنہ مانگ لو۔ شعر

از خدا غیر خدا را خواستن ظن افزونیست کلی کاستن

(تحقیق الفاظ) اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اس کا مقابلہ اور علی سفر کے ساتھ بن نہیں سکتا۔ کیونکہ اگر غائط سے آئے خواہ سفر میں ہو یا نہ
ہو، وضو ضروری ہے۔ لہذا حق یہ ہے کہ او بمعنی واو حالیہ ہے کذا فی الکبیر صاحب مدارک نے نقل کیا ہے کبیر سے۔ اور باقی اس کی پوری تحقیق سورۃ مائدہ
میں ہے اس جگہ تک تخویف بیان کر کے اس کے دفعیہ کیواسطے حیلے بتلائے اور پھر ان حیلوں پر آمادہ کرنے والی صلوۃ بتلائی گئی۔ اور اب الم
تر الی الذین اوتوا نصیبا سے لے کر فلا یؤمنون الا قلیلا تک شکوے اور زجر یہود پر کی گئی کہ ان احکام مذکورۃ کو اہل کتاب یہود نہیں
مانتے اس وجہ سے کہ یہ احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں اور رسول علیہ السلام کی تکذیب کرتے ہیں اور بجائے ان کے کلمات مقامات
جو ان کی کتابوں میں آئے ہیں تحریف کرتے ہیں۔ ان کو کہا گیا کہ اگر مان لیتے تو ان کے لئے اچھا تھا۔ (تحقیق لفظ) یحرفون الکلم سے
لے کر واسمع غیر مسمع وراعنا لیا بالسنتہم تک معنی یہ ہے کہ لیا متعلق ہے یحرفون کے یعنی اس کی ضمیر سے حال ہے یعنی کلمات کی
تحریف کرتے ہیں در آنحال کہ پیچ دینے والے ہوتے ہیں زبان کو۔ اور واسمع غیر مسمع کا معنی یہ ہے کہ خدا کرے نہ سنایا جاوے کوئی یعنی اصم
ہو جاؤ۔ یا دل میں کہتے تھے یا سامنے کہتے تھے۔ اور پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے لے کر وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا تک تخویف دی

گئی ہے کہ آؤ وقت ہی مان لو ورنہ عذاب آنے کے وقت کچھ نہ ہو سکے گا۔ اور پھر اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ سے لے کر فَقَدِ افْتَرٰی اِثْمًا مُّبِیْنًا تک یہ بیان کیا گیا بعد بیان کرنے احکام کے اور دھمکے اور تخویف کے کہ احکام بھی مان لو۔ لیکن شرک سے بچنا ضروری ہے یہ بڑی بلا ہے جیسا کہ عادت ہے کہ وعظ مسائل بیان کرتے کرتے کہتے ہیں کہ فلانی چیز بہت ضروری ہے اس کو ضرور کرنا چاہئے۔ اسی واسطے اس کو پہلے بھی وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا سے بیان کیا گیا پھر ترقی کے ساتھ اعادہ کیا یعنی پہلے کہا کہ شرک نہ کرو اور اب کہا کہ شرک کرو گے تو کسی حیلے سے بخشا نہ جائے گا۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُزَکُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ سے لے کر وَّاٰتَیْنٰهُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا تک اہل کتاب کو دو زجریں اور شکوہ کیا گیا۔ ایک یہ کہ اپنے آپ کو اچھا کرنے سے کوئی اچھا نہیں ہو سکتا اور شیطان اور اصنام کی عبادت کرنیوالے اہدی نہیں ہوتے فخر کی باتیں کرتے ہیں۔ آیا ان کا اللہ کے ساتھ حصہ ہے بادشاہی میں کما قال اَمْ لَهُمْ شِرْکٌ فِی الْمُلْکِ اس کی تائید میں ہے اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّکَ الخ اس جو ایسی باتیں کرتے ہیں اور بلکہ حسد کرتے ہیں مومنوں پر کہ اللہ نے ان کو کیوں دیا ہے حالانکہ آل ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے کتاب اور حکمت دی تھی اسی طرح مومنوں کو بھی اللہ نے کتاب دی اور بادشاہی دے گا۔ (تحقیق الفاظ و جملہ) یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ۔ الجبت اصنام ہوتے ہیں اور ان میں شیطان ہیں جو کہ کلام کرتے ہیں۔ لوگ معلوم کرتے ہیں کہ اصنام متکلم ہیں اور وَیَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ الخ عطف تفسیری ہے واسطے یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ کے پھر فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ کَفَرَ سے لے کر وَنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا تک یہ بیان کیا کہ اہل کتاب دو قسم ہیں ایک تو مومن اور ان کو بشارت دی گئی ہے اور دوسرے کافر ان کو تخویف دی گئی اس جگہ سے آگے اب احکام سلطانیہ شروع ہو گئے ہیں اور پھر اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ سے لیکر وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا تک بادشاہوں کو حکم کیا گیا کہ حق داروں کے حق لوگوں سے دلوا دو اور حکم بالعدل کرو اور رعیت کو حکم کیا گیا کہ تم ان کی تابعداری کرو اور فیصلہ طرف حکام کے لیجایا کرو (تحقیق جملہ) اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اس کا معنی یہ نہیں کہ لوگوں کی امانتوں کو دو اور پھر اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ سے لے کر ذٰلِکَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰہِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ عَلِیْمًا تک منافقوں پر زجر ہے اور تعلق ہے وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کے حاصل یہ کہ ان منافقوں کو رسول اللہ صلعم کی تابعداری کرنی تھی یہ منافق رسول اللہ صلعم کے حکم پر کفایت نہیں کرتے۔ اور ایک یہودی نے اکتفا کر لی تھی پھر حضرت عمرؓ کے پاس فیصلہ کے لئے گئے تو یہودی نے کہا کہ پہلے رسول اللہ صلعم سے فیصلہ کروا آئے ہیں۔ پھر منافق کی مرضی تمہارے پاس تھی حضرت عمر نے اس کو قتل کر دیا۔ اس واسطے کہ رسول اللہ صلعم کے حکم پر کفایت نہیں کی۔ پھر باقی بعض منافق رسول اللہ صلعم کے پاس جا کر کہا کہ حضرت عمر کے پاس توفیق بین الخصمین کے واسطے گئے تھے نہ اس واسطے کہ تمہارے حکم پر راضی نہ تھے پھر آخر میں فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ تک کہا گیا کہ کبھی مومن نہ ہونگے جب تک تمہاری اطاعت نہ کریں اور تیرے فیصلہ پر بچے نہ رہیں۔ باوجود اس امر کے کہ اگر ان پر احکام سخت مثل قتل کرنا نفسوں کا فرض کرتے تو ان میں سے کوئی اطاعت نہ کرتا مگر تھوڑی۔ اب احکام آسان نازل کئے ہیں اگر ان پر عمل کرتے تو اچھا ہوتا۔ (تحقیق الفاظ) فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا یُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَکَانَ خَیْرًا لَّهُمْ یعنی اگر ایسے آسان احکام پر عمل کرتے اور تابعداری رسول صلعم کی کرتے تو ان کی لئے اچھا ہوتا۔ (۲) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَکُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا

جمیعاً سے حکم کیا گیا کہ اٹھو کپڑو تلواروں کو اور فی سبیل اللہ قتل کرو اور غریبوں مسکینوں کو کفاروں کے ہاتھ سے چھڑاؤ اور پھر وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ سے لے کر فَوْزًا عَظِيْمًا تک بعضے منافقوں کو زجر اور شکوہ بیان کیا گیا کہ اگر تم کو شکست وغیرہ ہو تو کہتے ہیں کہ ہم پر اللہ کا رحم ہو گیا کہ ہم نہیں گئے تھے اور اگر فتح ہو جائے تو اس وقت کہتے ہیں کہ افسوس ہم تمہارے ساتھ ہوتے لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ کا معنی لازمی اور متعدی دونوں آتے ہیں یعنی خود ہٹتا ہے یا لوگوں کو ہٹاتا ہے (تحقیق جملہ) لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ مفعول لیقولن کا يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ ہے اور كَاَنْ لَّمْ تَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ جملہ معترضہ اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ درمیان تمہارے اور اس کے کوئی دوستی نہ تھی دین میں کیونکہ منافقوں کی دوستی مومنوں کے ساتھ نہیں ہوتی دل میں۔ اگرچہ ظاہر میں تو دوستی کرتے تھے (خازن و مدارک) اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ تمہارے پاس ایسی باتیں کرتے ہیں گویا کہ ظہار کر رہا ہے کہ میرا پہلے ان کے ساتھ کوئی علاقہ نہ تھا اگر ہوتا تو میں بھی تمہارے ساتھ جا کر فوز عظیم کو حاصل کر لیتا۔ یہی حق ہے (۳) پھر فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے لے کر اَجْرًا عَظِيْمًا تک ترغیب علی القتال ہے۔ پھر وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ سے لے کر اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا تک وہی حکم کیا گیا۔ بادشاہوں کو پہلے سے زیادہ واضح بات بیان کیا کہ اٹھو تلوار پکڑو کہ غریب لوگ مکے میں بند ہیں آنے کی طاقت نہیں رکھتے اور دعائیں کر رہے ہیں کہ اے اللہ ان کفار مشرکوں سے خلاصی دے لہٰذا تم اٹھو ان کی خلاصی کے لئے قتال کرو پھر اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ سے لے کر فَمِنْ نَّفْسِكَ تک زجریں ہیں منافقوں کے لئے کہ قتال نہیں کرتے آیا موت سے ڈرتے ہیں جس جگہ تم ہو موت تو وقت پر ضرور آجائے گی۔ دوسرا اگر ان کو کوئی حسنہ آجائے تو کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے آیا ہے اور ہم مستحق بھی اس کے تھے اور اگر کوئی سیئہ آئے تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کی طرف سے آیا ہے حالانکہ سیئہ اور حسنہ دونوں اللہ کی طرف سے آتے ہیں اور پھر وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا سے لے کر عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا تک نبی علیہ السلام کو تسلی دی گئی ہے کہ علیک التبلیغ پس اگر جس نے تیری اطاعت کر لی تو اس نے اللہ کی اطاعت کر لی اور جس نے نہ کی تو محض فاسد ہے ان کی باتوں پر غم نہ کرو اور ان کو تخویف دی گئی اللہ تعالیٰ سب کچھ جان رہا ہے پوری پوری سزا عملوں کے موافق دے گا۔ (معانی الفاظ) بروج مشیدۃ۔ یعنی محل محکم۔ هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ اے شومک اور پھر وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ فَاِذَا بَرَزُوْا سے لے کر لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا تک زجر کی گئی ضعیف مومنوں کو یعنی یہ دو کام اچھے نہیں کرتے ایک تو سامنے تیری اور باتیں کرتے ہیں اور بعد میں اور کرتے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ اگر کوئی خبر خوف و امن کی آئے تو اس کو مشہور کر دیتے ہیں۔ حالانکہ ان کے لئے یہ مناسب نہ تھا (ترکیب بيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ) کی یہ ہے تقول کی ضمیر یا تو راجع ہے طرف طائفہ کے یا طرف نبی علیہ السلام کے معنی یہ ہو گا کہ رات میں صلاح کرتے ہیں ایک گروہ ان میں سے غیر اس امر کہ کہتا تھا وہ گروہ یا کہتا تھا تو لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا اس کا معنی یہ نہیں کہ اگر یہ قرآن غیر اللہ سے ہوتا تو اس میں آپس میں اختلاف بعض کو بعض کے ساتھ ہوتا بلکہ معنی یہ ہے کہ اگر مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ ہوتا تو اس میں امور مخالف واقع کے ہوتے یعنی کچھ کذب تو ہوتا اور معنی اختلاف کا کذب ہے لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۔ اس کے دو معنی ہیں اول تو یہ ہے۔ اَلَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَ سے مراد طالب خبر کے ہیں۔ اور منہم کی ضمیر اولو الامر کی طرف راجع ہے یعنی اگر تم اس کو نہ مشہور کرتے۔ تو طالب اس خبر کے جان لیتے اولو الامر

اور دوسرا معنی یہ ہے کہ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ سے مراد اولوا الامر ہیں اور مِنْهُمْ سے مراد عام لوگ ہیں معنی یہ ہوگا کہ اگر ضعیف الایمان خود خبر کو مشہور نہ کرتے بلکہ اولوا الامر کی طرف رد کرتے تو اولوا الامر جان لیتے کہ آیا یہ خبر مشہور کرنے کے لائق ہے یا نہیں۔ فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سے لے کر وَاَشَدُّ تَنْكِیْلًا تک بعد بیان کرنے زجرات کے واسطے منافقوں اور ضعیف مومنوں کی اعادہ حکم ثالث یعنی مَا لَكُمْ اَنْ لَا تُقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کا اعادہ کیا گیا واسطے بعد عہد کے پس حاصل یہ ہوا کہ اس کا اعادہ کیا واسطے تنویر کے لہذا فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سے لیکر اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا تک تنویر ہے اس حکم ثالث کی۔ اب فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سے لے کر وَاَشَدُّ تَنْكِیْلًا تک یہ بیان کیا کہ اٹھو قتال کرو۔ اور لوگوں کو قتال کے واسطے برانگیختہ کرو۔ اور مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً سے لے کر وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا تک متعلق فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الا وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ کے ساتھ یعنی تو لوگوں کو قتال کے واسطے وعظ کر۔ کیونکہ جو شخص کہ اچھی بات کی نصیحت اور وعظ کرے تو اس کو اس سے ثواب ملتا ہے اگر بری بات کہے تو اس کی جزا ملتی ہے۔ اور معنی مُقِیْتًا کا قادر یا حافظ یعنی محصی کل شیء اور وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا تک بھی متعلق فَقَاتِلْ کے ہے لیکن یہ خطاب عمیت کو کیا گیا یعنی اگر تمہارے پاس واعظ جہاد پر آمادہ کرنے کے لئے آویں اور سلام دیویں تو تم ان کو جواب دو ان کے کہنے سے زیادہ اگر نہ تو موافق کہنے انکے تو ضرور دو۔ حاصل یہ ہے کہ ان سے خوشی کے ساتھ پیش آئیں اور انکے حکم کی تعمیل کرو اور پھر اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے لے کر اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا تک تخویف دی گئی ہے بعد بیان کرنے اسباب کے کہ حکم کی تعمیل کرو۔ اگر تم نے نہ کی تو اللہ کے آگے پیش ہونا ہے اور پھر فَمَا لَكُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ سے لے کر فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَیْهِمْ سَبِیْلًا تک زجر کی گئی ہے مومنوں کو اور منافقوں کو لیکن منافقوں کے دو فریقوں کا حال بیان کیا گیا ہے۔ اول تو وہ جو کہ باہر شہروں میں نکل گئے ہیں انکے واسطے زجر کی گئی ہے کہ ان کے قتل کرنے میں مومن دو فریق کیوں ہوگئے ہیں۔ ان کے قتل کرنے میں حالانکہ وہ تمہارے کافر ہونے کو پسند کرتے ہیں۔ ہاں بے شک دوسرا فریق جو کہ ان کفار کے پاس چلے گئے ہیں جنکے ساتھ تمہارا میثاق ہے ان کو قتل نہ کرو تاکہ وعدہ خلافی لازم نہ آئے اور جو تمہارے پاس آگئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ جنگ نہیں کرتے اور نہ کفار کے ساتھ کرتے ہیں اور تمہارے سے سلامتی رہنے کی طلب کرتے ہیں ان کو بھی قتل نہ کرو (تحقیق امر ضروری) فَمَا لَكُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ فِئَتَیْنِ سے مراد وہ منافق ہیں جو کہ اور شہروں میں نکل گئے ہیں بقرینہ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ورنہ جو باہر نہیں نکلے تھے ان کو قتل کرنے کا حکم تو نہ تھا اور حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ حال ہے بتقدیر قد سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِیْنَ یُرِیْدُوْنَ سے لے کر جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا تک متعلق اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ تا فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَیْهِمْ سَبِیْلًا کے ساتھ ہے حاصل یہ ہے کہ باہر جاؤ گے قتال کے لئے تو بعض ایسے کفار ملیں گے کہ وہ نہ مومنوں کے ساتھ اور نہ کفار کے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتے ہونگے۔ لیکن پوشیدہ مومنوں کے ساتھ جنگ کرنے میں داخل کئے جائیں گے پس اگر باز نہ آئیں تو ان کو بھی قتل کرو (تحقیق جملہ) كُلَّمَا رُدُّوْٓا اِلَی الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِیْهَا۔ پوشیدہ داخل کئے جائیں گے قتال میں قہر و جباریت کے ساتھ یعنی اللہ تعالی ان کو قہر و جباریت سے قتال میں داخل کر دے گا فَاِنْ لَّمْ یَعْتَزِلُوْكُمْ وَیُلْقُوْٓا اِلَیْكُمُ السَّلَمَ یلقوا الیکم کا عطف یعتزلوکم پر ہے۔ (۴) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا سے لے کر وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا اَلِیْمًا تک یہ بیان کیا کہ تم باہر جاؤ گے قتال کیواسطے

تو اگر کوئی مومن اس جگہ کا خطاً قتل ہو گیا تو حکم اس کا یہ ہے۔ اور جو عمداً کرے وہ جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ (تحقیق لفظ) فجزآءہ جھنم خالدا فیھا خالد کا لفظ اس واسطے کہا گیا کہ من یقتل مؤمنا متعمدا اسے مراد کامل مرتبہ ہے۔ یعنی جو اعتقاد رکھے جواز کا (۵) یاایھا الذین امنوا اذا ضربتم سے لے کر ان اللہ بما تعملون خبیرا تک یہ بیان کیا کہ تم باہر جاؤ گے تو اگر کوئی کہے کہ میں مسلمان ہوں تو بلا تحقیق اس کو قتل نہ کرو دنیا کی طمع سے۔ اور پھر لا یستوی القاعدون سے لے کر وکان اللہ غفورا رحیما تک ترغیب علی القتال دی گئی کہ وقت ہے قتال کرو درجات ملیں گے (۶) اور ان الذین توفھم الملائکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیم کنتم سے لے کر وکان اللہ عفوا غفورا تک خطاب ہے واسطے ان لوگوں کے جو کہ مکے میں بند ہیں اور جنکے واسطے بادشاہوں کو یہ چھ احکام کہے گئے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ اے مومن کہلانے والے بند کئے ہوئے مکے میں تم کیوں نہیں نکلتے ہیں۔۔۔ تمہارے واسطے بادشاہوں کو تو بے شک لے آیا ہوں۔ لیکن تم خود کیوں نہیں نکلتے۔ ہاں اگر کوئی ضعیف ہو نکل نہ سکے تو وہ لاچاری امر ہے پس یہ زجر ہوئی واسطے رہنے والوں کے اور نہ ہجرت کرنے والوں کے کہ باوجود ہمت کے تم کیوں نہیں نکلتے (معنی لفظ) ظالمی انفسھم در آنحال کہ ظلم کرنے والے ہیں اپنی نفس پر بوجہ نہ ہجرت کرنے کے۔ اور پھر ومن یھاجر فی سبیل اللہ سے لے کر وکان اللہ غفورا رحیما تک ترغیب علی الہجرت دی گئی ہے۔ بعد زجر کرنے کے یعنی کیوں نکلتے نہیں ہو۔ حالانکہ نکلنے میں انعام بھی میں دونگا۔ (۷) واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم سے لے کر کتابا موقوتا تک کہا گیا کہ تم باہر جب قتال کے لئے جاؤ گے اور حملہ کرنے کفار کا خوف ہو تو صلوۃ الخوف ہو تو صلوۃ الخوف کی طرز بتلائی گئی۔ کیونکہ نماز کی فرضیت کسی حیلے سے نہیں ہٹتی (تحقیق امر ضروری) مفسرین نے فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا سے صلوۃ القصر ثابت کی ہے لیکن شاہ ولی اللہ صاحب نے فرمایا اس سے مراد صلوۃ القصر نہیں ہے بلکہ اس سے مراد کیا؟ قراءۃ طویلہ کے قصر پڑھا کریں یعنی جلدی پڑھ لیا کریں (فائدہ) ذکر اللہ کا بھی مثل نماز کے فرض ہے یعنی جو شخص اللہ کو یاد نہ کرے اس نے گویا فرض کی ترک کی۔

ع ذکر حق ہمچو نماز سے فرض دان۔

ولا تھنوا فی ابتغاء القوم سے لے کر وکان اللہ علیما حکیما تک ترغیب علی القتال کی گئی یعنی نماز پڑھو اور سست نہ ہوا ان کی طلب میں۔ (معنی لفظ) ان تکونوا تألمون اگرچہ تم درد پانے والے ہو (۸) پھر انا انزلنا الیک الکتاب سے لے کر وکان فضل اللہ علیک عظیما تک یہ بیان کیا کہ تم جس وقت باہر جاؤ گے تو فیصلہ بقواعد کرو اور اپنی علم موجب کرو کیونکہ تجھ کو اللہ تعالیٰ نے وہ احکام زبانی بتا دئے ہیں جو تم نہ جانتا تھا یہ ایک بڑا انعام ہے۔ غرض یہ ہے کہ حکم برائے خود نہ کیا کرو جیسا کہ طعمہ کے حق میں کیا ہے درمیان زجر کی گئی ہیں طعمہ کی قوم کو کہ یہ صلاح کرتے ہیں کہ جھوٹی گواہی دیں طعمہ کے واسطے۔ اور لا خیر فی کثیر من نجواھم سے لے کر وساءت مصیرا تک تعلق ہے بہت طمابعلہ کے زجر ہے طعمہ کی قوم کے واسطے جو کہ پوشیدہ باتیں کرتی تھی (تحقیق جمل مفردات) بما اراک اللہ یعنی بقواعد الہیہ (ولا تکن للخائنین خصیما) یعنی بالرای عمل کرنے سے احتمال ہے کہ خائنین کا ممد ہو جائے بندہ۔ واستغفر اللہ یعنی طلب مغفرت کی کر اس سے جو کہ تم نے اپنی خواہش سے حکم کیا ہے اذ یبیتون ما لا یرضی من القول یعنی صلاح کرتے رات میں وہ جو کہ یہودی کے حق میں صلاح کرتے تھے جھوٹی گواہی کے واسطے۔ ھا انتم ھؤلاء جادلتم خطاب مجادلوں کو ہے

مَنْ یَّعْمَلْ سُوْءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ مراد سوء سے چوری ہے اور ظلم سے جھوٹی گواہی ہے۔ وَمَنْ یَّکْسِبْ خَطِیْٓئَۃً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ یَرْمِ بِہٖ بَرِیْٓئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُھْتَانًا وَّ اِثْمًا مراد خطیئہ سے چوری ہے اور اثما سے مراد جھوٹی قسم (ابن عباسؓ) معنی ثم یرم بہ بریئا کا یہ ہے پھر تہمت دی بری کو۔ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَرَحْمَتُہٗ لَھَمَّتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ اَنْ یُّضِلُّوْکَ۔ لولا کی جزا یضلوک محذوف ہے اور ھمت طائفۃ علۃ ہے جزا کی معنی یہ ہوگا کہ اگر رحمت اللہ کی نہ ہوتی تجھ پر تو وہ تجھ کو گمراہ کر لیتے گواہی میں کیونکہ نیت گمراہ کرنے کی کر چکے تھے تحقیق (عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ) اول میں معنی اس آیت کے تفسیروں سے کئے جاتے ہیں واسطے بتلانے حق کے پھر مخالفین کے معنی کو رد کیا جائے گا پھر انکے شبہات کا جواب دیا جائے گا۔ مدارک نے معنی کیا ہے کہ علمک مالم تکن تعلم من امور الدین والشرعیۃ اور من خفیات الامور وضمائر القلوب (۲) از خازن علمک مالم تکن تعلم یعنی من احکام الشرائع وامور الدین وقیل علمک من علم الغیب مالم تکن تعلم۔ وقیل معناہ علمک من خفیات الامور واطلعک علی ضمائر القلوب وعلمک من احوال المنافقین وکیدھم مالم تکن تعلم (از جلالین) علمک من الاحکام (از ابن عباسؓ) علمک بالقراٰن من الاحکام والحدود مالم تکن تعلم (از تفسیر حقانی) تم کو وہ باتیں سکھائیں جنکو تم نہ جانتا تھا۔ اور اس کی تفسیر میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور بہت سے احکام اور شرائع جو تم نہیں جانتا تھا بتلائے۔ اب معانی کفایت کے واسطے ان تفسیروں سے نقل کئے گئے ہیں۔ اول تو نفس معانی کو دیکھو آیا ان معانی کر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کل غیب ماضیہ اور مستقبلہ حوادثہ تم کو تبلائے گئے۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ معنی کسی نے نہیں کیا ہے۔ اب یہ جانا چاہئے کہ اس مقام میں بھی کل غیب مراد لینے سباق کے مناسب ہی یا نہیں سیاق یہ ہے کہ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ الخ اس سے حکم سلطانی بیان کیا گیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ حکم بقواعد الٰہیہ کیا کرو۔ اور اپنی خواہش کے مطابق نہ کرو پھر طعمہ کی قوم کو زجریں کی گئیں کہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں۔ یہ مختصر ہے اس قانون کا من اراد التفصیل فلینظر ہذا المقام من سورۃ الانبیاء۔ پس اس قانون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ علمک مالم تکن تعلم سے مراد یہی ہے جو کہ تفسیروں والوں نے مراد لیا ہے یعنی تجھکو احکام تبلائے گئے ہیں جو کہ تم نہیں جانتے تھے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ کل غیب مراد لینا غلط ہے باعتبار سیاق کلام پاک کے کیونکہ اس سے تھوڑا سا پہلے کہا گیا۔ وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَرَحْمَتُہٗ لَھَمَّتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ اَنْ یُّضِلُّوْکَ وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَضُرُّوْنَکَ مِنْ شَیْءٍ وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ حاصل یہ ہے اگر تم پر فضل اللہ کا نہ ہوتا تو تم کو گمراہ کر لیتے اگر رسول اللہ صلعم کو کل غیب تبلائے گئے تھے پہلے تو یہ بات کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور دوسرا اول میں وَلَا تَکُنْ لِّلْخَآئِنِیْنَ خَصِیْمًا کہنے سے تنبیہہ کرنے کی کیا ضرورت تھی بلکہ یہ جاننا چاہئے کہ سورت نساء سے بعد چوبیس سورتیں جن میں سورت نور اور اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ۔ اور تحریم۔ اور توبہ ان میں سے ہے از خازن صفحہ ۹ اور سورۃ نور میں قصہ افک حضرت صدیقہ کا مفصلا بیان کیا گیا ہے اس وجہ سے نبی علیہ السلام کتنے دن پریشان رہے منافق طعن کرتے تھے۔ اگر ان کو کل غیب ہوتا ہے تو پہلے ہی کیوں ایسے کام کرتے جس کی وجہ سے ایسی پریشانی آئی۔ اور سورت اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْھَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰہِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ وَاللّٰہُ یَشْھَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ۔ میں کہا اگر کل غیب جانتے تو رسول اللہ صلعم کو اس حکم کرنیکی کیا ضرورت تھی۔ اور سورت تحریم میں یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ

اَذَداَبَكَ اگر کل غیب کا علم ہوتا تو کیوں تسلیم کرتے اور اتنی تنبیہہ کیوں ہوتی۔ اور سورت توبہ میں فرمایا وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْاَعْرَابِ
مُنٰفِقُوْنَ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ۔ اگر رسول اللہ صلعم کو کل غیب ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی ذات اسی طرح کیوں فرماتی۔ اور دوسرا یہ ہے اگر
فی الواقع جانتے ان تمام مقاموں میں تو تنبیہہ اور نفی علم کے کرنے میں اللہ تعالیٰ کا کذب ہوتا ہے (نعوذ باللہ) ع

پس کم خور زیرکاں را ایں بس است

آئندہ مخالفین جو کہ اس جگہ کل غیب مراد لیتے ہیں ان کے اقوال نقل کر کے ان کو رد کیا جائے گا بعض مشرکین نے فی زماننا اس آیت کو
کل غیب کے لئے دلیل بناتا ہے جن کی دار مدار ہسبات پر ہے کہ لفظ ما کا عام ہے۔ لہٰذا کل مغیبات مراد ہونگے۔ **الجواب** فی
القرآن کما علمکم مالم تکونوا تعلمون۔ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون وعلمتم مالم تعلموا انتم ولا اباءکم۔ اور دلیل عموم علم کی
انہوں نے بیان کی ہے حدیث مسلم کی اخبرنا بما کان وما یکون الجواب ایک ان میں کل مایکون وماکان مثلاً کل مثلان فوجداری و
دیوانی ہندی بنگالی جرمنی وغیرہ بیان کرنا ممکن نہیں۔ بلکہ مراد نبذ من امور عظام کی ہو مصرح فی روایت اخری۔ اور بیان کیا انہوں نے
کہ معراج میں اللہ تعالیٰ نے ہاتھ پشت پر رکھا فتجلی کل شی۔ الجواب سات صحابہ نے یہ لفظ بیان کیا فعلمت الذی سالنی عنہ کما ھو
مصرح فی الدر المنثور۔ یہ حدیث بلفظ تجلی لی کل شیٔ وھشالھا خازن نے بیہقی سے نقل کیا ہے کہ یہ سب ضعیف ہیں۔ اب یہ
جاننا چاہئے کہ اس جگہ احکام رعیت کے اور آپس میں تعلق والے اور احکام سلطانیہ ختم ہو گئے ہیں لہٰذا تمام مذکورہ ماقبل کا خلاصہ اور خلاصہ
قوانین کا اور ربط ان کا ذکر کیا جاتا ہے کلام الٰہی میں یہ ایک قانون کثیری ہے کہ جس جگہ تخویف دی جائے دو حیلے بتلائے جاتے ہیں واسطے
دفعیہ عذاب کے ایک ظلم نہ کرنا دوسرا احسان کرنے کا حکم لہٰذا اس قانون کے مطابق پہلے تخویف دی گئی پھر قوانین پندرہ رعیت کے واسطے
بیان کئے گئے ہیں سب کا خلاصہ یہ ہے کہ ظلم نہ کرو کسی قسم کا پھر اس کے بعد اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ سے لے کر احکام سلطانیہ
آٹھ بیان کئے گئے احکام رعیت کے بعد بھی احسان کرنے کا حکم وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا سے لے کر وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا تک بیان
کیا گیا اسی طرح احکام سلطانیہ کے آخر میں اشارۃً لاخیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقۃ او معروف سے ذکر کیا گیا
(ربط احکام رعیت) جاننا چاہئے کہ تین قسم کے احکام بیان ہونگے (۱) مال الطریق الباطل یتیمی کا نہ کھاؤ اور اس سے مراد مہر اور وراثت ہوگی
(۲) احکام نکاح کے متعلق بیان ہونگے (۳) اور وراثت کے متعلق احکام ہونگے جب یہ تین اقسام بیان کرتے تھے لہٰذا اول میں احکام
خمسہ میں تین قسم کے احکام بطور سیدہ کے جمع کئے گئے۔ اول حکم میں بیان کیا کہ یتیمی کا مال ظلماً نہ کھاؤ۔ اور دوسرے میں اور تیسرے میں
بیان کیا کہ نکاح اور مہر میں عدل کیا کرو ظلم نہ کرو اور پھر حکم رابع سے پہلے پر تنویر ڈالی گئی ہے اور خامس میں یہ کہا گیا کہ رجال اور نساء کے
حق پورے دیا کرو۔ اور وراثت میں ظلم نہ کرو اور پھر تین قسموں کے احکام بیان کئے گئے علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب اول حکم سادس
سے لے کر عاشر حکم تک وراثت کے متعلق بیان کیا۔ حاصل یہ ہے کہ یتیمی کے ورثہ میں ظلم نہ کرنا اور حکم سابع میں تعمیم کی۔ کیونکہ حکم خامس اور
سادس میں تخصیص رجال اور نساء اور یتیمی کی گئی ہے اور اس میں تعمیم کی گئی اور کہا گیا کہ تمام کے حصے معینہ میں ظلم نہ کرنا اور پھر حکم ثامن
حکم سابع کے متعلقات میں سے تھا۔ کیونکہ حکم سابع میں بیان تھا کہ کسی کے حق ورثہ میں ظلم نہ کرو خواہ رجال یا نساء خواہ یتیمی ہوں اور

حکم ہشتم میں بھی بیان کیا کہ ورثہ میں نقص غیبت نہ کریں ہاں اگر رجال یا نساء فاحشہ بینہ یعنی زنا ۔ غیبت کریں تو کچھ ایذا اصلاح کیواسطے دیدیا لیکن اگر توبہ کریں تو پھر کوئی ظلم نہ کرنا اور پھر ترقی کر کے حکم ثامن میں فرمایا کہ مال ورثہ میں ملتا ہے نہ عورتیں ۔ اب اس حکم سابع سے مضمون نکاح والا شروع کیا گیا اثنا عشر تک یہ بیان کیا ۔ اور حکم سابع کا تعلق دونوں طرف ہے یعنی ورثہ کے ساتھ بھی تعلق ہے لہذا اس کو پہلے بیان کر کے نکاح کے متعلق بیان کیا گیا ورثہ میں عورتیں نہیں ملتی ہاں اگر خوشی سے نکاح کریں تو جائز ہے اور پھر ترقی کر کے عاشر میں کہا گیا کہ یہ عورتیں اگر خوشی سے نکاح کریں تو جائز نہیں اور حکم بارہویں میں کہا گیا کہ اگر عورتوں کو نکاح کرو تو ان کو مہر بھی دیا کرو ورنہ یہ بھی ظلم ہے اور حکم بارہواں میں بیان اول مضمون مال یتیمی والی کا اعادہ کیا گیا ۔ اور تنویر ڈالی گئی یعنی محض تتمیم کی گئی کہ کوئی مال بھی بطریق الباطل نہ کھاؤ ۔ یہ ایک ظلم ہے جیسا کہ پہلے اس کے مضمون حکم رابع میں تنویر ڈالی گئی ۔ اور جیسا کہ مضمون تیسرے کی زیادتی تنویر اور تتمیم حکم سابع میں ڈالی گئی تھی ۔ اور پھر حکم ثالث عشر اور رابع عشر متعلق وراثت کے لائے گئے ہیں یعنی ورثہ ایک دوسرے کے ساتھ مخالفت نہ کریں اور عورتیں اپنے رجال کی تابعداری کریں ۔ لیکن رجال بھی ان پر ظلم نہ کریں ۔ پھر حکم خامس عشر میں کہا گیا کہ اے مسلمانو اگر درمیان زوج اور زوجہ کے تنازع ہو تو اصلاح کیا کرو ۔ (ربط احکام سلطانیہ) اول میں کہا گیا کہ کسی کا حق دوسرے پر ہو تو حقدار کو حق دلوا دیا کرو ایک حکم تو وہ تھا جو کہ رعیت کیواسطے بادشاہ پر لازم تھا ۔ دوسرے میں یہ بیان کیا کہ اٹھو پکڑو تلواروں کو اور پھر ترقی کر کے حکم ثالث میں کہا گیا کہ کیوں قتال نہیں کرتے ۔ اللہ کے رستے میں کہ ضعیف اور مسکین دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اللہ اس قریہ سے یعنی ظالموں کافروں سے خلاص دے قتال کر کے انکو کیوں نہیں خلاص کرتے اور پھر اس حکم ثالث کی تنویر ڈالی فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللهِ یعنی قتال کرو اور مومنوں کو اس پر برانگیختہ کرو ۔ اچھے کام کرنے والوں کو اجر ملتا ہے ۔ اور پھر حکم رابع میں ترقی کر کے کہا گیا کہ تم جب قتال پر جاؤ کوئی مومن دوسرے مومن کو قتل کر دے تو حکم اس طرح کیا کرو ۔ پھر لشکر والوں کو حکم خامس میں کہا گیا کہ کسی شخص کو بلا تحقیق قتل نہ کرو پھر بادشاہ اور لشکروں کو کہا کہ التفات کرو تم طرف مجبوس فی القرنیہ کے کہ میں... تمہارے واسطے بادشاہ اسلام کو اور اس کے لشکر کو لے آیا ہوں لیکن تم جو کہ ہمت والے ہو کیوں نہیں نکلتے پھر انکو تنبیہہ کر کے پھر التفات کیا گیا ۔ طرف سلطان اور لشکر کے کہ اگر قتال کو جاؤ اور نماز پڑھنے میں کفار کا زیادہ خوف ہو تو نماز اس طرح پڑھو ۔ اور نماز پوری پڑھیں لیکن قراۃ قصر یہ سے پڑھ لیا کریں ۔ پھر بادشاہ کو کہا گیا کہ حکم بقواعد الہیہ سے کریں اور اپنی خواہش کے مطابق نہ کریں جیسا کہ طعمہ کے حق میں کیا ہے ۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ اصل دعوی شرک کی نفی اور اثبات توحید ہے ۔ لہذا اس دعوی کو احکام رعیت بیان کر کے بتلایا ۔ واعبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا سے پھر احکام سلطانیہ ختم کر کے اصلی دعوی یعنی نفی شرک اِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ سے لے کر فلیغیرن خلق اللہ تک ذکر کیا گیا ۔ لیکن پہلے دفعہ لا تشرکوا کہا گیا تھا اور تفصیل نہ کی گئی تھی اور اس میں شرک کے بھی تفصیل کی گئی یعنی شرک فی الاعتقاد اور شرک فعلی بیان کیا گیا اور حکم بھی شرک کا بیان کیا گیا کہ یہ بری بلا ہے اس کو اللہ تعالی کبھی نہ بخشے گا ۔ (تحقیق معانی) اِنَّ اللهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ ۔ قال رسول اللہ صلعم ۔ الدین ھو النصح للہ وللرسول ولعامتہ المؤمنین یعنی اللہ کا شریک بنانا اور رسول اللہ علیہ وسلم کو صادق سمجھنا اور کو سختی سے چھڑانا ۔ ان یدعون من دونہ الا اناثا یعنی مورتیوں کو بلاتے ہیں اور کلمہ اناث کا اس واسطے کہا گیا کہ وہ ملائکہ کو بھی بنات اللہ کہتے تھے اور اصنام بھی جمادات لہذا ضمیر مونث کی ان کی طرف راجع کرتے ہیں فلیبتکن اذان الانعام

یعنی چارپائیوں کی کانوں کو۔ یعنی نیازات غیر اللہ کی ان میں پیدا کر دے گا۔ اور یہی شرک فعلی ہے فلیغیرن خلق اللہ۔ اے دین اللہ اور
پھر ومن یتخذ الشیطان سے لے کر مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا تک متعلق ان یدعون اِلَّا شیطانا مریدًا کے لایا گیا اور تخویف دی گئی
اور اس کے مقابلہ میں وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور بشارت دی گئی۔ اور پھر لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَا اَمَانِیِّ اَهْلِ الْکِتٰبِ سے
لے کر وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰهِیْمَ خَلِیْلًا تک یہ بیان کیا کہ اے مومنو اور اہل کتاب ایک دوسرے پر تفاخر نہ کرو۔ دار و مدار اعمال پر ہے وَاتَّبَعَ
مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ یعنی عقائد والے حکم میں اور پھر وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا سے تخویف دی گئی ہے
کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو جان رہا ہے موافق اعمال کے پوری جزا دے گا۔ اور یَسْتَفْتُوْنَکَ فِی النِّسَآءِ سے لے کر وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا
تک کلام لائی گئی ہے یعنی حکم ثانی رعیت والے پر شبہ پڑتا ہے۔ اس کو رفع کیا گیا۔ یَسْتَفْتُوْنَکَ سے لے کر وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا
تک شبہے کو رفع کیا گیا۔ کیونکہ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ سے یہ وہم ہوتا تھا کہ یتیمی کو نکاح کرنا
بالکل جائز نہ ہوگا اس آیت سے اس شبہ کو رفع کیا کہ یہ مطلب نہیں کہ ان کو نکاح کرنا بالکل ناجائز ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ اگر عدل نہ کر سکو تو کوئی
دوسری عورت نکاح کر لو۔ اور اگر کر سکو تو بیشک کرو (اور دوسرا شبہ) وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ سے لے کر اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰہُ
بَیْنَهُمَا تک پڑتا تھا۔ کہ اصلاح کا معنی یہ ہوگا کہ ہر ایک کو اپنا حق پورا کر دینا اور دلوانا اس سے یہ وہم ہوتا تھا کہ اگر عورت کبھی کہیں اپنا حق
ہر قسم کا یا کچھ حق نہیں لیتی تو وہ عورت اپنی زوج کے پاس نہ رہ سکے۔ کیونکہ اصلاح کا یہ معنی نہیں پایا جاتا۔ پس اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا
سے لے کر کَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا تک بیان کیا کہ اصلاح کا معنی عام ہے خواہ کوئی ایک اپنا حق بخش بھی دے جیسا کہ وَاِنْ تُحْسِنُوْا
وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا سے بیان کیا گیا یعنی اگر کوئی اپنے لینے سے درگذر کرے تو نہایت اچھا ہے لیکن اگر کسی دوسرے
عورت کی خواہش کریں تو پہلی عورت کو کالمعلقہ نہ کریں۔ اور دوسری یہ بات ہے کہ اس جگہ تفریق نہیں بیان کیا گیا اور اس جگہ وَاِنْ
یَّتَفَرَّقَا سے بیان کیا کہ اگر ان کی خواہش تفریق پر ہو تو بیشک کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کا رازق ہے۔ (تحقیق آیت) قل اللہ یُفْتِیْکُمْ
وما یتلی علیکم فی یتٰمی النساء التی لا تؤتونهن ما کتب لهن وترغبون ان تنکحوهن والمستضعفین من الولدان
وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی بِالْقِسْطِ وَمَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ کا عطف اللہ پر ہے اور مراد ما یتلی سے آیت حکم ثانی والی ہے یعنی وَاِنْ خِفْتُمْ
اَلَّا تُقْسِطُوْا الخ والمستضعفین کا عطف فیهن کی ضمیر پر ہے وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْیَتٰمٰی سے یامرکم محذوف ہے اور واؤ حرف عاطفہ
تفسیر یہ ہے واسطے یُفْتِیْکُمْ کے معنی یہ ہوگا کہ تم کو اللہ یہی فتویٰ دیتا ہے۔ عورتیں اور یتیمی اور مستضعفین کے حق میں یعنی امر کرتا ہے
اللہ تعالیٰ کہ ان کے ساتھ عدل کیا کرو۔ نشوز کا معنی سرکشی ہے وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا۔ احسان کا معنی اس جگہ معفو کر دینا ہے قرینہ اس معنی کا
اَنْ تَعْفُوْا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ہے یعنی جیسا کہ ان تحسنوا وتتقوا میں تتقوا تفسیر ہے تحسنوا کی اسی طرح یہ آیت بھی تفسیر ہے۔
(بقرہ پارہ (۲)) اور پھر لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ سے لے کر وَکَانَ اللّٰہُ سَمِیْعًا بَصِیْرًا تک تخویف ہے سب کچھ اللہ کے قبضے میں ہے
اس سے ڈرو۔ اور پھر یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا تک شبہ دوسرا جو کہ حکم تابع
سلطانیہ پر وارد ہوتا تھا دفع کیا گیا۔ شبہ یہ تھا کہ اصلاح کرنے سے شاید کہ کسی غریب آدمی کے واسطے کوئی کمی بیشی کریں تو اصلاح کے

واسطے یہ جائز ہوگا اسی طرح کسی بڑے آدمی کی اصلاح کیواسطے کم وبیش کریں تو یہ بھی جائز ہوگا تو جواب دیا گیا اس آیت سے کہ کم وبیش بالکل نہ کریں بلکہ پورا انصاف کیا کریں (التحقیق جملہ) کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم سے اصل میں ولو کان بیانکم علی انفسکم ہے من قبیل علفتھا تبنا وماء باردا سے ہے کیونکہ ماقبل کے ساتھ سوا اس کے تعلق نہیں۔ کما۔ حاصل تعلق سابق کا یہ ہے یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین کا حکم تابع سلطانیہ کے ساتھ یعنی انا انزلنا الیک الکتاب ہے کیونکہ ان میں سے کی قوم کو زجر کی گئی۔ اب اس آیت سے یہ فرمایا کہ شہادت بالعدل دیا کرو خواہ اپنے نفس پر ہو پھر احکام اور اس کے متعلق شبہے وغیرہ کو دفع کر کے یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ سے لے کر آخر یستفتونک تک یہودوں اور منافقوں کے متعلق کلام لائی گئی ہے۔ یعنی انکے واسطے زجر اور سوال وجواب ان کے ہیں۔ یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا سے لے کر فقد ضل ضلالا بعیدا تک زجر کیگئی یہودوں کے لئے۔ کہ وہ کہتے تھے کہ اگر یہ نبی برحق ہوتا تو اس پر کتاب یک دفعہ نازل ہوتی۔ تو جواب دیا گیا کہ آہستہ آہستہ بھی اللہ تعالی کتاب نازل کرتا ہے۔ اور ایک دفعہ تورات نازل کی ہے اور ایمان لاؤ نبی کے ساتھ۔ اور یا ایھا الذین اٰمنوا اٰمنوا سے مراد اٰمنوا بالکتب السابقۃ اور اٰمنوا بالرسول صلعم۔ پھر ان الذین اٰمنوا ثم کفروا ثم اٰمنوا سے لے کر وکان اللہ شاکرا علیما تک زجرین ہیں منافقوں کے واسطے یعنی منافق بد ایمان کے زیادہ کافر ہوگئے ہیں اور کافروں کی ساتھ دوستی پکڑتے ہیں اور درمیان درمیان ہیں۔ پھر یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الکٰفرین سے کہا گیا منافقوں کو کہ ظاہر مومن کہلانے والے کفار کے ساتھ تعلق نہ کرو۔ اگر تم اللہ کے ساتھ ایمان لاؤ۔ تو تم کو عذاب سے کوئی حصہ نہ ہوگا اور پھر لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم وکان اللہ سمیعا علیما تک منافقوں کو کہا گیا اور اس کا تعلق یا ایھا الذین اٰمنوا کے ساتھ ہے حاصل تمام کا یہ ہے کہ اے منافقو یعنی ظاہر میں آپ کو مومن کہلانے والے کفار کے ساتھ دوستی نہ پکڑو۔ ہاں اگر کفار تم کو کلمہ کفر جبرا کہلائیں تو کلمہ کفر کہنا ناروا ہے مگر اس وقت جان کے بچانے کے واسطے کہ دو لیکن دل میں تصدیق پکی رکھو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور پھر ان تبدوا خیرا او تخفوہ او تعفوا عن سوء فان اللہ کان عفوا قدیرا سے بعد بیان کرنے زجرات منافقوں کے مومنوں کو کہا گیا کہ بیشک انہوں نے دوستی پکڑی ہوئی ہے کافروں کے ساتھ لیکن تم معاف کر دو کہ اللہ تعالی معاف کرنے والا ہے اصافی الحافظ، وان کان للکافرین نصیب قالوا الم نستحوذ علیکم ونمنعکم من المؤمنین یعنی اگر کافروں کو فتح ہو جائے تو یہ منافق کہتے ہیں انکو آیا نہیں غلبہ کر سکتے تھے تم پر مومن ہم نے تم کو ان سے مدد اور پناہ دی اور منع کیا مومنوں کو تمہارے سے ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم یعنی اگر تم شکر کرو تو اللہ تعالی کو عذاب دینے کی کیا ضرورت ہے الجھر بالسوء اسے کلمہ کفر کا کہنا۔ الا من ظلم مگر جبر کہ مظلوم من الکفار ہو یعنی کفار ظلم سے کلمہ کفر کا کہلاتے ہیں تو اس کے لئے تلفظ بکلمۃ الکفر جائز ہے تائید اس کی سورت نحل میں ہے۔ قال تعالی الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان پھر ان الذین یکفرون باللہ ورسولہ سے لے کر وکان اللہ غفورا رحیما تک زجر کی گئی ہے واسطے یہود کے یعنی یہ یہود بعض رسولوں کو مانتے ہیں حالانکہ تمام رسول مرسل من اللہ ہیں اور مومن تو وہ ہیں جو تمام رسولوں کو مانیں (التحقیق آیت) یریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ کی و یقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض تفسیر ہے۔ اور والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد کی تائید ہے کل

مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ہے (من البقرہ پ ۳) پھر یہود کو زجر کرکے يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ سے لے کر وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا تک یہودیوں کے متعلق کلام لائی گئی کہ یہود سوال کرتے ہیں کہ یک دفعہ یہ کتاب نازل کیوں نہیں ہوئی اسی طرح موسیٰ علیہ السلام پر سوالات تعنتیہ کرتے تھے اور اس سوال پر زجر دی گئی ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا سے یہودوں کو پھر اس جگہ اعادہ کیا گیا اس سوال کا کیونکہ غرض جواب دینا تھا لہذا اس جگہ تفصیل کی گئی اور اس جگہ اجمالاً بیان کیا گیا کیونکہ اس جگہ زجر بیان کرنی تھی اور اس سوال کا جواب رکوع دوسرے کے ابتدا سے یعنی اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَا سے لے کر وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا تک دیا گیا ہے حاصل یہ ہے کہ سوال کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کتاب کیوں نہیں آئی۔ تو کہا گیا کہ اسی طرح آہستہ آہستہ تمام انبیاء کی طرف ہم وحی کرتے رہے۔ اچھا یہ دلیل پکڑتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کہ اس پر تورات ایک دفعہ نازل ہوئی ہے۔ تو اس کا جواب كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا سے دیا گیا کہ اس پر بھی باقی وحی آہستہ آہستہ ہوتے تھے۔ اور ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ۔ ثم تعقیب ذکر کے لئے ہے اور لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ سے یہ بیان کیا کہ یہ تو نہیں مانتے لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہے کیونکہ ایسے مضمون والی کتاب کسی غیر سے نہیں ہو سکتی تو یہی قرآن مشہود بہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور درمیان سوال وجواب کے فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ سے لے کر وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا تک متعلق ہے كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى سے اور زجریں ہیں یہودوں کو یعنی انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے بھی ایسے سوال کئے تھے۔ ان تمام مذکورہ خرابیوں کیوجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر طیبات حرام کر دئیے تھے (تحقیق لفظی) قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ۔ بل ترقی کرکے کہا گیا کہ دل انکے غلف میں نہیں ہیں بلکہ اللہ نے جباریت والی مہر اس پر ماردی ہے اور ہدایت والی سمجھ چھین لی ہے۔ شعر

این نہ جبر است معنی جباریست   معنی جباریت رازاری است

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اب اس جگہ بل شبہ کے معنی مفسرین تو یہ کرتے ہیں کہ عیسیٰ کے مشابہ ایک شخص یہودیوں سے کیا گیا انہوں نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اور باقی معانی بھی بہت کرتے ہیں لیکن حق معنی شبہ کا یہ ہے کہ ان یہود پر یہ بات مشتبہ کی گئی ہے یعنی بات صلیب وغیرہ والی کوئی نہیں ہوئی بلکہ جھوٹی بات ان پر بعد اٹھانے عیسیٰ علیہ السلام کے مشہور کی گئی ان کو شبہ پڑ گیا شاید اس طرح ہوگا۔ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ سے کہا گیا کہ خود یہود مختلف ہیں شبہات میں اور خود شک میں ہیں محض ظن کے تابع ہیں یہ معنی انور شاہ صاحب نے کیا ہے وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ اس آیت کے معنی میں مفسرین نے بہت توجیہات کی ہیں۔ لیکن سب سے حق یہ ہے کہ لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ مجرور کا مرجع حقیقتاً قال محمد صلعم ہے اور قَبْلَ مَوْتِهٖ کی ضمیر راجع ہے طرف اہل کتاب کے۔ اب معنی یہ ہوگا کہ جو یہود نبی علیہ السلام کے زمانہ میں ہیں وہ اپنی موت سے پہلے ہر ایک ایمان لے آئے گا ساتھ حقیقتاً قال محمد صلعم کے تائید اس کی سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ (حم فصلت) وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا یعنی نبی علیہ السلام دن قیامت کے بتلائیں گے کہ میں

میں نے ان کو حق بتلایا لیکن انہوں نے نہ مانا۔ اصل حکم تو حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ ہے اور فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا اعادہ کیا گیا واسطے
بعد عہد کے کیونکہ پہلے تو ان کی پلیدیاں فَبِمَا نَقْضِهِمْ سے وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمْ وَقَوْلِهِمْ الخ سے بیان کی گئیں تفصیلاً لیکن
حکم کوئی نہ بیان گیا ان پلیدیوں کو اجمالاً بلفظ فبظلم سے اعادہ کرکے حکم حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ والا کیا گیا لیکن اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ حَرَّمْنَا
عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ سے مراد وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا اِلَّا مَا حَمَلَتْ
ظُهُوْرُهُمَا اَوِ الْحَوَايَا اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ اس آیت میں جو مذکور ہیں یہ مراد نہیں کیونکہ یہ چیزیں بعد انجیل کے تو حرام نہیں ہوئیں بلکہ پہلے
حرام ہوئی تھیں پس اسجگہ مراد یہ ہے کہ بادشاہی اور باقی انعامات اللہ تعالیٰ الخ سے چھین لئے لٰكِنِ الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ سے
لے کر اَجْرًا عَظِيْمًا تک متعلق ہے زجرات یہود کے ساتھ کہ پلیدیاں کرتے ہیں اور حق کو نہ مانا یعنی نبی علیہ السلام کو اور قرآن کو لیکن راسخ
فی العلم مان چکے ہیں۔ اور پھر اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ سے لے کر وَكَفٰى بِاللّٰهِ تک جواب سوال سابق کا دیا گیا تقریر اس کی ہو چکی ہے اور پھر اِنَّ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا سے لے کر وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا تک تخویف بیان کی گئی ہے کہ اے یہود تم کافر ہو گئے ہو تو مان لو وقت
بے کفر کرو اللہ کے قبضے میں سب چیز ہے۔ ورنہ دوزخ میں ڈالے جاؤگے۔ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ سے لیکر وَكَفٰى
بِاللّٰهِ وَكِيْلًا تک تعلق ہے يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتَابِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتَابًا مِّنَ السَّمَاءِ کے ساتھ باعتبار ربط کے یعنی اے اہل الکتاب
یعنی یہود عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں برا نہ کہو اور وہ معبود نہیں ہے اور رسول صلعم کے حق میں بھی برا نہ کہو یعنی ان دونوں کے حق میں برا نہ کہو
کیونکہ عیسیٰ تو رسول خدا کا ہے وہ برا نہیں ہاں بیشک ثَلٰثَةٌ الخ والی بات بری ہے اس سے بچو ایک اللہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ رسول
صلعم کے حق میں بھی بری باتیں کرتے ہیں۔ اور سوال کرتے ہیں۔ اور اسی طرح عیسیٰ کے حق میں بھی برے الفاظ کہتے ہیں۔ جیسا کہ عیسیٰ
ابن الزانیہ وغیرہ الخ۔ باقی یہ ہے کہ آیا یہ خطاب یہود کو ہے یا کہ نصاریٰ کو شاہ ولی اللہ نے نصاریٰ کو کہا ہے۔ اور مدارک والے نے کہا ہے
کہ یہود کو کہا حق یہی ہے۔ کیونکہ پہلے بھی تمام خطاب یہود کو کئے گئے ہیں۔ پھر لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا سے لے کر وَلِيًّا
وَّلَا نَصِيْرًا تک متعلق ہے وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ کے یعنی معبود غیر کو نہ بناؤ۔ دیکھو خود عیسیٰ عابد ہونے سے نفرت نہیں کرتا اور نہ کوئی ملائکہ پھر تم
معبود اس کو بناتے ہو۔ (استنکاف) ناک چڑھانا) اور پھر يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ سے وَيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا
تک ترغیب لائی گئی ہے کہ رسول اللہ صلعم اور قرآن کو مان لو جنات انعام دیئے جاؤگے۔ اور پھر يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ سے لے کر وَاللّٰهُ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ تک۔ پھر اختتام سورت میں ایک مسئلہ جو کہ ابتدا سورت سے ضمناً معلوم ہو سکتا ہے پھر اعادہ کیا گیا تاکہ غلطی ان سے نہ
ہو جائے۔ اب یہ جاننا چاہیئے کہ اس جگہ سے کس طرح ضمناً نکل سکتا ہے ابتدا سورت میں رکوع يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ میں کہا گیا۔ وَلِاَبَوَيْهِ
لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَا اَوْ دَيْنٍ جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر میت کے اخوۃ ہوں تو والدہ کو بجائے
ثلث کے سدس ملتا ہے اب خیال کرنا چاہیئے کہ والدہ کو بجائے ثلث کے سدس کیوں دیا جاتا ہے اگر یہ کہیں کہ باقی اخوۃ کو کچھ ملے
گا۔ حالانکہ ان کو تو کچھ نہیں دیا جاتا پس معلوم ہوا کہ نقصان کی وجہ یہ ہے کہ والد کو زیادہ ملے گا اور مال والد کا آخر پھر اولاد کو جو کہ میت کے
ہیں بطریق لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ جو کہ ابتداء اور آخر سورت میں بیان ہے ملے گا۔ سوال ہم نہیں مانتے کہ والد کو زیادہ اس لئے

دیا گیا ہے کہ جب کوئی فوت ہو تو میت کے بھائی لے لیں اس لئے کہ میت کے بھائی اگر فقط مادری ہوں جو کہ والد کے وارث نہیں بن سکتے تب بھی والدہ کو ثلث کی بجائے سدس ہی ملتا ہے۔ الجواب بعض صحابہ صورۃ ہذا میں والدہ کو ثلث کامل دلاتے تھے۔ اور جو کہتے ہیں کہ والدہ ثلث نہ لے گی جواب ان کا یہ ہے کہ کثیر الوقوع تو یہی ہوتا ہے کہ پدری برادر ہوتے ہیں اور اگر میت کے برادر فقط مادری ہوں تو والدہ کو ناقص کرنے کی وجہ یہ مذکور نہ ہوگی لہذا یہ مسئلہ مبین فرمایا۔ لِئَلَّا تَضِلُّوا پس مادری بھائیوں میں یہ علت ممکن ہے کہ والد اپنے بیٹے کے خویشوں کے ساتھ صلہ کرے گا۔ واللہ اعلم معنی ان تضلوا۔ ای۔ لان لا تضلوا یعنی تاکہ بھول نہ جاؤ۔ حاصل سورت و تقریر کا یہ ہے کہ قاعدہ ہائے اکثر قرآن یہ ہے۔ کہ جس جگہ عذاب سے تخویف دی جائے اس جگہ واسطے دفعیہ عذاب کے دو حیلے بتلائے جاتے ہیں ایک ظلم نہ کرنا اور دوسرا احسان کرنا۔ اور تیسرا قاعدہ قرآن کا یہ بھی ہے کہ دو مرتبے اعلیٰ کے متعلق بشارت یا تخویف بیان کی جاتی ہے۔ اور باقی متوسط رتبے والوں کو مقابلہ میں ترک کیا جاتا ہے اسی واسطے کئی جگہ تخویف میں لفظ جہنم خالدا فیہا کا کہا جاتا ہے اس واسطے کہ اس جگہ ذکر مرتبے اعلیٰ کا ہوتا ہے (یہ توطیہ تمہید تھی) اب مطلب یہ ہے کہ بمطابق قانون اول اس سورت میں تخویف بیان کی گئی ہے۔ بعد اس کے احکام رعیت کے بندہا بیان کئے گئے۔ پھر ایک دوسرے سے ترقی کے ساتھ اور ہر ایک کو آپس میں ربط ہے جو کہ تقریر میں بیان کیا گیا ہے حاصل تمام کا یہ ہے کہ ظلم نہ کرو۔ پھر بعد بیان کرنے احکام رعیت کے احسان کرنے کا حکم بیان کیا گیا۔ اور یاتوا الذین احسانا سے لے کر وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا تک بعد بیان کرنے احکام رعیت کے احسان کرنے کا۔ اور اصلی دعویٰ جس کے واسطے تخویف کی گئی تھی بیان کیا گیا وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا سے پھر اسکے بعد يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا سے مصلح بتلایا گیا یعنی وہ چیزیں بتلائیں گئیں جن کی وجہ سے ظلم نہ کریں گے۔ اور احسان کریں گے۔ وہ صلوۃ ہے کما جاء فی الحدیث۔ سووا صفوفکم۔ او لیخالفن اللہ پھر اس کے بعد اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا سے لے کر وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا تک زجریں کی گئی واسطے یہود کے جو کہ احکام مذکورہ کو نہیں مانتے بوجہ نہ ماننے نبی علیہ السلام کے یہ اس جگہ تک ایک حصہ سورت کا ختم ہو گیا ہے مع متعلقات کے اب دوسرا حصہ احکام سلطانیہ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ سے لے کر قولہ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا تک بیان کئے گئے اول تین احکام سلطانیہ کی مناسب ہر ایک حکم کے زجریں بیان کی گئیں اور ثالث حکم فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ سے تویر کی گئی پہلے تینوں احکاموں میں تو برانگیختہ کیا گیا واسطے قتال کے مع زجرات کے اور حکم رابع اور خمس میں وہ حکم بتلائے جن کا قتال میں جاننا ضروری تھا۔ پھر اعادہ ترغیب قتال کا یعنی مضمون پہلے احکام ثلثہ کا کیا گیا لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ سے پھر حکم خامس میں التفات کیا گیا طرف محبوس فی القریہ کہ تم کیوں نہیں نکلتے پھر ترغیب علی الہجرہ دے کر پھر التفات کیا گیا طرف حکام اور لشکر کے اور ان کو دو کام تلائے گئے جنکی سفر میں ضرورت تھی باعتبار صلوۃ اور حکم کرنے کے فیصلہ میں پس احکام سلطانیہ ختم کر کے پھر دعوی اصلی جس کے واسطے قتال و غیرہ کا حکم کیا گیا یعنی نہ شرک فی العبادۃ کرو اور نہ شرک فعلی کرو لیکن یہ جاننا چاہئے کہ احکام رعیت کے بعد بھی دعوی وَاعْبُدُوا اللّٰهَ سے بیان کیا گیا لیکن اجمال تھا اور احکام سلطانیہ بیان کرنے کے بعد اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ سے لیکر فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ تک تفصیل سے شرک بیان کیا گیا اس کا حکم بھی بتایا گیا کہ اس کو اللہ کبھی نہیں بخشے گا پھر يَسْتَفْتُوْنَكَ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا تک جو دو شبہ وارد ہوتے تھے احکام رعیت والوں پر ایک حکم ثانی اور ایک حکم خامس پر ان کو دفع

کیا گیا وَکَانَ اللّٰہُ وَاسِعًا حَکِیْمًا تک پھر تخویف دیگر جو ایک احکام سلطانیہ میں سے اخیری حکم کے متعلق کلام لائی گئی واسطے قوم طعمہ کے کہ کسی قسم کی گواہی ہو عدل سے دیا کرو پھر اس سے بعد یہود پر زجر کرکے پھر اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا سے لے کر وَکَانَ اللّٰہُ سَمِیْعًا عَلِیْمًا تک منافقوں کے متعلق زجرات وغیرہ بیان ہوئیں پھر اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ سے زجر یہود کو کرکے یَسْئَلُکَ اَھْلُ الْکِتٰبِ سے ان کا سوال و شبہ ذکر کیا گیا پہلے بھی زجر اسی پر کی گئی تھی اس جگہ اعادہ کرنے سے صرف غرض جواب دینے کی تھی۔ اور پھر اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ سے جواب دیا گیا اور درمیان میں یہود کے متعلق زجریں کی گئیں۔ پھر یہود کو کہا گیا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں بُرے کلمات نہ کہو۔ ہاں جو بُری بات ہے یعنی الٰہیہ ثلثہ سے بچو۔ پھر ترغیب علی الایمان بیان کرکے پھر وہی مسئلہ جو کہ حکم تبع رعیت والے احکام سے ضمناً معلوم ہو سکتا تھا۔ اس کو بیان کیا بوجہ سوال کرنے لوگوں کے تاکہ غلطی نہ ہو جائے (خلاصہ مقصودی)

سورت کے دو حصے ہیں۔ ایک میں احکام رعیت جن کا حاصل یہ ہے کہ ظلم نہ کریں۔ اور ظلم نہ کرنے کی مراد تالیف القلوب کا بیان کرکے زجرات وغیرہ بیان کی گئیں۔ یہ حصہ احکام سلطانیہ کے شروع تک ہے یعنی اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ تک ہے اور دوسرا حصہ آخر سورت تک ہے جس میں احکام سلطانیہ مع زجرات کے ہے پھر ایک زجر کے متعلق ایک سوال یہود کا آخر میں بیان کرکے اور اس کا جواب دے کر پھر زجرات کی گئیں۔ اور درمیان میں کچھ کلام متعلق دونوں حصوں کے لائی گئی واسطے دفع شبہات جو کہ دونوں حصوں والوں احکام سے ایک ایک حکم پر وارد ہوتا تھا یعنی حصے اول کے دوسرے حکم پر اور آخر پر اور دوسرے حصے کے اخیری حکم کے متعلق بیان کئے گئے۔ یہ دو حصے ہیں اس سورت کے اور ہر ایک حصہ کے احکام ختم کرکے دعوی اصلی یعنی نفی شرک کو بیان کیا گیا۔ لیکن پہلے مجمل بیان کیا گیا پھر تفصیل سے۔ پس سب تقریر سے معلوم ہو گیا کہ اصلی غرض نفی شرک کی ہے۔

واعلموا ایہا العلماء والطلباء قد ابلغت فی بیان الحاصل والخلاصۃ لان العلماء قد اعترضوا علی استاذی الذی علم الشرک من الفنجابی بانہ یقول ان خلاصۃ القران واکثر السور التوحید والحال ان سورۃ النساء بیان الاحکام القرآنیۃ ولیس فیہ بیان التوحید فانظر ھذا الحاصل والخلاصۃ وانظر فی ھذہ السورۃ بالنظر الدقیق ثم فکر بالقلب السلیم ثم النظر بنظر الانصاف اھذا الاعتراض من العناد ام لا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ مایدہ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔ مراد عقود سے عہد ہائے کہ بستہ اید باخدا بالتزام احکام او تعالیٰ از شاہ ولی اللہ صاحب الہوی۔ قال تعالیٰ احلت لکم بھیمۃ الانعام الا ما یتلی علیکم غیر محلی الصید وانتم حرم سے غرض یہ ہے کہ اس سورت میں چار مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ ایک تحریم آلہی دوسری تحریم عباد۔ تیسرا نیازات آلہی۔ چوتھا نیازات عباد۔ تحریم الہی کو نگاہ رکھو ماخذ اس کا غیر محلی الصید وانتم حرم۔ تحریم عباد بیجا اور غلط اپنے آپ سے تحریم نہ بناؤ اس تحریم کو توڑ دو ماخذ اس کا احلت

لَکُم بَھِیمَۃُ الاَنعَام ۔تیسرا نیازات آلہی ہیں کو برقرار رکھو اس کی ہتک مت کرو ماخذ اس کا لاتحلوا شعائر اللہ الخ چوتھا نیازات عباد ماخذ اس کا مَا اُھِلَّ بِغَیرِ اللہ وَمَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ وَاَن تَستَقسِمُوا بِالاَزلَام ہے نیازات عباد کو چھوڑ دو ۔ اللہ کی نیازات کو برقرار رکھو پس جب کہ ذکر کرنا اس مسئلہ کا مقصود بالذات ہوا تو غیر محلی الصید کو حال بنانا غلط ہے ۔جیسا کہ جلالین کے حاشیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمخشری نے کہا ہے کہ مقصود احسان تبلانا ہے کہ وقت احرام کے بھی ہیں نے آپ کے واسطے یہ اشیاء حلال کئے ہیں ان مسائل کی دلیل فعل اور ترک میں یہ ہے کہ ان اللہ یحکم ما یرید اور قلائد سے مراد ذی قلائد ہیں ۔اور آمِّینَ البَیتَ الحَرَامَ سے مراد مسلمان ہیں یا کافر اگر کافر ہوں تو یَبتَغُونَ فَضلًا مِن رَّبِّھِم سے مراد آمین البیت الحرام یبتغون فضلاً فی زعمھم ہوگا ۔قولہ لَا یَجرِمَنَّکُم شَنَاٰنُ قَومٍ الخ اس سے مطلب یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے وقت عمرہ سے مانع اہل مکہ اور اطراف اہل مکہ ہوئے تھے اور اب وہ اطراف مکہ مسلمان ہو گئے پس اگر ان پر یہود وغیرہ ظلم کریں راستہ حج میں تو تم خاموش نہ رہو اگرچہ آپ کا انکے ساتھ عہد و میثاق ہوا ہے اس وقت تمہارا خاموش رہنا تعاون علی الاثم والعدوان شمار کیا جائے گا ۔(ربط یہ ہے) کہ جو ہدایا کہ نیازات آلہی ہیں دو مسلمان کعبے کی طرف لئے جاتے ہوں اور یہود وغیرہ ان کو غارت کریں تو تم نیازات آلہی کی ہتک نہ کرنے دو حُرِّمَت عَلَیکُمُ المَیتَۃُ اس آیت میں بھی ثابت ہے کہ نذر عباد اسلام میں نہ کھانا چاہئیں لیکن یہ سمجھنا چاہئے کہ ایک نذر ہے دوسرا تحریم عباد حکم یہ ہے کہ تحریم عباد کو چھوڑنا چاہئے ۔اس کے بطلان کرنا چاہئے جیسا کہ فقیر کے قبر کے درخت کاٹنے ۔نذر یہ ہے کہ فلاں پیر یا فقیر کی نذر ہے پس یہ دینا اور کھلانا لوگوں کو حرام ہے ۔اس زمانہ میں آج کل یہ نیت ہوتی ہے کہ وہ فقیر اس وقت میری نذر کو معلوم کر رہا ہے پس یہ شرک فی التصرف ہے تحقیق مقام کسی دوسری جگہ میں کیجاوے گی ۔ان شاء اللہ تعالیٰ ۔قولہ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللہ مفسرین نے اس کا ایک معنی یہ بیان کیا ہے کہ وہ شئی کہ جس پر آواز کیا جاوے بسبب تعظیم غیر اللہ کے وہ شئے بھی حرام ہو گی جیسا کہ درمختار اور شامی سے صراحۃً ثابت ہے ۔لیکن اگر قرآن کے سیاق کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ معنی علی نہ ہونا چاہئے ۔اور معنی یوں ہونا چاہئے کہ وہ کلمہ کہ جس کے ساتھ آواز بلند کیا جاوے واسطے غیر اللہ کے اور اس کلمے کے حرام ہونے کی وجہ سے وہ شئے بھی حرام ہو جاتے گی ۔اس کی تائید یہ قول عزوجل کرتا ہے ۔اَو فِسقًا اُھِلَّ لِغَیرِ اللہِ بِہٖ سورۃ الانعام یعنی ذات فسق وہ یہی کلمہ ہے ۔اور سورت حج میں بھی کہا فَاجتَنِبُوا قَولَ الزُّورِ محاورہ عرب میں ہے اَھلَلتُ بِالتَّسمِیَۃِ عَلَی الذَّبِیحَۃِ ۔و اَھلَلتُ بِالتَّلبِیَۃِ اور دوسرا یہ ہے کہ اگر معنی اول لیویں تو مابین مَا اُھِلَّ لِغَیرِ اللہِ بِہٖ اور مَا ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ میں فرق ثابت نہ ہوگا پس اول کو عام بنانا پڑے گا ۔اور دوسرے کو خاص کما ھو المصرح فی الکلام المفسرین فافہم اور دوسرا معنی بالکل صحیح ہے کیونکہ بعض قرآن بعض کا بیان اور تفسیر ہے فقولہ تبیانا لکل شیٔ مراد کل شی سے شرائع ہیں بعضی مصرحا بیان ہیں بعضی بالحوالہ علی لسان الرسول مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوہُ (ابو السعود) قولہ فَمَنِ اضطُرَّ یعنی جو محتاج ہو جائے قولہ یٰاَیُّھَا الَّذِینَ لَا تُحَرِّمُوا طَیِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللہُ لَکُم الخ پہلے یہ جاننا چاہئے کہ یہ مسئلہ متعلق مسئلہ ماقبل کے ساتھ جو پہلے ہم بیان کر آئے ہیں یہ اس کی تفصیل ہے اور چار مسئلے مذکورہ اس جگہ کے اس جگہ زیادہ مصرح ہیں لَا تُحَرِّمُوا طَیِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللہُ سے تحریم عباد نکلتے ہیں ۔اور طیبات کی اضافت طرف مَا اَحَلَّ اللہُ کے بیانیہ ہے یعنی طیبات وہ ہیں کہ حق تعالیٰ نے حلال کئے یعنی اس کی تحریم نہیں فرمائی قرآن میں ۔اور نہ رسول اللہ صلعم نے تحریم کروائی ۔اور یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اِنَّمَا

الخمر والمیسر والانصاب سے نیازات عباد کہ وہ حرام ہیں ولا تقتلوا الصید وانتم حرم سے تحریم الٰہی ثابت ہے۔ اور جعل اللہ الکعبۃ
البیت الحرام قیاما للناس والشہر الحرام سے نذر اللہ کی ثابت ہے اور ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا حام الخ سے تحریم عباد کی
نفی ہے جو پہلے گذر چکی ہے قولہ ولا تعتدوا یعنی جو چیزیں اللہ نے حرام نہیں کیں بلکہ حلال کی ہیں تم حرام نہ کرو۔ حل اور حرمت تمہارے اختیار
میں نہیں ہے۔ قولہ لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم الخ جب کہ پہلے سے ثابت ہوا کہ تحریم الحلال غلط ہے اور تحریم الحلال یمین ہوتی
ہے لہذا یمین کا مسئلہ بیان کیا گیا کہ ان کو چھوڑو باقی یمین کا ذکر مفصلا اصول فقہ میں ہے۔ قولہ فصیام ثلثۃ ایام ای متتابعات یہ قرأت
متواتر ہے لہذا یہ لیں گے۔ قولہ واحفظوا ایمانکم یعنی بچاؤ اور ست کرو اور یہ معنی نہیں کہ یمین کر کے اس پر قابو رہو اور نگاہ رکھو۔ اور
توڑو نہیں۔ کیونکہ سیاق قرآن کے مخالف ہے۔ قولہ انما الخمر والمیسر یعنی جو بات آگے آرہی ہے یہی ہے اور انما کا معنی ما الا نہیں ہے
جیسا کہ انما سکرت ابصارنا میں بھی یہی معنی ہے کیونکہ اس جگہ یہ معنی نہیں ہو سکتا کہ نہیں بیہوش کئے گئے مگر آنکھیں ان کی اسی طرح انما
الاعمال بالنیات میں پس سورت البقرہ میں انما حرم علیکم المیتۃ کا یہی معنی کر دو حصر والا تاکہ یہی مقصود بالذات ہو جاوے اور حرمت سباع
وغیرہ کا جواب دینا پڑے ہاں قرینہ مقام میں یہ معنی بھی کیا جا سکے گا یہ تمام رضی سے ماخوذ ہے قولہ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم
غرض اس سے خمر اور میسر کی علت بیان کرنی ہے۔ اور علت انصاب و ازلام جو شرک فی التصرف تھا۔ وہ ظاہر تھے لہذا ان کی علت بیان نہ کی گئی۔
اور میسر کا معنی مطلق شرط ہے پس حرام ہو گئی اس سے قولہ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وآمنوا
وعملوا الصالحات مراد اتقا من الشرک ہے اور دوسرے بکا رہنا ولم یرتابوا کے درجے میں ہوجانا کقولہ تعالیٰ آمنوا ثم لم یرتابوا
اور یہی ایمان کامل ہے اور احسان سے یہ مراد ہے کہ فاعبد اللہ کانک تراہ۔ وان لم تکن تراہ فانہ یراک کے درجہ میں ہوجانا ہے
قولہ تعالیٰ لیعلم اللہ من یخافہ بالغیب الخ یہ علت تحریم الٰہی کی اور شکار وغیرہ حرام ہونے کی احرام میں تاکہ جان لے اللہ کہ یہ لوگ خوف غائبانہ
رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اللہ کی ذات پاک ہر وقت عالم حاضر ناظر ہے ہم کو اطاعت میں ثواب دیگا اور عدم اطاعت میں عذاب کرے گا۔ قولہ
وطعامہ متاعا لکم وللسیارۃ الخ مراد طعام سے وہ مچھلی ہے کہ دریا پھینک دیوے اور سیارہ سے مراد مسافر ہیں۔ قولہ قیاما للناس
یعنی سبب قیام کا ہے اگر ایک سال بالکل کوئی بھی حج نہ کرے تو جہان تار ہو جائے گا کذا فی المدارک۔ قولہ ذلک لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی
السموات یہ علت ہے ماقبل کی یعنی ان چیزوں کا تم پر حکم کیا گیا ہے تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ تم اللہ تعالیٰ کو عالم ہر شے کا جانتے ہو۔ قولہ قل لا
یستوی الخبیث ولا الطیب یعنی خبیث رہیں اور طیب رہیں یکساں نہیں ہیں۔ قولہ یا ایہا الذین آمنوا لا تسئلوا یعنی جس وقت مبادی
بیان کئے جاویں تو اس وقت سوال دوسرے شیا رہے نہ کریں کیونکہ اگر وہ تم کو تبلائے جاویں تو تم نقصان میں پڑو گے جیسا کہ پہلی قوموں نے
سوال کیا تھا اخیر وہ کافر ہو گئے تھے جیسا کہ اگر مبادی بیان ہوتے ہیں تو تشریعی کا مسئلہ نہ پوچھنا چاہئے۔ کیونکہ جو بری رہیں انکے دلوں میں
محکم ہوتی ہیں وہ سرعت سے نہیں جاتیں بلکہ آہستہ آہستہ جاتی ہیں اگر پہلے ان کو جواب دیا جاوے تو کبھی نہ مانیں گے قولہ علیکم انفسکم من
ضل الخ تم اپنے آپ کو خوب مضبوط رکھو تم کو یہود وغیرہ نقصان نہ دے سکیں گے اگر تم نے راہ ہدایت پالیا قولہ شہادۃ بینکم الا بمعنی
حاضر ہونا۔ قولہ اثنین یعنی شہادۃ اثنین یعنی مضاف محذوف ہے۔ قولہ استحق علیہم الاولین یعنی ان کی طرف سے جن پر ضرر ہوا ان دو

شخصوں سے جو میت کے پاس تھے قولہ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَا۔ اے بخوف اسرتا کہ مابعد والی عبارۃ مرتبط ہو جاوے وہ شہادت پوری ادا کرینگے۔ قولہ ادیخا فوا آلینی بوجہ خوف آلہی یا بوجہ خوف اس بات کے کہ ہماری قسمیں رد کی جاویں گی۔ قولہ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا یعنی جو احکام بیان کئے گئے ہیں تمام کو تسلیم کرو اور اللہ کی ذات سے ڈرو۔ حاصل اس مقام کا یہ ہے کہ اگر فوت ہونے لگے اور مسلمان موجود ہوں تو دو آدمی ان سے گواہ بنائیں انکو وصیت کریں کہ ہمارے وارثوں کو ہمارا مال دے دیویں اور اگر مسلمان موجود نہ ہوں بلکہ غیر دین والے ہیں تو ان سے دو شخصوں کو وصیت کریں کہ میرا مال فلاں اور فلاں وارث میت کو پہنچا دیں اور جس وقت وہ تم کو دین اور تم کو شبہ ہو کہ کچھ مال کھا گئے ہیں تو ان سے حلف باللہ کرالو۔ پھر اگر مال کہیں ظاہر ہو تو دو گواہ پیش کرو کہ یہ مال ہمارے وارث میت کا ہے پھر وہ مال واپس لے لو۔ اور ان کا کذب بھی ظاہر ہو جاتے اور غیر مذہب والوں سے قسم باللہ لینی چاہیے نہ ان کے مذہب کے موافق اور واقعہ بھی اسی طرح ہوا تھا کہ ارادہ رسول اللہ صلعم کا ہو گیا تھا کہ یہودوں سے انکے مذہب کے موافق قسم لیں حکم آگیا کہ خبردار قسم بغیر اللہ نہ لیں۔ علت اس کی یہ ہے کہ قسم میں دو باتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ مقسم بہ میرا حال جان رہا ہے اگر میں کذب کہوں تو ضرر دے گا۔ دوسرا یہ کہ اس کو قدرت ہے کہ اگر نقصان دے تو دے سکتا ہے۔ حالانکہ یہ خاصہ خدا کا ہے اس سے شرک فی التصرف اور شرک فی العلم لازم آتا ہے اور یہ ثابت نہیں ہوا کہ نبی علیہ السلام نے ان یہودوں سے قسم لی بھی ہو ان کے مذہب کے موافق۔ ترمذی میں جو ذکر آیا کہ قسم لی ہے مراد خیال قسم لینے کا ہے اور بعد الصلوٰۃ کی قید اتفاقی ہے کہ اس وقت لوگ بہت جمع ہوتے ہیں۔ اس مقام کا ربط یہ ہوا کہ قسم لغیر اللہ ناجائز ہے۔ کیونکہ شرک فی التصرف سے اور شرک فی العلم لازم آتا ہے۔ قولہ يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ یوم متعلق قالوا موخر کے ہے ربط یہ ہے کہ شیرینیاں وغیرہ اس واسطے دی جاتی ہیں غیر اللہ کے نام پر کہ وہ دینے والا جانتا ہے کہ فلاں فقیر جانتا ہے کہ دینے والا معتقد ہے کہ ہم کو وہ فقیر نفع پہنچاوے گا یہ عقیدہ باطل ہے دیکھو اور سنو نبیوں کا حال خاص عیسیٰ علیہ السلام کا حال کہ جس کو بڑا متصرف مانا گیا ہے اور اس کے نام پر اپنی اولاد کو ذبح کیا کرتے تھے اس واسطے ان کی تخصیص کی گئی ہے۔ اور کہا گیا کہ اب فرقہ عیسیٰ کا حال سنو کہ جو تمہارا بڑا متصرف ہے وہ اقرار کر رہا ہے کہ میں اسبات کے لائق نہیں ہوں پس جب ان کا یہ حال ہوا تو پیروں کا کیا حال ہوگا کیوں کہ پیر تو معتقد ہوتے ہیں نبیوں کی تائید کذٰلک جو کہ بِمَا تَقُوْلُوْنَ فی سورۃ الفرقان اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذ قال متعلق ہے قَالَ سُبْحٰنَكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ موخر کے ساتھ اور باری تعالیٰ نے کہا۔ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ۔ اور پھر اس جگہ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اعادہ کیا گیا واسطے بعد عہد کے اور مابین اس کے انعام جتلائے گئے۔ اور اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ لیتفات ہے اور لوگوں کی طرف جس طرح وعظ لوگ کرتے ہیں۔ اور حواریوں سے مراد بادشاہ ہیں جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہو کر قتال کیا تھا۔ عید الاولنا وآخرنا یعنی ہمارے واسطے اور جو ہم سے پیچھے آئیں گے۔ ان کے واسطے بھی عید ہوگی۔ قولہ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا اُحِلَّ لَهُمْ الزہری کا قول یہ ہے کہ ہم کثرت سوال کرتے تھے کہ آیا کون چیز حلال ہے اور کونسی حرام ہے۔ جواب زیادتی سے ملامح الاشتمال علی السوال۔ اور عدی بن حاتم کا دوسرا قول ہے اور یہ صحابہ النبی سے ہوا ہے کہ تم شکار کتوں اور بازوں کے ساتھ کرتے ہو ان میں سے کون حلال ہے اور کون حرام ہے مدارک والے نے کہا ہے کہ لفظ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ تو وہ مجمل تھا اس جگہ مجملات بیان کئے گئے۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ شان نزول کا کیا معنی ہے معنی یہ ہے کہ قرآن

میں جو حکم ہے اس کے مطابق کئے قصے ہوگئے اور کوئی آئندہ ہوئیں گے۔ اور عبارتوں میں نزلت کا لفظ آتا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہوتا
ہے۔ اور یہ معنی نہیں کہ پہلے قصہ ہوچکا اور پیچھے آیت نازل ہوئی۔ کیونکہ کئی قصے پیچھے ہوئے نزول آیات سے اس واسطے کہا گیا کہ اصر
الاشیاء فی فہم القرآن شان النزول الا ان لایکون بدمنہ۔ اور تعبیر غائب کی گئی۔ بقاعدہ رضی کے کیونکہ اصل میں عبارۃ اس طرح تھی یسئلونک
ماذا احل لنا پس اس کی تعبیر دو طریقے سے جائز ہے یا کہ متکلم کر کے لے آئیں یا غائب کر کے صرح بہ الرضی۔ قولہ قل احل لکم الطیبات
معنی الطیبات کل ما لم یات تحریمہ فی کتاب اللہ و سنۃ رسول اللہ اور سنۃ رسول کی تائید اور قرینہ ما آتاکم الرسول فخذوہ وما
نھکم عنہ فانتھوا فی سورۃ الحشر اور دوسرا ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ فی سورۃ النساء اور قرینہ اور تائید اس کی لا تحرموا
طیبات ما احل اللہ لکم۔ وما علمتم الخ میں مضاف صید محذوف ہے۔ اور قاعدہ ہے ذات باری تعالیٰ کا کہ جو اہم شئے ہو تو اس کو ذات باری
تعالیٰ خود بخود بیان کرتی ہے اور باقی رسول اللہ صلعم بیان کرتے ہیں اور جو قرآن میں تبیانا لکل شئ ہے اس سے مراد شرائع اور احکام
ہیں اور تفسیر ابوسعود میں ہے کہ کئی احکام سے تصریح کی گئی ہے اور کئی لسان رسول اللہ صلعم کی طرف حوالہ کی گئی ہیں۔ من الجوارح مکلبین
مسلطین یعنی اپنے اختیار سے چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھو یہ نہیں کہ خود بخود کتا بھاگ گیا تو تم پیچھے سے بسم اللہ پڑھو۔ اس طور پر حلال نہ ہوگی۔
الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین الخ تکرار واسطے احسان جتلانے کے کیا گیا ہے اور طعامکم سے مراد ذبیحہ ہے غرض یہ کہ
ان پر پہلے ذی ظفر وغیرہ ان کے دین میں حرام تھے اب وہ حلال کئے گئے ہیں۔ ان آیات سے۔ اور ان کا حکم پہلے معلوم ہوگیا ہے۔ قولہ و
علی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر الخ۔ والمحصنت معنی بچنے والی اور مراد حرہ اور عفیفہ ہیں محصنین۔ شادی کرنے والی ہو۔ غیر
مسافحین نہ ظاہر زنا کرنے والی۔ ولا متخذی اخدان نہ خفیہ یار رکھنے والی ومن یکفر بالایمان اے بالشرائع اور یہ تمام آیت
اس واسطے لائی گئی ہے کہ وہم پڑتا تھا حقیقت دیگر احکام دین یہود کا اس سبب سے کہ ذبیحہ ان کا بھی ہمارے واسطے حلال ہوگیا۔ اور نکاح بھی
ان کی عورتوں کے ساتھ حلال ہوا تو شاید کہ ان کا مذہب حق ہے اس وہم کو دفع کیا کہ یہ احکام ضروری ہیں جو نہ مانے گا تو وہ خاسر ہوگا قولہ
یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ یہ لا یجرمنکم کے متعلق ہے۔ کیونکہ اس رکوع میں بھی لا یجرمنکم [illegible] پہلے کے ساتھ
متعلق ہوگا اور تمام اس کے ساتھ متعلق ہے کہ تمہارے بغض نکالنے کا علاج یہ ہے کہ یہ احکام مانیں اور صلوۃ وغیرہ کو قائم کریں تمہارے
اصلاح کی یہی صورت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے سووا صفوفکم الخ اور یہ حکم تین جگہ میں آیا ہے ایک سورۃ بقرہ میں
اس میں فقط صلوۃ کا ذکر آیا ہے دوسرا سورۃ نساء میں اس میں صلوۃ اور تیمم دونوں ہیں اور تیسرا اس جگہ تین باتیں آگئیں ایک تیمم
بھی آگیا اور وضو اور صلوۃ بھی آگئی۔ قولہ فاطھروا یعنی اغسلوا۔ قولہ او جاء احد منکم من الغائط اس جگہ اس أو کا مقابلہ
ماقبل کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔ لہذا کبیر والے نے کہا ہے کہ او بمعنی واو ہے اور بعضوں نے کہا کہ زائد ہے بر قیاس اثنا کے اور
بعضوں نے کہا کہ معطوف علیہ محذوف ہے۔ اصل میں اس طرح ہے وجاء احد منکم من البول۔ او جاء من الغائط جیسا کہ
ولیعلم اللہ میں بھی تین مذہب ہیں شاہ ولی اللہ صاحب کے نزدیک زائدہ ہے اور شاہ عبدالقادر صاحب کے نزدیک عطف ہے پہلے
جملے کے مضمون پر مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہر دو جملہ مقصود ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ معطوف علیہ اس کا محذوف ہے۔ اب اسی پر قیاس کر لینا چاہئے

ویحص۔ ولیعلموا کو بھی و شہداء۔ بالقسط۔ بیان کنندہ بالانصاف۔ اذ ھم قوم یعنی کئی دفعہ ہم نے تم کو چھڑایا۔ اور سلامتی دی۔
اسی طرح اب بھی مت ڈرو پس وہ ہر ایک پر قادر ہے قولہ ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرآئیل۔ اس کا ربط ماقبل سے دو طریقے سے
ہے ایک یہ کہ نمونہ دیکھے کہ جو شخص احکام نہ مانے اور اقامت الصلوۃ وایتاء الزکوۃ نہ کرے تو اس میں ہم بغض اور عداوۃ ڈال دیتے ہیں۔ اگر
تم نے بھی نہ کیا تو تمہارا حال بھی بنی اسرائیل جیسا ہوگا۔ اور دوسرا ربط یہ ہے کہ ان یہودوں سے مت ڈرو کہ ان میں ہم نے بغض اور عداوت
ڈال دی ہے کچھ فکر نہ کرو۔ نقیبا۔ نمبردار۔ لعنٰھم ذلیل کر دیا۔ ومن الذین قالوا انا نصاریٰ۔ یہ ایک دوسری مثال نمونہ کے واسطے
یا کہ عدم خوف کے واسطے۔ اور موذی الی الظلم کو ظلم سے کئی جگہ تعبیر کیا گیا ہے اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ قاعدہ ہے ذات باری تعالیٰ کا کہ اول انسان
کو احکام فرماتا ہے اگر وہ تعمیل کرے تو فبہا۔ ورنہ اس سے عقل اور فہم لے لیتا ہے ومایضل بہ الا الفاسقین اور یہی مطلب ہے ختم
اللہ علی قلوبھم کا اور اس کی تائید ہے ونقلب افئدتھم وابصارھم کما لم یؤمنوا بہ یعنی لما لم یؤمنوا کے ہے۔ پٔ۔ اور
کاف معنی تعلیل عبدالرسول شارح مائتہ نے بیان کیا ہے یہی حاصل ہے فبما نقضھم میثاقھم الخ۔ خائنۃ بمعنی خیانت۔ یا اھل الکتاب
قد جاءکم رسولنا اس کا ربط ماقبل سے یہ ہے کہ دوسرے ربط میں ہم نے بیان کیا کہ مت ڈرو بلکہ صاف ان کو کہو کہا کرو اس واسطے کہ
وہ کہتے ہیں کہ المتصرف ہو المسیح بن مریم ہے لہذا شرک فی التصرف کرتے ہیں قولہ من اتبع رضوانہ تائید اس کی ما یتذکر الا من ینیب
ہے (پ۲۴ حٰم مؤمن) اللہ یجتبی الیہ من یشآء (پ۲۵ م شوریٰ) ویہدی الیہ من اناب (پ۱۳ س رعد) قولہ لقد کفر الذین قالوا الخ اس کا ربط
بیان ہو گیا ہے۔ کوفیوں کی مذہب کے مطابق واللہ محذوف ہوتا ہے لام وقد جہاں آوے جلالین والا یہی کرتا ہے بصریوں کا مذہب یہ نہیں
قل فمن یملک من اللہ الخ یہ ان کے واسطے وعید ہے وللہ ملک السمٰوٰت والارض یعنی کسی کی طاقت نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے وہی اللہ
تعالیٰ ہر ایک چیز کا مالک اور متصرف وہی ہے۔ نہ اور کوئی پس جب ید حصر کے واسطے ہوا پس آگے تمام میں حصر ہوگا۔ یہ قاعدہ قرآن شریف کا
ہے کہ جب پہلے حصر بیان کیا جاوے تو پیچھے سب حصر ہوتا ہے یعنی مالکیت اور قادریت خدا کی ہے عیسیٰ کے نہیں ہے۔ قولہ علیٰ فترۃ بمعنی
انقطاع واذ قال موسیٰ لقومہ یقوم الخ اس کا ربط ماقبل اور مابعد سے یہ ہے کہ جب تم نے اُن کو کافر کہا تو وہ ضرور تمہارے
ساتھ ظلم اور لڑائی کریںگے۔ لہذا تم بھی ضروری جہاد کرو۔ اور انکے ظلم سے اپنی جان کو نگاہ رکھو اور خاموش ہو کر نہ بیٹھو ورنہ مارے جاؤگے
پس ماقبل کے ساتھ ربط تو بالکل ظاہر ہے اور مابعد کے ساتھ بھی قولہ یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ ہے
یہ اصل مدعا ہے اور یہ تمام آیات اس کے واسطے مثبت ہیں اور درمیان میں دو مثالیں بیان کی گئی ہیں کہ جب بیٹھنے سے انسان ذلیل
خوار ہو کر مارا جاتا ہے پہلی مثال بنی اسرائیل کی وہ بے عزت وخوار ہوئے اس واسطے کہ دشمن کے مقابلہ میں نہ آئے۔ دوسری مثال داخل
سے بیان کی گئی ہے کہ ایک بھائی نے دوسرے بھائی خاموش بیٹھنے والے کو قتل کر دیا۔ قولہ فافرق یعنی فافتح یعنی فیصلہ کر دے اور یہ ان کے
واسطے بددعا ہے۔ یتیھون بے عزت اور خوار رہے یعنی وہ اتنی مدت بے عزت رہے یہ معنی نہیں کہ ان کو کوئی رستہ نکلنے کا نہیں ملتا تھا
یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ کل اُس جنگل کا عرض پندراں میل اور طول چالیس میل سے کچھ زائد تھا۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا اھبطوا مصرا فان لکم ما
سألتم اور یہ کہنا کہ چھ لاکھ آدمی تھے اور ستر ہزار ہر روز مرتے تھے یہ صحیح نہیں بلکہ یہ سب یہود کی باتیں تھیں۔ اسی واسطے صدیق حسن خان

بھوپالی نے کہا کہ خازن بہت اچھی تفسیر ہے لیکن نصفہ من الکاذب ہے ہے۔ کیونکہ وہ باتیں نقل کرتا ہے جو یہود سے محض کذب اور غلط ہوتی ہیں اور دوسرا یہ ہے کہ اس معنی کے ساتھ فاھبطوا مصرا اس کا موافق نہیں ہو سکتا۔ اس واسطے کہ جب ان کو رستہ نکلنے کا نہیں ملتا تھا تو حکم مصر کو جانے کا کس طرح ہوا ہمارے معنی کے موافق لغۃ بھی ہے۔ قولہ ان تبوء بمعنی ثابت فطوعت لہ نفسہ بمعنی کرداؤالا مسوۃ بمعنی بدن۔ من اجل ذلک یعنی بوجہ چپ بیٹھنے کے کتبنا اس کا مفعول محذوف ہے۔ اور انہ من قتل مفعول فعل محذوف ہی اسی قلنا اصل اس طرح ہے کتبنا القتال۔ او یصلبوا اگر وہ قتل کریں۔ او تقطع ایدیہم وارجلہم اگر انہوں نے اسی طرح مال لیا ہے۔ الا الذین تابوا یعنی اگر توبہ کرلی ہے پکڑنے سے پہلے تو حقوق اللہ معاف ہو جائیں گے اور حقوق العباد پورے کیے جائیں گے ولا وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا۔ الوسیلہ کل ما یتوسل بہ اس جگہ مراد عمل صالح ہیں۔ قولہ الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموٰت اس کا ربط لقد کفر الذین کے ساتھ ہے یعنی تم نے یہ سمجھا کہ اللہ مسیح ہے یعنی فاعل سے مراد وصف مشہور ہے جیسا کہ لکل فرعون موسیٰ سے وصف مشہور لیتے ہیں بلکہ فاعل ہر ایک کا اسم ہے اس میں ایسا لفظ ذکر کیا گیا ہے یعنی الم تر جو کہ ربط کو چاہتا ہے ما قبل کے ساتھ شعر

طرفہ لعینے جہاں برہم زند کس نمی آرد کہ آنجا دم زند
ہست سلطانی مسلم مر ورا نیست کس را زہرہ چون و چرا

واللہ علی کل شیء قدیر۔ لا عیسیٰ علیہ السلام۔ یا ایہا الرسول لا یحزنک یعنی کفار سے غم نہ کر و بلکہ ان کے ساتھ جہاد کرو۔ قولہ یسارعون فی الکفر یعنی کفر میں شتابی شتابی داخل ہوتے ہیں۔ قولہ سمٰعون للکذب سمٰعون لقوم اٰخرین لم یاتوک یحرفون الکلم من بعد مواضعہ یقولون یعنی اپنے ساتھیوں سے کذب کو قبول کرتے ہیں اور رسول علیہ السلام سے یہ لوگ مسائل سنتے ہیں واسطے قوم دوسری کے جو نہیں آئی وہ قوم دوسری کہتی ہے کہ اگر ایسی باتیں بتلائے تو سنو ورنہ نہ سنو اور وہ قوم شنیعہ کلمے تورات کے اپنی جگہ سے ہٹاتی ہے۔ قولہ فلن تملک لہ من اللہ شیئا معنی فتنہ کا گمراہی ہے۔ یعنی تیرے قبضے میں کوئی چیز نہیں بلکہ اللہ کے قبضے میں ہے۔ قولہ لا یملکون ضرا ولا نفعا او سورۃ فرقان پارہ ۱۰ ولا یملکون نفعا ولا ضرا رعد پارہ ۱۳ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ اعراف پارہ ۹۔ قولہ لا یملکون موتا ولا حیاۃ ولا نشورا فرقان ۱۸ ان تمام آیات سے شرک فی التصرف کی نفی ہے پہلے یہ جاننا چاہیے کہ شرک چار قسم کے ہیں۔ ایک شرک فی التصرف یعنی غیر اللہ کے قبضے میں کسی چیز کو کرنا دوسرا شرک فی العلم یعنی ہر وقت حاضر ناظر اعتقاد کرنا غیر اللہ کو تیسرا شرک فی العبادۃ جو عبادتیں خاص اللہ کے واسطے تھیں وہ غیر اللہ کے واسطے کرنی۔ جیسا کہ سجدہ وغیرہ کرنا چوتھا شرک فی العادۃ جو کہ عادۃ میں واسطے تعظیم اللہ کے ہے۔ اس میں تعظیم غیر اللہ کی کرنی جیسا کہ قسم غیر اللہ یا نیازات کا کرنا۔ حاصل ان تمام کا یہ ہے کہ اللہ کے ماسوا کسی کے قبضے میں اور قابو میں کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ اگر غیر اللہ کے قبضے میں کچھ ہوتا تو رسول اللہ صلعم اپنے والد ابراہیم کو کیوں فوت ہونے دیتے اور آپ خود کیوں بیماری میں مبتلا ہوتے اور موسیٰ علیہ السلام نے امر الٰہی کے ساتھ جب عصا کو پھینکا تو وہ سانپ ہو گیا اور موسیٰ پیچھے دوڑے ذات پاک سے امر ہوا نہ ڈر ہم اس کو اصلی حالت پر لا دیں گے تو پکڑ لے اس کو۔ اسی طرح اگر نوح کو کچھ اختیار ہوتا تو اپنے ولد کو طوفان سے نگاہ رکھ لیتے۔ علاوہ اس کے نوح علیہ السلام نے دعا مانگی اللہ تعالیٰ سے عتاب

ہوا اور غلطی سے معانی مانگی پڑھی اسی طرح جو آیات پہلے لکھی گئی ہیں وہ بھی اسباب پر دال ہیں کہ کسی کے قبضے میں کوئی چیز نہیں سب کچھ اللہ کے قبضے میں ہے۔ دوسرا شرک فی العلم۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شرک فی العلم بنانا کہ کسی نبی یا ولی کے قابو میں ہے کہ جس وقت چاہے جان لے یہ کہنا بھی شرک اور کفر ہے اور یہ کہنا کہ کسی نبی یا ولی کو مغیبات کوئی نہیں جتلائی گئی یہ بھی کفر ہے کیونکہ کئی مغیبات رسول اللہ صلعم کو قبلانے گئے تھے اسی طرح دیگر نبیوں کو کئی اخبار غیبی جتلائے گئے ہیں اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ غیب کا جاننا کسی کے قبضے میں ہو جائے۔ باقی نزاع رہا علم غیب میں بالذات اور بالعرض کا اول یہ کہنا کہ غیر اللہ کو علم غیب بالعرض ہے یعنی خدا نے غیب دانی ان کی اختیار میں کر دی ہے اور اللہ تعالیٰ کو بالذات یہ تو صاف آیات کی تاویل ہے یہ کہنا بھی کفر ہے دوسرا یہ کہ کئی جگہ یہ تاویل بن بھی نہیں سکتی جیسا کہ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ اس کا معنی یہ ہے کہ میں بالذات نہیں جانتا۔ بالعرض جانتا ہوں تو حضور علیہ السلام نے اپنے لئے استکثار خیر کیوں نہیں کی اور اسی طرح اِنْ اَدْرِيْ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ۔ اسی طرح تِلْكَ مِنْ اَنْبَاۤءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ اور اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ اور وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَاۤءَ اور کسی خاص واقعہ میں اللہ تعالیٰ کا خبر غیبی کو جتلانا اپنے پیاروں کو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ غیب کا جاننا انکے قابو میں ہے جس وقت ان کا ارادہ ہو جان لیں یا یہ کہیں کہ کسی کو عیسیٰ علیہ السلام نے شفا دی تو وہ خود کہہ گئے ہیں کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے اذن سے کر رہا ہوں میرے اختیار میں تو کچھ نہیں۔ غرض انکے قابو میں ہونا ثابت نہیں ہو سکتا۔ قولہ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ یہ بدل ہے پہلے سمعون سے اور سحت سے مراد نیازات ہیں جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے قولہ فَاِنْ جَاۤءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ الخ مطلب یہ ہے کہ یہود لوگ رہزنی وغیرہ کرتے تھے اور بس حکومت کیواسطے نبی علیہ السلام کے پاس آتے تھے اور اپنی جاہلیت کے مطابق کہتے تھے کہ فدیہ مجھ سے لے لو اور ہم پر مواخذہ نہ کرو لہذا ذات باری تعالیٰ فرمایا کہ انکے درمیان حکم تو پورا پورا مطابق شریعت کر دینی جو سزا قتل وغیرہ کے لائق ہوں تو وہی جاری کر دو۔ تو اعلان کر دو کہ میں کسی چیز پر صلح نہ کروں گا۔ بلکہ تمہارے ساتھ جنگ و جدال کروں گا۔ اگر تم حکم حق پر نہ آسکے اعلان کر دو تم کو کچھ ضرر نہ پہنچے پس بسبب اس فرمودے باری تعالیٰ کے یہ اعتراض بھی رفع ہو گیا کہ اگر کوئی شخص حکم ماننے سے اعراض کرے تو اس کو خطرہ ضرر کا کیا ہوتا ہے بسبب عاجز ہو جانے اس شخص کے حکم کرنے سے لیکن جواب اس کا ظاہر ہے سمجھنے کا مقام ہے۔ قولہ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ الخ یعنی انکے پاس تورات بھی موجود ہے اور اس میں بھی یہی حکم ہے کہ قتل کا بدلہ قتل ہوتا ہے جیسا کہ باری تعالیٰ نے کہا ہے اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الخ قصاص کے سوا بدلہ غیرہ نہیں ہوتا۔ قولہ لِلَّذِيْنَ هَادُوْا یعنی جو کہ امر کی طرف پھرے ہیں۔ قولہ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَاۤءَ یعنی خبردار۔ اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ قرآن میں گذشتہ دو قسم کے احکام ہیں ایک تو محض احکام جنت کے ہیں دوسرے محض احکام دوزخ کے اور ما بین کا مرتبہ بیان نہ کیا گیا۔ قولہ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰۤىِٕكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ یعنی من لم یعتقد کیونکہ عدم حکم سے کفر معلوم نہیں ہوتا۔ قولہ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ اسے ذات قصاص۔ قولہ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ یعنی جو بخش دے ان کے گناہوں کا کفارہ ہوگا۔ وَمُهَيْمِنًا یعنی نگہبان قولہ عَمَّا جَاۤءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اسے معرضا عما جاءک من العلم۔ قولہ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا اصل میں ہر دو لفظ ایک ہیں لیکن شرعۃ باعتبار ظہور کے اور منہاجا اس پر چلنے کی تائید قولہ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ وَلَوْ شَاۤءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ

اُمَّۃً وَّاحِدَۃً اس کی تائید قولہ لَوْ شَاءَ اللّٰہُ لَھَدٰی النَّاسَ جَمِیْعًا. قولہ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا کُلَّ نَفْسٍ ھُدٰھَا ۔ وَّلٰکِنْ لِّیَبْلُوَکُمْ. وَاِنْ نَّشَاْ
نُنَزِّلْ عَلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَۃً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُھُمْ لَھَا خَاضِعِیْنَ اور ہدایت کرنا اور شریعت کے واسطے آزمائش کیلئے ہے قولہ وَاَنِ
احْکُمْ اس جگہ امرك واحد متکلم محذوف ہے. قولہ اَفَحُکْمَ الْجَاھِلِیَّۃِ یَبْغُوْنَ یعنی قصاص کا بدلہ مال مت کرانی بیان پڑھاتے ہیں. قولہ
بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں تم مسلمانوں کے واسطے یہ ہے کہ تم آپس میں اولیا ہو اگرچہ تم کو آپس میں بغض
عداوت بھی ہو دَآئِرَۃٌ حادثہ اور مصیبت قولہ وَمَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ یعنی جس نے یہود و نصاری سے دوستی پکڑی تو مرتد ہو جائیگا
قولہ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ یعنی خضوع کرنے والے (خازن) قولہ ھَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّا اِلَّا اے نہیں ہو تم ہم سے برا دیکھتے قولہ وَاَنَّ اَکْثَرَکُمْ
فَاسِقُوْنَ اے واعلموا الخ قولہ قُلْ ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَۃً یہ جواب ہے کلام اہل کتاب کا کما قالوا لا نعلم دینا شرا من
دینکم یہ جواب انکو انکے زعم کے مطابق ہے یعنی اس سے برا جو تمہارے زعم میں ہے. پس ہمارے دین کی برائی واقعہ میں ثابت نہیں
قولہ مَنْ لَّعَنَہُ اللّٰہُ اے دین من لعنہ اللہ. قولہ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ اس کے دو معنی ہیں ایک شیطان اس جگہ مراد یہی ہے اور دوسرا
کل ما یعبد من دون اللہ فھو الطاغوت اس معنی کی تائید قولہ تعالی مَا کَانُوْٓا اِیَّانَا یَعْبُدُوْنَ بَلْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ قولہ اِذَا
جَآءُوْکُمْ ضمیر راجع ہے طرف متولوں للکفار کے یعنی منافق قَدْ دَّخَلُوْا بِالْکُفْرِ وَھُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِہٖ اس کی تائید ہے قولہ تعالی وَھُوَ عَلَیْھِمْ عَمًی
(سورہ فصلت) قولہ قَوْلِھِمُ الْاِثْمَ مراد اس سے شرک فی التصرف ہے (عبادت) قولہ وَقَالَتِ الْیَھُوْدُ یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ یعنی جس وقت ان پر قحط آیا تو اس وقت
انہوں نے یہ کہا کہ اللہ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے فقیر دیتے ہیں. جیسا کہ عم انس کے قبر پر انہوں نے بکری ذبح کی تھی پھر بارش ہو گئی تھی. لہذا انہوں نے
یہ اعتقاد کر لیا کہ جو کچھ ہوتا ہے فقیر کرتے ہیں. قولہ وَاَلْقَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ یعنی ہم ڈال دینگے اگر تم پکے مسلمان رہو گے اس واسطے
حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کا مطلب یہ ہے کہ لن یغلب احد علی اثنا عشر الفا (مسلم) ولکن یقتل بعضھم لبعض. حاصل یہ ہے کہ
کچھ بغض اور عداوت اب بھی ہے لیکن پھر زیادہ کر دینگے. قولہ اَقَامُوا التَّوْرٰىۃَ وَالْاِنْجِیْلَ یعنی نذر اور نیاز اور شرک وغیرہ نہ کرے قولہ
لَاَکَلُوْا مِنْ فَوْقِھِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِھِمْ اس سے مراد یا تو وسع رزق یا فوق سے مراد بارش یا میوہ جات اور تحت زرع وغیرہ مراد
ہیں. قولہ یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ اس سے مراد نفی شرک اعتقادی اور نفی شرک فی التصرف ہے اس کی تبلیغ کر کی
چاہئے قولہ لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ الخ وَلَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ الخ قولہ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ یعنی تم
کافر ہو اور تمہارے پاس کوئی دین سچا نہیں ہے قولہ ثُمَّ تَابَ اللّٰہُ یعنی درگذر کیا اللہ تعالی نے قولہ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ مراد اس سے
یہ نہیں کہ عیسی قدیم اللہ ہے بلکہ معنی یہ ہے کہ فاعل متصرف عیسی ہے. اللہ تعالی نے سب کچھ اس کے سپرد کر دیا ہے فاعل اور متصرف ہے. تعالی
مثل فرعون موسی اس لئے کہ نصاری عیسی کو خود بخود خدا نہیں بناتے اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے تمام کچھ عیسی کے حوالہ کر دیا ہے. قولہ قَدْ
خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ یعنی عیسی بھی ایک نبی ہے نبیوں میں سے قولہ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اسے ہو سمیع و علیم کامل الحاضر والغائب قولہ
لَا تَغْلُوْا یعنی حد سے تجاوز نہ کرو اور متصرف مت کہو. ہاں نبی برحق کہو. قولہ غَیْرَ الْحَقِّ اے آخذین غیر الحق. قولہ تَرٰی کَثِیْرًا مِّنْھُمْ یَتَوَلَّوْنَ
مراد ان سے منافق ہیں. قولہ عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ داؤد علیہ السلام کی زبان پر بندر ہوئے تھے. اور عیسی بن مریم کی لسان

ریفرنس بک ۔وهابی دیوبندی نجدی رشید گنگوہی اور حسین علی وهابی نجدی

پر خنزیر ہوئے تھے قولہ تعالیٰ انَّ بخط اللہ اے بان بخط حذف جار قیاس ہے بران اور انَّ۔ قولہ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُم مَوَدَّة یعنی بعض نہ کل کیونکہ نحوی ضمیر جمع سے بھی بعض لیا کرتے ہیں۔ اس جگہ بھی مراد بعض ہیں قولہ بان منھم قِسِّيسِيْن ورُهبانا مراد اول سے دانشمند اور ثانی سے مراد فقیر ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُورۃ آلِ عمرانَ

قولہ عزوجل۔ الٓمٓ الخ فی الخازن قال المفسرون قدم وفد نجران علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وخاصموا فی عیسیٰ علیہ السلام فقال النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم الستم تعلمون ان ربنا حی لایموت وان عیسیٰ علیہ السلام یاتی علیہ الموت قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا قیم علی کل شیٔ یحفظہ ویرزقہ قالوا بلیٰ قال فھل یملک عیسیٰ من ذلک شیئا قالوا لا قال الستم تعلمون ان اللہ لایخفیٰ علیہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء قالوا بلیٰ قال فھل یعلم عیسیٰ علیہ السلام من ذالک شیٔ الا ما عُلِم قالوا لا قال الستم تعلمون ان ربنا صوّر عیسیٰ فی الرحم کیف شاء وربنا لا یاکل ولا یشرب قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان عیسیٰ کان یطعم ویشرب ویحدث قالوا بلیٰ قالوا فکیف یکون الھا فسکتوا فانزل اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران الیٰ بضع و ثمانین اٰیتہ منھا زاد بعضھم فقالوا یا محمد الست تزعم ان عیسیٰ کلمتہ اللہ وروح منہ قال بلیٰ قالوا حسبنا ثم ابوا الا جحودا فانزل اللہ تعالیٰ۔ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ۔ دعوی۔ الْحَيُّ الْقَيُّومُ۔ خبر مبتدا محذوف کذا فی المدارک۔ دلیل عقلی والمراد من الحی الحی الذی لایموت فی سورۃ الفرقان وتوکل علی الحی الذی لایموت وسبح بحمدہ قولہ تعالیٰ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ یعنی دلیل عقلی سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور کوئی نہیں اور یہ بات تم اپنے آپ سے نہیں کہتے بلکہ حکم اسرار وحی سے کہتے ہو اور اس سے آگے توراۃ انجیل میں بھی یہی دعویٰ بیان کیا گیا ہے۔ قولہ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الخ تہدید ہے۔ قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ دلیل توحید ہے۔ هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ الخ دفع شبہ ہے۔ موضح القرآن میں ہے نصاریٰ کو سمجھانا ہے۔ و منجملہ تھے اس پر اللہ کی مہربانی کی الفاظ انکے حق میں سنی تھی اللہ صاحب فرماتا ہے جن کے معنی صاف نہیں کھلتے تو جو ضبوط علم رکھتے ہیں وہ ان کے معنی اور آیتوں سے ملا کر سمجھے جو کتاب کے جڑھ ہیں اور ان کے موافق سمجھ پاوے تو سمجھے جو نہ پاوے تو اللہ پر چھوڑ دیوے کہ بہتر جانتے والا وہی ہے انتہی مختصرا (قاعدہ) جب ایسا امر لکھا ملے جو آیات و احادیث محکمات کے خلاف ہے تو وہ کہہ دینا چاہیے کہ یہ خدا کا فرمودہ نہیں ہے اگر نبی کی طرف منسوب ہو تو کہہ دینا چاہیے کہ یہ نبی کا فرمودہ نہیں ہے قال تعالیٰ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا الیٰ رد علی نصاریٰ نجران حیث قالوا ان اللہ امرھم ان یتخذوہ الٰھا کذا فی الخازن) اگر نسبت صحیح ہے مثلاً نبی کی کلام یا خدا پاک کے کلام میں ہو تو اس کو متشابہات سے سمجھے محکمات کے موافق تاویل کرے۔ یا یہ کہ اس کو اسکی عالم کی طرف سونپنا چاہیے۔ قولہ تعالیٰ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ۔ قال فی المعتصر من المختصر لمشکل الاثار للطحاوی المحکمات ھی المتفق علی تاویلھا والمعقول معناھا فاھل الحق یردون المتشابھات الی عالمھم ثم یلتمسون

تاویلہ من الحکم الذی ھو ام الکتاب فان وجد وافیہ عملوا بہ کما عملوا بالمحکم فان لم یجدوا القصور ھم لم یتجاوزوا الایمان بہ و
لا استعملوا فیہ الظنون المحرم استعمالھا فی غیرہ فکیف بہ انتہی۔ قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَنْ تُغْنِیَ عَنْھُمْ الخ دھمکی ہے
قولہ تعالیٰ زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوَاتِ الخ یعنی یہ لوگ بسبب تقلب کفار کے عیش میں دھوکا میں پڑ گئے ہیں قال تعالیٰ لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ
الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِھَادُ۔ قولہ تعالیٰ شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ یعنی حق تعالیٰ گواہی دے چکا ہے
کتب سابقہ میں اور ملائکہ بھی گواہی دے چکے ہیں پیغمبروں کے پاس اور اولوالعلم علما بھی لکھ گئے ہیں کہ الٰہ کوئی اور سوا اس کے کوئی نہیں اور
اللہ تعالیٰ کی کتب مترلہ میں دین اسلام ہے اور علما اہل کتاب کو بھی معلوم ہے جو مخالف ہیں وہ محض بغاوت عناد کر کے مخالف لکھ گئے ہیں
لیکن اب جو لوگ ان کی تقلید اگر کریں تو معذور نہیں ہیں اَلَّذِیْنَ یُحَاجُّوْنَ فِی اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِیْبَ لَہٗ حُجَّتُھُمْ دَاحِضَۃٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ
کذا فی الحوامیم قال تعالیٰ قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ ثمرۃ التوحید اعنی انہ قال تعالیٰ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی
عَلَیْہِ شَیْءٌ یہ دلائل عقلیہ ہیں پھر دلیل نقلی یہ کہ اولوالعلم بھی یہی بیان کر گئے ہیں پھر ثمرہ یہ کہ حاجات میں اور کسی کو مت بلاؤ حاجات میں
کہا کرو اے اللہ ان صفات والے ہمارے فلاں حاجت روا کر مقصود بالنداء محذوف ہے اسی طرح سورہ زمر میں مقصود بالنداء محذوف
ہے یعنی سورہ زمر میں ہے قُلِ اللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ
یَخْتَلِفُوْنَ۔ ثم یدعوا بعد ھذا الندآء بما شاء وفی ادعیۃ النبی صلعم اللّٰھم رب جبرائیل میکائیل فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ۔ اھدنی لما اختلف فیہ من الحق باذنک انک
تھدی من تشاء الی صراط مستقیم کذا فی صحیح مسلم وغیرہ۔ خازن اور مدارک والی نے نقل کیا ہے بعض متقدمین سے کہ اللّٰھُمَّ فَاطِرَ
السَّمٰوٰتِ الخ پڑھ کر اگر دعا مانگی تو مستجاب ہوتی ہے واخرج ابن ابی حاتم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ الخ
اسم اللہ الاعظم قولہ تعالیٰ لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَاءَ الخ تعلیم الادب قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰھِیْمَ
وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ یعنی پیغمبر بے شک اللہ تعالیٰ کے مصطفٰے عباد ہیں لیکن کل ذریۃ ہیں اسے مخلوق ہیں اور بعضی ان کے بعض سے پیدا ہوئے
ہیں آدم علیہ السلام اگرچہ ولد نہیں لیکن والد تو ہیں پس حاصل یہ ہوا کہ اللہ وہ ہوتا ہے جو حی ہو یعنی حی لا یموت اور قیوم یعنی محافظ رازق اور
اس پر کوئی چیز مخفی نہ ہو پس ایسا مالک ایک حق تعالیٰ ہے اس کا شریک کون بن سکے اور اگلی کتب میں بھی یہی مذکور ہے پس ایک ہی اسی کو بلانا
چاہئے انبیاء بے شک برگزیدہ عباد ہیں مگر سمیع لکل شیٔ اور بصیر لکل شیٔ تو نہیں ہیں یہ تو خاصہ ایک اللہ تعالیٰ کا ہے۔ یاد کرو مریم کے والدہ
کا حال پھر مریم کا پھر عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت مریم کی والدہ نذریں مانتی ہے الی آخر القصہ مریم کو حکم ہوا کہ عبادت کر عیسیٰ علیہ السلام کہہ گیا۔
اِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ اور نیز من انصاری الی اللہ الی آخر القصہ یہ بندے ہوئے نہ کہ خدا۔ قولہ تعالیٰ مَا کَانَ اِبْرٰھِیْمُ یَھُوْدِیًّا
رفع شبہ ہے یہودی نصرانی مشرک ہیں قَالَتِ الْیَھُوْدُ عُزَیْرُ ابْنُ اللّٰہِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ ابراہیم کیسے تھا غیر مشرک تھا
اَنْ یُّؤْتٰی مِثْلَ مَا اُوْتِیْتُمْ یہ مقولہ یہود کا ہے مت خیال کرو کہ دیا جاوے مثل ما اوتیتم یا تمہارے ساتھ کوئی جھگڑا کرے قیامت میں یہاں
ہمزہ استفہام انکاری محذوف ہے اور ایک قرآت میں مذکور ہے۔ قولہ تعالیٰ من اھل الکتاب ان کی شفاعت کا ذکر ہے۔ اور تلودن

السنتہم یعنی گنتے تھے کہ ہماری کتاب میں ہے کہ عیسیٰ نے ہم کو کہا تھا باذن اللہ کہ میری عبادت کرو اور اسی طرح وہ کلام مخترعہ پڑھتے تھے
تاکہ سامع گمان کرے کہ یہ کتاب اللہ کے ہے قولہ تعالیٰ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ یعنی تم پر حکم ہے کہ رسول مصدق کو مانو۔ قولہ تعالیٰ لن تنالوا البر یعنی
اپنے ریاست طلبی کو چھوڑو۔ کذا فی الموضح۔ قولہ تعالیٰ کل الطعام کان الٰی قولہ مِنْہُمُ الظّٰلِمُوْنَ دفع شبہ ہے قولہ تعالیٰ قُلْ صَدَقَ اللّٰہُ فی
جمیع ماذکر من حکم التوحید ودفع الشبہات پس چاہئے کہ توحید پر قائم رہ جاؤ کذا فی جامع البیان۔ قولہ تعالیٰ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ
دفع شبہات ہے۔ قولہ تعالیٰ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ واجتمعوا ولا تفرقوا ولا تفعلوا ما یکون عنہ التفرق کذا فی المدارک مبدا
بیان جہاد ہے قولہ تعالیٰ وَاِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔ فلا تخافوا الکفار بقرینۃ لن یضروکم الا اذی الٰی قولہ تعالیٰ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ
لِلنَّاسِ۔ قولہ تعالیٰ لِلنَّاسِ متعلق بخیر کذا فی البخاری یعنی انتم تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر۔ فانتم خیر ولتکونوا علی ذلک
ولتنہیرا اے مداومت کسید علی ذلک تا قولہ تعالیٰ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَھْلِکَ یاد کرو اس وقت منافقین نے تمہارے ساتھ کیا کیا
اور ان کو دوست مت بناؤ۔ قولہ تعالیٰ اذ ھمت بدل من اذ غدوت، جلالین۔ انکے ساتھ دوستی مت کرو اس لئے کہ وہ تم کو کبھی بھی کوئی
فائدہ نہ پہنچا ئیں گے اور اللہ پر توکل کرو الٰی وَلَقَدْ صَدَقَکُمُ اللّٰہُ قولہ تعالیٰ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ عباسیہ کہ میں آپ کو دخل نہیں
استیصال کیوں مانگتے ہو لیس لک من الامر شیء فاما ان یہلکہم او یتوب علیہم او یعذبہم فی الاخرۃ ۔ والمعطوف علیہ محذوف
کما یعرف ما عطف علیہ بالواو فی امثال ولیعلم اللّٰہ الٰی قولہ تعالیٰ لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا اَنْفِقُوْا فِی الْجِہَادِ وَتَصَدَّقُوْا وَاِنْ لَّمْ تَنْفِقُوْا
فَاَقْرِضُوْا قَرْضًا حَسَنًا قولہ تعالیٰ وَمَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّغُلَّ لما ظن بعض المنافقین قولہ تعالیٰ بِعَذَابِ اَحْسَنُوْا مِنْہُمْ من للبیان قولہ
تعالیٰ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ تائید للجہاد۔ الانفاق فیہ۔ قولہ تعالیٰ کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ تائید للجہاد۔ قولہ تعالیٰ وَمَا اَصَابَکُمْ
من جمع الاحزاب علیکم یوم احد الٰی قولہ تعالیٰ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ تائید لدعوی التوحید وقولہ تعالیٰ وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا تحضیض
علی الجہاد۔ قولہ تعالیٰ مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا۔ بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق۔ وقال تعالیٰ ھَلْ مِنْ خَالِقٍ
غَیْرُ اللّٰہِ۔ فائدہ فی الخازن واما ما نزل بالمدینۃ فاحد وثلثون سورۃ فاول ما نزل بھا سورۃ البقرۃ ثم الانفال ثم آل عمران
ثم الاحزاب ثم الممتحنہ ثم النساء ثم اذا زلزلت ثم الحدید ثم سورۃ محمد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم ثم الرعد ثم سورۃ الرحمٰن ثم
ھل اتی علی الانسان ثم الطلاق ثم لم یکن ثم الحشر ثم الناس ثم اذا جاء نصر اللّٰہ ثم النور ثم المنافقون ثم المجادلۃ ثم الحجرات
ثم التحریم ثم الصف ثم الجمعہ ثم التغابن ثم الفتح ثم التوبۃ ثم المائدہ ومنہم من یقدم المائدۃ علی التوبۃ۔ ھذا ترتیب
ما نزل من القرآن بالمدینۃ ۔

سورۃ آل عمران

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وصلی
اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔ وعلی ساداتنا وعلینا معہم اجمعین آمین آمین یارب العالمین۔ اما

انه یظهر من التذکر فی سورة آل عمران انه تدفع الشبهتان ببیانها. مثلاً ان عیسی جاء فی قصته اخلق لکم
من الطین کهیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیراً باذن الله وابرء الاکمه والابرص واحی الموتی وانبئکم بما تاکلون
وما تدخرون فی بیوتکم. وایضاً جاءت عبارات تدل علی عظمته ورفع درجاته فکانت هذه الامثال موجبة
للشبهة وکان موضع ان یهم واهم ان الله اعطاه شیئا من التصرف ویسمی ذالک الواهم ان ذالک الشی حصة
من الالوهیة ویزعم الاستحقاق له علیه السلام من العبادة فنقول هذا الموقع فی الشبهة ان عیسی علیه السلام
قد قال بذالک ان الله ربی وربکم فاعبدوه هذا صراط مستقیم وقد قال لفظ باذن الله مقترنا بمعجزاته فنقول
انه علیه السلام کان یدعو فیحی الله تعالی ویبرا الاکمه والابرص فکانت تلک المعجزات من عنده تعالی کرامته له
آیه علی صدقه فیجب علی الواهم ان ینظر الی انه علیه السلام وکل الانبیاء کانوا ذریة بعضها من بعض فهل یولد
الاله وقد قال عیسی علیه السلام من انصاری الی الله فهل یطلب الاله ناصرا ولقد قال الرب تعالی انی متوفیک ورافعک
الی ومطهرک من الذین کفروا فهل هذا حال الاله ولقد بشرت امه قالت رب انی یکون لی ولد فهذا حال الاله ولقد
قیل لمریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین. فهل یوم الا له للعبادہ. ثم ان الله اصطفی آدم ونوحاً وآل
ابراهیم وآل عمران علی العلمین ومع ذالک کانوا ذریة ای مخلوقة بعضاً من بعض وما کان منهم سمیعاً لکل شیٔ
وعلیماً لکل شی وان ذالک خاصة الاله ولا یکون الشی الهاً الا ان یکون سمیعاً علیماً واما ما یوهم من الفاظ
العنایات الکثیرة ومن لفظ الابن فی حقه علیه السلام کما یفهم من الخازن فی موضع مصرحا فان ذالک من المتشابه
المعنی فیرد الی مفصل المعنی وایراد ذلک من مابه تعالی للاحبا. وکان ینبغی ان ینظر الی ان الله تعالی خاصة
حی لا یموت قیوم مدبر للعوالم کلها لا یخفی علیه شی وهو المصور فی الارحام کیف یشاء. اعلم ان بنی اسراء یل
اخرج لهم السامری عجلا ای جسداً له خوار فقط وکان لا یاکل ولا یشرب فزعموه الهاً فقال الله تعالی لانصیر
هذه الشبهة دافعة للعذاب منهم لم یروا انه لا یکلمهم ولا یهدیهم سبیلا اتخذوه وکانوا ظالمین. فهذه السو
یدفع الشبهتان احداهما شبهة الشرک ودفعه کما بینا وثانیهما شبهته فی عدم صدق الرسول ونفی الجهاد وتقریر
الشبهة ان المسلمین وقع بهم جراحات فی یوم احد وامثال ذالک وتقریر الدفع ان ذالک للابتلاء لقد کان لکم آیة
فی فئتین التقتا الخ ولقد نصرکم الله ببدر وانتم اذلة ولا تتخذوا من دونکم بطانة فانهم یخلو منکم اذکروا
اذ غدی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لیبوا المومنین مقاعد للقتال فی ایام احد فکیف خالفکم المنافقون المخلوق
اذکروا اذ همت الطائفتان منکم ان تفشلا بقول عبد الله ابن ابی سلول واصحابه ولکن الله تعالی عصمهما فندبین
فی هذه السورة دفع الوساوس والشبهات من جنس هاتین الشبهتین ان لا اله الا هو فانه هو الحی الذی لا یموت
القیوم المدبر للعوالم کلها نزل الله تعالی الکتاب بحیث یعلم صدقه من مطالبه البنیة عند العقل مع انه مصدق

للکتب سابقه وقد انزل الله تعالی کتبًا قبله و بین فیها التوحید وبین فیها انزال القرآن وفی آیة اخری فی سورة هود
افمن کان علی بینة من ربه ویتلوه شاهد منه ومن قبله کتاب موسی اماما ورحمه **اقول** اذا کان الامر واضحا
عند العقل مثلا نعلم انه لا شئ خالق سواه ولا مدبر ومع هذا جاء وحی صداعی الانبیاء فلی الاولیاء فالعلامات ومعهن ا
یصدق ای کتاب سابق فاجتمع الامور الثلاثة وضوح الدعوی عند العقل وکونه ثابتا حتما فالوحی لهذا الامر الواضح
وکون الکتاب السابق مصدقا فکیف یشتبهه فی هذا و قد بین اول سورة آل عمران هذه الامور وفصل هذا البیان
ببیان ان القرآن فرقان مفصل فمن لم یومن بعد هذا بیان فلهم عذاب شدید ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ ۔ تائید
للدعوی السابقة هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ دفع لشبهة ان الذین اخافته قلنا ان جمع التوحید اللّٰه لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ
ان الله لا یخفی علیه شئ ۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ ۔ ان الله اصطفی آدم الی قوله ذریه
بعضها من بعض ۔ والله سمیع علیم قوله تعالی وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ یثیب للمومنین ویعذب الکافرین
وهو قدیر علی ذلک اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ ۔ لآیات علی قدرته لِاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا آتنا ما وعدتنا ۔ فاستجاب
لهم ربهم ای اجاب دعائهم وقال للنبی لا اضیع عمل عامل منکم فالذین هاجروا الا لاکفرن عنهم سیئاتهم وان
من اهل الکتاب لودهم واهم لوکان حقا لاقر بذلک بعض منهم فقال تعالی وان من اهل الکتب الآیة قوله تعالی کیف یهدی الله
قوما کفروا بعد ایمانهم ۔ توفیق هدایة عطا نہیں ہوتی لیکن ابھی ختم اور طبع نہیں ہوا اولٰئک جزاؤهم ان علیهم لعنة الله ۔
الا الذین تابوا ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا ۔ یعنی اہل الکتب مومن تھے جب سرور کائنات آیا انہوں نے کفر کیا پھر اگر
توبہ کرلیں تو قبول ہے ۔ اگر سمجھانے اور شبہ دفع کرنے کی بعد بھی یہی معاملہ ہووے وازدادوا کفرا لن یقبل توبتهم ای ہمت توبہ کی نہ
ہے گی کذالک قوله تعالی فی سورة النساء قبل قوله تعالی ۔ لا یحب الله الجهر بالسوء ۔ اعنی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا ثُمَّ
ازْدَادُوْا کُفْرًا لَمْ یَکُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ الآیة خلاصه التوحید اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ
وَلَا فِی السَّمَآءِ ۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِکَةُ
وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ
وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ
فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓی اٰدَمَ وَنُوْحًا
وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ذُرِّیَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۔ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ الآیة قُلْ یٰٓاَهْلَ
الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ
دُوْنِ اللّٰهِ ۔ مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْکِتٰبَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰکِنْ
کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا کُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْکِتٰبَ وَبِمَا کُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۔ وَلَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِکَةَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا اَیَاْمُرُکُمْ بِالْکُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ

مُسْلِمُوْنَ. اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وله اسلم مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۔ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ۔ وللّٰه مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ ترجع الامور۔ وللّٰه مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الارض يغفر لمن يشاء وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ ولله مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ واللّٰه على كل شیٍٔ قدیر۔ اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ۔ قوله تعالىٰ۔ وَلَا تُؤْمِنُوْا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۔ ای لا تؤمنوا صدقا الا لمن تبع دينكم ۔ قال تعالیٰ قل لهم ردا ان الهدیٰ هو الذی انزل الله تعالیٰ لا اتباعکم لرسومکم و مخترعکم قوله۔ اَنْ يُّؤْتٰى والاولى ان يقال لا تؤمنوا صدقا الا لمن تبع دينكم قوله ان يوتی والهمزة للانكار محذوف بمقولة اليهود یعنی دیا جانا مثل تمہارا پایا کہ تمہارے ساتھ جھگڑا کر سکیں قیامت میں یہ بعید ہے او يقال ان قوله ان يوتی مفعول له لمحذوف ای يختم ايها اليهود بسبب ان الله تعالىٰ اتی احدا مثل اوتيتم و فی قراءة ان يوتی احد والمعنی اتكرتم وحسدتم و تغيتم لان يوتی احد والهمزة للانكار فقال تعالیٰ ردا لهم ان الفضل بيد الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔ قوله تعالیٰ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ای الدين فی كتب الله تعالیٰ كلها الاسلام وما اختلفوا الا بغيا۔ قوله تعالیٰ يدعون الی كتاب الله مثلا السورة فيه التوحيد قوله تعالیٰ بلیٰ ان تصبروا ای قلنا بلیٰ۔ قوله تعالیٰ۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ ـــه

ملک را بہت گرد ید من سیاہ موز

ولا تؤمنوا الا لمن تبع دينكم ای لا تومنوا صدقا الا لمن تبع دينكم ۔ قوله تعالیٰ ان يوتی همزة الاستفهام الانكاری محذوف اور ایک قرأت میں مذکور ہے یعنی مت خیال کرو کہ دیا جاوے کوئی مثل ما اوتیتم یا تمہارے ساتھ کوئی جھگڑا کرے قیامت میں فقط هذا هو الحق وماذا بعد الحق الا الضلال۔ قوله تعالیٰ اِنِّيْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى وَاِنِّيْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ۔ فقوله تعالیٰ۔ وَاللّٰهُ اعلم وليس الذكر جملہ معترضہ ہے قوله انی وضعتها وانی سميتها والواو فی مثله تسمی اعتراضية ليست بعاطفة ولا حالية۔ (مختصر المعانی ۱۳۲)

سُوْرَةُ النِّسَاء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَيْرِ وَبِكَ نَسْتَعِيْن

الحمد لله رب العالمين وصلی الله تعالیٰ علیٰ خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين۔ اعلم انه بين فی سورة النساء احكام من المنع عن قطع الرحم واكل مال اليتمی واكل الميراث لمًّا وعدم احلال ان ترث النساء كرها بل عليهم ان يبتغوا باموالهم برضائهن وحكم عليهم اٰتوهنّ اجورهنّ فريضة ثم قيل اعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا علم ان كون العبد بحيث يعتقد ان علی اتباع امور غير ما امره الشارع شرك۔ ثم اتی بعده بامور احسانية ثم ذكر حال الصلوٰة غير جنب بل بالاغتسال والتيمم فان الصلوٰة معين للافضال والاحسان ثم جیٔ بعد ذلك شكايات معاندين۔ ثم جیٔ باحكام

سلطانیة ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات فی المدارک امر الولاة باداء الامانات واذا حکمتم ان تحکموا بالعدل د
جی شکایت الحاکم الی الطاغوت مثلا یقول نفصل عند الصنم کما یقول بعض الجہلة ضع یدک علی قبر الفلان او
الحجر الذی عند راسه ولذا قیل اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ الی قوله اِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّآ اِنَاثًا۔ ثم جیٔ بالمقاتله المحاکمین الی
الطاغوت والحذر عنهم واتم حکم السلطنة لتحکم بین الناس بما اراك اللہ بالاصول المستخرجة من کتاب اللہ
ابو منصور کذا فی الخازن۔ ثم قیل اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ و یَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَاءِ ان امرأة خافت من بعلها ستأتی
فیهما من السابق لکن الاول سئلوه والثانی فی موضع السوال فبین بطریق الخاتمة للاحکام الاول قوامین للہ
شهداء بالقسط راجع الی قصة طعمة بن ابیرق کذا فی الخازن اتمام لاحکام السلطنة ثم جیٔ بالشکایات وقیل لهم
امنوا بما نزل بعضا و بما انزل اللہ غیر منجم وذکر بعد ذالك شکایات المنافقین واکثر المنافقین کانوا من الیهود ولا
تقولوا انزل علینا کتابا فهذا سوال معاندة وقد اصیب الیهود بما ندقتهم وجواب السوال عن کون المنزل کتابا
واحدا دفعة هو ان اللہ تعالیٰ قال انا اوحینا الیك کما اوحینا الی نوح الی قوله داوٗد زبورا وقد اوتی داوٗد مفرقا
زبورا حال کونه عظیما وایضا اوحی الی موسیٰ سوی التورٰته وکلم اللہ موسیٰ تکلیما ای منجما من غیر التورٰته وهم
لا یشهدون لکن اللہ یشهد انه انزله بعلمه واداء الشهادة ثابت بانزال هذا الکتاب یا اهل الکتاب لا تغلوا فی
حق عیسیٰ علیه السّلام فانه رسول اللہ وکلمة وروح منه نعم لا تقولوا ثلٰثة ولیس شکایة علی عیسیٰ فانه لن یستنکف
ان یکون عبد اللہ فبعد دفع اشتباه النزول منجما جیٔ بمسئله لم تنزل مع ایات المیراث ان امرأ هلك وکان کلالة
ای لیس له والد ولا ابن ویشترط ان لا یکون له ولد ای ابنته ایضا لحکمه هذا اقا فهم فان ذالك دقیق و
عبارتی قاصرة عن اداء ما فی الضمیر فهذه السورة فی نفی الشرك باعتبار عدم اعتقاد الاحکام ولهذا اوعد بخلود النار فی
مسائل المیراث وقتل العمد کما اوعد فی مسائل الربا فالکتاب الفرقان نص فی نفی الشرك وقد بقی بعد جنایا فی زوایا
الکلام لا یحب اللہ الاظهار بقول الشرك کما فعله المنافقون لکن من ظلم وخاف القتل جاز له اظهار کلمة الکفر باللسان
خطاب للمؤمنین ان تُبْدُوْا خَیْرًا ای مجالس خوض میں حق ظاہر کہدیو یا دل میں حق رکھے لکن خوف سے ظاہر نہ کرے خفیہ منع
کرے ورنہ سوکو تو منہ سے نہ نکالے فالمنافقون اخفوه او تعفوا عن سوء فان الذی فی الموضع منافق کا کام مشہور نہ
کرے اس میں اس کا دل زیادہ بگڑتا ہے سہم نصیحت کرے منافق آپ سمجھ لے گا اس میں شاید ہدایت پاوے اس سورت میں خود
احکام حقتعالی فرمائے ظلم نہ کرو پھر فرمایا واعبُدُوا اللہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا قال تعالیٰ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك هُمُ
الکٰفِرُوْنَ فی مسند الامام الاعظم۔ من لم یحکم ای لا یعتقد پھر احکام حق والدین وغیرہ فرمائے پھر فرمایا اِنَّ اللہَ لَا
یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ان احکام کے بیچ میں نازل فرمائی تا موجب تالف ومستعین علی اداء الحقوق ہو
پھر زجر نہ ماننے والوں کو جو کافر ہو جاتے ہیں نہ ماننے سے فرما کر حقوق سلطانیہ کا بیان فرمایا۔ اِنَّ اللہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الامانات

کما فی قولہ تعالیٰ فَلْیُؤَدِّ الَّذِی اؤْتُمِنَ اَمَانَتَہٗ الخ مطلب یہ ہے کہ مظلوموں کے حقوق مظلوموں کو دلواؤ۔ آگے مومنوں کو ارشاد ہوا
کہ فیصلے شریعت کی طرف لے آؤ طاغوت اور بتوں ٹھاکروں کے پاس مت لیجانا جیسا کہ بت پرستوں کی عادت ہے کہ کہتے ہیں کہ میں
مال بت کے پاس سے رکھتا ہوں تم لے لو۔ اور انکی مراد اس سے قسم بت کے اور تعظیم بت کے ہوتی تھی۔ قولہ تعالیٰ رَأَیْتَ الْمُنَافِقِیْنَ
یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا۔ المراد مطلق المنافقین۔ فان المومن علیہ ان یقول اٰمنت بھٰذا الکتٰب و بما لکتب السابقہ
پھر فرمایا جہاد کر و مظلوم مسلمانوں کو کفار کے ہاتھ سے چھوڑاؤ۔ قولہ تعالیٰ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا ما اخبر کم من الغیبات وامثالہم
بما اضلتم من النفاق وغیرہ کل ذلک یکون صدقا و لوکان من عند غیر اللہ لوجدوا مخالفا کاذبا۔ قولہ تعالیٰ وَلَوْلَا فَضْلُ
اللہ ھذا فی ضعفاء المؤمنین ۔ قولہ من یشفع شفاعۃ فقط شفاعت سے بھی درجہ ملجاتا ہے پھر کیا حال ہوگا جب آپ تحریض
کرے اور قتال کرکے مومنوں کو چھوڑائیں گے جب تمہارے پاس مبلغ آویں خوش خلقی سے ملو۔ جواب سلام خوشی کے ساتھ دو ایسا
نہ ہو کہ تم کو تنگی آوے کہ یہ ہم کو جنگ کی طرف بلانے آئے ہیں۔ قولہ تعالیٰ فَمَا لَکُمْ فِی الْمُنَافِقِیْنَ ای المنافقین الذین ھم فی
خارج المدینۃ فی امصار اُخر بعیدۃ پھر فرمایا اگر قتال کرنے میں کوئی خطا مسلمان مارا جاوے تو اسی طرح کرو۔ اور مومن کو کچھ نہ
سمجھ کر مارنا یہ تو کافروں منافقوں کا کام ہے اور خوف ہو تو نماز میں بہت دیر نہ کی جاوے یہاں شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں یہ قصر
سفری مراد نہیں بقرینہ فاذا اطمأننتم واقیموا الصلوۃ۔ وھذا اروی عن ابن عباسؓ کذا فی المدارک پھر فرمایا گیا کہ محاکمہ و فیصلہ
نقا حسن ظن سے نہ کرنا بلکہ بطور قواعد الہیہ کرنا تاکہ خائنین کا معاون نہ ہو جاوے۔ قولہ تعالیٰ ان یدعون ای حین یذھبون الی
الاصنام لیظھر الحق والمبطل الخ قولہ تعالیٰ۔ وَاتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا فی الاحکام ایضا قولہ تعالیٰ۔ وَلِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
والارض وکان اللہ بکل شیء محیطا۔ تہدید ہے فقط گویا دو باب گذر چکے ہیں۔ ایک احکام کا پہلے دو باب کے دو مسلے میں کچھ شبہ لوگوں
کو باقی تھا بیان فرمایا۔ قولہ تعالیٰ وللہ ما فی السمٰوٰت الخ قولہ تعالیٰ ویأت باٰخرین تہدید ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ کُوْنُوْا قَوَّامِیْنَ
دوسرے باب کے متعلق مسئلہ تھا بیان فرمایا گیا۔ پھر فرمایا اٰمنوا بما انزل منجما اور زجر کی منافقوں کو پھر فرمایا اگر منافق توبہ کرے تو
منظور ہے پھر مخاطب منافقوں کو بنا کر فرمایا بوقت مظلومیت و خوف قتل مثلا کلمہ بیش کم کہنا جائز و الا جائز نہیں۔ لَا یُحِبُّ اللہُ الْجَھْرَ
بالسوء الا من ظلم الخ پھر فرمایا وان تبدوا خیرا یا المنافقین التائبین الا کتاب والے سوال کرتے ہیں یکدفعہ کیوں نہ آئے۔ جواب
ہے اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلٰی موسیٰ کو اگرچہ کتاب دفعۃً ملی لیکن آہستہ آہستہ ہی بہت کلامیں ہوئی ہیں۔ قولہ تعالیٰ ثم اتخذوا العجل ثم التعقیب
الذکری فافھم قولہ تعالیٰ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بحقیقۃ ما قال محمد صلعم قبل موت الکتابی ایمانا فی القلب وان لم یومن
بلسانہ معاندۃ سنریھم اٰیاتنا فی الافاق وفی انفسھم حتی یتبین انہ الحق۔ قولہ تعالیٰ حرمنا علیھم طیبات احلت
قال الشاہ ولی اللہ ضربت علیھم المسکنۃ والذلۃ الخ قولہ تعالیٰ وان تکفروا فان للہ ما فی السمٰوٰت الخافتہ
لسلب النعم۔ قولہ تعالیٰ جئنا بک علیٰ ھؤلاء شھیدا ای ما دمت فیھم کذا روی مسلم مرفوعا فی باب القراءۃ علی
الافضلین الخ مسلم ص۲۹۵ جلد اول مطبع مصری) قولہ تعالیٰ لھمت طائفۃ منھم ان یضلوک الخ قصہ طعمہ بن ابیرق سے صاف واضح

ہے کہ ان الانبیاء لا یعلمون الا ما اعلمہ اللہ سبحانہ احیانا خلاصۃ التوحید سورۃ النساء، یٰاَیُّہَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْہَا زَوْجَہَا وَبَثَّ مِنْہُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَاءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا اذ وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا الخ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰۤی اِثْمًا عَظِیْمًا۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ۔ اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّہُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْۤا اِلَی الطَّاغُوْتِ۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذالک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا و فی الخازن کل من عبد شیئا فقد دعاہ لحاجتہ وفی الخازن الجبت الاصنام والطاغوت شیاطین الاصنام۔ ان یدعون من دونہ الا اناثا وان یدعون الا شیطانا مریدا ومن احسن دینا ممن اسلم وجہہ للہ واتبع مِلَّۃَ اِبْرٰہِیْمَ حَنِیْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰہِیْمَ خَلِیْلًا وللہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وکان اللہ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطًا وللہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ الخ وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰہُ غَنِیًّا حَمِیْدًا وللہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّکُمْ وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا۔ یٰۤاَہْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقٰہَاۤ اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ اِنْتَہُوْا خَیْرًا لَّکُمْ اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَہٗۤ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا۔ لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰہِ وَلَا الْمَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَمَنْ یَّسْتَنْکِفْ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیَسْتَکْبِرْ فَسَیَحْشُرُہُمْ اِلَیْہِ جَمِیْعًا۔ شعائر اللہ کو کچھ نہ سمجھنا اس کی ہتک ہے تعظیم کنندہ کو برا سمجھنا ہتک ہے ہدایا لے جانے کو بھی برا کہنا ہتک ہے اس کا قدر نہ جاننا ہتک ہے ہدایا لے جانے والیوں کو مارنا ہتک ہے۔ قولہ ید اللہ مغلولۃ تنگی انہیں آگئی نعمی یفسرک قولہ ولو انہم اقاموا التورٰۃ والانجیل لاکلوا من فوقہم الخ قولہ تعالیٰ من قتل نفسا بغیر نفس نہ قتل کرو نہ قتل کرنے دو۔ قولہ تعالیٰ اعرض عنہم قل لہم تعالوا اتل ما حرم ربکم قولہ واللہ علی کل شیء قدیر لا غیرہ قولہ تعالیٰ فافرق بیننا ای فاحکم وھذا ادعاء علیہم۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم یعنی فاعل ہی عیسیٰ ہے حکومت خدا نے اپنے فرزند کو دیدی ہے علمک ما لم تکن تعلم علم الانسان ما لم یعلم۔ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون قال تعالیٰ لتحکم بما اراک اللہ ای بالقواعد الشرعیۃ و من المعنی انہ ینزل علیہ الصلوۃ والسلام وحی فی کل ما اختصموا وقولہ تعالیٰ علمک ما لم تکن تعلم من انہم یہموا ان یضلوک الخ ونزل بعد ھذا السورۃ ای سورۃ النساء وسورۃ النور واذا جاءک المنافقون والمجادلہ والتحریم وسورۃ الفتح وفی سورۃ النور قصۃ الافک وفی سورۃ التحریم لم تحرم ما احل لک وفی سورۃ الفتح ولو تشاء لارینٰکہم

تلعرفتہم بسیماھم ولتعرفنہم فی لحن القول ونزلت بعد سورۃ النساء سورۃ التوبۃ وفیہا وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اھل المدینہ مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم ۔

سورۃ المائدۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر

قال تعالیٰ . واوفوا بالعقود ۔ قال ولی اللہ الدھلوی وفا کنید بعہد ہا ۔ یعنی عہدے کہ باخدا بستہ اید ور التزام احکام او تعالیٰ . وقال فی فائدۃ ومیثاقہ الذی واثقکم بہ یعنی عہدے کہ وقت بیعت بستید ۔ وقال صاحب الخازن فی شرح قولہ تعالیٰ وما یضل بہ الا الفاسقین الذین ینقضون عہد اللہ من بعد الخ ای امرہ والمراد بہ الکفار والمنافقون الذین ینقضون عہدا ابرمہ اللہ تعالیٰ واحکم بما انزل اللہ فی کتابہ من ایاتہ الدالۃ علی توحیدہ قولہ تعالیٰ اوفوا بالعقود احلت لکم بہیمۃ الانعام سوی ما یتلی علیکم ۔ قد اعتقدا ۔ احلت لکم تحریم لغیر اسرمت کرو ۔ تحریم الٰہی صید وغیرہ واسے رجا رکھو لا تحلوا شعائر اللہ نیازات الٰہیہ درست انکی عزت ضروری ہے اور نیازات غیروں کی حرام ومی ما اھل بہ لغیر اللہ اوو ما ذبح علی النصب ہیں وقد اعتقد الیہود تحریم الابل وغیرہ واعتقد النصاریٰ تحریم ما حرموا من الرھبانیۃ فحرموا بالعلوف والنذور ولا لھم الذی سموہ ابنا متصرفا فقالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم واعتقد المشرکین تحریم الوصیلۃ والسائبۃ البحیرہ والحام فالحام ما یدعونہ للطواغیت بعد ضراب معدودۃ والبحیرۃ ما یمنع درھا للطواغیت والسائبۃ ما یسیبونہا لالہتہم لا یحمل علیہا شی والوصیلہ اللتی ولدت بعد اخری من ناقۃ بکر یسیبونہا لطواغیہم قال تعالیٰ احلت لکم بہیمۃ الانعام واما التحریم بالنذور لغیر اللہ فہو کفر لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم کما فعلہ الرھبان والمشرکون واما الخمر والمیسر والانصاب فلیست من الطیبات لقد کفر النصاریٰ العابدون لابن مریم علیہ السلام والمحرمون لہ فاما التحریم فی الاحرام فلا یقاس علیہ فان اللہ یحکم ما یرید وقد حرم واما النکتۃ فہی ان التحریم لیعلم اللہ من یخافہ بالغیب وقد جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس والھدی والقلائد لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وان اللہ بکل شیء علیم ولھذا یقسم بہ تعالیٰ وقد منعنا من اخذ القسم بما یعظم فی الادیان قال تعالیٰ یقسمان باللہ لما اراد النبی صلعم اخذ القسم من اھل الکتب بما یعظم فی دینہم ۔ فان زعم زاعم تحریم البہائم لالھتہم من المشرکین والرھبان فہذا امر ردٌ فانہ لیس یعلم ما فی السمٰوٰت وما فی الارض الا اللہ یوم یجمع اللہ الرسل یقولون لا علم لنا انک انت علام الغیوب ۔ واذ قال اللہ یا عیسیٰ بن مریم اذکر نلفظ اذ معمول یقال سبحانک واعادۃ لفظ واذ قال اللہ یا عیسیٰ لبعد العہد کما فی فلولا ان کنتم غیر مدینین فی سورۃ الواقعہ وکما فی وما افاء اللہ فی سورۃ الحشر ۔ یوم یقول بعیسیٰ ابن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ قال سبحانک ما قلت لہم الا ما

امرتنی به تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب احلت لکم بهیمة الانعام غیر محلی الصید
وقت الاحرام یا ایها الذین امنوا لا تحلوا شعائر الله قال ولی الله الدهلوی بتک حرمت مکنید وقال الشاہ عبد القادر بےحرمت مت
کرو۔ اقول علی منواله بےحرمت مت کرو اور بےحرمت کرنے والے کو دیکھ کر بیٹھنا اور مدد نہ کرنا یہ بھی وہی بےحرمتی کرنا ہے۔ مدد کرو بے
بےحرمتی مت کرید وچپ کر بیٹھنا یہ تو مدد وان پر ہوئی آمر بالقسط بنو۔ اگر یہودیوں بےحرمتی کرنے والوں کی اور قطاع الطریق جو
ہیں ان کی مخالفت کا ڈر ہے تو یاد کرو اذ ھم قوم ان یبسطوا الیکم اس وقت ہم نے بچایا مجھ ہی پر توکل کرو یہ بڑی خبیث ہیں
ہمیشہ انکے خباثت تو دیکھی گئی لیکن ہم نے انکو لعنت اور ذلت اور سکنت کی مہر لگا دی ہے تمہارے ساتھ جنگ نہ کر سکیں گی اور نصاریٰ کا
میں عداوت ڈالی ہے وہ بھی نہ لڑ سکیں گے مگر درگذر کرو عذرے چھوٹے چھوٹے سے جب تک محارب نہ بنیں لیکن قطاع الطریق کو
سولی دو اور سارق کا ہاتھ کاٹو خون کرنے والے سے قصاص لو۔ اور خیال مت کرنا کہ ہمارے ساتھ جنہوں نے دشمنی کی تھی مکی والوں
کے ساتھ ملا کر ہم کو حرم سے روکا تھا گو مسلمان ہیں ہم تو انکی قطع طریق نہیں کرتے پشیمان نہ کرو وضو کرو یہ تمہاری شان دور کرنے
کا دنی اھل ایتہ وما علمتم من الجوارح مکلبین والجوارح الکواسب والمکلبین المسلطین فشترط التعلیم والارسال
فہما من المکلبین۔ وقوله تعالی۔ وحسبوا ان لا تکون فتنة ای عذاب فعموا وصموا فوقع علیهم ثم لما تابوا تاب
الله ثم بعد کان عموا وصموا الا قوله تعالی وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان فی الخازن فی
قوله تعالی لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم قال الطبری واولی هذه الاقوال واصح التاویلات ما روی عن ابی بکر الصدیق
هو الامر بطاعته الله واداء مالزم من الامر بالمعروف والنهی عن المنکر والاخذ علی ید الظالم حتی یرجع عن ظلمه قال
عبد الله بن المبارک هذه الایه اوکد ایة فی وجوب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر لان الله تعالی قال علیکم انفسکم
یعنی اهل دینکم بان یعظ بعضکم بعضا ویرغبه فی الخیرات وینفره عن القبائح والمکروهات۔ خلاصہ سورہ مائدہ
یا ایها الذین امنوا اوفوا بالعقود۔ احلت لکم بهیمة الانعام الا ما یتلی علیکم غیر محلی الصید وانتم حرم ان الله یحکم
ما یرید یا اهل الکتب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب لقد کفر الذین قالوا ان الله هو
المسیح قل فمن یملک من الله شیئا ان اراد ان یهلک المسیح بن مریم وامه ومن فی الارض جمیعا ولله ملک السموت والارض
وما بینهما یخلق ما یشاء والله علی کل شی قدیر۔ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته
والله یعصمک من الناس ان الله لا یهدی القوم الکافرین۔ قل یا اهل الکتب لستم علی شی حتی تقیموا التورة والانجیل
وما انزل الیکم من ربکم ای بلغ جمیع ما انزل ولا تخف من الناس ولا تخف من عدم هدایة بعض فان الله لا
یهدی المعاند۔ وقل یا اهل الکتب ان لم تومنوا بجمیع ما انزل لا یقبل منکم شیء ففهم من هذا ان من بلغ
بعض الامور ولم یبلغ نفی الشرک للموسوم فی الناس فلم یبلغ شیئا بل علی المبلغین ان یقولوا لستم علی شی حتی تقیموا
التورة فبما نقضهم میثاقهم لعناهم۔ ذلیل کر دیا ہم نے ان کو اور دین بھی گیا فاغرینا بینهم العداوة ثم میں بعض ذلک

دون کالسبب نقض عہدکے ۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی
وربکم انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ وماوٰہم النار وما للظلمین من انصار ۔ لقد کفر الذین قالوا ان
ان اللہ ثالث ثلثۃ وما من الہ الا الہ واحد وان لم ینتہوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منہم عذاب الیم ۔ افلا
یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ غفور رحیم ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقۃ
کانا یاکلان الطعام انظر کیف نبین لہم الایات ثم انظر انی یؤفکون قل اتعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا و
لا نفعا واللہ ھو السمیع العلیم ۔ قل یا اھل الکتب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من
قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل ۔ یا ایہا الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ
لا یحب المعتدین ۔ یا ایہا الذین امنوا لیبلونکم اللہ بشیء من الصید تنالہ ایدیکم ورماحکم لیعلم اللہ من یخافہ
بالغیب فمن اعتدی بعد ذلک فلہ عذاب الیم جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس والشہر الحرام والہدی
والقلائد ذلک لتعلموا ان اللہ یعلم ما فی السموت وما فی الارض وان اللہ بکل شیء علیم ۔ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ
ولا وصیلۃ ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب واکثرہم لا یعقلون ۔ یا ایہا الذین امنوا شہادۃ بینکم
اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنان الی قولہ فیقسمان باللہ ۔ فی الترمذی امرہم رسول اللہ ان یحلفوا بما
یعظم علی اھل دینہ فنزل شہادۃ بینکم الی قولہ فیقسمان باللہ الخ کذا فی الخازن ۔ یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ما
ذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب واذ قال اللہ یا عیسی بن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الہین من
دون اللہ قال سبحنک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی
نفسک انک انت علام الغیوب ۔ للہ ما فی السموت والارض وما فیہن وھو علی کل شیء قدیر فالحاصل وفا کنید
بعد انکہ خدا بستہ اید در التزام احکام او تعالی بہائم را حلال واید تحریم را و در رسیدند فی سورۃ البقرۃ کلوا مما فی الارض حلالا
طیبا ولا تتبعوا خطوات الشیطان فی سورۃ المائدہ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام لا تحرموا
طیبات ما احل اللہ لکم وفی سورۃ الانعام وقالوا ھذہ انعام وحرث حجر لا یطعمہا الا من نشاء الی قل لا اجد فیما
اوحی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ الخ فی سورۃ الاعراف قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ
والطیبات من الرزق وفی سورۃ النحل فکلوا مما فی الارض حلالا طیبا واشکروا نعمۃ اللہ ان کنتم ایاہ تعبدون
انما حرم علیکم المیتۃ الخ فہذہ الایات لنفی تحریم ما احل اللہ ومبنیۃ لقولہ تعالی فی سورۃ المائدۃ احلت لکم
الانعام ۔ پس بدان ای برادر یک مسئلہ اینست ومسئلہ دوئم اینکہ چیزے کہ بنام غیر ذبح شدہ باشد یا بہ تعظیم او در بر اسماء او مقرر شدہ
باشد فی سورۃ البقرۃ ۔ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللہ ۔ وفی سورۃ المائدۃ حرمت
علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ ۔ وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام وفی المائدۃ

ایضًا انما الخمر والمیسر والانصاب رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم ترحمون ۔ وفی سورۃ الانعام قل لا
اجد فیما اوحی الی محرمًا علی طاعم یطعمه الا ان یکون میتة او دمًا مسفوحًا اولحم خنزیر فانه رجس او فسق اهل لغیر
الله به وفی سورۃ الانعام ایضا وجعلوا لله مما ذرأ من الحرث والانعام فقالوا هذا لله بزعمهم وهذا لشرکائنا وکذلک
زین لکثیر من المشرکین قتل اولادهم شرکاؤهم الخ وفی سورۃ الانعام ایضا واتوا حقه یوم حصاده ولا تسرفوا انه
لا یحب المسرفین۔ قال مقاتل لا تشرکوا الاصنام فی الحرث والانعام ۔خازن وفی سورۃ الاعراف انما حرم ربی الفواحش
ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا بالله ما لم ینزل به سلطانا وان تقولوا علی الله ما لا تعلمون ۔
وفی سورۃ النحل انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر الله ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب
هذا حلال وهذا حرام لتفتروا علی الله الکذب ان الذین یفترون علی الله الکذب لا یفلحون ۔ وفی سورۃ الحج واذن
فی الناس بالحج لیشهدوا منافع لهم ویذکروا اسم الله فی ایام معلومات علی ما رزقهم من بهیمة الانعام فکلوا منها
واطعموا البائس الفقیر ثم لیقضوا تفثهم ولیوفوا نذورهم ولیطوفوا بالبیت العتیق واحلت لکم الانعام الا ما یتلی
علیکم فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور حنفاء لله غیر مشرکین به ومن یعظم شعائر الله فانها من تقوی
القلوب ۔ فی الصراح اهل المعتمر اذا رفع صوته بالتلبیة وعلة التسمیة علی الذبیحة مجرور الباء هو لفظ یرفع به
الصوت ای اسم الله مثلا فقوله تعالی وما اهل به لغیر الله معناه بقاعدة اللغة حرم علیکم لفظ وقول رفع به الصوت
لتعظیم غیر الله ولتقربه فحرمة الذبیحة والنذر ورة لغیر الله بسبب هذا اللفظ فالتفسیر بما ذبح علی غیر اسم الله او ما
نودی علیه لغیر اسم الله تفسیر لحاصل ولا یلزم بناء علی تفسیره بما نودی علیه بغیر اسم الله ان یکون الباء فی ما اهل
به لغیر الله بمعنی علی واللام فی لغیر الله بمعنی الباء وحذف المضاف ووضع اللام فی موضع الباء وهذا ظاهر الا تری
انه تعالی قال فی سورۃ الحج واجتنبوا قول الزور ای قول الشرک کذا فسره ابن عباس فی اول سورۃ المؤمنین وفی سورۃ
الانعام او فسقا اهل لغیر الله به ای اللفظ اهل به لتعظیم غیر الله فکلما جعل لتعظیم غیر الله حرام بسبب هذه
اللفظة ولو سلمنا ان المعنی ما قالوا ففی تحریم ما جعل لغیر الله ایات منصوصة الا تری فی سورۃ النحل ویجعلون لما
لا یعلمون نصیبا مما رزقناهم تالله لتسئلن عما کنتم تفترون وفی سورۃ الانعام واتوا حقه یوم حصاده ولا تسرفوا
قال مقاتل لا تشرکوا الاصنام فی الحرث والانعام وفی سورۃ الانعام وجعلوا لله مما ذرا من الحرث والانعام نصیبا الی
آخره فما جعل لتعظیم الاصنام لا شک عند احد فی حرمته الا بان یاخذ السلطان قهرا او المسلمون ای مسلموا دار
الاسلام بالسرقة من دار الحرب ایمان لیسلم المشرکین فاذا اراد هذه النیته فحل وانما تحرم الاخذان اعطوا
علی تلک النیة فالاخذ متمم لفعلهم واما ما یقع من المسلمین قال فی الدر المختار قبیل باب الاعتکاف واعلم ان النذر
الذی یقع للاموات من اکثر العوام وبوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا

الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام وقد ابتلی الناس بذلك ولاسیما فی ھذہ الاعصار وقد بسط العلامۃ قاسم فی
شرح درر البحار انتھی وفی البحر الرایق کلام مفصل وبہ افتی المولوی عبد الحی رح ..... بالتحریم ونقل کلامہ وفی
فتاوی المولوی عبد الحی رح ... من الجلد الثانی غیر اللہ کے نذر ومنت حرام اور سندوغیرہ خدا کی شیرنی یا زینی کھانا ہرایسے وغیر
پرحرام ہے اور ابوداؤد نے روایت کی ہے ان رجلا نذر ان ینحر ابلا فی موضع سماہ فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ھل فیہ وثن من الاوثان الجاھلیۃ تعبد قال لا قال اوف بنذرك فتاوی رشیدیہ میں ہے جلد ثانی ص جو جانور غیر کے نام کا
ہواس کو اسی ہی نیت سے ذبح کرنا بسم اللہ کہہ کر بھی حرام ہے۔ قال تعالیٰ وان تستقسموا بالازلام حصہ معلوم کرنا ازلام کے ساتھ حرام
ہے اور جو مال بتوں کو اور ان کی خادموں کو دیتے ہیں واسطے استقسام کے وہ بھی حرام یسئلونك ماذا احل لھم شکار کا سوال ہوا تھا
احل لکم الطیبات نیاز غیرہ ہوئے خواہ جانور ہو یا شیرینی قولہ وطعامکم حل الخ تمہاری ذبح کی ہوئی بذکر اسم اللہ ان کے دین
میں بھی حلال ہے من اجل ذالك کتبنا علی بنی اسرائیل القصاص بعلۃ من قتل نفسا الا ناحکم بینھم بالقصاص قولہ فان
لم یسلموا حکمك تعرض عنکم ومن معاھد تکم ونحن نجاھد معکم ۔ قولہ الاثم جعل الشی لغیر اللہ تعالیٰ والکلم المحت
فانہ اکلہ حرام بل سحت قالہ الشامی فتبدیل باب الاعتکاف فی سورۃ الانعام بدا لھم ما کانوا یخفون یجدونہ فی
الاخفاء اب جزا اوس کی سامنے آجائے گی ثم الی ربھم یحشرون قولہ تعالیٰ لو شآء اللہ لجمعھم علی الھدی ان نشا ننزل علیھم
من السمآء ایۃ فظلت اعناقھم لھا خاضعین ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

اللھم صل علی سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین ۔ حاصل سورۃ المائدۃ وفاکرو ساتھ ان عہدوں کے کہ خدا کے ساتھ کئے
تھے احکام حق تعالیٰ کے التزام میں بہائم انعام حلال ہیں اپنے تراشیدہ تحریم کو چھوڑو اور تحریم الٰہی صید فی الاحرام والے بجا رکھو۔
نیازات اللہ بجا۔ نیازات غیر مت کرو ۔ اور نیازات الٰہیہ کی ہتک نہ کرو اور ہتک نہ کرنے دو مدد کرو لیکن نیکی اور بہتر مدد کرنا یعنی ہتک کرنے
والوں کو منع نہ کرنا یہ گویا ہتک کرنا ہوا سوال کرتے ماذا احل لھم فرما دیا طیبات یعنی جس ونیازات غیرہ ہوں تو حلال ہیں واسطے
ان اور کے شکار کنندہ چیز کے مارے ہوئے کو میت نہ سمجھو شکار کردہ چیز کا حکم بھی فرما دیا ۔ پھر فرمایا نماز با وضو پڑھو کہ تمکو آپس میں
الفت حاصل ہو ۔ حق تعالیٰ نے پہلے فرمایا لاتحلوا شعائر اللہ پھر فرمایا وتعاونوا علی البر پھر فرمایا شھداء بالحق ہو جاؤ پھر فرمایا میرے
اوپر توکل کرو حق کہنے اور مدد کرنے میں کفار سے مت ڈرو پھر فرمایا بنی اسرائیل مدد نہ دینے کے سبب سے ذلیل ہو گئے تھے
اور نصاری بھی بسبب نقض میثاق کے خوار ہوئی آپس میں عداوت ہوئی سزا دی گئی یہاں تک دو امر ذکر ہوئے ایک یہ کہ تحریم غیر کی
ونیازات غیر کے نہ کرو یہ شرک عملی نہ کرو لیس شرک اعتقادی کی نفی شروع کی دوسرا مخالفین کے ساتھ مقابلہ کرنا پھر توحید اعتقادی
کے متعلق فرمایا ۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم ونذروا لہ بزعم انہ قادر قال تعالیٰ ۔ واللہ علی کل شیء قدیر
لا غیرہ تعالیٰ اذکروا یایھا المومنون اذا امر موسی قومہ بالجھاد فلم یاتمروا فقال تعالیٰ انھا محرمۃ علیھم اربعین

سنۃ ثم قال تعالی واتل علیہم نبا ابنی ادم بالحق یعنی خاموش ہو کر نہ بیٹھو نہ خود مقتول ہو اور نہ مسلمانوں کو قتل ہونے دیو
کفار کے ساتھ مقابلہ کرو محاربین جو یہود وقطاع الطریق ہیں انکے ساتھ محاربہ کرکے ان کو سزا دیو پھر اصل مسلہ کے متعلق اسی توحید
اعتقادی کے فرمایا الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموت وھو قادر لا غیرہ پس تحریم غیرو نیازات غیروں کی نہ کرو پھر فرمایا مسارعین فی
الکفر اور منافقین کے سبب سے غم نہ کرو اور محاربین کا بدلہ خون کا خون کرو پس حکم بالعدل اگر اس حکم پہ نہ آویں تو اعراض کرو اور اعلان
قتال کرو ۔ ولا تتبع اھواءھم عما جاءک من الحق لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنھاجا فی سورۃ المومنین کل حزب بما
لدیھم فرحون فی سورۃ البقرۃ وما یضل بہ الا الفاسقین ولو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ وان نشاء ننزل
علیھم من السماء ایۃ فظلت اعناقھم لھا خاضعین اعنی شرک اعتقادی ۔ پھر اصل مسلہ کے متعلق فرمایا بلغ ما
انزل الیک وقل لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم یعنی سب چیز کرنے والا پھر شرک اعمالیہ کے متعلق فرمایا یایھا
الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل اللہ فان حلفتم فاعطوا الکفارۃ تحریم خود ساختہ نہ کرو وانصاب ازلام نیازات غیر
مت کرو حکمت تحریم و نیازات آلہیہ کے یہ ہے کہ لیعلم اللہ من یخافہ بالغیب ۔ ولتعلموا ان اللہ علی کل شئی قدیر وان اللہ
قد احاط بکل شئی علما پھر فرمایا قسم غیر کی نہیں اقرار کریں گی کہ ہم غیب نہیں جانتے فقط وللہ ملک السموت متعلق شرک اعتقادی
کے ہے ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اعلم یا اخی المخلص للناس سورۃ الانعام انہ تعالی قال الحمد للہ الذی خلق السموت
والارض وجعل الظلمات والنور ثم الذین کفروا بربھم یعدلون ۔ ھو الذی خلقکم من طین ثم قضی اجلا واجل مسمی عندہ
ثم انتم تمترون ۔ وھو اللہ فی السموت والارض یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ما تکسبون ۔ قل لمن ما فی السموت
والارض قل للہ کتب علی نفسہ الرحمۃ ۔ ولہ ما سکن فی اللیل والنھار وھو السمیع العلیم ۔ قل انی امرت ان
اکون اول من اسلم ولا تکونن من المشرکین ۔ وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو وان یمسسک
بخیر فھو علی کل شئی قدیر ۔ وھو القاھر فوق عبادہ وھو الحکیم الخبیر ۔ وما من دابۃ فی الارض ولا طائر
یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم ۔ قل ارءیتکم ان اتاکم عذاب اللہ او اتتکم الساعۃ اغیر اللہ تدعون ان کنتم
صادقین بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء وتنسون ما تشرکون ۔ قل لا اقول لکم عندی خزائن
اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ۔ قل انی نھیت ان اعبد الذین تدعون الخ ۔ وعندہ مفاتح الغیب
لا یعلمھا الا ھو ۔ دعوی وھو الثمرۃ قل اندعو من دون اللہ ما لا ینفعنا ولا یضرنا ونرد علی اعقابنا بعد اذ ھدانا
اللہ ۔ وقولہ اذ قال ابرھیم الی قولہ اولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ دلیل نقلی ۔

سورۃ الانعام قال ابن عباس نزلت جملۃ نزلت لیلا وکتبوھا من لیلتھم ولما نزلت سورۃ الانعام کان معھا
سبعون الف ملک کذا فی الخازن ۔ قولہ تعالی ثم الذین کفروا الایۃ ثم للاستبعاد کذا فی جامع البیان قولہ تعالی
قرنا اخرین قرن اہل ملک روزگار از مردم "صراح" قولہ تعالی لولا انزل علیہ ملک فی سورۃ الفرقان ملک فیکون بہ

نذیرا۔ قوله تعالیٰ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ تعریف الجزاء بحصر قاله سیدنا الامام الربانی فی المکتوبات قوله تعالیٰ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى وفی موضع اٰخر وَاِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ قوله تعالیٰ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ قال ابن عباس حشرها موتها۔ اقول قال تعالیٰ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ فعلی مذهب ابن عباس یقال حیث یقاد الجلحاء من القرناء محمول علی المجاز اعنی المراد من الجلحاء القادر الظالم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ علی سیدنا محمد وعلی اٰل سیدنا محمد واٰله واصحابه اجمعین۔ قال تعالیٰ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ قال ابن عباس فیما سال عنه نافع بن الازرق الوسیلة الحاجة واستشهد علیه بکلام العرب ان الرجال لهم الیک وسیلة ای حاجة۔ ان یاخذوک تکحلی وتخضبی۔ کذا فی الاتقان۔ مولوی عبد العزیز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد واٰله واصحابه اجمعین۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ۔ سب کچھ کرنے والا وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے زمین آسمان پیدا کیا اور لیل ونہار بنایا پھر بھی کافر رب کے ساتھ برابر بنا لیتے ہیں ثم للاستبعاد هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ پیدا اس نے کیا موت کا وقت اس کو معلوم اور موت اُسی نے بنائی اسمانوں میں وہی متصرف زمینوں میں وہی متصرف وہی جاننے والا ہر چیز کا۔ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ۔ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ۔ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ۔ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا۔ حاصل یہ کہ سب کچھ کرنے والا وہی ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور غیب دان فقط وہی ہے پھر اسی کو بلانا چاہیے ابراہیم اسحاق یعقوب نوح سلیمان ایوب یونس یوسف موسیٰ ہارون زکریا یحییٰ عیسیٰ الیاس اسمٰعیل الیسع یونس لوط علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کے سب اسے ہدایت پر تھی موسیٰ کو بھی اسے مضمون کے کتاب ملی اور یہ کتاب مبارک بھی مصدق اس کی آئی یہاں تک شرک اعتقادی کے نفی ہوئی آگے شرک عملی یعنی سوا اللہ تعالیٰ کے اوروں کے حصے ماننے کی نفی ہے اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔ وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ وَهُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ الیٰ اٰخره فکلوا مما ذکر اسم اللّٰه علیه وجعلوا مما ذرا من الحرث ولا تحرموا البحیرة والسائبة والوصیلة کلوها اذا ذبحتم باسم اللّٰه تعالیٰ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللّٰه علیه وجعلوا مما ذرا من الحرث والانعام نصیبا وکذلک زین لکثیر من المشرکین قتل اولادهم شرکاؤهم یعنی یجعلون الاولاد لشرکائهم۔ قد خسر الذین قتلوا اولادهم وحرموا ما رزقهم اللّٰه۔ وهو الذی انشا جنات معروشات والنخل والزرع کلوا من ثمره واٰتوا حقه ای حق اللّٰه خاصة

ولا تسرفوا ای لا تشرکوا الاصنام قالہ مقاتل کذا فی الخازن خلاصہ یہ تحریم بغیر اللہ کے لئے مت کرو اور حصہ اور نذور غیر اللہ کی مت مانو۔ ثم اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتَابَ یعنی موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہی بات کہی تھی وھٰذا کتاب انزلناہ اور یہ کتاب بھی موافق اس کے آئی غیروں کے لئے تحریم کرنے اور غیروں کے حصے ملنے منع ہیں دونو کتابوں میں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ۔ سب کچھ کرنے والا وہ مولا ہے جس نے آسمان زمین بنایا اور کیا لیل ونہار یہ حال دیکھ سمجھ کر پھر بھی کافر رب کے ساتھ معادل بنالیتے ہیں۔ پیدا تم کو اسی نے کیا موت اسی نے بنائی موت کا وقت اسی کو معلوم پھر بھی مرار و جدال کرتے ہیں آسمان میں وہی متصرف ہے سب کچھ جاننے والا وہی ہے۔ قل لمن ما فی السمٰوٰت والارض ولہ ما سکن فی اللیل والنھار وھو السمیع العلیم* وان یمسسک بخیر فھو علیٰ کل شیئ قدیر۔ وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم۔ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک فلا تقعوا فی الشبھۃ۔ قل انی نھیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ۔ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو۔ فکیف ادعو من سواہ قل اندعو من دون اللہ ما لا ینفعنا ولا یضرنا واما الدلائل من النقل اذ قال ابراھیم لابیہ اتتخذ اصناما اٰلھۃ انی اراک وقومک فی ضلال مبین والدلائل بحسب العقل ان اللہ فالق الحب والنوی پوری ہے بات رب کی از روئے راستی وانصاف کے اہنی یہ دعویٰ توحید اس کو توڑنے والا کوئی نہیں سمیع علیم اس کی سوا اور کوئی نہیں پھر کس طرح کوئی اور متصرف بن سکیں اور کس طرح یہ دعوے ٹوٹے فاترکوا الشرک۔ فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ خاصۃ دون ما ذکر علیہ اسم غیرہ من آلھتھم او مات حتف انفہ کذا فی المدارک فاترکوا الشرک من حیث الاعمال۔

سورۃ الاعراف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ کِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَیْکَ ۱۰۔ امر کا حکم آیا انذار کے لئے مروبنا مدعا یہ ہے کہ کہدو کہ ما انزل کے تابع ہو اور رسوم کے فرض ہونے اور مثل اس کی کے تابع نہ ہو خواہ جیسا تم نے ننگا طواف کرنا لحم وسوم نہ کھانا شرع اپنا بنالیا یہ ابداء عورت کا تو تمہارے باپ کو سزا ملی تھی کیا تمہارا عقل گم گیا اور یہ بھی آگے ہی کہا گیا۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا الاٰ ولقد ارسلنا نوحا وھود وصالح ولوط وشعیب علیھم الصلوۃ والسلام ثم بعث من بعدھم موسیٰ فلما ھلک فرعون وجاوز اللہ تعالیٰ ببنی اسرائیل قالوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰھا کما لھم آلھۃ ولما ذھب الی الطور لاخذ الکتاب اتخذوا من بعدہ عجلا۔ ولما اختار موسیٰ سبعین رجلا ودعا اکتب لنا فی ھذہ الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ الاٰ قال تعالیٰ رحمتی وسعت کل شیئ فساکتبھا للذین یتقون۔ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وسیجدونہ مکتوبا

فی الانجیل۔ فخالف کثیر منہم ھذا الرسول الا یخافون لقد سلب عنہم المن والسلوی وَمَا ظلمہم اللہ ولکن کانوا
انفسہم یظلمون ۔ او لا یذکرون ان اللہ تعالیٰ ارسل علیہم رجزاً من السمآ حین بدّل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل
لہم۔ او لا یذکرون قیل لہم کونوا قردۃ ۔ او لا یذکرون ان اللہ تعالیٰ قال لہم فی التورٰیۃ لیبعثن علیہم من یسوم
سوء العذاب ۔ فی سورۃ بنی اسرائیل وقضینا الی بنی اسرآئیل فی الکتاب لتفسدن فی الارض مرتین الی قولہ
تعالیٰ وان عدتم عدنا وجعلنا جہنم للکافرین حصیرا ثم اعلم ان الخلف الذین ورثوا الکتاب الان یاخذون عرض
ھذا الادنی ویقولون سیغفر لنا یقولون علی اللہ غیر الحق وقد اخذ ھم المیثاق ان یقولوا علی اللہ غیر الحق فلولا
حبۃ العجل فلم نتق اللہ الجبل فوقہم حین اخذ المیثاق عنہم ولم اخذ اللہ المیثاق حین قال الست بربکم ۔ ولم جعل
اللہ تعالیٰ عالم بنی اسرائیل کالکلب اللہث حین انسلخ من اٰیۃ اللہ تعالیٰ ۔ وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا ۔ ھو الذی
خلق الناس من نفس واحدۃ ویوتی صالحاً فکیف یشرکون مالا یخلق شیئاً۔ وکیف تدعون غیرہ تعالیٰ ان الذین
یدعون من دون اللہ عباداً امثالکم فاذکروا اللہ تعالیٰ فی النفس وبا للسان دون الجہر لا غیرہ تعالیٰ کما تعلمتم بالغیرای
لا تذکروا ولا تعبدوا غیرہ تعالیٰ ۔ من سورۃ الانفال واذکروا اللہ تعالیٰ کثیرا ۔ ولا تکونوا کالذین خرجوا بطرا وزین
لہم الشیطان اعمالہم وقال لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم " فی موضح القرآن مدد اس کے چاہو تو اسباب
ظاہری سے نہیں الخ فخلاصہ سورۃ الانفال الترغیب علی القتال والنصر فی الدین واورد فی الابتداء احکام الغنائم
ومنعوا من التنازع کما تلون کلہم واحدۃ فی سورۃ الاعراف ۔ ساریکم دار الفاسقین فاسقین کو اور مخالفین تمہارے
کو میں ہلاک کروں گا ان کے مقامات خراب شدہ دیکھ لوگے ۔ قولہ تعالیٰ فکلوا مما ذکر اسم اللہ علیہ الخ ۔ ان اللہ فالق الحب
والنوی فکلوا مما ذکر اسم اللہ ای احلوا ما احل اللہ تعالیٰ ۔ قال تحریمکم باطل ۔ وجعلوا للہ مما ذرأ وحرموا ما حرم
اللہ تعالیٰ وقد فصل لکم وقالوا ھذہ انعام وحرث حجر علی طریق اللف والنشر الغیر المرتب ثم قال تعالیٰ قد خسر
الذین قتلوا اولادھم بعبادۃ الشرکاء وتعظیمہم ھذا متعلق لقولہ تعالیٰ جعلوا للہ مما ذرأ من الحرث الخ قولہ
تعالیٰ وحرموا ما رزقہم اللہ تعالیٰ متعلق بقولہ تعالیٰ وقالوا ھذہ انعام وحرث حجر الخ واٰتوا حقہ ۔ متعلق بجعلوا
للہ مما ذرأ وقولہ تعالیٰ فکلوا مما رزقکم اللہ تعالیٰ ولا تتبعوا خطوات الشیطان متعلق بقولہ ھذہ انعام وحرث
حجر الخ من سورۃ الاعراف ۔ فلا یکن فی صدرک حرج منہ پھر مضمون ثانی پھر مضمون ثالث پھر قصص طابق ثالث کے
برطابق ثانی کے پھر قصہ موسیٰ علیہ السلام مطابق اول کے پھر من یہدی اللہ فھو المہتدی مطابق مضمون اول کے لہم
قلوب لا یفقہون بہا الی اولئک کالانعام بل ھم اضل مطابق مضمون ثانی کے وللہ الاسماء الحسنیٰ مطابق مضمون
اول کے ۔ والذین کذبوا بآیتنا تمام رکوع مضمون اول کے مطابق ھو الذی خلقکم تا ان الذین تدعون من دون
اللہ مطابق مضمون ثانی ان الذین تدعون مطابق مضمون اول خذ العفو مطابق مضمون اول واخوانہم یمدونہم

فی الحق مضمون ثانی واذکر ربک فی نفسک مطابق مضمون اول۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ کتاب انزل الیک فلا یکن فی صدرک حرج۔ امر کا حکم آیا آپ کی طرف مرو ہو کر پہنچانا دل تنگ مت ہونا۔ سورہ طٰہٰ میں ہے۔ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی۔ رنج کشی کے لئے ہم نے نہیں بھیجا بڑی بادشاہ کا حکم ہے تو کچھ حرج آئے تو کیا ہوا مدعا یہ ہے کہ رحمٰن آپ عرش پر ہے سب کچھ اس کا ہے اگر تو پکارے تو سن لیا ہے دیکھو موسیٰ علیہ السلام نے کیسے بار اور تجشم اٹھایا وھل اتاک حدیث موسیٰ الخ سورہ اعراف پہلے یہ فرمایا مرو ہو کر پہنچانا۔ دعویٰ یہ ہے کہ شرک فعلی نہ کرو اور نہ شرک اعتقادی اور نہ کسی کو پکارو۔ شرک فعلی کی نفی میں فرمایا اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء اللہ کے احکام کا تابع ہو۔ طواف ننگے کرنا لحوم وسوم نہ کھانا بحیرہ وسائبہ نہ کھانا اوروں کی نذریں ماننا تم نے یہ کیا دین بنا رکھا ہے یہ ابدا رعورت تو تم کو سزا ملی تھی پھر ان ربکم اللہ الذی الی آخرہ سے یہ ثابت ہوا کہ سب کچھ کرنے والا حق تعالیٰ ہے پس خاص اسی کو بلاؤ اور پکارو حاجات میں یہ شرک اعتقادی کی نفی ہوئی پس چند قصص شرک اعتقادی کی نفی کیلئے بیان ہوئے لوط و شعیب کا قصہ واسطے نفی شرک فعلی کے اور موسیٰ کا قصہ واسطے اس امر کے کہ مرو ہو کر پہنچانا دیکھو موسیٰ نے کیسے جرح اٹھائی علی طریق اللف النشر غیر مرتب پھر ڈراوا دیکھی فرمایا کہ یہ جو بعض احمق کہتے ہیں ہم جو کچھ کریں ہم کو بخشا جائے گا غلط ہے۔ قولہ قردۃ یعنی بندر کیوں بنائے گئے سبت والیوں کے لئے حیل کو غلط بنا کر کیوں تسلیم کرایا تو ریتہ آدم سے نکال کیوں عہد و پیماں لئے کلب لاہث کی مانند کیوں اس شخص کو کر دیا آیات سے منسلخ ہو گیا تھا بنا دیا پس پہلے فرمایا کہ دل تنگ نہ ہونا ہم نے تم کو بھیجا ہے لتنذر بہ اگر نہ مانیں تو تم کو کیا حرج من یھد اللہ فھو المھتدی الی اولٰئک ھم الغافلون۔ پھر شرک فعلی کی نفی کے لئے نفی فرمایئے وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا خاص اللہ تعالیٰ کو پکارو شرک فعلی اور اعتقادی کا ثمرہ تو یہ ہے کہ حاجات میں غائبانہ یا ان کے بت کی تصویر بنا کر یا ان کے تھان یا قبور کے نزدیک ان کو متصرف سمجھ کر حاضر ناظر جان کر پکاریں پس ما غیر اللہ کی نفی کر کے فرمایا دل تنگ نہ ہونا اگر نہ مانیں یا کچھ شبہ وا یہ کریں تو کیا ہوا وممن خلقنا امۃ یھدون بالحق۔ اولم ینظروا فی ملکوت السمٰوٰت الخ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا۔ وھو الذی خلقکم سے پھر نفی شرک کی پھر پہلے امر کے متعلق فرمایا خذ العفو الخ فرما کر پھر اصلی مدعا یعنی نفی شرک کے فرمائی واذکر ربک فی نفسک خاص رب کا ذکر کرو ساتھ عاجزی کے اور تضرع اور خوف کے دل میں اور زبان سے بلا جہر فجر اور دیگر جس طرح اپنے معبودوں کو کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ یہ معاملہ کرنا چاہئے نہ اور معبودوں کے ساتھ اور نہ ہو تم غافلین سے یعنی مشرکین سے اللہ تعالیٰ کے نزدیکی مقرب خاص عبادت اللہ پر بندے ہے اسی کو پاک سمجھتے ہیں شریکوں سے اور خاص اسی کا سجدہ کرتے ہیں۔

خلاصہ۔ توحید اعراف کا یہ ہے اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء۔ قل امر ربی بالقسط واقیموا وجوھکم عند کل مسجد وادعوہ مخلصین لہ الدین ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استویٰ علی العرش یغشی اللیل النھار۔ یطلبہ حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہ الا لہ الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین۔ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا وادعوہ

خوفا وطمعا ان رحمت اللہ قریب من المحسنین لقد ارسلنا نوحا الی قومہ فقال یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ
وللہ الاسماء الحسنی فادعوہ بہا وذروا الذین یلحدون فی اسمایہ سیجزون ما کانوا یعملون ـ قل لا املک لنفسی نفعا
ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یومنون
ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صادقین ـ الھم ارجل یمشون بہا ام
لہم اید یبطشون بہا ام لہم اعین یبصرون بہا ام لہم اذان یسمعون بہا والذین تدعون من دونہ لا یستطیعون
نصرکم ولا انفسہم ینصرون ـ وان تدعوھم الی الھدی لا یسمعوا وترٰہم ینظرون الیک وھم لا یبصرون ـ واذکر
ربک فی نفسک خاصۃ لا غیرہ ولا تکن من الغافلین ای الکافرین ـ ومن سورۃ التوبۃ ـ قاتلوا الذین یلونکم لا
یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ولا یدینون دین الحق حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم
صاغرون ـ وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصری المسیح بن اللہ ذالک قولہم بافواھہم یضاھون قول
الذین کفروا من قبل قاتلھم اللہ انی یوفکون ـ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح بن
مریم وما امروا الا لیعبدوا الھا واحدا لا الہ الا ھو سبحانہ عما یشرکون ـ وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن
اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمہم نحن نعلمہم سنعذبہم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم

سورۃ الانفال

بسم اللہ الرحمن الرحیم ـ اللھم ایاک نعبد وایاک نستعین فیسر لنا

الانفال للہ فانہ المعطی والناصر ـ اذکروا حین اخرجکم ربکم بتدبیر الحق وان البعض لکارہ ـ قیل کما بمعنی
اذ ولا حاجۃ الی ھذا فانہ یستعمل کما فی معنی العلۃ والسبب من حیث الانّ واللم ـ اذکروا حین یعدکم الخ اعنی
انہم خرجوا بحیلۃ وارد واعند الکفار بحیلۃ ونصر ـ بحیث قاتل الملایکۃ فلم یقتل الکفار الا اللہ تعالی ـ فالانفال
للہ تعالی ـ فاطیعوا اللہ فی حکمہ فی الانفال واعطوا الخمس ان کنتم امنتم بما انزل یوم التقی الجمعان حیث اوردکم
بغتۃ عند الکفار علی العدوۃ اذ ذھب الرکب الی اسفل منکم الی البحر واراکم اللہ ایاھم قلیلا ـ واراھم ایاکم
قلیلا لیقضی امرا کان مفعولا ـ فاطیعوا اللہ ولا تنازعوا ولا تکونوا غیر مخلصین ـ کالذین خرجوا بطرا وقضی
امرا کان مفعولا اعنی اھلکم عدلا ولیس ھذا ظلما فخالفہم کحال داب ال فرعون کما انہم اھلکوا بظلمہم کذلک
ھولاء الکفار اھلکوا بظلمہم ذالک البیان لتحصلوا العلم بان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ حتی یغیروا ما بانفسہم
الذین عاھدت منہم ثم ینقضون تشرد بہم من خلفہم ـ

سورۃ الانعام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ الٰخ معنی الحمد للہ کا سب کچھ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جو معنی فاضل لاری نے کیا ہے وہ غلط ہے الحمد کا معنی یہ نہیں کہ جو حمدیں اگرچہ کسی کافر کی ہو یا حبشی کی وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ بلکہ اس جگہ مراد حمد سے حصر اضافی ہے یعنی تم اپنے معبودوں کے واسطے کرتے ہو وہ ثابت ہیں اللہ کیواسطے نہ تمہارے معبودوں کے لئے جیسا کہ سورت نجم میں ہے هُوَ اَضۡحَكَ وَ اَبۡكٰى تا آخر یہ سب صفتیں اللہ کے واسطے ہیں نہ غیر کے واسطے اور جیسا کہ حم جاثیہ میں ہے پارہ ۲۵ لِلّٰہِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اللہ کے واسطے ہے ملک آسمان اور زمین کا۔ قولہ فَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ آخر سورۃ میں ہے یعنی جب ملک آسمان و زمین اور سب خیر و شر اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے تو پھر حمد کا مالک بھی ضرور وہی ہے۔ اور مابین للہ ملک السمٰوٰت والارض اور فللہ الحمد کے تمام جملہ معترضہ ہے اسی طرح سورۃ صافات کے آخر میں وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ یعنی یہ خصوصیت پیغمبروں کے لئے ہے کہ میں انکو سلامت رکھتا ہوں اور ہر وقت مددگار بھی ان کا ہوں۔ اور متصرف ہونا اور کرنا کرانا یہ حمد خاص اللہ کے لئے ہے دوسرے کسی کے لئے نہیں۔ پہلے یہ جاننا چاہئے کہ یٰس قلب قرآن ہے کہ اس میں نفی شرک تشفیعی کی گئی ہے۔ اور کل فعال شرکیہ اس غرض سے کئے جاتے ہیں کہ وہ لوگ جنکو اوصاف الٰہی میں شریک بناتے ہیں ہم کو اللہ تعالیٰ کر خواہ مخواہ کام کرا دیتے ہیں یعنی شفیع غالب قرار دیتے ہیں یعنی اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ نہ ہو تو وہ کرا دیتے ہیں۔ شفیع غالب اسکو کہتے ہیں۔ اسی طرح شفیع بنانا شرک کا قلب ہے سورۃ یٰس میں اس کو رد کیا ہے۔ چونکہ اس میں نفی شفیع غالب کی ہوئی تو سورۃ صافات میں اس سے ترقی ہوئی کہ وہ انبیاء تو خود عاجز ہیں اور نفسی نفسی کر رہے ہیں جیسا کہ مثلاً وَلَقَدۡ نَادٰىنَا نُوۡحٌ فَلَنِعۡمَ الۡمُجِيۡبُوۡنَ کہا گیا اب یہ جاننا چاہئے کہ سورۃ حم جاثیہ میں تفصیل سے بیان کیا گیا کہ ملک آسمان و زمین کا اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے لہذا حمد بھی اسی کی ہونی چاہئے اس جگہ ادماج کیا گیا ہے۔ اصل میں اس طرح ہے کہ خلق السمٰوٰت والارض اور جعل الظلمات والنور کا مالک اللہ تعالیٰ ہے یہ تو تم بھی تسلیم کرتے ہو۔ پس دیگر فعلوں کا متصرف اور مالک بھی خدا ہے پس جب تمام فعلوں کا متصرف وہ ہے تو جو حمد لائق خداوندی کے ہے اسی کی ہونی چاہئے پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ الٰخ مثبت مدعی کے ہے اور مدعی اصل الحمد للہ ہے اب یہ جاننا چاہئے کہ خلق السمٰوٰت والارض۔ اور جعل الظلمٰت والنور پہلا لفظ جمع اور دوسرا مفرد واسطے محاورے کے لایا گیا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے عورتیں اور مرد وغیرہ۔ قولہ ثُمَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِرَبِّهِمۡ يَعۡدِلُوۡنَ الٰخ ثم تین قسم کے لئے آتا ہے ایک واسطے تراخی کما ہو الموضوع لہ۔ اور دوسرا واسطے تعقیب ذکری کے۔ اور تیسرا واسطے استبعاد کے اور اس جگہ استبعاد کے لئے ہے معنی یہ ہوا کہ جب تم کو معلوم ہو گیا کہ خالق ہر شئی کا اور مالک بھی ہر شئے کا خداوند ہے تو یہ بات عقل سے بعید ہے کہ تم اب بھی کسی کو مخلوق میں سے خدا تعالیٰ کے ساتھ برابر کرو اور خدا تعالیٰ جیسا اس کو متصرف سمجھو (از جامع البیان) قولہ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تَمۡتَرُوۡنَ معنی یہ کہ جھگڑا کرتے ہو یا شک کرتے ہو اور یہ ماخوذ ہے ریائی ترجمہ سے قولہ هُوَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الۡاَرۡضِ الٰخ اللہ سے مراد وصف مشہور ہے۔ یعنی حاکم

اور متصرف خاص وہی ہے آسمان اور زمین میں پس اب تعلق جار اور مجرور کا اللہ کے ساتھ اور ظرفیت صحیح ہوگی۔ پس جب اس جگہ حصر ہوا تو سب
جگہ حصر ہوگا۔ اور اب یہ جاننا چاہیے کہ یہ تین آیتیں جو شخص پڑھے تو ستر ہزار فرشتے اس کیلئے دعا کرتے ہیں یہ سورۃ دفعۃً نازل ہوئی
الا آیتیں اوخمسہ آیۃ اور ابن عباس کا قول ہے کہ تمامہ دفعۃً نازل ہوئی ہے (خازن) یہ بھی معلوم کرنا چاہیئے کہ اس جگہ اس ترتیب بیان
کیا ہے کہ پہلے خلق اور پیچھے تخت شاہی پر ہونا اور پیچھے رحمت دینا۔ اور سورہ حشر میں اس کے خلاف بیان ہے۔ قاعدہ قرآن شریف کا یہ
ہے کہ کبھی آخر سے ابتدا کی طرف بیان آتا ہے اور سورۃ حشر میں اس کے پہلے دینا۔ کما قال ہوالرحمن الرحیم۔ پھر تصرف کما قال ھُوَاللہُ
الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ اور پھر خلق کما قال ھُوَاللہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی۔ خلق بمعنی پیدا کردن۔ تم بر بمعنی فنا سے
محفوظ رکھنا۔ تم تصویرًا بمعنی صورت بخشیدن (فائدہ) اگر کوئی شخص سورۃ حشر کی اخیر آتیں صبح و شام پڑھے گا اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اس کو
شہید کرے گی۔ یعنی شہید کے حکم میں ہوگا اس واسطے شاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند کو انکے پڑھنے کی نصیحت فرمائی
تھی۔ اور اللہ کے لفظ سے تین قسم کی شرک کی نفی ہوئی پیدا کرنا تخت بادشاہی پر ہونا اور رحمت سے دینا۔ جیسا کہ قُلْ ھُوَاللہُ اَحَدٌ اَللہُ الصَّمَدُ
سے تنزیہ شان کا ہے اور معنی الصمد کل ما یصمد ویقصد الیہ۔ اور پکارنے کے لائق اللہ ہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے قولہ وَاَجَلٌ
مُسَمًّی عِنْدَہٗ اور معنی عندکا یہ ہے کہ اسی ہی کو خبر ہے قولہ وَمَا تَاْتِیْھِمْ مِّنْ اٰیَۃٍ الاٰیہ ان کا شکوہ ہے اور آیت کے تین معنی ہیں اول
معجزات دوسرا نشانی تیسرا الخ۔ قرآن اس جگہ مراد کلام ہے قرینہ اس کا پارہ سترہ میں ہے کما قال تعالیٰ مَا یَاْتِیْھِمْ مِّنْ ذِکْرٍ مِّنْ رَّبِّھِمْ مُّحْدَثٍ
اِلَّا کَانُوْا عَنْھَا مُعْرِضِیْنَ قولہ وَلَقَدْ کَذَّبُوْا بِالْحَقِّ حق کے تین معنی ہیں۔ اول اظہار حق دوسرا ظاہر بات تیسرا بھی بات اس جگہ مراد
ظاہر بات ہے جب انہوں نے ظاہر بات سے انکار کیا تو یہ عذاب کے لائق ہونگے لہذا قال تعالیٰ فَسَوْفَ یَاْتِیْھِمْ اَنْبٰٓؤُا مَا کَانُوْا بِہٖ
یَسْتَھْزِءُوْنَ سے مراد عذاب ہے اس کی تائید میں ہیں جو تین آیات سورۃ انبیاء میں پ۱۷ قولہ وَمَا خَلَقْنَاھُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ قولہ اَلَمْ
یَرَوْا کَمْ اَھْلَکْنَا تخویف ہے پہلے یہ جاننا چاہیئے کہ اس سورت میں کئی آیات تخویف کے لئے ہیں اور کئی اصلی مدعا کیواسطے اور بعضے
تسلی کیواسطے ہیں۔ قولہ مَکَّنّٰھُمْ معنی بہت کا ہے۔ قولہ مِنْ تَحْتِھِمْ معنی انکے اشجار وں مکانوں کے نیچے یا کہ قبضے میں۔ قولہ وَلَوْ نَزَّلْنَا
عَلَیْکَ کِتٰبًا جواب ہے سوال کا کہ انہوں نے کہا تھا کہ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّکَ سورہ بنی اسرائیل پ۱۵ قولہ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَکًا ای یکون معہ
نذیرًا بالقرینہ سورۃ فرقان پ۱۸ وَلَلَبَسْنَا مَا یَلْبِسُوْنَ یعنی شبہ کرینگے اور اشتباہ کی وجہ سے ایمان نہ لاویں گے اور محاورہ بھی اسی
طرح ہے کما قیل لبست الامر علی القوم اذا اشتبہ الامر علیھم۔ قولہ وَلَقَدِ اسْتُھْزِئَ بِرُسُلٍ الاٰیہ تسلی ہے قولہ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا
مِنْھُمْ حاق یعنی نازل ہوا اور من بمعنی با کے ہے اور ضمیر سے مراد رسول و مومن ہیں۔ قولہ مَا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ما سے مراد قرآن
یا عذاب ہے۔ اگر قرآن ہو تو مضاف محذوف ہوگا یعنی جزاء مَا کَانُوْا یَسْتَھْزِءُوْنَ۔ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ تخویف ہے اور قُلْ لِّمَنْ
فِی الْاَرْضِ الٰخ اعادہ اصلی مدعا کا ہے قُلْ لِّلّٰہِ اس جگہ ہمزہ استفہام کا محذوف ہے یعنی اللہ اور استفہام تقریری ہے قولہ کَتَبَ عَلٰی
نَفْسِہِ الرَّحْمَۃَ یعنی ذمہ اٹھالیا اللہ تعالیٰ نے لَیَجْمَعَنَّکُمْ یہ تخویف ہے اَلَّذِیْنَ خَسِرُوْا انہوں نے جو خسارہ کیا ہے قولہ مَا سَکَنَ
فِی الَّیْلِ وَالنَّھَارِ یعنی نشر فی النھار کیونکہ سکون تو موافق نہار کے نہیں قرینہ اس کا ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ سَکَنًا وَّالنَّھَارَ نُشُوْرًا الخ

محاورہ بھی ہے ۔ ملقیتہا تجدنا وما رایاہ اذا وھو السمیع العلیم ۔ ای لکل شیئ علیم ہونظر اس کی ہو الحی بمعنی ہو الحی لایموت بقرینہ ماقی پارہ ۱۹ سورہ فرقان ۔ اور اس جگہ بھی حصر ہے جیسا کہ تائید اس کی سورہ ہود میں ہے کہ نبیوں کی خبریں بیان کی گئی دیکھو وہ خود عاجز ہیں پھر سورہ یوسف قصہ احسن فرمایا کہ اس سے مطلب احسن نکلتا ہے کیونکہ اتنا بڑا نبی چالیس برس د فی روایت اسی تک اتنا معلوم نہ کر سکا کہ میرا لڑکا کس جگہ ہے پھر سورہ رعد میں اپنا اصلی مدعا بیان کیا کہ لہ دعوۃ الحق اور کسی دوسرے کا بلانا ایسا ہے کہ پانی کو کہے آجا پانی ۔ اور بیان کرنے اصلی مدعا کیواسطے بہت بیان کئے گئے ہیں ۔ شعر مثنوی

یشہد اللہ الملک اھل العلوم انہ لا رب الا من یدوم

قولہ ولیا بمعنی کارساز قولہ فاطر السموٰت والارض ہر چیز کو مع مبادی پیدا کرنا تائید اس کی فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا اور سورہ رعد میں بیان کرنے ثبات میں سخر الشمس آیا ہے یعنی تمہارے کام میں رکھے ہیں اور ما تغیض الارحام اور تزداد بھی لازمی آیا ہے ۔ اگر لازمی بنائیں تو ما مصدریہ ورنہ موصولہ ۔ قولہ انی امرت ان اکون اول من اسلم معنی اسلام کا یہ ہے کہ کہے ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین (سورۃ انعام پ) یعنی میرے نفع اور ضرر کا مالک خدا ہے ولا تکونن من المشرکین ۔ ای قیل لی ولا تکونن الخ قولہ اکبر شہادۃ بمعنی قسم قولہ ائنکم لتشہدون یعنی آیا تم کہتے ہو ۔ اور تمہارا عقل بھی کہتا ہے میرا عقل تو نہیں مانتا کہ متصرف اور کوئی ہے قولہ یعرفونہ ۔ ای حقیۃ ھذا القول ۔ قولہ لا یفلح الکافرون تخویف ویوم نحشرھم تخویف قولہ لم تکن فتنتہم بمعنی خراب جواب ۔ ما کنا مشرکین اس میں ترقی ذکر کی گئی ہے قالوا ضلوا عنا بل لم نکن ندعو من قبل شیئا وضل عنھم ما کانوا یفترون ۔ اکنۃ اے پردے مانع میں سمجھنے ہے وفی اذانھم وقرا ای بار یعنی انکے کان تو ہیں لیکن سنتے نہیں پس یہ معنی جباریت کا ہے نہ جبر کا اور یہ تمام تقریر ظاہر ہے ۔ حتی اذا جاءک الخ حتی غائیۃ کا معنی یہ ہوگا کہ ماننا تو بجائے خود بلکہ بات یہ ہے کہ جس وقت رسول آتے ہیں تو مجادلہ کرتے ہیں قولہ الا اساطیر الاولین الخ جھوٹا وغیرہ ۔ یہ جاننا چاہیئے کہ تمام قصے عبرتیں ہوتی ہیں کہانی نہیں ہوتیں ۔ کما قال تعالیٰ فاقصص القصص لعلھم یتفکرون پ لقد کان فی قصصھم عبرۃ (اخیر سورہ یوسف) قولہ وینئون عنہ اے فوراً آپ دور ہوتے ہیں یا لیتنا نرد ولا نکذب ۔ یا واسطے ندا اور استغاثہ اور ندبہ اور تعجب کے آتا ہے ۔ یا محمد کا معنی بھی یہی ہے جب رسول صلعم مدینہ میں تشریف لائے تو لڑکے لڑکیاں کوچوں میں کہتے تھے یا محمد یا محمد بمعنی واہ محمد یہ قصہ صحیح مسلم کے اخیر میں ہے پس اعتراض مخالفین کا رفع ہوگیا قولہ بل بدا لھم ما کانوا یخفون معنی ظاہر ہوگئی وہ شے جو دیکھتے نہیں تھے اور معنی یخفون کا یجدون فی اخفائہم اور فعال واسطے وجدان کے ہے قولہ ولو ردوا لعادوا یعنی پھر بھی نہ مانیں گے کیونکہ یہ حالت بھول جائے گی ۔ ما الحیوۃ الدنیا الا لعب الخ یہ جواب ہے ۔ قولہ لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد (آل عمران پ) قولہ لا یغررک تقلبھم فی البلاد الخ (سورہ حم مومن پ) جواب ظاہر ہے اور قد نعلم انہ لیحزنک اور ولقد کذبت رسل یہ تخویفات ہیں قولہ وان کان کبر علیک اعراضھم یعنی اگر اعراض کرنا ان کا تجھے اور قرآن سے بسبب نہ دکھلانے آیات کے ہے ۔ اور یہ اعراض ان کا تمہارے پر بڑا بھاری ہے اور تم چاہتے ہو کہ کوئی آیات ان کو دکھلا

باوین شاید کہ ایمان لاوینگے پس اگر تم کو توفیق ہے تو زمین میں سوراخ کرکے یا آسمان پر سیڑھی لگاکر کوئی آیات لے آو یعنی تم کچھ نہیں
کرسکتے ہو پس کہہ دو۔ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ الآیۃ آخر پارہ پ۷ وَاِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْھِمْ اٰیَةً مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلَّتْ اَعْنَاقُھُمْ لَھَا
خٰضِعِیْنَ پ۱۹ لَوْشَآءَ اللّٰہُ لَجَمَعَھُمْ عَلَی الْھُدٰی بھی مرتبط ہے سورۃ شعراء والے مطلب کے ساتھ وَلَوْشَآءَ اللّٰہُ لَھَدَی النَّاسَ
جَمِیْعًا اور دیگر آیات بھی بہت ہیں لیکن لَوْشَآءَ لَجَمَعَھُمْ عَلَی الْھُدٰی کے ساتھ وَلٰکِنْ لِّیَبْلُوَکُمْ کو منضم کرینگے بقرینہ سورۃ مائدہ
پ۶ قولہ اِنَّمَا یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ یَسْمَعُوْنَ اے نبیوں اس کی تائید میں ہے وَمَا یَتَذَکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ قولہ وَالْمَوْتٰی
یَبْعَثُھُمُ اللّٰہُ یعنی جنہوں کے دل مردہ ہیں۔ وقال تعالیٰ وَمَا یَتَذَکَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ قولہ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ الخ اصلی مدعا کی تشبیہ
ہے اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ الخ یعنی دیگر امم کیواسطے بھی میں متصرف ہوں۔ اسی طرح تمہارے واسطے بھی میں متصرف ہوں قولہ مَا فَرَّطْنَا
فِی الْکِتٰبِ الخ اس میں اگر مذہب معتزلہ کا لیا جاوے یعنی فی الحال ہم تفریط نہیں کرتے تو یہ بھی تخویف ہوگی جیسا کہ ثُمَّ اِلٰی رَبِّھِمْ
یُحْشَرُوْنَ تخویف ہی۔ یا مراد لوح محفوظ ہوگی لیکن ایسے بعید ہے قولہ یَجْعَلْهُ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یہ جاننا چاہئے کہ کافروں کے حق میں
ختم اللہ علی قلوبھم کہا جاتا ہے یعنی پہلے جب بغاوت اور سرکشی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کے منکر ہوجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک
ان سے استعداد فہم کی چھین لیتی ہے۔ اور انکے دلوں پر مہر غضب کی لگا دیتا ہے اور جس کو چاہے کہ ہدایت پر لادے تو اس کو سمجھ
اور استعداد قبولیت احکام کی دیتا ہے پھر اس کو اسی پر پکا کرتا ہے اسی واسطے مومنوں کی حق میں لفظ ربطنا کہتا ہے۔ یہ جاننا چاہئے
کہ یحشرون کی ضمیر طرف کافروں کے راجع ہوگی بقرینہ مَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا مراد انسان ہیں نہ حیوان۔ دوسرا یہ کہ
کہ اگر انکی طرف ضمیر راجع ہوتی تو یحشرون کہا جاتا ہاں اگر تغلیباً تمام کیطرف ضمیر راجع کرو تو یحشرون سے مراد مرجانا ہوگا یعنی تمام
مرجاوینگے۔ تفسیر ابن عباسؓ اب یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے بغیر شاخ والا جانور کو شاخ والا پورا پورا بدلہ
دے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کا حشر بھی ہوگا۔ حالانکہ معنی مرجانے والا کیا گیا ہے یحشرون کا معنی حقیقی حشر کا نہیں لیا گیا۔
اس واسطے کہ دواب کا حشر نہیں ہوگا۔ الجواب ابن عباس کی نزدیک شاخ والا کی بدلہ لینے سے مراد کنایہ ہے کہ ہر ظالم سے مظلوم
بدلے گا۔ قولہ قُلْ اَرَءَیْتَکُمْ اِنْ اَتٰکُمْ یہ فعل قلوب معلق عمل سے ہے کیونکہ ہمزہ استفہام کا داخل ہوا ہے اور تا خطاب والی دراکی
واحد اور تثنیہ اور جمع اور مذکر اور مونث تمام کیواسطے۔ آتی ہے۔ اور اس کے پیچھے جو خطاب کا حرف آتا ہے وہ بیان ہوتا ہے پہلے
خطاب کیواسطے اس وقت بمعنی عرفت کے ہوگا یا بمعنی ابصرت کے ہوگا۔ پس ایک مفعول کی خواہش کرے گا پس اس جگہ حاکم
محذوف ہوگا جو کہ مفعول ہے اس کے پیچھے ضرور بالضرور استفہام آتا ہے ظاہر یا مقدر کیا جاتا ہے۔ اس جگہ بھی وہ مقدر ہے۔
الاٰلھون الخ دونوں اَرَءَیْتَکُمْ کی یہی تقریر ہے۔ اتدعون من دون اللہ۔ بغتۃ او جھرۃ کے پیچھے محذوف ہوگا۔ اور ھَلْ
یُھْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمِیْنَ علیحدہ ہوگا۔ اگر وہ استفہام پیچھے شرط کے آیا ہے تو وہ جواب ہوگا شرط کا۔ یا اس کا جواب فمن یدفعہ
محذوف ہے۔ اس کا معنی اس وقت اخبر یا اعلم ہوگا۔ یعنی اگر تم جانتے ہو تو ہم کو بتلاؤ ورنہ ہم سے سمجھو۔ جیسا کہ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کَانَ
مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَکَفَرْتُمْ من اَضَلُّ مِمَّنْ ھُوَ فِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ میں مَنْ اَضَلُّ استفہام علیحدہ ہے۔ بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ تائید اس کی واذا

دکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین لہ الدین ۔ جب عذاب کا آنا پیغمبر سے سنتے تھے اور جہاز کی موجیں دیکھتے تھے گمان کرتے
تھے کہ عذاب آگیا پھر دعوا اللہ مخلصین لہ الدین لئن انجیتنا من ھذہ لنکونن من الشاکرین ۔ ولقد ارسلنا الی امم من
قبلک تسلی ہے قولہ فرحوا اے بغیر الحق یعنی مغرور ہو گئے ۔ والحمد للہ رب العالمین یعنی جو وقت ان کی جڑ کو کاٹ ڈالا تو اس وقت
ان کو کسی ولی نہ بچایا تو پس تصرف اور والی وہی ہوا نہ اور پس حمد اسی کی واسطے ہوگی تائید اس کی لولا نصرھم الذین اتخذوا
من دون اللہ قربانا آلھہ (سورہ احقاف پ ۲۶) بل ضلوا عنھم وما کانوا یفترون ۔ اور یصدفون سے مراد معرضون ہیں قولہ ان
اخذ اللہ سمعکم وابصارکم الخ ان سے مراد یا تو ظاہری ہیں یا باطنی ہاں باطنی کا وہم زیادہ پڑتا ہے ختم علی قلوبکم کے قرینے
اس معنی سے باطنی قلب سے فہم ہدایت مراد ہوگی اور ظاہری عام ہے پس اس وقت عام نہ ہوگی ۔ اور وما نرسل المرسلین یہ جواب ہے
سوال کا وہ یہ کہ اگر وہ رسول ہوتا تو ہم کو معجزات کیوں نہیں دکھاتا ۔ جواب ظاہر ہے قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ جواب ہے
اس کا کہ اگر رسول ہوتا تو سونے کی کنگن استعمال کرتا جواب ظاہر ہے ولا اعلم الغیب یہ جواب ہے اس کا کہ اگر رسول ہوتا تو رخ
اشیاء دوسرے وطن کا ہم کو بتلاتا اور آئندہ کا بھی ولا اقول لکم انی ملک یہ بھی جواب ہے اگر رسول ہوتا تو ہمارے جیسا نہ کھاتا
پیتا ۔ قل ھل یستوی الاعمی والبصیر پھر فرق کیا ہوا جواب ملا کہ میں دیکھنے والا ہوں اور تم اندھے ہو ۔ اب یہ جاننا چاہیے کہ مخالفین
توحید اور مشرک لوگ کہتے ہیں کہ اعلم الغیب سے نفی علم الغیب کے بطریق کسر نفسی کے ہے ۔ جواب کسر نفسی کے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ میں کسر نفسی
کرتا ہوں لہذا کذب کہتا ہوں نعوذ باللہ یہ معنی تو غلط ہے ۔ کیونکہ یہ معنی ہوا کہ میں غیب تو جانتا ہوں لیکن لا اعلم الغیب کہنے میں کسر نفسی سے
کذب کہتا ہوں ۔ ذات بابرکات رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف نسبت کذب کی کرنی کلمہ کفر کا ہے ۔ دوسرا یہ معنی کہ اے
حبیب میرے تم کہہ دو کہ میں عبد ہوں اور غیب کا جاننا عبد کے قابو میں نہیں ہے اور نہ جان سکتا ہے میں عاجز ہوں تاکہ لوگ تم کو غیب
دان سمجھ کر تیری عبادۃ نہ کرنے لگیں اور مجھ کو میرا شریک نہ بنا لیں یہ معنی صحیح ہے (کذا فی الخازن) تفسیر الکبیر نے اس طرح لکھا ہے
المراد منہ ان یظھر من نفسہ التواضع والخضوع والاعتراف بعبودیۃ حتی لا یعتقد فیہ مثل اعتقاد النصاری فی
المسیح علیہ السلام ص ۲۹ جلد ۴ ۔ وانذر بہ الذین یخافون یعنی جو خدا کے احکام میں سعی کرتے ہیں اس کی تائید میں ہے ۔ اعرض
عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا ذالک مبلغھم من العلم ۔ سورہ والنجم پ ۲۷) ولا تطرد الذین الخ خیال مبارک رسول صلعم میں آیا کہ
متبعین کو جو کہ انہوں نے احکام مانے ہوئے ہیں انکو دور کرکے جو کفار انہوں سے غیرت کرتے تھے مشرکین اور کفار کو تبلیغ
کروں اللہ تعالیٰ سے جواب ملا کہ خبردار ایسا مت کرو ۔ ما علیک من حسابھم الخ یعنی تیری مؤنت ان پر نہیں اور ان کی تیرے پر نہیں
ما من مؤنتھم علیک من شیء وما من مؤنتک علیھم من شیء معنی یہ ہوا کہ درمیان تمہارے کوئی علاقہ نہیں بلکہ احکام
الٰہیہ کو تسلیم کرنا ہے ۔ وکذالک فتنا بعضھم ببعض الخ یہ جاننا چاہیے کہ اس سورۃ میں چھ قاعدے بیان کئے ہیں ایک یہ جو کہ
مذکور ہے ۔ کذالک فتنا الخ دوسرا کذالک نفصل الآیات الخ اور کذالک نصرف الآیات سے اور اس تیسرے سے
کذالک زینا لکل امۃ متعلق ہے یہ تمام پارہ ۷ میں ہیں اور چوتھا کذالک جعلنا لکل نبی الخ اور پانچواں کذالک جعلنا فی کل قریۃ

سے اور چھپا کذلک نولی بعض الظلمین قولہ کتب علی نفسہ الرحمۃ معنی یہ ہے کہ میں نے ذمہ داری اٹھائی ہے۔ اور انہ من عمل منکم سوءً تفسیر ہے۔ اور خیر الفاصلین معنی بیان کنندگان ہیں۔ قولہ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا ھو ویعلم ما فی البر والبحر۔ مقصود عندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا ھو سے یہ ہے کہ کلید غیب اسی کے پاس ہے اور مقصود ویعلم الخ سے یہ ہے کہ سب ضیعہ ظرف یا بمعنی اسم آلہ۔ اور یعلم ما فی البر الخ کے بیان کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہمیشہ قاعدہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے پیچھے جزئیات بیان کئے جاتے ہیں۔ اور غرض یہ ہے کہ لا یعلمها الا ھو سے بیان کیا گیا ہے کہ ان اشیاء کی ذات کو بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور یعلم ما فی البر والبحر سے بیان کیا گیا ہے کہ احوال متغیرہ ان کے کو بھی وہی اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے قولہ وما تسقط من ورقۃ" یہ جملہ مستانفہ ہے۔ اور جو قصہ افک حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ کا مشہور ہے کہ ان پر تہمت لگائی گئی تھی رسول علیہ السلام کو پہلے معلوم نہ تھا پیچھے ان کو تبلایا گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم غیب ان کے قبضے نہ تھا یہ قصہ مفصل بہت کتابوں میں مذکور ہے لہٰذا اس جگہ نہیں بیان کیا جاتا ۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ نبی علیہ السلام عالم تمام مغیبات کے تھے بالکل کفر ہے کیونکہ مخالفت قرآن کی لازم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا یحیطون بشئ من علمہ الا بما شاء اگر کوئی کہے کہ بالکل کچھ نہیں جانتے یہ بھی کفر ہے کیونکہ یہ بھی خلاف قرآن کا ہے کما قال تعالیٰ تلک من انباء الغیب نوحیها الیک الخ اور مشائخ دیوبند نے تصریح کی ہے کہ جو شخص کہے کہ رسول اللہ صلعم کو علم غیب تھا وہ کافر ہے تقویت الایمان ص۲۵ قولہ الا فی کتاب مبین الخ اس سے یا لوح محفوظ مراد ہے یا علم اللہ تعالیٰ مراد ہے یا وہ اعمال نامہ جو کہ فرشتوں کے پاس ہوتے ہیں۔ باقی اس مسئلہ کی تحقیق کا حقہ میں ایک رسالہ ہے۔ اور ام الکتاب سے مراد وہ کتاب ہے جو کہ یمحوا اللہ ما یشاء اور یثبت سے تعبیر کیجاتی ہے اس پر کوئی واقف نہیں ہے قولہ یعلم ما جرحتم بالنہار ثم یبعثکم فیہ ضمیر سے اس جگہ نہار آئندہ مراد ہے کیونکہ پہلی نہار سے اول نہار مراد ہے اور پھر ضمیر سے دوسرے نہار مراد ہے۔ اور معنی جرحتم کا کسبتم ہے۔ قولہ توفتہ رسلنا لفظ جمع سے معلوم ہوتا ہے کہ مارنے والے بہت فرشتے ہیں خاص عزرائیل مارنے والا نہیں ہے جیسا کہ مشہور ہے اور عزرائیل کا نام نہ قرآن میں ہے اور نہ حدیث میں دوسرے فرشتوں کا نام تو ثابت ہے حاصل یہ کہ روح قبض کرنے کے لئے کوئی خاص نہیں ہے قولہ لا یفرطون بمعنی نہیں نقصان کرتے قولہ من ظلمت البر یعنی جنگل قولہ۔ لئن انجینا من ھذہ الخ یہ اس واسطے کرتے تھے کہ پیغمبر کے زبانی سنا ہوا تھا کہ انکار کے سبب سے تم پر عذاب آجائے گا۔ جب سختی ان پر آتی تو ایک اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے تھے ان کو یقین ہو جاتا تھا کہ یہ سختی رسول کے انکار سے آرہی ہے۔ قولہ قل اللہ ینجیکم یہ نکوہ ہے قولہ لکل نبا مستقر بمعنی لکل امر اور مستقر کا معنی یہ کہ جائے قرار کی معین ہے یا یہ کہ جس وقت شئے انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو عذاب آجاتا ہے وکیل در دفعہ قولہ یخوضون بمعنی بحث کرتے قولہ بعد الذکریٰ اسے پیچھے نصیحت کرنے کے یا پیچھے معلوم کرنے کے قولہ ان تبسل بمعنی ان تحبس قولہ وان تعدل یعنی بالفرض محال اگر فدیہ دے وہ نفس کیونکہ فی الواقع فدیہ تو دے ہی نہ سکے گا۔ قولہ قل اندعوا من دون اللہ یہ ثمرہ اور اصل مدار ہے اور ماقبل اس کے تمام تخویفات ہیں۔ استھوتہ الشیطن یعنی شیطان اس کو لغزش دی۔ قولہ اقیموا الصلوۃ۔ ای قیل لنا ھذا الحکم۔ قولہ۔ ھو الذی خلق السموت والارض سے لیکر ھو الحکیم الخبیر تک تمام

خلاصہ سورۃ ماقبل کا ہے قولہ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ الخ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو آزر و تارخ و تارخت بھی کہتے تھے اس میں نزاع کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ آزر نام اور تارخ لقب ہے اور بعض بالعکس کہتے ہیں اور معنی ازر ٹیڑھے رستہ پر چلنے اس میں خلاف ہے کہ ازر اس کا نام تھا یا اس کے بت کا اور وہ اس بت کے نام سے مشہور ہو گیا لہذا مضاف محذوف کرینگے یعنی عابد آزر دوسرا نزاع یہ ہے کہ آزر والد ہے ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہے الجواب جلالین سیوطی نے کہا ہے کہ چچا ہے والد نہیں ہے ۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم کے تمام آباء و اجداد کافر نہ تھے ۔ اور قول باری تعالیٰ کو دلیل لایا ہے تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ یعنی تیری پشت بہ پشت ساجدین میں یعنی مومن ہیں لیکن بعض کہتے ہیں کہ اس آیت کا یہ معنی نہیں بلکہ معنی یہ ہے کہ ساجدین سے مراد اصحاب کرام ہیں مطلب یہ ہے آباء اور اجداد مراد نہیں اور یہ معنی سیاق کے موافق ہے ۔ اور دوسری حدیث کے مخالف ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص نے پوچھا تھا کہ میرا باپ ؐ در جلالین سیوطی نے تاویل اس کی کی ہے کہ آپ نے یہ الفاظ نہیں فرمائے تھے ۔ بلکہ انہوں نے یہ جواب دیا تھا کہ کلما مررت بقبر المشرك فبشره بعذاب النار پھر راوی نے روایت بالمعنی کر دی ہے بس اس امر میں تنازع کرنا بے سود ہے ۔ قولہ نری ابراھیم یعنی سمجھاتے تھے ہم اس کو لیکن ماضی استمراری کیواسطے مضارع سے تعبیر کرتے ہیں تو ۔ ملکوت تا زائدہ ہے مبالغہ کے لئے ہے ۔ قولہ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ اس جگہ معطوف علیہ لیستدل محذوف ہوگا ان کے مذہب پر جو معطوف علیہ محذوف نکالتے ہیں ۔ اور مذاہب باقیہ کو خیال کر لینا ھذا ربی بمعنی اَهٰذا ربی ہمزہ استفہام محذوف بقرینہ عرف کے جیسا کہ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ میں متیٰ متضمن بمعنی استفہام کے ہے قولہ بازغہ بمعنی طالعۃ و حنیفا بمعنی یکسو ہونے والا وَتِلْكَ حُجَّتُنَا ہر نبی کے واسطے دلائل ثلاثہ ہوتے ہیں ثبوت مدعا کیواسطے ۔ ایک عقل دوسری نقل پہلے نبیوں سے اور پھر وحی ۔ قولہ وَلَا اَخَافُ الخ یہ جواب ہے سوال کا کہ اگر تم مخالفت کرتے تو ہمارے معبود تم کو نقصان پہنچا دیں گے اور مار ڈالیں گے ابراہیم نے جواب دیا کہ میں تمہارے معبودوں سے ڈرتا نہیں اور نہ مجھ سے کچھ نقصان پہنچا دینگے ہاں اگر کچھ ہو ہی گیا تو اللہ کی جانب سے ہوگا ۔ قولہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یا تو ادخال الٰہی ہے یا ابراہیم کی کلام ہے ۔ قولہ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاءُ بے فی العلم قولہ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ یا تو ضمیر نوح علیہ السلام کیطرف راجع ہے یا ابراہیم کی طرف بر تقدیر شق اول تو نقصان کوئی لازم نہیں آتا ۔ ہاں بر تقدیر شق ثانی لازم آتا ہے کہ لوط علیہ السلام برادر زادہ تھا ابراہیم علیہ السلام کا ۔ اور اس کو عرف میں ذریت شمار نہیں کرتے اور دوسرا یہ کہ یونس علیہ السلام کہتے ہیں کہ ابراہیم کی اولاد سے نہیں ۔ ہاں لوط علیہ السلام کو البتہ کہہ سکتے ہیں کہ عرف کو دیکھ کر کہہ دیں لیکن یونس تو بالکل ذریت ابراہیم سے نہیں لہذا ذَكَرِيَّا وَيَحْيٰى الخ یہ کلام مستانف ہوگی اور ترتیب میں نکتہ یہ ہے ۔ کہ پہلے چار اصول ہیں نبیوں میں سے دو نے بادشاہی بہت کی ہے ۔ اور دوسریوں نے سختیاں بہت گزاری ہیں اور دو او دوں نے معجزات بہت دکھلائے ہیں ۔ اور باقی چار بہت عابد تھے اور باقی چار کے دین کی بہت شہرت نہیں ہوئی اور خلق نے ان کو نہیں مانا ۔ غرض یہ ہے کہ یہ تمام ۱۰ رسول ہیں تمام نے کہا ہے ۔ کہ وہ خدا سب کا حکم ہے اور متصرف بھی وہی ہے ۔ پھر شریک بنانے کا کیا معنی قولہ اٰتَيْنٰهُمُ معنی یا تو پہلی کتاب کو باقی رکھا اور یا نئی کتاب لائی ان پر الحکم بمعنی سمجھ ۔ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا مرجع آیات قرآنیہ ہیں اور

لہذا جواب کہاں [illegible]

مَاقَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ای ما وصفوا اللہ حق وصفہ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی موسیٰ علیہ السلام کی صداقت کے واسطے دو دلیلیں ذکر کی گئی ہیں ایک یہ کہ خود تم مقر چلے آئے ہو تُبْدُوْنَ وَتُخْفُوْنَ یعنی تم کچھ ظاہر کرتے ہو اور کوئی پوشیدہ رکھتے ہو اور دوسرا عُلِّمْتُمْ ہے کہ تمکو اخبار غیبیہ تبلائی گئیں پس ان دو باتوں سے معلوم ہوگیا کہ فی الواقع موسیٰ پیغمبر تھا پس تمہارے میں سے بعض نے ضد سے کہدیا ہے مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ غلط ہے پس یہ دعویٰ کہ بشر رسول نہیں ہوسکتا غلط فاحش ہوا۔ کذبا بمعنی شرک غمرات الموت بمعنی شدائد الموت بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ یا واسطے مارنے کے ان کے منہ پر یا واسطے قبض کرنے روح ان کے۔ کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ یعنی جس طرح تم کو میں نے پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح پھر بھی کروں گا۔ اس معنی کی تائید مل زعمتم اَنْ لَّنْ نَّجْعَلَ لَکُمْ مَّوْعِدًا (سورہ کہف پ۱۵) قولہ خَوَّلْنٰکُمْ ای اعطیناکم۔ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَیْنَکُمْ نصب اور رفع دونوں جائز ہیں بنا بر اختلاف نحویوں کے اور معنی تقطع وصلکم ہے۔ قولہ وَضَلَّ عَنْکُمْ مَّا کُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ تخویف ہے۔ قولہ اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی اس جگہ سے اللہ کا متصرف ہونا ثابت ہوتا ہے اور پہلے علم غیب خاص اللہ کے لئے ثابت ہوا ہے۔ پس دعویٰ کی ہر دو جزیں ثابت ہوگئیں ہیں قولہ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ بمعنی چیرنے والا صبح کو۔ اور صبح دن کے واسطے بمنزلہ بیج کے ہے حُسْبَانًا بمعنی حساب۔ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ دنیا میں رہنے کو مستقر کہا گیا ہے۔ اور آخرت کو مستودع فرمایا۔ قولہ اَنّٰی یَکُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَکُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ یعنی تم تو خدا کے واسطے صاحبہ کی نسبت نہیں کرتے اسی طرح ولد سوائے والدہ کے نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ولد کی نسبت نہیں کرنی چاہئے اگرچہ تم صراحۃً ولد نہیں بناتے لیکن ولد جیسی محبت تو تم کہتے ہو یہ بھی غلط ہوگی قولہ لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ یعنی دنیا میں محض صفات سے اللہ کی ذات معلوم ہوتی ہے قولہ وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ معطوف علیہ ہے ای لیسعد بہ قوم ولیشقی بہا اٰخرون اور اس معطوف علیہ کے واسطے بیان ہے وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ کا معنی تم پڑھ آئے ہو۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بیان ہے واسطے مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ کے۔ قولہ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَکُوْا قولہ وَاِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْهِمْ اٰیَةً اس کی تائید ہے اس کی حفیظ یعنی تم کو ان کی ذمہ داری نہیں وکیل بمعنی مسلط۔ لَیُؤْمِنُنَّ بِهَا غائب لانے کی وجہ یہ ہے کہ تعبیر کے وقت اگرچہ متکلم ہو اس کے دو طریقے بیان کرتے رہتے ہیں غائب کیواسطے اور متکلم کے ساتھ جیسا کہ موضوع لہ بھی رہی ہے۔ (رضی) قولہ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ سے تمام تکو فروع ہوئے۔ وَمَا یُشْعِرُکُمْ متعلق ہے اَقْسَمُوْا کے ساتھ وَاَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ الخ مفعول ہے فعل محذوف کا۔ ای اخبرکم انہا اذا الخ اب معنی ظاہر ہوگیا۔ کَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِهٖ بمعنی لما لم یؤمنوا بہ یعنی علت ہے یَعْمَهُوْنَ بمعنی یلعبون۔ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ اس سے معلوم ہوا کہ ابھی تک مہر نہیں ماری گئی ورنہ الا ان یشاء اللہ نہ کہا جاتا۔ تین مراتب ہوتے ہیں۔ اول سبب ثبت علی اللہ دوسرا ضلال اور تیسرا مہر کا اور قبلا کا معنی معاینۃ کا ہوتا ہے اسی طرح اس کا معنی بھی معاینۃ والا ہوگا۔ قولہ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا بمعنی ملمع قول۔ وَلِتَصْغٰٓی اِلَیْهِ اَفْئِدَةُ الَّذِیْنَ الخ یہ متعلق ہے جعلنا کے ساتھ اور یا معطوف ہے اوپر غروراً کے اور غرور بمعنی لیغروا کے ہے فَلَا تَکُوْنَنَّ ای ایہا السامع او النبی علیہ السلام یعنی تم کو شک نہ ہو کہ انہوں نے یہ معلوم نہیں کیا بلکہ تمام کچھ معلوم کر لیا ہے لیکن مانتے نہیں۔ وَتَمَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ بمعنی پورا ہونا یا پختہ ہونا لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِهٖ سورہ کہف میں مذکور ہے۔ قولہ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ

مِن کِتَابِ رَبِّکَ لَامُبَدِّلَ لِکَلِمَاتِہٖ ۔ ان دو موضعوں کے سوا اور کسی جگہ نہیں آئی۔ اور اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ دلیل ہے ماقبل کے واسطے یعنی اس دعوی کو توڑنے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ سمیع علیم ہونا بند ہے اللہ تعالی کی ذات پر اور سورہ کہف میں اس دعوی کی دلیل لَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا بیان کی گئی ہے یعنی اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے پس مبدل کوئی نہ ہوگا فَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ سے خاصۃً کیونکہ وہ ذکر اللہ والی اور غیر ان کے دونوں کھاتے تھے۔ پس منع کیا گیا کہ خاص جس پر ذکر اللہ کا کیا جاوے تو وہ مذبوحہ کھاؤ یا معنی اس کا اَحِلُّوْا مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ ہے پس ان جگہ مقصود تحریم عباد ہے ۔ مَالَکُمْ اَنْ لَّا تَاْکُلُوْا اب معنی کیوں نہیں کھاتے یا کیوں بند نہیں ہوتے خاص ذکر اللہ والے پر۔ وَقَدْ فَصَّلَ لَکُمْ مَا حَرَّمَ یا تو حال ہے پس معنی یہ ہوگا کیوں نہیں بند ہوتے ذکر اللہ والے پر حالانکہ اللہ نے تم کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے محرمات کو۔ پس اس معنی مطابق اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ قَدْ فَصَّلَ لَکُمْ حَرَّمَ سے استثنا بطریق عرف محاورہ صحیح نہ ہوگا اگرچہ معنی تو صحیح ہو جاتا ہے۔ لیکن محاورہ میں اس جگہ الا کو استعمال نہیں کرتے پس اس وقت مَالَکُمْ اَنْ لَّا تَاْکُلُوْا کے ساتھ متعلق ہوگا۔ لیکن حق یہ ہے کہ قَدْ فَصَّلَ لَکُمْ مَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ جملہ مستقلہ ہے اور اسکی غرض نیازات عباد کی تحریم بیان کرنی ہے۔ اور حال نہیں ماقبل کا۔ پس اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اس معنی مطابق اس کے متعلق ہو جائے گا۔ پس اب معنی یہ ہوگا محرمات البیہ بحیرہ میں لیکن اضطرار کی حالت میں۔ اب یہ اعتراض باقی رہا کہ قد فصل تعبیر ماضی غلط ہے۔ کیونکہ سورۃ مائدہ تو سب سے اخیر اتری ہے پس مولوی اشرف علی صاحب نے کہا ہے کہ سورۃ نحل میں بیان کیا گیا ہے لیکن اگر قرآن کے سیاق کو دیکھا جائے تو اس طرح ہے کہ معنی قد فصل مبنی مضارع ہے۔ پس اولا کہا گیا کہ اب ہم تم پر بیان کر دیتے ہیں محرمات وہ اس سورت میں بیان کئے گئے ہیں اور تائید ہے بات کی کہ ماضی کا معنی مضارع کے لئے خاص مقاموں میں آجاتا ہے۔ کما قال تعالی سورۃ اَنْزَلْنٰھَا اذ سورۃ تو ابھی پیچھے اتری تھی اسی لفظ سے۔ اس سورت میں دو مسئلے بیان کئے گئے ہیں۔ اول نفی شرک علمی اور دوسرا نفی شرک فعلی پہلا شرک بیان ہو چکا ہے مع تخویفات کے۔ اب فَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ سے دوسرا شروع ہے۔ اور فَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ سے لے کر دوسرے ذکر اسم اللہ تک تحریمات عباد کی نفی بیان کی گئی ہے۔ اور قَدْ فَصَّلَ لَکُمْ مَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ سے نیازات عباد کی تحریم بیان کی گئی ہے۔ اور یہی دو مسئلے جَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ سے لے کر اِنَّہٗ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ تک بیان کئے گئے ہیں لف نشر غیر مرتب کے ساتھ کیونکہ جَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ متعلق ہے قد فصل لکم ما حرم سے کیونکہ دونوں سے مقصود نیازات عباد کی تحریم ہے اور قَالُوْا ھٰذِہٖ اَنْعَامٌ حَرْثٌ سے تحریم عباد کی ذکر کی گئی ہیں پس یہ مرتب ہے فَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ پر کیونکہ دونوں سے مقصود تحریم عباد ہیں۔ اور پھر اِنَّہٗ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ کے بعد قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ سے لے کر وَمَا کَانُوْا مُھْتَدِیْنَ تک یہی دو مسئلے ہیں۔ اور یہ متعلق ہے جعلوا للہ مما ذرا من الحرث کے ساتھ بطریق لف نشر مرتب اور وَھُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ سے بیان کیا گیا ہے کہ ہر ایک شئے کا خالق وہی اللہ ہے پس اس کے ساتھ کوئی شریک فی الفعل نہ بناؤ۔ پس اٰتُوْا حَقَّہٗ یَوْمَ حَصَادِہٖ سے مطلب یہ ہے کہ اس کا حصہ ادا کرو۔ دوسرا اصنام وغیرہ کا نہ دو اور معنی وَلَا تُسْرِفُوْا کا اب ولا تشرکوا ہوگا۔

فائدہ مِثْلَ مَا اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ اگر ان دو لفظ اللہ کے درمیان کوئی شخص دعا مانگے تو اللہ تعالی وہ دعا قبول کرتا

ہے کہ اس بعض جگہ میں [illegible] مفعول میں جعلوا کا اول مفعول اور ثانی مجرمیہا ثانی ہے [illegible] اور یہ نہیں ہے کہ اکبر
مضاف ہو طرف مجرمیہا کے اور ایک مفعول ہو جب [illegible] قولہ لیمکروا فیہا یہ جار یہ ہے نہ
جیر قولہ صغار بمعنی ذلت استکثرتم یعنی بہت بہت [illegible] قولہ ربنا استمتع بمعنی نفع اٹھایا۔ وبلغنا اجلنا
الذی یہ بطور عاجزی کے کہیں گے. قولہ الا ما شاء اللہ اس سے مطلب یہ ہے کہ ما جہنم پینے کیواسطے یا کھانے کے واسطے باہر
نکل جائیں گے قولہ یا معشر الجن والانس متعلق یقال کے ساتھ اور اس کے متعلق ہے یوم یحشرہم یا کہ یقول محذوف
ہوگا قولہ کذلک نولی اس کی تائید سورہ عنکبوت میں ہے ان ما اتخذتم من دون اللہ اوثانا مودۃ بینکم فی الحیوۃ
الدنیا ویوم القیامۃ یکفر بعضکم ببعض الآیۃ قولہ وربک الغنی ذو الرحمۃ ان یشاء یذہبکم یعنی اللہ کی ذات پاک بہت مہربان
تو ہے لیکن عذاب دینے کے طریقے بھی معلوم ہیں اور دے سکتا ہے اس کی تائید ہے. وھو الغفور الودود ذو العرش المجید فعال
لما یرید ۔ قولہ ثمانیۃ ازواج یعنی ضان سے و معز سے دو ابل سے دو بقر سے دو یعنی نر و مادہ قولہ قل آلذکرین حرم ام
الانثیین یہ دلیل عقلی نفی حرمت کی ہے یعنی ذکوریت کی وجہ سے تحریم ہیں یا کہ انوثیت کی وجہ سے یا مشتمل ہونے سے رحم کا
ان پہ ان تینوں میں سے کونسی وجہ حرمت کی ہے اگر کوئی وجہ نہیں تو بتاؤ۔ ام کنتم شہداء اذ وصٰکم اللہ اس سے بیان
کیا گیا ہے کہ کوئی تمہارے پاس نقل ہو تو ظاہر کرو۔ قولہ قل ھل عندکم من علم الخ متعلق ہے لیقول الذین اشرکوا لو شاء
اللہ اسکے ساتھ یعنی تمہارا عذر چلا تو ہو [illegible] سکتا ہاں اگر کوئی علم اور نقل ہو تو لاؤ تاکہ تمہارے دعوے کی دلیل بنے. قولہ الحجۃ
البالغہ یعنی غلبہ تمام اور کامل قولہ تعالوا اتل ما حرم علیکم الا ان لا تشرکوا بہ شیئا مفعول ہے فعل محذوف کا ای امرکم
اللہ یعنی اللہ تعالی کے محرمات تم پر پڑھتا ہوں ای امرکم اللہ ان لا تشرکوا بہ شیئا الخ اول تو شرک دوسرا قتل اور درمیان
بالوالدین احسانا ذکر کیا گیا متعلق لا تشرکوا کے ساتھ یعنی اگر تم کو والدین شرک پر مجبور کریں تو بالکل تسلیم نہ کرو تائید اس کی
ہے وان جاھداک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعہما آیت عنکبوت قولہ ما ظہر منہا وما بطن یہ نفی کی گئی ہے ان کے
اعتقاد کی کہ باطنی زنا کو حرام نہیں جانتے تھے. قولہ واوفوا الکیل والمیزان یہ بیان ہے لا تقربوا مال الیتیم کا وان
ھذا صراطی ای اتلو ان ھذا ثم آتینا موسی الکتاب یہ تعقیب ذکری. تماما علی الذی احسن یعنی یہ بیان تمام
ہے اس شخص کے لئے جو نیک روی کرے۔ ان تقولوا ای کراہۃ ان تقولوا یعنی ہم نے رسول کو ارسال کیا ہے کراہیۃ ان تقولوا
قولہ یوم یاتی بعض آیات ربک تکرار کی وجہ یہ ہے کہ خدا صاحب کا خود بخود آنا محال ہے۔ اور فرشتے کا مادہ اور مراد آیات سے
آیات طلوع الشمس من المغرب نہیں ہے جیسا کہ جلالین والے نے کہا ہے کیونکہ سیاق کے مخالف ہے اور جو حدیث شریف
میں آیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رسول علیہ السلام نے پہلے چند علامات بیان کئے اور پھر کہا کہ ایمان اس وقت نفع نہ دے گا
اس پر بطور شاہد کے یہ آیت پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ بعض آیات سے مراد کوئی خاص طلوع الشمس من المغرب نہیں ہے قولہ
لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانہا خیرا یہ قبیلہ علفتہا تبنا وماء ا باردا سے ہے سی اسیطرح ہوگا لا ینفع

ریفرنس بک ۔وھابی دیوبندی نجدی رشید گنگوہی اور حسین علی وھابی نجدی

نفسا ایمانہا لم تکن امنت من قبل ولا ینفع نفسا علمہا لم تکن کسبت فی ایمانہا خیرا۔ وفی البخاری فاذا طلعت ا[illegible]
وذالک حین لا ینفع نفسا ایمانہا ثم قرء الآیۃ پس دوسرے راوی نے روایت بالمعنی کر دی اور بعض آیات سے مراد طلو[ع]
الشمس لے لیا۔ قال تعالیٰ لم یک ینفعھم ایمانھم لما راوا باسنا سے معلوم ہوتا ہے کہ طلوع الشمس آیات سے مراد نہیں ہے
آیت اس کی تائید میں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ اعراف

اس سورت میں تین دعوی ہیں ایک یہ کہ مرد ہو کے پہونچا دُ۔ دوسرا نفی شرک علمی اور شرک فعلی کی تیسرا نفی شرک فی الاعتقا[د]
اور وہی مالک ہے اور غیر اللہ کو مت پکارو۔ پہلا وذکری للمؤمنین تک ہے۔ اور دوسرا اتبعوا ما انزل سے لے کر رکوع ۶ [illegible]
ان ربکم اللہ الذی تک پھر اس رکوع یعنی ان ربکم اللہ میں تیسرا دعوی بیان کیا گیا ہے۔ اور پھر قصص بیان کئے گئے ہیں۔ [illegible]
دعاوی پر بطریق لف نشر غیر مرتب کے۔ پہلے قصے تمام مرتب ہیں تیسرے دعوی پر۔ پھر قصہ لوط علیہ السلام اور شعیب مرتب [ہیں]
دوسرے پر کیونکہ تحریم الٰہی کو انہوں نے بجا رکھنا تھا انہوں نے بجانہ رکھا۔ پھر قصہ موسیٰ علیہ السلام مطابق ہے پہلے دعوے کے [ساتھ]
یعنی تبلیغ کرو جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ کی اور تکلیف اٹھائی تم بھی یا رسول صلعم تکلیف اٹھاؤ اور مت ڈرو قولہ واسئلھم عن القریۃ
التی کانت حاضرۃ البحر الخ اسے کنارہ بحر۔ یہ سب تخویفات ہیں۔ اور فخلف من بعدھم خلف سے ان کا خیال رد کیا گیا وہ [کہتے]
تھے کہ ہم بخشے جائیں گے۔ رشوت لیتے تھے اور تائب نہیں ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو رد کیا کہ اگر بات اس طرح ہوتی [تو]
کو اٹھا کر تمہارے سر پر اقرار لانے کے واسطے کیوں لاتے اور وعدہ الست بربکم تمہارے سے کیوں لیتے اور بلعم باعور کو مثل کل[ب]
کیوں کرتے یہ بیان ہوا من یھد اللہ فھو المھتدی تک پھر من یھد اللہ فھو المھتدی ومن یضلل فاولئک ھم الخاسرون متعلق [ہے]
پہلے دعوے کے ساتھ اور ولقد ذرانا سے لے کر اولئک ھم الغافلون تک دوسرے دعوے کے ساتھ تعلق ہے ا[ور]
اس جگہ میں کہا گیا ہے کہ تم مثل انعام کے ہو۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کہ وہ طواف برہنہ ہو کر کرتے تھے جیسا کہ انعام ننگے ہوتے [ہیں]
اور کپڑے پہننے اپنے نفس سے حرام کرتے تھے۔ وللہ الاسماء الحسنیٰ سے لے کر بہ یعدلون تک متعلق ہے تیسرے دعوی [کے]
ساتھ اور پھر رکوع والذین کذبوا بایتنا سے پہلے دعوے کا بیان اس کے بعد ھو الذی خلقکم والے رکوع میں ان الذین [تدعون]
تک دوسرے دعوے کے ساتھ متعلق ہے یعنی نفی شرک علمی کے ساتھ۔ پھر ان الذین تدعون میں تیسرا دعوی بیان کیا گیا ہے۔ [illegible]
الھم ارجل یمشون بہا میں بیان دعوئ ثانی ہے۔ اور واذکر ربک سے معنی یہ ہے کہ خاص اللہ کو یاد کرو۔ اور ولا تکن من الغافلین سے [مراد]
کافر اور مشرک ہیں اسی واسطے وعید بیان کیا گیا ہے۔ پس اب اعتراض جو وارد ہوتا تھا کہ ذکر کرنا مستحب امر ہے اس کے ترک [سے]
استحقاق عذاب کا لازم نہیں آتا۔ الجواب مراد ذکر سے یہ ہے کہ خاص اللہ کی عبادت کرو اور اسی کو متصرف اور مالک سمجھو۔ حرج [illegible]

یا نا مصدر بمعنی اسم فاعل حال ہے وَهُمْ قَائِلُونَ بمعنی قیلولہ فَمَا كَانَ دَعْوَاهُمْ سے زیادہ ان کی قَالُوا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ یہ تمام آیت میں تحریف کی تائید سورہ فرقان يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ الخ يَا وَيْلَتَى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۔ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ بمعنی ثابت یا پورا پورا ہونا اور وزن سے مراد یا تو صحیفہ کا وزن یا شخص کا یا اعمال کا ہے جو مجسم کر کے وزن کئے جائیں گے قولہ وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ بترغیب ہے ۔مَعَايِشَ سبب گذران ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ الخ ثم واسطے تعقیب ذکری کے ہے کیونکہ ماقبل کے ساتھ مرتبط نہیں ہو سکتا پہلے یہ ذکر کہ ہم نے تم کو پیدا کیا اور صورت دی پس اس کے ساتھ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ مرتبط نہیں ہو سکتا ۔یا خلقنکم اور صورناکم سے مراد آدم علیہ السلام مراد ہوگا یعنی خلقنا اباکم پس ثم واسطے موصرح لانے کے ہوگا ۔ إِلَّا إِبْلِيسَ جاننا چاہیے کہ حق بات یہ ہے کہ ابلیس ملائکہ سے نہیں تھا۔ اس کو علیحدہ سجدہ کرنے کا حکم ہوا تھا ۔اس کا معنی یہ ہوگا کہ ملائکہ کو حکم ہوا تو مان گئے اور تسلیم کر گئے ۔ اور ابلیس کو بھی حکم ہوا لیکن اس نے نہ مانا عرف میں اسی طرح کلام محذوف کیجاتی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ میں فلانے شہر والوں کو وعظ کیا وہ تسلیم کر گئے اور دوسرے شہر والوں نے نہ مانا یعنی دوسرے شہر والوں کو بھی وعظ کیا لیکن انہوں نے نہ مانا ۔ اور قرینہ علیحدہ امر ہونے کا یہ ہے ۔قال تعالی اذا امرتک قولہ فاہبط یعنی خراب درجے کیطرف قولہ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي اے بسبب اغوا کرنے تیرے مجھ کو لسبب لانکے باقسمیہ نہیں ۔قولہ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ الخ کنایہ ہے ہر طرف سے اور یہ معنی سیاق کے موافق ہے اور مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سے مراد قیامت سے روکنا اور مِنْ خَلْفِهِمْ سے مراد دنیا کی طرف مشغول کرنا ۔ اور عَنْ أَيْمَانِهِمْ سے مراد حسنات سے روکنا اور عَنْ شَمَائِلِهِمْ سے مراد سیآت کیطرف توجہ کرنا یہ معنی سیاق کے مخالف ہیں ۔ مَذْءُومًا مَدْحُورًا برا سمجھا ہوا لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ لام عاقبت کا ہے کیونکہ شیطان کی غرض آدم کی ذلت پہنچانے سے خاص یہ نہ تھی لیکن آخر الامر یہ ذلت ہو گئی وَقَاسَمَهُمَا یعنی قسم کیونکہ شیطان ایک ہی نے قسم کھائی تھی ۔ قولہ عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ ۔ تِلْكُمَا اصل میں تی تھا ۔ اسم اشارہ واسطے واحدہ مونث کے اور اس کے بعد لام واسطے بُعد کے لایا گیا تو التقاء ساکنین کی وجہ سے یا گر گئی ۔ اور کما و کم وغیرہ یہ سب حروف خطاب کے ہوتے ہیں ۔ اور ترکیب میں کچھ نہیں واقع ہوتے تنبیہ کے واسطے آتے ہیں ۔ وَرِيشًا بمعنی زینۃ ۔ لِبَاسُ التَّقْوَىٰ یعنی لباس ہو گیا اور اس میں تقوی بھی حاصل ہو گیا ۔ يَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ الخ اس تمام آیت کی تائید سورہ کہف میں ہے قال تعالی افتتخذونہ وذریتہ اولیاء من دونی وھم لکم عدو بئس للظالمین بدلا ۔ تمام کا حاصل یہ ہے کہ ہمارے ماسوی کسی کو نہ پکارو شیطان تمکو گمراہ کر رہا ہے جیسا کہ آدم جو تمہارا باپ تھا اس کو کیسی ذلت دی اور لوگوں کو گمراہ کیا ۔ اور انکو ننگے طواف کرانے لگا ۔ یہ تمام شیطان کی گمراہی ہے ۔ کیونکہ خداوند نے ان سے منع کیا ہے ۔ عورتیں طواف ننگا کرتی تھیں اور کہتی تھیں ۔ شعر

الیوم یبدو بعضہ وکلہ ۔۔۔ فما بدا منہ فلا احلہ

معنی احلال لائق عذاب دانستن ۔ پس جب معلوم ہوا کہ سب گمراہی اس سے حاصل ہوئی تو ولی نہ پکڑنا چاہیے ۔ شعر

دامن گیری رہنماں را تو ولی ۔۔۔ سر منہ گوسالہ راچوں سامری

قولہ بِالْقِسْطِ بمعنی لا الہ الا اللہ (قالہ ابن عباس ؓ) وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ یعنی سیدھی اللہ کی طرف توجہ کرو اور اس کے شریک نہ بناؤ قولہ

عند کل مسجد بمعنی سجدہ۔ قولہ خذوا زینتکم یعنی انہوں نے ان دنوں میں کپڑے پہننے حرام کئے تھے۔ جیسا کہ شاعرہ عورت سے معلوم ہوا ہے پس حکم ہوا کہ تحریم تمہاری شرک ہے اس کو توڑ ڈالو ولا تسرفوا بمعنی ولا تشرکوا قولہ اذا جاء اجلھم جزا اسکی یعذبون محذوف ہے قولہ یا بنی آدم اما یاتینکم اور اس جگہ قلنا محذوف ہے۔ کیونکہ جو قصہ پہلے ہو چکا ہو اگر اس کو مضارع سے تعبیر کیا جاوے تو قلنا محذوف ہوا کرتا ہے تا وہم خلاف مراد کا نہ ہو اور یہ تعلق ہے قال اھبطوا بعضکم لبعض الآ کے ساتھ بقرینہ سورۃ البقرۃ لہذا یہ قول پہلے کا ہوا پس عتراض مرزائیوں کا جو کہ ثبوت دیتے ہیں واسطے عدم ختم نبوت کے اس آیت سے وہ غلط ہو گیا۔ کذبا بمعنی شرک قولہ والذین آمنوا وعملوا الصالحات لا نکلف نفسا الا وسعھا۔ اولٰئک الخ اس آیت میں لا نکلف الخ نشاء اور جملہ معترضہ ہے و شھدوا علی انفسھم بمعنی اقرار خواہند کرد۔ تائید اس کی سورۃ حم مومن میں ہے۔ کما قال تعالٰی قالوا ضلوا عنا بل لم نکن ندعوا من قبل شیئا قولہ قالت اخراھم لاولٰھم بمعنی فی حقھم اور لام بمعنی فی کے ہے۔ ابواب السماء بمعنی ابواب الرحمۃ ان تلکم الجنۃ ان مفسرہ پیچھے قول معنی کے آتا ہے اور قول صریح کے پیچھے نہیں آتا۔ اسی طرح ان قد وجدنا میں۔ اور ان لعنۃ اللہ علی الظالمین یصدون بمعنی روکنا۔ لازمی اور متعدی دونوں کے معنی میں آتا ہے عوجا راستہ ٹیڑھا۔ قولہ علی الاعراف بمعنی اونچی جگہ ما بین الجنۃ والنار اور اس میں جو مقیم ہونگے ان کا حال یہ ہو گا کہ لم یدخلوھا وھم یطمعون کہا گیا ہے۔ قولہ ادخلوا الجنۃ اسے قیل مسم تادیلہ اے جزا اور واقع ہوا حکم اس کی کتاب کا فائدہ اور یہ بھی ہے کہ غربا اعراف والے پانچ سو سال اغنیا سے پہلے جنت میں جائیں گے قولہ ثم استوٰی علی العرش یعنی خود مالک ہے۔ اور باقی کیفیت مفوض الی اللہ تعالٰی ہے۔ حثیثا بمعنی جلدی سے مسخرات یعنی تمہارے کام میں مصروف ہیں قولہ تبارک بمعنی برکت از دہست۔ اقلت بمعنی اٹھاتی ہیں۔ کذالک نخرج الموتٰی جملہ معترضہ نکدا بمعنی بیکار والبلد الطیب یعنی زمین اچھی۔ اور مراد خبیث سے ناقص جس میں پیداوار نہ ہو۔ فکذبوہ یعنی ہمیشہ تکذیب کرتے رہے ماضی واسطے استمرار کے ہے بصطۃ اے قوۃ۔ رجس گندگی۔ قولہ دابر الذین کذبوا بآیاتنا وما کانوا مومنین یعنی تکذیب کرتے رہے اور اس پر اصرار کیا تائید اس کی لم یکن من الساجدین بمعنی اصرار کیا شیطان نے اور سجدہ نہ کیا قولہ ھٰذہ کم من الخ لکم یہ بھی جاننا چاہئے کہ میدان صالح فی الحال اسٹیشن ریلوے ہے لمن آمن منھم بدل ہے للذین استضعفوا سے اعادہ جار کے قولہ قال یقوم یہ خطاب اس واسطے ہے کہ کبھی کبھی مخاطب جیسا خطاب کیا جاتا ہے جیسا کہ عورتیں اپنے بچہ مردہ کو خطاب کر کے کہتی ہیں کہ ہائے اے فلاں ایک دفعہ منہ تو دکھا دے۔ اور یہ معنی نہیں ہوتا کہ اس کی صورت بنا کر اپنے ذہن میں تصور کر کے اس کو خطاب کرے۔ جیسا کہ آج کل والے مشرکوں نے بنا لیا ہے جیسا کہ مقولہ حضرت علیؓ کا سیرۃ حلبی میں آیا ہے۔ حضرت امیر عمرؓ کے حق میں نور اللہ قبرک کما نورت مساجدنا جس وقت حضرت عمرؓ مسجد میں چراغ جلانے کی رسم ڈال گئے تھے۔ اور جیسا کہ کہا گیا ہے

شعر   یا ظبیات القاع قلن لنا   الیلٰی منکن ام لیلٰی من البشر

اسی طرح التحیات میں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ الخ ان خطابات سے مراد یہ نہیں ہوتی کہ مخاطب سن رہا ہے۔ قولہ بل انتم قوم مسرفون وجہ ترقی کی یہ ہے کہ مجالس میں بھی کرتے تھے جیسا کہ کہا گیا ہے۔ (تاتون فی نادیکم المنکر تو عدوان

ڈراتے ہو۔ الرجفة زلزلہ قولہ حَتّٰى عَفَوا یعنی حتی کثروا۔ قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ یعنی تکلیف اور آسودگی زمانے کی تغیر ہونے کی وجہ سے ہر ایک شخص پر آتی رہتی ہے نہ بوجہ انکار قرآن و نبوت کے ہے فَلَا یَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ یعنی بخوف عذاب الہی سے قولہ اَوَلَمْ یَهْدِ لِلَّذِیْنَ ہدایت دلانے کے معنی ہے یا ظہور دلانا یعنی جو لوگ مردوں کے پیچھے زمین کے وارث ہوئے ہیں یہی ہلاکت پہلوں کی یہ بات ان کو ظاہر نہیں کرتی کہ ان کو بھی ہم ہلاک کر ڈالیں وَنَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ جملہ معترضہ ہے۔ حَقِیْقٌ عَلٰۤى اَنْ لَّاۤ اَقُوْلَ یعنی میں پختہ ہوں اس بات پر فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ وَنَزَعَ یَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَیْضَآءُ لِلنّٰظِرِیْنَ یعنی باتیں دو ہیں گواہ نبوت پر ایک آفت سانپ والی ہے یہ بھی دیکھو۔ اور دوسر نور باطنی یہ بھی دیکھ لو۔ قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ بمعنی اَخِّرْ یعنی دیر کر۔ اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ اسے مَا یَلْقَفُوْنَ وَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِیْنَ یعنی زور سے سجدہ میں ڈالے گئے۔ پہلے انہوں نے ادب سے کہا۔ اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ الخ شعر۔

من اتی یمشی اتیت هروله من تقرب شبرا ما کنت له

اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ یعنی سارا معاملہ جو گذرا ہے لِتُخْرِجُوْا مِنْهَا بمعنی لِتَغْلِبُوْا ترلہ لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ یہ بیان فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ کا۔ بِالسِّنِیْنَ یعنی قحط جو ان سالوں میں ہوا تھا۔ یَطَّیَّرُوْا بمعنی بھیڑ۔ قولہ وَالدَّمَ ان کے واسطے پانی خون ہوا تھا مَا كَانُوْا یَعْرِشُوْنَ بمعنی رفعون جیسا کہ انگوروں کے لئے۔ قولہ جٰوَزْنَا دریا سے پار کیا ان کو قولہ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ یعنی باطل کیا ہوا مذہب ان کا۔ دَكًّا بمعنی دکوک۔ صَعِقًا بمعنی بیہوش۔ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِیْلًا مفعول لہ یا بدل ہے مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سے بِاَحْسَنِهَا بمعنی حسن۔ وَاِنْ یَّرَوْا كُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا یہ عبارت ہے سورہ طٰہ کی آیت اس جگہ ہے قولہ وَلَمَّا سُقِطَ فِیْۤ اَیْدِیْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا الخ بمعنی نادم ہوئے۔ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ بری ہے جانشینی جو کہ تم نے بنائے ہے۔ اَمْرَ رَبِّكُمْ یعنی قہر اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ آیا تھا کیونکہ زمانے ماضی میں ہو چکا تھا غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ الا من تاب (لم یتبہ) ثُمَّ تَابُوْا جو پیچھے آتا ہے وَفِیْ نُسْخَتِهَا یعنی اس کے لکھے ہوئے میں قولہ تعالٰی عَذَابِیْۤ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ یعنی جس کو چاہوں عذاب دے سکتا ہوں کوئی روکنے والا نہیں۔ اور رحمت میری سب سے بڑی ہے۔ یہ معنی نہیں کہ ہر ایک کو شامل ہے قولہ الْاُمِّیَّ یعنی جیسا کہ ماں کے پیٹ سے نکلا ہے ناخواندہ اب بھی اسی طرح بلکہ پڑھ نہیں سکتا۔ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ الخ اس جگہ سے لے کر وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ تک تمام جملہ معترضہ ہوگا۔ اگر اس جگہ سے لے کر تا یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ تک کلام واسطے بنی اسرائیل کے نہ بنائیں اور واسطے بیان رسالت کے بنائیں تو وَالْاِنْجِیْلِ کا معنی یَجِدُوْنَهٗ فِی الْاِنْجِیْلِ ہوگا پس اس وقت قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ جملہ معترضہ ہوگا واسطے بیان کرنے اس بات کے کہ جس رسول کا پہلے وعدہ دیا گیا تھا وہ اب آگیا ہے۔ قولہ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ الخ یعنی احکام سخت اور بار او بحیان السلوٰی بیٹرے قولہ حِطَّةٌ ای مسئلتنا حطۃ۔ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا یعنی مسجد میں جا کر سجدہ کرو اور سجدہ کے قریب بھی اور یہ معنی نہیں کہ قریہ کے داخل ہوتے وقت سجدہ کریں۔ وَسْــَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْیَةِ الخ قصہ ختم ہو چکا ہے۔ گویا یہ اِذْ یَعْدُوْنَ فِی السَّبْتِ مراد بہت سے تعلیم کرنے کا دن ہے شُرَّعًا بمعنی ظاہر۔ مَعْذِرَةً اسے نعتذر معذرۃ

قولہ۔ حاضرۃ بمعنی کنارہ لرفعناہ بہا اے بسبعہا و لکنہ اخلد الی الارض بمعنی مال الی الارض یہ کنایہ ذلت سے ہے۔ یہ قصہ بلعم باعور کا ہے کہ زبان منہ سے باہر نکل آئی تھی بشکل کتے کے ہوگئی تھی یہ اس کی ذلت بیان کی گئی ہے۔ کہ اگر حملہ کریا چھوڑ دو تو وہ زبان کو نکالتا رہتا تھا۔ قولہ واذ تاذن ربک یہ تخویف ہے تقطعنہم فی الارض یہ سب قصے بنی اسرائیل کے موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوئے ہیں معنی یہ کہ پھیلایا ہم نے ان کو عرض ھذا الادنیٰ معنی رشوت وشل آن واذ نتقنا الجبل یعنی اٹھایا جبل کو واشھدھم علی انفسہم الست بربکم اس سے مراد وقت پیدا ہونے کا ہے۔ اس کی تائید یہ ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ۔ اور ولئن سالتہم من خلقہم لیقولن اللہ سنستدرجہم یعنی درجہ بدرجہ کانک حفی عنہا اے عالم قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا یعنی قیامت کا علم تو بجائے خود میں اپنے نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں اور نہ مجھے کوئی خبر ہے وما مسنی السوء اے سختی وجعل منہا اے من جنسہا بقرینہ جعل لکم من انفسکم ازواجا ومن الانعام ازواجا (سورہ حم عسق) قولہ جعلا لہ شرکاء اس سے مراد بعض لوگ آدمؑ وحوا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا ولد نہیں ہوتا تھا تو شیطان نے کہا کہ میں تم کو ایک طریقہ بتلاؤں کہ اگر اس کا نام عبد الحارث رکھوگے تو ولد ہو جائے گا۔ جب ان کا ولد ہوا تو نام اس کا عبد الحارث رکھا۔ یعنی شرک فی التسمیہ کر دیا۔ اس جگہ اس کی نفی کی گئی ہے۔ اور حارث نام شیطان کا ہے اور واقعہ میں یہ مراد نہیں ہے یہ قصہ اختراعی ہے بلکہ جعلا سے مراد مطلق زوجہ اور زوج ہیں یہ بیان کرنے سے لوگوں کی عادت بتلائی گئی ہے یعنی سیاق کے موافق ہے۔ وان تدعوہم مراد کفار ہیں بعضوں نے اس سے مراد بت لئے ہیں اور بعضوں نے فرشتے مراد لئے ہیں۔ کفار والے معنی کی تائید پہلے گذر گئی ہے۔ قولہ لہم قلوب لا یفقہون بہا ام لا یبصرون سے مراد بصارت عبرتی ہے۔ قولہ ترٰہم ینظرون الیک تم لا یبصرون یہ بند نہیں ہوتے۔ ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف بمعنی وسوسہ قولہ واخوانہم یمدونہم فی الغی یہ ٹکڑہ دوسرے مضمون کے متعلق ہے قولہ لولا اجتبیتہا بمعنی الا۔ واذکر ربک بمعنی اللہ کی بندگی کر اس کے شریک نہ بناؤ عبادت میں۔ پس اب ولا تکن من الغافلین سے مراد کفار لینے صحیح ہونگے۔ اور یہ مراد نہیں کہ ذکر اللہ کا بہت کرو۔ یہ امر تو مستحب ہے۔ اور مستحب کی ترک سے مستحق وعید کا ہونا لازم نہیں آتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انفال

قل الانفال للہ والرسول پہلے یہ جاننا چاہئے کہ سورۃ البقرہ اور آل عمران اور نساء اور مائدہ میں توحید اور قتال کا حکم تھا ان کے پیچھے دو سورتیں مکی لائی گئیں جن میں محض توحید ہے اور اب یہ سورۃ انفال مدنی لائی گئی ہے اس میں محض قتال ہے قولہ اصلحوا ذات بینکم ذات کا معنی حقیقت ہے یعنی حقیقت وصلکم اور بعضوں نے کہا ہے کہ معنی حال ہے کہ یعنی وہ حال جو

تمہارے درمیان ہے اور لفظ ذات زائد ہے۔ کما اخرجک ربک الایۃ قل الانفال للہ الخ کے متعلق ہے۔ اور کاف بمعنی لام کے ہے علت ہے اس کی از ابن عباسؓ فی سنن ابی داؤد۔ بالحق۔ اے بالحکمۃ لکرھون اے الخروج فی الحق یعنی ظاہر بات میں واذ یعدکم اللہ یہ بھی علت ہے اسی دعوی کی۔ اور یہ بدر کبری کا قصہ ہے۔ اصل قصہ یہ ہے کہ ابو سفیان تجارت کرکے شام سے واپس مکہ آرہا تھا۔ رسول اللہ صلعم و صحابیوں کو خبر ہوئی۔ غارت کرنے کو ابو سفیان کے پیچھے روانہ ہوئے منافقین مدینہ نے ابو سفیان کو خبر دیدی۔ اور ابو سفیان نے مکے والوں کی طرف قاصد بھیجا کہ جلدی آجاؤ کہ رسول اللہ صلعم اور اس کے اصحاب میرے لوٹنے کو آرہے ہیں۔ تو ابوجہل بہت سی فوج جمع کرکے مع اسباب جنگ بدر پر آپہنچا اور ابو سفیان مع قافلہ وہ رستہ چھوڑ کر سمندر کا رستہ لیا اور اپنی جان مال بچالیا۔ اور صحاب سیدھے راستہ سے جاکر بدر میں ابوجہل کے لشکر پر جانکلے۔ صحاب چونکہ غنیمت قافلہ کو نکلے تھے اس واسطے سامان جنگ بھی بالکل تھوڑا تھا۔ اور ابوجہل کے پاس سامان موجود تھا اس واسطے صحابہ نے قتال کے بارہ میں کچھ نہ کچھ کراہت ظاہر کی تھی۔ اور ان فریقا من المؤمنین لکرھون سے مراد کراہت وقت الخروج کما فی جامع البیان اور احدی الطائفتین سے یہ ہر دو طائفہ یعنی قافلہ اور لشکر ابوجہل مراد ہیں۔ اور رسول اللہ صلعم رات کو بالکل روتے رہے اس خطرہ سے کہ اب کیا حال ہوگا۔ تب رسول صلعم کو خواب میں دکھایا گیا کہ مخالفین بالکل تھوڑے ہیں ان سے مت ڈرو اور حالانکہ واقعہ میں وہ کثیر تھے مراد یہ تھی کہ کفر پر اصرار کرنے والے تھوڑے تھے۔ ان میں سے بہت مسلمان ہونے والے تھے۔ قولہ ذات الشوکۃ بمعنی وبدبہ یحق الحق یعنی ظاہر کرکے دین سچا قولہ اذ تستغیثون یہ بھی علت ہے پہلے دعوی کی فاستجاب لکم یعنی قبول کیا تمہاری دعا کو۔ انی ممدکم اے امرانی ممدکم مردفین بمعنی فرشتگان کہ از پس خود جماعت دیگرا در دند وما جعلہ اللہ اے الامداد قولہ امنۃ الخ بمعنی بخوف مفعول لہ یغشیکم منہ۔ اے من اللہ۔ انی معکم اے قولوا انی معکم اے مع المؤمنین پس اعتراض جو کہ اس جگہ وارد ہوتا تھا کہ فرشتگان ڈرتے تھے حالانکہ یہ تو غلط ہے جواب ظاہر ہے قولہ بنان یا تو مراد انگلیاں ہیں تو وجہ یہ ہوگی کہ سبب ہی مارنے کا لہذا ان کو مارو۔ یا مراد کل مفصل ہیں یعنی تمام بدن کو مارو ذالکم فذوقوا اے قلنا ذالک وان للکافرین عذاب النار واعلموا ان للکافرین عذاب النار۔ یعنی یہ تو چکھو اور یہ بھی جان رکھ کافروں کے واسطے عذاب نار بھی ہے۔ یا ایھا الذین امنوا استجیبوا تک یہ ذکر ہے کہ انفال میں جھگڑا نہ کرو۔ اور اس کی علتیں بیان کیں۔ اس جگہ علیحدہ قاعدہ شروع ہوا ہے۔ اور یہ جملہ معترضہ ہے بئس المصیر تک اور فلم تقتلوھم متعلق پہلی علتیں کے ساتھ۔ زحفا بمعنی انبوہ کرنے والے متحرفا لقتال یعنی پھیرنے والا واسطے لڑائی کے اور فلم تقتلوھم متفرع ہے ماقبل پر یعنی بوقت وعدے کی دلیلیں بیان کی گئیں تو یہ ثابت ہوگیا کہ تم نے قتل نہیں کیا ولکن اللہ قتلھم قولہ ولکن اللہ رمی یعنی رسول اللہ صلعم نے وحی کے ساتھ اپنے ہاتھ میں مٹی لیکر کافروں کی طرف پھینکی تو تمام کی آنکھوں میں پڑ گئی یہ معجزہ بھی ہر وقت رسول اللہ صلعم کے ہاتھ نہیں تھا کہ جس وقت چاہیں دکھلائیں۔ جیسا کہ موسی کو ہر وقت معجزات پر اختیار نہ تھا اگر انکے اختیار میں ہوتا تو کیوں خوف کرتے دیکھو فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسی قلنا لا تخف انک انت الاعلی

الی مافی یمینك تلقف ما صنعوا ولیبلی المومنین منه بلاءً حسنا اے لیعطی المومنین عطاءً حسنا۔ قولہ
ذالکم وان اللہ موھن کید الکافرین اے فعلنا ذالك فذوقوا واعلموا ان اللہ موھن کید الکافرین۔ ان تستفتحوا
یعنی اگر فیصلہ مانگتے ہو وان اللہ مع المومنین اے واعلموا۔ یا ایھا الذین امنوا یہ بھی قاعدہ ہے۔ اور پہلے ایک قاعدہ بیان
کیا گیا ہے۔ ولا تکونوا الآیہ یعنی لا تدخلوا تحت جاریتی وتھری فیھم خیرا بمعنی اثابت لتولوا وھم معرضون للتنبیہ
این جاریت است۔

ع این جبر معنی جباریست

یحول بین المرء وقلبه یعنی تاکہ زائل نہ کردے طاقت ایمان۔ قولہ وانه الیه تحشرون اے واعلموا واتقوا فتنة لا
تصیبن الآیہ شعر

بے ادب خود را نہ تنہا داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

قولہ فآوٰکم یعنی اللہ نے تم کو جگہ دی ہے۔ قولہ یا ایھا الذین امنوا لا تخونوا الآیہ یہ بھی ایک علیحدہ قاعدہ ہے۔ انما اموالکم
یعنی انفال جن میں نزاع کر رہے ہو یہ تمہارے لئے فتنہ ہے قولہ یا ایھا الذین امنوا یہ بھی قاعدہ ہے۔ فرقانا بمعنی
فتح لیثبتوك یعنی اسی جگہ قید کریں تجھ کو قولہ واذا تتلی علیھم ایاتنا شکوہ ہے اور وجہ بیان کی گئی ہے کہ یہ تو مستحق
عذاب کے ہیں قولہ وما کان صلوتھم یعنی ان کی صلوۃ محض سیٹی اور تالی تھی اسیطرح اور باتیں بھی تھیں لیکن وجہ ہے عذاب
دینے کی کہ تم ان میں تھے جب ہم نے تم کو نکالا اور کوئی مومن ان میں نہ ہوگا تب ان کو عذاب دیں گے وھم یستغفرون ھو
سے مراد بعض مومن ہیں اور قضیہ مہملہ ہے۔ قولہ ما کان اللہ معذبھم الخ اس کی تائید ہے لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا
منھم عذابا الیما یعنی اگر مومن ان میں نہ ہوتے تو انکو ہم عذاب دیدیتے قولہ وما لھم ان لا یعذبھم اللہ یعنی عذاب کیوں
نہ دے اللہ تعالی ان کو۔ حالانکہ ان میں تمام کام مخالف اللہ و رسول کے موجود ہیں وما کان صلوتھم یہ وجہ ہے عذاب کی
کی یعنی پہلے ان کی نماز ایسی تھی، نہ فی الحال مکاء سیٹی تصدیہ تالی لیمیز اللہ الخبیث من الطیب یا تو متعلق ہے یحشرون کے
ساتھ یعنی اللہ تعالی جہنم کی طرف ان کو چلائے گا تاکہ بین الکافر والمومن امتیاز ہو جاوے۔ کافر دوزخ میں گرتے جائیں گے
اور مومن آگے گذر جائیں گے پس اس معنی بموجب مراد کفار ہوئے اور یا تعلق ہے یغلبون کے ساتھ اس وقت مراد منافق ہوں گے
یعنی ہم نے تم پر جہاد فرض کیا تاکہ وہ مغلوب ہو جائیں اور بین المنافق اور [illegible] امتیاز ہو جائے قولہ ویجعل الخبیث
اے فوق الخبیث فیرکمه جمیعا۔ اے ویجعلھم جمیعا قولہ حتی لا تکون فتنة اے حتی لا یفتن مومن ویکون الدین کله
للہ کله ولرسوله یعنی ان کے حکم کے ساتھ قولہ یوم التقی الجمعان بدل ہے یوم الفرقان سے بالعدوۃ القصوی اے
دور کان مفعولا یعنی کرنے کے لائق قولہ لیھلك اے یکفر عن بینة اے بعد بینة۔ قولہ اذ یریکھم اللہ فی منامك
اللہ تعالی نے تم کو خواب میں جتلایا کہ وہ تھوڑے ہیں تم غم نہ کرو۔ اور واقع میں ان کا کثیر ہونا اور خواب میں تھوڑے جتلانا

اسبب پہلے بیان کیا گیا ہے لَفَشِلْتُمْ تم سست ہوجاتے لِيَقْضِيَ اللهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا یعنی جمع کرنا اس واسطے تھا کہ لیقضی اللہ امرا کان مفعولا ۔ وَاِلَى اللهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ یعنی امور کا متصرف اللہ تعالیٰ ہے ۔ قولہ وَرِيْحُكُمْ معنی مدد بطراً اسے کبر فخر قولہ نکص اسے رجع قولہ اذ یقول المنافقون یعنی اپنے گھر میں کہتے تھے جنگ میں تو منافق کوئی نہ گئے تھے ۔ قولہ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ اسے حالہم کداب ال فرعون ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللهَ اسے ذالک البیان لتستیقنوا بان اللہ الخ قولہ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الحرب الخ یعنی اگر تم پاؤ ان کو لڑائی میں فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ پس تاکہ دور ہوجائیں انکے مارنے کے سبب سے وہ اشخاص جو ان کے پیچھے ہیں ۔ قولہ فانبذ اسے چھوڑ دو علی سواء اسے انتم وھم علی سواء فی العلم ۔ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ ۔ اسے ان مالوا السلم فَاجْنَحْ لَهَا یعنی تم بھی ان سے صلح کرو قولہ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ یعنی گھوڑے باندھنے قولہ حَتّٰى يُثْخِنَ فِى الْاَرْضِ کثرت خون ریزی قولہ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ یعنی رسول اللہ صلعم نے اساری جنگ بدر والوں سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا تھا لہذا حکم ہوا کہ اگر پہلی کتاب نہ ہوتی تو تم عذاب کے لائق تھے ۔ لیکن پہلے آیت نازل ہوچکی ہے یعنی مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور پہلے فدیہ نہ لینے کا حکم نہیں دیا گیا تھا ۔ لہذا عذاب نہیں دیا گیا ادغیرذالک قولہ اِنْ يَّعْلَمِ اللهُ فِىْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا اسے انابتہ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ اسے فامکنکم علیہم قولہ اٰوَوْا یعنی جلئے دی ہے انہوں نے قولہ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ یعنی کوئی مسلمان تو ہجرت کرکے آگئے ہیں اور کوئی نہیں آئے ان کے ساتھ اور باتوں کی عہد اور میثاق نہیں ۔ لیکن حصہ میراث کا ان کو ہوگا ۔

سورۃ توبہ

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ جب یہ بیان ہوا کہ انفال پر نزاع نہ کرو اور تیار ہوجاؤ لڑائی پر مشرکین کے ساتھ اور عہد و میثاق کو توڑ دو ان سے جنہوں نے قصور کیا ہے اب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ہمارا اعلان جنگ کا ہے ۔ اور برارۃ نامی بھی ملکوں میں روانہ کردو اور موسم حج میں جاکر اعلان کردو تاکہ تمام لوگوں کو خبر ہوجائے لیکن حج کے موقع میں یہ نہ کہنا کہ آج کے بعد چار مہینے ہونگے ۔ کیونکہ کوئی اشہر الحرام تو گذر چکے ہونگے ۔ اشہر الحج تین ہیں ۔ شوال ۔ ذیقعد ۔ ذی الحج یعنی کہ ان سے پہلے احرام باندھنا ممنوع ہے ۔ اشہر حرم چار ہیں ۔ یہ تین متصل ہیں یعنی ذوالقعدہ ۔ ذوالحجہ ۔ محرم اور چوتھا مہینہ رجب کا ہے اور یہ اس جگہ مراد ہیں ۔ رجب نہیں ہے ۔ پس اس ربط سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ انفال و توبہ فی الواقع ایک ہیں معنی آیتہ کا یہ ہے ۔ کہ براۃ نامہ روانہ کردو طرف مشرکین کے اور یہ حکم شوال کے اول میں نازل ہوا تھا ۔ ۹ سال ہجری میں اور مکہ تو پہلے ہجری میں فتح ہوچکا تھا ۔ اور مقصود سورۃ انفال میں ذکر نہیں کیا گیا ۔ سورۃ توبہ میں ذکر کیا گیا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللهُ الخ یعنی وہ مشرک جنہوں نے تحریمین غیر اللہ کو قائم رکھا ہے اور نیازات غیر اللہ جو حرام ہیں کھاتے ہیں ۔ قولہ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی ان کو کہدو کہ تمہارا ہمارا کوئی عہد نہیں ہے اور مشرکین سے اطراف والے مشرک مراد ہیں اس لئے

کو مکہ تو پہلے فتح ہو چکا تھا۔ فَسِیحُوا فِی الاَرضِ اے فاکتبوا و قولوا فسیحوا فی الارض کیونکہ کبھی قول سے کہا جاتا ہے اور کبھی
سے اطلاع دیجاتی ہے۔ قولہ اَنَّ اللّٰہَ مُخزِی الکَافِرِینَ اے واعلموا قولہ اذ ان مِنَ اللّٰہ اے اعلان کر دیا ہے
یَومَ الحَجِّ الاَکبَرِ یعنی اس دن محض اعلان جنگ کر دو لیکن بنی کنانہ اور بنی ضمرہ جو اپنے وعدہ پر ثابت رہے ہیں ان کو
تک کچھ نہ کہیں۔ قولہ ثُمَّ لَم یَنقُصُوکُم اور پھر انہوں نے کوئی نقصان بھی نہیں کیا قولہ وَلَم یُظَاہِرُوا عَلَیکُم یعنی
تمہارے دشمنوں کو مدد بھی نہیں دی۔ قولہ فَاِذَا انسَلَخَ الاَشہُرُ الحُرُمُ یعنی جب وقت گذر جائیں فَاقعُدُوا لَہُم کُلَّ مَرصَدٍ یعنی
کمیں گاہ جو کہ مناسب ہو ہر جگہ مراد نہیں ہے۔ قولہ مامنہ یعنی اپنی حد پر اس کو پہنچا دینا کَیفَ یَکُونُ لِلمُشرِکِینَ عَہدٌ عِندَ اللّٰہِ
وَعِندَ رَسُولِہٖ۔ یعنی کس طرح انکے ساتھ وفا عہد ہو یعنی وفا عہد نہیں ہو سکتا۔ اس جگہ علتہ نہ بیان کرنے سے تکرار
کیا گیا قولہ کَیفَ وَاِن یَظہَرُوا عَلَیکُم یہ کیف علتہ بیان کی ہے واسطے نہ پورا کرنے عہد کے انکے ساتھ اور درمیان میں اِلَّا الَّذِینَ
عَاہَدتُّم سے بنی کنانہ اور بنی ضمرہ استثناء کئے گئے ہیں قولہ فَمَا استَقَامُوا اما شرطیہ ہے یعنی جب تک وہ عہد پر رہے
تم بھی وعدہ پر پکے رہو۔ قولہ لَا یَرقُبُوا فِیکُم نہیں لحاظ کرتے اِلًّا وَّلَا ذِمَّۃً یعنی نہ عہد کا نہ خویشی کا۔ قولہ وَاشتَرَوا بِاٰیٰتِ
یعنی اختیار کر لیا ہے انہوں نے ثَمَنًا قَلِیلًا اے شہوات نفسانی کو۔ وَاِن نَّکَثُوا اَیمَانَہُم ان سے مراد یا تو وہ مشرک ہیں
جنہوں نے عہد میثاق توڑ ڈالا تھا۔ یا بنی کنانہ یا بنی ضمرہ ہونگے اگر پہلے مراد ہوں تو ان بمعنی اذ ہوگا۔ کیونکہ ان مشکوک میں
ہوتا ہے یہاں تو یقین ہے۔ اب اس تحت آیت اَلَا تُقَاتِلُونَ قَومًا نَّکَثُوا اَیمَانَہُم اس آیت وَاِن نَّکَثُوا کے ساتھ
ہو جاوے گی اور اگر بنی کنانہ اور بنی ضمرہ مراد لیویں تو ان اپنے موضوع معنی میں مستعمل ہوگا اور اَلَا تُقَاتِلُونَ قَومًا نَّکَثُوا کے
کے متعلق نہ ہوگی کیونکہ پہلے اس آیت سے ذکر ان دو فریق کے ماسوا کا ہے جنہوں نے عہد توڑ ڈالا تھا قولہ اَئِمَّۃَ الکُفرِ ان
مراد پیشوا کفر کے ہیں قولہ لَا اَیمَانَ لَہُم یعنی لا عہد لہم۔ اس جگہ بھی اطراف مکہ والے مشرک مراد ہیں جنہوں نے امداد دی قوم
والوں کو فتح مکہ سے پہلے اور مکے والے سنہ ہجری میں مسلمان ہو گئے تھے بعضوں نے کہا ان سے مدینے والے یہود
لکن الحق السابق قولہ لَعَلَّہُم یَنتَہُونَ تاکہ ہٹ جاویں۔ قولہ یُذہِب غَیظَ قُلُوبِہِم ہٹا دے گا غم دل تمہارے کا
یعنی مدد سے۔ قولہ مَا کَانَ لِلمُشرِکِینَ اَن یَّعمُرُوا مَسٰجِدَ اللّٰہِ اس جگہ سے علیحدہ یہ مسئلہ شروع ہوا ہے۔ کہ الکورج نہ کرنے
دو کہیں کہ ہم حج کرنے کو آتے ہیں قولہ وَلَم یَخشَ اِلَّا اللّٰہَ اے لا یشرک باللّٰہ العظیم قولہ اجعلتم اے ایتھا الکفار
یا ایتھا الذین سے علیحدہ دعوی شروع ہوا ہے کہ یہ تمہارے والی نہیں ہیں۔ اس کی تائید میں ہے وَلَا تُمسِکُوا بِعِصَمِ الکَوَافِرِ
۔ وَعَشِیرَتُکُم اے قبیلہ قولہ اقتَرَفتُمُوہَا یعنے کسبتموھا۔ کَسَادَہَا یعنی بے رواج ہونا قولہ یَومَ حُنَینٍ
کے بعد ہوئی تھی۔ اور یہ وادی ہے ما بین الطائف ومکۃ قولہ اِذ اَعجَبَتکُم کَثرَتُکُم جب کہ تم بارہ ہزار تھے اور کافر
تھے۔ قولہ سَکِینَتَہٗ بمعنی اطمینان قولہ اِنَّمَا المُشرِکُونَ نَجَسٌ اے ذو نجس یعنی کافر ہیں وَلَا یَقرَبُوا المَسجِدَ الحَرَامَ
متعلق ہے یعنی تمام حرم کیونکہ مراد یہ ہے کہ ان کو حج نہ کرنے دو۔ تا بُعد اس کی اسری بعبدہ لیلا من المسجد سے کیونکہ

ہانی کے گھر سے ہؤا تھا پس مراد تمام حرم وما یتعلق بہ ہوگا۔ عیلۃ یعنی بھوک قولہ قاتلوا الذین لا یؤمنون اصل مدنی سورۃ انفا
روہ کا یہ ہے معنی یہ کہ جنہوں نے تحریمات بیجا کر دی ہیں اور نیازات غیر بھی کرتے ہیں اور کھاتے ہیں اور غیر اللہ کو متصرف قرار
دیتے ہیں۔ قولہ ولا یدینون یعنی نہیں اختیار کرتے دین حق کو۔ حتی یعطوا الجزیۃ عن ید وھم صاغرون یعنی اپنے ہاتھوں
سے دیں جزیہ اپنے ذلیل ہوکر رہیں اور عزیز ہوکر نہ رہیں قولہ قالت الیہود عزیر ابن اللہ یعنی متصرف احبارھم یعنی علماء ہم
رہبار فقیر یطفئوا نور اللہ تمثیل ہے۔ یضاھئون اسے یشابہون یعنی المشابہتہ۔ انی یؤفکون کہاں سے ان کو دھکا لگ
رہا ہے۔ قولہ لیظہرہ علی الدین کلہ تاکہ پھیلا دین ہم اس کو حال کو نہ متغلبا علی الدین کلہ قولہ لیاکلون اموال الناس بالباطل یعنی
نیازات غیر کی ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ یعنی مسلمان ہوتے اور اللہ کے رستہ میں خرچ کرتے یوم یحمی علیہا یہ جار مجرور
مفعول مالم یسم فاعلہ یحمی کا ہے فذوقوا ما کنتم تکنزون یعنی جہنم میں ان کو کہیں گے۔ کما قال تعالی لا یغرنک تقلب الذین
کفروا فی البلاد متاع قلیل ثم ماوٰھم جہنم وبئس المھاد (پ آل عمران) قولہ ان عدۃ الشہور عند اللہ اثنا عشر شہرا یہ سلسلہ
قاتلوا المشرکین کے ساتھ متعلق ہے قولہ انما النسیٓء یعنی ہٹا دینی حرمت محرم کی اور ڈال دینی صفر پر یہ زیادتی ہے کفر میں۔ قولہ
زین لہم سوء اعمالھم اس کی تائید ہے۔ قولہ یا ایہا الذین امنوا اس جگہ اصل مدار کا اعادہ ہے یعنی قتال کا۔ اثاقلتم
گرتے ہیں زمین پر الا تنصروہ جزا اس کی فینصرہ اللہ محذوف ہے۔ اور فقد نصرہ اللہ علت ہے جزا محذوف کی یعنی اگر تم مدد
نہ دوگے تو اللہ اس کی مدد کرے گا۔ کیونکہ پہلے بھی اللہ نے اس کو مدد دی ہے وایدہ بجنود یعنی لشکر فرشتگان سے جب کہ غار
میں تھے اور بے کافر آئے اللہ تعالی اتحی غار کے منہ پر فرشتوں کی صفیں بنا دیں تاکہ کافروں کی نظر ان پر نہ پڑے۔ قولہ کلمۃ
الذین کفروا۔ یعنی الشرک قولہ خفافا وثقالا یعنی تھوڑے ہتھیار والے ہو یا اکثر والے۔ یہ معنی نہیں کہ مریض ہو یا نہ ہو بقرینہ
قولہ تعالی۔ لیس علی الضعفاء ولا علی المریض (الآیہ) لو کان عرضا قریبا اے قریب الحصول۔ بعدت علیہم الشقۃ یعنی
لمبی ہوئی ان پر مسافت اور یہ واقعہ جنگ تبوک کا ہے قولہ لم اذنت لہم یہ تنبیہ ہے خاص واقعہ پر اور عام نہیں ہے۔ کیونکہ
فاذن لمن شئت عام کے منافی ہے وانما یستاذنک الذین لا یؤمنون فی ہذا الوقت قولہ یترددون ردد تردد بمعنی
واپس ہونا اور پہلی بات کی طرف لوٹنا (صراح) تحیر والا معنی لغتہ میں نہیں ہے اور معنی لغوی پہلا ہے۔ ہاں البتہ معنی لازمی ہوگا۔
اور تفعل واسطے تکرار کے ہے۔ قولہ لاعدوا یعنی تیار کرتے سامان قولہ انبعاثہم فثبطہم انبعاث کا معنی اٹھنا۔ اور ثبطہم کا معنی
بٹھا دیا۔ شعر

این نہ جبر معنی جباریست معنی جباریست رازاریست

الا خبالا یعنی خرابی ولا وضعوا اصل میں لا نہیں ہے۔ لام ابتدائیہ تاکید ہے اور معنی اس کا البتہ دوڑائیں گے گھوڑے
درمیان تمہارے رسم خط کیوجہ سے لا لکھ دیتے ہیں جیسا کہ لا اذبحن میں۔ یبغونکم الفتنۃ حال ضمیر اوضعوا سے فیکم
سمعون لہم یعنی منافق سننے والے لقد ابتغوا الفتنۃ یعنی مخالفت رسول وقلبوا لک الامور یعنی حیلے کئے انہوں

نے تیرے واسطے وَلَا تَفْتِنِّیْ یعنی میں اب کہ نساء کفار دیکھوں گا اور صبر نہ کر سکوں گا پس مجھ سے فتنہ یعنی زنا ہو جائے گا اَلَا فِی
الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا یعنی مخالفت رسول میں قَدْ اَخَذْنَا اَمْرَنَا یعنی اپنا علاج ہم نے پہلے کر لیا تھا وَیَتَوَلَّوْا یعنی اپنی مجلسوں سے یا
سے کیونکہ جنگ میں گئے ہی نہ تھے ۔ قُلْ لَنْ یُّصِیْبَنَا ۔ اے اذا رجعت ۔ ان سے کہہ دیویں قولہ اِلَّا اِحْدَی الْحُسْنَیَیْنِ یعنی
شہادت یا فتح ۔ طَوْعًا اَوْ کَرْهًا یعنی بلا الزام یا کہ بالالزام کیونکہ منافق واسطے عبادت کے ہرگز نہ کرتے تھے ۔ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ
معنی خارج ہونگے روح ان کے ۔ قولہ وَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اے اذا رجعت قولہ مُدَّخَلًا جگہ داخل ہونے کی وَهُمْ یَجْمَحُوْنَ
یعنی یُدَعُّوْنَ اِلَی الْاَخْوَلِ قولہ مَنْ یَّلْمِزُكَ معنی طعن کرتا ہے تم پر قولہ یَسْخَطُوْنَ معنی رنج ہوتے ہیں ۔ قولہ وَالْغَارِمِیْنَ اے
مقروض قولہ اُذُنٌ یعنی جو کچھ اس کو کوئی کہے وہ مانتا ہے قُلْ اُذُنُ خَیْرٍ یہ جواب سلب ہی ایجاب کلی کا یعنی تمام نہیں
بلکہ سچی باتیں سنتا ہے وَیُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ یعنی مومنوں کی باتیں مانتا ہے ۔ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ اے مظہر مَا تَحْذَرُوْنَ یعنی نفاق
كُنَّا نَخُوْضُ معنی داخل ہونا باتوں میں یعنی منافق راستے میں جاتے وقت کھیلے کرتے تھے ۔ اور یہ بات کہتے تھے اگر ان
سے سوال کیا جاتا تھا کہ کیوں اس طرح کرتے ہو تو جواب دیتے تھے ۔ کہ باتیں کرتے ہیں اور باتیں کرنے سے راستہ تمام ختم
ہو جاتا ہے ۔ قولہ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ یعنی تمام ایک ہیں سب کے باطن ہیں قولہ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْ یعنی ترک کیا انہوں نے امر کو
اور نے بھی ترک کر دیا ان کو کَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ ۔ اے انتم ایها الکفار کالذین الخ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ بس نفع اٹھایا
انہوں نے اپنے حصے کے ساتھ قولہ وَخُضْتُمْ كَالَّذِیْ خَاضُوْا داخل ہوتے ہیں شبہات میں مثل ان لوگوں کی اور الذی اصل
میں الذین تھا ۔ اور الذین کو الذی اور اللذ پڑھنا جائز ہے ۔ اَلَمْ یَاْتِهِمْ اسجگہ التفات ہے خطاب سے غیبوبت کی طرف اور مراد
ان سے یا کفار ہیں یا منافق قولہ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ یعنی بستیاں الٹی ہوئی ۔ قولہ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یعنی مومن نساء اور رجال
دونوں اچھے ہیں وَالْمُنٰفِقِیْنَ یعنی جو منافق اطراف کے ہیں انکے ساتھ جہاد ہاتھ سے کرو اور جو مدینہ میں ہیں ان کے ساتھ
زبان سے کرو تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ مسلمانوں کو مار رہا ہے ۔ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ یَنَالُوْا قصہ یہ ہے کہ چند کفار نے مشورہ کیا تھا کہ
رسول علیہ السلام جس وقت راستے میں گزرینگے تو ان کو پہاڑ کے نیچے گرا دینگے ۔ پس یہ قصد انکی پوری نہ ہوئی ۔ قولہ اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یعنی غنائم سے وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ یعنی توجہ نہیں کرتے فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں

میں نفاق ڈال دیا ع   این نہ حیرت معنی جارئیست

الْمُطَّوِّعِیْنَ اے خوشی کے ساتھ دینے والی قولہ اِلَّا جُهْدَهُمْ یعنی محصول مشقتهم وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ یہ کہ
ماقبل کی ہے ۔ قولہ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ لے خوش ہیں پیچھے بیٹھے ہوئے ساتھ بیٹھنے اپنے کے پیچھے رسول اللہ
فَلْیَضْحَكُوْا قَلِیْلًا امر معنی مضارع قولہ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِیَ یعنی اس وقت کہنا ان کو قولہ وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنْهُمْ
ان سے وہ منافق مراد ہیں قولہ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ یعنی اذن مانگتے تھے جو صاحب طاقت کے تھے قولہ مع الخوالف
عورتیں قولہ وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ یعنی عذر مانگنے والے جنگلیوں سے كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔ اے فی اظہار الایمان

قولہ اذا نصحوا یعنی خیر خواہی کریں قولہ مِن سَبِیلٍ یعنی راستہ پکڑنے کا۔ قولہ ان لا یجدون ما ینفقون یہ سبب ہی حزن کا قولہ اذا رجعتم یعنی جنگ تبوک سے قولہ قل لا تعتذروا یعنی واپس ہونے کے بعد کہنا اور فی الحال کنا مراد نہیں قولہ فاعرضوا عنھم یعنی پس اس وقت اعراض کرنا قولہ مغرما یعنی تاوان۔ قولہ دائرۃ السوء یعنی مصیبت قولہ مردوا علی النفاق یعنی پکے میں نفاق پر قولہ سنعذبھم مرتین یعنی دو بار دنیا میں انکو عذاب دینگے۔ قولہ آخرون اعترفوا بذنوبھم یعنی جو مسلمان جنگ میں نہیں گئے اور وہ مقر ہیں ساتھ گناہوں کے قولہ سکن لھم یعنی یہ صلوۃ سبب مہربانی کا ہے انکے لئے۔ وآخرون مرجون ان سے مراد وہ تین شخص ہیں جو جنگ میں قصداً نہیں گئے تھے۔ پیچھے انہوں نے توبہ کی تھی۔ اللہ تعالی نے ان کی توبہ منظور فرمائی جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا وعلی الثلثۃ الذین خلفوا الخ دوسرے رکوع میں قولہ ضرارا یعنی واسطے ضرر دینے کے وکفرا واسطے تقویت نفاق کے قولہ وارصادا بمعنی انتظار کرنا۔ لمن حارب بمعنی مخالف اس جگہ وہ شخص مراد ہے جس نے منافقوں سے کہا تھا کہ میں نے قیصر روم سے نصاری لاؤں گا اور رسول اللہ صلعم کو مار ڈالوں گا اور مسجد اس غرض سے بنائے گئے تھے کہ اگر میرا خط تمہارے پاس آئے یا کوئی آدمی آئے تو اس جگہ آویں گے پھر انہوں نے رسول اللہ صلعم کو عرض کی تھی کہ ہماری مسجد میں نماز پڑھو حضورؐ نے فرمایا جنگ تبوک سے واپس ہونے کے بعد آئیں گے پھر جس وقت آئے تو پھر انہوں نے عرض کی اس وقت وحی نازل ہوا کہ خبردار اس مسجد میں نماز نہ پڑھو۔ بلکہ اہل مسجد میں نماز پڑھو۔ باقی قصہ بالکل ظاہر ہے۔ قولہ اسس علی التقوی یعنی اللہ کے ڈر سے قولہ افمن اسس بنیانہ اس جگہ اور ام من میں بناء محذوف ہے یعنی ابناء من اسس بنیانہ پس معنی اسیطرح ہوگا کہ آیا وہ بنا جس شخص نے بنیان اس کی اللہ کے خوف سے بنائی ہے مثل ہے اس بناء کے جو بنائی ہے شخص نے اوپر کنارے دیوار گرنے والی کے قولہ شفا جرف ھار یعنی کنارہ دیوار گرنے والی کا فانھار بہ فی نار جھنم پس گرایا اس نے اس کو نار جہنم میں۔ اور بہ میں باتعدیہ کی ہے۔ قولہ بنوا ریبۃ یعنی بسبب نفاق قولہ السائحون سفر کرنے والے طرف جہاد کے قولہ وما کان للنبی والذین امنوا یعنی جس وقت معلوم ہو جائے کہ مہر غضب کی اور قہر کی لگائی گئی ہے۔ تو پھر اس کے واسطے دعا مانگنی واسطے ایمان کے بھی منع ہے اگرچہ اقربا سے کیوں نہ ہو۔ اور ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبل العلم تھی جس وقت ان کو معلوم ہوگیا تو پھر اس نے دعا نہ مانگی۔ حاصل یہ ہے کہ کافر کے واسطے دنیا میں ہدایت کی دعا جائز ہے جب تک علم مہر کفر کا نہ ہو وے کے بعد بالکل منع ہے۔ کیونکہ وہ مرنے کے بعد محل ایمان نہیں رہا۔ یہاں مفسرین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ قولہ لقد تاب اللہ علی النبی والمھاجرین پس مہربانی کی اللہ نے الخ قولہ کاد یزیغ قلوب یعنی قریب تھے کہ وسوسے آتے تھے دل میں قولہ لا یرغبوا بانفسھم عن نفسہ سے لا یرغبوا عن الرسول صلعم قولہ ظما ولا نصب ولا مخمصۃ یعنی پیاس وسختی وبھوک قولہ ولا ینالون اسے نہ حاصل کرینگے قولہ وما کان المؤمنون الخ جملہ معترضہ ہے۔ اور علیحدہ لایا گیا ہے واسطے ترغیب دینے طرف تعلم علم کے قولہ یلونکم یعنی نزدیک ہوتے ہیں تمہارے غلظۃ بمعنی درشتی قولہ فی قلوبھم مرض یعنی انابت نہیں بلکہ ضد ہے قولہ رجسا بمعنی پلیدی قولہ واذا ما انزلت سورۃ نظر بعضھم الی بعض یعنی جس وقت کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو اس وقت ایک دوسرے کی طرف

دیکھتے ہیں کہ آیا کوئی دیکھ رہا ہے یا نہیں۔ اگر کوئی نہیں دیکھ رہا ہے تو پوشیدہ ہو کر چلے جاتے ہیں قولہ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ ما مصدریہ ہے یعنی دشوار ہے اس پر مشقت تمہاری وبالمؤمنین متعلق مابعد اپنے کے یعنی رؤوف رحیم کے ساتھ ہے ؂

سورۂ یونس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قولہ تِلْكَ اٰیَاتُ الْکِتٰبِ پہلے یہ جاننا چاہیے کہ اس سورت میں اصلی مدعا شرک فی الدعا کی نفی ہے یعنی غیر حق تعالیٰ کو حاجات میں غائبانہ مت پکارو۔ اور وہی ثمرہ ہے ماقبل پر اور اصلی مدعا سورت کے اخیر میں بیان ہے قولہ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ سے لے کر وَھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ تک سے اس کی اول کی سات آیتوں میں شرک فی التصرف کی نفی کی گئی ہے۔ جو کہ مبادی ہیں اصل مدعا کے واسطے (۱) اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ سے لیکر اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ تک (۲) وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاءً سے لیکر لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ تک (۳) وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے لے کر وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ تک۔ اور یہ آیت شکوہ بھی بن سکتی ہے (۴) قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَاءِ سے لے کر فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ تک (۵) اَلَا اِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے لے کر وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ تک اس میں غرض شرک فی العلم کی نفی ہے۔ وہ یہ کہ تم تحریمیں اپنے طرف سے کیوں بنا دیتے ہو جب کہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میرا ہوا قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْہُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا (۶) اَلَا اِنَّ لِلّٰہِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر وَاِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ تک اور اس میں غرض شرک فی الدعا کی نفی ہے۔ یعنی جب کہ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ میرا ہوا تو غیر کو کیوں پکارتے ہو (۷) ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ سے لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ تک ہے پس تمام کا حاصل یہ ہے اول زجر دوم شرک فی التصرف کی نفی جو کہ مبادی میں سے ہے اصلی مدعا کے واسطے اور تیسرا شرک فی الدعا کی نفی وہی ثمرہ اور اصل مدعا ہے اور باقی درمیان میں تخویفات ہیں تِلْكَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ یہ ترغیب ہے اور تمہید ہے کہ یہ آیتیں ہیں کتاب کی ان میں جو حکم ہے توجہ کر کے سننا۔ اور معنی حکمۃ کا ہر شے کی حقیقت جاننے سے اَکَانَ لِلنَّاسِ یہ زجر ہے قولہ قَدَمَ صِدْقٍ درجہ کامل قولہ سٰحِرٌ مُّبِیْنٌ اے ظاہر سحرہ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ یعنی تدریجا جیسا کہ اللہ پاک بچے کو ماں کے شکم سے تدریجا پیدا کرتا ہے۔ قولہ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ لغت میں استوی کے چار معنی ہیں اول اعتدال یعنی برابر اور صاف ہونا جیسا کہ سوی فاستوی دوم استقرار کما فی استوی علی الدابۃ اے استقر۔ سوم قصد جیسا کہ استوی الی السماء معنی قصد الی السماء۔ چہارم غلبہ کما قیل استوی علیہ اے غلب علیہ اس جگہ مراد یہی معنی ہے یعنی اللہ ہی مالک ہے عرش کا یعنی تخت شاہی کا اور کیفیت اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ای یُدَبِّرُ اس کی وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ پ۱۱ سورت یونس قولہ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ۔ اے الموصوف مع الصفات جیسا کہ قانون ہے۔ علم معانی کا کہ جو حکم مبتدا میں ہے۔ جو اسکی علتیں ہوتی ہیں وہ تمام صفتیں ہوتی ہیں۔ قولہ اِلَیْہِ مَرْجِعُکُمْ تخویف ہے لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا علت ہے اعادہ کی اور تخویف بھی ہے قولہ بِالْقِسْطِ

ہے بالانصاف قولہ ھُوَالذی جعل الشمس کیونکہ حصر ہے خبر کا مبتدا ہیں قولہ ماخلق اللہ الا بالحق ہے لبیان الحق والباطل
(ابن عباس) اور حق مقابل لہو اور باطل کے آتا ہے۔ جیسا ماخلقنا السموٰت والارض وما بینھما لٰعبین وماخلقنٰھما الا بالحق
ولو اردنا ان نتخذ لھوا لا تخذناہ من لدنا ان کنا فٰعلین ان آیتوں میں مقابل حق لہو آیا ہے اور بل نقذف بالحق علی
الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق ولکم الویل مما تصفون اس آیت میں حق مقابل باطل کے آیا ہے اور یہ تمام آیتیں
تائید بھی ہیں معنی حق کی جو ہم نے کیا ہے۔ اور جو آیت اس جگہ میں مذکور ہے اس کی تائید بھی ہے قولہ ان فی اختلاف اللیل
والنھار یعنی ان کی آمدورفت میں لقوم یتقون یعنی وہ جو ضد نہ کرے اِنَّ الذین لا یرجون لقاءنا تخویف ہے قولہ یھدیھم
ربھم بایمانھم یعنی یربط ربھم بسبب ایمانھم پس اب اعتراض رفع ہوگیا کہ بمعنی اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کرے گا ایمان
کی طرف صحیح نہیں ہوسکتا کیونکہ ایسان کی ہدایت تو آگے ان کو حاصل ہے ایماندار تو ہیں پس ہمارے معنی کے ساتھ یہ بحث رفع
رفع ہوگیا۔ قولہ دعوٰھم فیھا اے قولھم فیھا۔ قولہ واٰخر دعوٰھم معنی کلامھم قولہ تحیتھم فیھا سلام یعنی ایک دوسرے کے
ساتھ قولہ ولو یعجل اللہ للناس الشر استعجالھم بالخیر لقضی۔ اے کاستعجالھم بالخیر کاف تشبیہ محذوف کیا گیا ہے
یعنی جیسے وہ خیر مانگتے ہیں اور وہ ان کو دی جاتی ہے ایسے ہی جیسے وہ عذاب مانگتے ہیں اور کہتے ہیں امطر علینا حجارۃ من
السماء الخ (سورہ انفال میں) اگر جلدی سے عذاب نازل کیا جاتا اور ہلاک کئے جاتے تو ان کا کام فیصلہ ہو جاتا۔ لیکن ہم نے استدراجاً
چھوڑا ہوا ہے۔ فنذر الذین لا یرجون لقاءنا اے لا نفعل فنذر الذین فی طغیانھم یعمھون اے یلعبون او یتحیرون یعنی میں
ان کو آزما رہا ہوں اور مہلت دے رہا ہوں تاکہ طغیان کرتے رہیں قولہ واذا مس الانسان شکوہ ہے کہ انسان یہ تمام نمونہ دیکھ
رہا ہے پھر بھی شریک بناتا ہے اور مصائب کے وقت مجھے ہی بلاتا ہے اس سبب سے کہ اس کے خیال میں گزرتا ہے کہ
یہ وہی عذاب ہے جو مجھے پیغمبر ڈراتا ہے لئن انجیتنا من ھٰذہ لنکونن من الشاکرین پھر بھی شریک بنانے سے نہیں ہٹتا۔
قولہ ولقد اھلکنا القرون یہ تخویف ہے قولہ ما کانوا لیؤمنوا حاصل یہ ہے کہ ایمان نہیں لاتے قولہ واذا تتلی علیھم
اٰیاتنا شکوہ ہے ولا ادراکم بہ یعنی میں نہ جتلاتا تم کو فمن اظلم ممن افتریٰ الخ تخویف ہے قولہ کذبا شریک بنانا۔ انہ
لا یفلح المجرمون تخویف ہے قولہ بما لا یعلم فی السموٰت ولا فی الارض یعنی باری تعالیٰ کو اپنے شریکوں کی خبر نہ تھی تم اللہ تعالیٰ
کو اس کے شریکوں سے مطلع کر رہے ہو۔ اس کا تو کوئی شریک نہیں۔ اس واسطے کہ کسی کتاب الٰہی میں ذکر نہیں آیا وما کان الناس
الا امۃ واحدۃ یعنی پہلے تو سب یک گروہ توحید والا ہوتا ہے بعد اس کے بغاوت کی وجہ سے اختلاف کرتے ہیں اسی واسطے
معنی فاختلفوا الا فاختلفوا انبیاء ہوگا۔ یعنی مفعول لہ محذوف ہوگا اور محذوف ہونے کی وجہ وما تفرقوا الا من بعد ما جاءھم
العلم بغیا بینھم۔ ولولا کلمۃ سبقت من ربک میں مذکور ہے سورہ حم عسق میں۔ قولہ اذا لھم مکر فی اٰیاتنا یعنی حیلہ
کرتے ہیں کہ نبی کی کلام نہیں قولہ اسرع مکرا یعنی جزا مکر کی اللہ تعالیٰ جلدی دینے والا ہے قولہ وجرین بھم اس جگہ التفات
ہے خطاب سے غیبوبت کی طرف اور التفات چھ قسم ہوتا ہے کما ذکر فی کتب المعانی قولہ لہ الدین یعنی بندگی۔ قولہ لئن انجیتنا

مِنْ هٰذِهٖ خاص اللہ کو پکارتے ہیں اور یہ وقت مصیبت کے اسواسطے کہتے تھے کہ پہلے انہوں نے سنا ہوا تھا کہ بوجہ مخالفت رسول صلعم کے کوئی عذاب آئے گا۔ اسواسطے نجات کے لئے عاجزی کرتے تھے قولہ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا متاع منصوب بنزع الخافض ہے۔ اے فی وقت متاع الاواب معنی آیت کا ظاہر ہوگیا قولہ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ معنی گنجان ہو گئی اور گشیہ ہوگئی اس کے ساتھ نبات زمین کی زُخْرُفَهَا معنی زیور اور زینت زمین کی وَازَّيَّنَتْ گویا کہ عطف تفسیری ہے اخذت الارض زخرفہا کا۔ قولہ كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ معنی نہیں مقیم تھے کل۔ قولہ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ یہ بشارت ہے مومنین کیواسطے قولہ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ اے الجزاء الحسنیٰ اور زیادہ سے مراد بعضوں نے دیدار الٰہی رکھا ہے اور اکثر کہتے ہیں کہ مطلق زیادتی ہے قولہ لَا يَرْهَقُ یعنی نہ پہنچے گا ان کے منہ کو قَتَرٌ معنی سیاہی قولہ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ معنی ڈھانپے گئے منہ انکے رات کے ساتھ۔ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ یعنی ٹکڑے رات سے۔ مُظْلِمًا حال ہونے ٹکڑے کے کہ اندھیر کرنے والا ہو۔ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ تخویف ہے مَكَانَكُمْ اے الزموا مکانکم فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ یعنی جدائی کرینگے درمیان ان کے هُنَالِكَ تَبْلُوْا تخویف ہے یعنی دیکھوے گا ہر نفس اس کام جو کہ پہلے کیا تھا۔ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ یعنی بھول جائیں گے ان سے اپنے معبود قولہ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ معنی یہ ہے کہ بھلا بتلاؤ تو سہی کہ آیا وہ جو کہ مالک سمع اور بصر وغیرہ کا ہے وہ کون ہے کہیں گے کہ اللہ ہے تو پھر اسی کو پکارو اور غیر کو کیوں پکارتے ہو۔ قولہ اَمَّنْ اصل میں ام من تھا اور ام منقطعہ ہے۔ لازمی) اور منقطعہ کا یہ معنے نہیں کہ پہلا غلط ہے لہذا اس سے اعراض کیا گیا ہے بلکہ یہ معنی ہے کہ محض انتقال ہے سابق سے یعنی تم کو کون رزق دیتا ہے خیر اب دوسری بات بتلاؤ یعنی مالک سمع بصر و تخرج الحی من المیت کون ہے۔ لہذا محض انتقال ہے نوٹ اب یہ جاننا چاہئے کہ یہ دلیل رابعہ دلائل سابقہ سے ترقی کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ اس دلیل میں اقرار ثابت کیا گیا ہے۔ مخالفین کی طرف سے یعنی مخالف بھی ان باتوں کا اقرار کرتے ہیں۔ کما قیل اصح الشہادات ما یشھد بہ الاعداء اور پس ان امور مذکورہ فی الآیت کو کافر بھی مانتے ہیں تو باقیوں کو ماننا ضروری ہوگا۔ پس متصرف اور مالک ہونا ثابت ہوگیا علی وجہ الترقی قولہ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ اے من این تصرفون کس وجہ سے پھرے جاتے ہو ع

این نہ حیرت معنی جبار یست ؟

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الخ یعنی ثابت ہوگیا کلمہ رب تیرے کا اوپر فاسقوں کے اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ تفسیر او بیان ہے کلمۃ ربک کا۔ قولہ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْٓ یعنی جو شخص راہ نہ پاسکے اور معلوم نہ کرسکے مَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا یعنی نہیں تابع ہوتے اکثر انکے مگر بطور رسم کے اور دیکھا دکھائی کے۔ قولہ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ من دون اللہ بیان ہے ان یفتری کا۔ یعنی نہیں ہے یہ قرآن افترا کیا ہوا یعنی بغیر اللہ کے کسی کی کلام نہیں۔ پس اس تقریب سے معلوم ہوا کہ افترا کا معنی من غیر اللہ ہے۔ قولہ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ معنی یہ کہ کیا وہ کہتے ہیں کہ تم نے افترا کیا ہوا ہے تو تم ان کو یہ جواب دو فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ اور معنی بسورۃ مثلہ کا بسلطان ہے بقرینہ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۢ بِهٰذَا اصل اس مقام کا یہ ہے کہ اکثر تفسیروں اور تقریر

علماء سے یعنی معلوم ہوتا ہے کہ تم ایسی فصاحت و بلاغت پر مشتمل کلام لے آؤ۔ تم کبھی نہ لاسکو گے جیسا کہ سورۃ بقرہ وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ پس ایسے مقام سے ان کی تعبیر اس طریقے یعنی کلام بلیغ نہ لانے سے کی گئی ہے لیکن وہم پڑتا ہے کہ ہمیشہ مقابلہ فصحا بلغاء کے ساتھ نہیں ہوتا تھا معنی یہ ہوگا کہ آپ ایسی کلام لاؤ کہ جس میں دلیل عقلی و نقلی من الانبیاء السابقہ اور وحی سے ہو لاؤ اور فصیح بلیغ ہونا کوئی شرط نہیں قولہ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ یعنی احاطہ اس کے ساتھ نہیں کیا از جہت علم کے اور نہ اس میں کوئی شبہ دیکھا بلکہ محض عنادا تکذیب کرتے ہیں ولما یاتہم تاویلہ جملہ حالیہ ہے یعنی ابھی تک انکو مصداق وعید کا نہیں آیا ہے یعنی عذاب۔ حاصل یہ ہوا کہ سورۃ مقابلے میں لانی تو بجائے خود بلکہ اسباب کی تکذیب کر رہے ہیں جس کے بطلان کا انکو علم نہیں۔ اور ابھی تک ان کو عذاب بھی نہیں آیا۔ ذرہ پہلے لوگوں کا حال تو دیکھیں کہ کس طرح تھا۔ قولہ کذلک کذب الذین من قبلھم مرتبط ہو جائے گا اس کے ساتھ قولہ یستمعون الیک سنتے ہیں لیکن انابت نہیں کرتے۔ اب سننے کا کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ پس معلوم ہوا کہ توبہ کرنے کا مرتبہ ختم سے آگے ہے۔ اور ختم کے بعد کچھ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ قولہ ولو کانوا لا یعقلون ولو کانوا لا یبصرون دونوں کی علت ختم ہے۔ قولہ ان اللہ لا یظلم الناس شیئا ولکن الناس انفسھم یظلمون دلیل ہے لا یعقلون اور لا یبصرون کی۔ شعر

این نہ جبر و معنی جباریست معنی جباریت را زاریست

یوم یحشرھم کان لم یلبثوا الخ یوم یحشرھم یلبثون کان لم یلبثوا معنی یہ ہوا کہ جس دن اکٹھے کئے جاویں گے تو جانیں گے کہ گویا ہم نہیں ٹھہرے دنیا میں مگر ایک ساعت۔ قولہ یتعارفون بینھم حاصل معنی یہ ہے کہ آپس میں انکو تعارف ہوگا ثم اللہ شھید علی ما یفعلون۔ ثم واسطے تراخی کے نہیں ہے۔ بلکہ واسطے تعقیب ذکری کے ہے کیونکہ فالینا مرجعھم کے بعد یعنی رجوع کے بعد تو اس شہید نہیں ہے بلکہ دنیا میں بھی شہید ہے۔ قولہ قل لا املک لنفسی جواب ترقی سے دیا گیا ہے یعنی وہ تو کہتے تھے کہ وعدہ عذاب کب آئے گا لاؤ اس کو۔ جواب ترقی کے ساتھ دیا گیا کہ میں اپنے نفس کا مالک نہیں ہوں۔ میں تمہارے لئے عذاب کس طرح لاؤں بلکہ ہر شئے کا مالک فقط خدا ہی ہے۔ قولہ بیاتا او نھارا بیاتا یا تو حال ہے ضمیر مخاطبین سے۔ یعنی حال ہونے تمہارے کے بار باتین ہوا اور یا مفعول فیہ ہے۔ اے فی اللیل قولہ ماذا یستعجل منہ المجرمون ماذا بمعنی ای شئے کے ہے۔ اور منہ والے ضمیر کا مرجع عذاب ہے پس اب معنی اس طرح ہوگا۔ کیا ہے وہ شئے جس سے مجرم جلد جلدی کرینگے یعنی کفار تو مانگتے ہیں عذاب کو جلدی ے لیکن اگر عذاب آئیگا تو کچھ حیلہ نہ کر سکیں گے۔ اثم اذا ما وقع امنتم بہ الان الخ ثم واسطے استبعاد کے ہے۔ واسروا الندامۃ یعنی ظاہر کرینگے ندامت کو جس وقت عذاب کو دیکھیں گے۔ اور دوسرا معنی چھپانے کا بھی آتا ہے۔ حاصل یہ کہ اسرار کے دو معنی آتے ہیں ظاہر کرنا اور چھپانا۔ قولہ الا ان للہ ما فی السموات الخ پانچویں دلیل ہے شرک فی التصرف میں اس میں بالذات نفی شرک عملی کی ہے یعنی جب کہ ما فی السموات والارض میرا ہوا تو تمہاری تحریمات دنیا زات غیر بےجا و لغو ہو گئیں۔ پس اب قل ارایتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراما وحلالا جو تھوڑا سا پیچھے ہے الا ان للہ ما فی السموات الخ کیساتھ

مرتبط ہو جائے گا پس حاصل یہ ہے کہ اس دلیل سے لیکر دوسری دلیل تک مقصود بالذات نفی شرک علمی کی ہے . قولہ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فضل اللہ یہ قرآن اور ہدایت ہے اس کے لینے پر رحمت کرو اور اس نعمت کے ساتھ خوش ہو . نہ دنیا کے سامان سے هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ الخ متعلق اس کا فلیفرحوا محذوف ہے یعنی اللہ کے فضل اور رحمت سے خوش ہو . فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا اور ذالک کا مشار الیہ بھی فضل اور رحمت ہے . اور تکرار واسطے تاکید کے کیا گیا ہے . اور دوسرا فلیفرحوا پہلے کے واسطے قرینہ اور سند ہو جائے گا . اصل کلام یوں ہی فبذالک فلیفرحوا فبذالک لیفرحوا حذف من الجملۃ الاولی لیفرحوا وحذف من الثانیہ لفظ بذالک قولہ هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ . مراد دنیا ہے . یعنی فضل اور رحمت دنیا سے اچھے ہیں قولہ وَمَا ظَنُّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یوم القیامۃ یا تو مفعول فیہ ہے ظن کا اور منصوب بنزع الخافض ہے یعنی فی حق یوم القیامۃ اور یا مفعول ہے فعل محذوف کا یعنی ماذا یفعل بہم فی یوم القیامۃ . قولہ وَمَا تَکُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْہُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا کُنَّا عَلَیْکُمْ شُہُوْدًا اِذْ تُفِیْضُوْنَ فِیْہِ ما تکون والا ما اور ما تتلوا والا دونوں نافیہ ہیں . اور ما تتلوا کا عطف ماتکون پر ہے اور ولا تعملون کا ان پر ہے یعنی نہیں تو کوئی کام کرتا . اور نہیں پڑھتا تو قرآن اللہ کی طرف سے اور نہیں کرتے ہو کوئی عمل مگر اس پر شاہد حاضر ہوتے ہیں پس معنی معلوم ہو گیا کہ ما تتلوا منہ من قرآن میں منہ کا مرجع اللہ ہے . اِذْ تُفِیْضُوْنَ فِیْہِ معنی داخل ہوتے ہو اور فیہ کا مرجع عمل ہے یعنی ہم حاضر ہوتے جس وقت تم داخل ہوتے ہو اپنے کام میں حاصل یہ کہ ہر شے کو جانتے والا اللہ تعالیٰ ہے لہذا امور ممنوعہ سے باز آجاؤ قولہ وَمَا یَعْزُبُ معنی یہ کہ نہیں غائب ہوتے اللہ سے یہ تعمیم بعد تخصیص کیونکہ ماتکون فی شان میں تخصیص تھی وَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُہُمْ اِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اَلَا اِنَّ لِلّٰہِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ الخ ان دونوں آیتوں سے غرض شرک فی العلم کی نفی بھی ہے اور شرک فی التصرف کی بھی یعنی من فی السموٰت الارض کا مالک اللہ ہی ہے پس غیر اللہ کو کیوں پکارتے ہو . اور تمہارے پکارنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اعتقاد تمہارا یہ ہوگا کہ سب کچھ جانتے اور سننے والے ہیں لہذا نفی شرک فی العلم کی گئی اور یہی علت ہے نفی شرک فی التصرف کیواسطے قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ ولد کا معنی حقیقی نہیں لیتے نصاری کہتے ہیں ولد جیسا پیارا ہے . یا متصرف ولد جیسا بنا دیا ہے . اور یہ ہے او سبحانہ میں تمام کی نفی کی گئی ہے وَاتْلُ عَلَیْہِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اس سے تخویف شروع ہوئی ہے یعنی دیکھو کہ انہوں نے نوح کے امر کی تعمیل نہ کی تو انکے ساتھ ہم نے کیا کیا تمہارے ساتھ بھی ایسا کیا جائے گا . قولہ وَشُرَکَآءَکُمْ یہ منصوب ہے بوجہ فعل کے اے وادعوا شرکائکم اور فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَکُمْ سے مراد یہ ہے کہ اپنے کام کو پورا کرو قولہ ثُمَّ لَا یَکُنْ اَمْرُکُمْ عَلَیْکُمْ غُمَّۃً غمہ کا معنی پوشیدہ ہے حاصل تمام کا یہ ہے کہ تم اپنے معبود باطلہ کو بلاؤ میں تم کو برملا کہتا ہوں تاکہ تم کو خبر ہو جائے کہ جو کچھ تم نے میرے ساتھ کرنا ہے بے شک کر لو اگر کچھ کر سکتے ہو اور تم بھی مجھکو برملا کہہ دو فَکَذَّبُوْہُ پس ہمیشہ انہوں نے نوح علیہ السلام کی تکذیب کی ماضی اس جگہ واسطے استمرار کے آتی ہے . یعنی اصرار کرتے تھے قولہ کَذٰلِکَ نَطْبَعُ عَلٰی قُلُوْبِ الْمُعْتَدِیْنَ یہ علت ہے فَمَا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِہٖ یعنی انہوں نے اپنے مکذب بہ کیساتھ ایمان نہ لایا . کیونکہ ان کے دلوں پر مہر ماری گئی

ہی قولہ وتکون لکم الکبریاء معنی کبریا بڑائی ہے قولہ الاذریۃ من قومہ یعنی تھوڑے آدمی قوم موسیٰ علیہ السلام سے اور
من قومہ کا مرجع موسیٰ ہے قولہ فتنۃ للقوم الظالمین معنی فتنہ کا کہ کوسبب ہے قولہ ربنا اطمس علی اموالہم معنی طمس کا مسخ
کردینا یعنی سورت کا بدلا دینا قولہ سبیل الذین لا یعلمون یعنی جو کہ بے عقل اور بے سمجھ ہیں یعنی بے صبرنہ ہونا قولہ جاوزنا یعنی
اسرائیل یعنی پار کیا دریا سے قالیوم ننجیک الخ یعنی تیری نعش پانی کے اوپر لہروں میں چلائیں گے تاکہ علامت ہو پیچھے آنیوالوں
کےلئے ۔اور ننجی ماخوذ نجوۃ سے بمعنی اونچی جگہ (از شاہ ولی اللہ صاحب) قولہ فما اختلفوا لفظ بغیا محذوف ہے بقرینہ آیت سورۃ
حم عسق وما تفرقوا الا من بعد ما جاءھم العلم بغیا یعنی انہوں نے اختلاف نہیں کیا مگر بعد علم آنے کے انہوں کو حقیقۃ
کا قولہ فان کنت فی شک مما انزلنا الخ زجر ہے یعنی کتاب میں تو کچھ شک نہیں لیکن کفار عناد کی وجہ سے نہیں مانتے ۔ قولہ
فلولا کانت قریۃ امنت فنفعھا ایمانھا الا قوم یونس معنی یہ ہے کہ کیوں نہ اہل قریہ والے ایمان لائے تاکہ ایمان
سے نفع اٹھاتے اور عذاب سے خلاصی پاتے قولہ ویجعل الرجس علی الذین لا یعقلون الرجس یعنی شرک قولہ وما تغنی
الایات معنی یہ ہے نہیں فائدہ دیتی ہیں ایات اور نذر مشرکوں کو ۔ قولہ ثم ننجی رسلنا والذین امنوا تعقیب ذکری ہے یعنی
پھر یہ بات ہے ۔کیونکہ ماقبل آیت سے تو تراخی فی الزمان نہیں ہے تاکہ معنی موضوع لہ ثم کا صادق آوے قولہ وامرت ان
اکون سے وھو الغفور الرحیم تک خلاصہ سورۃ اور ثمرہ ہے یعنی جب سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہوا اور سب کچھ جاننے والا بھی
وہی ہو تو اسی ہی کی عبادت کرو اور اسیکو پکارو پس ثمرہ شرک فی العبادہ کی نفی ہے فی حم المومن ان الذین یستکبرون عن
عبادتی سیدخلون جھنم داخرین قال مسلم عن رمانی "

سورۃ ہود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الر کتب احکمت ایاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر خلاصہ اس سورت کا یہ ہے کہ اول اس سورۃ میں چار مسئلے ذکر
کئے جائیں گے اور پھر چھ قصے بیان ہونگے ۔اگر قصہ ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام دونوں کو ایک قرار نہ دیا جاوے ورنہ
پانچ ہونگے جو متعلق ہونگے انہیں مسائل کے ساتھ علی طریق اللف والنشر (بیان مسائل) مسئلہ اول الا تعبدوا سے لیکر ثم توبوا
الیہ تک اور یہی مدعا اصلی ہے یعنی خاص اس کی عبادت کرو اور اسی سے استغفار طلب کرو اور رجوع بھی اسی کی ذات کی طرف
کرو یعنی غیر کی عبادت نہ کرو اور اسی طرح باقی امور بھی غیر کی طرف نسبت نہ کرو ۔ اور درمیان اس مسئلہ کے اننی لکم منہ نذیر
وبشیر جملہ معترضہ لایا گیا واسطے بیان کرنے کے کہ مدعا اصلی تو عبادۃ اللہ کی ہے اور میں محض نذیر بشیر ہوں (مسئلہ ثانی) الا
حین یستغشون ثیابھم سے لے کر کل فی کتاب مبین تک اور اس مسئلے میں دو امر ثابت کئے گئے ہیں ۔ایک تو یہ کہ وہی
عالم ہے ہر چیز کا ۔یہ بیان الا حین یستغشون سے لے کر انہ علیم بذات الصدور تک مذکور ہے ۔ اور دوسرا یہ کہ ہر شئے کا مالک

متصرف وہی ہے اور یہ وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ سے لے کر كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ تک بیان کیا گیا ہے۔ تیسرا مسئلہ فَلَعَلَّكَ
تَارِكٌ سے لے کر عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ تک ہے اور اس مسئلے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تم تبلیغ کئے جاؤ اور مت ڈرو۔ اور ما یوحی میں سے
کچھ بھی نہ چھوڑو بلکہ ان کو صاف کہہ دو کہ تم کافر ہو اور اس میں کلمہ لعل کا واسطے اشفاق کے ہے۔ اور اصل لعل کا استعمال ترجی کے ہوتا
ہے پس حاصل یہ ہوا کہ مرد بنو اور پورا حکم پہنچاؤ۔ چوتھا مسئلہ أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ سے لے کر وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا
يُؤْمِنُونَ تک ہے اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کلام تو کوئی شک والی نہیں ہے بلکہ بالکل ظاہر تھی لیکن کفار جان بوجھ کے نہیں
مانتے پس اس مسئلے میں مقصود بالذات ذکر کرنا لکن اکثر الناس لا یومنون ہے۔ قصہ اول نوح علیہ السلام اور دوم ہود علیہ السلام
اور سوم صالح علیہ السلام تینوں مرتبط ہیں بالذات اول مسئلے کیساتھ اگرچہ بالتبع مسئلے ثانی کا بھی ذکر آجائے گا اور پھر قصہ ابراہیم علیہ السلام
اور لوط علیہ السلام دونوں مرتبط ہیں بالذات دوسری مسئلے کے ساتھ اور پھر اخیر میں قصہ شعیب علیہ السلام میں صرف تصریح مدعا
کی گئی ہے اسی واسطے اس کو اخیر میں ذکر کیا گیا ہے اور اس میں مقصود بالذات اعادہ اصلی مدعا کا ہے یعنی اسی کو پکارو اور اس
کی عبادت کرو اور اس مدعا کے واسطے مسئلہ ثانی علت ہے کیونکہ جب جاننے والا ہر چیز کا بھی وہی ہوا اور سب کچھ کرنے والا
وہی ہے۔ پس اسی کی عبادت کرنے چاہئے۔ اور پھر قصہ موسیٰ علیہ السلام رکوع آٹھویں سے شروع کیا ہے جو کہ مرتبط ہے تیسرے
مسئلے کے ساتھ یعنی دیکھو کہ موسیٰ علیہ السلام نے تبلیغ الاحکام میں کتنے مصائب اٹھائے تم بھی تبلیغ میں تکلیف اٹھاؤ اور خوف مت
کرو اور اس کے درمیان تبلایا گیا بعد تمام قصص کے کہ دیکھو کہ ہم نے ہلاک کیا تمام کو اور ان کے معبودوں نے ان کو نہ بچایا۔ فَمَا
أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مِن شَيْءٍ الخ اس آیت سے بیان کیا گیا ہے اور اسی کی تائید سورۃ احقاف
پ۲۶ میں مذکور ہے لَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً اور پھر رکوع نانویں میں بیان کیا گیا ہے کہ کافر عناد
اور لجی کی وجہ سے نہیں مانتے بات تو ظاہر ہے لہذا یہ مرتبط ہے چوتھے مسئلے کیساتھ یس معنی فَاخْتُلِفَ فِيهِ کا فاختلف بغیا فیہ
ہوگا پھر آخر سورۃ میں وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ سے لے کر وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ تک خلاصہ تمام سورۃ کا بیان کیا گیا ہے لیکن بطرز
اللف والنشر الغیر مرتب سے ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ ترتیب تو یہی تھی کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے اور عالم لکل شئی بھی وہی ہے پس اس
کی عبادت کرو اور سورۃ کے ابتداء میں پہلے یہ لایا گیا ہے کہ اسی کی عبادت کرو اور پیچھے اس کی علتیں یعنی سب کچھ جاننے والا اور سب
کچھ کرنے والا محض وہی ہے دوسرے مسئلے میں لائی گئیں ہیں اور اس جگہ اس کا عکس کیا گیا ہے۔ اور غیر مرتب اس واسطے
کہا گیا ہے کہ سورت کے ابتداء سے مخالف ہو ورنہ واقعہ کے مطابق ہے حاصل تمام سورت کا یہ ہے کہ دیکھو تمام انبیاء دعا
کر رہے ہیں۔ پھر یہ کیا معبودیت کے لائق ہیں پس اس کے شریک فی العبادۃ نہ بناؤ۔ قولہ كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِن
لَّدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ الا معنی احکمت کا دانش کی بھری ہوئی اور ثم احکمت میں تعقیب ذکری ہے کیونکہ احکمت آیاتہ فصلت سے کوئی
متراخی نہیں ہے اور من لدن حکیم خبیر صفت ہے کتاب کی یعنی ایسی کتاب جو ثابت ہے حکیم خبیر سے قولہ اَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ بیان ہے
قول کا جو ضمناً مفہوم ہوتا ہے فصلت سے یعنی کس قول کی یہ کتاب تفصیل کرتی ہے وہ یہ دعوی ہے اور دعوے کے درمیان انی

کم نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ جملہ معترضہ بیان کیا گیاہے واسطے بیان کرنے حال رسول صلعم کے کہ یہ سب دعویٰ من جانب اللہ ہے ۔ اور ہیں محض بشیر
ہوں مومنوں کے واسطے اور نذیر ہوں قولہ وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ معنی یہ ہے استغفروا ربکم خاصۃ وتوبوا الی اللہ
خاصۃ یعنی طلب مغفرت محض اللہ ہی سے کرو اور رجوع بھی اللہ ہی کی طرف کرو قولہ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا کا معنی بھی یہ ہوگا کہ خاص ہی
متاع دہندہ ہے کیونکہ کلام پاک کا قاعدہ ہے کہ پہلے جب کلام میں حصر کیا جاتی ہے تو بعد اس کے سب کلام حصر ہوتی ہے پس اَلَّا
تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ میں حصر ہوا تو بعد اس کے سب میں حصر ہوگا وَيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ فضلہ کی ضمیر کا مرجع ذی فضل ہے یعنی
دے گا ہر صاحب فضل کو فضل اس کا ۔ قولہ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ تولوا کے صیغہ میں اختلاف ہے مدارک
والے نے کہا ہے کہ صیغہ مضارع کا ہے اور ایک تاء محذوف کی گئی ہے اور خازن والے نے کہا ہے کہ تاء حذف کرنے کی ضرورت
نہیں بلکہ صیغہ ماضی معلوم کا ہے لیکن اس وقت جزا شرط پر مرتب نہ ہوگی باعتبار معنی کے فعل محذوف کرنا پڑیگا معنی یہ ہوگا اگر اعراض کیا انہو
نے پس تم کہدو کہ میں خوف کرتا ہوں تم پر عذاب کبیر سے کیونکہ تم کو تمہارے معبود عذاب سے نہ بچا سکیں گے جیسا کہ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ
اٰلِهَتُهُمُ سے معلوم ہوتا ہے اَلَاۤ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ یعنی ٹیڑھے کرتے ہیں سینوں کو ۔ قولہ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ اصل میں اَيَسْتَخْفُوْا
ہے یعنی ہمزہ استفہام کا محذوف ہے اور ماقبل کی علت نہیں ہے کیونکہ ٹیڑھے ہونے سے ان کی غرض پوشیدہ ہونا نہ تھا بلکہ
مقصود ان کا باتیں پوشیدہ کرنی تھیں یہ علیحدہ استفہام ہے معنی ہے کہ آیا پوشیدہ ہوتے ہیں خدا سے استفہام واسطے تعجب کے کیا گیا
ہے ۔ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ یہ کلام متعلق ہے اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ کے ساتھ یعنی اس خاص وقت میں
تمہاری ظاہرہ اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے اسی کی عبادت کرو اور اسی سے طلب مغفرت کرو
اور رجوع بھی خاص اسی کی طرف کرو ۔ اور معنی اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا کا یہ کہ تمام کا رازق اللہ ہے اور یہ معنی نہیں کہ اس پر واجب ہے کیونکہ
اللہ پر کوئی شئے واجب نہیں ہے تاکہ مذہب حکماء کا ثابت ہو ۔ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ یہ علیحدہ جملہ ہے ماقبل کے ساتھ متعلق نہیں تاکہ
لازم آئے کہ تمام باتیں اولاً کتاب میں لکھی ہوئی ہیں جیسا کہ اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے ۔ بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے تمام
اعمال لکھ رہے ہیں فرشتے ۔ حاصل مقام کا یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت قائل ہیں کہ سب کچھ پہلے لکھا ہوا ہے اور اسی کے مطابق
دنیا میں امور ہو رہے ہیں ۔ لہذا اس مذہب پر اعتراضات قویہ معتزلہ کے آتے ہیں یعنی پس لازم آگیا کہ بندہ کو عذاب دینے کی وجہ
کیا ہوئی گناہوں سے اور خود مختار بھی نہ رہا کیونکہ اوپر اس تقدیر کے خود مختار ہونے کا معنی نہیں معلوم ہوتا کہ کیا ہے اسی واسطے
مدارک والے اس کا جواب نہ دیا اور کہا کہ یہ نہایت سخت اشکال ہے اور تفسیر کبیر والے نے کہا کہ اس کے واسطے بہت حیلے
کئے ہیں لیکن کوئی معتدبہ جواب نہ دیا جس سے تسلی اور یقین آجائے دوسرا یہ ہے کہ باری تعالیٰ اس تقدیر پر مختار نہ رہا ۔ کیونکہ اس تقدیر
پر پیدا ہونے کا معنی کیا ہے ۔ بلکہ لازم آتا ہے ۔ کہ مختار نہ رہے جیسا کہ حکماء کہتے ہیں ۔ اور معتزلہ کہتے ہیں کہ پہلے ذرہ بذرہ لکھا ہوا نہیں
ہے بلکہ جو چاہا تعالیٰ کا اللہ سب چیز موجود کا عالم ہے اور جس کا چیز کا ارادہ کرتا ہے اس کا بھی عالم ہے ۔ اور جس چیز کا ابھی ارادہ بھی نہیں
کیا اس کا عالم نہیں ہے کیونکہ اصل میں وہ شے بھی نہیں ہے ۔ اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں ۔ اور اللہ کو

پہلے اس سے کوئی علم ہی نہیں کہ کیا کرینگے بلکہ اللہ کو انکے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔ اور آیات قرآنیہ جیسا کہ ولیعلم الذین وغیرہا بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں مگر بعض مقام قرآن جو انکے مطابق نہیں بنتے ان کا معنی صحیح کرتے ہیں اور اہل سنت جماعت والے معنی علم کا ظہور لیتے ہیں بس جگہ مخالف آجائے قولہ وکان عرشہ علی الماء اور معنی کان کا ماضی والا نہیں ہے تاکہ یہ معنی ہو جائے کہ تھا عرش اللہ کا پانی پر تاکہ لازم آئے کہ اب کس پر ہے پہلے تو پانی پر تھا۔ بلکہ معنی یہ ہے کہ عرش اللہ کا فی الحال بھی پانی پر ہے کما یفہم من حدیث البخاری والمسلم فی باب الحث علی النفقۃ فی اثناء باب الزکوۃ اور یہ کنایہ ہے عدم احتیاج اللہ تعالی کا یعنی اللہ تعالی کسی طرف محتاج نہیں ہے کیونکہ عرش یا تو زمرد کا ہو تا ہے یا کسی دیگر ہشیاء کا جو کہ صاحب ثقل ہوں۔ ان کا پانی پر ہونا نہیں ہو سکتا پس یہ کنایہ ہے عدم احتیاج سے۔ قولہ ولئن قلت انکم الخ شکوہ ہے کفار کا کہ دیکھو کفار جواب میں کیسی بڑی بات کہتے ہیں الا سحر مبین معنی سحر کے تین ہیں ایک کذب دوسرا جادو۔ تیسرا ابطل اور اس جگہ بقرینہ سیاق کے معنی کذب والا مناسب ہے یعنی یہ بات رسول اللہ والے کذب ہے یہ تمام منقول ہے تفسیر ابن عباسؓ سے۔ قولہ الی امۃ معدودۃ اس جگہ معنی امۃ کا معدودہ کا فاسد ہو جب نہیں بن سکتا۔ لیکن جاننا چاہئے کہ معنی امت مدت ہے یعنی جماعت من الاوقات پس اب معنی امت کا جماعت من الاوقات ہوگا۔ مایحبسہ ما استفہامیہ ہے یعنی کس چیز نے عذاب کو بند کیا ہے اس بات کو کفار کہتے ہیں لیئوس کفور معنی لیئوس کا ناامید ہے اور کفور کا معنی نہایت ناامید ہے یعنی کفر۔ اپنے اصنام سے نہایت ناامید ہوتے ہیں جب وقت رحمت دور ہو جائے اور ان سے رحمت دور کی بات سمجھ لیتے ہیں کہ ان سے کچھ نہیں ہو سکتا فلعلک تارک الخ تیسرا مسئلہ ہے۔ یعنی تم اپنی پوری تبلیغ کرتے جاؤ وھم فیہا لا یبخسون معنی لایبخسون کا لاینقصون ہے یعنی من الرزاق تائیدہ فی سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵ من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیہا ما نشاء سے لے کر وما کان عطاء ربک محظورا یعنی جو دنیا میں رزق طلب کرنے اور حیوۃ دنیا طلب کرتا ہے تو اس کو ہم دنیا میں جو کچھ چاہتے ہیں دیدیتے ہیں۔ اور رزق کو بند نہیں کرتے لیکن آخرت میں فی النار کرینگے۔ افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ یہ چوتھا مسئلہ ہے۔ اور بینہ سے مراد عقل ہے معنی تیلو کا لاحق ہوتا ہے اور شاہد سے مراد قرآن ہے اور منہ کی ضمیر کا مرجع اللہ ہے معنی یہ ہوگا۔ آیا جس شخص کو عقل دیا گیا ہے سمجھنے کے لئے اور لاحق ہوا عقل کے بعد قرآن بھی اللہ کی جانب سے اور پہلے اس کے کتاب توراۃ موسی کی بھی اس کی مصدق آگئی ہو جو کہ پیشوا اور رحمت ہے دیکھئے آیا پھر بھی جائے شبہ کی رہتی ہے اس کے واسطے پس اماما ورحمۃ کے بعد لا یبقی لہ موضع شبہۃ محذوف ہے اور اس دعوی اور مسئلے میں ولکن اکثر الناس لا یؤمنون یعنی عمدا نہیں مانتے ویقول الاشھاد سے مراد قیامت کا دن ہے دن الاشہاد ھؤلاء الذین کذبوا مراد اشہاد سے جو کہ اس جگہ حاضر ہونگے یعنی ملائک یا رسول اور الذین کذبوا سے مراد کفار ہیں جو ہوگا جس وقت کفار پیش کئے جائیں گے رب کے سامنے اس وقت ملائک یا رسول کہیں گے کہ آیا یہ ہیں جو کہ تکذیب کرتے تھے رب کے اوپر الا لعنۃ اللہ علی الظالمین یہ ادخال الہی ہے۔ اشہاد کی کلام نہیں ہے یعنی یہ علیحدہ قاعدہ باری تعالی نے فرمایا واخبتوا الی ربہم معنی یہ ہے کہ عاجزی کی ہے انہوں نے طرف رب اپنے کے۔ مثل الفریقین معنی یہ ہے۔ اے صفۃ الفریقین

ہے هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلاً اور معنی مثلا کا صفت ہے یوم الیم اسے یوم یولم فیہ بادِی الرای متعلق ہے اتبعک اسے اتبعک
فی بادی الرای اسے بلا فکر یا فی لفظ پر لانی الحقیقۃ علی بینۃ اسے بیان من ربی سا انا بطارد یعنی دور کرنے والا قوم تجھلون
یعنی بادِہ نہ کلام کرتے ہیں ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ جواب ہے سوال کا کیونکہ کفار کہتے تھے لولا القی علیہ اسورۃ
من ذہب (زخرف) ولا اعلم الغیب یہی جواب ہے سوال کا کہ ہم کو اخبار غیبیہ پر مطلع کرے اس کی تائید لو کنت اعلم الغیب
لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء اس جگہ معنی بالذات و بالعرض ساقطہ والا یہی نہیں بن سکتا۔ کیونکہ معنی یہ ہوگا کہ میں
عالم الغیب بالذات نہیں بلکہ بالعرض ہوں اچھا اگر بالعرض ہو تو بھی موجب استکثار من الخیر اور عدم المس من السوء ہو جاتا ہے ولا اقول
لکم انی ملک یہ بھی جواب ہے سوال کا کہ کفار کہتے تھے یاکل مما تاکلون و یشرب مما تشربون (مومنون) و یمشی فی الاسواق
(فرقان) نصحی خیر خواہی۔ ام یقولون افتراہ اسے قلنا یا نوحؑ اور یا رسول اللہ صلعم۔ اگر کلام نوح علیہ السلام کیواسطے ہوگی یا نبی
علیہ السلام کے واسطے ووحینا یعنی تم پر وحی بھی آئے گا ویصنع الفلک اسے کان یصنع۔ شعر

یحذونہا و یبقون الخیر بعد ان ولو کثیرا ذا اشتہر

وفار التنور کیونکہ یہ نشانی تھی کہ روٹی پکانے والے تنور میں سے پانی نکل آئے گا۔ من کل زوجین اثنین یعنی نر و مادہ اس
جنس سے جو کہ ضروری ہوں الا من سبق علیہ القول اس جگہ نوحؑ کا ولد صراحۃً ذکر نہ کیا گیا کہ طبیعت ان کی تنگ نہ ہو۔
مجریہا و مرسہا یعنی بند ہونا اس کا فی معزل کنارہ پر تھا۔ الا من رحم مستثنی منقطع ہے ابلعی مائک نگل جا پانی اپنے کو
تھمی بند کرے پانی اپنے کو غیض الماء کم کردہ شد ونادی نوح ربہ یہ کلام یا تو وقت غرق ہونے ولد اپنے کے کہی
قرینہ وحال بینہما الموج فکان من المغرقین یا مرنے کے بعد بطور افسوس کے کہی تھی ونادی بمعنی عاجزی کے۔ تلک
من انباء الغیب یہ جملہ معترضہ ہے واسطے صداقت رسول کے عن قولک اسے بسبب قولک۔ فکیدونی جمیعا اسے
سب کچھ کرو میرا جو کچھ کر سکتے ہو ان ربی علی صراط مستقیم یعنی ان ربی بصراط مستقیم اور ان ربی یحکم علی صراط مستقیم
الا ھو اخذ بناصیتہا یعنی سب شئے اللہ کے قبضے میں ہے یعنی سب کا مالک ہی ہے تلک عاد یعنی یہ مواضع۔ قالوا سلاما
اے سلمنا سلاما علیک۔ قال سلام اے علیکم نکرہم اسے بیگانہ سمجھا انہوں کو اس نے انہ حمید مجید یعنی صفات جلالیہ
والا یعنی عذاب بھی دے سکتا ہے یہ مثل وھو الغفور الودود فعال لما یرید کے ہے لحلیم حوصلے والا اواہ رحم
کنندہ منیب انابت کرنے والا یا ابراہیم اعرض اسے قلنا سیئ بہم غمناک ہوا بسبب ان کے وضاق بہم ذرعا
تنگ ہوا از روئے سینہ کے بسبب ان کے اور ... ذرع کا موضوع لہ بسط الید کو کہتے ہیں اصراح؛ لیکن اس جگہ کنایہ ہے
سینہ ھؤلاء بناتی اسے نساء قومی جیسا کہ قوم کا بڑا شخص کہتا ہے عرف میں یہ میری لڑکیاں ہیں رکن شدید جیسا
محکم۔ الا امراتک استثناء ہے فاسر باھلک سے من سجیل پکے ہوئے منضود پے در پے مسومۃ عند ربک نشان دار
ہر ایک شخص کیواسطے ہوئے تھے بقیۃ اللہ خیر لکم یعنی سوداگری ہیں جو نفع کرے اصلوتک تامرک ان نترک ما یعبد

اٰبَآءُنَا اَوْاَنْ نَّفْعَلَ فِیْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۔ ان نفعل کا یا عطف ہے ما یعبد پر معنی یہ ہوگا آیا چھوڑیں ہم اس کو جو کرتے تھے مال میں زیادتی ونقصان یا عطف ہے ان نترک پر اور لا محذوف ہے اے ان لا نفعل فی اموالنا ما نشاء ۔ رزقا حسنا سے مراد نبوت ہے اَنْ اُخَالِفَكُمْ اے ما انہاکم اے حال کونی داعیا الی ما نہاکم ۔ حاصل یہ ہے کہ میری غرض مخالفت تمہاری کی نہیں ہے اور معنی یہ نہیں کہ میں تم کو منع کروں اور میں خود کر دوں ظہریا پھینکا ہوا بِرَشِیْدٍ اے سدید بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ جگہ و داخل ہونے کی جس میں دخول کیا جاتا ہے اُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ یعنی قیامت میں بھی لعنت ہوگی بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ مدد جس کے پیچھے دوسری مدد آئی ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى جملہ معترضہ صداقت رسول کے واسطے ہے فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الخ یہ کلام تمام قصص مذکورہ کے ساتھ لگتا ہے یعنی ہم نے مخالفین کو ہلاک کیا اور انکے معبودوں نے ان کو خلاصی نہ دی تائید اس کی مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ (یونس) وَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً (احقاف) غَيْرَ تَتْبِيْبٍ یعنی سوا خواری کے زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ یعنی گدھا کا پہلا آواز اور اخیری آواز مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ یعنی جو اللہ کی مرضی ہوگی وہ زیادہ بھی ہے گا ۔ جیسا کہ لفلان علی الف الا الفین اے سوا الفین کے بعض نے کہا ہے کہ یہ زمین اور آسمان اس وقت نہ ہونگے غَيْرَ مَجْذُوْذٍ اے غیر مقطوع فَاخْتُلِفَ یعنی عناد کی وجہ سے حق کو جان کر مخالف ہوتے ہیں مُرِيْبٍ بڑا شک وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ اس کی دو ترکیبیں ہیں ایک تو یہ کہ اسم ان کا کلا ہے اور لما کی شرط لیبعثن محذوف ہے اور لیوفینہم جزا ہے اور مجموعہ شرط وجزا خبر ہوگی ان کی معنی یہ ہوگا تحقیق ہر ایک کو اللہ تعالیٰ اٹھائے گا اٹھا کر پوری جزا دے گا اور دوسری ترکیب یہ ہے کہ کلا اسم ہوگا ۔ اور لیوفینہم ربک اعمالہم شرط ہوگی اور انہ بما تعملون خبیر جزاء ہوگی اور مجموعہ شرط وجزاء خبر ہوگی ان کی ۔ اگر کہا جاوے کہ شرط پر لام نہیں آتا جواب یہ کہ لام زائدہ ہوگا جیسا کہ یَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ الخ معنی یہ ہوگا کہ تحقیق ہر ایک کو کہ جس وقت ان کو جزا دے گا اس وقت خبردار ہوگا ان کے اعمال سے وَمَنْ تَابَ مَعَكَ معطوف ہے فاستقم کی ضمیر پر وَلَا تَرْكَنُوْٓا اے میلان نکرو زُلَفًا اے قطعا من اللیل ۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ سیئات سے مراد گناہ نہیں ہیں کہ تاویلیں نہ کرنی پڑیں ۔ بلکہ سختیاں ہیں ۔ اُولُوْا بَقِيَّةٍ صاحب عقل کے فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ متعلق ہے فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمْ کے مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ نعمت دیے گئے وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ اے لذالک الاختلاف او للابتلاء اور مقصود بالذات ابتلاء ہے ۔

نوٹ :۔ سورۃ کے ابتداء میں خلاصہ تفصیلا نکالا گیا ہے اور معانی مشکلہ تمام ذکر کئے گئے تاکہ ان سے تمام ربط وحاصل معلوم ہو جائے ۱۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ یوسف مکیۃ

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ ھود میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ دیکھو سب انبیاء عاجز ہیں اور وہ عالم الغیب نہیں ہیں اس میں ترقی کرکے ایک رسول کامل کا حال بتلایا گیا کہ دیکھو باوجود اولوالعزم ہونے کے بہت مدت تک یعنی ہم چالیس سال یا ۸۰ سال اپنے ولد کا حال معلوم نہ کر سکا اور کچھ بھی نہ کر سکا اس واسطے اس کو احسن القصص سے تعبیر کیا گیا یعنی اس میں ایک نبی کا حال بتلایا گیا اگرچہ حال انبیاء کا ۔ سورت ھود میں بھی بیان ہو چکا تھا کہ انبیاء عالم الغیب نہیں ہے ۔ پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ اس جگہ قصہ بیان کرنا محض مقصود قصہ نہیں ہے اسی طرح باقی جگہ جہاں قصہ بیان کیا جاتا ہے تمثیل یا ڈرانا مقصود ہوتا ہے ۔ شعر

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست ہم قصۂ غریب و حدیثے عجیب ہست

حاصل سورۃ پہلے یہ جاننا چاہئے کہ اس میں چار دعوے بیان کرتے مقصود ہیں دو عظیم اور دو صغیر ۔ دو عظیم دعوی ۔ وہ جو سورۃ ھود کے آخر میں وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ سے ذکر کئے گئے وہ یہ ہیں سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے ۱ اور اصل میں دعوے ثانی علت ہے پہلے کیواسطے کیونکہ جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو سب کچھ جاننے والا وہی ہوگا اور یہ دونوں دعوے سورۃ ھود میں برعکس ترتیب خود ذکر کئے گئے تھے اور اس میں ضمناً ثابت ہونگے اور اس سورت میں ان دونوں دعووں کو ثابت کرنا ہے اور اس سورت میں یہ دونو دعوے ابتدا میں ثابت کئے جائیں گے ۔ اور دو صغیرہ اس سورت کے آخر میں ذکر کئے گئے ہیں (۱) اول یعنی تیرا دعوی ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَیْبِ سے لے کر اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ تک ہے یعنی تو صادق رسول ہی کیونکہ ان اخبار کی تجھکو کیا خبر تھی ۔ اور انکو بتلا رہا ہے اور بالکل صادق خبریں ہیں مطابق واقعہ کے ہیں ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے آپ سے نہیں کہہ رہا بلکہ وحی من جانب اللہ سے کہہ رہا ہے اور چوتھا دعوی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنْ اَھْلِ الْقُرٰی حَتّٰٓی اِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ سے لے کر عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ تک ہے یعنی مصائب پہنچتے رہتے ہیں صبر کرنا چاہئے اسی طرح انبیاء سابقہ کے ساتھ بھی ہوتا رہا ہے اور وہ صبر کرتے رہے پس ان چار مدار کی علامتیں اسی طرح پر ہونگی ۔

بڑی | بڑی | چھوٹی | چھوٹی

علامت مدعی صغیر اول پہلے الٓرٰ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ سے لے کر وَاِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ تک تمہید بیان کیا گیا واسطے ذکر کرنے قصے کے اور اس تمہید میں تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ سے لے کر لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ تک ترغیب دلائی گئی کہ جو آگے مضمون آ رہا ہے معمولی بات نہیں ہے بلکہ دلیل نقلی ہے ۔ مدعا کے ثابت کرنے کے واسطے اور عجب بیان ہے پھر نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ سے لے کر وَاِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ تک صداقت رسول علیہ السلام کی جو کہ بیان کنندہ ہے بیان کی گئی ہے کہ یہ قصہ تو اپنے نفس سے نہیں کہتا ہے ۔ بلکہ بِمَآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ سے ہے اور پھر اس کی دلیل وَاِنْ کُنْتَ مِنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ سے بیان کی یعنی وجہ یہ ہے کہ تجھ کو ان اخبار کے پہلے خبر نہ تھی معلوم ہوا کہ وحی من جانب

اللہ ہے۔ اور پھر تمام قصہ بیان کیا گیا۔ اور پہلے قصہ بیان کرنے کے لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلسَّائِلِينَ
جملہ معترضہ سے آگاہی کی کہ اس قصے میں بہت سے آیات ہیں۔ اوّل تو یہ ہے کہ جس طرح یوسف کو بھائیوں نے نکالا پھر وہ
پر غالب ہو گیا اسی طرح تم بھی اے کفار مکہ رسول اللہ صلعم کو نکالو گے لیکن آخرکار وہ تم پر غالب آئے گا۔ یہ معنی شاہ عبدالقادر نے
کیا ہے یعنی یوسف کا حال سنکر اپنا حال اسی پر قیاس کریں کہ ہمارے ساتھ بھی ویسا ہو گا۔ علم غیب کا ثبوت اور صداقت رسول کا
ثبوت اس قصے سے یہی آیات ہیں لعل الحق لا یتجاوز عنہ۔ اور دوسرا اصلی دونوں مدعا کا ثبوت ہے اگر یعقوب علیہ السلام
نبی کامل اگر عالم الغیب ہوتے تو اپنے ولد کا حال بتمام سے جان لیتے۔ اور اوّلاً ان کے بھائیوں کے حوالے ذکر تے یا درمیان
میں یا آخر میں کچھ جان لیتے اتنی مدت نہ روتے رہتے۔ یا کہ یہ رونا محض دھوکہ تھا نعوذ باللہ۔ آجکل وہ اے مشرک افراد میں ان
بہکتے ہیں کہ انبیاء وصلحاء تمام کچھ جانتے ہیں بمحض عناد از قرآن شریف کا خلاف کر کے صدوا عن سبیل اللہ کے حکم میں داخل
ہیں۔ اور اللہ و رسول کے خلاف میں بیار اور شرم بھی نہیں آتی آیا انبیاء علیہم السلام ایسے باتیں کرتے ہیں جو کہ موجب خفی
ہوں۔ پس معلوم ہوا کہ عالم الغیب تو نہیں تھے اگر متصرف ہوتے تو اپنے ولد کو کوئیں سے نکال لیتے یا سوداگروں سے واپس
لیتے غرض یہ ہے کہ ہر ایک رکوع میں نفی علم الغیب اور نفی فی التصرف حضرت یعقوب کیواسطے نکل رہی ہے۔ اور اسی طرح
کے اوّل آخر اور درمیان اولاد کے سوال و جواب وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاد کا اعتقاد یہ تھا کہ ہمارا والد عالم الغیب نہیں
پس جب دونوں مدعا ثابت ہو گئے تو دونوں کا ثمرہ سورۃ ہود کے آخر میں فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ سے ذکر کیا گیا اور اس میں
ضمنا بتلایا گیا کہ دیکھو یوسف علیہ السلام قید خانے میں بھی اس کے ساتھ وعظ کرتا رہا کما قال الحکی۔ اِنِّي تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ
سے لے کر وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ تک ذکر کیا گیا جس کا حاصل یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرنی چاہیے اور اس کا
شریک نہ بنانا چاہیے۔ اور علتیں اسکی وہ دونوں مدعی تھے یعنی کیونکہ سب کچھ کرنیوالا اور سب کچھ جاننے والا وہی ہے۔ دوسرا کوئی
نہیں ہے۔ پس حاصل یہ ہوا قصے کا کہ دونوں مدعا کو تفصیل سے ثابت کیا گیا کہ دیکھو اس مسئلہ پر یوسف علیہ السلام زور دیتے
رہے اور وعظ نصیحت کرتے رہے اور پھر ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ سے تیسرا دعویٰ ذکر کیا گیا اور اس دعوی کی تمہید میں
نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ سے لے کر وَإِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ سے ذکر کیا گیا اور پھر وَكَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ سے لے کر الا وهم
مشرکون تک شکوہ کیا گیا کہ بہت سی آیات توحید یہ ہیں زمین اور آسمان میں جو انکو دیکھتے سنتے ہیں لیکن پھر بھی اعراض کرتے ہیں
أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سے لے کر وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ تک تخویف ہے۔ اور پھر هٰذِهِ سَبِيلِي سے لے کر وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ
تک توحید بیان کی گئی اور وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي سے لے کر انکے شبہے کا جواب دیا گیا وہ کہتے تھے کہ رسول
آدمی کیوں ہے۔ کہا گیا کہ اگلے جتنے رسول گذرے ہیں سب آدمی تھے اور یہی دعوی رابع ہے اور درمیان میں أَفَلَمْ يَسِيرُوا
فِي الْأَرْضِ سے لے کر أَفَلَا تَعْقِلُونَ تک تخویف بیان کر کے حَتّٰى إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ متعلق وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
کے کلام لائی گئی۔ حاصل یہ ہے کہ سختیاں آئیں گی صبر کرنا۔ اور مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرٰى سے اعادہ تمہید کا کیا گیا اور تیسرے دعوی

ذکر کو رسول سچا ہے اور باتیں بھی افترا کی ہوئی نہیں۔ سورت کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ پہلے ابتدا میں تو لیہ تمہید میں ترغیب ذکر کی گئی ہے اور تیسرے دعوی کے متعلق بیان کیا پھر قصے کے دو دعوے عظیم کو مکمل طور پر ثابت کر کے ثمرہ اس کا بیان کیا گیا کہ اسی کی عبادت کرو اور شریک نہ بناؤ اور قصے کے آخر میں تیسرا دعوی اور چوتھا دعوی ذکر کیا ہر ایک کے بعد تخویف دی گئی پھر آخر میں ... تولیہ تمہید کر کے تیسرے دعوے کا ذکر کیا گیا۔ حاصل یہ نکلا کہ ابتدا و انتہا سورت ایک ہی مضمون ہے اور تائید میں تیسرے دعوے کی اور درمیان میں دو دعوے عظیم کا ثبوت قصے میں اور ان کا ثمرہ بیان کیا گیا اور چوتھا دعوی آخر میں ذکر کیا گیا یہ تمام خلاصہ ہے۔ تحقیق لفظی تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ کتاب سے مراد یا تو تمام قرآن ہے اور یا سورۃ مراد ہے جیسا کہ صحفا مطہرۃ فیھا کتب قیمۃ (البینۃ پ) اور یہ قاعدہ کشریہ ہے قرآن کا اگر کتاب کی صفت المبین لائی جائے تو دلائل نقلیہ بیان کئے ہیں۔ اور اگر الحکیم لائی جاوے تو دلائل عقلیہ بیان ہوتے ہیں اور اس سورت میں بھی نقل ایک نبی کامل کی لائی گئی ہے لہذا لفظ کی صفت المبین لائی اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ (تحقیق اذ) نحو کا قانون ہے کہ اذ کے واسطے ایک جملہ مضاف الیہ ہوتا ہے۔ اب اس جگہ نزاع واقع ہوگیا کیونکہ مضاف الیہ اور متعلق اس کے معلوم نہیں ہوتے بعضوں نے کہا ہے کہ یہ اذ زائدہ ہے اور محتاج متعلق کا نہیں ہے جیسا کہ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا میں اور بعضوں نے کہا ہے کہ اسجگہ اذ مفعول فیہ قال یوسف کا ہے اور مضاف الیہ کوئی نہیں ہو سکتا یہ قانون نحو کے مخالف ہے کیونکہ اگر مضاف الیہ محذوف ہوتا تو تنوین یا بناء علی الضم یا تکرار مضاف کا ہوتا تھا معنی یہ ہوگا کہ کہا یوسف نے باپ کو ایک وقت اور بعضوں نے کہا ہے کہ اذکر متعلق محذوف ہے۔ لیکن اس پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اذ لازم الظرفیۃ ہے اور معنی ظرف والا تو بن نہیں سکتا ہے اور اگر مفعول بہ والا معنی کریں یعنی یاد کرو وقت کہنے یوسف کے باپ کو لیکن پھر بھی اعتراض ہوتا ہے کہ پہلے رسول اللہ صلعم کو اس قصے کی کیا خبر تھی لہذا اذکر کہنا صحیح نہ ہوا۔ اور تفسیر عباس والے نے کہا ہے کہ اذ بمعنی قد ہے اے قد قال یوسف لابیہ اس وقت معنی تو بے شک صحیح بنجاتا ہے۔ حضرت صاحب نے یہ فرمایا کہ اذ مضاف ہے قال یوسف لابیہ مضاف الیہ متعلق ہے قَالَ يٰبُنَيَّ لَا تَقْصُصْ کے یعنی جس وقت کہا یوسف نے باپ کو اس وقت کہا باپ نے اے بیٹے۔ لہذا اب اذکر نکالنے کی ضرورت نہ ہوئی اور معنی بھی صحیح ہوگیا جیسا کہ سورت مائدہ کے آخر میں کہا گیا اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ میں اذ متعلق ہے قال سبحانک مایکون کے ساتھ اور اسی طرح اس سورت میں اس کے بعد اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ متعلق ہے قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ (شاہ ولی اللہ صاحب) یعنی جس وقت کہا انہوں نے کہ یوسف اور بھائی اس کا بہت پیارا ہے طرف باپ کے تو کہا ایک کہنے والے نے کہ قتل نہ کرو۔ اور مولوی شمس الدین نے کہا ہے کہ متعلق ہے قَالَ اِنِّيْ لَيَحْزُنُنِيْٓ اَنْ تَذْهَبُوْا کے بلکہ ہر متعلق قالوا یا ابانا ما لک کے ہے قال انی لیحزننی ان تذھبوا۔ لہذا شاہ ولی اللہ صاحب کا قول اچھا ہے اور اس بار مولوی شمس الدین نے کہا لیکن باوجود اس کے پھر بھی لفظ اذکر محذوف کرنا پڑے گا معنی یہ ہوگا فکر کرو ہیبات میں جب یوسف نے اپنے باپ سے یوں کہا تو باپ نے یوں کہا اور محذوف اس لئے کرتے ہیں کہ یہاں مقصود قصہ بیان کرنا نہیں بلکہ تذکیر اور تصیحت ہے لیکن معنی اذکر کا یاد کرو نہ کرینگے تاکہ اعتراض نہ آئے کہ یاد کرو اس جگہ کہتے ہیں کہ مخاطب کو پہلے وہ قصہ معلوم ہو۔ بلکہ یہ معنی

کرینگے کہ مکر کرو۔ اور نصیحت پکڑو کہ جب یوسف نے اپنے باپ سے یوں کہا تو باپ نے لَا تَقْصُصْ الخ کہا اگر غیب دان ہوتا اور
اسے یہ معلوم ہوتا کہ آخرکار یوسف کے بھائیوں نے یہ معاملہ کرنا ہے تو یہ بات کیوں کہتا لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰی اِخْوَتِكَ علی کا
معنی بلند کا ہے یعنی بھائیوں کے آگے نہ بیان کرنا۔ كَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ یعنی جس طرح تم کو خواب دکھایا ہے اللہ تعالیٰ اسی طرح
کر دے گا۔ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ اے بعض تاویل الاحادیث بالوحی لَقَدْ كَانَ فِیْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖ اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ
جملہ مستر منہ ہے اس سے مراد یا تو یہود ہیں یا مکے والے بوجہ تبلانے یہود کے انکو اس وقت اٰيٰتٌ لِّلسَّآئِلِيْنَ کا حاصل یہ ہوگا کہ
یوسف الاقصہ تمہارے ساتھ ہوگا یعنی جس طرح یوسف کو بھائیوں نے نکالا تھا اور آخرکار وہ غالب ہوا اسی طرح اے سائلین
یعنی کفار مکہ تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالو گے آخر کار وہ تم پر غالب ہوگا۔ نقل ہے کہ قریش نے یہود سے کہا کہ تم بتاؤ
کہ ہم محمد صلعم سے پوچھیں بطور آزمائش کے۔ کہا کہ پوچھو کہ ابراہیم کا وطن تو شام ہے۔ اس کی اولاد بنی اسرائیل مصر میں کیونکر آئی کہ
موسیٰ کو فرعون سے قضیہ ہوا یہ سورت اتری فرمایا کہ پوچھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں یعنی قریش کو انہوں نے ایک بھائی کا
حسد کیا اور اطاعت نہ کی آخر اللہ تعالیٰ نے انکو اس کی طرف محتاج کیا اور یہود بھی حسد کر کے خراب ہوئے اور قریش نے بھائی کو
وطن سے نکالا وہیں اس کا عروج ہوا۔ یہ شاہ عبدالقادر صاحب کی تقریر ہے۔ لیکن یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ سورت پہلے ہو اور
آیات بعد میں ہوں یہ صحیح نہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ صداقت رسول اور ثبوت دو مدعٰی عظیم کے واسطے آیات ہیں کہ اس قصے پر
دلائل ہیں اس پر کہ غیب دان اور متصرف سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہے اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اس میں ادماج ہے کیونکہ
ظاہر معنی تو یہ ہے کہ جس وقت کہا انہوں نے کہ یوسف اور بھائی اس کا پیارا ہے طرف باپ کے تو ایک قائل نے کہا کہ قتل نہ کرو
تو اس سے معلوم ہو گیا کہ پہلے انہوں نے صلاح کی ہوگی کہ بعض نے کہا ہوگا کہ قتل کرو۔ یہ ادماج قرآن میں کثیر مواضع پر ہوتا رہتا
ہے يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ یعنی خاص تمہاری طرف توجہ ہو جائے گی۔ فِیْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ یعنی کنویں کے عمق میں يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ
السَّيَّارَةِ یعنی بعض مسافر لَا تَاْمَنَّا یعنی امین نہیں جانتا تو ہم کو یَرْتَعْ کھائیگا وَاَجْمَعُوْا یعنی صلاح کی انہوں نے فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ کا
جزا بہ حذف کے فعلوا ما فعلوا محذوف ہے اَوْحَيْنَا اِلَيْهِ اے الی یوسف ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ دوڑتے تھے ایک دوسرے کے آگے
وَجَآءُوْ عَلٰی قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ بدم میں با تعدیہ کی ہے اور کذب بمعنی مکذوب فیہ کے یا ذو کذب کے ہے وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ
عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ اے علی احتمال ما تصفون یعنی جو بات تم بیان کرتے ہو اس کا غم اور اندیشہ برداشت کرنے پر اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتا
ہوں وَارِدَهُمْ پانی لانے والا فَاَدْلٰی دَلْوَهٗ یعنی لٹکایا ڈول کو یٰبُشْرٰی اصل میں یا بشرٰی تھا لیکن لام کبھی گرا دیتے ہیں اور معنی اس کا
ہائے خوشی ہے۔ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً چھپا رکھا انہوں نے حال ہونے انکے کہ کرنیوالے تھے اسباب مِنَ الزَّاهِدِيْنَ اے
کیونکہ ان کو خوف تھا کہ مالک اس کا ہم سے لے نہ جائے وَشَرَوْهُ اے باعوہ بِثَمَنٍ دَرَاهِمَ یعنی تھوڑے كَذٰلِكَ مَكَّنَّا یعنی عزت
دی وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ اصل میں اردنا لنکرمہ ولنعلم من تاویل الاحادیث۔ ای تعبیر الرؤیا بالوحی وَعِلْمًا اے نبوت
الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَيْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ۔ حاصل معنی یہ ہے کہ مانگا اس نے نفس اس کا در انحال پھسلانے والے تھے غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ

بندکے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا قرآن سے کہ دروازوں کو تالا بھی لگایا گیا۔ قالت ھیت لک میں تجھ کو کہتی ہوں۔ قال معاذ
اللہ اے اعوذ باللہ معاذا۔ ولقد ھمت بہ وھم بھا لولا ان رای برھان ربہ پہلی جگہ لقد لایا گیا اور دوسری جگہ نہیں لایا گیا یعنی
یہ ہوگا کہ وہ تو نیت کر چکی تھی اور وہ بھی کر لیتا اگر عظمت اللہ کی نہ دیکھتا یعنی اللہ تعالیٰ نے انکو ربط القلب کر لیا جیسا کہ ربطنا علی قلوبہم
سے معلوم ہوتا ہے واستبقا الباب وقدت اے دوڑے دونوں اور پھاڑ لیا الا ان یسجن اے سوا ان یسجن شھد شاھد
لڑکا نہیں تھا بلکہ عاقل تھا۔ (خازن) کید یعنی حیلہ قد شغفھا حبا داخل ہو گیا غلام بسبب حب کے ضلال مبین اسے بے
عقلی ظاہر واعتدت لھن متکا تیار کیا اس نے انکے واسطے جائے تکیہ واتت کل واحدۃ منھن سکینا واسطے قطع کرنے میوے کے
اکبرنہ عظیم سمجھا انہوں نے الا ملک کریم یعنی عفت میں کہ باوجود جوان ہونے کے نہ خیال کیا طرف عورت کے اصب الیھن جزاء
ہے واسطے شرط محذوف کے ثم بدا لھم دل میں آیا انکے یہ بیان ہے فصرف عنہ کیدھن کا لیسجننہ حتی حین تاکہ لوگوں میں بدنامی
دور ہو جائے ترزقنہ اے فی النوم نبأتکما بتاویلہ اے بتعبیرہ۔ یہ یوسف کا معجزہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو بتلا دیا تھا۔
جیسا کہ ذلکما مما علمنی ربی سے معلوم ہوتا ہے۔ ذلک من فضل اللہ اے عدم الشرک منا من فضل اللہ علینا اسماء سمیتموھا
محض نام ہیں یا صاحب نام کے ہیں جو کہ تم نے اپنے نفس سے اختراع کئے ہوئے ہیں امر ان لا تعبدوا الا ایاہ یہ علیحدہ
فائدہ ہے اور لوگوں کو اسکے ساتھ امر کیا یوسف علیہ السلام نے ما انزل اللہ بھا من سلطان نہیں نازل کی اللہ نے واسطے
معبود ہونے انکے کوئی دلیل یعنی ان میں آثار متصرف ہونے کے نہیں ہیں ان الحکم الا للہ۔ یا صاحبی السجن اس جگہ سے جواب
خواب کا دیا گیا ہے۔ اور پہلا توحید کا وعظ انکو کیا یوسف نے قضی الامر کی بات ہے قال للذی ظن اے علم کیونکہ وحی تھی مجھا
دبلیاں وسبع سنبلات خضر واخر یابسات اس میں اشارہ کیا گیا کہ دانوں کو پہلے جمع کرو سنبلات میں سات سال تک
پھر وہ کام آئیں گے اس کے بعد سات سالوں میں۔ اضغاث احلام پراگندہ خیال یوسف ایھا الصدیق اس جگہ بھی اولج
ہے یعنی پھر اس کو انہوں نے بھیجا اور وہ گیا۔ اس نے کہا یوسف ایھا الصدیق لیکن تمام کو محذوف کر کے کہا القصہ یوسف
ایھا الصدیق سبع سنین دابا بطریق العادت۔ یغاث الناس وفیہ یعصرون یعنی سطر فرستادہ شود۔ ما خطبکن
کیا حال ہے ان کا کہ میں حق پر ہوں وہ کیا کہتی ہیں۔ اور انکی سعی کارگر ہوئی یا نہیں۔ اور ھل وجدتن میلا الی نفسکن محذوف
ہے حصحص الحق ظاہر ہو گیا حق ذالک لیعلم اے قال یوسف ذالک لیعلم العزیز۔ انی لم اخنہ بالغیب اے انی
لم اخن العزیز وان اللہ لا یھدی کید الخائنین یعنی خائنین کو دین میں کامیاب نہیں کرتا۔ وما ابرئ نفسی نہیں اچھا کہتا نفس
اپنے کو الا ما رحم ربی ما مصدریہ ہے مکین اچھے درجے والا ولاجر الاخرۃ خیر للذین امنوا وکانوا یتقون جہزھم
ہے جہزھم بجھازھم تیار بنا دیا ان کو اسباب ان کا۔ ھذہ بضاعتنا ردت الینا ونمیر اھلنا اور یعنی نمیر کا طعام سے
آئیں گے۔ کیل یسیر آسان لا تدخلوا من باب واحد تاکہ تم کو نظر نہ لگ جاوے۔ یہ ایک فقط ایک حیلہ تھا اس سے معلوم
ہوا کہ حیلہ واسطے دفع ضرر کے موافق شرع جائز ہے ما اغنی عنکم من اللہ من شیء یعنی میں کوئی دور نہیں کر سکتا کسی چیز کو

محض حیلہ کرتا ہوں مِنْ حَیْثُ اَمَرَھُمْ اَبُوْھُمْ یعنی اس طریقے کے ساتھ داخل ہوئے جس طرح باپ نے کہا تھا۔ اور لَمَّا دَخَلُوْا کی جزاء تع علیہم ما قضی اللہ محذوف ہے اور اس کا بیان ہے مَا کَانَ یُغْنِیْ عَنْھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ ۔ اِلَّا حَاجَةً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰھَا مستثنیٰ منقطع ہے الا بمعنی لکن ہے اور فعل اظہر محذوف ہے اور قضھا اس کی تفسیر ہے فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ یہ وجہ ہے یوسف علیہ السلام کے حیلہ کرنے کی۔ حاصل یہ کہ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ مراد ظلم بھائیوں کا ہے جیسا یوسف علیہ السلام کے ساتھ انہوں نے کیا تھا لہٰذا اس واسطے یوسف علیہ السلام نے ابھی اپنے بھائی کے واسطے ان سے حیلہ بہ جعل السقایة السقایة ایک پانے کا برتن تھا اور اس کے ساتھ کیل بھی کرتے تھے اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اے قافلے والے لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ تم کو معلوم ہے۔ کہ ہم مفسد نہیں ہیں۔ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ یعنی ہماری بادشاہی میں قانون اسی طرح ہے کِدْنَا لِیُوْسُفَ اشکل سکھائی یوسف کو اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ مستثنیٰ منقطع ہے اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا اے سوی من وجدنا۔ خَلَصُوْا نَجِیًّا بیعدہ بیٹھے در آنحال صلاح کرنے والے تھے حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْۤ اَبِیْۤ یعنی باپ کہہ بھیجے۔ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَیْبِ حٰفِظِیْنَ یعنی جو کچھ کہ ہم نے دیکھا ہے واقع کی خبر ہم کو نہیں خدا جانتا ہے یٰۤاَسَفٰى عَلٰى یُوْسُفَ اے افسوس۔ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ اے تفتؤ تذکر یوسف یعنی ہمیشہ یاد کرتا رہا یوسف کو حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اے بیکار قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّیْ ظاہر کرتا ہوں غم اپنا طرف اللہ کے فَتَحَسَّسُوْا تفتیش کرو مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ مہربانی اللہ سے بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ دفع کی ہوئی مشتق ہے ازجی یزجی از باب افعال یا زجیہ از باب تفعیل وَتَصَدَّقْ عَلَیْنَا یعنی اللہ واسطے دے دے قَالُوْۤا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ یُوْسُفُ یعنی کیا تو یوسف ہے اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ اے الہم بالوحی (خازن) لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ اے بے عقل نہ کہو اور لولا کی جزا تعلمون محذوف ہے لَفِیْ ضَلٰلِكَ الْقَدِیْمِ یعنی پہلی غلطی قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ اس زمانے والے مشرکوں نے کہا ہے عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ میں کہ فاعل مفیض بفیض عام ہو۔ اور مفعول ذی استعداد کامل ہو۔ اور ما بھی خود عام ہے لہٰذا کل غیب مراد ہونگے اور باقی جگہ نہ لیں گے کیونکہ باقی جگہ یہ شروط نہیں۔ اب اس جگہ فاعل بھی اللہ ہے او مفعول بھی یعقوب ذی استعداد ہے اور ما بھی عام ہے کیا عام مراد لیں گے حالانکہ پہلے اس کو اپنے بیٹے کی خبر بھی نہ تھی لیکن یہ مہر جباریت جس پر لگ جائے وہ کہہ سکتا ہے کہ یعقوب علیہ السلام والی استعداد رسول صلعم کی طرح نہیں ہے وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ پہلے یوسف استقبال کیواسطے شہر سے باہر گیا تھا اور یہ جملہ کہا تھا۔ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا سجدہ تعظیم پہلے جائز تھا اور سجدہ عبادت تو کسی دین میں جائز نہ تھا۔ فارق درمیان دونوں کے نیت انسان ہے کذا فی الفتاوی العزیزیہ اس کی تفصیل سورۃ فاتحہ میں کی گئی ہے بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ فساد ڈالا شیطان نے اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ لطیف کے بعد فعال محذوف ہے یعنی مہربان بھی ہے لیکن ساتھ ہی فعال بھی ہے۔ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ اے بالوحی۔ اِذْ اَجْمَعُوْۤا جس وقت مشورہ کیا تھا انہوں نے اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ مگر خواہ مخواہ شریک کرتے ہیں غَاشِیَةٌ سختی هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اے حال کونی علی بصیرۃ اور ادعوا الی اللہ بیان ہے ھذہ کا سبیلی کا وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ اے اقول حَتّٰۤى اِذَا اسْتَیْــٴَـسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ یہ متعلق ہے وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

الا رجالا نوحی الیہم کے ساتھ اور اس آیت کے معنی جاننے کے واسطے حدیث از بخاری نقل کیجاتی ہے عن عروۃ بن الزبیر انہ سال عائشہ عن قول اللہ تعالی حتی اذا استیاس الرسل وظنوا انہم قد کذبوا او کذبوا قالت بل کذبہم قومہم فقلت واللہ لقد استیقنوا ان قومہم قد کذبہم وما ہو بالظن فقالت یاعروہ اجل لقد استیقنوا بذالک فقلت لعلہا قد کذبوا فقالت معاذ اللہ لم تکن الرسل تظن ما لک بربہا قلت فما ہذہ الایۃ قالت ہم اتباع الرسل الذین امنوا بربہم وصدقوہم فطال علیہم البلاء واستاخر عنہم النصر حتی اذا استیاس الرسل ممن کذبہم من قومہم وظنوا ان اتباعہم کذبوہم جاءہم النصر عند ذالک مطلب حدیث شریف کا یہ ہے کہ عروہ ابن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا کہ لفظ کذبوا مشدد ہے جس کا معنی یہ ہے کہ امم نے رسول علیہ السلام کی تکذیب کی اور ان کو جھوٹا سمجھا یا کہ کذبوا مخففہ ہے جس کا معنی یہ ہے کہ رسل نے یہ ظن کیا کہ ہمارے آگے معاذ اللہ جھوٹ بولا گیا اور وحی نے ہمارے ساتھ جھوٹ کیا ہے تو حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ لفظ کذبوا مشدد ہے تو عروہ ابن زبیر نے سوال کیا کہ پھر وظنوا کہنے کا کیا معنی رسل کو تو یقین تھا کہ ہمارے اقوام نے ہماری تکذیب کی ہے تو حضرت عائشہؓ ابھی جواب ختم نہ کر چکی تھیں کہ عروہ نے درمیان میں کہدیا کہ پھر کذبوا مخففہ ہوگا تو عائشہ نے فرمایا معاذ اللہ رسل یہ ظن کہاں کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ اللہ تعالی نے جھوٹ کیا ہے تو پھر عروۃ ابن زبیر نے کہا پھر اس آیت کا کیا معنی تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ مکذبین سے مراد اتباع الرسل ہیں جو کہ پہلے ایمان لا چکے تھے اور تصدیق کر چکے تھے پھر ان پر مصائب و تکالیف بہت مدت تک رہیں اور نصرت الہی نے تاخیر کی یہاں تک کہ رسل کفار مکذبین کے ایمان لانے سے ناامید ہوگئے اور ان کو یہ ظن ہوا کہ مومن بھی ہمارے تکذیب کرینگے تب نصرت الہی آگئی یہاں سے معلوم ہوا کہ ظنوا ان اتباعھم کذبوھم بمعنی سیکذبونہم کے ہے کما ہو مصرح فی روایۃ اخری ۔ ہکذا ہو الاشکال فی ہذا الحدیث فتنبہ ۔ لیکن ہمارے قراۃ میں تو کذبوا مخففہ ہے وجہ یہ ہے جو کہ صاحب مدارک نے بیان فرمائی ہے وظنوا انہم قد کذبوا میں نائب فاعل رسل علیہم السلام نہیں ہیں بلکہ امم ہیں معنی یہ ہے کہ رسل مکذبین کے ایمان لانے سے ناامید ہوئے اور امم نے یہ ظن کیا کہ ہم کو رسل علیہم السلام نے جھوٹ بتایا لقد کان فی قصصہم کان میں معنی نفی والا نہیں ہے یعنی فی الحال ہے عبرۃ ما کان حدیثا یفتری اسم کان کا قرآن ہو تفصیل کل شیءٍ اسے ضروری فی الدین ۔ ابن سعودؓ ان میں سے کوئی امر صراحتہ مذکور ہونگے اور کوئی بحوالہ لسان الرسول علیہ السلام کے کما قال تعالی ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا خلاصہ یہ ہے کیا کذبوا ہوگا یا کذبوا اگر کذبوا ہو تو وظنوا انہم قد کذبوا میں مراد رسول ہونگے اور کذب اتباع رسل ہونگے ۔ اور کذبوا بمعنی سیکذبون کے ہوگا اور اگر کذبوا ہو تو ظنوا سے مراد اتباع رسل ہونگے ۔ اور انہم قد کذبوا سے رسول ہونگے اور معنی کذبوا کا اپنا ہوگا ۔ یعنی اتباع رسل نے رسولوں کے حق میں گمان کیا کہ رسولوں نے ہمارے ساتھ وعدہ نصرت کا جھوٹا کیا تھا ۔

پہلی جگہ سورت کا مختصر خلاصہ اچھی طرح نہ لکھا گیا تھا ۔ اس جگہ ثانیاً خلاصہ و تتمہ لکھتے ہیں ۔

ابتدار سورت میں تو طلیہ تمہید ذکر کیا گیا ہے اور تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ سے لے کر تَعْقِلُوْنَ تک تو محض ترغیب دلائی گئی ہے
پھر نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ سے لے کر لَمِنَ الْغٰفِلِیْنَ تک تمہید میں داخل ہے ۔ اور یہ سورت کا ابتدار تھا اور آخر
میں بھی مَا كَانَ حَدِیْثًا یُّفْتَرٰى سے لیکر لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ تک اس کے متعلق ہے اور اسی کا اعادہ ہے پس ابتدار اور انتہار دونوں
کا ایک ہوا اور دونوں تیسرے دعوے کے بیان میں ہیں یعنی تو صادق رسول ہے پس تیسرے دعوے کا بیان اور ثمرہ تین دفعہ کیا
گیا پھر اس کے بعد قصے کے ابتدار میں جملہ معترضہ لَقَدْ كَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖۤ اٰیٰتٌ لِّلسَّآىٕلِیْنَ لایا گیا۔ اور اس کے دو معنی بیان کیے
شاہ عبدالقادر والا لیکن وہ اس جگہ مناسب نہیں ہے بلکہ مراد ثبوت دونوں مدعا عظیم اور صداقت رسول کا ہے ۔ اور انتہار
سورت میں بھی اسی کا اعادہ کیا گیا لَقَدْ كَانَ فِیْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ سے ۔ اور حاصل یہ ہے کہ اس میں بہت نشانیاں
اور آیات ہیں جو کہ پہلے بیان کی گئی ہیں لَقَدْ كَانَ فِیْ یُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖۤ اٰیٰتٌ لِّلسَّآىٕلِیْنَ سے ۔ اس میں شاہ عبدالقادر صاحب نے
یہ لکھا ہے کہ آیات سے مراد یہ ہے کہ جس طرح یوسف کو بھائیوں نے نکالا ہے اور آخر اس کے محتاج ہوئے اسی طرح تجھ کو
بھی نکالیں گے اور آخر حضور کے محتاج ہونگے ۔ لیکن اس پر یہ لازم آتا ہے کہ اب آیات نہ ہوں بلکہ سورت کے نازل ہونے کے
بعد ہوں ۔ لہٰذا حق بات یہ ہے کہ آیات سے مراد دو تو عظیم مدعا کا ثبوت ہے اور صداقت رسول اللہ صلعم کی بھی ہے ۔ اور یہ دو
امر اس قصے میں واقعی ثابت ہوتے ہیں جیسا کہ تقریر پہلے بھی ذکر کی گئی ۔ اور پھر قصے میں دو امر ذکر کئے گئے ایک تو دونوں مدعا
عظیم کا ثبوت مکمل ۔ اور پھر دونوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا کہ دیکھو یوسف علیہ السلام نے بھی اس ثمرہ کے ساتھ وعظ اور نصیحت کی یعنی
شرک نہ کرو ۔ اور ایک اللہ کی عبادت کرو ۔ اور پھر آخر قصے میں تیسرا اور جو تھا دعویٰ بیان کیا گیا اور ہر ایک کے ساتھ تخویف بھی
کی گئی اور تیسرے کے ساتھ شکوہ بھی بیان کیا گیا اور توحید بھی بیان کی گئی ۔ تمام سورت کا حاصل یہ ہے ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورۃ رعد مکیۃ

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورت یوسف میں تو دلیل نقلی بیان کی گئی ہے کہ کرنے والا وہی ہے اور سب کچھ
جاننے والا بھی وہی ہے ۔ اس سورت میں کہا گیا کہ جب دلیل سے مدعا ثابت ہو گیا تو معلوم ہوا کہ بات تو ظاہر ہے لیکن ملتے
نہیں یہ حاصل ترقی ہے اس سورت کا ۔ اور ابتدار میں وَالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ سے
ذکر کیا گیا ہے اور اس سورت کے بعد سورۃ ابراہیم میں ترقی کر کے یہ بیان ہو گا کہ ان کو وقائع دنیوی اور اخروی بتلا اور ظلمت
سے نور کی طرف نکال ۔ اور سورت حجر میں ترقی کر کے کہ آخر پھر پچھتاؤ گے اور افسوس کرو گے پھر سورت نحل میں ترقی کر کے کہا کہ
آ گیا ہے عذاب یعنی قحط اللہ کی طرف سے (حاصل سورت کا یہ ہے پہلے ابتدار تلک آیات الکتاب سے تمہید ہے یعنی ذکر کر کے
سنا یہ آیات کتاب عظیم کی ہیں ۔ اور پھر وَالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ سے ذکر کیا

ہے اور اس سورت کے بعد سورت ابراہیم میں ترقی کرکے یہ بیان ہوگا کہ ان کو وقائع دنیوی اور اخروی بتلا اور ظلمت سے نور کی طرف نکال۔ اور سورت حجر میں ترقی کرکے کہ آؤ پھر پچتاؤگے اور افسوس کروگے پھر سورت نحل میں ترقی کرکے کہا کہ اب آگیا ہے۔ عذاب یعنی قحط اللہ کی طرف سے (حاصل سورت کا یہ ہے) پہلے ابتدا تلک آیات الکتاب سے تمہید ہے یعنی فکر کرکے سنا یہ آیات کتاب عظیم کی ہیں۔ اور پھر وَالَّذِیْ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ سے اصلی حاصل بتلایا گیا یعنی جبکہ سورۃ یوسف میں دلیل نقلی بھی بیان ہوگئی دونوں اصلی دعووں پر تو معلوم ہوا کہ بات تو ظاہر ہے لیکن یہ مانتے نہیں پس جب مسئلہ بدیہی ہو گیا۔ تو تنبیہات اس سورت میں بیان کی گئی۔ واسطے دعوی اصلی کے اور کوئی تنبیہات واسطے اس کے ہونگی کہ سب کچھ کرنیوالا وہی ہے۔ اور کوئی تنبیہات اسواسطے کہ سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے اور یہی دو دعوے ہیں پہلا دعوی علت ہے دوسری کیواسطے کیونکہ جب سب کچھ کرنے والا وہی ہو تو سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہوگا۔ جب پہلا دعوی علت تھا اور دوسرا معلول تھا تنبیہات بھی پہلے پہلے علت کی بیان ہونگی اور پھر معلول کی۔ سات آیات توحید عقلیہ اس سورت میں بیان کی جاتی ہیں (۱) تنبیہ اول کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا سے کر اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ تک ہے کل دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ آسمان و ما فیہا اور زمین و ما فیہا کو اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے۔ پہلے اعلی طرف کا حال بتلایا گیا پھر نیچے کا حال بتلایا اور درمیان حصر ہے۔ اور بعد تنبیہ بیان کرنے کے پہلے جزو دعا پر وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ سے کر اِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ تک شکوہ کیا گیا یعنی تعجب کہ ان پر کہ بات بھی بدیہی ہو اور پھر اس پر تنبیہات بھی بیان ہوں پھر بعد اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ ءَاِذَا کُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ پھر شکوہ کرکے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے کر هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی ہے اور بعد اس کے دوسرا شکوہ کیا وَیَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالسَّیِّئَةِ سے لیکر مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ تک کہ تعجب ہے ان پر کہ اتنے بیانات سن کر حسنہ کی بجائے سیئہ مانگتے ہیں۔ پھر شکوہ کرکے وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ سے کر شَدِیْدُ الْعِقَابِ تک تخویف ہے یعنی صاحب مغفرۃ کا بھی ہے لیکن عذاب دینے کا طریقہ بھی جانتا ہے۔ پھر تیسرا شکوہ وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ سے بیان کیا گیا کہ باوجود ظاہر ہونے کے معجزہ طلب کرتے ہیں جواب اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ سے دیا گیا کہ میں بشیر اور نذیر ہوں۔ یہ بھی ایک تخویف ہے۔ اس جگہ تک تو پہلے جزو دعوے کے واسطے تنبیہ اور شکوے اور تخویفات بیان کی گئیں اب اس کے بعد دوسری جزو دعوی کیواسطے (یعنی سب کچھ جاننے والا وہی ہے) اس کے واسطے تنبیہ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی سے کر وَسَارِبٌ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ تک ہے۔ اور تنبیہ میں حصر ہے۔ حاصل یہ ہے کہ عالم لکل شئی وہی ہے۔ اور پھر تنبیہ بیان کرنے کے بعد۔ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ سے کر وَهُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ تک تخویف ہے۔ اور سب تخویفات کا خلاصہ شَدِیْدُ الْمِحَالِ سے کیا گیا ہے۔ اور پھر جب دونوں دعووں کیواسطے تنبیہات بیان ہوگئیں تو ثمرہ بیان کیا گیا لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ سے کر وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ تک یعنی جب سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا وہی ہوا تو پکارنے کے لائق بھی وہی ہوگا۔ دوسرے کا پکارنا بلا فائدہ اس طرح ہے جس طرح ایک احمق کہے یا پہاڑ یا دریا مدد کر۔ اس جگہ تک دونوں دعووں کیواسطے تنبیہات اور بعد انکے ثمرہ دونوں کا

بیان کیا گیا۔ پھر اس کے بعد تنبیہات بھی دونوں مدعاؤں کیواسطے آئیں گی لیکن پہلے دعوی اول کیواسطے بیان ہونگی (۳) وَلِلّٰہِ
یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ سے لے کر وَالْاٰصَالِ تک پہلے دعوے کیواسطے تنبیہ بیان کی کہ سب من فی السموٰت والارض اللہ
کے حکم کے تابع ہیں۔ تو سب کچھ کرنے والا وہی ہوا۔ (۴) قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے بھی تنبیہ بیان کی لیکن اقوی ہے پہلے
سے کیونکہ یہ سب علی سبیل الاعتراف من الخصم کے ہیں۔ کما قیل اصح الشہادات ما یشہد بہ الاعداء۔ کیونکہ اللہ کو مانتے تھے کہ پیدا کرنے
والا تو وہی ہے۔ جیسا کہ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ سے معلوم ہوتا ہے (انعام) اور قل اللہ سے جواب
دیا گیا قل من رب السمٰوٰت والارض اور اس جگہ ہمزہ استفہام تقریری محذوف ہوتا ہے۔ اے قل اللہ یعنی اللہ ہے نہ دوسرا
پھر قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ سے لے کر وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ تک ثمرہ ہے یعنی الزام ہے بعد تنبیہات کے بیان کیا گیا یعنی متصرف
اللہ ہوا تو تم پر افسوس ہے کہ تم نے غیر کو اولیا یعنی متصرف بنا لیا ہے حالانکہ وہ کسی چیز کے مالک نہیں وہ متصرف کس طرح بن
سکتے ہیں۔ تم کو کس چیز سے اشتباہ پڑ گیا ہے پھر اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ سے لے کر کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ تک تنبیہ بیان
کی گئی ہے۔ اور درمیان میں مثال واسطے معبود حق کے اور باطل کے بیان کی کہ معبود باطل مثل زبد کے فنا ہو جائیں گے۔ اور
معبود حق باقی رہے گا۔ اور لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰی سے بشارت بیان ہوئی اور وَالَّذِیْنَ لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهٗ سے لے کر
وَبِئْسَ الْمِهَادُ تک تخویف واسطے کفار کے اور جب دونوں کے واسطے بشارت اور تخویف بیان ہو گئی تو پھر اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَا
اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ کَمَنْ هُوَ اَعْمٰی اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ سے مقابلہ کیا گیا کہ آیا ایسے دو شخص برابر بھی ہو سکتے
ہیں عاقل تو جان سکتا ہے کہ یہ دو یکساں نہیں ہیں اور اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ سے لے کر فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ تک ماننے والوں کے واسطے
بشارت بیان کی گئی۔ اور نہ ماننے والوں کے واسطے وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰہِ سے وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ تک تخویف بیان کی
گئی۔ (۶) پھر اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ سے تنبیہ پہلے مدعا کیواسطے لائی گئی۔ جاننا چاہئے کہ قرآن کا یہ طریقہ ہے کہ
دعوٰی کو بیان کر کے اس کے واسطے دلائل اور تخویفات اور بشارتیں ذکر کیجاتی ہیں۔ اور پھر اعادہ اسی دعوی کا مع الدلائل و
تخویفات کے کیا جاتا ہے۔ اور لوگ معلوم کرتے ہیں کہ یہ بے ربطی کلام ہے۔ حاصل یہ ہے کہ رزق کی فراخی اور تنگی کرنے والا
وہی ہے۔ تو سب کچھ کرنے والا وہی ہوگا تنبیہ بیان کر کے اس کے متعلق وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا سے لے کر اِلَّا مَتَاعٌ تک
زجر کی گئی ہے یعنی باوجود اسباب کے کہ فراخی اور تنگی رزق اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے تو پھر رزق اور حیات دنیا پر فرحہ ہوئے ہیں
حالانکہ وہ چیز کیا ہے محض نفع گزشتنی ہے جیسا کہ کہا گیا یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ (۱۱)
یہ تین امور بیان کی گئی ہیں واسطے رد کرنے شبہ رزق کے۔ ایک تو یہ کہ قلیل ہے اور دوسرا دنیا میں بھی عذاب دیتا ہے اور تیسرا آخرت
میں بھی عذاب دیگا۔ اس جگہ پہلے علت بیان کی گئی وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ تک شکوہ کیا گیا
باوجود ظاہر ہونے کے اور اتنے بیانات کے پھر بھی معجزہ طلب کرتے ہیں۔ پھر جواب انکے قول کا قُلْ اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ
سے لے کر وَحُسْنُ مَاٰبٍ تک دیا گیا حاصل یہ ہے کہ تم ضدی ہو اور اللہ تعالیٰ ضدی کو ہدایت نہیں کرتا۔ کما قال تعالیٰ وما

یضل بہ الا الفاسقین بلکہ انابت کرنے والوں کو ہدایت کرتا ہے اور ان کی بشارت بیان کی گئی ۔ کذالک ارسلناک فی امۃ
قد خلت سے لے کر بل اللہ الامر جمیعا تک متعلق ہے یقول الذین کفروا لولا انزل علیہ ایۃ من ربہ الا کیساتھ یعنی کافر تو
معجزہ طلب کرتے ہیں واسطے ایمان لانے کے ۔ اور تیرے واسطے یہ ہے کہ تو اپنے کام تبلیغ والے کو نہ چھوڑ اور یہ لوگ ہمیشہ کفر کرکے
معجزہ دکھلانے پروار و مدار نہیں ۔ کیونکہ اگرچہ ان کو معجزہ دکھایا جاوے کہ قرآن کی تاثیر کے ساتھ پہاڑوں کو چلایا جاوے
پھر بھی ایمان نہ لاوینگے ۔ کیونکہ ایمان لانا اور نہ لانا اللہ کے قبضے میں ہے معجزات سے کچھ نہیں بنتا اور کذالک واسطے تشبیہ کے
نہیں ہے ۔ بلکہ مثل کذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا کی ہے یعنی اشارہ الی الواقع ہے نہ طرف کلام سابق کے افلم یایئس
الذین امنوا ان لو یشاء اللہ لھدی الناس جمیعا متعلق بل اللہ الامر جمیعا کے ہے ۔ یعنی ایمان دینا نہ دینا اللہ کے قبضہ میں
ہے ۔ اگر اللہ تعالی سب کو ہدایت کرے کرسکتا ہے ۔ لیکن محل دیکھتا ہے ورنہ مہر لگا دیتا ہے ۔ ولا یزال الذین کفروا سے کر
ان اللہ لا یخلف المیعاد تک تخویف ہے کہ یہ تو اب نہیں مانتے ۔ اچھا اب بھی کچھ نہ کچھ مصائب تو آئیں گے ان کے اعمال کی وجہ سے
لیکن آخر وعدہ اللہ کا موت یا عذاب آئیگا اور پھر ولقد استہزئ سے لے کر فکیف کان عقاب تک تسلی ہے نبی علیہ السلام کو
مع التخویف للکفار بیان کی گئی یعنی اسی طرح پہلے رسولوں کے ساتھ بھی کرتے تھے ہم نے ان کو عذاب دیا تھا لیکن سے
لے کر اس جگہ تک تو تنبیہات اور تخویفات اور بشارات وغیرہ پہلے دعوے کیواسطے تھیں ۔ اب اس جگہ سے دوسرے دعوے کے
واسطے تنبیہات آئینگے (۷) پہلے افمن ھو قائم علی کل نفس بما کسبت سے تنبیہ دوسرے دعوے کے واسطے لائی گئی یعنی
حق تعالی ہر ایک شخص کو بمع اس کے اعمال کے دیکھ رہا ہے اور جان رہا ہے اور سوی حق تعالی کے اور ایسا کوئی نہیں یہی مطلب
ہے اولم یکف بربک انہ علی کل شیئ شہید کا احم فصلت ا پھر اس کے متعلق جعلوا اللہ شرکاء سے لے کر بظاہر من القول
تک بیان کیا کہ ہر ایک کو دیکھ رہا ہے ۔ اور انہوں نے اسکے شریک بنا رکھے ہیں ۔ حالانکہ ان میں یہ صفت عالم لکل شیئ والی موجود نہیں
ہے اور بھی ان میں کوئی کمال نہیں ہے بل زین للذین کفروا سے لے کر وما لہم من اللہ من واق تک متعلق جعلوا اللہ شرکاء
کے ساتھ ترقی کی گئی ہے کہ انہوں نے شریک بنا لئے ہیں ۔ یہ نہیں بلکہ مہر جباریت کی انکو مار دی گئی ہے ۔ شعر

این نہ جبر و معنی جباریست   معنی جباریت رازاریست

مثل الجنۃ سے لے کر تلک عقبی الذین اتقوا تک بشارت اور عقبی الکافرین النار سے تخویف ہے بس اس جگہ تک تنبیہات
دونوں مدعی کے واسطے پوری ہوگئیں لیکن یہ قاعدہ ہے قرآن شریف کا کہ ادلہ ثلثہ یعنی عقل اور نقل اور وحی لائی جاتی ہے ۔ اس
جگہ تک تو تنبیہات عقلی آگئی ہیں ۔ اب والذین اتینھم الکتاب سے من ینکر بعضہ تک دلیل نقلی دی گئی دونوں مدعی اور
ثمرہ پر یعنی امم سابقہ اور انبیاء سابقہ کی طرف بھی دونوں مدعا مع ثمرہ نازل کئے گئے تھے ۔ اور وہ ان کے ساتھ راضی تھے اگرچہ
بعض عنادی منکر بھی تھے ۔ اور قل انما امرت سے لیکر متاب تک دلیل وحی بیان کی گئی ہے وکذالک انزلناہ حکما عربیا سے لیکر
ولا واق تک متعلق ہے ماقبل کے ساتھ یعنی ادلہ ثلثہ کے ساتھ حاصل یہ ہے کہ ادلہ ثلثہ بیان ہوگئیں اور حکم بھی واضح البیان نازل کر

دیا ہے پس لے نبی علیہ السلام آپ معجزات نہ کر جس طرح یہ کرتے ہیں۔کیونکہ آیات تو اللہ کے نزدیک ہیں کما قال قل انما الآیات عند اللہ اور کذٰلک بھی واسطے تشبیہ کے نہیں ہے بلکہ مثل کذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطا الخ کے ہے معنی یہ ہوگا کہ کلام بھی ایسے چاہئے جیسی کہ نازل کی ہے۔اس جگہ تک ادلۂ ثلثہ کا بیان پورا ہو گیا اور بحث ختم ہوگئی۔اب کفار کے شبہات جو ہر ایک دوسرے پر مرتب ہیں مثلا دوسرا پہلے پر اور تیسرا دوسرے پر اور چوتھا تیسرے پر دور کئے جاتے ہیں (۱) یہ کہ اس نبی کی اہل و اولاد ہے و یاکل مما تاکلون کہتے تھے۔لہذا یہ نبی نہیں ہے اس کا جواب دیا گیا ولقد ارسلنا سے لے کر ازواجا و ذریۃ تک (۲) یہ کہ ہمارے ایمان کے واسطے کوئی معجزہ لے آ۔تو وما کان لرسول ان یاتی بایۃ الا باذن اللہ سے جواب دیا گیا (۳) شبہ یہ کہ جب ہم نہیں مانتے تو عذاب کیوں نہیں آتا تو لکل اجل کتاب سے جواب دیا گیا (۴) شبہ یہ اگر عذاب نے آنا ہے تو ضرور آئے گا ہم مان لیں یا نہ۔پھر ماننے کا کیا فائدہ تو جواب دیا گیا یمحو اللہ ما یشاء ویثبت سے لے کر وعندہ ام الکتاب تک اگر مذہب معتزلہ کا اختیار کریں تو یہ مطلب ہوگا کہ پہلے عذاب لکھا ہوا تھا لیکن انہوں نے جب ایمان لایا تو اس عذاب کو محو کردے گا۔اور اگر اب مذہب اہل سنت کا اختیار کریں تو مراد محو و اثبات سے دفتر ملائکہ کا ہوگا کیونکہ اصل کتاب میں تو بطور شرط لکھا ہوا ہوگا کہ اگر انہوں نے ایمان نہ لایا تو عذاب آئے گا۔ہاں اگر ایمان لائے تو عذاب نہ آئے گا جیسا کہ ویؤخرکم الی اجل مسمی اے ان لم تومنوا (جلالین) شبہات کو دور کر کے انکے متعلق اما نرینک بعض الذی نعدھم سے لے کر فانما علیک البلاغ وعلینا الحساب نبی علیہ السلام کو کہا گیا کہ اگر ان کا عذاب تجھکو دکھایا جائے یا نہ تو اپنا کام تبلیغ ڈالا کرتا جا۔اگرچہ وہ شبہات بھی کرتے رہیں۔عذاب دے دیں گے۔اور پھر اولم یروا انا ناتی الارض سے لیکر لمن عقبی الدار تک متعلق اما نرینک بعض الذی نعدھم کے لایا گیا بطور تخویف کے یعنی یہ کفار نہیں دیکھتے کہ ہم کفر کو اطراف مکہ سے ناقص کرتے ہیں اور اسلام یا نئہ ترقی پر گامزن ہے۔اسی طرح عذاب بھی لے آئیں گے معنی اس کا یہ نہیں کہ فتح کرتے چلے آتے ہیں۔کیونکہ سورت مکی ہے اور مکے میں کوئی جنگ نہیں ہوئی ویقول الذین کفروا لست مرسلا سے ان کا شکوہ کر کے قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ ام الکتاب سے جواب دیا گیا کہ خود اللہ و قرآن شاہد ہے اس بات پر کہ تو رسول صادق ہے اور یہ کلام من جانب اللہ ہے جیسا کہ کہا گیا لکن اللہ یشہد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ (خلاصہ اور حاصل یہ ہے) کہ جب سورت ہود میں دلائل عقلیہ اور سورت یوسف میں دلیل نقلی بیان کی گئی ہر دو مدار پر اب اس سورت میں کہا گیا والذی انزل الیک من ربک الحق ولکن اکثر الناس لا یؤمنون یعنی بات تو ظاہر ہے ولکن مانتے نہیں۔پھر دو دفعہ دونوں مدار کے واسطے تنبیہات لائی گئیں (۱) پہلی دفعہ اللہ الذی رفع السموٰت سے لے کر وما دعاء الکافرین الا فی ضلال تک دونو مدار کیواسطے تنبیہات لائی گئیں اور دونوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا۔پہلے مدار یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے اسکے واسطے تنبیہ لا کر تین شکوے اور تخویفات ذکر کی گئیں اور پھر یعلم ما تحمل کل انثی سے دوسرے مدار کیواسطے تنبیہ ذکر کر کے پھر تخویف لہ دعوۃ الحق سے دونوں کا ثمرہ ذکر کیا گیا پھر دوسری دفعہ پہلے دعوے کیواسطے افمن ھو قائم تک لایا گیا اور درمیان میں تنبیہات اور تخویفات اور بشارتین وغیرہ ذکر

کی گئیں اور اَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ سے دوسرے مدعا کیواسطے تنبیہ لائے گئے یہ سب تنبیہات عقلیہ کا بیان تھا۔ اور وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَقُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ سے دلیل نقلی و وحی ذکر کی گئی پھر یہ بحث اول سے تمام ہوگئی پھر آخر میں کفار کے شبہات دور کئے گئے (تحقیق لفظی) رَوَاسِيَ پہاڑ ثابت زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ۔ اثنین بدل ہے زوجین سے یہ ادنی درجہ ہے کیونکہ دو قسم ہونا ادنی مرتبہ ہر چیز کا کمتا تھا اور بعض اکثر دو قسم سے ہوتے ہیں قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ اے متصل صِنْوَانٌ ایک اصل سے بہت شاخیں ہوں اس کو صنو کہتے ہیں اور بہت صنو کو صنوان کہتے ہیں اور اگر بہت شاخیں نہ ہوں تو اس کو غیر صنو کہتے ہیں وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ ے تک المذکورات نفضل بعضها علی بعض فعجب اے ذو عجب يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ اے حال کونهم جا علیها قبل الحسنة یعنی سیئہ ہی کو مانگتے ہیں۔ اور حسنہ کو تو مانگتے بھی نہیں۔ یہ معنی نہیں کہ دونوں کو مانگتے ہیں لیکن سیئہ کو پہلے مانگتے ہیں جیسا کہ پہلے ظاہر معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ حسنہ کو مانگتے ہی نہ تھے جیسا کہ باقی آیات سے معلوم ہوتا ہے الْمَثُلٰتُ کئی عذاب۔ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ یعنی عذاب دینے کا طریقہ بھی آتا ہے وَتَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ تغیض و تزداد لازمی اور متعدی دونوں آتے ہیں اگر لازمی بنائیں تو ما مصدریہ ہوگا اگر متعدی بنائیں تو ما موصولہ ہوگا بر تقدیر اول معنی یہ ہوگا کم ہونا اور زیادہ ہونا ارحام کا۔ اور بر تقدیر ثانی کم کرنا اور زیادہ کرنا ارحام کا کُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ یعنی ساتھ مقدار کے ہے سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ یکساں ہیں تم میں سے یہ دونوں شخص۔ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ۔ تاکید ہے یعنی ایک رات ہو اور دوسرا پوشیدہ ہو کر چلے سَارِبٌ بِالنَّهَارِ چلنے والا دن میں لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ یعنی واسطے اس کے یا واسطے انسان کے لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ ما سے مراد حالت ہے اور لقوم صفت ہے مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ جو کہ منع کرے عذاب سے يُنْشِئُ السَّحَابَ اے پیدا کرتا ہے بادلوں کو الرعد آواز۔ الصَّوَاعِقَ آواز سخت وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ یہ احمق جھگڑا کرتے ہیں اس کی بات میں لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ بلانا ایسا جو کہ حق ہو اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ الخ یعنی مثل قول ایسے شخص کے جو کہ پانی کو کہے آ پانی آ پانی یہ معنی بخاری نے کہا ہے اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ بے فائدگی یا گمراہی يَسْجُدُ یعنی منقاد ہیں مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی مارنا اور زندہ کرنا اس کے قبضے میں ہے اور ظلال بھی منقاد ہیں یعنی تابع حکم الٰہی کے ہیں اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ اچھا شرکاء بنالئے ہیں انہوں نے فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ پس سبب اشتباہ کا ہوا خلق کی ان پر۔ مِمَّا يُوْقِدُوْنَ خبر مقدم اور زبد مثلہ مبتدا موخر ہے اور مراد مما یوقدون علیہ میں ضمیر علیہ کا راجع ہے ما کی طرف اور معنی تلقون الوقود کا علیہ ہے۔ اور مراد زیورات ہیں فَيَذْهَبُ جُفَآءً جفاء حال ہے معنی بیکار اور ضعف ہے يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ بمعنی الحق والباطل اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ مراد عذاب جو کہ غم میں ڈالنے والا ہو اَلَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ صفت ہے اولو الالباب کی اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اے بوصلہ اَنْ يُّوْصَلَ بدل اشتمال ہے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ اے یقولون سلام علیکم مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اے بالنسبۃ الی الاخرۃ اِلَّا مَتَاعٌ مصدر ہے بمعنی نفع گرفتن یعنی قلیل۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ بیان ہے مَنْ اَنَابَ کا وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ لَو یا تو وصلیہ ہے اور متعلق ہے هُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ کے ساتھ اور درمیان میں قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا جملہ معترضہ ہوگا۔ لیکن یہ اچھا نہیں بلکہ لو شرطیہ ہے اور جزا اس کی لا یومنون یہ محذوف ہے اور

كَذَالِكَ اَرْسَلْنَاكَ میں تشبیہ کی غرض نہیں ہے مذکور فی الکلام کے ساتھ۔ بلکہ یہ مثل كَذَالِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْ
کے ہے معنی یہ ہوگا ہم نے ایسا ہی ارسال کیا ہے اور ایسا ہی ارسال کرنا چاہیے تھا تاکہ تو تبلیغ کرے اور معجزات وغیرہ امر کے
ہے۔ اور اسی طرح وكَذَالِكَ اَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا میں بھی تشبیہ کیواسطے نہیں ہے۔ اشارہ الی الواقع ہے۔ معنی یہ ہوگا کہ ایسی
نازل کرنی تھی اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اے افلم یعلم الذین آمنوا یہ معنی اقوی ہے (خازن) قارعہ سختی تحل قریبا من دارہم
آہستہ آہستہ قریب انکے ہوجائے گا قل سَمُّوْهُمْ کمال بیان کرو انکے اَتُنَبِّـُٔوْنَهٗ یہ علیحدہ کلام ہے یعنی اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے
اس کو شریک کا علم بھی نہیں ہے اور تم خبردار کرتے ہو اللہ کو اس کے ساتھ جس کا علم اللہ کو نہیں اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ آیا ظا
ہو منہ سے اور بکواس کرتے ہو۔ بَلْ زُيِّنَ بلکہ بات یہ ہے مَثَلُ الْجَنَّةِ اے صفت الجنۃ يَفْرَحُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ یعنی خوش ہوتے
ما انزل اللہ الیک کے ساتھ اور وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ سے مراد یتلونہ حق تلاوتہ ہے بقرینہ آیات دیگر دلائل قاطع
فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ۔ جزاء المکر۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ ابراہیم۔ مکیۃ

سورۃ سابقہ میں توحید کیواسطے دلائل عقلیہ ونقلیہ بیان کی گئیں پھر کلیۃ رد میں کہا گیا کہ مدعا تو واضح اور بدیہی ہے لیکن
کیو بہ سے نہیں مانتے پھر چند شبہات بیان کی گئیں۔ پس جب دلائل وتنبیہات سب مدعا کے واسطے بیان ہوگئیں تو رسول اللہ
اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ انکو وقائع بتلاؤ اور ظلمت وغفلت اور شرک سے طرف نور ایمان کے لاؤ۔ اور دلائل بھی بیان کئے گئے۔
فائدہ۔ وقائع کا معنی تخویفات دنیوی واخروی اور انعام بھی مراد ہوتے ہیں۔ اس سورت میں کل چار آیات توحید کی آئی ہیں
ایک خلاصہ توحید کا آیا ہے۔ نشان کئے گئے ہیں۔ اس سورت کا خلاصہ یہ ہے کہ وقائع بتلاؤ اور ظلمت سے نور کی طرف نکالو۔ یہ
میں كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ میں ذکر کیا گیا ہے اور وقائع کا بتلانا بقرینہ مابعد کے نکالیں گے
اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ کیونکہ دونوں جگہ اخراج من الظلمۃ الی النور کا حکم تو ہے اور صرف ذکر
اللہ مابعد کے قرینے سے نکالیں گے۔ پس اس سورت کا خلاصہ الاخراج من الظلمۃ الی النور وذکرہم الخ ہوگیا۔ (۱) اور ساتھ ہی بیان
سورۃ کے دو ذکر کئے گئے ایک توحید دوسرا تخویف اخروی یہ تمام گویا کہ ذکر مدعی سورۃ کا ہوا (۱) اَللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
مَا فِي الْاَرْضِ دلیل عقلی توحید کا بیان ہے اور پھر وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ سے لے کر اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ تک تخویف اخروی بیان
گویا یہ تمام مدعا سورت کا ہوا۔ اس کے بعد وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ سے لے کر وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ تک متعلق اَنْزَلْنٰهُ
لِتُخْرِجَ النَّاسَ کے لایا گیا یعنی جس طرح تیری طرف کتاب نازل کی تاکہ اسکو بیان کرکے طرف نور کے نکال اسی طرح پہلے
سابقہ کو بھیجتے رہے انکی زبان میں تاکہ لوگوں کو بیان کریں۔ اور ہدایت کرنی اللہ کے ہاتھ ہے جو انابت کرے گا وہ ہدایت

رہا اور ضدی فی ضلال مبین رہیگا۔ اور پھر ولقد ارسلنا موسیٰ بآیاتنا ان اخرج قومک من الظلمٰت سے لے کر الی النور۔ و ذکرھم بایام اللہ تک اس کا تعلق وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین کے ساتھ ہے۔ کیونکہ اس سے ما ارسلناک کی ایک مثال بتلائی گئی یعنی دیکھو کہ موسیٰ کو بھیجا تھا تاکہ اپنی قوم کو بیان کرے اور اس کا تعلق انزلناہ الیک لتخرج الناس کے ساتھ بھی ہے یعنی تیری طرف کتاب نازل کی تاکہ وقائع بتلا کر ظلمات سے نور کی طرف لوگوں کو نکال تو موسیٰ کو اسی طرح یہی کام دیکر بھیجا گیا تھا۔ پس معلوم ہو گیا کہ اس کا تعلق دونوں کے ساتھ ہے لیکن اس میں ان فی ذالک لآیات لکل صبار شکور سے بیان کیا گیا کہ آیات تو ہیں لیکن تم حکم الٰہی پر صبار و شکور ہو اور ضدی نہ ہو تاکہ اس سے ثمرہ بد نہ نکلے اور پھر اذ قال موسیٰ لقومہ سے لے کر فان اللہ لغنی حمید تک ذکر کیا گیا کہ دیکھو موسیٰ نے بھی اپنی قوم کو عذاب دنیوی ماضیہ سے ڈرایا تھا۔ اگر تم نے شکر کیا تو اللہ تعالیٰ زیادہ ہی دے گا۔ اگر نہ کیا تو عذاب دے گا اسی طرح یا رسول اللہ تم بھی اپنی قوم کو کہہ دو جس طرح موسیٰ نے کہا تھا بعض کو شمس الدین نے ربط یہ بیان کیا ہے ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین کا۔ کہ ایسا تو یہ سوال کرتے ہونگے کہ رسول اگر خدا کا کلام لایا ہے تو کسی اور زبان میں کیوں نہیں لایا تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ کلام الٰہی ہے لیکن اگر ہم کسی اور زبان میں کتاب بھیجتے تو سوال کرتے کہ محمد عربی ہے اور زبان عجمی کیوں لایا ہے۔ یہ ربط اس جگہ نہیں لگتا۔ اب اس جگہ تک صرف متعلق دعوی سورۃ کے کلام ہوئی کہ تم وقائع بتلاؤ جیسا کہ رسل سابقہ بھی کرتے رہے اور خصوصاً موسیٰ نے بھی یہی کیا اب الم یأتکم نبأ الذین سے وقائع شروع ہوئے ہیں لیکن یہ جاننا چاہیئے کہ اس سے آگے چار الم آئیں گے پہلے الم یأتکم نبؤ الذین میں بھی اور الم تر ان اللہ خلق السمٰوٰت میں بھی۔ اور چوتھی جگہ الم تر الی الذین بدلوا میں بھی وقائع بتلائے گئے ہیں پہلے اور دوسری دفعہ وقائع دنیوی اور اخروی دونو بتلائے گئے۔ اور چوتھی دفعہ صرف اخروی بتلائے گئے۔ اور درمیان میں تیسری دفعہ دلیل نقلی بیان کی گئی یہ حاصل اجمالی تھا۔ تفصیل یہ ہے پہلی دفعہ الم یأتکم نبؤا سے کر وخاب کل جبار عنید تک وقائع دنیوی بتلائے گئے اور اس کے درمیان میں توحید کا خلاصہ فلیتوکل المؤمنون۔ ومالنا الا نتوکل علی اللہ اے دعو غیر اللہ تک یہی بیان ہے کہ قوم نوح اور قوم ثمود کی خبر تمہارے پاس نہیں آئی کہ انکے ساتھ کیا کیا گیا دنیا میں۔ اور انکے بعد جو قومیں تھیں ان کی خبر نہیں آئی کہ ان کے پاس رسل آئے تو پہلے تو دعویٰ بھی نہ سنا اور نہ مانا۔ پھر معجزات طلب کئے تو پہلے کا جواب انہوں نے فاطر السمٰوٰت والارض یدعوکم لیغفر لکم من ذنوبکم ویؤخرکم الی اجل مسمی سے دیا یعنی پہلے تو توحید بیان کی اور پھر وقائع اخروی بیان کئے اور دوسری بات کا جواب ان انتم الا بشر مثلنا سے دیا یعنی ہم محض رسول ہیں ہمارے اختیار میں معجزات لانے نہیں ہیں پھر انہوں نے دوسری بات کا اعادہ کیا تو رسل نے وہی جواب سابق دیا۔ آخر رسل نے کہا کہ ہم ایک ہی کی عبادت کرینگے تو انہوں نے کہا کہ اگر ہماری طرح غیر اللہ کی عبادت نہ کروگے تو تم کو اس جگہ سے نکال دینگے اور مار دینگے پس ان کو اللہ نے عذاب دیا اور خوار کیا۔ کیونکہ یہ قاعدہ الٰہی ہے کہ باقی گناہوں سے عذاب نہیں دیتا جب کوئی حق کو گرانے لگے اور رسولوں کو مارنے لگے تو پھر عذاب دیتا ہے جیسا کہ واذا اردنا ان نہلک قریۃ امرنا مترفیہا ففسقوا فیہا فحق علیہا القول فدمرنٰہا تدمیرا۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا

سے معلوم ہوتا ہے۔ اور قول ولی سے معلوم ہوتا ہے۔ ع

چیست خداوند اہر کرا بیندازی بانداز ی

اسی طرح ایک بادشاہ جب مومنوں کو آگ میں ڈالنے لگا بوجہ نہ عبادت کرنے انکے اصنام کی تو آواز خداوندی آئی۔ شعر

بانگ آمد چونکہ کار اینجا رسید　　پائے داری سگ کہ قہرم دار سید

اور اسی واسطے کہا گیا۔

تو مشو مغرور بر حلم خدا　　دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

زود شو در باب استغفار کن　　گریہ ہائے ہمچو ابر زار کن

اور ھین ورائھم جھنم سے لے کر ھو الضلال البعید تک وقائع اخروی بتلائے گئے۔ اور بیان کیا کہ اعمال انکے مثل اس ریگ کے ہیں جس کو ہوا اڑا لیجاتی ہے۔ یہ تقریر تب ہوگی اگر موسیٰ کی کلام کا خاتمہ یعنی عید بنائیں۔ اور اگر خاتمہ ذالک ھو الضلال البعید تک بنائیں تو بیان ہوگا کہ دیکھو موسیٰ وقائع دنیوی اور اخروی بتلاتا رہا تم بھی بتلاؤ۔ یہ دوسرا ربط ہے۔ پھر (۲) دفعہ الم تر ان اللہ خلق السموٰت والارض بالحق سے دلیل توحید کی بیان کی گئی ہے یعنی آسمان اور زمین کو اسی نے پیدا کیا ہے جیسا کہ تم بھی مانتے ہو۔ ولئن سالتھم من خلق السموٰت الخ اور پیدا بھی واسطے اظہار حق کے کئے ہیں پھر بھی نہیں مانتے۔ اور دلیل توحید کی بیان کرکے وما ذالک علی اللہ بعزیز تک وقائع دنیوی بیان کئے گئے اور برزوا للہ سے لے کر ان الظالمین لھم عذاب الیم تک وقائع اخروی بیان کئے گئے۔ حاصل یہ ہے کہ یہی تمہارے معبود جنکے تم دنیا میں تابع ہو آخرت میں تمہارے سے عذاب الٰہی دور نہ کر سکیں گے۔ اور یہی شیطان جو کہ دنیا میں وعدہ دے رہا ہے اس جگہ کہے گا کہ میں نے وعدہ کیا تھا اور تمہارے ساتھ جھوٹ بولا تھا پھر تخویف بیان کرکے وادخل الذین سے لیکر فیھا سلام تک بشارت ذکر کی گئی واسطے مومنوں کے۔ اور تیسری دفعہ الم تر کیف ضرب اللہ مثلا سے لے کر مالھا من قرار تک دلیل نقلی بیان کی گئی بعد بیان کرنے وقائع دنیویہ واخرویہ کے حاصل یہ کہ جس طرح ایک کھجور ہوتی ہے اصل بھی اس کا محکم ہوتا ہے اور فرع بھی۔ اور جانوروں سے محفوظ رہتی ہے اور ہر موسم میں لوگ اس کے میوہ سے نفع اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح توحید بھی محکم ہے اور ادیان سابقہ بھی محکم رہے ہیں اور انبیاء سابقہ بھی اسی توحید کے ساتھ تبلیغ کرتے رہے پس معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ سے مراد توحید ہے اور خبیثہ سے مراد شرک ہے اس کی مثال ایک درخت کی ہے کہ اصل سے اکھڑا ہوا ہو پس اس کا فرع بھی ضرور ناپائدار ہوگا شرک ایسا ہی ہے۔ اور یثبت اللہ الذین امنوا سے لے کر ویفعل اللہ ما یشاء تک دلیل نقلی کے متعلق بیان کیا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ توحید کے ماننے والے قوم کو دنیا میں مومن رکھ کر آخرت میں ثواب دے گا۔ اور شرک کرنے والوں کو دنیا میں مشرک بنا کر گمراہ کرکے آخرت میں عذاب دیگا۔ اور پھر چوتھی دفعہ الم تر الی الذین سے لیکر فان مصیرکم الی النار تک وقائع اخروی بتلائے گئے کہ اللہ کے شریک بناتے ہو اور بات میں لوگوں کی اور اپنے لئے جہنم تیار کر رہے ہیں پس یہ وقائع دنیویہ واخرویہ والی بحث ختم ہو گئی اور پوری بیان ہو چکی ہے

نو اللہ تعالیٰ نے قُلْ لِعِبَادِیَ الَّذِیْنَ سے لے کر لَا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خِلٰلٌ تک فرمایا کہ اب وقت ہے کہ احسان کرو اور صبر کرو اور دعا من اللہ مانگو تاکہ ان وقائع سے محفوظ رہ جاؤ۔ کیونکہ یہی طریقہ ہے قرآن کا کہ جب تخویفات اور مصائب ذکر کئے جاتے ہیں تو اس احسان کا بیان اور ظلم نہ کرنے کا حکم کیا جاتا ہے تاکہ عذاب کا دفعیہ ہو جائے اور صبر کرنا اور دعا من اللہ کا بیان کیا جاتا ہے۔ پس وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ سے بیان کیا گیا کہ مصائب پر صبر کرنا چاہئے اور دعا من اللہ کرنی چاہئے اور نماز پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ نماز بھی سبب خلاصی من المصائب ہے۔ پس جب بحث وقائع کی مع تبلانے حیلہ دفعیہ عذاب کے ختم ہوگئی تو اس کے بعد دلیل عقلی اور نقلی مدعا کیواسطے پھر بیان کی گئی۔ (۲) دلیل عقلی اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے لے کر اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ تک بیان کی کہ سب دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک کو پیدا بھی اس نے کیا اور رزق بھی وہی دیتا ہے اور انعام اس کے بیشمار ہیں پھر بھی انسان حد سے بڑھنے والا ہے یعنی اللہ کا شریک بناتا ہے۔ اور پھر وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ سے لے کر یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ تک دلیل نقلی بیان کی گئی۔ اور اس میں لَا یَخْفٰی عَلَی اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ تک دخال الٰہی ہے۔ اور دلیل توحید کا بیان ہے۔ سب کا خلاصہ یہ ہے کہ دیکھو ابراہیم نے بھی یہ دعا مانگی تھی اللہ تعالیٰ سے کہ مجھ کو اور میری اولاد کو شرک سے محفوظ رکھ۔ اور اسکی دعا میں دو اسم اعظم بتلائے گئے۔ ایک تو رَبَّنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِیْ وَمَا نُعْلِنُ یعنی اے رب تو ہے سب کچھ جاننے والا اور دوسرا اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ جیسا کہ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ بھی اسم اعظم ہے ابراہیم نے کہا تھا جیسا سورۃ بقرہ میں ذکر کیا گیا ہے یعنی رب ہے سمیع کل الدعا۔ کیونکہ ہر ایک رسول کی کلام میں اسم اعظم ہوتا ہے یعنی وہ کلام ہوتی ہے جو کہ دال ہو توحید پر اور ان کلاموں سے غرض اظہار اسلام اپنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ علم معانی میں آیا ہے کہ کبھی غرض افادہ مخاطب کا ہوتا ہے اور کبھی بتانا اسبات کا ہوتا ہے کہ میں اس امر کا عالم ہوں۔ اور جب اختتام سورۃ کا تھا لہذا پھر آخر میں بھی وقائع اخروی تبلائے گئے۔ جو کہ اصلی غرض اس سورۃ کی تھی۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا سے لیکر ضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ تک وقائع اخروی بیان کئے گئے۔ حاصل یہ ہے کہ پہلے تو یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے عمل کا واقف ہے آخرۃ میں پوری جزا دیوے گا۔ اور پھر اَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ سے اصلی مدعا سورت کا بیان کیا گیا۔ اور پھر کہا گیا کہ ان ظالموں کو آخرت میں انکے اعمال سے آگاہ کیا جائے گا اور وَقَدْ مَكَرُوْا سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ تک بھی مقصود وقائع اخروی تبلائے ہیں۔ لیکن پہلے زجر کی گئی ان پر کہ یہ مکر کرتے ہیں حالانکہ انکے مکر کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو پوری جزا دیگا قیامت میں۔ اور پھر آخر میں تمام سورت کا خلاصہ هٰذَا بَلٰغٌ سے لے کر وَلِیَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ تک کہا گیا ہے یعنی دو امر ہیں ایک تو وقائع تبلانے تاکہ لوگ نصیحت پکڑیں یہ تو وَلِیُنْذَرُوْا سے بیان کیا گیا اور دوسرا امر توحید جو کہ اصلی دعویٰ ہے۔ یہ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سے بیان کیا گیا (خلاصہ تقریر کا یہ ہے) کہ جب بیان دلائل اور تنبیہات بیان ہوگئیں تو اس سورت میں یہ بیان کیا گیا کہ ان کو وقائع دنیاوی اور اخروی تبلاؤ اور ظلمت سے نور کی طرف نکالو۔ اور یہی کام رسل سابقہ بھی کرتے رہے اور یہ بیان فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ حَمِیْدٌ تک بیان کیا اس جگہ تک موسیٰ کی کلام تھی اور ابتدا میں مدعی بیان کرنے میں تبھا توحید و تخویف اخروی بھی بیان کی گئی۔ اور پھر چار دفعہ الم کا کلمہ لایا گیا ہر ایک کے فوائد اولاً ذکر کر دئے گئے ہیں۔ اور پہلی دفعہ میں توحید کا تھوڑا اللہ تعالیٰ نے گ

المومنون ومالنا الا نتوکل علی اللہ سے بیان کیا گیا۔ اور یہ بیان فان معیدکم الی النار تک ہوا پس وقائع بیان کرنیکے
وقع عذاب کا احسان کرنا بتلایا گیا۔ جیسا کہ قانون بھی یہی قرآن کا تھا۔ اور صلوۃ کا بھی ذکر کیا گیا کیونکہ یہ بھی موجب خلاصی عذاب
ہے اور بحث کے ختم ہونے کی بعد دلیل عقلی اور نقلی بیان کی گئی اور پھر اختتام کیوقت وقائع بتلائے گئے جو کہ مقصود اصلی سورت
تھا اور پھر آخر میں سورۃ کا خلاصہ توحید اور بتلانا وقائع کا بیان کیا گیا۔ مختصر خلاصہ یہ ہے۔ کہ پہلے تو حکم کیا گیا انکو وقائع بتلانے کا
سے نکلیں تمام رسل سابقہ یہی کام کرتے رہے دیکھو موسیٰ علیہ السلام بھی یہی کرتا رہا پھر اس کے بعد وقائع دنیوی اور اخروی اور
عقلیہ اور دو دلیلیں نقلی مدعا کیواسطے بیان ہوئیں اور آخر میں سب سورۃ کا خلاصہ نکالا گیا وآتاکم من کل ما سالتموہ۔
قبیل قولہ تعالیٰ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا یعنی خاص اسی نے دیا جو کچھ مانگنے سے دیا ہے بتحقیق العقلی۔ واذ قال
لقومہ اذکروا نعمۃ اللہ اے اذکروا بیان موسیٰ بقرینہ اذکروا انعمنا سر اور بیان موسیٰ مفعول یہ ہوگا۔ واذ تاذن اذکروا اذ
اے حکم۔ فردوا ایدیہم فی افواھھم یعنی ڈرسے انگلیاں کاٹتے تھے سلطان مبین اے معجزہ الا نتوکل علی اللہ اے ندعوا فلنتوکل
مقامی یعنی قیام کرنے سے آگے میری واستفتحوا وخاب کل جبار عنید یعنی طلب فیصلہ کی کی یا تو رسولوں نے یا کفار نے
خوار ہوا ہر جبار اور عنید من ورائہ جہنم ای من قدام الجبار جہنم صدید پیپ ولا یکاد یسیغہ نگل سکے یاتیہ الموت ای
الموت یوم عاصف اندھیرے والے ما انا بمصرخکم اے کذبتکم یعنی میں نے تمہارے آگے جھوٹ بولا تھا وما انا بمصرخکم
نہیں مدد دے سکتا۔ کلمۃ طیبۃ اے جل کلمۃ طیبۃ کشجرۃ یعنے نخل فرعہا فی السماء آسمان کی طرف بلند ہے کہ کوئی
سے میوہ کھا نہیں سکتا آسانی سے کل حین یعنی اپنی موسم میں اجتثت اکھاڑا ہوا فی الآخرۃ یثبت فی الاخرۃ کیونکہ
کے نہیں ہو سکتا من قبیل علقتھا تبنا وما ء بار دا یفعل اللہ ما یشاء یعنی عذاب دے گا واحلوا قومھم دار البوار پہنچا دیا
قوم کو دار ہلاکت کی طرف آمنوا یقیموا الصلوۃ اصل میں صیغہ امر کا ہے اے لیقیموا لام محذوف کیا گیا ہے واسطے دلالت
قل کے کیونکہ دوسرے امر کے صیغے میں پہلے امر کے قرینہ کے بعد لام حذف کرنا جائز ہے اور ابتدا میں جائز نہیں ولا خلال
دوستی اللہ الذی خلق السموٰت خلق پر انزل وسخر تین جگہ عطف ہیں اور تمام جگہ حصری ہے دائبین ہمیشہ چلتے ہیں وآتاکم
من کل ما سالتموہ یہ معنی نہیں کہ ہر چیز دیتا ہے بلکہ یہ معنی مراد ہے کہ وہی دیتا ہے دوسرا کوئی دینا والا نہیں ہے انہن
الاصنام ما یخفی علی اللہ من شیٔ یہ یا تو ادخال الٰہی ہے یا تتمہ کلام ابراہیم علیہ السلام کا ہے وتقبل دعاء اے دعائی
الابصار کھلی رہجائیں گی آنکھیں مھطعین شتابی کرنیوالے الی الداعی ومقنعی اے مرتفعی رؤسہم الی الداعی ھواء
خالی ہونگے عقل سے یوم یاتیہم العذاب عذاب سے مراد دنیوی بقرینہ اخرنا الی اجل قریب کے ما لکم من زوال
دو معنی ہیں ایک تو یہ ہے کہ عذاب دنیوی کوئی نہیں ہے یا یہ معنی کہ تمام نہ مرینگے بلکہ عادۃ کے بموجب باری باری سے مرینگے
معنی نہیں کہ بالکل نہ مرینگے کیونکہ مرتے تو تھے اور مرنے کا اقرار بھی کرتے تھے وسکنتم فی مساکن الخ جملہ حالیہ ہے مکروا اے
حیلے اپنے وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال ان یا تو نافیہ ہوگا۔ یا مخففہ من المثقلہ اگر نافیہ ہو تو مراد مکر سے ضعیف

نہیں بنا مگر ان کا کہ اس سے پہاڑ زائل ہو جائے یعنی منفیہ تھا اور اگر مخففہ من المثقلہ ہو تو مراد مکر سے قول ہوگا یعنی
مکران کا اگرچہ ایسا تھا کہ اس سے پہاڑ زائل ہو جاتے تھے غیر الارض یا تو زمین دیگر ہوگی یا اسی میں تغیر ہوگا فی الاصفاد
مقرنان محذوف ولینذروا اے ینصحوا وینذروا۔ اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الحجر

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ ابراہیم میں تو یہ بیان کیا کہ ان کو وقائع بتلاؤ تاکہ شرک سے نکلیں۔ اور
اس میں ترقی کرکے فرماتے ہیں کہ اچھا اب ان کو وقائع تو بتلائے گئے اب ان کو کہو کہ اب مان لو ورنہ جس وقت عذاب
آوے گا اس وقت پچھتاؤ گے جیسا کہ اقوام سابقہ نے بھی نہ مانا تھا ان کو عذاب دیا گیا۔ شعر

فردا بشنوی ایں بانگ نعرہ ۔ نعرہ یا حسرتی واویلتا

اور مقصود سورت کا اول میں ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین سے بیان کیا گیا جیسا کہ سورۃ ابراہیم کا دعوی
اول میں ذکر کیا گیا تھا اب یہی طریقہ ہوگا کہ ہر ایک سورت کا مقصود ابتدا میں ذکر کیا جاوے گا (حاصل سورت) پہلے
تلک آیات الکتاب وقرآن مبین سے توطیہ تمہید سے اور ترغیب لائی گئی ہے کہ ذرا خیال کرکے سنتا جو آگے باتیں آرہی ہیں
وہ باتیں نہیں ہیں بلکہ آیات ہیں جس میں سے بعض اسی کتاب میں آئی ہیں اور کتب سابقہ میں یہ بیان نہیں [illegible] تو ایک یہ
کہ جس سورت میں کتاب محض ذکر کیجائے اس جگہ کوئی سماوی کتاب ہوتی ہے خواہ تورات ہو یا انجیل ہو یا قرآن شریف لہذا اس
سورت میں لفظ محض کتاب کا بیان کیا جائے تو مراد یہ ہوتی ہے کہ اس میں وہ بیان ہوگا جو کہ کتب سابقہ میں بھی کیا گیا ہو (۲)
اور اگر قرآن کا لفظ کہا جائے تو یہ مراد ہوتی ہے کہ اس میں بیان ایسا ہوگا جو کہ کتب سابقہ میں ذکر نہیں کیا گیا (۳) قاعدہ ثانیہ
یہ ہے کہ اگر صفت کتاب کے مبین لائی جاوے جیسا کہ اس جگہ لائی گئی ہے تو اس میں دلائل نقلیہ بیان کئے جاتے ہیں مراد دلائل
نقلیہ سے یہ ہیں کہ احوال سابقہ کا بیان بتلایا ہوگا۔ اور اگر حکیم صفت لائی جائے تو اس سورت میں دلائل عقلیہ بیان کیجاتی ہیں
اور اگر کوئی صفت نہ ذکر کیجائے تو دلائل نقلیہ اور عقلیہ ذکر کیجاتی ہیں۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ اس سورت میں پہلے قانون
کے سبب لفظ کتاب اور قرآن دونوں ذکر کئے گئے ہیں لہذا بعض اس سورت میں ایسے بیان ہونگے جو کہ کتب سابقہ میں آئے
ہیں چنانچہ سورت میں پہلے تین نمونہ پانچ نمونوں سے کتب سابقہ میں بھی آئے ہیں اور بعض ایسے ہونگے جو کتب سابقہ میں نہیں
ہیں بہ کہ پچھلے دو نمونے کتب سابقہ میں نہیں آئے اور دوسرے قانون کے موجب صفت مبین کی ذکر کی گئی ہے لہذا اس
میں دلائل نقلیہ بیان ہونگے جیسا کہ اس سورت میں پانچ نمونے بیان کئے گئے تھے۔ ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین
سے بذریعہ تمہید سے ترغیب لائی گئی تو بعد اس کے سورت کا اصلی مقصود ذکر کیا گیا۔ اور پھر ذرھم یاکلوا ویتمتعوا سے

سے کہ وَمَا يَسْتَأْخِرُوْنَ تک مقصود اصلی ذکر کرکے تخویف دنیوی بیان کی گئی ہے اور اس تخویف کا ربط سورۃ ابراہیم کے دعوے
کیساتھ یہ ہے کیونکہ سورت ابراہیم کا دعوی تو یہ تھا کہ انکو وقائع بتلاؤ تاکہ شرک سے بچیں۔ اور اب اس تخویف سے یہ بیان کیا گیا۔
وقائع بتلانے کے بعد بھی جب نہیں مانتے تو ان کو فرما دو کہ اب تم پر آفات آئیں گی تم پچھتاؤ گے۔ اور پھر وَقَالُوْا يَا أَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ
عَلَيْهِ الذِّكْرُ سے لے کر وَمَا كَانُوْا إِذًا مُّنْظَرِيْنَ تک شکوہ کیا گیا بعد تخویف کے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر ملائکہ بلند آواز سے کہیں کہ یہ نبی
نبی برحق ہے۔ اور ان کو یہ معلوم نہیں کہ ملائکہ کا آنا اخیری درجہ ہوتا ہے اس کے بعد جو نہ مانیں وہ ہلاک کئے جاتے ہیں۔ پھر إِنَّا نَحْنُ
نَزَّلْنَا الذِّكْرَ سے لے کر وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِيْنَ تک تخویف بیان کی گئی کہ اس قرآن کو ہم نے نازل کیا ہے تو اپنے نفس سے
نہیں کہہ رہا۔ یہ نہیں مانتے انا مجنون کہتے ہیں۔ اور استہزاء کرتے ہیں اور اللہ تعالی بھی استہزاء کو انکے دلوں میں محکم کرتا ہے
یعنی جس طرح امم سابقہ کرتے تھے انکی طرف بھی ذکر یعنی کتابیں بھیجی گئیں۔ اور ایمان نہ لائے تھے تو انہوں کو اللہ تعالی نے ہلاک
کر دیا اسی طرح انکو بھی ہلاک کر دے گا اور إِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ جملہ معترضہ بیان کیا گیا۔ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ سے لے کر
بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ تک اس کے دو ربط ہیں۔ جواب ہے سوال کا کیونکہ کفار معجزہ طلب کرتے انکو کہا گیا کہ دنیا میں معجزہ
دکھانے تو بجائے خود اگر تم کو آسمان پر چڑھا لیں اور تم کو معجزات بھی دکھائیں جائیں تو پھر بھی تسلیم نہ کرو گے بلکہ کہو گے کہ ہم پر جادو
ہو گیا ہے۔ زیرا کہ ہم بسبب عناد کے انکے دلوں میں کفر اور شرک کو جاری کر رہے ہیں۔ مہر جباریت کی ان پر ماری گئی ہے تائید
اس کی یہ ہے وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَى الخ لا یومنون۔ اب یہ جاننا چاہئے
کہ لَقَالُوْا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ کا معنی یہ ہے ایک نظر بند کرنا ہوتا ہے۔ اور ایک سحر ہوتا ہے فرق یہ
ہے کہ اگر کسی چیز پر پڑھا جائے اور تمام لوگوں کو مثل سانپ وغیرہ کے نظر آئے اس کو نظر بند کہتے ہیں اور اگر ایک شخص پر پڑھا جائے
اور وہ چیز خاص اس شخص کو مثل سانپ وغیرہ کے نظر آئے اور باقی لوگوں کو اصلی صورت میں نظر آئی۔ اس کو سحر کہتے ہیں۔ لہذا
آیت کا یہ معنی ہو گا کہ ہمارے آنکھوں پر پردہ آگیا ہے اور بند ہو گئی ہیں دیکھنے سے آنکھیں ہماری۔ پھر ترقی کرکے کہا کہ نظر بند نہیں
بلکہ خاص ہم پر سحر کیا گیا ہے۔ پھر وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاءِ بُرُوْجًا سے لے کر عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِيْنَ تک
دلیل عقلی توحید کی بیان کی گئی اور اس میں دو دعوے ثابت کئے گئے (۱) ایک تو سب کچھ کرنے والا وہی ہے یہ دعوی نَحْنُ الْوَارِثُوْنَ
تک ثابت کیا گیا۔ کیونکہ اوپر سے آسمان کو پیدا کرکے ہر شیطان سے محفوظ رکھا اور نیچے سے زمین کو پیدا کرکے اسباب گزران کے
ہر ایک کیواسطے پیدا کرنا اسی کا کام ہے پس ان امور سے معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے (۲) اور دوسرا یہ ہے کہ سب کچھ جاننے
والا بھی وہی ہے۔ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِيْنَ سے ثابت کیا گیا کیونکہ یہ کنایہ ہے اس سے کہ سب کچھ
جاننے والا وہی ہے۔ اور سب دلائل میں حصر ہے اور پھر وَإِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ إِنَّهُ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ سے تخویف اخروی بیان کی گئی اور پھر وَ
لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ سے لے کر مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ تک دلیل بیان فرمائی حاصل یہ ہے کہ اے انسان تو اپنے پیدائش کو ذرا دیکھ تو سہی
کہ کس چیز سے پیدا ہوا ہے پھر بھی شرک کرتا ہے اور سرکشی کرتا ہے اور رسولوں کو نہیں مانتا اور اسی طرح جنوں کی پیدائش کی

زادیکھو کہ کس سے پیدا ہوئے ہیں اور شیطان بھی جن ہے جو کہ تمہارا دشمن ہے (وَكَانَ مِنَ الْجِنِّ) اور پھر وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ سے لے کر اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ تک بعد بیان کرنے دلائل توحید کے فرمایا کہ آؤ دعویٰ کو مان لو اب وقت ہے اور شیطان کے تابع نہ ہو وہ اصل میں تمہارا دشمن ہے تم کو گمراہ کر رہا ہے ان دلائل کو دیکھ کر دعویٰ مان لو کیونکہ سیدھا راستہ صرف توحید والا ہے۔ اور بار بار اس واسطے دلائل بیان کئے جاتے ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کو غور کر کے دیکھو تو سہی آیا واقعی دعویٰ صحیح ہے یا نہیں افسوس ہے تم پر کہ باوجود اتنے بیانات کے پھر بھی نہیں مانتے۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ اِلَّآ اِبْلِيْسَ کا معنی یہ ہو گیا کہ شیطان کو امر سجدہ کا کیا گیا۔ لیکن اس نے امر الٰہی نہ مانا۔ اب یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ظاہر تو ملائکہ کو امر سجدہ کا ہوا تھا جیسا کہ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ سے معلوم ہوتا ہے ابلیس کا کوئی ذکر سجدہ کا نہیں آیا۔ جواب یہ کہ امر ہوا تھا اس کو بھی تعبیر کرتے وقت اس کو ترک کیا گیا۔ جیسا کہ واعظین کہتے ہیں میں نے فلانے شہر والوں کو وعظ کیا انہوں نے مان لیا اور دوسرے شہر والوں نے نہ مانا یعنی ان کو بھی وعظ کیا تھا لیکن انہوں نے نہ مانا۔ سورہ اعراف میں ہے مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ۔ پھر بعد اس کے اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ سے لے کر لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ تک تخویف ہے اور اِذْ قَالَ رَبُّكَ الخ سے فرمایا کہ آؤ شیطان کے تابع نہ ہو ورنہ تمہاری جگہ جہنم ہوگی تمہارے واسطے یہ تخویف ہے اور ساتھ ہی اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ سے لے کر وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ تک بشارت بیان کی گئی واسطے دعویٰ ماننے والوں کے اور ضد اور عناد نہ کرنے والوں کے۔ یا معنی وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ کا یہ ہے کہ مستقدمین سے مراد وہ کہ ہمارے احکام اور توحید کے ماننے والے ہوں اور مستاخرین وہ ہیں جو کہ نہ ماننے والے ہوں یہ تخویف ہوگی۔ اور پھر نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ سے تخویف بیان کر کے وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ سے فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ تک پانچ نمونے تخویف دنیوی کے بیان کئے گئے اور یہ تمام بیان اور تفصیل ہوگی نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ کی ابتدا سورت میں کہا گیا ہے کہ مان لو ورنہ عذاب آئے گا تو پچھتاؤ گے اور اب پانچ نمونے بتلائے گئے کہ انہوں نے بھی نہ مانا تھا پھر ہلاک کئے گئے۔ اسی طرح اگر تم نے نہ مانا تو عذاب دئے جاؤ گے جس طرح ان کو عذاب دیا گیا ہے۔ یہ تو اس کا ماقبل کے ساتھ ربط تھا۔ تفصیل یہ ہے نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ سے لیکر لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ تک ایک نمونہ بتلایا گیا کہ دیکھو لوط علیہ السلام کی قوم نے ہماری دعویٰ کو نہ مانا تھا آخر ان کو دنیا میں کیسے عذاب سے ہلاک کیا۔ اور انکے شہر تمہارے راستے میں ہیں تم دیکھتے بھی ہو پھر نہیں مانتے ہو۔ دوسرا قصہ اصحاب الایکہ کا۔ پھر تیسرا نمونہ وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ سے لے کر فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ تک بیان کیا گیا کہ دیکھو انہوں نے بھی رسولوں کی تکذیب کی تھی آخر اللہ تعالیٰ نے انکو ہلاک کر دیا تم بھی تکذیب کرتے ہو آخر تمہارے ساتھ بھی یہی کام کیا جاوے گا اس وقت افسوس کرو گے پھر جب تین نمونے بیان ہوگئے تو اس کے بعد سب کے فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ فرمایا کہ دیکھو کہ ہم نے سب کو ہلاک کیا اور انہوں کو انکے معبودوں نے نہ بچایا تمہارے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جاوے گا تمہارے معبود تم کو نہ بچائیں گے تائید اس کی فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (ہود) وقولہ تعالیٰ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا

المۃ (افتان) پھر بعد اس کے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ سے دلیل عقلی توحید کی بیان کی گئی کہ آسمان اور زمین واسطے اظہار حق کے پیدا کیے گئے ہیں۔ اور اس کے متعلق فَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ہے اس کے واسطے ثبوت کیا گیا یعنی اللہ تعالیٰ خالق ہے پھر بھی تم کو پیدا کرے گا اور حساب لے گا۔ اور صیغہ خلاق مبالغہ کا ہے اور تائید اس کی مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ (لقمان) اور بعد اس کے وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ سے لے کر وَقُلْ اِنِّیْۤ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ تک تسلی نبی علیہ السلام کو دی گئی کہ آپ پر اتنا انعام عظیم الشان ہوا وہ یہ کہ سورۃ فاتحہ اور قرآن عظیم جو اس سے مراد بھی سورۃ فاتحہ ہے۔ جب ایسا بڑا انعام تم پر کیا گیا تو ان کے عیش عشرت دنیاوی کی طرف نہ دیکھ۔ اور ان کے ایمان نہ لانے سے غم نہ کر۔ تائید اس کی لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ بلکہ مومنوں کی طرف توجہ کر۔ اور اس کے ساتھ نرمی کر اور صاف کہدے کہ میں تو صرف نذیر ہوں اور معجزات میرے ہاتھ میں نہیں ہیں۔ پھر درمیان میں تسلی دے کر پھر كَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِیْنَ سے لے کر اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ سے چوتھا نمونہ بتلایا گیا کہ جس طرح ان بارہ آدمیوں پر عذاب ڈالا تھا اسی طرح تم پر بھی ڈالیں گے۔ اور یہ وہ آدمی تھے جو لوگوں کو مکے کی گلیوں میں بیٹھ کر گمراہ کرتے تھے اور پھر اِنَّا كَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ سے لیکر فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ تک پانچواں نمونہ بتلایا گیا یہ علیحدہ پانچ آدمی تھے ولید بھی ان میں سے تھا رسول صلعم کو بہت ضرر دیتے تھے اور ان کو عذاب اس آیت کے نازل ہونے کے بعد دیا گیا تھا۔ اور اس آیت سے وعدہ عذاب کا دیا گیا تھا۔ اور پہلے بارہ کو پہلے نازل ہونے آیت سے عذاب دیا گیا تھا۔ اور اِنَّا كَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ سے تسلی بھی غرض ہے۔ پھر جب ترتیب ختم ہو چکی جو کہ اصلی مقصود تھا اس کے بعد وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ سے لے کر حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ تک نبی علیہ السلام کو تسلی دی گئی۔ اور متعلق ہے اِنَّا كَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ کے یعنی یہ پانچ تم کو ضرر دیتے ہیں۔ اور کلمات سخت کہتے ہیں تنگی نہ کر ہم انکے واسطے کافی ہیں اور تو رات دن اللہ کی بڑائی بیان کر شرک سے ان سے نہ ڈر اور ایک اللہ کی عبادت کر اس حد تک کہ ان پر عذاب دیکھ لے گا۔ یا موت اپنی تک عبادت کرتا رہ (خلاصہ حاصل یہ ہے) عجیب قائع بتلائے گئے سورت ابراہیم میں اب بیان کیا آ و مان لو عذاب اپنے وقت پر آئے گا اس وقت افسوس کروگے ان کا شکوہ کیا گیا کہ معجزات مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فرشتہ آکر بلند آواز سے صداقت رسول بیان کرے ان پر مہر جباریت کی ہے۔ پھر آخر تک پانچ نمونے پیش کیے گئے کہ دیکھو ان تماموں نے اپنے رسولوں کی تکذیب کی جس طرح تم کرتے ہو وہ ہلاک کیے گئے ان کو انکے معبودوں نے نہ چھڑایا۔ تمہارا بھی یہی حال ہوگا۔ درمیان میں دلیل توحید کی بیان کی گئی اور ساتھ ہی تخویف اخروی بیان کی گئی۔ پھر نبی علیہ السلام کو تسلی دی گئی کہ انکے عیش عشرت کی طرف نہ دیکھ تم پر اللہ کا بڑا انعام ہوا ہے۔ کیونکہ نزول قرآن کا تیرے پر ہوا ہے بلکہ مومنوں کا خیال رکھ آخر میں دوسری با تسلی دی گئی کہ تیرے مخالفوں کے واسطے ہم کافی ہیں۔ (خلاصہ مختصر) آ و مان لو افسوس کروگے وقت عذاب آنے کے۔ اول میں یہ بیان ہوا اور پھر دلائل توحید یہ بیان کرکے دوبارہ کہا گیا آ و مان لو شیطان کے تابع نہ ہو جاؤ ورنہ جہنم میں داخل ہوگے اور پانچ نمونے بتلائے گئے نہ ماننے والوں کی اسی طرح عذاب دیتے ہیں آخر میں دوبارہ تسلی دی گئی نبی علیہ السلام کو۔ سورت میں کل چار امور ذکر ہوئے ہیں (۱) ذکر مدعا

سورت کا ہوا اور اس کے متعلق شکوہ بیان ہوا (۲) دلائل توحید (۳) نمونے کا بیان (۴) نبی علیہ السلام کو تسلی سب کا حاصل یہ
ہے آوماں ہو افسوس کروگے (تحقیق لفظی) ویلہم الامل غافل کیا انہوں کو خواہشوں نے۔ انا لہ لحافظون جملہ معترضہ ہے ولقد
ارسلنا الذکر۔ وانزلنا الذکر اس جگہ مراد ذکر سے قرآن شریف ہے کذلک نسلکہ اے الاستہزاء سنۃ الاولین یعنی
تعذیب انما سکرت ابصارنا اے اغشیت ابصارنا۔ اس جگہ معنی انما کا پختگی ہے اور ما الا والا نہیں ہے کیونکہ اگر معنی
ما الا والا کریں تو یہ معنی ہوگا ما سکرت الا ابصارنا فظلوا فیہ یعرجون ہوں اس میں چڑھنے والے الا من استرق السمع اے
لکن من استرق السمع مستثنیٰ منقطع ہے۔ موزون اے بالحکمۃ وقدر بمقتضی الحکمۃ کنایہ ہے حکمت کی بھری ہوئی ہے۔
من لستم لہ برازقین بعض نے مراد ملائکہ لیے ہیں اور بعض نے غلام ان من شیئ الا عندنا خزائنہ اے فی حکمنا وتصرفنا تمام
دلیل میں حصر ہے اور یہ آیت قرآنیہ ہے حصر کا تمام دلیلیں کیواسطے کیونکہ معنی اس کا یہ ہے۔ ہر شے کا خزانہ اللہ کے نزدیک ہے
لواقح حمل دار کرنے والیاں۔ وما انتم لہ بخازنین یہ دوسرا قرینہ ہے کہ سب دلیل میں حصر ہے۔ اور انتم سے مراد مخلوق ہے
خواہ ملائک ہوں یا انسان یا جن یعنی مخلوق میں سے کوئی خزانچی نہیں اور خازنین کا معنی جمع کرنے والا وانا لنحن نحی اے لا غیرنا
الخلق* ولقد علمنا المستقدمین الخ یہ کنایہ ہے اس سے کہ علم ہر اشیاء کا اللہ ہی کو ہے نہ غیر کو من صلصال آواز کرنے والی
زمین حما کیچڑ مسنون گندہ یعنی بدبوئے دار۔ نار السموم اس کے دو معنی ہیں ایک آتش سوزان اس وقت اضافۃ موصوف کی
طرف صفت کے ہوگی۔ اور یا آگ جو کہ دھوئیں سے خالی ہو۔ اس وقت اضافت بیانیہ ہوگی جیسا کہ شجر الاراک میں ہے من روحی
اضافۃ واسطے شرافت کے ہے اور یا ملک کیوجہ سے اضافت کی گئی ہے۔ قال ھذا صراط علی مستقیم اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ
کہ یہ راستہ میرے اوپر سیدھا آرہا ہے جو فکر کرے سوا خدا کے کوئی معلوم نہیں ہوتا کرنے والا دوسرا یہ کہ وعدہ میرا محکم ہے یعنی عباد
مخلصین کو اغوا نہ کرنے دونگا اس معنی بموجب ان عبادی لیس لک علیھم بیان ہوگا واسطے صراط علی مستقیم کے جزء مقسوم
یعنی حصہ۔ خطبکم ایھا المرسلون یعنی کام بڑا۔ الا ال لوط اے لکن مستثنیٰ منقطع ہے انکم قوم منکرون یعنی بیگانے ہو اخاف
ان یہیم علیکم تو کی قالوا بل جئناک بما کانوا اے یعنی قالوا ما جئنا لضرک یہ کلام محذوف ہوگی کیونکہ قالوا بل جئناک کا تعلق قال انکم قوم
منکرون کے ساتھ نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کی کلام کا یہ جواب نہیں بن سکتا جب تک یہ دوسری کلام محذوف نہ کی جائے فاسر باھلک
بقطع من اللیل میں تعقیب ذکری ہے معنی یہ ہوگا پس یہ بات بھی ہوئی ہے کیونکہ وجاء اھل المدینۃ یستبشرون کے بعد یہ حکم
فاسر باھلک والا ہوا ہے فلا تفضحون میری رسوائی نہ کرو عن العالمین یعنی لوگوں سے لعمرک انھم لفی سکرتھم الخ معنی یہ ہے کہ
قسم حیاتی اور مجبوبی تیری کی کہ تحقیق وہ گمراہی اپنی میں مست ہیں اور لعب کرتے ہیں یہ جاننا چاہیئے کہ قسم چار قسم کی ہوتی ہے ایک
تو یہ کہ مقسم بہ کو قادر اور عالم سمجھے اور کہے کہ میں جو کچھ قسم اٹھاتا ہوں مقسم میرے حال پر واقف ہے۔ اگر میں نے مقسم علیہ میں مخالفت
کی تو مقسم مجھکو ضرر دینے پر قادر ہے یہ قسم بغیر اللہ شرک ہے۔ دوسری قسم وہ ہوتی ہے جو کہ شاہد لایا جاوے واسطے مدعا کے جیسا
کہ شعر

قسم بلب ئےگون تو وزلف شبگون تو کہ تو محبوب لربائی

* وھی الوارث الباقی بعد فناء الخلق

قسم بغیر اللہ جائز ہے جیساکہ قال تعالیٰ ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ اور باقی سورتوں میں جو اسی طرح لفظ آتے ہیں وہ سب اسی طرح ہیں تیسرا قسم جیساکہ کہا گیا ۔ شعر

ثکلت بنیتی ان لم تروھا   تثیر النقع من طرفی کدار

تروھا ضمیر مونث غائب راجع ہے طرف افراس کے چونکہ حسان شاعر رسول اللہ صلعم نے یہ کلمہ کہا تھا کہ کدار پہاڑی کے اطراف سے آکر اے مکے والو تم پر چڑھائی کرینگے ۔ اور گھوڑے اسی راستہ سے لاکر تم کو فتح کرینگے ۔ اسی واسطے رسول صلعم فتح مکہ کے دن فرمایا کہ حسان کی قسم پوری کرنیکے لئے لشکر کدار میں سے لانا اور مکے میں داخل ہونا ....

.... یعنی اگر میں جھوٹ کہوں مجھ سے بیٹت اللہ سے ۔ اور چوتھی قسم یہ ہے کہ کبھی دعا کے ساتھ قسم اٹھائی جاتی ہے یعنی مطلب دعا دینے کا ہوتا ہے ۔ وہ ایسا موقع ہوتا ہے جو بددعا کرنی مناسب نہیں ہوتی جیساکوئی اپنے محبوب کیلئے خدا کرے تو زندہ رہیں ۔ یہ نامناسب ہو کہ کے اگر ناحق کہوں تو تم کو جو تو میرا محبوب ہے حق تعالیٰ مارے اور میرے سے چھین لے لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ الخ میں بھی اسی قبیلہ سے ہے يَعْمَهُوْنَ اے يلعبون مُشْرِقِيْنَ روشنی پکڑنے والے لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ اے المتفکرین اے الناظرین الی سمۃ الشئ اس جگہ کنایہ ہے فکر کرنے والوں سے اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ قوم شعیب علیہ السلام کی ہے لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ای الصراط المبین یعنی سڑک بادشاہی اور ظاہر اور مشہور اَصْحٰبُ الْحِجْرِ حجر اسم واد تسکن فیہا قوم ثمود ۔ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ سے مراد معبودان کے ہیں ۔ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ پس منہ پھیر تو ان سے منہ پھیرنا اچھا وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ اے لاظہار الحق سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ اے الآیات وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ مقر و عظیم اے سورہ فاتحہ ۔ یہی قول رسول صلعم کا ہے لَا تَمُدَّنَّ نہ خیال کر ۔ اَزْوَاجًا قسمے وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ یعنی انکے نہ ایمان لانے پر كَمَآ اَنْزَلْنَا الخ اے نزل علیہم کما انزلنا علی الْمُقْتَسِمِيْنَ الخ اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ یعنی ٹکڑے ٹکڑے اور مراد ان سے وہ ہیں جنہوں نے صلاح کی تھی کہ مکے کی گلیوں میں بیٹھ کر لوگوں کو رسول صلعم کی طرف جانے دیں اور گمراہ کریں اَلَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ الخ پانچ آدمی علیحدہ تھے جو کہ رسول اللہ صلعم کو ضرر دیتے تھے ان میں ولید بھی تھا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ یہ وعدہ ہے عذاب کا اس آیت کے بعد یہ بھی ہلاک کئے گئے تھے ۔ اور اِنَّا كَفَيْنٰكَ سے وعدہ شروع ہوا ہے حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ یعنی یہ کہ عبادت کرتا اس حد تک کہ انکو عذاب مل جاوے اور تو دیکھے یا خود تو فوت ہو جائے اس حد تک عبادت اللہ تعالیٰ کی کر ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ نحل مکیہ

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ حجر میں فرمایا کہ ہاں تو پھر افسوس کروگے عذاب کے وقت کہ ہم نے ایمان کیوں نہ لایا تھا اس سورت میں بیان کیا جاتا ہے کہ عذاب الٰہی آیا سمجھو جلدی نہ کرو ۔ پھر وعدہ اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ

ے ذکر کیا گیا ہے (حاصل سورۃ) پہلے تو دعویٰ سورت کا ذکر کیا گیا۔ پھر اسی دعوے کے متعلق سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ سے لیکر
لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاتَّقُوْنِ تک بیان کیا کہ شرک نہ کرو اچھا ہوگا یہی سبب ہے تم پر عذاب آنے کا تم کہتی ہو اس کی نبوت کیوں آئی۔ اللہ تعالیٰ
کی مرضی ہے جن پر دعویٰ اصلی توحید نازل کرے اپنے بندوں میں سے۔ اس جگہ تک تمام ذکر مدعی سورت اور اس کے متعلق کلام تھی
حاصل یہ ہے کہ تم شرک کرتے ہو اور رسول کی تکذیب کرتے ہو دونوں باتیں بیجا کرتے ہو۔ اور عذاب کو مانگتے ہو ان دو علتوں کی
وجہ سے عذاب آیا سمجھو۔ (نوٹ) جب عذاب الٰہی آنے کا وقت تھا لہٰذا اس سورت میں دلائل توحید کے عقلیہ اور نقلیہ اور وحی
بھی تمام بیان کی گئیں۔ اور دلائل عقلیہ زیادہ لائی گئی ہیں۔ (نوٹ دیگر) دلائل عقلیہ میں ثبوت دو مدار کا ہوگا ایک سب کچھ
کرنے والا وہی ہے اور جاننے والا وہی ہے۔ اور ان میں پہلا دعویٰ علت ہے واسطے دوسرے دعوے کے۔ لہٰذا دلائل بیان کرنے
میں بھی پہلے دلائل پہلے دعوے کے متعلق ہونگے پھر دوسرے دعوی کے متعلق پھر ثمرہ بیان کیا جاوے گا دونو مدار کا (۱) پہلے
دعوے کے متعلق بیان کیا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے لے کر وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ تک حاصل یہ ہے آسمان زمین بھی اس نے پیدا
کئے واسطے اظہار حق کے اور اسی طرح انسان کو پیدا کیا۔ اور چار پاؤں کو پیدا کیا جو ان سے تم نفع اٹھاتے ہو۔ ان دلائل سے ثابت
معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ہے اسی واسطے اس کو درمیان میں ذکر کیا گیا۔ پھر دلائل کے بعد فرمایا وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ
السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ یعنی دلائل بیان ہوچکے توحید کے اور یہی توحید کا رستہ سیدھا ہے۔ اور ان دلائل
کو دیکھ کر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ خالق ہر ایک کا اللہ تعالیٰ ہے اس رستہ کے سوا باقی راستے ٹیڑھے ہیں یعنی شرک اور کفر ہیں۔ اور
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی تو تمام کو ہدایت کر دیتا اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ
لَهَا خٰضِعِيْنَ لیکن دلائل بیان کئے آزمائش کیواسطے آیا ان دلائل کو دیکھ کر کون ایمان لاتا ہے۔ اور کون نہیں لاتا (۲)
پھر دوسری دلیل عقلی هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ سے لے کر وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ تک پہلے
دعا کیواسطے بیان کی پہلے تو یہ فرمایا تھا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ اب یہ بیان فرمایا کہ تم کو پیدا کر کے تمہارے نفع کیواسطے
اشیاء مذکورہ پیدا کئے گئے ہیں اور ہر ایک کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ ذرہ خیال کرو ہر ایک میں آیات دالہ علی التوحید ہیں پہلے
دلیل کے ساتھ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ بیان کیا۔ دوسری دلیل کے ساتھ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ
سے بیان کیا اور تیسری دلیل کے ساتھ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ بیان فرمایا اور چوتھے کیساتھ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ بیان کیا۔ پس جب دلائل
پہلے مدار کے بیان کئے گئے تو اس کے بعد اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ سے بیان کیا گیا کہ تم کو معلوم ہوگیا ہوگا ان دلائل
سے اب کچھ پیدا کرنے والا وہی ہے۔ جب اللہ ہی ہوا تو اس کا شریک کون بن سکتا ہے۔ پھر آخر میں اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ فرمایا کہ تم کو کس
طرح بیان کیا جاتا ہے پھر بھی تم نصیحت قبول نہیں کرتے ہو پھر ساتھ ہی اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا فرمایا کہ یہ انعام مذکور بطور
تمثیل بیان کئے گئے ہیں اگر تم خود انعام الہیہ کا شمار کرو تو نہ کر سکو گے پھر بھی تم اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہو۔ اسجگہ تک تو پہلے دعوے
کے متعلق دلائل اور کلام لائے گئے ہے۔ آگے دوسرے دعوے کے متعلق (۳) وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ دلیل بیان کی

کہ پوشیدہ اور ظاہر سب کو وہی جاننے والا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ غیر کو عالم لکل شئی جاننا شرک فی الصفات ہوگا۔ جب دو نو مدعا کیواسطے
دلائل عقلیہ بیان ہو چکے تو ثمرہ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ تک بیان کیا گیا یعنی جب عالم لکل شئی و قادر علی کل شئی
وہی ہوا ہو تو غیر کو پکارنا قضاء حاجات میں ایمان سے بعید ہے۔ اس سے بچو اور صرف اس کو پکارو۔ پس جب دلائل مدعا کیواسطے اور
ثمرہ بھی بیان ہو چکا تو اصلی مدعا کو ذکر کیا گیا اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ یعنی وہی ہے پکارنے کے لائق غیر کو مت پکارو۔ پھر مدعا کو ذکر کر کے
فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ سے لے کر اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ تک تخویف بیان کی گئی۔ لیکن اس عنوان سے کہ دلیل توحید بھی بیان
ہو جائے۔ (نوٹ) وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ یہ آیت ان کے حق میں
آئی ہیں جو کہ مرے ہوئے بزرگوں کو پکارتے ہیں (شاہ عبد القادر از موضح القرآن) حاصل یہ ہے کہ جو لوگ اس دعوی کو نہیں
مانتے بلکہ سرکشی کرتے ہیں اللہ انکو خوب جان رہا ہے پس جب دلائل اور مدعا کے متعلق کلام پوری بیان ہو چکی اور یہ بحث ختم ہوگئی
اب شکوے ذکر کیئے گئے۔ پہلے وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ سے لے کر قَالُوْٓا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ تک شکوہ کیا گیا اور لِیَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ سے لے کر اَلَا
سَآءَ مَا یَزِرُوْنَ تک تخویف اخروی بیان کی۔ حاصل یہ ہے کہ اگر ان کو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے کیا نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ
کہانیاں ہیں۔ اچھا عاقبت اس کہنے کی یہ ہوگی کہ آخرت میں گناہوں کا بوجھ سر پر اٹھائیں گے اور قَدْ مَكَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
سے لے کر مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ تک تخویف دنیوی بیان کی گئی اور ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ سے لے کر وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ تک
تخویف اخروی بیان کی گئی۔ اور اس کے بعد الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ سے لیکر فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ تک ادخال الٰہی ہے
اور ماقبل کے ساتھ متعلق نہیں ہے کیونکہ پہلے تو ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ سے لے کر عَلَى الْكٰفِرِیْنَ تک اللہ تعالی نے بیان کیا کہ قیامت
میں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح کلام کریں گے۔ اور الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ سے اللہ تعالی نے علیحدہ بیان فرمایا کہ
ظالموں یعنی مشرکوں کا ایسا حال ہوگا اور یہ الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ایک دوسرے کو نہ کہیں گے یہ علیحدہ کلام ہے۔ حاصل یہ ہے
کہ پہلے ادخال الٰہی بتلایا گیا کہ آپس میں ایسی کلام کریں گے اور الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمْ سے بیان نہیں کیا گیا بلکہ علیحدہ ہے۔ پس فَلَبِئْسَ مَثْوَى
الْمُتَكَبِّرِیْنَ تک تو کفار کے متعلق کلام تھی۔ اب اس کے مقابلے وَقِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا سے لے کر بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک مومنوں
کے واسطے کلام لائی گئی وَقِیْلَ لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا سے لیکر كَذٰلِكَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَ تک مقابل وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ
رَبُّكُمْ کے لائی گئی ہے۔ اور وَالَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ سے لیکر بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک ادخال بیان ہے متقین کا۔ حاصل یہ ہے
کہ کلام کفار والی کفار کیواسطے شکوہ اور تخویف دنیوی اور اخروی ہے اور کلام مومنوں والی ان کے واسطے بشارت ہے۔ اور هَلْ
یَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِیَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ سے لے کر وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ تک تخویف دنیوی بیان کی گئی یعنی باوجود
اتنے دلائل کے یہ بھی مثل پہلوں کے عذاب مانگتے ہیں۔ ان پر بھی ڈالا جائے گا۔ جیسا کہ ان پر ڈالا گیا تھا۔ پھر قَالَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا سے
لے کر اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ تک شکوہ کیا گیا کہ ہم نے تو اتنے دلائل دیکر ثابت کر دیا کہ غیر کی عبادت نہ کرو یعنی غیر کو نہ پکارو۔ اور یہ حمق
ان دلائل کے مقابلہ میں یہ کہتے ہیں کہ اگر اللہ کی مرضی ہوتی تو ہم کو غیر کی عبادت اور تحریم لغیر اللہ نہ کرنے دیتا۔ (نوٹ) اس شکوے

سے پہلے شرک فی العبادۃ و دعا لغیر اللہ کی نفی کیواسطے دلایل بیان ہوتے آئے اب اس جگہ سے شرک فی العبادۃ اور شرک فعلی کی نفی دونوں کی کلام شروع کی گئی ہے۔ اب اس کے بعد آخر سورت تک شرک فعلی کے متعلق بھی کلام لائی گئی اور اس کے سواء دو دفعہ شرک فعلی کے متعلق کلام آئے گی اور پھر ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ سے لے کر کیف کان عاقبۃ المکذبین تک کا حاصل یہ ہے کہ اللہ نے ہر امت میں رسول ارسال کئے ہیں اور یہی حکم دیا ہے کہ ان کو بتلاؤ کہ عبادۃ غیر اللہ کی مت کرو تمہارا کہنا لوشاء اللہ ما عبدنا من دونہ غلط ہے تم اپنے سابقوں کی عاقبت دیکھو ان کے ساتھ کیا حال ہوا۔ اور پھر ان تحرص علی ھداھم سے لے کر ما لھم من ناصرین تک نبی علیہ السلام کو کہا گیا کہ ان پر مہر جباریت کی لگ گئی ہے۔ انکے ایمان لانے میں طمع نہ کرو۔ ع

این نہ جبر و معنی جباریست ال

اور پھر واقسموا باللہ جھد ایمانھم سے لا یبعث اللہ من یموت تک شکوہ کیا گیا کہ عبادت بھی غیر اللہ کی کرتے ہیں۔ اور غیر اللہ کو متصرف مانتے ہیں علاوہ اس کے کہتے ہیں کہ حشر نشر بھی کوئی نہیں ہے پھر ان کی کلام لا یبعث اللہ کو بلی وعدا علیہ حقا ولکن اکثر الناس لا یعلمون سے رد کر کے لیبین لھم سے لے کر انھم کانوا کاذبین تک علت بعث بتلائی گئی بطور تخویف۔ پھر انما قولنا لشیء اذا اردناہ ان نقول لہ کن فیکون ان کی کلام کو رد کیا گیا یعنی قول ان کا کہ لن یبعث اللہ من یموت کو یعنی بعث کوئی مشکل نہیں۔ صرف کلمے کن سے پیدا کرتا ہے کنایہ ہے جلدی پیدا کرنے سے اور لیبین سے علۃ بعث کی بتلائی گئی والذین ھاجروا سے لے کر وعلی ربھم یتوکلون تک مقابلے کفار کے مومنوں کو بشارت دیگئی وما ارسلنا من قبلک الا رجالا سے لے کر ولعلھم یتفکرون تک شبہ کا جواب دیا گیا کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم اس واسطے دعوی توحید کو نہیں مانتے کہ یہ تو انسان ہے اگر ملائکہ بتانے والے آتے تو ہم مان لیتے اس کا جواب دیا گیا کہ ہم پہلے بھی انسان کو رسول بھیجتے رہے اہل الذکر سے پوچھو تو سہی۔ پھر شبہ دور کر کے افامن الذین مکروا سے علی تخوف تک تخویف دنیوی بیان کی گئی۔ پھر متصل اس کے فان ربکم لرؤف رحیم سے تخویف بیان کرنے کی علت بیان کی گئی کہ وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی رؤف اور رحیم یعنی مہربان ہے شاید کہ کوئی مان لے اور عذاب الہی سے بچ جائے۔ اب اس جگہ تک پہلے دلائل توحید مع ثمرہ کے بیان کرکے پھر اس کے متعلق شکوہ وغیرہ بیان کئے گئے۔ پھر اس بحث کا اعادہ یعنی دلائل توحید مع ثمرہ کے بیان کئے جاتے ہیں (۴) پہلے اولم یروا الی ما خلق سے لیکر ویفعلون ما یؤمرون تک دلائل عقلیہ توحید پہلے دعوی کے متعلق بیان کئے گئے حاصل یہ ہے کہ سب کچھ اللہ کے حکم کے تابع ہیں کوئی معبود بننے کے لائق نہیں ہے اس دلیل میں من شیء واسطے استغراق کے ہے پھر قال اللہ لا تتخذوا الٰھین سے لے کر فایای فارھبون تک ثمرہ بیان کیا گیا دلائل کے بعد۔ حاصل یہ ہے کہ دو خدا نہ بناؤ یعنی غیر اللہ کو معبود نہ بناؤ۔ (۵) اور پھر ولہ ما فی السموات والارض ولہ الدین واصبا سے دلیل توحید پہلے دعوی کیواسطے بیان کی گئی۔ اور ساتھ ہی دلیل کے بعد افغیر اللہ تتقون سے زجر کی گئی۔ اور پہلی دلیل کے بعد ثمرہ بیان کیا گیا تھا۔ اب زجر کی گئی۔ حاصل یہ ہے کہ ضروری تو یہ تھا کہ تم اللہ سے ڈرتے اور غیر اللہ کو معبود نہ بناتے اور ان سے نہ ڈرتے۔ اور پھر وما بکم من نعمۃ سے لیکر وھم یشرکون تک متعلق افغیر اللہ تتقون کے بطور زجر بیان

کیا گیا کہ دلائل تمہی بیان ہو چکے پھر بھی غیر اللہ سے ڈرتے ہو حالانکہ منعم ہر ایک کا اللہ ہے اور تم بھی وقت سختی کے اس کو بلاتے ہو۔
وقت زوال سختی کے اسی کے شریک بنانے لگ جاتے ہو۔ یوں تو نہ چاہئے تھا۔ اور پھر لیکفروا بما اٰتینٰھم سے لے کر فسوف تعلمون
تک تخویف بیان کی گئی ہے یعنی شرک کرنے کی عاقبت تو کفر ہی ہے جزا اس کی قریب دیجائے گی۔ اور پھر یجعلون لما لا یعلمون نصیبا
سے شکوہ کیا گیا یعنی غیر کو متصرف و فاعل بناتے ہو اور ان کے واسطے تحریمات اور نیازات کرتے ہو (نوٹ) یہ دوسری بار شرک فعلی کا
ذکر آیا ہے اور ساتھ اسکے تاللہ لتسئلن عما کنتم تفترون سے زجر کی گئی کہ ضرور اللہ تعالیٰ تم کو اس شرک فعلی کے متعلق پوری جزا دیگا۔
اور پھر یجعلون للہ البنات متعلق یجعلون لما لا یعلمون سے لے کر ما یشتھون تک دوسرا شکوہ کیا گیا ہے پھر واذا بشر احدھم
بالانثیٰ سے لے کر الا ساء ما یحکمون تک متعلق یجعلون للہ البنات کے بطور الزامی جواب کے بیان کیا کہ اے احمقو اللہ کے
واسطے تم نے بنات بنائے ہیں۔ حالانکہ اگر ہسبات کی خبر تم کو دیجائے تو تم نہایت حیا کرتے ہو۔ اور للذین لا یؤمنون بالاٰخرۃ
سے لے کر وھو العزیز الحکیم تک متعلق ما قبل کے دیا اور حاصل نکالا گیا کہ اللہ کیواسطے صفتیں اعلیٰ ہیں اور تمہارے واسطے مذمتیں ہیں
اور پھر ولو یؤاخذ اللہ الناس سے لیکر لا یستقدمون تک تخویف بیان کی گئی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ حد سے
بڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی بھاگ نہیں سکتا سب اس کے قبضے میں ہیں اجل معین تک ہر ایک کو مہلت دیجا رہی ہے۔ اور بعد اس کے
یجعلون للہ ما یکرھون سے لے کر ان لھم الحسنیٰ تک اعادہ یجعلون للہ البنات الا کا کیا گیا اور اس میں کذب کا بیان کیا گیا۔
ان لھم الحسنیٰ سے یعنی کذب یہ ہے کہ وہ اپنے واسطے حسنیٰ نسبت کرتے ہیں۔ پھر شکوہ کو اعادہ کرکے لا جرم ان لھم النار سے
لے کر مفرطون تک تخویف اخروی بیان کی گئی۔ اور پھر تاللہ لقد ارسلنا سے لے کر ھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون تک تسلی
نبی علیہ السلام کو دی گئی۔ اور درمیان میں فزین لھم الشیطان اعمالھم فھو ولیھم ولھم عذاب الیم سے تخویف بیان کی گئی حاصل
تسلی کا یہ ہے کہ نبی علیہ السلام تجھ سے پہلے بھی نبی بھیجے گئے ہیں لوگوں نے ان کی تکذیب بھی کی تھی اور تجھکو بھی بھیجا گیا ہے کہ لوگوں
کو توحید کی تبلیغ کر دے خواہ تسلیم کریں خواہ نہ کریں۔ ع

ہیچ مارا با قبولی کار نیست

پھر واللہ انزل من السماء ماء سے لے کر ورزقکم من الطیبات تک دلیل توحید کی پہلے دعویٰ کے واسطے بیان کی گئی۔ اس دلیل میں
رزق کی تفصیل کی گئی ہے کہ ہر قسم کا رزق اور انعام اللہ دیتا ہے اور دو دفعہ زجر کی گئی ہے ایک دفعہ درمیان میں افبنعمۃ اللہ یجحدون
سے اور اس دلیل میں واللہ فضل بعضکم سے لے کر فھم فیہ سواء تک ایک تمثیل بیان کی گئی ہے واسطے توحید اور بطلان معبود باطلہ کے
اور اس میں فما الذین۔ ما نافیہ سے فھم فیہ سواء مرتب ہے برادی رزقھم پر حاصل یہ ہوگا کہ جس طرح خداوند نے غلام کو مالک سے
قلت مال میں متفاوت کر دیا ہے تاکہ برابر نہ ہو جائے اسی طرح علم کل تمیٔ نہ دینے سے تفاوت بین المالک الحق والباطل کر دیا ہے
تاکہ معبود باطل شریک نہ بنجائیں۔ اور دوسری دفعہ دلیل کے بعد افبالباطل سے لے کر ولا یستطیعون تک حاصل یہ ہے کہ انعام سب
اللہ تعالیٰ نے کئے ہیں ان انعامات کو دیکھ کر پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔ کہ دوسروں کو رازق جانتے ہو۔ فلا تضربوا للہ الامثال ان

یعلم واَنتم لا تعلمون سے زجر کرنے کے بعد متعلق یجعلون للہ البنات سبحٰنہ ولہم ما یشتہون لایا گیا بعد دلائل توحید کے اور زجر کے پھر اعادہ یجعلون للہ البنات والے شکوہ کا دوبارہ اعادہ کیا گیا ہے یعنی تم یہ مثالیں اللہ کے حق میں بیان کرتے ہو یہ نہ کرو تم کو ان امور کا کچھ علم نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کو سب کا علم ہے اور یا یہ علیحدہ جواب ہے سوال کا۔ اور ضرب اللہ مثلاً سے لے کر وھو علی صراط مستقیم تک متعلق فلا تضربوا للہ الامثال کے لایا گیا یعنی اپنے واسطے اور اللہ کے واسطے مثالیں بیان کرتے ہیں تم یہ مثالیں بیان نہ کرو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے واسطے اور تمہارے معبودوں کے واسطے دو مثالیں بیان کرتا ہے (پہلی مثال) ضرب اللہ مثلاً عبداً مملوکاً سے یکون عبداً مملوکاً سے لے کر بل اکثرھم لا یعلمون تک بیان کی گئی۔ یعنی ایک شخص مملوک کسی چیز پر قادر نہیں اور دوسرا ہے جو کہ خود مالک ہے اور خرچ کرتا ہے آیا دونوں مساوی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ مالک ہے اور معبود باطل مملوک ہیں دونوں کس طرح مساوی بن سکتے ہیں (دوسری مثال) ضرب اللہ مثلاً رجلین سے لے کر وھو علی صراط مستقیم تک بیان کی گئی ہے یعنی ایک شخص مملوک ہے اور بہرا بھی ہے لا یقدر علی شیء وھو کل علی مولٰہ اس کی صفتیں ہیں یعنی کسی چیز پر قادر نہیں اور بار ہے مولیٰ پر اور دوسرا شخص اس کے مقابلے میں بہرا نہیں بلکہ آمر بالعدل ہے۔ اور لا یقدر علی شیء وھو کل علی مولٰہ کے مقابل وھو علی صراط مستقیم ہے آیا یہ دو برابر ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ہیں معبود باطل مقابلے اللہ تعالیٰ کے یعنی لا یقدر الخ سے وہی مراد ہیں۔ اور راستہ سید ھا بھی انکی طرف نہیں جاتا۔ کیا اب یہ دو برابر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں جب دلائل کی تفصیل کی گئی اور مثالیں بھی بیان ہو گئیں تو پھر دوسری جز دلیل کی بیان کی یعنی کرنے والا بھی وہی ہے اور علم غیب خاص اسی کو ہے یعنی کنجی غیب کی اسی کے ہاتھ میں ہے۔ ثمرہ ان کا یہ ہے کہ غیر کو مت پکارو۔ وہ دوسری جز یہ ہے للہ غیب السمٰوٰت والارض اور دوسرے دعوی کے متعلق بیان کیا گیا یعنی اسی کو غیب کا علم ہے اور پھر وما امر الساعۃ سے لے کر ان اللہ علی کل شیء قدیر تک تخویف اخروی بیان کی گئی یعنی اللہ تعالیٰ حشر پر قادر ہے کیونکہ وہ ہر شی کے پیدا کرنے پر قادر ہے (۲) پھر واللہ اخرجکم من بطون امہاتکم سے لے کر لعلکم تسلمون تک دلیل توحید واسطے دعویٰ اول کے لائی گئی۔ پہلی دلیل میں رزق کا بیان تفصیل وار کیا گیا تھا اور اس میں باقی انعام بتلائے ہیں۔ (نوٹ) دلائل عقلیہ توحید کے اس جگہ ختم ہو گئی ہیں فائدہ کیا وجہ ہے کہ دلائل عقلیہ اکثر پہلے دعویٰ کے واسطے لائی جاتی ہیں۔ اور دوسرے دعویٰ کے واسطے اکثر نہیں لائی جاتیں۔ وجہ یہ ہے کہ جب پہلا دعویٰ ثابت ہو جائے تو دوسرا خود بخود ہو جاتا ہے پس جب دلائل توحید کے عقلیہ ختم ہو گئیں تو بعد میں فان تولوا فانما علیک البلاغ سے فرمایا کہ اتنے بیانات کے بعد بھی اگر نہیں مانتے تو تنگ نہ ہو ان پر۔ کیونکہ تیرے پر جس تبلیغ تھی وہ تو نے کر دی ہے۔ پھر اس کے متعلق یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونہا واکثرھم الکافرون سے فرمایا کہ جو انعام دلائل توحید یہ میں ذکر کئے گئے ہیں ان کو جانتے ہیں لیکن پھر بھی انکار کرتے ہیں۔ یعنی ایسے اعمال کرتے ہیں جو دال بر انکار ہوتے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ قہر جباریت ان پر جاری گئی ہے ان کی حرکتوں کے سبب سے۔ پھر ویوم نبعث من کل امۃ شہیداً سے لے کر وجئنا بک علی ھٰؤلاء شہیداً تک متعلق ثم ینکرونہا واکثرھم الکافرون کے ہے اس میں تین امور بیان کئے گئے اور تمام تخویف اخروی ہے (۱) ویوم نبعث من کل امۃ شہیداً سے لے کر ولا ھم ینظرون تک متعلق

ہے یُنکِرُونَہَا وَاَکثَرُھُمُ الکٰفِرُونَ کہ ۔ بیان کیا گیا اب دنیا میں تو انکار کرتے ہیں اور کفر کرتے ہیں قیامت میں ان پر
گواہ لائیں گے اور عذاب توبہ سے نہ دفع ہوگا۔ (۲) دوسرا امر وَاِذَا رَاَی الَّذِینَ اَشرَکُوا سے لے کر بِمَا کَانُوا یَفتَرُونَ تک شرح
بیان کیا گیا ۔ یَومَ نَبعَثُ مِن کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیدًا کا یعنی جب قیامت میں ہر ایک امت سے شہید لائیں گے اس وقت شرک کرنے
والے اپنے معبودوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ ان کی عبادت ہم کرتے تھے اور وہ جواب میں کہیں گے مَا دَعَونَاکُم اِلٰی عِبَادَتِنَا اور
یہی جواب میں کہیں گے فَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیدًا بَینَنَا وَبَینَکُم اِن کُنَّا عَن عِبَادَتِکُم لَغٰفِلِینَ (یونس) اور یہ کاذب تھے اور ان
رب کے عاجزی کرینگے (۳) الَّذِینَ کَفَرُوا وَصَدُّوا سے لے کر بِمَا کَانُوا یَفتَرُونَ تک تخویف بیان کی گئی اور پھر یَومَ نَبعَثُ فِی
کُلِّ اُمَّۃٍ سے کر شَہِیدًا عَلٰی ھٰٓؤُلَاءِ تک اعادہ کیا گیا یَومَ نَبعَثُ مِن کُلِّ اُمَّۃٍ شَہِیدًا کا اور اعادہ میں یہ زیادتی کی گئی مِن اَنفُسِہِم
وَجِئنَا بِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَاءِ شَہِیدًا یعنی خود ان کے نفسوں سے شاہد لائیں گے یعنی انکے ہاتھ اور پاؤں کو اور تجھ کو اے رسول ان
کفار مکہ پر شاہد لائیں گے جتنی مدت ان میں رہے ہیں بقرینۃ الحدیث من المسلم فی باب فضیلۃ القرآن من ابن مسعودؓ عن رسول
اللہ صلعم جئنا بک شہیدا علی ہؤلاء مادمت فیہم (مسلم صفحہ ۲۷۰ مصری) جب دلائل عقلیہ توحید اور تخویفات بھی بیان ہوگئے۔ اب اہل تا
توحید کے واسطے دلیل وحی لائی گئی ۔ وَنَزَّلنَا عَلَیکَ الکِتٰبَ تِبیَانًا لِّکُلِّ شَیءٍ وَّھُدًی وَّرَحمَۃً وَّبُشرٰی لِلمُسلِمِینَ یعنی ہم نے تیرے اوپر
یہ قرآن نازل کیا ہے تو اپنے نفس سے نہیں کہتا ۔ اور یہ بیان ہے ہر شے ضروری کے واسطے (از تفسیر ابو السعود) کیونکہ بعض اشیاء قرآن
میں صراحۃً بیان کی گئیں ہیں اور بعض بالحوالہ الی لسان الرسول صلعم کی گئیں ہیں بس جب دلائل عقلیہ اور دلیل وحی بھی بیان ہو
گئی تو اس کے بعد اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالعَدلِ وَالاِحسَانِ سے لے کر وَلَنَجزِیَنَّھُم اَجرَھُم بِاَحسَنِ مَا کَانُوا یَعمَلُونَ تک ایک مضمون
لایا گیا یعنی یہ قاعدہ ہے قرآن شریف کا کہ جس وقت تخویف دنیوی و اخروی دے تو اس کے دفیعہ کا علاج یہ بتلایا جاتا ہے کہ احسان
کرو اور ظلم نہ کرو لہذا اس قانون موجب پہلے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالعَدلِ وَالاِحسَانِ وَاِیتَاءِ ذِی القُربٰی وَیَنہٰی عَنِ الفَحشَاءِ
وَالمُنکَرِ وَالبَغیِ یَعِظُکُم لَعَلَّکُم تَذَکَّرُونَ تو احسان کرنیکا حکم فرمایا اَوفُوا بِعَہدِ اللّٰہِ سے لے کر وَلَتُسئَلُنَّ عَمَّا کُنتُم تَعمَلُونَ کہہ دیا بیان
کیا کہ اپنے عہدوں کو پختہ کرکے پھر توڑا نہ کرو ۔ جو عہد رسول کے ساتھ کئے تھے کہ ہم ایمان پر پختہ رہیں گے ۔ پھر ایک تمثیل ایک عورت
کی بیان کی گئی کہ صبح سے شام تک وہ سوت کاتی جاتی تھی پھر سب کاتے ہوئے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی تھی تم اسی طرح اپنے
عہدوں کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کرو ۔ پھر بیان کیا گیا کہ وجہ نقض عہد کثرت مال کفار ہے ۔ پھر اس کے بعد علت بیان کی گئی کثرت مال
کفار کی اِنَّمَا یَبلُوکُمُ اللّٰہُ ہے یعنی کفار کا مالدار ہونا محض آزمائش ہے ان کو دیکھ کر اپنے عہدوں کو نہ توڑو (نوٹ) عہدوں سے
مراد وہ ہیں جو کہ رسول صلعم کے ساتھ وقت ایمان لانے کے کرتے تھے کہ ہم ایمان پر پکے رہیں گے او انفاق فی القتال اور قتال کریں گے
اور تمام عہد مراد نہیں ہیں کیونکہ اگر تمام مراد لئے جائیں تو اس کے بعد مَن کَفَرَ بِاللّٰہِ مِن بَعدِ اِیمَانِہٖ سے تخویف اس کے مناسب نہیں
ہوتی اور پھر وَلَا تَتَّخِذُوا اَیمَانَکُم دَخَلًا بَینَکُم سے پھر اعادہ مسئلہ سابق کا کیا گیا ۔ اور پھر آخر میں مَا عِندَکُم یَنفَدُ وَمَا عِندَ اللّٰہِ بَاقٍ
سے دوسرے علت بیان کی گئی کہ دنیا کی طرف خیال نہ کرو یعنی دنیا فانی ہے بلکہ اعمال حسنہ کرو وہ کام آئیں گے ۔ حاصل تمام کا یہ ہے

نوٹ ۔ جس جگہ بیان آتا ہے کہ دنیا سے دھوکا نہ کھاؤ وہاں تین امور بیان ہوتے ہیں ۔ ایک تو یہ کہ دنیا قلیل ہے دوسرا دنیا میں عذاب ملتا ہے اور تیسرا آخرت میں بھی عذاب ملے گا ۔ اس جگہ پہلا امر مَاعِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَاعِنْدَ اللهِ بَاقٍ سے بیان کیا گیا ۔ دوسرا امر وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ سے بیان کیا گیا ۔ اور صراحۃً نہیں ہے ۔ اور تمام امروں کا ذکر کرنا ضروری نہیں ہے جب قاعدہ کے متعلق بحث ختم ہوئی پھر وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ سے لے کر وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ تک متعلق وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ کے لایا گیا یعنی قرآن تیرے پر نازل کیا لیکن پڑھنے کے ابتدا میں تعوذ من الشیطان ضرور کیا کر و کیونکہ یہ وسوسے ڈالتا ہے اگرچہ تیرے پر اس کا غلبہ تو نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ یہ وعدہ الٰہی ہے ۔ کہ غلبہ شیطان کا اپنے بندوں پر نہیں ہونے دیتا ۔ اور مشرکوں پر کرنے دیتا ہے ۔ پھر اس دلیل وحی کے متعلق وَاِذَا بَدَّلْنَا اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ سے لے کر وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ تک وغیرہ شبہات کیا گیا یعنی تیرے پر قرآن نازل کیا ہے اور کفار یہ شبے کریں گے ۔ شبہ اول کے متعلق وَاِذَا بَدَّلْنَا اٰيَةً سے لے کر وَبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ تک بیان ہے جواب قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ سے لیکر وَبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ تک ہے یعنی یہ کلام تو میں نے اپنے نفس سے نہیں کہی کیونکہ یہ انسان کی طاقت سے باہر ہے بلکہ یہ تو بواسطہ جبرائیل علیہ السلام کے امر کی طرف سے نازل ہوئی ہے ۔ حق کے ساتھ اور دوسرے شبہ کا بیان وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ سے لے کر وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ تک ہے ۔ شبہ یہ ہے کہ کفار کہتے تھے کہ ایک لوہار جس کا نام بلعام تھا وہ اس کو یہ کلام بتلا جاتا ہے اس کا جواب لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ سے دیا گیا یعنی وہ لوہار جس کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں وہ تو عجمی ہے اور یہ کلام عربی ہے یہ اس کی کلام کس طرح ہو سکتی ہے ۔ پھر اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللهِ سے لے کر اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی واسطے کفار کے کہ یہ شبے کرتے ہیں اور نہیں مانتے یہ محض کاذب ہیں ۔ اب اس جگہ دلیل وحی کے متعلق بیان ختم ہو گیا پھر مَنْ كَفَرَ بِاللهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ سے لے کر اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ تک متعلق تَتَّخِذُوْنَ اَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ کے لایا گیا ۔ اور تخویف بیان کی گئی ہے ۔ یعنی جو وعدے پھر توڑتے ہیں ان پر غضب اللہ کا ہے کیونکہ دنیا کو آخرت کے مقابلے میں پسند کر لیا ہے اور آخرت میں بھی نقصان والے ہونگے پھر ساتھ ہی ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ سے لے کر وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ تک مومنوں کے واسطے بشارت ذکر کی گئی اور اس جگہ ثُمَّ واسطے تعقیب ذکری کے ہے کیونکہ تراخی کے واسطے نہیں بن سکتا ۔ اب اس جگہ دلیل نقلی اور اس کے متعلق قاعدے کا بیان اس جگہ تک مکمل بیان ہو چکا ۔ لہٰذا ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا سے لے کر وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ تک متعلق ابتداء سورۃ کے یعنی اَتٰٓى اَمْرُ اللهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ کے لایا گیا یعنی ابتداء میں تو یہ کہا گیا عذاب اب ڈالتا ہوں ۔ اور اس جگہ یہ بیان کیا گیا ترقی کر کے ۔ میں نے ان مکے والوں پر عذاب ڈال دیا ہے ۔ اول پہلے مکے والے فراخی رزق میں تھے اور رزق کشادہ تھا اور اب ان پر قحط ڈالا گیا ۔ اور رزق کی تنگی کیگئی بوجہ نہ ماننے رسول کے اور نہ ماننے دعویٰ توحید کے ۔ اور پھر فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ سے لے کر لِتَفْتَرُوْا عَلَى اللهِ الْكَذِبَ تک متعلق ضَرَبَ مَثَلًا کے لایا گیا یعنی ان پر عذاب تو اس وجہ سے ڈالا گیا کہ غیر کو پکارتے تھے اور تحریمات اور نیازات غیر اللہ دیتے تھے لہٰذا ان کے واسطے تو یہ ضروری تھا کہ ایک اللہ کو پکارتے اور حلال کھاتے اور حرام سے بچتے ۔ اس میں فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ سے لیکر

۳ اور تیسرا امر لیبلوکم اللہ بہ ولیبین لکم یوم القیامۃ ما کنتم فیہ تختلفون سے بیان کیا گیا ۔ اور

اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ تک تحریمات لغیر اللہ کا بیان ہے۔ اور اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُہِلَّ لِغَیْرِ
سے نیازات لغیر اللہ کا بیان کیا گیا اور پھر ھٰذَا حَلَالٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ دونوں پر مرتب کیا گیا علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب کیونکہ تحریم
لغیر اللہ حلال ہیں اور نیازات غیر اللہ حرام ہیں جب دونو مسئلے مقصودی ٹھہرے تو انما کا معنی پختگی والا ہوگا اور ما والا نہ ہوگا۔ نوٹ
یہ تیسری بار ہے نفی شرک فعلی کی۔اور پھر اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ سے لے کر وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ تک تخویف بیان کی گئی
جو افتراء علی اللہ کرے یعنی اپنے نفس سے تحریمات وغیرہ کرے اس کے واسطے عذاب ہی پھر وَعَلَی الَّذِیْنَ ھَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا
عَلَیْکَ سے لے کر وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَہُمْ یَظْلِمُوْنَ تک بیان ہے کہ یہ تحریم انعام کی غلط ہے بیشک واسطے سزا دینے یہود
کے کچھ حرام کر دیئے تھے۔اور پھر اس کے بعد ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ سے لے کر غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک بشارت ذکر کی گئی اور یہ بھی متعلق ہے ضَرَبَ
اللّٰہُ مَثَلًا کے ساتھ یعنی اب بھی بعد عذاب دینے کے جو توبہ کرے اور شرک وغیرہ نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا
یعنی عذاب تو اللہ تعالیٰ نے ڈال دیا ہے اگر اب کوئی تائب ہو جائے تو بھی منظور ہے جب اس جگہ تک دلائل عقلیہ اور دلیل وحی تمام
ہو گئیں تو اب اِنَّ اِبْرَاہِیْمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا سے لے کر وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ تک دلیل نقلی بیان کی گئی جب کہ ابتدا سورۃ
سے اسجگہ تک شرک اعتقادی اور شرک عملی کی نفی آئی لہٰذا دلیل نقلی بھی دونو کے نفی کے واسطے لائے گئے۔حاصل یہ ہے کہ کچھ
ابراہیم علیہ السلام میں نہ شرک اعتقادی تھا اور نہ شرک فعلی تھا۔اور ہم نے تیری طرف بھی وحی کی ہے کہ شرک کسی قسم کا نہ کرنا بلکہ
طرف اللہ کے متوجہ رہنا ابراہیم کی طرح۔اور ثُمَّ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ سے دلیل دوسری بیان کی گئی ہے۔پھر اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ
عَلَی الَّذِیْنَ سے لے کر فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ تک متعلق ثُمَّ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ کے لایا گیا اور کفار کا شبہ دور کیا گیا کہ اگر
یہ رسول ابراہیم کے دین پر ہوتا تو جمعہ کے دن عید خوشی نہ کرتے حالانکہ ابراہیم سبت کے دن تعظیم کرتے تھے تو جواب دیا گیا کہ
ابراہیم سبت کے دن تعظیم نہیں کرتے تھے۔بلکہ موسیٰ کی قوم اس دن کی تعظیم کرتی تھی۔اور تعظیم سبت کیوجہ سے مختلف ہوگئی تھی اور
معنی مَا اخْتَلَفُوْا فِیْہِ کا اختلفوا موسیٰ لاجل تعظیم السبت ہے جب تمام بیان پورے ہوگئے تو بعد میں اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ سے
کر آخر تک طریقہ تبلیغ بتلایا گیا یعنی تبلیغ حکمت کے ساتھ اور موعظت حسنہ کے ساتھ لوگوں کو کیا کرو۔یعنی اچھے دلائل بتلا کر وعظ
کیا کرو۔اور صبر کرو اور انکے ایمان نہ لانے پر غم نہ کرو اور تنگ مت ہو اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہے (خلاصہ تقریر) پہلے یہ فرمایا
کہ یہ عذاب مانگتے ہیں اب عذاب ڈالتا ہوں، یہ تو ابتدا سورت میں کہا گیا۔اور اس کے متعلق ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا سے کر اِنَّ
رَبَّکَ مِنْ بَعْدِہَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک لایا گیا حاصل یہ ہے کہ اب میں نے ان پر عذاب ڈالدیا بوجہ شرک کرنے کے جس طرح کہ یہ
بھی شرک کرتے تھے۔لیکن اب بھی جو توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے غفور رحیم ہے۔یہ ایک علیحدہ بحث تھی۔ابتدا سبحانہ سے
لے کر لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاتَّقُوْنِ تک اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ کے متعلق فرمایا یعنی شرک نہ کرو یہی حکم نفی شرک والا تمام انبیاء کی طرف
کیا گیا یہ موجب خلاصی کا ہے۔پس جب آخری وقت عذاب ڈالنے کا تھا لہٰذا اس سورت میں دلائل عقلیہ زور شور سے بیان کی گئیں
اور دلائل عقلیہ اور وحی اور نقلی تمام بیان کی گئیں۔خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے لے کر فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ دلائل

عقلیہ بیان کیں کل سات دلائل لائیں گئیں جس میں تیسری دلیل دوسرے دعوی کے متعلق لائی گئی۔ کیونکہ دوسرے دعوی کے
ثبوت کے لئے پہلا دعوی علت تھا۔ اور باقی اور ستہ عقلیہ سے پانچ دلائل عقلیہ لائی گئیں ان میں سے ہرایک میں دلیلیں توحید
کی ہیں۔ اور ہرایک دلیل کے ساتھ کہا گیا کہ یہ آیات واسطے خیال کرنے کے ہیں یعنی کسی کے ساتھ کہا گیا۔ اور اِنَّ فِی ذَالِکَ لَاٰیَۃً
لِقَوْمٍ یَعْقِلُوْنَ اور کسی کے ساتھ اِنَّ فِی ذَالِکَ لَاٰیَۃً لِقَوْمٍ یَذَّکَّرُوْنَ کہا گیا اسی طرح بواقی کے ساتھ بھی اور اولٰہ عقلیہ کا خلاصہ
یہ ہے پہلی میں کہ اشیاء پیدائش اشیاء کا حال بیان کیا۔ اور دوسری کا خلاصہ جو ھُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ سے شروع کی گئی ہے کہ یہ اشیا
بتلائی گئیں جن کو تم کھاتے ہو اور تمہارے نفع کیواسطے ہیں۔ اور تیسری اَوَلَمْ یَرَوْا سے شروع کی گئی اور اس میں صرف یہ بیان کیا
کو سب اشیاء اللہ کے تابع ہیں۔ اور چوتھی وَاللّٰہُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ سے شروع کی گئی اور اس میں کمانے کی چیزیں بیان کی گئیں اور
پانچویں وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ سے شروع کی گئی اس میں مخاطب انعام تبلائے گئے یہ علیحدہ بحث تھی دو دلائل عقلیہ سابقہ کے بعد تیسری دلیل
وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ سے بیان کرکے وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ سے خلاصہ بیان کیا گیا کہ غیر کو نہ پکارو۔ پھر دعوی اعادہ کرکے
شکوہ اور تخویف بیان کی۔ اور اس کے مقابلے میں مومنوں کیواسطے بشارت ذکر کی گئی یہ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا تک بیان ہوا۔ اور اس کے
بعد شرک عملی کا بیان بھی شروع کر دیا گیا اور کل اس کا ذکر تین دفعہ کیا گیا اور شرک کے متعلق فرمایا کہ تم مثالیں مارتے ہو واسطے
اللہ کے اور اپنے کے بلکہ اللہ تعالی دو مثالیں فرماتا ہے واسطے اپنے اور واسطے معبودوں باطلہ کے اور آخر دلائل عقلیہ کے بعد فرمایا
کہ اب اگر نہیں مانتے تو ان پر تعف ہے تیرے پر محض تبلیغ فرض تھی سو تو نے کر دی ہے۔ اس کے بعد تخویف اخروی دیکر
نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ سے دلیل وحی ذکر کرکے فرمایا کہ یہ کتاب نازل فرمائی تاکہ لوگوں کو وعظ احسان کرنے کا اور ظلم نہ کرنے کا کیا
تاکہ عذاب الٰہی سے بچ جائیں پھر حکم کیا کہ قرآن پر جو وہ شبہے کرتے تھے ان کو دور کیا گیا۔ پھر کہا گیا وعدہ پر پکا رہنا اس کو نہ توڑنا
ورنہ توڑنے والے کو عذاب ملیگا اس جگہ تک دلیل وحی کا مضمون ختم کیا گیا یعنی نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ سے لے کر وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ
تک اور آخر میں دلیل نقلی اور دلیل وحی اور اس پر ایک شبہ کا جواب اور طریقہ تبلیغ بیان کیا گیا (مختصر خلاصہ) ابتداء سورت میں
کہا گیا کہ عذاب ڈالتا ہوں اور آخر میں اس کے متعلق فرمایا کہ اب عذاب ڈال دیا شرک کی وجہ سے پھر دلائل سبعہ عقلیہ توحید کے
بیان کرکے فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْکَ الْبَلٰغُ سے فرمایا کہ اگر اب بھی نہیں مانتے تو ان پر تعف ہے اور بعد اس کے دلیل وحی کا بیان کیا گیا
اور کہا کہ لوگوں کو ان امور حسنہ سے وعظ کرو تاکہ عذاب سے بچ جائیں۔ اور جو وعدے سے برخلاف ہوگا اس کو عذاب ملے گا اور
بعد میں دلیل نقلی اور دلیل وحی اور اس پر ایک شبہ کا جواب اور طریقہ تبلیغ بیان کیا گیا تحقیق لفظی سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ
اسجگہ ادماج ہے معنی یہ ہے کہ پاک ہے اللہ تعالی شریکوں سے اور اسجگہ یہ محذوف ہے کہ (پس پاک سمجھو) دَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وہ
معنی ہیں تدبیر درست یا اظہار حق فِیْھَا دِفْءٌ یعنی گرمی حِیْنَ تُرِیْحُوْنَ وَحِیْنَ تَسْرَحُوْنَ یعنی جس وقت واپس لوٹتے ہو شام کے
وقت اور جس وقت لیجاتے ہو شام کے وقت اور حین تریحون کو مقدم کیا گیا کیونکہ زینت واپس ہونے کے وقت زیادہ ہوتی
ہے تَرْکَبُوْھَا وَزِیْنَۃً زینۃ کی دو ترکیبیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ تحصلوا زینۃ ہوگا یعنی فعل محذوف سے منصوب ہے۔ اور دوسری

نے کہا ہے کہ زینت کا عطف ہے لترکبوھا پر اور و محلا منصوب ہو علی اللہ قصد السبیل دو معنی ہیں ایک تو یہ
کی طرف جاتا ہے سیدھا رستہ اور دوسرا یہ ہے کہ اللہ کی قدرتوں کو دیکھ کر اللہ کی ذات کو واحد لاشریک ماننا پڑتا ہے۔ جائر
ٹیڑھے راستے تسیمون چراتے ہو ان فی ذالک لایۃ لقوم یعقلون جلہ معترضہ ہے واسطے آگاہی دینے کے لقوم یذکرون
لے بنیعوں لیا کلوا منہ اس پر و لتستخرجوا ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون معطوف ہیں۔ طریا تازہ ان تمید بکم
اسے لان لاتمید بکم اس کے دو معنی ہیں۔ یعنی پہاڑ پیدا کر دیے ہیں تاکہ تم پر ملکوں کا تغیر نہ پڑ جائے اس معنی بموجب لعلکم تہتدون
اس کے ساتھ متعلق ہوگا یعنی پہاڑوں سے ایک دوسرے ملک کا امتیاز آتا ہے اور یا یہ معنی کہ زمین حرکت نہ کرے اس
معنی بموجب لعلکم تہتدون متعلق تمام مذکور سخر البحر سے ہوگا اور معنی اس کا لعلکم تذکرون ہوگا۔ قلوبہم منکرۃ یعنی قدرتنا
اساطیر الاولین یعنی اگلیاں کہانیاں فاتی اللہ بنیانہم یہ ایک تمثیل ہے غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو ہلاک کیا۔ تشاقون
فیہم فی سبیلہ ہے یعنی مخالفت کرتے ہیں انکے سبب سے۔ طیبین مقابل ہے ظالمین کے معنی حق کہنے والے ھل ینظرون
الا ان تاتیہم نہیں انتظار کرتے مگر اس حال کا بلیٰ وعدا علیہ ای وعدنا وعدا وحقا ای حق حقا او یاخذھم فی تقلبہم
فما ھم بمعجزین یعنی چلنے پھرنے میں پکڑے او یاخذھم علی تخوف یعنی پکڑے پہلے تخویف دے کر فان اللہ لرؤف رحیم
علت ہے کہ اتنا بیان اللہ تعالیٰ کیوں کرتا ہے اسواسطے کہ وہ مہربان ہے شاید کہ ان تخویفات سے کوئی باز آجاوے اولم یروا
الی ما خلق اللہ من شیٔ یعنی ایک سے کو دیکھو یتفیؤ ظلالہ اے یمیل والشمائل جمع اس واسطے لائی ہے کہ مراد اس سے ہر
ایک کا شمال ہے وھم داخرون یعنی تمام خواہ ذوی العقول یا غیر ذوی العقول تابع ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے لا تتخذوا الھین اثنین انما
ھو اللہ واحد وجہ زیادہ کرنے لفظ اثنین اور واحد کی یہ ہے۔ کہ مقصود نفی تعدد کی کرنی تھی اور نفی الوہیت کی غرض تھی
یخافون ربہم من فوقہم اور اپنے سے یعنی اللہ غالب ہے۔ لیکفروا بما اتیناہم لام عاقبت کا ہے اور کفر کا معنی ناشکر
ہے وھو کظیم یعنی غمناک یمسکہ علی ھون ام یدسہ فی التراب یعنی آیا بند کرے حال ہونے اس کے کہ ان پر ذلت ہے
یا کہ دفن کرے اس کو مٹی میں وھو العزیز الحکیم ای العزیز فی الانفراد الحکیم فی الارسال لو یؤاخذ اللہ الناس بظلمہم ما ترک
علیہا من دابۃ یعنی اگر لوگوں کو انکے ظلم کے سبب سے پکڑے تو اس کے قبضے سے کوئی نکل اور بھاگ نہ سکے گا یہ معنی نہیں کہ کسی
نہ چھوڑے گا۔ اور مومنوں کو بھی مار ڈالے گا وتصف السنتہم الکذب ان لہم الحسنیٰ ان لہم الحسنیٰ بیان ہے الکذب کا
آگے دھکیلے جائیں گے فھو ولیہم یعنی شیطان بھی ان کا رفیق ہوگا اور یہ معنی نہیں کہ مالک ہوگا کیونکہ آگ کے مالک خزانچی
ہونگے سائغا للشاربین یعنی اچھا جانے والا منہ میں سکرا یعنی مست کنندہ اوحی ربک الی النحل ان اتخذی یعنی نحل کے
دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈال دی ہے ومما یعرشون سے مراد انگور ہیں فاسلکی سبل ربک ذللا یعنی چل تو
بس حال ہونے راستے کے کہ تابع ہوگا تیرے لئے یہ قاعدہ ہے شہد کی مکھی کا کہ اگر دور سے آتی ہو تو پانی پی کر اونچی ہوتی ہے پھر
ہو کر اپنی جگہ کی طرف سخت سیدھی ہو جاتی ہے ارذل العمر یعنی اخر عمر فما الذین فضلوا برادی رزقہم علی ما ملکت ایمانہم

فہم فیہ سواء مانافیہ ہے اور الذین الخ سے مراد مالک ہیں اور رادی کا معنی دینے والے ہیں اور فہم فیہ سواء ترتب ہے
رادی پر یعنی اگر دیتے تو غلام انکے برابر ہوتے جعل لکم من انفسکم اے من جنسکم حفدۃ یعنی پوتی ۔ وھو کل علی مولاہ یعنی
سختی ہے اوپر مولا کے ما امر الساعۃ الا کلمح البصر یعنی میں قادر ہوں اسی طرح کرنے پر جعل لکم من بیوتکم سکنا یعنی آرام
من جلود الانعام بیوتا یعنی خیمے تستخفونھا یعنی سبک دیکھتے ہو تم ان کو ۔ یوم ظعنکم اے سفرکم ثم ینکرونھا اے بانعالکم
(مدارک) کیونکہ زبان سے تو وہ انکار نہیں کرتے تھے ولا ھم یستعتبون یعنی توبہ نہ قبول کیجاوے گی والقوا الی اللہ یومئذ
السلم یعنی تمام انقیاد وجئنا بک علی ھؤلاء شہیدا اس آیت سے اس زمانے کے شرک ثابت کرتے ہیں کہ رسول صلعم کو
علم کلی ہے ۔ کیونکہ تمام لوگوں پر قیامت میں شاہد ہونگے ۔ اور شاہد وہ ہوتا ہے جس کو شہادت کی خبر ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
پہلے رسول اللہ صلعم کو تمام کی خبر اور علم ہے لیکن یہ بات بالکل غلط ہے کیونکہ ھؤلاء سے مشار الیہ تمام امت نہیں بلکہ وہ ہیں
جن میں رسول اللہ صلعم رہے ہیں جیسا کہ خود رسول اللہ صلعم نے کہا ہے کہ میں ان پر گواہ ہونگا جن میں رہا ہوں (مسلم مصری ص ۲۹)
عن ابن مسعودؓ عن رسول اللہ ما دمت فیہم ۔ ان اللہ یامر بالعدل اے بکلمۃ التوحید (ابن عباسؓ) کالتی نقضت غزلھا من
بعد قوۃ انکاثا ۔ انکاثا حال ہے یعنی مثل اس عورت کے جو کہ توڑتی تھی سوت کو بٹنے کے بعد حال ہونے اس سوت کے
ٹکڑے ٹکڑے کیا ہوا ۔ تتخذون ایمانکم دخلا بینکم الخ ایمان وہ مراد ہیں جو کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ وقت ایمان لانے کے
کرتے تھے تمام وعدے مراد نہیں ہیں کیونکہ اگر عام مراد ہوتے تو بعد میں من کفر باللہ من بعد ایمانہ نہ کہا جاتا اور دخلا کا معنی
بیکار ہے ان تکون سبب ہے بیکار کرنا وعدوں کا اور پہلی امت سے مراد کافر ہیں اور اربی کا معنی زیادہ ہے معنی یہ ہوگا پکڑتے
ہو تم اپنے وعدوں کو بیکار اس سبب سے کہ کافروں کے پاس مال زیادہ ہے مومنوں سے انما یبلوکم الخ علت ہے اربی کی یعنی کثرت مال
کفار آزمائش ہے مومنوں کیواسطے ۔ لکن یضل من یشاء یعنی جو ضد کرے کما قال تعالی وما یضل بہ الا الفاسقین الخ و
یھدی بہ من یشاء اے من ینیب کما قال تعالی وما یتذکر الا من ینیب وما یتذکر الا اولوا الالباب فلنحیینہ
حیوۃ طیبۃ حیوۃ طیبۃ سے مراد دین ہے یلحدون الیہ اے یمیلون الیہ ثم ان ربک من بعدھا ثم واسطے تعقیب ذکری کے
ہے لغفور رحیم یوم تاتی کل نفس یوم متعلق ہے لغفور رحیم کے ساتھ ضرب اللہ مثلا قریۃ کانت آمنۃ قرآن میں مثل
کے چار معنی آتے ہیں ۔ کہانی ۔ صفت ۔ شی عجیب ۔ عبرت اس جگہ مراد اخیر ہے اور لغت میں پہلے دو معنی آتے ہیں ۔ اور ضرب کا
معنی جعل کا ہے قریہ کا فعل جعل محذوف ہے اور یہ بیان ہے مثلا کا معنی یہ ہوگا کہ کر دیا اللہ نے مکے کو جائے عبرت جس کے اہل
بڑے مالدار تھے پھر قحط سے ان پر رزق کی تنگی کی گئی فاذاقھا اللہ لباس الجوع دو استعارے ہیں ایک لباس الجوع میں جس طرح
لباس انسان کو محیط ہوتا ہے اسی طرح سختی جوع بھی ان کو محیط ہوگئی ۔ اور دوسرا اذاقھا میں ہے یعنی یہ سختی ان پر ڈال دی تصف
السنتکم یعنی بیان کرتی ہیں زبانیں تمہاری ثم ان ربک للذین ثم واسطے تعقیب ذکری کے ہے کان امۃ اے ماموم بمعنی
قصد کیا ہوا یعنی پیشوا اور تا مبالغہ کی ہے ثم اوحینا تعقیب ذکری ہے حنیفا یعنی یکسو ۔ اختلفوا فیہ فی بمعنی لام اجلیہ کے ہے

اس نو تحلفوا الاجل تعظیم السبت بالحکمت یعنی دلائل اچھے کے ساتھ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ اگر در پے ہو تم یعنی بدلہ لو تم بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهٖ مثل
اسکے کہ عذاب دے گئے ہو تم ۔ فقط ۔ آخر دعوانا الخ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ بنی اسرائیل مکیۃ

اس سورۃ میں معراج بیت والے کا ذکر آیا ہے ۔ اور معراج السماء کا ذکر سورۃ والنجم میں آئے گا ۔ اور باقی ہر دو ایک ہی دفعہ
ہوئے ہیں یا علیحدہ علیحدہ ۔ یہ علیحدہ نزاع ہے ۔ جو یہ کہتے ہیں کہ ایک ہی دفعہ ہوا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک ہو کر
پھر اسی جگہ سے آسمان کی طرف گئے ۔ اور جو بعض علیحدہ علیحدہ کہتے ہیں اس طرح کہ پہلے مکے سے بیت المقدس تک ہوا پھر دوسرے
مکے سے آسمان کی طرف ہوا ہے ۔ اب یہ جاننا چاہیئے کہ ذکر معراج کیوں کیا گیا ہے اسواسطے کہ کفار رسول اللہ صلعم سے معجزہ مانگتے
تھے ان کو معجزہ دکھلایا گیا ہے کہ اگر تم نے مان لیا تو اچھا ورنہ تم ہلاک کئے جاؤ گے جیسا کہ موسیٰ کی مخالفت سے فرعون وغیرہ کو
ہلاک کیا گیا ہے ۔ اور اس کا ربط سورۃ نحل سے یہ ہے کہ اس میں کہا گیا کہ عذاب میں ڈالدیا ۔ لیکن وہ عذاب قوی نہ تھا یعنی تھا اس
میں بیان کیا گیا کہ یہ معجزہ دیکھ کر ایمان نہ لائے تو عذاب قوی یعنی قتل بدر کبریٰ ہی کر دیا جائے گا ہذا ھو الحق ۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ
اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ الخ لے سبحوا سبحان الذی الامعنی یہ ہے کہ پاک سمجھو پاک سمجھنا اس ذات پاک کو جس نے سیر کرایا ہے بندے اپنے کو جو
توحید بیان کرنے والا ہے ۔ پس یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ معنی تسبیح کا نزاہت من کل مالا یلیق بہ کو کہتے ہیں ۔ قال تعالیٰ سبحان اللہ
عَمَّا یُشْرِکُوْنَ وسبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون ۔ پس یہ جاننا چاہیئے کہ سبحان الذی میں ایک تو یہ دعویٰ ہے کہ اللہ کا شریک کوئی نہ بناؤ یہ
دعویٰ ماخوذ ہے سبحان کے معنی سے اور معنی ان کا ذکر ہو چکا ہے ۔ اس دعویٰ کیواسطے تین دلائل لائے گئے ہیں ۔ اس سورت میں
(۱) ایک وحی (۲) عقل اور (۳) نقل ۔ پہلی دلیل ماخوذ ہے ۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سے کیونکہ اس جگہ امر ہوا ہے تسبیح کے ساتھ کہ اللہ کو پاک
سمجھو اور اس کا شریک نہ بناؤ (۲) دلیل عقلی یعنی اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ یعنی ہر ایک کے حال کا سننے و دیکھنے والا ہر وقت اور ہر جگہ
وہی ہے نہ غیر ۔ یعنی جب کامل سمیع اور بصیر وہی ہوا تو اس کا شریک بھی کوئی نہیں ہو سکتا اور (۳) دلیل وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ
سے لے کر مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا تک ہے یعنی موسیٰ بھی اپنی قوم کو کہتا رہا ہے کہ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا اے لا تعبدوا
الا اللہ ولا تدعوا غیرہ تعالیٰ فی الحوائج غائبا ۔ یہی خلاصہ ہے تمام تورات کا پس معلوم ہو گیا کہ تمام انبیاء سابقہ و کتب سابقہ کا
یہی دعویٰ تھا ۔ (تقریب الدلائل) جب سب دلائل بیان ہو چکے تو دعویٰ ثابت ہو گیا تو درمیان میں لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا سے
غائب سے بتلائے گئے معجزے کے دکھلانے کے لئے کہ اگر انہوں نے اس کے بعد نہ مانا تو ہلاک کئے جائیں گے جیسا کہ فرعون کو معجزہ
دکھایا اور اس نے ایمان نہ لایا تو ہلاک کیا گیا تھا جیسا کہ سورت طٰہٰ میں بیان ہے ۔ کہ قال تعالیٰ لِنُرِیَكَ مِنْ اٰیٰتِنَا الْکُبْرٰی اور
آیات کبریٰ سے مراد اس جگہ ہلاکت فرعون کی ہے اور اس جگہ ہلاکت مشرکین کی ہے ۔ اور قصہ اجمالی یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم جب رات کو

ہو کر آئے تو حضور نے ابو جہل کو کہا کہ میں نے ایک عجیب بات دیکھی ہے کہ آج رات کو بیت المقدس تک سیر کر آیا ہوں اُس نے فوراً لوگوں کو بلایا اور کہا کہ دیکھو یہ کیسی باتیں کرتا ہے۔ پھر ایک شخص حضرت ابو بکر کے پاس دوڑتا گیا کہ رسول کہتا ہے کہ میں نے آج رات تمام بیت المقدس کا سیر کیا ہے۔ اور صبح کو اس جگہ واپس آگیا ہوں۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ اگر انہوں نے فرمایا ہے تو بالکل حق فرمایا ہے کیونکہ آسمانی باتیں انکی ہم مان لیتے ہیں تو زمین والی کیوں نہ مانیں۔ لہذا کفار نے ان سے علامتیں پوچھیں تو رسول اللہ صلعم نے تمام باتیں بتلائی لیکن بعض امور فراموش ہوگئے تھے تو ان کی طبیعت مبارک میں غم پیدا ہوا جیسا کہ فرمایا کہ ایسا غم کبھی نہیں پیدا ہوا۔ اسی وجہ سے تمام بیت المقدس کا نقشہ حضرت صلعم کے سامنے دار عقیل کے نزدیک دکھلایا گیا جو علامت کفار نے پوچھی دیکھ کر ان کو سب بتلا دیں۔ پھر انکے پوچھنے سے قافلوں کا حال بتلایا کہ فلاں قافلے نے فلانی جگہ پانی رکھا تھا میں نے پیا اور پانی رکھدیا بیشک پوچھ لینا اور فلانے قافلے سے جب میں گذرا تو ایک شخص اپنے اونٹ سے گرا اور اس کی فلانی جگہ ٹوٹ گئی۔ انہوں نے کہا کہ علامتیں بے شک صحیح صحیح بتلائی ہیں۔ غرض کے بہت علامتیں تبلائیں یہ اجمالی ذکر ہے۔ باقی اس سورۃ میں کوئی آیات تخویفات ہیں یعنی معجزے کے بعد ایمان لاؤ ورنہ عذاب دیے جاؤ گے اس پر شواہد لائے گئے ہیں۔ اور آیات توحید کے چھ بیان کئے ہیں (۱) سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی سے لے کر مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا تک (۲) اور ثانی جَعَلْنَا اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ اٰیَتَیْنِ سے لے کر وَکُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا تک (۳) لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ سے لے کر اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ تک (۴) وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰی فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا (۵) رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لیکر کَانَ مَحْذُوْرًا تک (۶) قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْ سے لے کر وَکَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا تک یہ تمام آیات توحید کی ہیں اور آیات تخویف کی چار ہیں (۱) اول سُبْحَانَ الَّذِیْ سے لے کر اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ تک (۲) دوسری آیت وَمَا مَنَعَنَا اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ سے لیکر اِلَّا طُغْیَانًا کَبِیْرًا تک یعنی آیات والے تخویف کے آئی ہیں۔ (۳) وَاِنْ کَادُوْا لَیَفْتِنُوْنَكَ سے لے کر وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا تک (۴) وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ سے لے کر جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا تک حاصل یہ ہے کہ ان آیات تخویف میں یہ بیان ہوا ہے کہ ہم پہلے معجزہ بتلاتے ہیں۔ اگر مان لیا تو خیر ورنہ ہم عذاب دیتے رہتے ہیں۔ اسی طرح تمہارے ساتھ بھی کرینگے۔ لہذا اسی وجہ سے مکے والوں پر قحط ڈالا گیا تھا۔ پھر جنگ بدر ہوا بہت کا فر مارے گئے اور اکثروں نے تو ایمان قبول کرلیا۔ اور باقی آیات بھی تخویف کی ہیں لیکن ان میں اس امر کا ذکر نہیں ہے۔ یہ تقریر تو اجمالی ہے اس کی تفصیل یہ ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ سے لے کر مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا تک تو دعوی اور ادلہ ثلثہ بیان کی گئیں ہیں اسکی تفصیل تو پہلے ہو چکی ہے پھر اس کے بعد ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا سے لے کر وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ حَصِیْرًا تک پہلے تخویف ہے اور اس میں ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا سے لے کر کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا تک۔ یہ بیان کیا گیا کہ اے اولاد نوح شکو بنو مثل نوح کے کہ شکور بننے سے عذاب الٰہی سے ہیچ گیا تھا۔ اور اس کی قوم ناشکری کیوجہ سے ہلاک ہوگئی۔ تم بھی ناشکری سے ہلاک ہو جاؤ گے اور قَضَیْنَا اِلٰی بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ سے لے کر لِلْکٰفِرِیْنَ تک نمونہ تخویف دنیوی کا تبلایا گیا۔ یعنی دیکھو ہم نے بنی اسرائیل کی طرف تورات میں بھی وحی کیا تھا کہ تم دوبار فساد کروگے پہلی بار تمبر دوسری قوم سخت

یعنی کہ تم کو ذلیل کرائیں گے پھر تم پر انعام کرینگے۔ اگر پھر تم نے فساد کیا تو تم کو دنیا اور آخرت دونوں میں عذاب دینگے اسی طرح تم پر اے مشرکین قحط نازل کیا گیا ہے اور معجزہ بھی دکھایا گیا ہے اگر اب بھی تم باز نہ آئے تو تم کو جنگ بدر کبریٰ میں ہلاک کرینگے اور آخرت میں بھی عذاب دیے جاؤ گے۔ باز آؤ اعراض کرنے سے۔ جب تخویف ختم ہو گئی تو اس کے بعد اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ سے لے کر اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا تک متعلق سُبْحَانَ الَّذِيْ کے لا کر بشارت واسطے مومنوں کے اور تخویف واسطے کفار کے بیان کی گئی ہے یعنی یہی دعویٰ ہے کہ اللہ کو شریکوں سے پاک سمجھو اور جس نے یہ دعویٰ مان لیا اس کے واسطے اجر عظیم ہوگا۔ اور جس نے نہ مانا اس کے واسطے عذاب الیم ہوگا۔ اور پھر وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ سے لے کر وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا تک شکوہ کیا گیا یعنی یہ احمق مثل خیر شر مانگتے ہیں اور کہتے اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ (انفال) اور شتابی کرتے ہیں مانگنے عذاب میں اور استہزا میں حالانکہ اپنے وقت پر عذاب ضرور آجائے گا۔ یہ بیان تو سُبْحَانَ الَّذِيْ کے متعلق تھا اب اس کو ختم کر کے دوسری دلیل توحید وَجَعَلْنَا الَّيْلَ سے لے کر وَفَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا تک لائی گئی ایسے امور پیدا کئے ہیں تمہارے نفع کیلئے آیا پھر بھی اس کے ساتھ شرک کرتے ہو۔ کما قال تعالیٰ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ پھر توحید کے بعد وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ سے لیکر خَبِيْرًا بَصِيْرًا تک تخویف دنیوی اور اخروی کی گئی ہے وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى تک تخویف اخروی بیان کی یعنی قیامت میں ایک شخص دوسرے کے گناہوں کو نہ اٹھائے گا۔ بلکہ ہر ایک کا اعمال نامہ اس کے گلے میں لٹکایا جاویگا اور وَكَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا تک تخویف دنیوی بیان کی کہ اسی طرح سنت اللہ جاری ہے کہ کسی کو دنیا میں عذاب نہیں دیا جاتا مگر جب رسول کی تکذیب کر کے حق کو گرانے لگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو بے فرمانی کے سبب سے عذاب دیتا ہے کما قال تعالیٰ۔ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ پھر مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ سے لے کر وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا تک جواب ہے کفار کے شبہے کا کہ اگر وہ حق ہوتا تو ہم کو مخالفت سے رزق نہ ملتا تو کہا گیا کہ کلیہ طور پر رزق اللہ تعالیٰ بند نہیں کرتا۔ بلکہ جو شخص دنیا کو پسند کرے وہ آخرت میں عذاب دیا جاوے گا۔ اور جو آخرت کیواسطے سعی کرے تو اس کو آخرت میں انعام دیا جاوے گا اور دنیا میں ہر دو کو رزق بقدر عطا کرتا رہتا ہے۔ پھر جواب دے کر اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا سے لے کر وَاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا تک ترغیب الی الآخرۃ دلائے گی یعنی شبہ کا جواب تو یہ ہے لیکن آخرت میں بڑے بڑے درجات ہونگے ان کیواسطے کوشش کرو۔ پھر جواب اور ترغیب کے بعد لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ سے لے کر وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ تک پھر دعویٰ توحید کا اعادہ کیا۔ اور ساتھ ہی فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا سے تخویف بھی دیگئی دعویٰ کے نہ ماننے سے اور وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ سے ثمرہ بیان کیا گیا یعنی ایک اللہ کی عبادت کرو اور اسے ایک کو پکارو۔ اور پھر وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ سے لے کر ذٰلِكَ مِمَّا اَوْحٰى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ تک حیلہ تبلایا گیا واسطے دفعیہ عذاب کے ایک تو احسان کرنا اور دوسرا ظلم نہ کرنا۔ امر اول کا ذکر اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا تک ہے اور اس کے بعد آخر تک امر ثانی کا ذکر ہے یہ اجمالی تقریر تھی۔ تفصیل یہ ہے کہ پہلے وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا سے لے کر فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا تک مصارف خرچ کے بتلائے گئے کہ والدین اور ذوی القربیٰ اور یتامیٰ اور مساکین

پر خرچ کرو ۔ اور مبذر نہ ہو اپنے مصارف پر خرچ کرنے سے اجر ملے گا ۔ اور بے محل خرچ کرنے سے عذاب ملے گا ۔ اس کے بعد ولا تجعل یدك سے لے کر انہ کان بعبادہ خبیرا بصیرا تک طریقہ خرچ کرنے کا بتلایا گیا کہ بخیل بھی نہ بن کہ کسی کو کچھ بھی نہ دے اور اتنا سخی بھی نہ ہو کہ کل مال خرچ کر دے کما قیل خیر الامور اوسطہا کے مطابق یہ دو امور خرچ کرنے کے متعلق بیان کئے گئے ہیں ۔ پھر دوسرا ام یعنی ظلم نہ کرنا چھ قسم کا ظلم نہ کرنا فرمایا گیا (۱) ولا تقتلوا اولادکم ، (۲) ولا تقربوا الزنا یہ بھی ظلم ہے کیونکہ ولد الزنا کو یا تو مار ڈالیں گے یا پرورش اس کی کوئی بھی نہ کرے گا (۳) لا تقتلوا النفس الخ یعنی ناحق کسی کو قتل نہ کرو ۔ (۴) ولا تقربوا مال الیتیم یعنی یتیم پر بھی کسی قسم کا ظلم نہ کرو (۵) واوفوا الکیل یعنی لوگوں کے ساتھ کیل و وزن میں ظلم نہ کر ۔ (۶) ولا تقف ما لیس لك به علم یعنی لوگوں پر ظلم و تکلیف ظن سے نہ دیا کرو ۔ کما قال تعالیٰ اجتنبوا من الظن ان بعض الظن اثم (حجرات) اور کہا کہ آخر تو بھی انسان ہے کوئی زمین کو تو نہیں چیرتا لوگوں پر فخر نہ کر ۔ پھر آخر کل ذالك كان سیئه عند ربك کہا گیا تمام گناہ ہیں ان سے بچنا چاہئے ۔ پھر حیلہ دفیعہ عذاب کا بتلا کر اصلی دعویٰ توحید کا اعادہ کیا گیا ولا تجعل مع اللہ الٰھا اٰخر اور بار بار بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تمام امور احسان وغیرہ اچھے ہیں ضرور کرنے چاہئیں ۔ لیکن شرک نہایت ہی بُری بلا ہے اس سے بچنا چاہئے ۔ افاصفکم ربکم بالبنین سے لے کر فلا یستطیعون سبیلا تک زجریں کی گئیں ۔ واسطے کفار کے کہ اول تو انہوں نے اپنے لئے ذکر اور خدا کیواسطے مؤنثین بنا دی ہیں ۔ اور دوسرا غیر اللہ کو اپنا معبود بنا لیا ہے اور شفیع جانتے ہیں ۔ اگر یہ امر حق ہے تو حاجت کے وقت ان کی شفاعت کے ساتھ اپنا کام کروالیا کرو ۔ یہ بات سخت بُری ہے کیونکہ سب اشیاء اللہ کی پاکی پر دال ہیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں ۔ اور دوسرا جس وقت ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ نہایت تنگ ہوتے ہیں کہ ہمارے معبودوں کا نام کیوں نہیں لیا گیا ۔ اور منہ پھیر کر نفرت کرتے ہیں یہ تمام کفار کو زجریں ہیں ۔ اور درمیان میں واذا قرأت القرآن جعلنا بینك سے لیکر علت بیان کی گئی کہ یہ حق کیوں نہیں سمجھتے ۔ حاصل یہ ہے کہ ان پر مہر جباریت کی ماری گئی ہے انکی پلیدیاں کی وجہ سے اور درمیان سبحانہ وتعالیٰ عما یقولون سے نفی شرک کی گئی ہے ۔ جب زجریں ختم ہو گئیں تو پھر وقالوا ءاذا کنا عظاما سے لیکر ویقولون متی ھو تک شکوہ کیا گیا یعنی یہ حشر و نشر کو نہیں مانتے اور تعجب کرتے ہیں ان کو کہو کہ تم پتھر یا لوہا یا کوئی دوسری خلق جو اس کا پیدا کرنا تم کو مشکل نظر آوے ہو جاؤ تو تب بھی اٹھائے جاؤ گے ۔ کیونکہ جس ذات نے پہلے پیدا کیا ہے اسی کو پھر اٹھانا کوئی مشکل نہیں ہے ۔ اور کہتے ہیں کہ ارے بھائی کب ہو گی ۔ پھر یوم یدعوکم سے لیکر الا قلیلا تک تخویف اخروی ہے ۔ جب کفار کے شکوے بیان کئے گئے تو اس کے بعد قل لعبادی یقولوا التی ھی احسن سے لے کر ارسلناك علیہم وکیلا تک رسول کو کہا گیا کہ مومنوں کو کہدے کہ کفار اگرچہ بُری باتیں کرتے ہیں لیکن تم نرمی سے ان کو کہو اور گالیاں وغیرہ نہ دو ۔ کیونکہ شیطان فساد پیدا کرتا ہے شر اور فساد میں تبلیغ رہ جاوے گی ۔ (فائدہ) ربکم اعلم بکم اس جگہ ربہم اعلم بہم اگر کہنا چاہئے تھا کیونکہ مراد اس سے دلنے کافر ہیں لیکن عام کرنے کو کہا گیا ۔ کہ تم سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے پھر ربك اعلم بمن فی السموات والارض سے لے کر واتینا داؤد زبورا تک توحید بیان کی گئی ہے اور بعد اس کے قل ادعوا

الذین سے لے کر کان محذورا تک نمبری کے متعلق کلام بیان کی گئی ہے یعنی جب سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے تو پکارنا بھی اس کو چاہیے اور تم جنکو پکارتے ہو وہ تمہاری ضرر کو دور نہیں کر سکتے ضرر کا دور کرنا بجائے خود تم جن کو پکارتے ہو۔ ان میں سے جو بڑے ہیں وہ خود خدا سے طلب رحمت کر رہے ہیں اور ڈر رہے ہیں پھر اس کے بعد وان من قریۃ سے لے کر فی الکتاب مسطورا تک تخویف دنیوی دی گئی۔ وما منعنا ان نرسل سے لے کر الا طغیانا کبیرا تک بھی تخویف ہے۔ اور تعلق سبحان الذی اسرٰی بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الخ کے ساتھ یعنی بار بار معجزہ مانگتے ہیں۔ ہم نے ابھی تک نہیں دکھایا تھا وجہ یہ تھی کہ معجزات تخویف کے واسطے ہوتے ہیں اگر معجزات نہ مانیں تو ہلاک کئے جاتے ہیں پس اب انکو معجزہ دکھایا گیا اگر انہوں نے تسلیم حکم نہ کی تو جنگ بدر میں ہلاک کئے جائیں گے یہ معجزہ معراج بیت المقدس والا ایک آزمائش ہے کہ کون تسلیم کرتا ہے اور کفر کون کرتا ہے اسی طرح زقوم یعنی تھوہر کا درخت جو قرآن میں مذکور ہے واسطے آزمائش کے ہے کہ بعضے تو اس کے ساتھ یعنی شجرۃ الزقوم طعام الاثیم کالمھل یغلی فی البطون سے ایمان لاتے ہیں۔ اور بعضے کافر ہو کر ایمان نہیں لاتے اور کہتے ہیں کہ دوزخ میں درخت زقوم کس طرح ہو سکتا ہے پھر تخویف ہے کہ واذ قلنا للملٰئکۃ اسجدوا سے وکفٰی بربک وکیلا تک یہ بیان کیا گیا کہ دیکھو یہ شیطان تمہارا دشمن ہے اس کے تابع نہ ہو یہ تم کو گمراہ کر رہا ہے شرک کی طرف بلا رہا ہے۔ ربکم الذی یزجی لکم الفلک سے لیکر انہ کان بکم رحیما تک توحید کا ثبوت ہے۔ اور واذا مسکم الضر فی البحر سے کان الانسان کفورا تک شکوہ ہے یعنی اے مشرکو ذرہ خیال کرو کہ وقت مصیبت اللہ کو پکارتے ہو معبود باطلہ تم کو بھول جاتے ہیں۔ بعد ٹل جانے مصیبت کے پھر ان باطلہ بے فائدہ معبودوں کی پرستش کرتے ہو۔ افامنتم ان یخسف بکم جانب البر سے لے کر لا تجدوا لکم علینا بہ تبیعا تک تخویف دنیوی ہے یعنی ڈرو اور شرک نہ کرو۔ ورنہ دنیا میں بھی ہر قسم کا عذاب دے سکتا ہے اور اس سے بچانے والا بھی کوئی نہیں ہے ولقد کرمنا بنی آدم سے لے کر ممن خلقنا تفضیلا تک شکوہ ہے کہ اے مشرکو ذرہ میرے انعامات کو ملاحظہ کرو اور سوچو بھی سہی۔ یوم ندعوا کل اناس بامامہم سے لے کر واضل سبیلا تک تخویف اخروی ہے۔ اور وان کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینا سے لے کر ولا تجد لسنتنا تحویلا تک متعلق ہے سبحان الذی اسرٰی الخ کے ساتھ اور اس میں تین امور بیان کئے ہیں (۱) اذا لاتخذوک خلیلا تک شکوہ ہے یعنی ان کفار کی خواہش ہے کہ یہ ہمارے معبود باطلوں کی مذمت بیان نہ کرے اور کہے کہ ہر ایک دین اچھا ہے۔ اس کی تائید ودوا لو تدھن فیدھنون (القلم) (۲) ثم لا تجد لک علینا نصیرا تک زجر ہے واسطے رسول اللہ صلعم کے تقریر ظاہر کر (۳) وان کادوا لیستفزونک سے لے کر ولا تجد لسنتنا تحویلا تک متعلق سبحان الذی کے کہا گیا۔ بعد شکوے اور زجر کے حاصل یہ ہے کہ اب ان کو معجزہ معراج بھی دکھایا گیا ہے اور یہ کفار بجائے ایمان لانے کے تم کو مکے سے نکالنے پر تیار ہیں۔ لہٰذا ان کے ساتھ امت رسل سابقہ والا طریقہ کیا جائے اور اس کا بیان ولقد اٰتینا موسٰی تسع اٰیات الخ سے کیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح موسیٰ کے نکالنے کی وجہ سے فرعون کو دریا میں غرق کیا گیا ہے اسی طرح کفار مکہ کو بھی جنگ بدر میں ہلاک کیا جائے گا۔

اور اقم الصلوٰۃ سے ہے کہ مقاماً محموداً تک جملہ معترضہ درمیان میں بیان کیا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ مصائب پر صبر کرنا چاہئے اور نماز پڑھنی چاہئے کیونکہ یہ دافع مصائب ہے اور رات کے وقت قرآن بھی پڑھنا چاہئے۔ اس کی تائید واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ ہے۔ اور قل رب ادخلنی سے ہے کہ سلطاناً نصیرا تک متعلق امر ثالث کے ہے یعنی وان کادوا لیستفزونک سے دیا گیا یعنی یہ کفار تجھ کو نکالتے ہیں۔ اب تو غم نہ کر اور نکلتے وقت یہ دعا پڑھتے رہنا۔ رب ادخلنی مدخل صدق الخ شعر

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعاں غم مخور ‏ ‏ ‏ ‏ کلبۂ احزان شود روزے گلستان غم مخور

اور قل جاء الحق وزھق الباطل سے بشارت بیان کی گئی۔ اور ننزل من القرآن سے ہے کہ بمن ھو اھدیٰ سبیلا تک شکوہ کیا گیا واسطے کفار کے یعنی قرآن تو فی الواقع ایک رحمت تھی لیکن واسطے کفار کے بوجہ انکار کے زحمت ہوگئی۔ اور یہ کفار وقت انعام کے اعراض کرتے ہیں اور وقت مصیبت کے عاجزی کرتے ہیں اچھا آپ ان کو کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ گمراہ وغیرہ کو جانتا ہے۔ اور یسئلونک عن الروح سے ہے کہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا تک جواب سوال کا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ کفار حضور سے بعد امتحان کے لئے روح کی ماہیت پوچھتے تھے اور حضور کا بھی ارادہ ہوگیا تھا کہ یہ کفار ایمان لے آئیں لہٰذا رسول اللہ صلعم منع کئے گئے کہ صداقت کیواسطے معراج والا معجزہ کافی ہے اور دوسرا یہ قرآن معجزہ ہے کہ اس کی مثل فی الاخبار عن المغیبات وغیرہ کوئی اگر نہیں مانتے تو اس جیسی کوئی کلام لے آویں۔ اور ولقد صرفنا سے ہے کہ الا کفورا تک شکوہ ہے اور قالوا لن نؤمن لک سے ہے کہ الا ان قالوا ابعث اللہ بشرا رسولا تک شکوہ ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہم قرآن میں کوئی عقدہ نہیں چھوڑا بجائے ایمان لانے کے حیلے کرتے ہیں۔ اور اس کے امور طلبیہ کا جواب ھل کنت الا بشرا رسولا سے دیا گیا یعنی میرے ہاتھ میں کچھ نہیں جو میں تو محض رسول ہوں اور اس جواب پر کفار اعتراض کرتے ہیں کہ ہم رسالت بشر کی نہیں مانتے۔ تائیدہ او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا۔ ان نشأ نخسف بھم الارض الخ اور قل لو کان فی الارض سے ہے کہ ملکا رسولا تک جواب ما منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءھم کا دیا گیا۔ اور قل کفیٰ باللہ شھیدا بینی وبینکم سے ہے کہ الا کفورا تک یہ مطلب ہے کہ اے کفار تم نہیں مانتے اچھا میرے درمیان اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ ہے ہر ایک کو دیکھ رہا ہے پھر تخویف بیان کی گئی کہ ان کو عذاب جہنم حشر میں نہ ماننے کی وجہ سے ہوگا حالانکہ اس کے ثبوت کی دلیل ظاہر ہے کہ جس ذات پاک نے ابتداءً پیدا کیا ہے آیا وہ ثانیاً پیدا نہ کر سکے گا۔ اور قل لو انتم تملکون سے لیکر وکان الانسان قتورا تک دلیل توحید بیان کی گئی۔ حاصل یہ ہے کہ متصرف اور تخت بادشاہی پر ایک اللہ تعالیٰ ہے اگر تم کو خزانے رزق کے دئے جاتے تو بخل کی وجہ سے کسی کو بھی کچھ نہ دیتے پس اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ مراد لو انتم سے عام ہیں خواہ ملائک یا جن یا انس ہوں۔ اور ولقد اتینا موسیٰ تسع اٰیات سے ہے کہ جئنا بکم لفیفا تک اس کے دو ربط ہیں ایک تو پہلے بیان ہو چکا ہے یعنی بیان ہے سنۃ من قد ارسلنا کا اور دوسرا یہ ہے کہ تعلق ہے ابتداء کے ساتھ یعنی بزعم تم کو جلا پایا ہے اگر اب بھی نہ مانا تو تم کو دنیا میں عذاب دیا جائے گا جیسا کہ فرعون کو دیا گیا۔ اور بالحق انزلناہ وبالحق نزل سے لے کر ویزیدھم خشوعا تک جواب والی بحث ختم ہوگئی ہے پھر کہا گیا کہ قرآن کے نازل کرنے کا طریقہ یہی تھا کہ ایک رسول پر

کہ عید ہو اس پر نازل کیا جائے۔ اور مضمون اور مسائل بھی اس کے حق ہیں یہی معنی ہیں وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ کا۔ پس یہ کفار مانیں یا نہ مانیں مومن تو مان رہے ہیں اور عاجزی کر رہے ہیں۔ اور قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ سے تمام سورت کا خلاصہ بیان کیا گیا یعنی جس نام کے ساتھ بلاؤ اللہ کو بلاؤ۔ اور حاجت مانگو تو اس سے مانگو۔ اور اس کی وجہ فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى یعنی ہر نام حسنیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے مخصوص ہیں ان کے ساتھ ایک اسی کو پکارو۔ نہ غیر کو کیونکہ اسماء حسنیٰ مثل خالق رازق وغیرہ اسی کے ہیں۔ اور وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ سے لے کر بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا تک متعلق ہے قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ کے اور طریقہ پکارنے کا بتلایا گیا یعنی اے رسول نہ اونچا بلایا کرتا کہ کفار استہزا نہ کریں۔ اور نہ آہستہ بالکل تاکہ صحابہ کو تعلیم بھی ہو جائے۔ اور آج کل تو آہستہ دعا مانگنی چاہیے اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ صلوٰۃ سے مراد دعا ہے بقرینہ سابق کے اور قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ سے لے کر تَكْبِيْرًا تک بیان ہے قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ کا علیٰ سبیل اللف والنشر الغیر المرتب کیونکہ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ کا بیان لَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ الخ سے کیا گیا ہے اور قُلِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ کا بیان قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا سے کیا گیا ہے حاصل یہ ہے کہ لائق پکارنے کے بھی وہی ہے اس کا شریک کوئی نہیں ہے اور سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے اس کا نائب کوئی نہیں ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ کہف مکیۃ

جاننا چاہیے کہ تفسیر کبیر والے نے قرآن شریف کے چار حصے کئے ہیں باعتبار اس امر کے کہ فلاں حصے میں اکثر بالذات مقصود فلانے امر کا ذکر ہوگا اگرچہ اور بیانات بھی ہونگے لیکن آیات کے ربط سے وہی معلوم ہوگا (۱) اول حصہ الحمد سے لے کر انعام تک اصول اور مبادی یعنی پیدائش کے احوال اکثر ہونگے اور اس کے متعلقات کا ذکر ہوگا اور دیگر بیانات بھی ہونگے لیکن بالتبع ہونگے (۲) حصہ دوم انعام سے لے کر کہف تک ذکر تربیت کا ہوگا یعنی پہلے پیدائش میں نے کی ہے اور مربی اور ترتیب کنندہ بھی میں ہوں اسی واسطے اکثر سورے کے ابتدا میں اسی بات کا ذکر آتا ہے اگرچہ دیگر مسائل بھی بیان کئے جاتے ہیں وہ بمنزلہ شواہد کے لائے جاتے ہیں۔ (۳) حصہ کہف سے لے کر سبا تک ذکر ہوگا کہ متصرف میں ہوں اور مالک بھی میں ہوں ان امور میں میرا کوئی شریک نہیں ہے (۴) سبا سے لے کر والناس تک ذکر نفی تشفیع کا ہوگا یعنی شفاعت قہری یعنی کوئی مخلوقات سے اللہ تعالیٰ کے ارادے کے خلاف کام کرا سکے ایسا کوئی نہیں یعنی خالق اور تربیت کنندہ اور رازق میں ہوں اور میرے نزدیکی والے بندے شفیع قہری نہیں ہیں۔ اور یہی چار امور سورۃ فاتحہ کے ابتدا میں ذکر کئے گئے ہیں۔ الحمد للہ میں پیدائش کا ذکر ہے یعنی لفظ اللہ سے ناشی ہے اور دوسرا رب العلمین سے یعنی تربیت کنندہ اور تیسرا الرحمٰن الرحیم سے یعنی مالک و رازق میں ہوں اور مالک یوم الدین سے نفی شفاعت کی ہے یعنی مالک میں ہوں دیگر کسی کے اختیار نہیں ہے اس لئے حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ سورۃ فاتحہ میں تمام قرآن ہے

ذکرہ الامام الربانی فی المکتوبات اور سورۃ حشر کی آخری آیتوں میں ہے ذکر تمام قرآن کا علی طریق اللف والنشر الغیر المرتب کیونکہ مرتبہ
ال اخیر میں ذکر کیا گیا ہے۔ ھُوَاللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ کے ساتھ اور باقی مراتب اول میں کہے گئے ہیں۔ لہذا یہ تمام قرآن
الفرہ ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْکِتَابَ الحمد سب حمد واسطے اللہ کے کیونکہ سب کچھ کرنے والا وہی پس معنی یہ ہوا کہ سب کچھ
نے والا اللہ ہے جس نے کتاب نازل کی ہے واسطے تبشیر اور انذار کے یعنی حساب حق تعالیٰ لے گا اور دینے والا اور ہو یہ نہیں ہوسکتا
دیا یہ ہوا کہ دینے والا وہی خدا ہے جو حساب لے گا۔ ہاں البتہ غیر اللہ نزول کتاب کی صلاحیت رکھتے تو حمد کی نسبت ان کی
رف کی جاتی یا اس کتاب میں کچھ کجی ہوتی اور غیر اللہ اس کی اصلاح کرتے تو تب نسبت حمد کے لائق ہوتے اور اس میں کجی نہیں
چھوڑی یعنی دفع شبہات ہر قسم کا کیا گیا ہے۔ (جلالین) اس سورت میں ذکر کیا جائے گا کہ جاننے والا بھی میں ہوں۔ اور مالک متصرف
بھی ہر شیٔ کا میں ہوں یعنی کوئی میرا شریک فی العلم والتصرف نہیں۔ اور ان دو دعووں پر جو شبہات وارد ہوتے تھے ان کا دفع
کیا گیا (شبہات چار ہیں) (۱) اصحاب کہف کا ان کا مجمل قصہ یہ ہے کہ اصحاب کے زمانے میں ایک بادشاہ مشرک تھا جو عبادت
غیر اللہ کی کرتا تھا۔ اور لوگوں کو بھی اسی بات کا امر کیا کرتا تھا اور یہ اصحاب کہف جو کہ اس کے امراؤں کے لڑکے تھے عبادت غیر اللہ
سے انکار کرتے تھے۔ بادشاہ نے ان کے قتل کرنے کا حکم دیا اگر باز نہ آویں۔ انہوں نے مشورہ کیا کہ کسی طرف بھاگ چلے جائیں تھے
اللہ تعالیٰ نے ان کو ۳۰۹ سال تک اس غار میں نیند میں رکھا اور پس بادشاہ نے ان کو ڈھونڈ کر خیال کیا کہ یہ بیدار ہیں اس غار کا
رستہ بند کر دیا۔ اس غرض سے کہ بوجہ بھوک و پیاس کے اندر اندر مر جائیں گے۔ بعضے کہتے ہیں کہ اس مدت میں بعض لوگوں نے
ان کو شہید سمجھا۔ اور ان کی عبادت کرنے لگے اور دور سے پکارنے لگے اور ان کی نیازات دینے لگے اس مدت میں وہ بادشاہی بھی
گیا۔ اور ۳۰۹ سال کے بعد ان کو اللہ تعالیٰ نے بیدار کیا اور بعد بیدار ہونے کے آپس میں اختلاف کیا بعض نے کہا کہ
ایک دن سوئے ہیں اور بعض نے کہا کچھ دن۔ پھر انہوں نے ایک کو رقم دے کر شہر کی طرف بھیجا کہ کوئی کھانے کی چیز لائے وہ جس
دکان گیا اور دوکاندار کو رقم دی تو دوکاندار نے کہا کہ یہ ضرب اگلے بادشاہ کی ہے اب رائج نہیں۔ تو رفتہ رفتہ بادشاہ تک
خبر پہنچی تو اس کو بلا کر دریافت کیا تو اس نے اپنا اور بھائیوں کا حال سنایا پھر وہاں جا کے حال دیکھا انہوں نے حال بیان کیا
پھر بعد بیان احوال کے وہ مر گئے تو لوگوں میں تنازع پڑ گیا کسی نے کہا کہ ان پر مسجد بنانی چاہیے اور کسی نے اظہار خیال یوں کیا کہ قبر پر
قبہ بنانی چاہیئں۔ آخر اس غار کے نزدیک ایک مسجد بنائی گئی۔ اور لوگوں نے عالم الغیب اور متصرف جان کر حاجات طلبی کرنی شروع کر دی
چنانچہ آج کل فافہم) (یہ قصہ اجمالی ہے) اس قصہ سے غرض دفعہ شبہ ہے کہ ان کو عالم الغیب اور متصرف نہ سمجھیں۔ کیونکہ ان کو
اپنی نیند کرنے کی مدت بھی معلوم نہ تھی تو باقی امور کیا جان سکتے ہیں اور کس طرح متصرف ہونگے اور متصرف ہونے کی وجہ بہت
بڑا نہیں ہوسکتا۔ اور یہ تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ خدا کے آگے کوئی مشکل نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض بندوں کو اتنی
مدت نیند میں رکھا اور پھر بیدار کیا کہ کس طرح تصرف میں وہ اللہ تعالیٰ کے شریک ہوسکتے ہیں لیکن تم نے بے عقلی کی مارے
ان کو فاعل و متصرف بنا دیا ہے جیسا کہ آج کل لوگ ان کے نام پر روٹی پکاتے ہیں تعداد اصحاب کہف فقراء کو کھلاتے ہیں اور ان سے

جو بیچ جائے تو کتوں کو کھاتے ہیں کیونکہ انکے ساتھ ایک کتا بھی تھا۔ افسوس صد افسوس لوگوں کے عقل و فہم پر کہ ان کو متصرف بنایا
اور اس قصے کے اختتام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا سے لیکر مِنْ هَٰذَا رَشَدًا تک یعنی اے پیغمبر
اے پیغمبر اگر کسی کام میں اس طرح کروں گا تو انشاء اللہ تعالیٰ کہا کرو۔ کیونکہ جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے ارادے سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ اصحاب
کہف کا حال کہ انکے خیال میں کیا بات تھی اور اللہ تعالیٰ نے کیا کر دیا۔ ان کے خیال میں تھا کہ تھوڑی نیند کریں بعد ازاں نکل جائیں گے
اللہ تعالیٰ نے ان کو ۳۰۹ سال تک نیند میں رکھا اور دوسرا کسی غرض کے واسطے ایک کو شہر میں روانہ کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے
ساتھ کیا کروا دیا۔ بعد میں بعد تفریع کے اصل دعویٰ کو ذکر کیا۔ لَهُ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ سے لے کر وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا
یعنی لہ علم الغیب السمٰوٰت والارض۔ اور اس کے بعد اُتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ غیب السموت والارض تمام اور کل
ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور تم اپنے دعویٰ پر قائم رہو۔ اور ان کے بعد وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم
یہ بیان کیا گیا ہے کہ تم اپنے دعویٰ پر قائم رہو اور انکے ساتھ بیٹھو جو محض اللہ کی بندگی کرتے ہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں تو
پس حاصل یہ ہوا کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کو ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور تم اپنے دعویٰ پر قائم رہو۔ اور موحدوں کی مجلس کرو یہ
تین چار باتیں ہیں۔ جاننا چاہئے کہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ سے لے کر وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا تک یعنی دو رکوع اور نصف
رکوع اور ثالث رکوع میں چار باتوں کا ذکر کیا گیا ہے (۱) تم اپنا تعلق انکے ساتھ رکھو جو محض اللہ کی بندگی کرتے ہیں اور شرک
بدعت نہیں کرتے اور دنیا و دنیا داروں کے ساتھ تعلق مت رکھو یہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ سے لے کر وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا تک ذکر
کیا گیا ہے (۲) مشرکوں کیواسطے ہم نے عذاب اخروی تیار کر رکھا ہے۔ یہ قُلِ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ سے لے کر وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا تک
ذکر کیا گیا ہے۔ (۳) کہ منکرین کو دنیا میں بھی عذاب مل جاتا ہے یہ وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا سے لے کر وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ
تک ذکر کیا گیا ہے۔ اور چوتھی کے درمیان تخویفات بھی ذکر کی گئی ہیں۔ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا سے کر بڑی تعجب کی بات
ہے کہ شیطان جو تمہارا قدیمی دشمن ہے اس کو تم نے میرا شریک بنا دیا ہے۔ حاصل تمام کا یہ ہے کہ غیب جاننے والا کوئی نہیں اللہ تعالیٰ
کے سوا اور اس کا شریک بھی کوئی نہیں۔ اور دنیا کوئی رہتی نہیں اس کے سبب سے آخرت اور دنیا میں عذاب ملتا ہے۔ جب یہ
ہوئی تو شیطان جو کہ تمہارا قدیمی دشمن ہے اس کو میرا شریک کیوں بنا لیا ہے نہایت تعجب ہے۔ اور قصہ وَلَا يُشْرِكُ الا کے متعلق
اور وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ سے بیان ہوا اور یہ دفعیہ شبہ تیسرے کا ہے کہ تم کو یہ شبہ پڑے گا کہ رسول متصرف ہونگے یہ خیال بھی
باطل ہے کیونکہ موسیٰ کتنا اولوالعزم پیغمبر تھا۔ اس کو حکم ہوا کہ جاؤ فلانی جگہ میرا بندہ جو کہ علم میں تجھ سے بڑا ہے اس کو دیکھو۔ جب
اس کے پاس گئے تو اس نے کہا کہ بعضے امور تجھکو معلوم ہیں مجھے معلوم نہیں۔ اور بعضے مجھکو معلوم ہیں تجھکو نہیں۔ پہلے ہر دونوں نے
اقرار کیا کہ علم غیب کا جاننا خاصہ خدا کا ہے۔ پھر خضر علیہ السلام نے کئی کام خوارق عادت عجیب الظاہر کئے موسیٰ کو خبر نہ تھی کہ ان
نے کیوں کئے ہیں اور خضر علیہ السلام نے بھی اقرار کیا کہ مَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي بل فعلتہ من امور ربی تو پھر کیسے متصرف بنانے اور
عالم غیب بنانے کے لائق ہو سکتے ہیں تمہارے عقل پر تعجب ہے۔ اور وَيَسْأَلُونَكَ عَن ذِي الْقَرْنَيْنِ دفعیہ شبہ چوتھا سے یہ بیان

کیا گیا ہے کہ تم کو شبہ پڑے گا کہ سکندر بڑا بادشاہ تھا اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی آتی تھی۔ یہ بھی عالم بالغیب اور متصرف ہونگے
لیکن یہ خیال بھی عجیب ہے کیونکہ وہ مغرب کی طرف گیا تو ادھر دلدل آگیا جس میں نہ جہاز چلتا تھا۔ اور نہ گھوڑا اور نہ کوئی ایسا سامان تھا۔
جس کے ساتھ دلدل سے پار اتر جائے ادھر سے بھی عاجز ہوگیا پھر مشرق کی طرف گیا تو ادھر بھی سخت گرمی جس میں انسان کا گذارہ نا ممکن
تھا اور لوگوں کے مکان وغیرہ کوئی نہ تھے اور لوگ غاروں میں گذارہ کرتے تھے۔ ادھر سے بھی عاجز ہوکر واپس آیا اور شمال کی
طرف گیا تو ادھر ایسی قوم تھی کہ ایک دوسرے کی زبان نہ سمجھتے تھے۔ اور بادشاہ کے ترجمانوں کے سبب سے اس کو خبر دی
گئی کہ ادھر سے یاجوج ماجوج ہیں جو ہماری طرف آکر غارت کرتے ہیں اور فسادات کرتے ہیں۔ اگر ان کے بندش کے لئے دیوار
بنا دی جائے تو ہم انکے شر سے بچ جائیں گے۔ تو اس نے ایک دیوار لوہے اور تانبے وغیرہ سے بنا کر آگ جلائی کہ ہر شے پگھل
کر ایک دھات ہوگئی۔ غرض کہ ایک محکم دیوار بنا دی گئی بعض کہتے ہیں کہ چین والی دیوار ہے جو کہ بارہ سو کوس لمبی ہے مگر حق
یہ ہے کہ یہ نہیں۔ حاصل یہ کہ وہ ہر طرف سے عاجز ہوگیا کچھ بھی نہایت تک نہ پہنچ سکا۔ وہ کس طرح مالک و متصرف ہو سکتا ہے
ان ظاہری سامان دنیاوی اس کے پاس کچھ تھے۔ خلاصہ سورت کا یہ ہوا لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور ثمرہ سورۃ اَفَحَسِبَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ سے تا آخر سورۃ بیان کیا گیا ہے کہ تم شریک بناتے ہو ان کو جو محض عاجز ہیں جن کا حال
ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر جمیع انس جن مل کر تمام درختوں کی قلمیں بنالیں اور سب دریا مثل سیاہی
کئے جائیں اور نہ فلک و ہفت زمین کا غذ بنجائیں تو خدا کے علم کی نہر قطرہ از دریا نکر سکیں گے۔ حاصل یہ کہ اس کے علم میں
شریک اور متصرف ہونا بالکل محال ہے (نوٹ) باقی امور یاجوج کی پوری تفصیل آگے ذکر کیجاوے گی۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ کافر اور
انگریز مراد ہیں یا کوئی اور۔ کیونکہ ان کو عذاب تو ضرور ملے گا۔ جیسا کہ بخاری شریف سے معلوم ہوتا ہے بس اگر وہ قوم مراد لیویں جنکو تبلیغ
نہیں ہوئی وہ کس طرح دوزخی ہو سکتے ہیں۔ لہذا اس بات میں لوگوں نے بہت توجیہات بیان کئے ہیں لیکن حق وہی ہے
جو ہم نے ذکر کیا ہے۔ قانون یہ ہے کہ جب ایک موصوف پر کوئی حکم کیا جائے تو اس کی صفت کا مبدء حکم کی علت بنتی ہے یعنی سب
کچھ کرنے والا وہی ہے جس انذار کیلئے کتاب بھی بھیجی کیونکہ اگر دینے والا کوئی اور ہو تو انذار او حساب کتاب بھی وہی لیتا وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ
قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا لئے نائب کمافی البخاری۔ یعنی کبھی تو کوئی نہیں چھوڑی اور نازل اس واسطے کی ہے کہ ان لوگوں کو ڈرائے
جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نائب بنایا ہے اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ سے شکوہ کیا گیا ہے۔
فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ سے یہ بیان کیا کہ اگر وہ ایمان نہ لائیں تو تم غم مت کرو اس لئے کہ ہم نے اہل الارض کو چند روزہ کی زینت
بنا کر ان کو مبتلا کر رکھا ہے۔ اور فی الواقع جس چیز میں وہ مبتلا ہیں وہ بالکل ناپائدار ہے چند روز کے بعد ہم اس کو مٹی اور ریزہ
ریزہ کر دینگے۔ اَمْ حَسِبْتَ سے شبہات اور ان کا دفع کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور قصہ اصحاب کہف نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ
سے اہتمام کر کے فرما دیا اور اثنار قصہ میں ایک تو یہ فرمایا ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ
تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا اور ربط ظاہر ہے یعنی پہلا ایک عجیب معاملہ بیان فرما کر فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی آیات ہیں جسکو اللہ تعالیٰ ہدایت

دینی چاہیے تو وہ کہے گا کہ جب وہ خدا کے واسطے دور گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور جس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو وہ کہے گا کہ اصحاب کہف نے اپنے سامنے سورج کو نہ آنے دیا اور دھوپ سے بچ رہے تو معلوم ہوا کہ بن وجہ متصرف ہیں اور دوسرا قصہ کے اثنا میں وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلٰی وَاذْکُرْ رَبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ یعنی پہلے بھی قصہ اصحاب کہف کا تھا۔ اور پھر لَبِثُوْا فِیْ کَھْفِھِمْ الخ سے وہی قصہ ہے تو اس کے مابین میں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ طریقہ بعضین کا ہوتا ہے کہ جب وہ سامعین کے سامنے ایک طویل قصہ بیان کرتے ہیں اثنائے قصہ میں ایک ایسی جگہ آجاتی ہے کہ اس سے ایک امر متفرع ہوتا ہے تو قصہ بند کر کے سامعین کو خطاب کرتے ہیں کہ یہاں سے ایک بات متفرع ہوتی ہے اس کو یاد رکھنا پھر بات ذکر کر کے اگلے قصے کو شروع کر دیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ جب قصہ اصحاب کہف کا کرتے کرتے اس بات تک پہنچ گیا کہ اصحاب کہف ایک دن کاٹنے کے لئے گئے کہ کل چلے جائیں گے تاکہ ۳۰۹ برس گذر گئے۔ سامعین کو خطاب ہوا کہ دیکھو کہ اصحاب کہف کا کیا ارادہ تھا اور کیا ہوا تو اس کو یاد رکھنا کہ جب کسی کام کا ارادہ کرو تو انشاء اللہ ساتھ کہا کرو۔ کہ اگر اللہ نے چاہا تو کل فلاں کام کروں گا اور نیز جب قصہ میں یہ بیان فرمایا کہ جب ایک آدمی چاندی منفرد سے گیا اس ارادے پر کہ میں لوگوں کے سامنے ظاہر نہ ہوں لیکن اس کے ظاہر ہونے میں حکمت تھی اللہ تعالیٰ نے اس کی مرضی کے خلاف اس کو ظاہر کر دیا۔ تو تم بھی اُذْکُرْ رَبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ اور جب کوئی کام خلاف مرضی اپنی کے دیکھو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو بھول دو۔ اور کہا کرو عَسٰٓی اَنْ یَّھْدِیَنِ رَبِّیْ اور قصہ ختم کرنے کے بعد وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ الخ تم یہ وحی کیا ہوا پڑھ سنا کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات والا علی التوحید کو بدلنے والا کوئی تب ہوتا کہ اگر کوئی اور ملتحد ہوتا تاکہ کہا جاوے کہ یہ بھی اللہ ہے۔ اور ملتحد تو کوئی نہیں تو کوئی دوسرا خدا بھی نہیں۔ اور وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ سے یہ فرمایا کہ اسی توحید پر پختہ رہنا اور مومنوں کے ساتھ رہنے پر صبر کرو اور کفار کی طرف مال کی وجہ سے التفات نہ کرنا۔ اور بعد اس کے قُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فرمایا یعنی لوگوں کو بھی یہی کہا کرو کہ حق وہی ہے جو تمہارے رب سے آیا ہے اور فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ سے تخویف اور اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ سے مومنوں کے لئے بشارت ہے طریقہ قرآن شریف کا یہ ہے کہ دنیا کو اختیار کر کے آخرت کو خیال نہ کرنے کی مذمت تین طریقے سے کرتا ہے ایک یہ کہ دنیا ان سے چھینی جاوے گی۔ اور دوسرا چھین لینا بجائے خود دنیا فی نفسہ قلیل ہے تیسرا یہ کہ آخرت میں اس کی سزا آگ ہے تو وَاضْرِبْ لَھُمْ مَّثَلًا رَّجُلَیْنِ سے لیکر ھُنَالِکَ الْوَلَایَةُ لِلّٰہِ الْحَقِّ تک اول قسم بیان فرمایا اور وَاضْرِبْ لَھُمْ مَّثَلَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا سے وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا تک دوسرا قسم اور تیسرا قسم یَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ سے وَلَا یَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا تک۔ اور کچھ اور شبہ یہ تھا کہ بعض لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا سے فرمایا کہ جن تمہارے قدیمی دشمن ہیں ان کی عبادت کیوں کرتے ہو۔ پھر کچھ ترہیبات وغیرہ فرما کر اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰهُ سے ایک دوسرا شبہ دور کیا گیا وَتَرَکْنَا بَعْضَھُمْ یَوْمَئِذٍ یَّمُوْجُ فِیْ بَعْضٍ قال صاحب المدارک مراد اس سے آدمی ہیں یعنی ایک دفعہ ان کو قبور سے اٹھائیں گے تاکہ وہ ایک دوسرے سے متحیر ہو کر موج ماریں گے۔ اور پھر نفخ سے جمع کریں گے شبہات دفع کرنے کے بعد بطور تفریع فرمایا اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا ایسے حالات ہونے کے بعد

باوجود پھر بھی کھا میرے ساتھ اوروں کو شریک کرتے ہیں۔ اچھا ان کو جہنم میں داخل کرونگا۔ پھر مومنین کو بشارت بطرق المقابلہ دے کر فرمائی اور پھر فرمایا قل لو کان البحر اسد تعالی تو اتنا بڑا عالم ہے بھلا اس کا کوئی شریک ہو سکتا ہے۔ اور پھر فرمایا قل اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یعنی اے محمد تم بھی لوگوں کو کہدو کہ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اور غیب دان نہیں ہوں میری طرف وحی آتی ہے ایسا نہ کہ تمہیں غیب دان اور شریک باللہ قرار دینے لگیں۔ فقط

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ مریم مکیہ

دعوٰی اور غرض اس سورۃ میں یہ ہے کہ متصرف وہی ہے اور جنکے متصرف ہونے کا شبہ پڑتا ہے خواہ ملائکہ یا جن ہو یا انسان ہوں۔ ان شبہات کو دفع کیا گیا۔ لہذا اس سورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ ظاہر ہو گیا۔ اور اصلی دعوی اور ثمرہ سورت کا دو دفعہ سورت میں ذکر کیا گیا ہے (۱) تو رکوع رابع میں رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا (۲) دوسرا ذکر آخر سورت میں اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا سے ذکر کیا گیا ہے اور باقی سے دفع شبہات کیا گیا اول ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا سے کر اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ تک یعنی شاید کہ یہ شبہ پڑے کہ زکریا علیہ السلام کو آخر عمر میں فرزند پیدا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوارق عادت کر لیتے ہیں اور جس طرح چاہیں کر سکتے ہیں اس کا دفع کیا گیا کہ وہ تو خود عاجزی کرتا رہا فَهَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا سے ظاہر معلوم ہوتا ہے۔ جو کوئی دوسری کی طرف عاجز ہو وہ کس طرح متصرف بن سکتا ہے (۲) وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا سے کر لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ تک سے یعنی تم کو یہ شبہ پڑے گا کہ عیسیٰ بلا والد ہو گئے ہیں اور یہ خوارق عادت ہے اس سبب سے تم نے ان کو متصرف بنا دیا ہے۔ اور نسبت ولد کی کرنے لگینگے کہ اللہ کی ذات نے سب تصرف ان کے قبضے میں کر دئے ہیں اور وہ متصرف کس طرح بن سکتا ہے کہ خود بخود اقرار کر رہا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ الخ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ بھی کہا کہ میں بندہ ہوں متصرف بننے کے لائق نہیں ہوں۔ ہاں رسول خدا ہوں یعنی اس کا حال دیکھو کس طرح متصرف بننے کے لائق ہو سکتا ہے۔ پھر اسی دعوی کی تائید لائے گی وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ الخ سے کر لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا تک یعنی ابراہیم جو کہ بڑے اولوالعزم انبیا میں سے تھا اور اصل انبیاء کا تھا وہ خود بخود اپنے باپ کو کہہ رہا ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کو چھوڑ دو اور اسی ایک کی عبادت کرو یہ تمہارے نفع نقصان دینے کے لائق نہیں ہیں وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى سے لیکر خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا تک یعنی یاد تو کرو۔ ان انبیاء صالحین کو کیسے انبیاء عظیم الشان ہیں اور ان کا حال کیا ہے کہ وہ تمام عاجزی کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے آگے اور جو عاجز اور محتاج ہو آیا وہ بھی متصرف بن سکتا ہے۔ ہاں اتنی بات ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے مکرم بندے ہیں جیسا کہ کہا مِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا اس سے خود ظاہر ہے کہ مکرمین متصرف نہیں ہیں وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ سے کر

وَمَاكَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا یعنی تم نے ملائک کو متصرف بنا دیا ہے اور تم نے رسولوں کا حال تو سن لیا ہے کہ وہ تمام عاجز ہیں اور معترف بالعجز ہیں ملائک کا حال دیکھو کہ وہ تو بغیر امر ربی نازل بھی نہیں ہوتے ۔ سوا امر رب کے کچھ بھی نہیں کر سکتے بلکہ متصرف وہی اللہ تعالیٰ ہے ۔ جیسا کہ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا سے معلوم ہوتا ہے اور درمیان میں کوئی تخویفات اور کوئی شکوہ بیان کیا گیا ہے اور آخر سورت میں اعادہ اصل مدعا کا اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ سے کرکے بشارت مومنوں کیواسطے اور تخویفات کفار کے واسطے بیان کی گئی ہے (حاصل خلاصہ سورۃ) کہ تمام انبیاء صالحین اللہ کی طرف عاجزی کر رہے ہیں اور معترف بالعبودیت ہیں معلوم ہوا کہ کوئی متصرف نہیں ہے سوا اللہ تعالیٰ کے اور اس امر کیواسطے کئی شواہد بیان کئے گئے ہیں ۔ اور جن جن باتوں سے شبہ پڑتا تھا اس کو رفع کیا گیا ہے ۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ سورت کہف سے وغیرہ شبہات شروع ہوئی ہیں اور کہا کہ دیکھو کہ فلاں پیغمبر ایسا عاجز تھا ۔ اور فلاں فلاں بادشاہ بھی اپنے مطلوب سے کامیاب نہ ہوئے اور اس میں بطور ترقی دفع شبہات ہوگا یعنی وہ کرتو کچھ بھی نہیں سکتے بلکہ رو رو کر بہت مانگتے ہیں اور ہمارے آگے سر جھکاتے ہیں دیکھو زکریا علیہ السلام کو کہ اس نے کہا هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا بیشک ایسے بڑھاپے میں فرزند ملنا خارق عادت تو ہے لیکن یہ زکریا علیہ السلام نے اپنے اختیار سے نہیں کیا تاکہ اسے متصرف فی الامور قرار دیا جائے وَلَمْ اَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا یعنی بھی بعض نے کہا ہے اور نہیں تھا میں اے رب العلمین بدبخت بسبب بلانے کے تجھ کو یعنی اگر تیری سوا کسی اور کو بلاتا تو بدبخت اور مشرک ہوتا لیکن میں نے تو تجھ کو ہی پکارا ہے اور متصرف فی الامور قرار دیا ہے اس لئے بدبخت نہیں ہوں ۔ دیکھو مریم نے کیا کہا تھا ۔ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۔ اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے والے ہو ۔ تو میں اللہ کے ساتھ تجھ سے پناہ مانگتی ہوں دیکھو وہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ رہی تھی اور دیکھو فَاَجَاءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ یعنی وہ تو ایسے قسم کے درد میں مبتلا تھی وہ خدا [illegible] کہاں ہیں ۔ آگے چلو عیسیٰ کو دیکھو جس کو تم نے ابن اللہ قرار دیا ہے وہ کہہ رہا ہے اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ اور پھر ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ سے كُنْ فَيَكُوْنُ تک جملہ معترضہ ہے ۔ اور ربط ظاہر ہے کہ عیسیٰ کا یہ حال ہے کہ جو سن لیا ہے پھر کیسے معبود بن سکتا ہے اور پھر اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ سے خود عیسیٰ کی کلام نقل کی گئی ہے لیکن فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ یعنی پیچھے لوگ بنیا مختلف ہوگئے ابن اللہ کہنے لگے ۔ اچھا ہلاکت ہے کافروں کے لئے دیکھو ابراہیم نے کیا کہا يٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ الخ يٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ دیکھو موسیٰ اسمٰعیل اور ادریس اور دیگر انبیاء علیہم السلام اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا وہ تو سب اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ کرتے تھے اور فقط اللہ کی عبادت کرتے تھے اور اسی کو پکارتے تھے اور دعائیں مانگتے تھے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ یعنی انکے پیچھے برے لوگوں نے دعا کو ضائع کر دیا یعنی اللہ کے سوا اوروں سے مانگتے ہیں اور پکارتے ہیں ۔ اور مومنوں کو بشارت دے کر ارشاد فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کا حال تو سن لیا ۔ اب ملائک جنکو بنات اللہ قرار دیتے ہو ان کا حال تو یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ اور يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ سے شکوہ اور فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ سے اِلٰى وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا سے ترہیب عذاب اخروی بیان کی اور پھر وَاِذَا

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ شکوہ اور کَمْ اَھْلَکْنَا قَبْلَھُمْ مِّنْ قَرْنٍ سے ترہیب عذاب دنیوی بیان فرمائی علیٰ ہذا القیاس اختتام سورت تک ترہیبیں اور شکوے اور بشارات دنیویہ بیان فرمائیں گئے ۔فقط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سورہ طٰہٰ مکیہ

اس سورۃ سے غرض تسلیہ دینی ہے نبی کریم صلعم کو تم اپنے دعوی پہنچاتے جاؤ اور دل تنگ مت ہو اور مصائب پر صبر کرو۔ اور دعوی یہ ہے کہ متصرف ایک ہے اور اسی کو پکارو۔ اور وہی سب کچھ جاننے والا ہے ۔ اور بعض آیات تسلیہ اور بعض اصلی دعوی کیواسطے بیان کی گئی ہیں۔ (بیان آیات تسلیہ) (۱) مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ سے لے کر خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی ۔یعنی قرآن تم پر نازل اسی واسطے کیا گیا ہے تاکہ تذکرہ ونصیحت ہو جائے واسطے اس شخص کے جو خوف من اللہ رکھتا ہو۔ اور اسی واسطے نازل نہیں کیا گیا کہ تم مصائب میں واقع ہو جاؤ اگر کچھ مصائب آبھی جائیں تو کیا ہوا اللہ کے کام میں تکلیف آگئی تو صبر کرلو۔ اور تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ سے یہ بیان ہوا ہے کہ اگر کوئی مصیبت آبھی جاوے تو کیا ہوا۔ کیونکہ اس بادشہ خالق الکل و عالم الکل سے آئی ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ۔شعر۔

ہر کہ عاشق شد اگرچہ نازنین عالم است ‏ ‏ ‏ ‏ نازکی کے راست آید بار می باید کشید

(۲) آیت ۔ وَھَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ مُوْسٰی اس آیت کا تعلق ماقبل کے ساتھ دو طریقے سے ہے۔ یعنی تسلیہ کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے کہ دیکھو موسیٰ نے تبلیغ احکام کیلئے کتنے مصائب برداشت کئے تھے ۔تم بھی اعلاء کلمۃ اللہ میں ہر مصائب پر صبر کرو۔ اور دعوی کے ساتھ بھی تعلق ہو سکتا ہے یعنی جو دعوی تم بیان کر رہے ہو موسیٰ کا بھی یہی دعوی تھا۔ اور آیات توحید کا بیان بھی کیا جاتا ہے (۳) آیت کَذٰلِکَ نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ یعنی ہم نے پہلے انبیاؤں کے قصے بیان کئے ہیں کہ دیکھو ان کو کتنے مصائب تبلیغ احکام الٰہی میں برداشت کرنے پڑے ہیں (۴) آیت ۔ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ سے لے کر لَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا تک یہ بیان کیا کہ جلدی نہ کرو کیونکہ وحی آتے وقت نبی علیہ السلام پڑھنے میں جلدی کرتے تھے کہ یاد ہو جائے لہذا حکم ہوا کہ جلدی نہ کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو یاد کرا دے گا ۔ اور دوسرا یہ کہ دیکھو ہم نے آدم علیہ السلام کو بھی کہا تھا کہ ہمارے حکم پر قائم اور محکم رہنا لیکن وہ محکم نہ رہا تو ان کے ساتھ کیا ہوا (۵) آیت فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ لَعَلَّکَ تَرْضٰی تک یعنی کوئی مصیبت آبھی جائے تو صبر کرو اور مصائب میں تسبیح تحمید بہت کیا کرو۔ پس حاصل یہ ہے کہ تمام آیات تسلیہ حضور کیواسطے لائی گئی ہیں۔ کہ اصلی دعوی پر محکم اور قائم رہو۔ اور چھ آیات اصلی دعوی بیان کرنے کیواسطے لائی گئی ہیں۔ (۱) اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی سے لے کر الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی تک اور دو دعوے ذکر کئے گئے ہیں ایک تو یہ کہ سب کچھ کا متصرف وہی ہے اور دوسرا یہ کہ عالم الکل شی وہی ہے اس کا کوئی شریک نہ بناؤ۔ پس اسی کو پکارو کیونکہ اسماء حسنیٰ اسی کے واسطے ہیں۔ اور دوسری آیت اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ یعنی شریک فی العبادۃ نہ

الرحمٰن علی العرش استوی لہ ما فی السموات وما فی الارض وما بینہما وان تجہر بالقول فانہ یعلم السر واخفی اللہ لا الہ الا ھو لہ الاسماء الحسنیٰ یعنے

نہ بناؤ۔ کیونکہ متصرف اور عالم کل شئی کا میں ہوں۔ (۳) آیت قال ربنا الذی اعطی کل شئی خلقہ ثم ھدیٰ خلقہ یعنی صورت یعنی اسی
کی قبضے میں ہے۔ (۴) آیت تعالوا ھذا الہکم واِلٰہ موسیٰ سے لے کر ولا یملک لھم ضرا ولا نفعا تک یعنی اور وہ ہونا چاہئے
جو کہ متصرف ہو۔ (۵) انما الٰھکم اللہ الذی لا الٰہ الا ھو وسع کل شئی علما وسع کا مبتدا محذوف ہے یعنی ھو وسع۔ اور دو
دعوی اس میں مذکور ہیں۔ ایک یہ کہ متصرف وہی ہے دوسرا یہ کہ عالم ہر شئی کا وہی ہے (۶) آیت فتعلی اللہ الملک الحق یعنی مالک وہی
ہے اور بلند اور عالیشان بھی ہے اس کے شان کے برابر کوئی نہیں ہے (حاصل سورت کا یہ ہے) کہ تم تبلیغ اصلی دعوے کے لئے
مصائب برداشت کرو اور صبر کرتے رہو۔ اور تمام انبیاء سابقین نے تبلیغ کرنے میں مصائب پر صبر کیا ہے۔ باقی تقریر یہ ہے ما
انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ اے محمد صلعم ہم نے اس لئے تم پر قرآن شریف نازل نہیں کیا کہ تم اپنے جان مشقت میں ڈالو۔ لوگوں کے
نہ ماننے سے غم نہ کرو یہ تو تذکیر اور نصیحت ہے بس یہی کرتے رہو۔ اور اگر قدرے تنگی اور تکلیف آ بھی جائے تو ضرور برداشت کرنی
پڑے گی خیال کرو کہ یہ قرآن شریف تنزیلا ممن خلق الارض سے یعنی ایسے بڑے بادشاہ سے جس نے زمین اور آسمان کو پیدا
کیا ہے۔ نازل کیا ہوا ہے۔ اگر ایسے بادشاہ کے پیغام پہنچانے میں کچھ تکلیف آگئی تو کیا ہوا۔ اور دعویٰ ہے کہ لوگوں کو کہو۔
الرحمٰن علی العرش استویٰ لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وما بینھما وما تحت الثریٰ۔ وان تجھر بالقول فانہ
یعلم السر واخفیٰ اللہ لا الٰہ الا ھو۔ لہ الاسماء الحسنیٰ یعنی تخت بادشاہی پر اسی آپ نے کسی کو نائب بنا کر بادشاہی اس کے
حوالے نہیں کی ہوئی زمین آسمان اور سب چیزیں اس کی ہیں اور دعائیں بھی وہی سنتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر ایسے بادشاہ کے حکم پہنچانے
میں کوئی تکلیف آگئی تو کیا ہوا اس کے بعد قصہ موسیٰ کا بیان فرمایا کہ دیکھو موسیٰ نے تبلیغ احکام الٰہی میں کتنی تکالیف برداشت کی ہیں
اور تکالیف کے ہوتے ہی فرمایا الٰھکم اللہ الذی لا الٰہ الا ھو وسع کل شئی علما۔ پھر فرمایا کذٰلک نقص علیک من انباء
ما قد سبق یعنی تم سچے نبی ہو۔ اس واسطے ہمارے بیان کرنے سے تم وہ اخبار بیان کر رہے ہو جو آگے تم کو معلوم نہ تھیں۔ اور پھر
ومن اعرض عنہ فانہ یحمل یوم القیامۃ وزرا سے ترہیب اخروی فرمائی۔ جب ذکر قیامت کا آگیا تو مشرکین کا موقع تھا کہ کہیں
اس وقت اتنے اتنے بڑے پہاڑ کہاں جائیں گے تو فرمایا یسئلونک عن الجبال فقل الخ اور پھر یومئذ یتبعون الخ سے
ترہیب فرمائی اور فتعلی اللہ الملک سے خلاصہ بیان کیا گیا فتعلی اللہ عما یشرکون اور پھر فرمایا ولا تعجل بالقرآن کا تعلق ابتداء
سورت سے جا لگا یعنی جلدی سے پڑھنا نسیان کے ڈر سے یہ بھی ایک مشقت ہے لہذا فرمایا لا تعجل بالقرآن ولقد عھدنا
الی اٰدم الخ سے کہا کہ تکالیف آئیں گی مضبوط رہنا ایسا نہ ہونا جیسا کہ آدم علیہ السلام ہوا تھا۔ بلکہ تو مثل موسیٰ کے پختہ رہنا جب کہ
ابتدا سورت میں دو باتیں جمع کی گئیں ہیں ایک تو یہ کہ تجھکو مشقت دینی غرض نہیں اگر کچھ آ بھی جائے تو غم مت کرنا۔ لہذا اس جگہ
دونوں کو جمع کیا گیا۔ اور پھر من اعرض سے استیناف فرمایا ترہیب کے لئے اور یہ جملہ آدم کے متعلق نہیں ہے فان لہ معیشۃ
ضنکا کے دو معنی بیان کئے ہیں ایک تو یہ کہ دنیا میں اس کا گذارہ تنگ ہوگا۔ اگرچہ مالدار بھی ہو لیکن اس سے قناعت چھین لی جائے
گی اور بے قناعتی کے سبب تنگ رہے گا۔ اور دوسرا معنی یہ ہے کہ دنیا اگرچہ اس کو پوری طرح دی جائے گی۔ لیکن آخرت

میں اس کا حال تنگ ہوگا بلکہ تمام دنیا ضیق ہے۔ کُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا۔
اور پھر اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا سے ترہیب بیان فرمائی اور پھر فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ سے خلاصہ بیان فرمایا اور اعادہ اول
بات کا کیا کہ تبلیغ میں جو ان کی طرف سے مصائب پہنچے تو صبر کرنا۔ اور علاج ان کا تسبیح اور تحمید ہے۔ بلکہ یہی دعویٰ تبلیغ والا ہے
اور پھر اس کے متعلق وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ لایا گیا۔ اس دعویٰ کو خوب طرح پہنچایا اور ان کی دولت وغیرہ کی طرف مائل نہ ہونا۔ اور
اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى یعنی آپ نے وہ باتیں کیں کہ آپ کو خبر نہ تھی معلوم ہوا کہ آپ سچے نبی ہیں۔ اور
ان پر بھی آپ کی صداقت اسی سے ظاہر ہوگئی ہے۔ فقط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ انبیا۔ مکیہ

اس سورت کے چھ حصے ہیں

(۱) اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ اس جگہ سے لیکر وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ تک تخویف ہے
کہ ان کے حساب کا وقت نزدیک آگیا ہے اور شکوہ ہے اور یہ بیان کیا گیا کہ کیا بات تھی جس وجہ سے کہتے ہیں اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ
وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ وہ یہ بیان کی گئی ہے۔ قَالَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ الخ عالم اور متصرف ایک ہی ہے اور تمہاری معبود کچھ نہیں کر
سکے اسی وجہ سے انہوں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے۔ بلکہ جادوگر بھی نہیں بلکہ پراگندہ خواب ہیں اور پھر کہا ہے کہ پراگندہ خواب بھی
نہیں ہیں بلکہ افترا کیا ہے اس نے اپنے نفس سے۔ اور پھر کہا کہ افترا بھی نہیں کیا اس کی ناسمجھی کی تقصیر ہے اور ایک جواب
سوال سابق کا یعنی ہل ہذا الا بشر مثلکم کا۔ پس چار باتیں ہوئیں (۱) تخویف (۲) شکوی (۳) بیان دعوی ضمناً جو نہیں مانتے تھے
اور چہارم جواب سوال اور درمیان میں وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ترغیب دی گئی طرف کتاب کے پہلا حصہ تخویف
وشکوہ وذکر مدعی ضمناً جواب سوال (دوسرا حصہ دلیل عقلی) وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ سے لے کر كُلٌّ
فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ تک دلیل عقلی مدعا کیواسطے ہے اور ابطال ہے درمیان میں زعم مشرکین پر اور کفار سے طلب دلیل ہے
واسطے ان کے دعویٰ کے یہ بھی ایک قسم کا ابطال ہے کیونکہ طریقہ قرآن شریف کا ہے کہ تین دلائل لائے جاتے ہیں اپنی مدعا کیواسطے
(۱) ایک عقل (۲) نقل من الانبیاء والکتب السابقہ (۳) اور تیسرا وحی من اللہ۔ اول دلیل عقلی لائی گئی ہے کہ عقل بھی دال ہے
کہ متصرف ایک اللہ تعالیٰ ہے اور وہی عالم ہے اسی سے حاجات مانگو کیونکہ آسمان اور زمین اور مابین ان دونوں کے کوئی کھیل
کی چیزیں نہیں بنائی گئیں۔ اگر یہ سب کھیل کی چیزیں ہوتی تو ہم اپنے پاس ہی رکھتے یعنی ہم تم کو نہ دکھلاتے بلکہ تمام چیزیں
ہیں تمہارے واسطے کہ جان لو کہ معبود برحق ایک اللہ ہی ہے تم نے دوسرے خدا کی عبادت کہاں سے نکال لی ہے۔ جو کہ اپنے
لئے شفعا بنالئے ہیں۔ دلیل عقلی سے رد کیا گیا۔ کما قال لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اس کی تقریر مفصل آئے گی

انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور مابین میں دلیل عقلی قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ سے بطور معارضہ کہا گیا کہ دلیل عقلی تو کوئی نہیں بلکہ عقل تو ہمارے دعوے کا مؤید ہے۔ اور اگر کوئی دلیل نقلی ہو تو لاؤ اور اس سے ان کی تعجیز کی گئی ہے لہذا مَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ سے خود اپنی طرف دلیل نقلی پیش کی کیونکہ عقلی تو ہو چکی تھی یعنی تمام انبیاء سابقہ بھی ہماری بات کے کہنے والے تھے۔ لیکن یہ دلیل مستقل نہیں ہے تبعاً جواب میں لائی گئی ہے اس سے پہلے هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ سے کہا گیا کہ اسے دعویٰ توحید پر تمام انبیاء سابقہ تھے پچھلے لوگ مختلف ہو گئے وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ سے ان کا شکوہ کیا گیا اور تردید اس کی تین طریقے سے کی گئی ہے اور آخر میں کہا گیا کہ انبیاء علیہم السلام کہاں یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہیں حالانکہ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ہے پھر اس کے بعد اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ سے دلیل عقلی ہے كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ تک (۳) حصہ سوم ذکر جواب سوال و زجر و تخویف) وَمَا جَعَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ لِبَشَرٍ الْخُلْدَ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ سے لے کر وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ تک تین امور ذکر کئے گئے ہیں اول جواب سوال کا ہے وہ کہتے ہیں کہ محمد چند روز میں مر جائے گا یہ کس طرح و سوال ہے اور شکوہ بھی ہے۔ پھر تخویفات اور تسلی پھر اس کے بعد زجر ہے (۴) حصہ چہارم دلیل نقلی وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ سے لے کر وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ تک یعنی نقل من الانبیاء۔ السابقہ دیکھو کہ تمام انبیاء ایک ہی مدعا رکھتے گئے اور ابراہیم جو کہ اصول الانبیاء ہیں اپنے والد کو شرک سے منع کرتے گئے کہ ایک اللہ تعالیٰ سے اپنے حاجات طلب کیا کرو دوسرا یہ ربط ہے کہ جن انبیاء علیہم السلام سے خوارق عادت صادر ہوئے تھے کیا وہ متصرف فی الامور تو نہیں ہو گئے تھے۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضے اور تصرف میں ہے دیکھو نوح علیہ السلام نے بھی مجھ کو پکارا اور حاجات طلب کیں کما قال اِذْ نَادٰى الخ اور داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو ہم نے بڑے کمال دئے تھے اور فاعل ہم ہیں کما قال كُنَّا فٰعِلِيْنَ اور ایوب تو کہہ رہا ہے اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ اسی طرح اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل ہماری رحمت میں داخل ہیں۔ اور ذوالنون نے کہا ہے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ الخ اور زکریا بھی ہم سے بیٹا مانگ رہا ہے اور کہا رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا خلاصہ یہ ہے اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۔ وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى ۔ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۔ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۔ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ عبادت خاص میری کرتے تھے اور ندا بھی خاص مجھ کو کی تھی اور يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ سے تخصیص عبادت کی ہے اللہ تعالیٰ کے لئے بیان کی گئی کیونکہ مقدم کیا گیا اور تقدیم ما حقہ التاخیر فائدہ حصر کا دیتی ہے۔ تمام انبیاء سابقہ نے تو شرک نہیں کیا تم نے کہاں سے نکال لیا ہے اور دوسرا یہ اس جگہ ادماج ہے۔ کیونکہ دلیل عقلی کے بعد یہ بیان نہیں کیا گیا کہ اسی ایک کو پکارو اور دوسرے کو شریک نہ بناؤ اور دلیل نقلی کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔ لہذا اسی قرینے سے اس جگہ بھی کہیں گے۔ اور اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً سے لے کر قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ تک تخویفات اور علامات قیامت جو تخویفات سے پہلے ہیں ذکر کی گئیں ہیں تاکہ سورۃ الحج کے ساتھ مرتبط ہو جائے۔ کیونکہ اس میں بھی اول ذکر احوال قیامت کے ہونگے اور اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ سے خلاصہ بعد ذکر انبیاء کے نکالا گیا کہ دین یہ ہے کہ ایک اللہ تعالیٰ کو پکارو ہاں البتہ پچھلے لوگوں نے اختلاف عبادت کی وجہ سے کر لیا ہے اچھا كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ

ہونگے اور قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰـھُکُمْ اِلٰـہٌ وَّاحِدٌ سے میری دلیل وحی کی بیان کی گئی ہے اور جب دلائل ختم ہوگئے اور مدعا ثابت ہوگیا تو ان سے ایمان طلب کیا گیا وقال فَھَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ سے اگر وہ اعراض کریں تو کہو کہ مجھ کو اور تجھ کو معلوم ہے کہ عذاب آنے والا ہے اور سب سے پیچھے اصلی مدعا ذکر کیا گیا۔ اِنَّہٗ یَعْلَمُ الْجَھْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَیَعْلَمُ مَا تَکْتُمُوْنَ یعنی عالم وہی ہے اسی کو پکارو اور اس کا شریک نہ بناؤ (حاصل سورۃ) مدعا یہ ہے کہ متصرف اور عالم خاص وہی ہے۔ اور دلائل ثلاثہ بیان کئے گئے اور تخویفات بھی بیان کی گئیں اور کفار سے دلائل طلب کئے گئی۔ اس سورت کا ربط ما قبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ مریم میں کہا گیا کہ سب میرے آگے عاجزی کر رہے ہیں وہ معبود کس طرح بن سکتے ہیں۔ اور طٰہٰ میں کہا گیا کہ اس دعوی کو اچھی طرح پہنچاؤ۔ اور مصائب میں غمناک نہ ہونا۔ اور اس سورت میں یہ کہا کہ دیکھو سب بندگی بھی میری کر رہے ہیں۔ کما قال تعالی۔ کَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ (نوٹ) جو مضمون اچھی طرح نہیں لکھے گئے اعادہ کرتا ہوں۔ پہلے رکوع میں وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ اِلَّا رِجَالًا جواب ہے ان کے قول سابق کا یعنی قَالُوْا ھَلْ ھٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ اور پھر وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ کِتٰبًا سے ترغیب دی گئی ہے۔ اور دوسرے رکوع سے پہلے وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سے ان کا شکوہ کیا گیا ہے۔ اور سُبْحٰنَہٗ بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ سے تردید ان کی فرمائی ویسا ہی لَا یَسْبِقُوْنَہٗ بِالْقَوْلِ اور ویسا ہی یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ سے یعنی ای کفار انبیاء علیہم السلام مثل عیسی نے کہاں کہا ہے کہ ہم خدا ہیں حالانکہ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْ اِلٰہٌ الخ آپ کو خدا کہنے والے کو عذاب کا وعدہ کیا گیا۔ اور اس شکوے سے پہلے کہا قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ بعد ابطال زعم مشرکین۔ کیونکہ یہ بھی ایک طریقہ کا ابطال ہے کہ تم اپنے مدعا کیواسطے کوئی دلیل عقلی یا نقلی لاؤ۔ ہمنے تو اپنے مدعا کے واسطے ہر قسم کی دلائل بیان کئے ہیں۔ اور بعد میں بھی ذکر کرینگے۔ اور نقلی دلیل یہ ہے وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ اور درمیان میں ھٰذَا ذِکْرُ مَنْ مَّعِیَ وَذِکْرُ مَنْ قَبْلِیْ سے یہ بیان کیا کہ یہی دعوی توحید کا تمام سابقہ کتب میں تھا۔ بعد میں بغاوت کی وجہ سے اختلاف کر لیا۔ اور دوسرے رکوع میں وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِکَ الْخُلْدَ سے کفار کے سوال کا جواب دیا گیا کہ یہ محمد مر جائے گا۔ نبی کس طرح بن سکتا ہے اور پھر وَاِذَا رَاٰکَ الَّذِیْنَ الخ سے شکوہ کیا گیا وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ سے ان کی مذمت کی گئی اور ترہیب دی گئی۔ اور تیسرے رکوع میں وَلَقَدِ اسْتُھْزِئَ سے تسلی اور ترہیب دی گئی اور آخر میں تخویف دے کر دلائل نقلیہ کو شروع کیا گیا۔ اور نوح سے اور اس کے بعد سے قصص کا ربط دوسرا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے خوارق عادت صادر ہوتے ہیں کیا یہ بھی متصرف ہو سکتے ہیں۔ دیکھو نوح کے قصہ کو اِذْ نَادٰی مِنْ قَبْلُ الخ وہ ہم کو پکار کر حاجات پورے کراتا تھا۔ اور داؤد وسلیمان کو ہم نے کمالات دئے تھے۔ کُنَّا فٰعِلِیْنَ اور ایوب کی حالت دیکھو اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اپنے آپ سے بیماری کو دفع نہ کر سکا اور ہم سے دعائیں مانگی اور ایسا ہی ذوالکفل واسمٰعیل اور ادریس سب کو ہمنے رحمت اپنی میں داخل کیا تھا اور ایسا ہی ذوالنون کہتا تھا۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور ایسا ہی زکریا نے عاجزی کرکے کہا رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ سب کا خلاصہ یہ ہے کہ اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا وَکَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ اور رکوع چھٹے سے فَمَنْ یَّعْمَلْ الخ سے بشارت

دی گئی اور مقابلے میں کفار کو تخویف دی گئی۔ اور حَرَامٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ ای الایمان حرام علی قریۃ سے اشارہ کیا گیا کہ ان پر مہر جبارت
ماری گئی ہے بوجہ طغیان ان کے ورنہ تخویف کے واسطے باقی عبارت کافی تھی اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی جب کہ پہلے
انکم وما تعبدون سے ترہیب بیان فرمائی کہ تم اور تمہارے معبودوں کو دوزخ میں داخل کیا جاوے گا تو شبہ ہوا کہ نصاریٰ کا معبود
عیسیٰ ہے و یہود کا عزیر ہے تو جواب فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَھُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰی وَلَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّکْرِ۔
مراد ذکر سے صحف ابراہیم ہیں اور یہ بشارت ہے امت محمدیہ کو۔ اِنَّ فِیْ ھٰذَا الخ وکذا قولہ تعالیٰ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ
ترغیب ہی ایک قسم کی قال رَبِّ احْکُمْ بِالْحَقِّ سے ترہیب ہے ایک قسم کی فقط۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُورۃ الحج ۔ مدنیہ

یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ سے لے کر وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرْفٍ
ڈراوا دیا گیا ہے عذاب قیامت سے کہ ایسا سخت ہوگا کہ بفرض محال اگر کوئی مرضعہ ہو تو اپنے ولد سے غافل ہو جائے گی اسی طرح
حاملہ اپنے حمل کو ساقط کر دے گی اور لوگ بیہوش ہونگے۔ اور تخویف کے بعد بیان کیا گیا کہ لوگ بے وقوف توحید میں نزاع
کر رہے ہیں اور عذاب قیامت کا خیال نہیں کرتے۔ اس حصے اول میں تین امور ذکر کئے گئے ہیں پھر یٰاَیُّھَا النَّاسُ سے دلیل
عقلی توحید اور بعثت پر لائے گی۔ کہ بات تو ظاہر تھی اس میں کوئی شک نہ تھا۔ لیکن نادان لوگ اس میں شک کر رہے ہیں۔ باوجود
اسباب کے کہ ان کے پاس نہ تو کوئی علم ہے نہ عقل یعنی دلیل عقلی اور نہ ہدیٰ یعنی وحی اور نہ کتاب منیر یعنی دلیل نقلی۔ حصہ دوم
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرْفٍ میں علاج اور حال مشرکین و بشارت مومنین آخرت میں مذکور ہے۔ اور اس کا ربط ماقبل
سے یہ ہے کہ دیکھو دلیل عقلی تو مثبت مدعا ظاہر ہے لیکن پھر بھی بعضے خاص عبادۃ اللہ میں شک کرتے ہیں۔ اور ان کی عبادت کرتے
ہیں جنکے پکارنے کا ضرر اقرب الی الفہم ہے یعنی خیال میں آتا ہے کہ ان کے پکارنے میں نفع تو بجائے خود بلکہ ضرر ضرور آئے گا۔
پس علاج بتلایا گیا اس مرض کے دور کرنے کے واسطے مَنْ کَانَ یَظُنُّ اَنْ لَّنْ یَّنْصُرَہُ اللّٰہُ کے ساتھ یعنی جس کا یہ گمان ہو کہ ہمارے
شفعا خواہ بت ہوں یا اولیا۔ جیسا کہ آج کل لوگوں کا خیال ہو گیا ہے تو وہ دل کے آرام دلانے کیواسطے خیال کرے پہلے ان لوگوں
کا جو کہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں پھر ان کا خیال کرے جو حاجت کیواسطے خاص اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور یہ معنی نہیں جو ظاہر معلوم
ہوتا ہے کہ وہ خود غیر اللہ کو قضاء حاجات کیواسطے پکارے اور پھر کوئی مدت نہ پکارے پھر دیکھے کہ کوئی نقصان پڑتا ہے یا نہیں
یعنی ہمیشہ جیسا حال ہے کہ کبھی مصائب آتے ہیں اور کبھی نہیں آتے اسی طرح فی الحال بھی وہی حال ہے یا نہیں تو خود معلوم کرے
گا کہ وہی حال ہے تو معلوم ہوا کہ غیر اللہ سے تو کچھ بھی نہ ہوا۔ اور اس معنی کے چھوڑنے کی وجہ یہ ہے کہ وہم پڑتا ہے کہ وہ غیر اللہ کو کوئی
مدت پکارے یقین لینے کے لئے۔ شرک کی نفی کر کے مشرکوں کو شرک سے ہٹنے کا علاج بتلا کر اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ مَنْ الخ توحید

بیان کی گئی اور یہ خلاصہ ہے اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ جو کہ سورت نور میں ہے اور پھر بیان کیا گیا ہے هٰذٰنِ خَصْمٰنِ کے ساتھ یعنی جب تم کو دلیل بھی بیان کی گئی اور معلوم بھی کر چکے ۔ اور علاج دفع شرک کا تبلایا گیا. تو اب یہ حال تبلایا گیا کہ مشرکوں کا حال قیامت میں یہ ہوگا اور رکوع ثالث تک مومنوں کو بشارت دلائی گئی ۔ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اس سے شرک فعلی کی نفی کی گئی ہے اس سے پہلے شرک اعتقادی کی نفی تھی. یہاں سے لے کر رکوع خامس تک چار مسئلے بیان کئے گئے ہیں (۱) یہ کہ نیا زات آلہی درست ہیں جیساکہ وَیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے لے کر وَلْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ تک یہی بیان ہے اور پھر (۲) ذٰلِكَ وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ سے تحریم آلہی بیان کی گئی ہیں یعنی تحریمات آلہی بر جا ہیں ۔ اور حرمات کا معنی ما یحترم عند اللہ ہے یہ مسئلہ دوسرا ہے اور تیسرا مسئلہ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ سے تحریم عباد کا بیان ہے یعنی تحریم عباد بیجا ہیں اور اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ بالتبع لایا گیا ہے اور چوتھا مسئلہ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ نذات عباد کا بیان ہے یعنی نیا زات عباد بیجا ہیں اور پھر وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ الخ تحریم آلہی بطور تاکید بیان کی گئی ہے اور نیا زات آلہی کا ذکر بھی بطور تاکید کیا گیا ہے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا الخ پہلے اس آیت کا معنی معلوم کرنا چاہئے یعنی اذن دیا گیا ہے ان کو جو قتال کئے جاتے ہیں قتال کرنے کا بوجہ مظلوم ہونے کے ان کے پس معلوم ہو گیا کہ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا متعلق ہے اذن کے ساتھ اور ان یقاتلوا محذوف ہے اس جگہ سے یہ مسئلہ شروع ہوا ہے کہ آگے تو جنگ کی اجازت نہ تھی اب اجازت دیگئی ہے اور کہا گیا ہے کہ تم کو اللہ تعالیٰ مدد دے گا اور کوئی تمثیلات بیان کی گئیں ہیں کہ دیکھو فلاں فلاں قوم کو ہم نے ہلاک کیا ۔ یہ بطور تخویف ہے اور مسلمانوں کو دلیری دی گئی ہے اور کوئی بشارت اور ترغیب دی گئی ہے ۔ اور جواب سوال کا تبلایا گیا ہے وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى الخ سے یعنی ہمیشہ یہ طریقہ ہے کہ جس وقت کوئی رسول کلام آلہی پڑھے تو شیطان اس کے پڑھنے میں لوگوں کے دلوں میں شبہ ڈالتا ہے ۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کو محو کرتا ہے اور انہیں آیات کو محکم کرتا ہے اور شیطان کے وسوسے ڈالنے کی علت لِیَجْعَلَ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ فِتْنَةً بیان کی گئی ہے یعنی جنکے دلوں میں مرض ہے شرک والی ان کے واسطے القا شیطان سبب فتنہ کا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے محو کرنے کی علت وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الخ سے تبلائی گئی ہے یعنی مومنوں کا دل ما قال الرسول پر پختہ رہیں اور معلوم کریں کہ یہ حق ہے اور وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ کے معنی کی تائید ہے سورۃ انعام میں ۔ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ سے لیکر مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ تک مذکور ہے اور یہی معنی حق ہے دلیل اس کی خود عبارت ہے ۔ ع

آفتاب آمد دلیل آفتاب

اور اس مسئلے جنگ والے کو ختم کرنے کے بعد دو دلیلیں لائی گئی ہیں اسبات پر کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کو طاقت دیتا ہے اور یہی بات پہلے بھی کی گئی تھی ۔ (۱) دلیل انی ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ الخ لنصرۃ اللہ بیان کی گئی ہے یعنی تبلایا کہ خداوندا دخال اللیل فی النہار اور برعکس کرتا ہے ۔ لہٰذا فتح بھی دے گا ۔ اور دوسری دلیل لمی بیان کی گئی ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الخ یعنی علت یہ ہے

کہ قاعدہ ہے ذات باری تعالیٰ کا کہ حق کو غلبہ دیتا ہے باطل پر۔ حاصل اس حصے کا یہ ہوا کہ کفار کے ساتھ جنگ کرو تم کو نصرت دیگا
اور وجہ یہ ہے کہ مظلوم مسلمان تھے اور کفار ان کو شرک کی طرف بلاتے تھے۔ لہذا ان کے جنگ سے نفی شرک ہوا۔ (حصہ چہارم)
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الخ سے کر یٰاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ تک دو مسئلے کے متعلق کلام لائی گئی یعنی
سب کچھ کرنے والا وہی ہے۔ اور اسی کو بلاؤ اور پکارو اور دلیل عقلی بھی بیان کی گئی ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَکَفُوْرٌ تک پہلا مسئلہ
مع دلیل۔ اور پھر لِکُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا سے دوسرے مسئلے کا بیان یعنی نیازات اور تحریمات عباد بیجا ہیں اور اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ
یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّ ذٰلِکَ فِیْ کِتَابٍ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ میں دو مسئلے کا اجمال ذکر کیا کہ شرک فی الاعتقاد
اور فی العمل کی مدار علم الغیب پر تھی۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ الخ یہ بیان کیا گیا ہے کہ پہلے ایک مثال بتلائی مشرکوں کے معبودوں
کے واسطے اور کہا کہ سب کچھ وہی جاننے والا ہے۔ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ الخ کے ساتھ علم کا بیان کیا گیا ہے اور اِلَی
اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ کے ساتھ متصرف ہونا بتلایا گیا ہے اور یہ بھی بتلایا گیا کہ اے مومنوں ملت ابراہیم پر قائم رہو جو کہ شرک سے یکسو
تھا۔ اور تم کو اللہ تعالیٰ نے اس واسطے اختیار کیا ہے کہ رسول تم کو بتلائے اور تم لوگوں کو بتلاؤ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ یہ خطاب
مومنوں کو ہو رہے ہیں اور معنی شہید کا بتلانا ہے اور اسجگہ علم غیب کا ثبوت مخالفین کیواسطے نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر شہید سے رسول
اللہ صلعم کو عالم الغیب ثابت کریں تو لازم آتا ہے تَکُوْنُوْا شُھَدَآءَ سے تمام مومن عالم الغیب ہو جائیں (حاصل و خلاصہ سورت نفی
شرک اعتقادی اور نفی شرک علمی اور فعلی یعنی نیازات غیر اللہ و تحریم العباد بیجا ہیں۔ اور باقی تخویفات اور بشارتیں ہیں (تقریر ثانی)
اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُھُمْ سے ترہیب بیان فرمائی۔ اور اس سورت میں بھی ایک قسم کی ترقی فرمائی وہ یہ کہ اب ساعت جو کہ قریب
آنے والی ہے اس کی عظمت بیان فرمائی اور دعوی اس سورت میں یہ ہے کہ خاص اللہ تعالیٰ کو حاجات میں پکارو اور اس کی توحید
میں جدال نہ کرو اور ان کی تحریم پر محکم رہو اور نذر وغیرہ بھی اس کی دو۔ اور غیر کی تحریمات نہ کرو اور نذر نہ دو تو پہلے پہلے نہ ماننے
والوں کو ترہیب عذاب ساعت سے اور پھر جو شخص توحید اللہ میں جدال کرتا ہے مومنین موحدین سے اس پر شکوہ فرمایا۔ اور پھر جدا
ساعت جس سے ترہیب دی تھی اس کا اثبات اور اس کے منکرین کے رد یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ الی
قولہ وَاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَیْبَ فِیْھَا وَاَنَّ اللّٰهَ یَبْعَثُ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ بیان فرمایا اور پھر وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ سے ایک قسم
کی ترقی سے معاند کی دعوی پر نکیر اور اس کے دعوی کے تردید فرمائی کہ دیکھو نہ تو اس کے پاس علم ہے یعنی دلیل عقلی اور نہ ھدیٰ
یعنی وحی اور نہ کتاب منیر یعنی دلیل نقلی پھر بھی یہ احمق توحید الہیہ میں جدال کرتے ہیں اور لَهٗ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ سے ترہیب عذاب
دنیوی ہے اور وَنُذِیْقُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِیْقِ عذاب اخروی بیان فرمایا۔ ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ یَدٰکَ الخ اے یقال
ذالک بما قدمت یداک وَاَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ صاحب جامع البیان نے تو اس کا عطف لفظ ما مدخول با پر کیا ہے اور
ماقبل کی علت بنائی۔ ایک قسم کا تکلف کیا۔ کہ اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے بلکہ واللہ اس سے پہلے محذوف ہے اور پھر وَمِنَ النَّاسِ
مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ سے عابدین غیر اللہ کا شکوہ ہے اِنْقَلَبَ عَلٰی وَجْھِهٖ انقلاب کا معنی منہ پھیرنا ہے تو پھر لفظ وجہ کا معنی منہ

ہوگا، بلکہ اس کا معنی جب ہے تو معنی یوں ہوگا کہ پھرتا ہے اوپر منہ اپنے کے حالانکہ وہ جانے والا ہے اوپر جہتہ اپنی کے مطلب یہ ہوگا کہ جب
کوئی فتنہ دیکھتا ہے تو عبادت اللہ کی چھوڑ کر جس طرف منہ ہوتا ہے اسی طرف چلا جاتا ہے اور جو من دون اللہ اس کے سامنے آتا ہے
اس کو پکارنے لگ جاتا ہے۔ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ قال بعض المفسرين التقدير خسر في الدنيا والآخرة اور استاذ مدظلہ نے کہا کہ کلمہ
فی کی ضرورت نہیں بلکہ معنی یہ ہے زیان کیا اس نے دنیا اور آخرت کا۔ يَدْعُو لَمَنْ ضَرُّهُ أَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهِ ظاہر یہ شبہ پڑتا ہے
کہ پہلے فرمایا يَدْعُو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُ وَمَا لَا يَنْفَعُهُ اور پھر یہ فرمایا تو جواب یہ ہے کہ پہلی آیت کا معنی یہ ہے کہ
وہ شخص اس کو پکارتا ہے کہ وہ نہ اس کو نفع اور ضرر دے سکتا ہے اور دوسری آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ اس کو پکارتا ہے جس کے
پکارنے کا ضرر اقرب الی الفہم ہے نفع سے یعنی وہ تو خود نفع نقصان کچھ بھی نہیں دے سکتے۔ اور عند اللہ ان کے پکارنے سے
ضرر دنیوی اخروی ہے اور نفع کچھ بھی نہیں۔ إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ سے بشارت فرمائی مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ اللّٰهُ معنی
یہ ہے کہ جس شخص کو ہم کہتے ہیں کہ تم اپنی حاجات روائی کے لئے فقط اللہ تعالیٰ کو پکارو اور اس کو اس کہنے سے غصہ چڑھتا ہے اور
وہ گمان کرتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ مدد نہ دے گا دنیا اور آخرت میں تو پھر اسے چاہئے کہ وہ رسی آسمان کی طرف لمبی کرے یعنی من
دون اللہ کے پکارنے والا کا حال دیکھئے اور پھر قطع کرے یعنی نہ پکارنے والے کا حال بھی دیکھے اور پھر خیال کرے کہ من دون اللہ کے
پکارنے والے کی تو سب حاجات روا نہیں ہوتے تو معلوم کرے کہ غیر اللہ کے ہاتھ میں حاجت روائی نہیں ہے تو جس کو یہ کہے کہ
اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پکارو اور اس کو اس کہنے سے غصہ چڑھے تو اس کے غصہ کو یہ حیلہ دفع کرتا ہے یا نہ۔ خلاصہ یہ ہوا کہ رسی لمبی
کرنی تو کنایہ ہوا غیر اللہ کے پکارنے سے اور قطع کرنا کنایہ ہوا نہ پکارنے سے لیکن یوں کہنا کہ اللہ تعالیٰ غیر اللہ کے پکارنے کی اجازت
دے رہا ہے مشکل ہے لہذا معنی یہ کریں گے کہ پکارنے والے اور نہ پکارنے والے دونوں کے احوال کو دیکھے کیا پھر اس کو اس
یقین آتا ہے یا نہ کہ من دون کے پکارنے میں فائدہ تو نہیں اور اس کو غصہ تو اس بات سے چڑھتا تھا اس کو کہا جاتا تھا کہ
من دون اللہ کو مت پکارو اور پھر فرمایا كَذٰلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ہم تو ایسے واضح آیات نازل کرتے ہیں لیکن ہدایت اپنی
مرضی سے دیتے ہیں جو انابت کرے اس کو ہدایت دیتے ہیں إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا سے ترہیب ہے أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ
فِي السَّمٰوٰتِ الخ من سے مراد ملائکہ ہیں اس لئے کہ انسان تو آگے كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ سے مذکور ہیں اور یہ دلیل توحید کی بطریق الترقی
ہے یعنی جن کی یہ مشرکین عبادت کرتے ہیں۔ وہ تو سب کے سب اللہ تعالیٰ کے منقاد ہیں پھر ترہیب کے لئے فرمایا هٰذَانِ خَصْمَانِ دیکھو
یہ کفار مومنین سے اپنے رب کے حق میں اختصام کرتے ہیں اور پھر فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ سے مشرکین کو ترہیب ہے اور إِنَّ
اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا سے بشارت مومنوں کو فرمائی۔ اور إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ سے شکوہ کیا گیا
واؤ زائدہ ہے يَصُدُّوْنَ خبر ہے ان کی اور آخر میں تخویف دی گئی ہے اور شکوہ میں اشارہ کیا گیا طرف شرک فعلی اور عملی کی طرف
اسی واسطے اس کے بعد وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيْمَ الخ سے یہ فرمایا کہ ہم نے پہلے ہی یہ حکم کر دیا تھا کہ افعال اور اعمال میں اللہ تعالیٰ کا شریک
نہ بناؤ اور خدا کے گھر میں آ کر لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ اپنے منافع کو حاضر ہوں اور یہاں سے ان کو نفع ملے گا اور یہاں سے طلب کریں

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللهِ عَلَيْهِ اور فقط اللہ تعالیٰ کا نام ہی عند الذبح ذکر کریں من دون اللہ کا۔ ثُمَّ لْيَقْضُوا یعنی یہاں سے اپنی حاجات پوری کرو۔ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ اور یہاں ہو آکر نذور پوری کریں وَأُحِلَّتْ لَكُمُ الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ اور بحیرہ اور سائبہ وغیرہ سب حلال ہیں تم اپنے طواغیت کے نام حرام مت کرو وہ جو آگے تم پر پڑھے گئے ہیں یا یہ معنی کہ جو آگے پڑھے جائیں گے اور وہ یہ ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ رجس سے بچو یعنی بتوں کے نام پر ذبح کرنے سے بچو وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ مفسروں نے زور سے مراد شہادت کاذبہ لی ہے لیکن ہمارے استاذ مدظلہ نے فرمایا کہ یہ معنی سیاق سباق کے مخالف ہے بلکہ قول زور سے مراد یہ کہہ دینا ہے کہ فلاں جانور فلاں طاغوت کے نام پر قربان ہو۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ہمارے استاذ مدظلہ کی رائے یہ ہے کہ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ میں لفظ ما سے مراد وہ کلمہ ہے جس سے غیر اللہ کے بلانے کیواسطے آواز کیا جائے تو پھر قول الزور اور ما اہل بہ لغیر اللہ دونوں کا مودی اور مطلب ایک ہوا۔ پہلے بار بار بیان ہو چکا ہے کہ دو مسئلے ہیں ایک غیر اللہ کے نام پر حرام کرنا مثل بحیرہ اور سائبہ وغیرہ کے اور دوسرا مذبوحہ غیر اللہ کے نام پر اور دیگر نذور جو غیر اللہ کیلئے کئے گئے اور دونوں مسائل کے متعلق جو آیات قرآن شریف میں وارد ہوئی ہیں اگرچہ سورت مائدہ کی تفسیر میں سب کے سب جمع کرنے کا ارادہ تھا لیکن پورا نہیں ہوا لہٰذا اس جگہ ذکر کرتا ہوں لفظ ان حضرت صاحب (سورہ بقرہ) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ اور إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ (مائدہ) أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ إِنَّ اللهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ اور حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ اور يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ اور مَا جَعَلَ اللهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ وَلَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللهِ الْكَذِبَ (انعام) فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ اور وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ قال الاستاذ مدظلہ فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ إِنْ كُنْتُمْ کا معنی یہ ہے کہ تم یہ نہ کرو کہ جس کو بحیرہ اور سائبہ بنا چکے ہو اگر اسم اللہ کا ذکر کرو۔ اور ذبح کرو تو پھر بھی نہ کھاؤ یہ نہیں بلکہ بحیرہ اور سائبہ حلال ہیں جب اسم اللہ سے ذبح کیجائیں تو بنا علی ہذا معنی اور سور میں ہر دو مسائل مذکور ہیں۔ ایسا ہی اس جگہ اس سورت میں دونوں مسائل مذکور ہیں۔ اگر معنی وہی قرار دیا جائے جو پہلے گذر چکا ہے۔ تب بھی مسئلہ بحیرہ اور سائبہ وغیرہ والا سورت انعام کی آیات مندرجہ ذیل میں مذکور ہے یعنی مندرجہ ذیل جن میں وَجَعَلُوا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَٰذَا لِشُرَكَائِنَا ۔ وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ الخ وَقَالُوا هَٰذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ نَشَاءُ بِزَعْمِهِمْ وَأَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَا يَذْكُرُونَ اسْمَ اللهِ عَلَيْهَا افْتِرَاءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيهِمْ بِمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هَٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ الخ وقد

خرّمین تنلوا ادلادهم الا کلوا من ثمرہ اذا اثمر الا ومن الانعام حمولۃ وفرشا کلوا مما رزقکم الله الا قل لا اجد فیما اوحی الی
محرما الا (اعراف) من حرم زینۃ الله التی اخرج بعبادہ الا (قل انما حرم ربی الفواحش الا (نحل) فکلوا مما رزقکم الله حلالا
طیبا الا ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال الا وعلی الذین ھادوا حرمنا ما قصصنا علیک الا (حج) واذ
بوانا اے بینا لابراھیم مکان البیت قلنا ان لا تشرکوا بی شیئا واذن فی الناس الا ولیقضوا تفثھم یعنی بگزارید
حاجات خودرا ولیوفوا نذورھم قال الاستاذ قال الله تعالی ہھنا لفظ الزور وفی سورۃ الانعام وفسقا اھل لغیر الله
وفی النحل ما اھل لغیر الله المراد الحل لغیر الله سواء کانت انعاما او غیرہ ما لیوفوا نذورھم اے الی بیت الله فاجتنبوا الرجس
من الاوثان اے من ان تحیل النذور لھا وفی سورۃ الانعام جعلوا لله مما ذرا من الحرث والانعام نصیبا فقالوا ھذا لله
وھذا لشرکائنا (فی الصراح اھل المعتمر اذا رفع صوتہ فی التلبیۃ واھل بالتسمیۃ علی الذبیحۃ لمجرور
الباء ھو لفظ یرفع بہ الصوت فمعنی ما اھل اے لفظ رفع بہ الصوت لتعظیم غیر الله والتقرب الیہ والعبادۃ
فالمعنی حرم علیکم قول التقرب لغیر الله وبسببہ حرم المال الذی تقرب بہ لغیر الله تعالی وکذا معنی فسقا
اھل لغیر الله بہ اے حرم علیکم القول الذی رفع بہ الصوت لعبادۃ غیر الله وبسببہ حرم المال الذی تقرب
بہ الی غیر الله بذکر ھذا القول وکذا معنی فاجتنبوا قول الزور اے اجتنبوا من ھذا القول الذی بسببہ حرم
النذور لغیر الله تعالی فقال تعالی ولیوفوا نذورھم لله خالصۃ واجتنبوا قول الزور ای النذور لغیر الله
والذبح علی غیر اسمہ وکذا معنی ان تستقسموا بالازلام اے تحصیل القسمۃ عند الاصنام مثلا بمائۃ درھم
اتقرب الصنم ویلقون فی الانا رحطبا ثلثۃ مکتوب علی احدھم افعل وعلی الثانی لا تفعل والثالث خال لم یکتب علیہ
شیٔ فیاخذون واحدا من الانا رفانھم زعموا ان ھذا الصنم جعل فی الدنیا ھذا وھو ای الصنم یعلم ان لہ فی الامر
الفلانی خیرا وھذا کان شرکا فحرم ھذا الاستقسام وبسببہ حرم المال الذی تقرب بہ الی غیرہ تعالی فھذہ مسئلہ
اجماعیۃ یعنی ما تقرب بہ مثلا للصنم فاخذ ذالک المال بحیث اخذ من المعطی بھذہ النیۃ وصار متمما لھا فھو
حرام بل سحت فکذالک ما یوخذ الی ضرائح الاولیاء تقربا الیھم فھو بالاجماع حرام وباطل منصوص علیہ فمن
قال انہ حرام لکونہ اسرافا فقد خبط خبطا بینا ۔ اما تنازع اھل الاسلام فلیس مرادھم ان ما تقرب بہ الی الاولیاء
حلال بل مرادھم ان المسلمین لا یعتقدون ان الاولیاء یعلمون الغیب ولا ینادونھم ولا یتقربون الیھم بل العبادۃ
لله تعالی وایصال الثواب لارواحھم فلیس التنازع فی المسئلۃ بل المسئلہ اتفاقیۃ اجماعیۃ ۔ والتنازع ما یفعل
بفعل العوام بل ھو داخل فی ھذا الامر لا ان الله یدافع عن الذین امنوا وَلله عاقبۃ الامور اس کا ربط ماقبل سے
یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پہلی آیت میں فرمایا وبشر المحسنین تو یہ بھی ایک قسم کی بشارت ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے بہت سے
احکام بیان فرمائے جس میں کفار کو گونا گوں کی مخالفت تھی ۔ اور سبب تھا اس امر کا کہ آپس میں لڑیں تو فرمایا کہ اگر کفار لڑیں تو الله

اللہ تعالیٰ ان کو مومنین سے مغلوب کرے گا تفصیل یہ ہے اگر رکوع تیسرے کے اول میں شکوہ کیا گیا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الآیۃ یعنی یہ کفار مسجد حرام سے روکتے ہیں حج نہیں کرنے دیتے اور پہلے فصل حج کے اعمال شرکیہ کرتے ہیں۔ لہٰذا فرمایا کہ میں دفع کروں گا اور مسلمانوں کی امداد کرونگا۔ اور وَاِنْ یُّکَذِّبُوْکَ سے ثُمَّ اَخَذْتُهَا وَاِلَیَّ الْمَصِیْرُ تک نبی کو تسلی ہے اور کفار کو ترہیب اور زجر ہے اور قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَکُمْ سے ترغیب دلائی گئی اور پہلے فرمایا کہ وہ عذاب مانگتے ہیں اچھا ہم دیتے پھر حضور صلعم کو خطاب کرکے فرمایا کہ اگر تم سے عذاب مانگے یا پوچھیں کہ کب آئے گا تو کہو کہ میں تو نذیر مبین ہوں عذاب میرے ہاتھ میں نہیں وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ معنی یہ کہ جو رسول ہم نے بھیجے ہیں تو وہ بھی جب قرأۃ پڑھتے تھے تو شیطان وسوسے ڈالتا تھا لوگوں کے دلوں میں۔ پھر اللہ تعالیٰ دفع کرتا تھا۔ دو باتیں متفرع ہوتی تھیں ایک لِیَجْعَلَ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ فِتْنَةً یعنی وسوسے پڑنے سے یہ بات ہوتی تھی۔ اور دوسرے وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ یعنی ان شبہات کے دفع کرنے سے اہل علم جانتے تھے کہ یہ برحق ہے۔ خلاصہ یہ کہ مَنْ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ وسواس کے تابع ہوئے اور مومنوں نے ان کے دفع کی طرف نظر ڈالی اور فتنہ سے نجات پائی یہ اللہ کی آزمائش ہے۔ اور پھر وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ مِرْیَةٍ یعنی وسواس کے تابع ہوتے ہیں اور اس پر مصر ہوتے ہیں قیامت یا عذاب دنیوی تک اس شک میں رہیں گے اور بعد میں بشارت وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے دی گئی ہے لیکن اس تقریر سے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ کا ربط ماقبل کے ساتھ معلوم نہیں ہوا لہٰذا ربط یہ ہے کہ اول میں کہا گیا قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ یعنی میں تو اللہ کی طرف سے نذیر مبین ہوں تو معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف سے رسول ہوں تو وہ شبہ کہ رسالت پر وارد ہوتا تھا کہ یہ رسول نہیں کیونکہ اس کی کلام میں وسوسے پڑتے ہیں تو اس کا جواب دیا گیا اور علت شبہات کے زائل ہونے کی بتلائی گئی وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سے لے کر وَاَنَّ اللّٰہَ هُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ تک متعلق اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ لایا گیا۔ تمام حاصل یہ ہے کہ یہ کفار تم کو مسجد حرام سے منع کرتے ہیں اور آپ اس جگہ افعال شرکیہ کرتے ہیں۔ اچھا اللہ تعالیٰ ان پر تم کو فتح دے گا اور بشارت دی گئی ہے مقتول مہاجرین کو اور ایک دلیل انی اور ایک لمی بیان کی گئی اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ سے دلیل توحید لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ دلیل توحید فَلَا یُنَازِعُنَّکَ فِی الْاَمْرِ پھر حضور کو فرمایا کہ کفار تمہارے ساتھ منازعت نہ کریں یعنی تم ان کو ایسی بات نہ کرو جو سبب اور منشا نزاع ہو۔ کما قال تعالیٰ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ان اگر وہ خود بخود نزاع کریں کما قال تعالیٰ وَاِنْ جٰدَلُوْکَ تو جواب میں کہدو وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ یعنی پہنچا دینا تمہارا کام ہے اگر وہ جدال کریں تو تم یا رسول اللہ جواب میں اللہ اعلم کہو اور یہ بھی کہدو وَاللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اور یوں بھی ہو سکتا ہے کہ یہ آیات ہوں کہ پہلے نبی کو اعراض کا حکم فرمایا۔ پھر امت کو خطاب کرکے فرمایا اَللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ یا ربط اس طرح ہو کہ لِکُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَکًا سے دوسرا دعویٰ یعنی شرک عملی اور فعلی کے متعلق کلام لائی گئی بطور نقل کے کہا گیا کہ اے رسول کفار کے آگے یہ پیش کرو کہ ہم نے تو منسک ہر شریعت میں رکھا ہے اور شرک فعلی جو تم کرتے ہو ہم نے تو کسی دین میں جائز نہیں رکھا لہٰذا اب تیرے ساتھ نزاع نہ کرینگے اور تیرا راستہ بالکل حق ہے اگر کفار مجادلہ کریں تو جواب کہدے وَاللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ

بعلم سے لے کر وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ تک دلیل توحید متعلق اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ کے یعنی بمنزلہ اس کی دلیل کے اور دو شکوے کئے گئے اور تخویف اخروی بھی ہے اور جب اختتام کا وقت آیا تو يَا اَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ تک ایک مثال واسطے معبود باطل کے بیان کی یعنی اول سورت میں تو دلائل توحید کے اور شرک فعلی اور عملی کی نفی کی گئی اور اب معبود مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی ایک مثال بیان کی گئی واسطے وضاحت کے اور اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ سے لیکر اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ تک دفع شبہات کے متعلق ہے یعنی مشرکین تو ملائکہ اور رسل کو اللہ تعالیٰ کے نائب قرار دیتے ہیں۔ وہ در اصل نائب نہیں بلکہ اس کے مصطفیٰ بندے ہیں کیونکہ نائب کا خاصہ سمیع علیم لکل شیٔ ہے۔ دوسری تقریر یہ ہے کہ جب اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے معبود من دون اللہ کی مثال بیان فرمائی تو ساتھ بھی یہ کہدیا کہ ملائکہ اور انبیاء معبود بننے کے لائق نہیں ہیں کیونکہ ان میں معبودیت کے خواص نہیں پائے جاتے ہاں البتہ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں۔ اور يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر نِعْمَ النَّصِيْرُ تک ترغیب فی الاسلام والعبادۃ ہے۔ یا یہ کہ اول سورت میں جتنا مقصود بیان ہوا ہے اس کا اعادہ کیا گیا ہے یعنی اول میں یہ بیان ہوا کہ کفار نے تم کو مسجد حرام سے روکا ہے اور اس جگہ شرک وغیرہ کرتے ہیں۔ تم ان کے ساتھ جہاد کرو کہ تم کو اللہ تعالیٰ فتح دے گا اور دلائل توحید بیان کر کے معبود باطلہ کی نفی فرمائی اور امر فرمایا کہ تم ایک معبود برحق کی عبادت کرو۔ اور اس کے احکام کی تعمیل کرو اور کفار سے جہاد کرو کیونکہ تمہارا مولیٰ اور نصیر اللہ تعالیٰ ہے۔ فقط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُورۃ مومنون مکیہ

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ الحج میں وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ تک تحریمات غیر اللہ کا توڑنا بیان ہوا و نیازات من دون اللہ سے منع کیا گیا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ یعنی خدا کو مانتے ہیں دہریہ نہیں۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ شرک اعتقادی نہیں کرتے۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ مال نیاز غیر اللہ نہیں کرتے وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ خون نہیں کرتے زنا بھی ایک قسم کا خون ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ مال ناحق نہیں کماتے۔ لیکن اس میں يَا اَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ سے لے کر وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ تک تحریمات غیر اللہ و نیازات من دون اللہ سے بھی منع کیا گیا۔ لیکن اس میں ترقی کر کے وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ کہا گیا یعنی جو نئی نئی رسمیں ہوں وہ یہ کفار کرتے ہیں۔ لہذا اس سورت میں تمام نئی رسموں سے منع کیا گیا۔ اور تفصیل آگے کی جاوے گی۔ (حاصل سورت) ابتداء میں قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ سے لیکر هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ تک یہ بیان کیا گیا کہ جو رسمیں سورت حج میں بیان کی گئی ہیں ان سے باز آؤ۔ کیونکہ تحریم اور تحلیل تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ بلکہ یہ رسمیں جو ہم بتاتے ہیں ان کو اختیار کرو۔ وہ تین ہیں (۱) اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ

یحافظون تک یعنی نماز میں ڈرنا اور اس پر مداومت کرنی ۔کیونکہ اس میں ربط والفت پیدا ہوتی ہے فی الحدیث مسدوا الصفوف

ولیخالفن اللہ (۲) وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِلزَّکٰوۃِ فَاعِلُوْنَ یعنی ہر قسم کے شرک سے بچیں ۔خواہ فی الاعتقاد

یا فی التصرف ہو اس کی تائید میں ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ ۔ الزکوٰۃ کا معنی ابن عباسؓ نے کلمہ کیا ہے کیونکہ مکے میں تو

زکوٰۃ فرض نہ تھی یا یہ کہیں گے کہ نفس زکوٰۃ مکے شریف میں تبلائی گئی ۔اور اداء زکوٰۃ کی فرضیت مدینے شریف میں ہوئی ۔جامع

حاصل یہ ہوا کہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہونا (۳) ظلم نہ کرنا وَالَّذِیْنَ ھُمْ لِفُرُوْجِھِمْ حَافِظُوْنَ سے لے کر وعہدہم راعون تک ذکر

کیا ہے اور ظلم چھ قسم کا تھا جس کی تفصیل سورت بنی اسرائیل میں گذر چکی ہے اور اس جگہ دو اقل مرتبے ذکر کئے گئے ہیں (۱) زنا

بچا کیوں کہ اس میں بد ولد پیدا ہوگا یا تہمت کے خوف سے قتل کیا جائے گا یا زوجین میں سے بوجہ عدم استحقاق پرورش کے کوئی

نہ کرے گا در بدر خراب و خوار ہوگا ۔ یہ ہر دو ظلم ہیں (۲) امانتیں اور وعدوں پر پکا رہنا کیونکہ ان پر بچے نہ رہنے پر امانت رکھنے والا

پر ظلم ہے اور ابتدا سورت میں یعنی قد افلح المؤمنون سے ان تین رسموں سے بچنے والوں کو بشارت دی گئی ہے اور یہ

ان لوگوں کو اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوَارِثُوْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ سے بشارت دی گئی جیسا کہ ابتدا میں دی گئی ہے

حاصل یہ ہوا کہ یہ رسمیں اختیار کرو اور شرکیہ رسومات کو چھوڑو ۔ یہ ایک ربط ہے اس سورت کا ماقبل سے ۔(اور دوسرا ربط یہ ہے

کہ سورہ حج کے ابتدا میں اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ سے تخویف بیان کی گئی ۔اور اس میں کہا گیا کہ اس عذاب سے

وہ خلاصی پائیں گے لہٰذا یہ اوصاف پیدا کرو ۔جب پہلے بیان کیا کہ شرکیہ رسموں سے بچو اس واسطے شرک کی نفی کے دلائل

بیان کئے گئے (۱) دلیل عقلی واسطے ثبوت دعویٰ اول کے یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ سے لے کر

اِنْسَانًا خَلْقًا اٰخَرَ تک خلاصہ یہ ہے کہ اے انسان ذرا اپنی پیدائش کو دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو کس طرح سے پیدا کیا ہے

کوئی کر سکتا ہے ۔پھر بھی کافر شریک بناتے ہیں حالانکہ یہ بھی مانتے ہیں کہ خالق اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے ۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللہُ (زمر) اس سے معلوم ہوا کہ حصر ہے دلیل میں (نوٹ) اس دلیل میں انسان کی پیدائش

بالتفصیل بیان کی گئی ہے ۔ اور اس جگہ کے ماسوا کسی جگہ ایسی تفصیل نہیں ہوئی ۔ دلیل کے بعد تَبٰرَکَ اللہُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ

پر مرتب کیا گیا یعنی خالق جب اللہ ہوا تو برکات دہندہ بھی وہی ہوگا ۔ اے کفار تم نے کہاں سے اور برکات دہندہ کار

اور دلیل میں تو انسان کا ابتدائی حال تبلایا گیا ۔اس کے بعد ثُمَّ اِنَّکُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ لَمَیِّتُوْنَ ۔ثُمَّ اِنَّکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تُبْعَثُوْنَ

تخویف دے کر اخیری حال تبلایا گیا یعنی آخر موت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھائے جاؤ گے پھر شریک بنانے سے جواب

کیا کر رہے ہیں ۔ پہلے دلیل میں تو صرف انسان کی پیدائش کا حال اور دعویٰ اول تبلایا گیا ۔ اب دوسری دلیل پر

تبلائے گئے اور دعویٰ ثانی ذکر کیا گیا ۔ وَمَا کُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِیْنَ سے بیان کیا گیا ۔ دلیل دوسری وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَکُمْ سے

وَعَلَی الْفُلْکِ تُحْمَلُوْنَ تک ہے جب دو دلائل عقلیہ بیان ہو گئے تو دلائل نقلیہ لائی گئیں ۔ اور اول دو دلیلوں میں دعویٰ

کیواسطے ثمرہ بھی بیان کیا گیا ۔ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ وَاَنِ اعْبُدُوا اللہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ

جب سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا بھی وہی ہوا تو اس کی عبادت کرو یعنی تقلبائے حاجات میں اسی کو پکارو۔ کما قیل الدعاء مخ العبادۃ
دلیل پہلے دلائل نقلیہ سے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ سے کر فَکَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِیْنَ تک ہے اور کل چار دلائل نقلیہ ہیں (۱)
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا سے شروع کی گئی۔ اور دوسری فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ ان دونوں میں ثمود بھی دو قوم عاد
کے واسطے ذکر کیا گیا۔ تیسری دلیل ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا۔ اور چوتھی ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ سے شروع ہوئی ہے۔ حاصل
تمام کا یہ ہے کہ دیکھو اے کفار مکہ پہلے کفاروں کی طرف بھی ہم نے رسول بھیجے اور انہوں نے تبلیغ دعوی کی اور کافروں نے یہی جواب
دئے جو تم دے رہے ہو۔ پھر آخر وہ ہلاک کئے گئے لہذا تم کو چاہئے کہ باز آجاؤ۔ ورنہ ان جیسا حال کیا جائے گا۔ اس جگہ تک دلائل
عقلیہ اور نقلیہ واسطے نفی شرک اعتقادی کے لائی گئیں۔ اس کے بعد وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ سے لے کر بِمَا لَدَیْهِمْ
فَرِحُوْنَ تک دلیل نقلی لائی گئی واسطے نفی شرک فعلی کے۔ حاصل یہ ہے کہ دیکھو موسی علیہ السلام کو بھی کتاب دی گئی تھی اور عیسی
اور مریم علیہا السلام کو اچھی جگہ دی گئی تھی جس جگہ پانی میٹھا تھا۔ اور زمین اونچی تھی اور اسی طرح باقی انبیاء کو بھی بھیجا۔ تمام رسل کو
یہی کہا گیا کہ طیبات کو کھاؤ یعنی جس کی تحریم اللہ تعالی نے نہیں کی اس کو کھاؤ اور تحریمات لغیر اللہ اور نیازات لغیر اللہ سے بچو میں
تمہارا رب ہوں میری تحریم کو بجا رکھو اور نیازات بھی میرے واسطے دو۔ اور میری عبادت کرو۔ اور کہا گیا کہ یہی دین ہے اس پر پکا
رہنا۔ رسل کو یہ امر ہوا لیکن باغیوں نے دین کو علیحدہ علیحدہ کر لیا اور اختلاف کر دیا اپنے درمیان میں جب دلائل عقلیہ ونقلیہ نفی شرک
اعتقادی وعملی کے واسطے بیان ہو گئیں تو اس کے بعد فَذَرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ سے لے کر بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ تک شکوہ ہے۔ یعنی جب اتنے
دلائل کے بعد بھی نہیں مانتے تو انکو غفلت میں چھوڑ دو۔ آیا انہوں نے یہ گمان کیا ہوا ہے کہ ہم ان کو ہمیشہ مال اولاد دینگے اور خوشی دیتے رہینگے
یہ اَیَحْسَبُوْنَ سے ترقی کر کے بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ کیا گیا یعنی نہیں گمان نہیں بلکہ سمجھتے نہیں حق کو۔ بوجہ مہر جباریت کے جب اس جگہ
تک پورا بیان ہو چکا تو اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ سے لے کر اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ اعادہ کیا گیا ابتدا سورت کا۔ پہلے
اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ سے اعادہ کیا گیا اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ کا اور وَالَّذِیْنَ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ
یُؤْمِنُوْنَ سے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کا اعادہ کیا گیا۔ اور وَالَّذِیْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِكُوْنَ سے اعادہ کیا گیا هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ کا*
اس جگہ بھی بشارت بیان کی گئی تھی اس جگہ بھی اُولٰٓئِكَ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ تک بشارت بیان کی گئی ہے۔ یعنی موصوف بایں
اوصاف سابق فی الخیرات ہیں۔ اور اعادہ کر کے وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا جملہ معترضہ لایا گیا اس کا ربط ما قبل سے یہ ہے کہ سبقت
فی الخیرات کیلئے ہم یہ نہیں کہتے کہ پہاڑ کو اٹھائیں۔ بلکہ وہ اعمال کریں جو کر سکتے ہیں۔ اور بعد اس کے لَدَیْنَا كِتٰبٌ یَّنْطِقُ
بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ سے تخویف بیان کی گئی ہے۔ یعنی ہمارے نزدیک ان کے اعمال لکھے ہوئے ہیں پوری جزا دینگے
اور بعد اس کے بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سے لے کر لَهَا عٰمِلُوْنَ تک متعلق اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ کے ہر
شکوہ کیا گیا یعنی یہ کفار ان اوصاف مذکور کی طرف نہیں آتے بلکہ غافل ہو کر نئی نئی مخالف رسمیں نکالتے ہیں۔ یہی خلاصہ
سورت کا اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ سے لے کر وَهُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ تک ہے باقی درمیان میں جملہ معترضہ ہے (نوٹ)

یہی وجہ تھی اعادہ کرنے کی قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کو یعنی تاکہ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِیْ غَمْرَةٍ کا تعلق اس کے ساتھ بیان کرنا تھا جب یہ معلوم ہوگیا تو اسی واسطے اس سورۃ کی ربط کی دارومدار سورت الحج کے ساتھ بَلْ قُلُوْبُهُمْ پر رکھی گئی ہے۔ پس معلوم ہوگیا کہ جو دو ربط بیان کئے ہیں ان میں سے پہلا ربط اچھا ہے۔ تقریر ماقبل سے بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِیْ غَمْرَةٍ کا ربط معلوم ہوگیا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ کے ساتھ ہے۔ اور بل کے پہلے یہ عبارت محذوف ہے کہ ان اوصاف کی طرف نہیں آتے یہ تقریر تمام ماقبل میں مذکور ہے اور دوسرا ربط بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِیْ غَمْرَةٍ کا بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے اور یہ ترقی ہے بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ سے معنی یہ ہوگا کہ سمجھتے نہیں۔ نہ بلکہ غفلت میں نئی نئی شاخیں نکالتے ہیں اس ربط کو جیب فَذَرْهُمْ سے لے کر هُمْ لَهَا عَامِلُوْنَ تک ایک ہوگا حاصل یہ کہ ایا ان کا گمان ہے کہ ان کو ہمیشہ خوشی میں رکھیں گے۔ یہ محض خیالی پلاؤ ہے جزا دنیوی پر بھی ہیں قادر ہوں۔ انہوں کو لائق تھا کہ صفات مذکورہ پر عمل کرتے اور وہ نئی نئی شاخیں نکالتے ہیں۔ پھر حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْهِمْ سے لے کر بِهٖ مُبْلِسُوْنَ تک تخویف اور شکوہ بھی اور زجریں ہیں۔ ابتدا میں تھوڑی سی تخویف ہی اور درمیان میں کل شکوے اور زجریں ہیں اور پھر آخر میں وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ سے تخویف شروع کی گئی ہے۔ حاصل پہلے تخویف کا یہ ہے کہ اب تو نہیں مانتے لیکن جس وقت ان کو عذاب دینگے اس وقت چیخیں مارینگے اور درمیان میں شکوہ کیا گیا کہ جس وقت ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے تو اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کو جنون ہے۔ اور سیدھے راستے سے رجوع کرتے ہیں۔ اگر ان پر رحمت کریں پھر ان سے دور کیجائے تو زور سے طغیان میں داخل ہوتے ہیں اور باقی زجریں ہیں۔ اور اَفَلَمْ یَدَّبَّرُوا سے لے کر فَهُمْ مُّنْكِرُوْنَ اور بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ سے زجر ہے اور وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ بھی زجر ہے۔ یعنی اگر حق ایسا ہوتا جیسا کہ یہ کہتے ہیں یعنی اگر منصرف لات وعزیٰ ہوتے تو سب آسمان اور زمین فاسد ہوجاتے تو بَلْ اَتَیْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ۔ بلکہ بات یہ ہے کہ ہم نے ان کو مذکور کی جو کہتے تھے لا شریک لک کی تشریح اور تنویر کی انہوں نے اعراض کیا۔ حالانکہ تو ان سے کوئی محصول بھی نہیں لیتا۔ پھر بھی نہیں مانتے۔ اور حاصل تخویف اخیر کا یہ ہے کہ ان کو پہلے بھی ایک دفعہ عذاب یعنی قحط دیا۔ پھر بھی انہوں نے عاجزی نہ کی اچھا اب ان کو بدر کبری میں عذاب دینگے پھر هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ لَكُمْ سے لے کر اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ تک دلیل توحید کی پھر بیان کی گئی بعد زجرات و شکوے اور تخویفات کے پھر دلیل توحید کی بعد بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ سے لے کر تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ تک شکوے اور اس کے جوابات دے گئے۔ اس جگہ یہ اعتراض پڑتا ہے کہ کفار تو یہ سوال کرتے تھے کہ ہم مٹی ہو جائیں گے پھر کس طرح اٹھائے جائیں گے تو ایسا جواب دینا تھا جو ان کے سوال کے مطابق ہوتا۔ حالانکہ اس جگہ جواب قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَاۤ سے دیا گیا یہ قانون مناظرہ کے مخالف ہے۔ الجواب لات عزّیٰ بنات سے کفار کی یہ مراد نہ ہوتی تھی کہ ان پتھروں کی ہم عبادت کرتے ہیں کیونکہ وہ خود اقرار کرتے تھے کہ یہ ہمارے ہاتھوں کے بنے ہوئے ہیں بلکہ مراد ان کی یہ ہوتی تھی کہ یہ بت جن کی شکلیں ہوتے تھے اس کی عبادت کرتے ہیں جیسا کہ ابراہیم کی صورت بنائی ہوئی تھی جس طرح آج کل مشرک اپنے پیروں کے فوٹو بنا کر ان کے آگے سجدہ کرتے ہیں ان کفار میں بھی یہی طریقہ تھا۔ اپنے معبودوں کو شفیع بناتے تھے۔ جیسا کہ لَوْ كَانَ فِیْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ كَمَا یَقُوْلُوْنَ

إِذًا لَّابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا اس آیت سے بھی مراد یہ ہے کہ جن کی صورتوں کو پوجتے ہو اگر وہ شفیع ہوتے اور کام کرا دیتے تو تمہارے واسطے کام آسان ہوگیا جس وقت ضرورت پڑی ان کی شفاعت سے کام کرا لیا۔ اور پھر قُل رَّبِّ إِمَّا تُرِيَنِّي مَا يُوعَدُونَ سے لے کر وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ تک تخویف ہے اول مَا نَعِدُهُمْ لَقَادِرُونَ تک تخویف دنیوی ہے اور باقی سب دنیوی اخروی ہیں۔ اور درمیان میں ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ سے لے کر أَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ تک درمیان میں طریقہ تبلیغ کا بتلایا گیا یعنی یہ کہ اگرچہ نہیں مانتے اور وَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا اور کہتے ہیں لیکن تم جواب نرمی سے دیا کرو۔ اگر جہاں مخالفت کریں تو صبر کریں۔ باقی سب تخویفاً اخروی ہے بیان اس کا ظاہر ہے تقریر کی ضرورت نہیں فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ سے لے کر وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ تک تمام سورت کا خلاصہ نکالا گیا۔ یعنی معبود ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اسی کو قضائے حاجات میں پکارو اور طلب مغفرت اسی سے کرو (خلاصہ حاصل کا یہ ہے) کہ پہلے سورت حج کے ساتھ تعلق کیوجہ سے یہ بیان کیا گیا کہ سورت حج میں جو شرکیہ رسمیں بیان ہوئیں یعنی تحریمات و نیازات لغیر اللہ ان کو ترک کرو۔ بلکہ ان اوصاف کو اختیار کرو جو ہم نے بیان کی ہیں وہ تین ہیں نماز پر مداومت کرنی۔ شرک نہ کرنا ظلم نہ کرنا۔ اور شرک کی نفی کے واسطے دلیل توحید عقلی بیان کی گئی اور دعویٰ اول کو ثابت کیا گیا اور پیدائش کا حال بتلایا گیا اور پھر دوسری دلیل میں انعام ثابت کئے اور دوسرے دعوی کو ثابت کیا اور بعد اس کے دلائل نقلیہ لائے گئے واسطے نفی شرک کے اور دونوں مدعا کا ثمرہ بیان کیا اول دو دلیلیں نقلیہ کے۔ اور پھر اس جگہ تک نفی شرک اعتقادی کی گئی۔ اور بعد اس کے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ سے شرک عملی کی نفی بھی کی گئی۔ پھر ابتداء سورت سے جو اوصاف تھے ان کا اعادہ کیا گیا کہ یہ کفار ان اوصاف کو اختیار کرتے تو لائق تھا۔ بلکہ بجائے تسلیم کے نئی رسمیں نکال لیتے ہیں اور پھر اس کے بعد إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ تک شکوہ اور زجریں اور تخویف بیان کی گئی اور پھر دلیل توحید عقلی بیان کر کے آخر تک اور تخویف دنیوی اور اخروی بیان کی گئی۔ اور پھر آخر میں خلاصہ بیان کیا گیا فَتَعَالَى اللَّهُ سے۔ (التحقیق اللفظی) الْفَلَاحُ رستگاری اور فیروزی (صراح) وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مراد زکوٰۃ سے تزکیہ من الشرک ہے قرینہ یہ ہے کہ اگر زکوٰۃ کا معنی شرعی ہوتا تو فاعلون نہ کہا جاتا بلکہ یؤتون فرمایا جاتا وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ اے آدم علیہ السلام مِن سُلَالَةٍ یعنی چنی ہوئی مٹی۔ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ اس جگہ مضاف ضمیر غائب کے پہلے محذوف ہے اے جعلنا نسلہ۔ کیونکہ بعض آیات میں صاف جعلنا نسلہ آیا ہے۔ اور نطفہ سے پہلے من جارہ محذوف ہے فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ مراد رحم ہے۔ اور معنی جائے قرار محکم ہے علقہ خون جما ہوا مضغہ محض گوشت عِظَامًا اے ذو عظام فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ معنی تبارک برکت از اوست۔ احسن الخالقین دو معنی ہیں ایک معنی موجدیں اور دوسرا مقدرین معنی اندازہ کرنے والا سبع طرائق اے للملائکۃ فی الصعود والھبوط والطریق کل شئ فوقہ مثلہ (صراح) و (جامع البیان) وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَافِلِينَ اے نعلم۔ وَإِنَّا عَلَىٰ ذَهَابٍ بِهِ اے من وجہ من وجوہ الذہاب۔ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ اے بعضھا تاکلون۔ وشجرۃ تَخْرُجُ اے انبتنا شجرۃ۔ مِن طُورِ سَيْنَاءَ اے من السناء اے الارتفاع۔ یا معنی خوبصورت ہے۔ تنبت فعل لازمی ہے بِالدُّهْنِ اے مع الدہن اور فیہ الدہن اور بالدہن حال ہے

نُسقِیکم مِّمَّا فِی بُطُونِہَا مراد لبن ہے۔ اَنْ یَّتَفَضَّلَ یعنی رئیسی کرے۔ مِنْ کُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یعنی نر و مادہ جوکہ ضروری ہو
لیکن دو سے زیادہ نہ ہو اسْتَوَیْتَ یعنی سوار ہو جائیں تو۔ وَاِنْ کُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ابتلا کے تین معنی آتے ہیں ایک امتحان و محنت
و عذاب اس جگہ مراد عذاب ہے۔ اَیَعِدُکُمْ اے یقول لکم هَیْهَاتَ هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ یا مصدر ہوگا یا اسم فعل اگر مصدر ہے تو اس کا
فعل محذوف ہے تو لام زائدہ نہ ہوگا۔ اور یہ معنی اس وجہ سے ہوگا کہ ثابت ہے واسطے اس ہیہات کے جو اسم فعل ہے پس یہ مشابہ کا
مشابہ ہوگا۔ اگر اسم فعل ہو تو لام زائدہ ہوگا۔ حَیَاتُنَا الدُّنْیَا یعنی حیات پہلی عَمَّا قَلِیْلٍ لَیُصْبِحُنَّ عن بمعنی بعد کے ہے اور ما زائدہ
ہے یعنی تھوڑے وقت کے بعد نادم ہو جائیں گے فَاَخَذَتْهُمُ الصَّیْحَةُ اے العذاب تَتْرَا اصل میں وترى تھا اور ترکیب میں
حال ہے اور معنی ایک ایک کا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا اے بالتوحید وَّاٰوَیْنٰهُمَآ یعنی وقت پیدائش عیسیٰ علیہ السلام
کے بوجہ خوف بادشاہ کے جو قتل کرتا تھا عیسیٰ کو مریم علیہا السلام ایک زمیندار کے پاس جا رہیں اور اس نے اپنی لڑکی بنا کر رکھا
اور اس جگہ مراد وہ جگہ ہے ربوة زمین مرتفع مَعِیْنٍ پانی بہتا مِنَ الطَّیِّبٰتِ یعنی غیر الرجس من الاوثان۔ وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُکُمْ
اُمَّةً وَّاحِدَةً معنی یہ ہے کہ دین تمہارا حال ہونے اس کے ایک دین ہے۔ اور یا جملہ معترضہ ہے۔ اس معنی سے امت کو خطاب ہوگا
اور جملہ معترضہ نہیں ہے بلکہ یہ مطلب ہوگا کہ ان رسل کو بھی یہی کہا تھا۔ فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ زُبُرًا پس علیحدہ علیحدہ کر لیا انہوں نے
دین اپنے کو حال ہونے اس کے ٹکڑے ٹکڑے وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ یؤتون بمعنی یفعلون کے ہے اور اتوا
بمعنی ماضی کے ہے یا بمعنی مضارع کے ہے یعنی کرتے ہیں وہ کام جو کہ کرتے تھے۔ اور قلوب ان کے ڈرنے والے ہوتے ہیں بَلْ
قُلُوْبُهُمْ فِیْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا اے (اُن کی ہندی) اور مشار الیہ ہذا کا مذکور ما قبل ہے۔ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا یعنی اب تو نہیں سمجھتے جس
وقت ہم پکڑیں گے قَدْ کَانَتْ اٰیٰتِیْ مراد آیتی سے قرآن شریف ہی کیونکہ مُسْتَکْبِرِیْنَ بِهٖ میں بہ کا مرجع قرآن شریف ہے
تَنْکِصُوْنَ ترجعون مُسْتَکْبِرِیْنَ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ مستکبرین حال ہے اور سامرا مفعول مقدم ہے تہجرون کا یعنی حال ہونے
ان کے کہ سرکشی کرتے تھے قرآن کے ساتھ اور واعظ قاری کو چھوڑتے تھے۔ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ اے بالوحی لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ
کا ظاہر معنی تو یہ ہے کہ اگر حق تابع ہوتا خواہش ان کے لیکن مطلب یہ ہے کہ اگر حق ایسا ہوتا جیسا یہ کہتے ہیں یعنی لات اور عزیٰ
شفعا ہوتے ہیں چنانچہ وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ سے ظاہر معنی یہ بنتا ہے کہ شعراء تابع غاوون
کے ہوتے ہیں لیکن مقصود یہ ہے کہ شعراء خود غاوی ہوتے ہیں۔ بقرینہ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ الخ بَلْ اَتَیْنٰهُمْ بِذِکْرِهِمْ
ذکر سے مراد قرآن ہے اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا معنی خرجا کا محصول ہے لَجُّوْا اے ادخلوا بالقوة لَنٰکِبُوْنَ یعنی منہ پھیرنے والے فَمَا
اسْتَکَانُوْا پس عاجزانہ ہوئے دل سے عَلَیْهِمْ بَابًا یعنی دروازہ جنگ بدر فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ یعنی ناامید ذَرَاَکُمْ اے نشرکم هُوَ یُجِیْرُ
یعنی پناہ دیتا ہے قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیْ مَا یُوْعَدُوْنَ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ یعنی عذاب کے وقت مجھ کو نکال
یعنی هَمَزٰتِ وسوسے رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ الشیطان حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ اس جگہ یہ عبارت محذوف ہے کہ اب تو غفلت
میں ہیں رَبِّ ارْجِعُوْنِ الجمع للتکرار کما فی الشعر قفا نبک من ذکری حبیب و منزل ، و کما فی الآیة فَارْجِعِ الْبَصَرَ کَرَّتَیْنِ و کما فی

کماانی جئتم فیما ترکت اے بدل ما ترکت کلا ردع ہے واسطے ارجعون کے فلا انساب بینھم یعنی بعض فائدہ دینگے نہیں
ولا یتساءلون چنانچہ مثل مشہور ہے کہ اپنی جانہیں اور تمکو کہاں کروں۔ ہر ایک اپنے حال میں پریشان ہوگا تلفح جلائے گی
کالحون یعنی بدشکل قال اخسئوا فیہا یہاں رہو تم اس میں کم لبثتم یعنی مدت رہنے کی بتلاؤ فسئل العادین یعنی ملائکہ سے
الا قلیل اے بالنسبۃ الی الاخرۃ فتعلی اللہ الملک الحق اسے فتعلی عما یشرکون۔ نقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ النور مدنیہ

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورت مومنون کا خلاصہ تو فتعلی اللہ الملک سے لے کر انہ لا یفلح الکافرون
تک ہے اور درمیان میں سورت الحج کے ربط میں ولہم اعمال من دون ذلک کی زیادتی کی گئی ہے۔ حاصل یہ تھا کہ نبی نبی شاہیر
نذر و نیاز اور تحریمات غیر اللہ دنیا زات من دون اللہ نہ کرو۔ بلکہ ایک اللہ کو پکارو اور سب کچھ اس کے واسطے کرو۔ یہ دعویٰ اصلی تھا۔
اس سورت میں یہ بیان ہوگا کہ کافر اور منافق بدنامیاں لگا رہے ہیں تاکہ لوگ اپنے مقتدار کے مخالف ہو جائیں اور اس کا کہنا
نہ مانیں اس میں کہا گیا کہ اپنے مقتدار کا کہنا مانو اور بدنامیاں ان کے ذمے لگانے والیوں کو عذاب ہوگا سورۃ انزلناھا و
فرضناھا سے لے کر والخامسۃ ان غضب اللہ علیہا ان کان من الصادقین تک تمہید ہے اور اللہ نور السموٰت و
الارض تک ایک بحث یعنی حضرت صدیقہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جو تہمت کافروں اور منافقوں نے لگائی تھی ان کے
متعلق کلام لائی گئی ہے اور اللہ نور السموٰت والارض سے اصلی مدعا ذکر کیا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ پہلے کافروں کا منشا بتلایا گیا
ہے اور کہا گیا کہ مومنوں پر بدنامیاں مت لگاؤ۔ اور کہا کہ جس دعویٰ کے مٹانے کیلئے تہمتیں لگا رہے ہو وہ اظہر من الشمس ہے۔
سورۃ انزلناھا وفرضناھا اے فرضنا احکامہا وفیہا ایات بینات مراد آیات بینات سے اللہ نور السموٰت والارض
ہے۔ تمہید احکام اربعہ ذکر کئے گئے ہیں۔ اول الزانیۃ والزانی سے لے کر طائفۃ من المومنین تک حاصل یہ ہے کہ اے مومنو
زانی مرد اور زانیہ عورت کے سزا دینے میں ترس نہ کرو اور سزا دینے کے وقت کچھ مومن حاضر ہوا کریں۔ دوسرا حکم الزانی لا ینکح
سے لے کر وحرم ذلک علی المومنین تک ہے حاصل یہ کہ اے مومنو زانی اور زانیہ کو سزا دو اور یہ بھی جان لو کہ زانی مرد زنا
نہیں کرتا مگر زانیہ اور مشرکہ عورت کے ساتھ۔ اسی طرح زانیہ عورت بھی زنا نہیں کراتی مگر زانی مشرک مرد سے۔ اور اس کی علت
وحرم ذلک علی المومنین سے بیان کی گئی ہے یعنی وجہ یہ ہے کہ مومنوں پر تو زنا حرام ہے۔ نکاح سے مراد یہاں وطی بالزنا ہے
زانیہ اور زانی سے مراد وہ جو زنا کو حلال سمجھتے ہیں جیسا کہ کنجر وغیرہ ہیں اور زانی اور مشرک سے مراد کافر تفصیل یہ ہے کہ کبھی
مشرک بت پرست پر مقابل یہود اور نصاریٰ کے بولا جاتا ہے۔ اور کبھی عام اطلاق کیا جاتا ہے۔ اس جگہ بھی عام مراد ہے۔
مراد کہ اے مومنو زنا تو کافر کرتے ہیں مسلمان کے شان سے یہ بعید ہے ضرور اس سے بچو۔ اور ضمناً یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر کسی نے زنا

وغیرہ کے دین میں بھی زنا حرام ہو تو گواہ طلب کیا کرو۔ جیسا کہ مومنوں کے واسطے طلب کیا کرتے ہیں۔ الحکم الثالث وَالَّذِينَ يَرْمُونَ سے لے کر فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ تک ہے حاصل یہ کہ جب معلوم ہو گیا کہ زنا مومنوں کے شان سے بعید ہے تو اگر کوئی زنا کی تہمت مومنوں پر لگائے تو اس سے چار گواہ طلب کیا کرو اور اگر نہ لائے تو اس کو مذکور سزا دیا کرو پھر ان کی شہادت کبھی نہ منظور کرو اور یہ لوگ فاسق ہونگے۔ پھر اگر توبہ کریں تو فسق سے بری ہو جائیں گے۔ الحکم الرابع وَالَّذِينَ يَرْمُونَ سے لے کر إِن كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ تک ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جب زنا کی تہمت مومنوں کو لگائی جائے تو اس کا حکم ذکر کیا گیا اور تبعاً یہ بھی ذکر کیا گیا کہ اگر شوہر اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگائے۔ اور گواہ بھی نہ ہوں تو سزا سابق نہ دی جائے۔ جب تمہید ختم ہو گئی تو بعد اس کے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيمٌ متعلق وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ کے بیان کیا گیا کہ جب مومنوں کے شان سے زنا بعید ہے تو تم نے جو تہمت حضرت صدیقہ پر لگائی ہے اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم کو خبر پڑ جاتی یعنی تم کو فی الفور سزا دے دیتا۔ پھر إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ سے لے کر وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ تک متعلق وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ وَرَحْمَتُهُ کی کلام لائی گئی کہ پہلے إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ سے لے کر عَذَابٌ عَظِيمٌ تک یہ ذکر کیا گیا کہ تہمت دینے والے بھی تم میں سے ہیں۔ اور یہ تہمت ای مومنو تمہارے واسطے اچھی ہے کیونکہ اگر تم سے پاک دامنوں کو تہمت نہ لگتی تو ایسے احکام اربعہ نہ نازل ہوتے۔ اور تہمت دینے والوں کے لئے عذاب عظیم ہے۔ یہ معنی ہے وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ کا۔ پھر لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ سے لے کر هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ تک زجر کی گئی ہے اور قَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ کا عطف ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ پر ہے حاصل یہ ہے کہ اے مومنو جب تم نے یہ تہمت سنی تو سنتے ہی تم نے کیوں خیر کا ظن نہیں کیا۔ اور کیوں نہ کہا کہ یہ تہمت محض کذب ہے۔ اور لَوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ سے لے کر هُمُ الْكَاذِبُونَ تک تہمت لگانے والوں کو کہا ہے۔ تقریر ظاہر ہے۔ اور لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ سے لے کر وَهُوَ عِندَ اللّٰهِ عَظِيمٌ تک مومنوں کو کہا گیا کہ تم نے تو اس تہمت کو امر عظیم نہیں سمجھا تھا اور حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ ایک بڑا امر تھا۔ اگر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم کو عذاب دیا جاتا اور پھر وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ سے لے کر هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ تک زجر کی گئی کہ تم نے کیوں نہیں کہا کہ یہ محض بہتان ہے اور إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ یہ علت بیان کی گئی ہے تہمت دینی کی یعنی غرض تہمت دینے سے یہ ہے تاکہ فحش پھیل جائے اور لوگ بد اعتقاد ہو کر توحید کو نہ مانیں۔ اور يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ سے لے کر وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ تک مومنوں کو کہا گیا کہ تم بدنامی نہ کرو۔ کیونکہ یہ شیطان کا امر ہے وہی ایسے امور کا امر کرتا ہے اور وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ سے زجر کی گئی ہے اور وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ سے لے کر وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ تک حضرت ابابکر صدیق رض کے حق میں ہے کیونکہ بعض تہمت دینے والے کے حق انہوں نے حلف اٹھائی تھی کہ انکو میں کچھ نہ دونگا تو حکم ہوا کہ بخشش کرنا سبب مغفرۃ کا ہے۔ کیا حلف سے سبب مغفرۃ کا اٹھاتے ہو۔ اور إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ سے لے کر أَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ تک تخویف ہے منافقین کے لئے اور تقریر ظاہر ہے۔ اور يَوْمَ تَشْهَدُ متعلق ہے ساتھ لُعِنُوا اور لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ہر دو کے اور الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ سے لے کر وَرِزْقٌ كَرِيمٌ تک بشارت ہے اور مراد خبیث اور طیبات سے افعال ہیں

اور عورتیں نہیں ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ حضرت صدیقہ جیسے طیبہ کے افعال طیب ہوتے ہیں برے افعال نہیں کرتے۔ اور یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا سے لے کر مِنْ بَعْدِ اِکْرَاھِھِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک چند امور ذکر کئے گئے جو کہ مبادی زنا کے تھے حاصل یہ ہے کہ کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہوا کرو۔ کیونکہ شاید کوئی عورت ننگی بیٹھی ہو۔ اور یہ موءدی زنا کا ہو گا بلکہ جس گھر میں تمہارا سامان ہو اور عورت وغیرہ بھی نہ ہو تو بیشک بلا اجازت جایا کرو۔ دوسرا یہ کہ عورتیں اور مرد بجائے ایک دوسرے کے دیکھنے سے آنکھیں بند کریں اور فروج وغیرہ کی طرف نہ دیکھا کریں کیونکہ یہ بھی موءدی الی الزنا ہے۔ اور تیسرا یہ کہ عورتیں اپنے مواضع زینت کو ظاہر نہ کیا کریں مگر وہ اعضاء جن کے ظاہر کرنے میں لاچاری ہو۔ اور چوتھا یہ کہ عورتیں پاؤں کو زور سے نہ مارا کریں اظہار زینت کے لئے کیونکہ لوگ جانیں گے کہ یہ زانیہ ہے۔ یا خود ان کے دل اس کی طرف مائل ہونگے پانچواں یہ کہ غلام اور لونڈی کا نکاح کرایا کرو۔ کیونکہ نکاح نہ کرنا موءدی الی الزنا ہوتا ہے اگر وہ فقیر ہوں اللہ تعالیٰ ان کو غنی کرے گا۔ ہاں جو اتنے مفلس ہوں کہ خرچ نکاح پر بھی قادر نہیں تو وہ صبر کریں تاکہ غنی ہو جائیں۔ اور چھٹا یہ کہ اگر تمہارا غلام مکاتب ہونا چاہے تو کر دیا کرو۔ اور ساتواں یہ کہ لونڈیوں کو جبر علی الزنا نہ کیا کرو مطلب یہ کہ اگر ان کی مرضی نکاح کرنے کی ہو تو کر دیا کرو۔ کیونکہ نکاح سے منع کرنا اپنے معاملات کے لئے موءدی الی الزنا ہے اور نکاح نہ کر دینے کی صورت میں اگر لونڈیوں نے زنا نہ کیا تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ان کو اجر عظیم دیگا یعنی ہے لَا تُکْرِھُوْا فَتَیٰتِکُمْ الخ کا۔ اور جو معنی مطول وغیرہ میں مذکور ہے درست نہیں ہے۔ اور وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ سے لے کر وَمَوْعِظَۃً لِّلْمُتَّقِیْنَ تک تخویف ہے۔ اور دوسری تقریر یہ ہے کہ چند احکام بیان فرما کر پھر اصلی مدعا کی طرف رجوع فرمایا اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ سے محض ثبوت اللہ تعالیٰ کا کیا گیا۔ اس جگہ تک تمہید تھی کیونکہ منافقوں کی غرض تہمت دینے سے یہ تھی کہ لوگ ان کے مخالف ہو جائیں اور ان کا دعوی تسلیم نہ کریں پس جب بحث تہمت کی ختم ہو گئی تو اب اصلی مدعا کی طرف رجوع کیا۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک نفس ثبوت اللہ تعالیٰ کا کیا گیا۔ پہلے فرمایا گیا کہ اللہ نور ہے اور روشن ہے آسمان اور زمین میں۔ اور پھر مَثَلُ نُوْرِہٖ الخ سے واضح ہونے کی مثال بیان فرمائی۔ تقریر ظاہر ہے (اور ترکیب اور معانی ذیل میں مذکور ہے۔ مِشْکٰوۃٌ بمعنی طاق۔ مِصْبَاحٌ چراغ کو کہتے ہیں۔ اور زُجَاجَۃٌ شیشے کو کہتے ہیں اور دری کا معنی چمکنے والا ہے اور یُوْقَدُ جلایا جاوے۔ لَا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یعنی یہ دونوں سبب فساد کے ہیں وہ تو اس شجرہ میں نہ پائے جائیں۔ (۱) ایک تو یہ ہے کہ ہمیشہ گرمی اور دھوپ میں ہو (۲) دوسرا یہ کہ ہمیشہ سردی میں ہو۔ یہ دونوں اس شجرہ میں موجود نہ ہوں اور مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ سے مراد من زیت ہے۔ اور یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ حال ہے الْمِصْبَاحُ سے یَھْدِی اللّٰہُ الخ سے بیان کیا کہ ثبوت اللہ تعالیٰ کا تو ظاہر ہے۔ لیکن ہدایت کرنی اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے جس کو چاہے ہدایت کرے اور فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ سے لے کر مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ تک دلیل نقلی بیان کی واسطے ثبوت اللہ تعالیٰ کے۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ متصرف وہی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات نہ ہوتی تو اتنی مخلوقات صبح شام اس کا ذکر کیوں کرتی۔ اور کیوں خوف کرتے یوم الجزاء سے پس معلوم ہوا کہ معبود برحق ہے جو مالک یوم الجزا کا ہے اور رازق بھی ہے۔ (نوٹ) دلیل نقلی سے مراد یہ نہیں کہ کسی رسول

سابق کی کلام نقل کیجاتے ۔ بلکہ عام مراد ہے کہ مدعا کو امور سابقہ سے ثابت کیا جائے ۔ فی بُیُوتٍ خبر مقدم ہے اَذِنَ اللہُ صفتہ بیوت۔ رِجَالٌ مبتدا موخر یا فاعل یسبح لہ کا ہے علی سبیل التنازع لَا تُلْہِیْہِمْ تِجَارَۃٌ نہیں غافل کرتی ان کو تجارت اور وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَعْمَالُہُمْ سے لے کر فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ تک ایک شبہ کا دفع ہے ۔ جو دلیل نقلی پر وارد ہوتا تھا حاصل یہ کہ جس طرح مسلمان اللہ کی عبادت کر رہے ہیں اسی طرح باقی مذاہب والے بھی اپنے اللہ کو پکار رہے ہیں ۔ حاصل جواب کا یہ ہے کہ کفار اور بہت قومیں بیشک خاص خدا کو نہیں پکارتے ۔ بلکہ معبود باطلہ کو بھی پکارتے ہیں ۔ ان کے اعمال دو قسم ہیں ۔ (۱) کَسَرَابٍ بِقِیْعَۃٍ یَّحْسَبُہُ الظَّمْاٰنُ مَآءً سے بیان کی گئی یعنی ظاہر میں اچھے معلوم ہوتے ہیں اور واقعہ میں ان سے نفع کی بجائے ضرر ہوتا ہے جیسا کہ صدقات اور مسافر خانے اور سرائیں اہتمام کے لئے (۲) دوسرا قسم اَوْ کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ سے بیان کیا گیا یعنی اعمال کفار ۔ یا تو ایسے ہیں جو کہ ظاہر میں بھی بری ہیں مثل ظلمات کے جیسا کہ ہندوؤں نے آج کل کیو نرام کی تصویر بنا کر ذکر کی تصویر بھی اس کی بنائی ہوئی ہے اور ہندوؤں کی عورتیں اس کے ذکر کو اپنی فرجیوں میں داخل کرتی ہیں طلب اولاد کے لئے ۔ ترکیب اور معانی بِقِیْعَۃٍ مات میدان ۔ حَتّٰۤی اِذَا جَآءَہٗ لَمْ یَجِدْہُ شَیْئًا وَّ وَجَدَ اللہَ عِنْدَہٗ فَوَفّٰىہُ حِسَابَہٗ وَ اللہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ حتی کا ربط ماقبل کے ساتھ نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ حتی واسطے غایت کے ہوتا ہے ۔ اور اس جگہ غایت والا معنی نہیں بن سکتا اس واسطے حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ کلام ماقبل کے ساتھ مربوط نہیں بلکہ معنی یہ ہوگا کہ یہ کفار اب تو نہیں مانتے جب اللہ تعالیٰ کے پاس آئیں گے اللہ کے سوا معبود باطل نہ پائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو سزا دے گا تو اس کو مان لیں گے مثال ہے جو دوپہر میں دور سے سراب کو پانی خیال کرے اور اس کی طرف آئے تو بجائے پانی کے وہاں ایک شخص ہو جو اسے مارنے لگ جائے ایسا ہی یہ کفار اپنے اعمال کو سراب کی طرح پائیں گے بجائے ثواب کے عذاب دے جائیں گے ۔ اب اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللہَ یُسَبِّحُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ سے لے کر اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تک دلائل عقلیہ بیان کی گئیں واسطے ثابت کرنے اسبات کے اللہ ہی متصرف ہے تقریر ظاہر ہے ۔ پس دو امور ثابت ہوگئے ایک تو یہ کہ معبود برحق اللہ ہے ۔ اور دوسرا یہ کہ متصرف بھی وہی ہے (ترکیب و معانی) وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ کھولنے اور پھیلانے والے پروں اپنے کو کُلٌّ میں تنوین عوض مضاف الیہ کے ہے ای کل شخص او کل شیء یُزْجِیْ سَحَابًا چلاتا ہے سحابوں کو یعنی بادلوں کو رُکَامًا گاڑھا اَلْوَدْقَ بارش مِنْ خِلٰلِہٖ ضمیر کا مرجع سحاب ہے اور یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِیْہَا مِنْۢ بَرَدٍ میں السماء سے مراد اونچی جگہ ہے ۔ اور مِنْ جِبَالٍ بدل ہے من السماء سے فیہا اور من برد ہر دو صفتیں ہیں جبال کی یَکَادُ سَنَا بَرْقِہٖ یَذْہَبُ بِالْاَبْصَارِ یعنی چمک بجلی کا حیران کردے آنکھوں کو ۔ پس وہ بھی جس واسطے کفار اور منافق بدگمانیاں لگاتے تھے وہ ثابت ہوگا ۔ اب لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ سے لے کر اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تک خواص بیان کی گئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نور السموٰت والارض ہے اور اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللہَ یُزْجِیْ الخ آیات واسطے ثبوت مدعا کے بیان تو کر دی ہیں ۔ لیکن ہدایت کرنی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے ۔ پس حاصل یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا شریک فی التصرف نہ بنا ۔ اور یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللہِ وَ بِالرَّسُوْلِ متعلق کلام اول کے ہے یعنی پہلے تو تہمت لگانے کی علت بیان کی اور مومنوں کو منع

کیا کیا تہمت لگاتے ہیں اور اب تہمت لگانے والوں کا شکوہ کیا کہ سامنے تو یہ منافق اٰمَنَّا وَاَطَعْنَا کہتے ہیں اور جس وقت اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں تو اعراض کرتے ہیں اور فِیْ قُلُوْبِهِمْ سے کہا کہ معلوم نہیں کہ ان کے دلوں میں مرض ہے یعنی عقل نہیں یا خوف کرتے ہیں اس بات کا کہ اللہ اور رسول ان کا سم پر ظلم کرے گا۔ نہیں نہیں بلکہ یہ خود ظالم ہیں صرف بڑھیں میں اور شرک کرتے ہیں انکے حال کے مطابق اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ سے لے کر فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ تک مومنوں کا حال بیان کیا اور ترغیب دی گئی۔ تقریر ظاہر ہے۔ اور پھر اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ سے لے کر اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ تک شکوہ مع التخویف بیان ہے اور طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ کی خبر مطلوب محذوف ہے۔ اور وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ سے لے کر لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تک بشارت واسطے مومنوں کے ذکر کی گئی اور درمیان میں جملہ معترضہ واسطے تخویف کے مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ بیان کیا گیا اور اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ کا تعلق یَعْبُدُوْنَنِیْ کے ساتھ ہے اے اقول لہم اقیموا الصلوٰۃ۔ اور پھر لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سے لیکر وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ تک تخویف بیان کی گئی۔ اور پھر یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ سے لے کر لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تک چند آداب بتلائے گئے جو زنا سے روکنے والے ہیں یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا سے چار آداب بیان کئے گئے ہیں۔ (۱) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ سے لے کر وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ تک یعنی اجازت لینے کی شرط بلوغ ہے (۲) وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ سے نسا۔ کا حال بیان کیا (۳) لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى سے اور وجہ اعمی وغیرہ کی یہ ہے کہ ان کو حاجت پڑتی ہے۔ اور وَلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا سے* اب یہ جاننا چاہئے کہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر وَاللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تک تو وہ دعوے بیان کئے گئے جنکی نفی کے واسطے منافق تہمت لگاتے تھے اور اس کے ابتدا میں اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ سے لے کر لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ تک تہمت لگانے کے متعلق کلام اور شکوہ اور تخویف اور بشارت وغیرہ بیان کی گئی اور یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا سے آداب بتلائیں گے واسطے رفع کرنے بدنامی کے اسی طرح آخر اس دعوے کے وَیَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ سے کر لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ تک تہمت لگانے کے متعلق کلام وغیرہ کی گئی۔ لہذا یہ ٹکڑہ اس ٹکڑہ کے ساتھ ہوگا اور پھر یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ سے آداب بتلائے گئے۔ لہذا یہ حصہ آداب والے حصے کے متعلق ہوگا۔ اور اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک اس کا ربط یہ ہے کہ متعلق ہے اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ ان کے ساتھ حاصل تمام کا یہ ہے کہ مومن وہ ہوتے ہیں جو کہ تابعداری کریں رسول کی اور لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی اپنے کام کے واسطے اجازت طلب کریں تو دے دیا کریں۔ اور لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ سے لے کر اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ تک تخویف بیان کی گئی کہ جس وقت رسول صلعم تم کو بلائے تو ضرور حاضر ہو جایا کرو جیسی کہ آپس میں سستی کر جاتے ہو اسی طرح نہ کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان کو جو آڑ دے کر نکل جاتے ہیں۔ اور مخالفت کرتے ہیں ان کو پورا پورا عذاب دے گا۔ اب آخر میں اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ سے لے کر وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک خلاصہ سورت کا بیان کیا گیا اور دو دعوے ذکر کئے گئے جن کی نفی کیواسطے منافق تہمت لگاتے تھے۔ ایک دعویٰ اَلَآ اِنَّ

*اور وجہ اعمی وغیرہ کی یہ ہے کہ ان کو حاجت پڑتی ہے اور ولا علی انفسکم ان تاکلوا بیان کرنے کی وجہ دفعیہ شبہ ہے۔ کہ جب دوسرے گھر سے منع کیا گیا تو معلوم ہوا کہ بالکل جانا منع ہوگا۔ لہذا کہا گیا کہ دعوت کیواسطے جانا منع نہیں ہے اور ما ملکتم مفاتحہ کا عطف بیوت خالاتکم پر ہے اور بایوت غلام مراد ہیں اور صدیقکم سے پہلے بیوت محذوف ہے (۴) لیس علیکم جناح ان تاکلوا

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے ذکر کیا گیا اور دوسرا قَدْ يَعْلَمُ مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ سے ذکر کیا گیا (حاصل سورۃ و خلاصہ) پہلے سورۃ اَنْزَلْنٰهَا سے تمہید بیان کی گئی۔ اور احکام اربعہ ذکر کئے گئے بطور تمہید مسئلہ آئندہ کے اور پھر اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ سے لے کر لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَرِيْمٌ تک تہمت کے متعلق زجریں مومنوں کو اور علت تہمت لگانے کی اور تخویف وغیرہ بیان کی گئی۔ اور يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا سے لے کر مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ تک آداب بتلائے گئے جن کی تعمیل کرنے کر تہمت سے بچ جائیں۔ اور بعد میں تخویف بیان کی گئی۔ اور اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ تک وہ دو دعوے ذکر کئے گئے جن کی نفی کیواسطے منافق تہمت لگاتے تھے۔ اور اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ تک نفس ثبوت معبود برحق کا کیا گیا۔ اور پھر اسی کے واسطے فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ سے دلیل نقلی لائی گئی اور اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ سے دلیل عقلی بیان کی گئی۔ اور درمیان میں وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَعْمَالُهُمْ سے دفعیہ ایک شبہ کا کیا گیا جو کہ دلیل نقلی پر وارد ہوتا تھا۔ اور وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ سے لیکر بِئْسَ الْمَصِيْرُ تک اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ والے حصے کے متعلق بیان لایا گیا۔ اور يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ گویا يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا کے متعلق لایا گیا۔ اور پھر اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ گویا يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ کے متعلق لایا گیا۔ اور پھر لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ سے تخویف دے کر اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے وہ دو دعوے ذکر کئے گئے جن کی نفی کیواسطے منافق تہمت لگا رہے تھے اور خلاصہ سورت کا بیان کیا گیا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ فرقان مکیۃ

اس سے پہلے سورۃ کہف سے لے کر اس جگہ تک یہ مضمون تھا کہ خلق اور تدبیر امور میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہی برکت ڈالتا ہے اور اس سے سورۃ سبا تک یہ بیان ہوگا کہ ہر شئے میں برکت ڈالنے والا فقط وہی ہے۔ لہذا سب دلائل اسی مضمون کے بیان ہونگے۔ اور خلق کے متعلق کم ہونگے۔ لہذا تَبٰرَكَ سے دعوی ذکر کیا گیا۔ (معنی تبارک از خازن) جا بجل برکتہ وخیر (واز تفسیر حسینی) برکت از اوست۔ اور باقی اس دعوی کے لئے دلائل ہیں۔ (۱) اَلَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا جس جگہ موصول مع الصلہ لایا جاتا ہے وہ علت ہوتی ہے۔ اس علت کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن نازل کیا ہے اپنے بندے پر تاکہ لوگوں کو ڈرائے کہ اللہ تعالیٰ تم سے حساب لے گا۔ اور سزا دے گا۔ پس جب حساب لینے والا اور سزا دینے والا وہی ہوا تو برکات دہندہ کوئی دوسرا نہ ہوگا۔ اور ثانی دلیل اَلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ الخ سے ہے یعنی ملک آسمان و زمین کا اس کے قبضے میں ہے اور تخت بادشاہی پر بھی وہی ہے۔ آیا تباو برکت ڈالنے والا کوئی اور ہوگا اسی طرح باقی ادلہ کی تقریر ہوگی خود خیال کر لینا۔ دلیل ثالث خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا یعنی ہر ایک شے کو اپنے

انوں کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کرتا ہے آیا برکت ڈالنے والا کوئی اور ہوگا۔ اور وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهِ اٰلِهَةً سے کر بُکْرَةً وَّاَصِيْلًا
ان میں شکوے بیان کئے گئے اول کا حاصل یہ ہے کہ باوجود ان اوصاف کے یہ کفار کہتے ہیں کہ برکت ڈالنے والے ماسوی اللہ اور
ہی ہیں جو کسی چیز کے مالک نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سب محمد صلعم کا کہنا جھوٹ ہے اور کہانیاں ہیں فلاں لوہارے یا کسی ہوئی ہیں
یا بنی ہے اکْتَتَبَهَا کا اور فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ کا معنی یہ پڑھی جاتی ہیں اس پر۔ اور قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا تک جواب شکوہ مذکور کا دیا گیا اور دو علتیں بھی تبارک کی بیان کی گئیں۔ (۱) ایک الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ سے
دوسری اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ سے لے کر اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا تک تین شبہے کفار کے جن کی وجہ سے
رسالت اور توحید نہیں مانتے تھے بطور شکوہ مذکور کئے گئے۔ (۱) وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ تک (۲) مَعَهٗ نَذِيْرًا تک اور باقی تیسرا
ہے۔ اور اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ سے زجر متعلق سوالات کے ذکر کی گئی ہے۔ اور پھر تبارک سے ان کے جوابات
علی طریق اللف والنشر الغیر المرتب دیے گئے۔ یعنی پہلے تیسرے شبہے کا جواب مع اعادہ الدعوی الاصلیہ يَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا تک
ذکر کیا گیا۔ جواب تو اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا کے بدلے آخرۃ میں دنیا سے اچھے باغ وغیرہ دیگا جو کہ تمہارے پاس
نہیں ہیں۔ اور دعوی مع الدلیل اس طرح ہوگا کہ جو ذات دنیا کے بدلے آخرۃ میں اچھے باغ وغیرہ دیگا۔ وہی برکات دہندہ بھی
ہے اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ میں اِنْ شک کیواسطے نہیں ہے حاصل معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے دنیا کے بدلے آخرۃ
میں ایسا کرے گا۔ اور ماضی بمعنی مضارع کے ہے اور بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ سے سابق سے ترقی کرکے وجہ سوال کی بتلائی گئی یعنی
سوال کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے منکر ہیں اور تکذیب کرتے ہیں اور اَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا سے کر مِّنْ بَعِيْدٍ تک
تخویف مع بشارت متعلق بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ کے بیان کیا۔ اور حال کفار قیامت والے کو بیان فرمایا یعنی ان کے
بوجہ تکذیب ساعۃ کے عذاب تیار ہے اِذَا رَاَتْهُمْ میں ضمیر مونث مستتر کا مرجع نار ہے جو کہ مفہوم سابق سے ہوتی ہے
تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا غصہ اور آواز سخت۔ اور وَاِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا میں مِنْهَا حال مقدم ہے دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا وہاں پر
... مسنوکا اے ہکا۔ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ اے یقال فقد کذبوکم فیما تقولون۔ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا یعنی بس
ان کے اس عذاب کے ہٹانے اور ان کی مدد دینے کی طاقت نہ رکھیں گے۔ اور وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ سے لیکر وَيَمْشِيْ سے
اَسْوَاقِ تک پہلے شبہے کا جواب دیا گیا علی طریق النقض کے یعنی رسل سابقہ بھی طعام کھاتے اور بازاروں میں چلتے تھے
بموجب تمہارے کے ان کا رسول ہونا ثابت نہیں ہوتا وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً سے لے کر بَصِيْرًا تک تخویف ہے
اور وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا سے لیکر حِجْرًا مَّحْجُوْرًا تک دوسرے شبہے کا جواب دیا گیا لیکن شبہے کو اعادہ کیا گیا
اس شبہے میں ایک شق اَوْ نَرٰى رَبَّنَا زیادہ کی گئی ہے جواب یہ ہے کہ یہ محض سرکشی کر رہے ہیں ورنہ جس دن ملائک کو
دیکھیں گے تو اس وقت حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کہیں گے۔ حجرا محجورا کا معنی دور کیا جاوے گا دور کیا جانا۔ حجرا مفعول مطلق ہے واسطے
... کے اور محجورا تاکید اور مصدر ہے اور وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ سے لے کر هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا تک تخویف

اور بشارت دونوں ذکر کئے گئے۔ تقریر ظاہر ہے وقدمنا الی ما عملوا یعنی متوجہ ہونگے ہم طرف اعمال کفار کے ھباءً منثورا خیر مستقرا ہونا مقیلا سونے کی جگہ بالغمام یعنی بالملائکہ اور نزل الملائکۃ تنزیلا بیان ہے تشقق السماء بالغمام کا الملک یومئذ الحق للرحمٰن یعنی ظاہر ہوگا واسطے اللہ تعالیٰ کے اور کان یوما علی الکافرین عسیرا میں کان کا اسم ضمیر ہے جس کا مرجع یومئذ ہے۔ اور علی الکافرین متعلق ہے عسیرا ہے خذولا خوار کرنے والا۔ اور کذالک جعلنا الخ متعلق ہے قالوا ما لھذا الرسول یعنی اس جگہ تک شبہات کے جوابات اور درمیان میں تخویفات اور بشارتیں ذکر کی گئیں۔ پھر شبہات کے متعلق کہا گیا کہ اے نبی تجھ کو بوجہ دشمنی کے ایسی باتیں کرتے ہیں اسی طرح ہر ایک نبی کے واسطے دشمن ہوتے ہیں۔ اور تمہارے واسطے ایک اللہ ہی مددگار کافی ہے جب اس جگہ تک بحث شبہات ختم ہوگئی تو پھر قال الذین کفروا لولا انزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ سے شبہ رابع کا ذکر کیا گیا واسطے نہ ماننے رسالت کے۔ حاصل یہ ہے کہ قرآن آہستہ آہستہ نازل ہونے سے معلوم ہوتا کہ اپنے نفس سے بناتا ہے پھر اس شبے کا جواب کذالک لنثبت بہ فؤادک ورتلناہ ترتیلا سے دیا گیا یعنی آہستہ آہستہ نازل کرنے سے غرض تثبیت دل کی ہے۔ جب شبہات اربعہ پورے ہوگئے تو تمام کے متعلق ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق واحسن تفسیرا کہا گیا مثل اور بالحق میں بار تعدیہ کی ہے۔ اور مثل سے مراد سوال اور شبہ ہے اور حق سے مراد جواب حق یعنی کفار جو شبہ کریں تو اس کا جواب ہم بتلاتے ہیں اور الذین یحشرون علی وجوھھم سے تخویف بیان کی گئی۔ اور ولقد آتینا موسیٰ الکتاب وجعلنا معہ سے کر کلا تبرنا تتبیرا تک دلیل نقلی بیان کی گئی اور چار انبیاء کے قوموں کا ہلاک ہونا ذکر کیا گیا۔ اور غرض تخویف ہے اور دلیل نقلی واسطے مدعا کے ہے اگرچہ اس دلیل میں مدعا کا ذکر تو نہیں آیا لیکن جبکہ ابتدا میں تبارک سے دعویٰ ذکر کیا گیا۔ لہٰذا اب دلائل خواہ عقلیہ ہوں خواہ نقلیہ اس دعویٰ کے منطبق ہونگے درمیان میں دلیل نقلی ذکر کرکے پھر اس کے بعد ولقد اتوا علی القریۃ سے کفار مکہ کے متعلق کلام لائی گئی جیسا کہ دلیل نقلی سے پہلے بھی انکے متعلق کلام تھی حاصل یہ ہے کہ یہ کفار مکہ باوجود اسباب کے کہ ہلاک شدہ اقوام کے شہر بھی دیکھتے ہیں پھر بھی عبرت نہیں پکڑتے پھر بل کانوا لا یرجون نشورا سے کہا گیا کہ نہ خیال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کو اعتقاد نشور نہیں۔ لا یرجون اے لا یعتقدون اور اذا راوک ان یتخذونک الا ھزوا سے لے کر ان صبرنا علیھا تک شکوہ بیان کیا گیا یعنی آپکے ساتھ استہزار کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں اھذا الذی بعث اللہ رسولا اور سوف یعلمون حین یرون سے تخویف دی گئی اور ارأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ سے لیکر بل ھم اضل سبیلا تک یہ بیان کیا گیا کہ یہ کفار اپنی خواہش کے مطابق چلتے ہیں کہ اصنام کو اپنے خواہش سے الٰہ بناتے ہیں۔ اور اب الم تر الی ربک کیف مد الظل سے لے کر وکان ربک قدیرا تک دلائل عقلی خمسہ واسطے مدعا سابق کے بیان کی گئیں۔ (۱) دلیل اول الم تر الی ربک سے لے کر الینا قبضا یسیرا تک ہے یعنی سایہ شمس کے چڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اور سورج کے اوپر آنے سے کم ہوا جاتا ہے۔ یہی قبضا یسیرا سے مراد ہے اور دلیل دوسری وھو الذی جعل لکم اللیل (۳) وھو الذی ارسل الریاح ہے اور (۴) وھو الذی مرج البحرین ہے اور (۵) وھو الذی

خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ سے اور ہر ایک کا آپس میں ربط ظاہر ہے۔ اور درمیان میں وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا سے شکوہ کفار کا بیان کیا گیا ہے یعنی ان کو بیان گوناگوں کیا گیا۔ اور بالتفصیل دلائل وشکوے بتلائے گئے باوجود سبات کے پھر بھی انکار کرتے ہیں۔ اناسی جمع انسی جیسے کراسی جمع کرسی اور اناسی جمع انسان کی نہیں ہے۔ ورنہ اناس آتا۔ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ سے بحکم القرآن هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ یعنی میٹھا جلدی جانے والا وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ یعنی کڑوا گلہ بند کرنے والا بَرْزَخًا مَحْجُورًا حاجز مضبوط۔ اور حجرا تاکید ہے دلائل بیان کرنے کی بعد لَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ سے شکوہ کیا گیا کہ یہ کفار اتنے دلائل کے بعد بھی بت پرستی کرتے ہیں۔ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا علی ربہ میں تضمین ہوگی یا تو علی بمعنی الی ہوگا یہ بھی ایک طریقہ تضمین کا ہے یا بمعنی حال کو نہ عالیا علی المخالفۃ اور ظہیر کا معنی پیٹھ پھیرنے والا۔ او۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا سے جواب سوال مقدر کا دیا گیا کہ کفار کہتے تھے اگر ہم کو کوئی معجزہ دکھلاؤ تو ہم مان لیں گے تو جواب دیا گیا کہ رسول تو محض بشیر اور نذیر ہے معجزات اللہ کے قبضے میں ہیں۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ سے کہا گیا کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے کفار سے تکلیف دینے پر صبر کرو توکل کرو اور كَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا سے کر فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا تک تخویف مع الدلیل للدعوی السابق کے یعنی یہ تکلیف وغیرہ دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں سے خبردار کافی ہے اور الرَّحْمٰنُ اسے ہو الرحمٰن۔ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا بار زائد ہے۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا سے شکوہ کیا گیا پھر تَبٰرَكَ الَّذِيْ سے کر اَرَادَ شُكُوْرًا تک اعادہ دعوی سابق کا مع الدلیلین کیا گیا جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً اسے خلیفہ لمن اراد اسے جعل لمن اراد اَنْ يَّذَّكَّرَ اسے تدبر فی تغیرہما واختلافہما اس جگہ تک تو بحث تھی کہ دنیا میں برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے اب عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ سے لیکر مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا تک یہ بحث ہے کہ آخرت میں بھی برکات دہندہ وہی ہے اور وہی رحمت کنندہ ہے۔ تمام کا حاصل یہ ہے کہ یہ آٹھ قسم والے اللہ کے مقبول بندے ہیں اپنے اپنے درجے مطابق تمام کو درجات اور برکات دے گا اور ہر قسم الذین سے شروع کیا گیا ہے۔ او تمام اقسام علی سبیل التنزل مذکور ہیں (۱) قسم اول الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا یعنی نرمی کے ساتھ وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا یعنی کہتے ہیں کہ ہم دوسرے خیال میں ہیں ان باتوں سے ہم کو سلامت رہنے دو۔ ہم تجھ کو کچھ نہیں کہتے۔ یعنی ہر وقت اللہ سے دل کا تعلق رکھتے ہیں قسم ثانی (۲) وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ اور ثالث (۳) وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا اور كَانَ غَرَامًا سخت تھے (رابع) وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا یعنی خرچ کرنے میں توسط نگاہ رکھتے ہیں۔ وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا یعنی حال ہونے اس کے کہ درمیان درمیان ہے (۵) وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ سے اور يَلْقَ اَثَامًا یعنی عذاب اور يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ صفت ہے اثاما کی مُهَانًا ذلیل کیا ہوا۔ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ یعنی انکے بسبب حسنات دیگر سیات کو معاف کر دے گا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا مراد دنیا میں ہے یا آخرت میں بر تقدیر ثانی بشارت ہوگی اور متابا سے مراد حسنات ہونگے (۶) الَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ اسے الشرک وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا یعنی اہل شرک کے ساتھ گذرتے ہیں تو طبیعت کو ملوث بالشرک نہیں کرتے (۷) وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ

یخروا علیها صما وعمیانا یعنی بہرے کانے خیال کرتے ہیں مراد ان سے کافر نہیں ہیں۔ کیونکہ کافر مراد لینا اولئک یجزون الغرفة بما صبروا اسے منافی ہے والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرة اعین واجعلنا للمتقین اماما ہے دعائیں مانگ رہے ہیں واجعلنا للمتقین اماما اے واجعلنا تابعین للمتقین۔ حال کونھم اماما یعنی پیشوا اولئک سب درجے الغرفة بالاخانہ ویلقون فیها تحیة وسلاما یعنی ڈالیں گے فرشتے تحیۃ اور سلام کو ان پر قل ما یعبؤ بکم ربی لولا دعاؤکم فقد کذبتم فسوف یکون لزاما یہ تخویف دیگئی ہے بکم با تعدیہ کی ہے ربی فاعل ہے یعبؤ کا لولا دعاؤکم کی جزا لعذبکم اللہ محذوف ہے۔ اور دعاؤکم میں مصدر مضاف طرف مفعول کے ہے اور فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور فسوف یکون میں یکون کا اسم جزاء التکذیب ہے معنی آیت کا یہ ہے کہ کہدے یا محمد کہ نہیں پرواہ تمہاری میرے رب کو اگر بلانا نہ ہوتا اللہ تعالیٰ تم کو تو شتابی سے عذاب دیدیتا۔۔۔ جیسا کہ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا سے معلوم ہوتا ہے پس اب بلانا بھی ہوچکا اور تم نے تکذیب بھی کردی پس قریب ہے کہ جزاء تکذیب کی تم کو لازم ہوگی جنگ بدر میں (حاصل تقریر اور سورت کا یہ ہے) اول ربط ماقبل سے یہ ہے کہ اول یہ بحث تھی کہ وہی ہے پیدا کرنے والا اور مدبر کرنے والا اور تخت بادشاہی پر بھی وہی ہے۔ ابتداء سے لے کر اس جگہ تک یہی مضمون تھا اس جگہ سے یہ بحث ہے کہ سب کچھ اس کا پیدا شدہ ہے۔ اور برکت دینے والا بھی وہی ہے یہ دعویٰ ابتداء تبارک سے ذکر کیا گیا اور اس کے پندرہ دلائل ذکر کئے جن میں سے ساتویں دلیل نقلی لائی گئی۔ اور اس کے بعد عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا سے ثابت کیا گیا کہ آخرت میں بھی برکات دہندہ اللہ تعالیٰ ہے اور دعویٰ کا اعادہ مع دلیل جدید کے کیا گیا یہ تو خلاصہ اجمالی ہے تفصیل یہ ہے کہ پہلے ادلہ ثلاثہ بیان کرکے واتخذوا من دونہ الٰھۃ میں شکوہ کئے گئے اور ان کا جواب مع الدلیلین دیا گیا۔ قل انزلہ الذی سے۔ اس جگہ تک تو دعویٰ کے متعلق کلام لائی گئی بعد اس کے شبہات اربعہ بیان کئے جن کی وجہ سے رسالت اور دعویٰ کو نہ مانتے تھے اور ہر ایک شبہ کے جواب کے بعد تخویف وغیرہ ذکر کی گئی۔ تین شبہے تو قالوا مال ھذا الرسول سے ذکر کرکے فانظر کیف ضربوا لک الامثال سے زجر کی گئی۔ اور بعد تبارک الذی سے جوابات علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب ذکر کئے گئے اور شبہ ثالث کا جواب مع اعادہ الدعویٰ مع الدلیل الجدید تبارک الذی ان شاء سے کیا گیا اور بل کذبوا بالساعۃ سے تخویف کی گئی مع بشارت کے اور پھر وما ارسلنا قبلک سے شبہ اول کا جواب دیا گیا اور ساتھ ہی تخویف دی گئی۔ اور وقال الذین لا یرجون لقاءنا سے اعادہ شبہ ثانی کا واسطے بیان کرنے ایک شق علیحدہ کی مع جواب اور تخویف اور بشارت کے کیا گیا۔ پھر کذلک جعلنا لکل نبی عدوا کو شبہات ثلاثہ کے متعلق کہا گیا کہ ماننے کی بجائے سوال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مجرم ہمیشہ رسولوں کی دشمن ہوتے ہیں پھر بعد اس کے قال الذین کفروا لولا نزل علیہ سے شبہ رابع مع جواب وتخویف ذکر کیا گیا۔ اور اس کے بعد ولقد اتینا موسی الکتاب دلیل نقلی ہے دعویٰ سابق کے لئے پھر بعد اس کے واذا راوک ان یتخذونک الا سے شکوہ کرکے الم تر الی ربک کیف مد الظل سے دلائل عقلیہ دعویٰ سابق

کے واسطے ذکر کئے گئے۔ اور بعد اس کے یعبدون من دون اللہ سے شکوہ کیا گیا اور بعد میں تخویف اور اعادہ دعوی کا مع دلیل جدید کے ذکر کیا گیا۔ اور عباد الرحمن یمشون سے قسم ثامن ذکر کیا گیا کہ ان پر آخرت میں اللہ تعالی رحمت کرے گا۔ اور آخر میں قل ما یعبؤا الخ سے تخویف دیگئی (خلاصہ اجمالی سب کا) دعوی اول کے متعلق دلائل پندرہ ذکر کئے گئے اور اعادہ دعوی دو دفعہ کیا گیا۔ اور چار شبہات ذکر کئے جن کی وجہ سے دعوی اور رسالت کو نہ مانتے تھے پہلے شبہات ثلاثہ کے جوابات مع التخویف علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب ذکر کئے گئے اور ان کے بعد شبہ رابع کا ذکر مع جواب اور تخویف کے ذکر کیا گیا یہ تمام بحث واسطے ثبوت برکات دینے اللہ تعالی کے دنیا میں تھے۔ اور اس کے بعد عباد الرحمن یمشون سے ذکر کیا گیا کہ آخرت میں بھی برکات دہندہ اللہ تعالی ہوگا۔ فقط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الشعراء مکیۃ

اس سورت کا ربط ماقبل سے ایک وجہ سے یہ ہے کہ سورت فرقان میں دعوی نفی برکت والا ثابت کیا گیا۔ آخر میں قل ما یعبؤا بکم ربی الخ سے کہا گیا کہ تم کو اللہ تعالی نے بلالیا ہے طرف اس مدعا کے لیکن تم نے نہیں مانا۔ پس تم کو عذاب جنگ بدر میں لازم ہوگا ایسے ہی تخویف سورت شعراء کے ابتداء میں وما یاتیہم من ذکر من ربہم محدث الا کانوا عنہ معرضین فقد کذبوا فسیاتیہم انباء ما کانوا بہ یستہزءون سے ذکر کی گئی کیونکہ اس آیت میں مراد ذکر اور بہ یستہزءون سے دعوی تبارک والا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جب سورت فرقان سے یہ ثابت ہوگیا کہ اب تم پر یہ دعوی نہ ماننے سے عذاب آئے گا تو ایک دلیل عقلی اور باقی دلائل نقلیہ بیان کی جائیں گے اور ہر ایک کے بعد ان فی ذالک لآیۃ وما کان اکثرہم مومنین وان ربک لھو العزیز الرحیم کہا جائے گا یعنی ہر ایک علیحدہ علیحدہ دلیل واسطے دعوی تبارک کافی ہے اور یہ کفار ایمان نہیں لائے اللہ تعالی ان کو عذاب دے سکتا ہے جیسا کہ ان اقوام مذکورہ کو دیا تھا اسی دعوی کے نہ ماننے سے لیکن رحیم ہے کہ اب تک تم کو اس نے عذاب یعنی دنیا میں [illegible] ان کو کہہ کہ اللہ تعالی عذاب بھی دے سکتا ہے (حاصل یہ ہے) تلک آیات الکتاب المبین تو طلبہ تمہید ہے۔ اور الکتاب المبین سے بتلایا گیا کہ اس سورت میں اکثر دلائل نقلیہ بیان ہونگے لعلک باخع نفسک سے ہے کہ فظلت لھا خاضعین تک بتلایا گیا کہ کچھ دلائل سورت فرقان میں بیان ہوچکے ہیں یہ تو آیات ہیں کتاب مبین کی پس اگر یہ کفار اتنے دلائل کے بعد نیز بات نہ مانیں تو آپ اپنے نفس مبارک کو غم میں نہ ڈال۔ غرض تبلیغ تھی وہ تو ہوگئی ہے اور جبرا تسلیم کرانا مطلوب نہیں اگر جبری ایمان مطلوب ہوتا تو ہم ایک نشانی آسمان سے نازل کرتے تو جلدی سے عاجز ہوکر مان لیتے۔ پھر وما یاتیہم من ذکر من الرحمن محدث الا کانوا عنہ معرضین سے شکوہ کر فقد کذبوا فسیاتیہم انباء ما کانوا بہ یستہزءون

سے تخویف دی گئی اور اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الْاَرْضِ کَمْ اَنْبَتْنَا فِیْهَا مِنْ کُلِّ زَوْجٍ کَرِیْمٍ سے دلیل عقلی لائی گئی کہ جو تبارک والے دعویٰ کے ساتھ متعلق ہے یعنی یہ دعویٰ تو ظاہر ہے آیا نہیں دیکھتے کہ ہم نے ہر ایک جنس سے کیسے اچھے قسم پیدا کئے ہیں۔ پھر ساتھ ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً وَمَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۔ وَاِنَّ رَبَّکَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ سے کہا کہ دلائل تو بہت ظاہر ہیں۔ لاکن یہی ایک دلیل کافی ہے واسطے ثبوت مدعا کے اور یہ کفار نہیں مانتے۔ اللہ تعالیٰ غالب ہے عذاب دے سکتا ہے۔ لیکن رحیم ہونے کی وجہ سے ابھی تک نہیں دیا۔ پس معلوم ہو گیا کہ اِنَّ رَبَّکَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ کا ربط وَمَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ کے ساتھ ظاہر ہو سکتا ہے۔ دلیل عقلی کے بعد سات دلائل نقلیہ بیان ہونگے۔ اور جس طرح دلیل عقلی کے بعد اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً کہا گیا۔ اس طرح ہر ایک دلیل نقلیہ کے بعد پھر کہا جائے گا۔ اور غرض صرف یہ ہے کہ کفار تو نہیں مانتے اللہ تعالیٰ عذاب دے سکتا ہے کیونکہ عزیز ہے۔ لیکن رحیم ہونے کی وجہ سے ابھی تک نہیں دیا پس اس ربط سے ہر ایک دلیل نقلی مستقل ہو گی جیسا کہ دلیل عقلی مستقل تھی۔ اِذْ نَادٰی رَبُّکَ مُوْسٰی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ قَوْمَ فِرْعَوْنَ اَلَا یَتَّقُوْنَ سے لے کر اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً تک دلیل نقلی اول ذکر کی گئی۔ غرض ان دو امر ثابت کرنے کی ہے۔ ایک تو یہ کہ دیکھو موسیٰ نے بھی وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ کے جواب میں رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ الخ کہا اور دوسرا امر یہ ہے کہ دیکھو اس دعویٰ کو فرعون اور اس کی قوم نے نہ تسلیم کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ماننے والوں کو نجات دی اور نہ ماننے والوں کو ہلاک کیا۔ وَاَنْجَیْنَا مُوْسٰی وَمَنْ مَّعَهٗ اَجْمَعِیْنَ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ (معانی الفاظ) وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْبٌ اے حق وَلِیْدًا سے چھوٹا سا۔ وَاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ نہ سمجھنے والا فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُکْمًا اے الدلیل النقلی اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ بل ان عبدت الخ سبب ہے ماقبل کے واسطے یعنی واسطے غلام بنانے کے تو نے ہماری پرورش کی ہے اور تیرا کوئی احسان نہیں۔ بعض مفسرین نے ایک یہ معنی بھی کیا ہے۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی خاص کر پیدائش اور بقا میں محتاج ہیں طرف اللہ تعالیٰ کے اور مثل دیگر مصنوعات کے نہیں ہیں۔ کیونکہ ان میں نما نہیں ہوتی اور تائید اس کی وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ (زمر) اِلٰهًا غَیْرِیْ یعنی حاکم نہ حقیقی خدا مراد ہے کیونکہ فرعون دہری تھا۔ لَا ضَیْرَ نہیں پرواہ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ یعنی غصہ میں لانے والے فَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنِ اضْرِبْ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ کے قبضے میں کچھ نہ تھا۔ بلکہ یہ معجزہ بتلانے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے وحی کی فَانْفَلَقَ پس پھٹ گیا دریا ہو گیا مثل پہاڑ عظیم کے وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ یعنی نزدیک سے آئے اس جگہ پچھلے لوگوں کو اور وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِیْمَ سے لے کر اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً تک دوسری دلیل نقلی لائی گئی ہے اس میں تخویف مطلوب نہیں ہے کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی قوم پر عذاب نہ ماننے دعویٰ کے سبب سے نہ آیا تھا۔ اگرچہ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ سے تخویف معلوم ہوتی ہے لیکن یہ کلام ابراہیم علیہ السلام کی نہیں ہے بلکہ ادخال الٰہی ہے بلکہ غرض یہ ہے کہ دیکھو یہی مدعا ابراہیم نے بھی اپنی قوم کو کہا تھا فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ وَالَّذِیْ الخ جب یہ تخویف نہ تھی تو اِنَّ رَبَّکَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ کو اس دلیل میں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً وَمَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ یعنی یہ دلیل نقلی ہے صداقت کے وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ مراد

لسان صدق ی کلمہ صادق یعنی دعوی توحید اور مراد نبوت ہے یعنی میری اولاد میں نبوت چلی آوے تائید اس کی وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (زخرف) اس کے بعد دلیل ثالث ورابع ۔ وخامس وسادس وسابع میں ایک تو یہ بتانے کی غرض ہے کہ دیکھو یہ سب انبیاء اپنی قوم کو اس دعوی کے ساتھ تبلیغ کرتے رہے ربط اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ کا ظاہر ہے۔

(معانی) وَمَا عِلْمِي بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ یعنی باطن کا حال معلوم نہیں ہے بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً یعنی ساتھ ہر جگہ اونچی کے منارۃ تَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ یعنی عالیشان مکانات بَطَشْتُمْ یعنی پکڑتے ہو جَبَّارِينَ حال ہے إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ یعنی عادۃ اولین کی أَتُتْرَكُونَ فِيمَا هَاهُنَا آمِنِينَ ما موصولہ ہے اور ہہنا صلہ ہے اور فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ بیان فیما ہہنا کا طَلْعُهَا هَضِيمٌ شے ان کے نرم فَارِهِينَ استاد کار بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ای تاتون فی نادیکم المنکر۔ مِنَ الْقَالِينَ اسے برا سمجھنے والے اَوْفُوا الْكَيْلَ یعنی ضرر نہ کرو۔ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ معلوم ہوا کہ انکے میزان میں بھی کچھ نقصان تھا وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ اسے مخلوقات۔ پھر دلائل نقلیہ بیان کرنے کے بعد وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الخ کو متعلق مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنَ الرَّحْمَٰنِ کے لایا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ یہ تو تکذیب اور استہزاء کرتے ہیں حالانکہ یہ دعوی کتب سابقہ میں ہے كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ سے تخویف کرکے أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ سے زجر کی گئی ہے۔ بعد میں فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ سے ثمرہ نکالا گیا یعنی جب برکات دہندہ ایک ہے تو اسی کو پکارنا چاہئے پھر اسی طرح تعلیم دی گئی نبی علیہ السلام کو وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ تک اور پھر هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ سے کو متعلق وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ کے لایا گیا یعنی کفار کو وَإِنَّهُ تَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ پر دو شبہے تھے یا انکے یہ دو خیال تھے خلاف اس کے ان کو رد کیا گیا۔ اول تو یہ ہے کہ جن خبریں بتلاتے ہیں تو اس کا جواب دیا گیا هَلْ أُنَبِّئُكُمْ سے حاصل یہ ہے کہ جن تو کاذب اور گنہگار شخص پر نازل ہوتے ہیں اور اکثر انکے مضمون کاذب ہوتے ہیں بخلاف حضور صلعم۔ اور دوسرا شبہ یہ ہے کہ یہ شاعری اور کلام اسکی شعراء کی کلام کے مانند ہے تو اس کا جواب وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ سے دیا گیا معنی اس آیت کا یہ ہے کہ شعراء کے تابع غاوون لوگ ہوتے ہیں یعنی جس طرح شعراء شعر بناتے ہیں اسی طرح وہ بھی بتلاتے ہیں پس حاصل یہ ہوا کہ شعراء لوگ غاوی ہوتے ہیں۔ تو إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا سے استثناء کرکے کہا گیا کہ یہ لوگ غاوی نہیں ہوتے اور اس حاصل کی تائید أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ہے یعنی شعراء لوگ غاوی ہونے کی وجہ سے ہر وادی میں ہائم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مولینا جامی ونظامی کی کلام سے ثابت ہوتا ہے ؎

زسم ستوراں دراں پہن دشت ۔۔۔ زمیں شش شد و آسماں گشت ہشت (سکندر)

؎ زلیخا ۔۔۔ ع ۔۔۔ سرینش کوہ اما سیم سادہ آ

وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ۔ جیسا میری جان لبار ہتے آئی۔ (معانی وغیرہ) فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ يقولوا کا مقولہ قول نحن هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ ہے۔ اور أَفَبِعَذَابِنَا علیحدہ ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے عطف وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ کا تَقُومُ پر ہے۔ اور مراد ساجدین سے مومنین ہیں۔ يُلْقُونَ السَّمْعَ یعنی سے آتے ہیں سنی باتوں کو منقلب اسے حال (حاصل سورت کا یہ ہے) اول میں تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ سے سورت فرقان کے متعلق فرمایا گیا کہ تو آیات میں

اورنہیں مانتے۔ تم کو تبلیغ کرنی ضروری تھی سو تو نے کر دی ہے اب غم نہ کرو اور مَا يَأْتِيهِمْ الخ شکوہ اور تخویف جو کہ متعلق سورۃ فرقان کے تھا بیان کئے۔ پھر اس کے بعد اَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ سے ایک دلیل عقلی اور سات دلائل نقلیہ بیان ہوئیں اور یہ بھی ثابت کیا گیا کہ برکات دہندہ وہی ہے اور نہ ماننے والوں کو عذاب بھی دیتا ہے۔ اور پھر وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ کو مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ الخ کے متعلق لایا گیا کہ یہ تو استہزا کرتے ہیں حالانکہ یہ تو برکات دہندہ کی طرف سے جبرائیل نے لائی ہے اور پھر تخویف اور زجر و تشنیع کر کے فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ سے ثمرہ بیان کیا گیا بعد ثبوت مدعا تبارک کے۔ اور آخر میں هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ الخ سے دو شبہے جن کی وجہ سے اَنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کو کفار نہ مانتے تھے زائل کئے گئے۔ پس معلوم ہوا کہ اس سورت اور سورت فرقان دعویٰ تَبَارَكَ والے کو نہایت تفصیل سے ثابت کیا گیا۔ فقط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ النمل مکیۃ

اس سورت کا ربط ما قبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ فرقان اور شعراء میں یہ ثابت کیا گیا کہ برکات دہندہ ایک اللہ ہے۔ اور ہر شے میں برکت وہ ڈال سکتا ہے جس کو ہر شے کا علم ہو۔ لہٰذا اس سورت میں یہ ثابت کیا گیا کہ عالم الغیب و عالم الکل فقط وہی ہے۔ پس جب دونوں دعوے ثابت ہوگئے تو اس کے بعد یہ ثابت کیا جائے گا کہ جس وقت برکات دہندہ اور عالم ہر شی کا وہی ہوا تو اسی کی عبادت کرنی چاہئے اور قضائے حاجات میں اسی کو پکارنا چاہئے جیسا کہ لوط اور صالح علیہما السلام اپنی قوم کو اسی امر کی طرف تبلیغ کرتے تھے (اور اجمالی خلاصہ سورت کا یہ ہے) کہ عالم الغیب فقط اللہ تعالیٰ ہے لہٰذا اسی کی عبادت کرنی چاہئے اور رسولوں کا کمال یہ ہے کہ عذاب سے سلامت رہیں طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ سے توطیہ تمہید ہے۔ اور اولاً جو امور اس سورت سورت میں ہونگے وہ اجمالاً بتلائے گئے ہیں (۱) اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ سے اشارہ کیا گیا ہے کہ اس سورت میں بعض مضامین ایسے ہونگے جو کہ کتب سابقہ میں نہیں ہیں۔ جیسا کہ قاعدہ اکثریہ ہے۔ اور یہ معنی اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ سے یہ اشارہ کیا گیا کہ اس میں ہدایت یعنی توحید اور بشارت واسطے مومنین کے جو کہ موصوف بالذین الخ اوصاف کے ہوگا دیجائے گی۔ یہی خلاصہ اور غرض ہوگی ان چار قصوں سے۔ اور اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ سے لے کر هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ تک تخویف واسطے کفار کے بیان کی گئی اور اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ سے ترغیب طرف تسلیم کرنے کے دیگئی یعنی قول تو منزل مِنَ الْحَكِيْمِ الْعَلِيْمِ سے ہے اور یہ قرآن رسول اللہ صلعم کو اسی نے سکھایا ہے لہٰذا اس کو ضرور تسلیم کرنا چاہئے۔ اس کے بعد چار قصے بیان کئے گئے ہیں۔ اول دونوں میں دعویٰ عالم الغیب ہونے کا ثابت کیا گیا ہے اور اخیروں میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ رسولوں کا کمال ہلاک کر دینا نہیں بلکہ حق تعالیٰ کفار کو ہلاک کرتا ہے اور رسولوں کو سلامت رکھتا ہے

پہلا قصہ موسیٰ علیہ السلام اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَهْلِهٖ سے لے کر فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ تک فرمایا گیا اور مرود امر ثابت کئے گئے اولاً تو مومنین کو ہدایت کی گئی فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ سے کہ دیکھو کہ باوجود اتنا بڑا اولوالعزم رسولوں میں سے موسیٰ رسول تھا اس کو اتنا نامعلوم ہوا کہ یہ سانپ مجھے ضرر نہ دے گا تو خوف کی وجہ سے بھاگنے لگا۔ اور پیچھے نہ دیکھا۔ پس معلوم ہوا کہ ہر شئے اور ہر امر کو جاننا خاصہ اللہ کا ہے۔ اور یہ تو ہدایت کی گئی مومنوں کو۔ اور مومنوں کو بشارت بھی دی گئی۔ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ سے لے کر فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ تک اے ارسلنا فی تسع آیات یعنی موسیٰ کو فرعون کی طرف بھیجا گیا۔ اور اس نے اس کے ساتھ ظلم کیا تو اس کو ہلاک کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ مومنوں کے دشمنوں کو ہلاک کیا جاتا ہے یہ بشارت ہوئی (معانی) اِنِّيْ اٰنَسْتُ نَارًا یعنی میں نے دیکھی ہے آگ بِشِهَابٍ قَبَسٍ اے ذی شہاب مِنی شہاب ورخش آتش یعنی انگارہ جلایا ہوا۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اے اقول سبحان اللہ رب العلمین۔ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ لَا يَخَافُ کا معنی لا یتغیر ہوگا بقرینہ ماقبل کے اور اِلَّا مَنْ ظَلَمَ میں الا یا تو بمعنی لاکن کے ہوگا اور یا بمعنی بل کے ہوگا اور بر تقدیر ثانی واسطے ترقی کے ہوگا۔ اور بدل کا معنی تاب کے۔ اور حاصل معنی کا یہ ہوگا کہ اے موسیٰ میں کسی پر ظلم نہیں کرتا جو کہ سبب خوف کا ہے تاکہ مجھ سے کوئی بھاگے بلکہ اگر کوئی خود ظلم کرکے پھر بھی توبہ کرے تو بوجہ غفور رحیم ہونے کے میں بخش دیتا ہوں۔ اور رحم کرتا ہوں۔ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ ان نو میں سے دو ماقبل وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ سے مذکور ہیں مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اے من غیر علۃ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا متعلق جَحَدُوْا بِهَا کے ساتھ اور وَاسْتَيْقَنَتْهَآ جملہ حالیہ ہے۔ اور دوسرا قصہ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا سے لے کر وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تک ذکر کیا گیا کہ دیکھو سلیمان علیہ السلام بھی اولوالعزم رسولوں میں سے تھا اور اس پر اتنا فضل الٰہی تھا باعتبار عالم ہونے کے اور بادشاہی کے جیسا کہ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اے شئے ضروری اور وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ اور يٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۔ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا الخ باوجود اتنے تمام ہونے کے اس کو ہدہد کے غائب ہونے کا علم نہ ہوا جیسا کہ کہا گیا فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ سے اور بعد از ان ہونے شک کے کہنے لگا۔ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اور لَاَذْبَحَنَّهٗ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ اور یہ دوسری آیت قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ دال ہے تمام علم کے نہ ہونے پر پس معلوم ہوا کہ عالم الغیب فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا مومنین کو عقیدہ رکھنا چاہیے۔ یہ تو ہدایت ہوئی اور باوجود اتنے بڑے بادشاہ ہونے کے قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا اور خود بخود لانے پر قادر نہ تھا یہ بھی ہدایت ہے (معانی) مَنْطِقَ الطَّيْرِ بولی پرندوں کی الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ المبین بمعنی لازمی ومتعدی دونوں کے آتا ہے فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ تقسیم کئے جاتے تھے خبردار از شاہ عبدالقادر یعنی ہر لشکر کے واسطے ایک سردار مقرر کیا جاتا تھا لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ نہ مار ڈالے لشکر سلیمان کا اور خاص لفظ سلیمان کا مراد نہیں ہے

کیونکہ نمل کو خصوص علم سلیمان کا نہ تھا بلکہ* لا یحطمنکم سلیمان ۔ حتیٰ اذا اتوا علی واد النمل یعنی العقدہ پہنچ گئی نوبت علم ان کی اس جگہ تک کہ حقتعالیٰ نے اس کو آواز نمل کی سُنا دی اور سمجھا دی پس کہا سلیمان نے اوزعنی ان اشکر عطا کر تو مجھ کو اور ان اشکر بیان ہے و تفقد الطیر یعنی جستجو کی طیر کی فمکث غیر بعید یعنی تھوڑے دن و اوتیت من کل شیٔ اے من کل شی ضروری یخرج الخبأ اے پوشیدہ شے انہ من سلیمان و انہ بسم اللہ الرحمن الرحیم الا تعلوا علی واتونی مسلمین یعنی صرف خط تھا معنی یہ ہے کہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور مضمون اس کا یہ ہے۔ استعینوا بسم اللہ خاصۃ ولا تشرکوا یعنی جنات کی عبادت کو چھوڑ دو۔ انہ بسم اللہ میں ضمیر شان کی ہے ما کنت قاطعۃ امراً انہیں ہوں میں چکانے والی کسے امر کی تاکہ صلاح کرو تم کذلک یفعلون یعنی یہی ہے عادت ان کی۔ بل انتم بھدیتکم تفرحون یعنی ہم ان ہدیوں کے ساتھ خوش نہیں ہوتا۔ ایمان لاؤ لا قبل لھم اے لا طاقۃ قال عفریت من الجن یعنی ہمت والا علم من کتاب مراد یا جبریل ہے یا کوئی اور مراد ہے نکروا لھا عرشھا یعنی اس کو بتا دو کہ تیرا عرش ہے۔ قالت کانہ ھو اے انہ ہو ۔ اوتینا العلم من قبلھا اے اوتینا العلم لسلیمان من قبل ہذہ المعجزۃ وصدھا اور منع کیا سلیمان علیہ السلام نے اس کو قیل لھا ادخلی الصرح یعنی ماڑی کو اور وجہ دکھانے کی یہ تھی کہ اس کو معلوم ہو جائے کہ اس کی بادشاہی مجھ سے زیادہ ہے۔ اور باقی نکاح والا قصہ غلط ہے ممرد من قواریر یعنی ملمع کی ہوئی شیشے سے ولقد ارسلنا الی ثمود اخاھم سے لیکر وکانوا یتقون تک تیسرا قصہ ذکر کیا گیا ہے کہ دیکھو صالح علیہ السلام بھی اپنی قوم کو اعبدوا اللہ کے ساتھ تبلیغ کرتا انہوں نے : ماناان کو ہلاک کیا گیا۔ اور صالح علیہ السلام اور اس کے فرمانبرداروں کو نجات دی گئی۔ جیساکہ کہا انا دمرناھم وقومھم اجمعین وانجینا الذین امنوا وکانوا یتقون۔ اور اسی طرح قصہ چوتھا ولوطا اذ قال لقومہ سے لے کر فساء مطر المنذرین تک بتلایا گیا کہ لوط علیہ السلام اپنی قوم کو نہی افعال قبیحہ وامر عبادت اللہ کا کرتا رہا۔ نہ ماننے والوں کو ہلاک کیا گیا۔ اور لوط علیہ السلام اور اس کے فرمانبرداروں کو نجات دی گئی کما قال۔ فانجیناہ واھلہ الا امراتہ وامطرنا علیھم مطراً فساء مطر المنذرین ۔ اور غرض دونوں سے یہ ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کرنی چاہئے یعنی اپنی حاجتوں کے پورا کرنے کے لئے اسی کو پکارنا چاہئے نہ غیر کو کیونکہ غیر قضاء حاجات پر قادر نہیں۔ ہاں البتہ اپنے نیک بندوں اور رسولوں کو عذاب سے بچالیتا ہے پیغمبروں کو قتل کرتے تھے حق تعالیٰ نے سلامت رکھا تو فاعل حق تعالیٰ ہوا ءاللہ خیر اما یشرکون بھی مرتب ہو جائے گا۔ اور قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ سے ثمرہ چار قصوں کا علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب نکالا گیا۔ پہلے قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ءاللہ خیر اما یشرکون سے اخیر دو قصوں کا ثمرہ نکالا گیا۔ یعنی کہدے اے محمد کہ ان اخیر دو قصوں سے معلوم ہو گیا کہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہی ہے تو سب محامد اسی کے واسطے ہوں گے۔ اسی کو پکارنا چاہئے۔ اور باقی یہ ہے اللہ کے مقبول آدمی عذاب سے سلامت ہوتے ہیں اور کوئی رسول اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں یہ خطاب کفار کو ہے کیونکہ وہ ان کی صورتیں بنا کر طلب دعا کرتے تھے۔ اس کے بعد قل ھاتوا برھانکم

* لا یحطمنکم سے ذالانی وہ نہ اور منع سلیمان علیہ السلام کا نہ کیا گیا

ان کنتم صادقین تک تنویر اور وضاحت کی گئی دلائل خمسہ کے ساتھ اللہ خیرا اما یشرکون کی اور ہرایک دلیل کے ساتھ ءالٰہ مع اللہ کہا گیا جس طرح منفین کا طریقہ ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ بیان کرکے اس کا ثبوت امثلہ اور ادلہ سے کرکے ہرایک مثال کے بعد کہتے ہیں کہ اے لوگو ابھی تم کو کوئی شک ہے اسی طرح باری تعالٰی نے ہرایک کے ساتھ ءالٰہ مع اللہ کہا یعنی یہ امور مذکورہ فی القرآن دوسرا کوئی نہیں کرسکتا جب کوئی نہیں کرسکتا تو شریک بھی کوئی نہیں۔ اور اول دلائل ثلثہ میں بل ھم قوم یعدلون و بل اکثرھم لا یعلمون وقلیلا ما تذکرون سے نفی ءالٰہ مع اللہ کی گئی۔ اور دلیل رابع میں صریح تعالٰی عما یشرکون کہا گیا اور دلیل خامس جو کہ سب سے اخیر تھی اس میں قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین کہا گیا یعنی ہم تو اپنے مدعا کے واسطے دلائل واضحہ بیان کرچکے ہیں اگر اب بھی نہیں مانتے ہو تو کوئی دلیل لاؤ۔ اور قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ سے خلاصہ دو اول قصوں کا نکالا گیا۔ یعنی قصہ موسیٰ اور سلیمانؑ سے صاف معلوم ہوگیا کہ عالم الغیب فقط اللہ تعالٰی ہے اور اس کے متعلق وما یشعرون ایان یبعثون بل ادارک علمھم فی الاٰخرۃ بل ھم فی شک بل ھم منھا عمون فرمایا ادارک کا معنی حسن بصریؒ نے اضمحل کیا ہے اور مدارک نے نفی کیا ہے۔ اور اگر معنی اثبات کا کریں تو تہکم اور استہزا ہوگا۔ پس معنی بنا بر نفی کے یہ ہوگا کہ جانے شبہ تو نہیں ہے بلکہ نہیں پہنچ علم ان کا درمیان باب در حال آخرت کے۔ اور اثبات بموجب یہ ہوگا بھلا آیا پہنچ گیا ہے علم ان کا درمیان حال آخرت کے۔ پھر بل ھم فی شک منھا سے ترقی کرکے کہا گیا نہیں بلکہ ان کو تو قیامت ہونے میں بھی شک ہے۔ اور بل ھم منھا عمون سے ترقی کرکے کہا کہ کوئی شک نہیں ہے بلکہ بوجہ مہر جباریت کے یہ اندھے ہیں (نکتہ عقلی) قصص النص کا بیان تو ترتیب سے ہوا اور علی سبیل الترقی ہوا ہے۔ کیونکہ پہلے دو قصوں سے علت ثابت کی گئی اور دو آخروں سے معلول ثابت کیا ہے۔ اور نتیجہ میں ترتیب برعکس کی گئی ہے (معانی وغیرہ) لم تستعجلون بالسیئۃ قبل الحسنۃ یعنی سیئہ کو مانگتے ہیں اور حسنہ کو نہیں مانگتے اس معنی کی تحقیق سورۃ رعد میں ہوگئے ہیں۔ تسعۃ رھط اے تسعۃ اشخاص قالوا تقاسموا باللہ لنبیتنہ تقاسموا باللہ حال ہے ضمیر متکلم لنبیتنہ سے بل انتم قوم تجھلون یعنی جاہلانہ کام کرتے ہو۔ امن خلق السمٰوٰت والارض ام بمعنی بل ہے۔ یعنی میں پہلی بات کو چھوڑتا ہوں اور یہ بات پوچھتا ہوں۔ حدائق باغ بھجۃ تازگی۔ ما کان لکم اے من جنسکم الذی ھو المخلوقیۃ سواء کان ملکا او انسانا او جنا۔ جیسا کہ سورت یٰسین اور بنی اسرائیل اور حجر میں بھی مراد من جنسکم ہے اور وقال الذین کفروا الخ شکوہ ہے اور قل سیروا فی الارض سے تخویف ہے ویقولون متی ھذا الوعد سے شکوہ ہے وان ربک لذو فضل علی الناس

مَا تَسْکُنُ سے تخویف یعنی سب کو جانتا ہے اور موجب علم کے عذاب دے گا۔ پھر اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ سے لے کر اِنَّ النَّاسَ کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ تک یہ کلام صداقت رسول کے واسطے لائی گئی کہ اخبار غیبی بیان کرنا صداقت پر دال ہے اور اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا سے دلیل عقلی کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے اور کر سکتا ہے وَیَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ اِلخ تخویف ہے آخر میں اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ ھٰذِہِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ سے وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تک خلاصہ اور ثمرہ مقام کا نکالا گیا۔ (معانی وغیرہ) اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ یعنی یا تو کتاب میں لکھے جاتے ہیں اور یا لکھی ہوئی ہیں۔ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ یعنی عذاب کا وعدہ اَخْرَجْنَا لَھُمْ دَآبَّةً آگے بھی ایسے واقعہ بہت گذر چکے ہیں تُکَلِّمُھُمْ ببطلان الادیان سوی دین الاسلام۔ اور مراد دابہ سے کوئی خاص دابہ نہیں ہے اِنَّ النَّاسَ کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ یہ نکلنا دابہ کا سبب ہے عذاب کے آنے کا فَھُمْ یُوْزَعُوْنَ حَتّٰۤی اِذَا جَآءُوْھَا یعنی جو آگے پہنچ جائیں گے وہ بند کئے جائیں گے تاکہ پچھلے بھی پہنچ آئیں۔ اَمَّا ذَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ آیا بتلاؤ کیا کرتے تھے تم۔ فَھُمْ لَا یَنْطِقُوْنَ یعنی کوئی جواب نہ دے سکیں گے دَاخِرِیْنَ عاجز جَامِدَةً جمی ہوئی زمین میں۔ صُنْعَ اللّٰہِ الَّذِیْۤ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ یعنی ریزہ ریزہ کرنا بھی اس ذات کا کام ہے جس نے ہر شئے کو محکم کیا ہے۔ (حاصل تقریر سورت کا) تِلْکَ اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ سے توطیہ تمہید بتلا کر کہا کہ آگے جو بحث ہوگی وہ مومنین کے واسطے ہدایت اور بشارت بتلائی گئی۔ اول دو قصوں سے ثابت کیا کہ عالم الغیب فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ اور سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے۔ اور یہ دعویٰ علت ہے واسطے دو قصوں اخیر کے کیونکہ ان سے یہ ثابت کیا گیا کہ لائق عبادت ایک اللہ تعالیٰ ہے اور رسولوں کا کمال عذاب الٰہی سے نجات پالینی ہے اس کے بعد ثمرہ قصائص اربعہ کا علیٰ سبیل اللف والنشر الغیر المرتب نکالا گیا۔ کما قال قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ءٰاللّٰہُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِکُوْنَ سے نکالا گیا ہے یعنی سب محامد واسطے اللہ تعالیٰ کے ہیں اور مقبول بندوں کا کمال یہ ہے کہ عذاب اللہ سے بچ جاتے ہیں۔ کوئی شریک فی التصرف نہیں ہے۔ پھر اس امر کی تنویر ادلہ غیرہ سے کی گئی۔ اور قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ سے اول دو قصوں کا ثمرہ نکالا گیا۔ اور اس کے بعد شکوہ اور تخویفات اور دلیل عقلی اور ثمرہ اور خلاصہ سورت کا بیان کیا گیا۔ خلاصہ بلع ربط یہ ہوا کہ برکات وبندہ ایک اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ عالم الغیب وہی ہے۔ پس لائق عبادت کے بھی وہی ہے اور رسولوں کا کمال سلامت رہنا عذاب الٰہی سے ہے" فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ القصص مکیۃ

اس سورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ اول میں یہ ثابت کیا گیا کہ برکات دہندہ اور عالم الغیب اور لائق عبادت کے سوائے خدائے تعالے کے کوئی نہیں ہے اور یہ دعاوی کفار نہ مانتے تھے اور رسول صلعم کو ایذا دیتے تھے۔ اب اس سورۃ میں کہا گیا کہ اے رسول صلعم ست ڈرو حق کی تبلیغ میں مصائب آتے رہتے ہیں اور آخر الامر رسولوں کو نصرت ہوتی ہے دیکھو موسے علیہ السلام نے ابتدا سے لے کر آخر تک کتنے مصائب اٹھائے اور تبلیغ کرتے رہے آخر الامر نصرت پائی اور باقی یہ ہے کہ تو رسول صادق ہے جیسا کہ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ سے ثابت کیا گیا۔ اور جو تیرا مدعی ہے وہ بھی ثابت ہو جائے گا جیسا کہ اِنَّ رَبَّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ سے ثابت کیا گیا ہے اور اس سورۃ کا ربط مابعد کے ساتھ یہ ہے کہ اس سورۃ میں تو رسول اللہ صلعم کو کہا گیا کہ مصائب پر تنگ نہ ہونا تبلیغ میں مصائب آتی رہتی ہیں اور سورۃ العنکبوت میں مومنوں کو کہا گیا کہ تم بھی یہ خیال نہ کرو کہ تم پر مصائب نہ آئیں گے بلکہ ضرور آئیں گے حاصل سورۃ اول میں تِلْكَ اٰيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِيْنِ سے تو طیہ تمہید بیان کی کہ جو آگے آرہی ہیں یہ آیات ہیں کتاب مبین کی ذرا خیال کر کے سننا اور پھر نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ سے لے کر وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ تک قصہ موسے علیہ السلام کا بالتفصیل ذکر کیا گیا اور غرض یہ ہے کہ اے رسول صلعم دیکھو کہ موسے علیہ السلام نے ابتدا سے انتہا تک کس قدر مصائب اٹھائیں۔ ابتدا میں دیکھو کہ اس کی والدہ کو کتنی تکلیف اٹھانی پڑی کہ اس کو وحی کی گئی کہ موسے علیہ السلام کو دریا میں پھینک دو وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ لہٰذا موسٰی علیہ السلام کو دریا میں ڈال دیا گیا یہ تو ابتدائی حالت ہوئی اور بالغ ہونے کے بعد ایک شخص کو گھونسے سے مار ڈالا تو اس کی وجہ سے ڈرنے لگا کہ بادشاہ کو خبر نہ ہو جائے ورنہ مجھ کو قتل کرے گا اور اللہ تعالے کی ذات پاک سے معافی مانگنے لگا قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اور فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ آخر الامر جب خبر ل گئی کہ لوگوں کو خبر ہو گئی اور میرے قتل کرنے پر تیار ہیں تو اس جگہ سے بھاگ نکلا کما قال فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ جب اس جگہ سے بھاگا تو مدین کی طرف چلا تو راستہ معلوم نہ تھا اور راستے میں جنگل تھا اور طعام کھانے کو بھی نہ تھا۔ پھر وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ الخ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ سے بیان کیا گیا اور مدین میں رہنا پڑا عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ سے بیان کیا گیا پھر آخر الامر طرف قوم فرعون اور فرعون کے بھیجا گیا۔ پھر انہوں نے کہا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى اور فرعون نے کہا۔ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ الغرض بیان کیا گیا کہ دیکھو کہ موسٰی علیہ السلام نے کتنے مصائب اٹھائے شعر

آں بلاہا کہ شدہ با انبیاء ✦ ہیچکس ندید نشاں در کربلا

اور اتنے مصائب کے بعد اللہ تعالے نے نصرت دی اور فرعون اور اس کے تابعداروں کو غرق کیا گیا۔ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ

فِی الْبَحْرِ وَ اَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ سے معلوم ہوتا ہے حاصل یہ ہے کہ اے رسول صلعم جس طرح اول میں موسیٰ علیہ السلام کو تکالیف آئیں اور اپنی جگہ سے اس کو نکلنا پڑا اور آخر الامر اس کو فتحیابی ہوئی اسی طرح آپ کو اگر ان کفار سے تکالیف اٹھانی پڑیں اور اپنی جگہ سے نکلنا پڑا تم غم مت کرو آخر الامر فتحیابی ہوگی۔ اور اپنی جگہ لائے گا جیسا کہ آخر میں بشارت دی گئی ہے۔ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ کے ساتھ اور اس کے بعد وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَآ اَهْلَکْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًی وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ کو تِلْكَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ کے ساتھ متعلق کر کے لایا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ یہ آیات کتاب مبین کی تجھ پر نازل کی گئی ہیں اسی طرح موسیٰ علیہ السلام پر بھی آیات نازل کی گئی ہیں اور اس کے بعد وَمَا کُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ سے لے کر لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ تک جملہ معترضہ لایا گیا اور غرض صداقت رسول صلعم کی بیان کرنی تھی۔ حاصل یہ ہے کہ تمام امور جو کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوئے ہیں وہ تمام رسول م بیان کر رہے ہیں بسبب وحی نازل ہونے کے بتلا رہے ہیں اور باوجود اس بات کے کہ کئی مدت گزر گئی ہے ان امور سے اور ایک امر بھی ان سے خلاف واقعہ کے نہیں بتاتے پس معلوم ہوا کہ رسول صلعم صادق رسول ہیں۔ حاصل یہ ہوا کہ اس جگہ تک دو امر ثابت ہوئے اور ہر دو امر قصہ موسیٰ علیہ السلام سے ثابت ہوتے ہیں ایک تو مصائب بھی تبلیغ میں اٹھانے پڑتے ہیں اور دوسرا تو رسول صادق ہے (معانی وغیرہ) یَسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ ای تقہر یعنی ضعیف کر رکھا تھا یا سمجھتا تھا۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ ای طغی فی الارض مَا کَانُوْا یَحْذَرُوْنَ یعنی تاکہ غالب نہ ہو جائیں بنی اسرائیل کیونکہ نجومیوں نے فرعون کو خبر دی تھی۔ فَالْتَقَطَهٗ ... لِیَکُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا لام عاقبت کا ہے یعنی ان کی غرض نہ تھی بلکہ آخر عدو ان کا بلا غرض ہو گیا۔ کَانُوْا خٰطِئِیْنَ ... ای لم یشعروا انہ الذی یذھب بہ ملکھم فرٰغًا بے صبر لَتُبْدِیْ بِهٖ یعنی ظاہر کر دیتی اور پھٹنے لگتی لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ تاکہ ایمان پر پکی رہے کیونکہ پہلے بھی تو مومن تھے۔ قُصِّیْهِ یعنی پیچھے پیچھے چلی جا۔ نَاصِحُوْنَ خیرخواہ اٰتَیْنٰهُ حُکْمًا وَّعِلْمًا ای عقلا و فہما یا علم سے مراد نبوت ہے تو اس وقت یہ آیت آخر ہوگی وَکَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ پس گھونسا مارا اس کو موسیٰ علیہ السلام نے اور مار ڈالا فَغَفَرَ لَهٗ پس غفران کی موسیٰ علیہ السلام کو خبر ہوگئی بوجہ ولی ہونے کے پہلے نبوت سے بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ اس کے بعد لَا تُخْزِنِیْ ای نہ ذلیل کر مجھ کو محذوف ہے اور انعام سے یا تو مراد قتل کا غفران ہے یا یہ کہ مارنے کی خبر لوگوں میں مشہور نہ کی یَاْتَمِرُوْنَ صلاح کرتے ہیں تَذُوْدٰنِ منع کرتی تھیں حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَآءُ ای یرجع الرعاء فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ مراد اس سے روٹی ہے یعنی اے اللہ میں بوجہ بھوک کے طرف روٹی کے محتاج ہوں جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ چنگاری آگ کی مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ ای من جانب الواد اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ ای انا اقول انی انا اللہ وَاضْمُمْ اِلَیْكَ جَنَاحَكَ یا تو یہ کنایہ ہے عدم خوف سے جیسا کہ پرندے وقت خوف کے پروں کو ضم نہیں کرتے اور وقت عدم خوف کے ضم کرتے ہیں یا معنی حقیقی مراد ہے یعنی جس وقت خوف آئے تو ہاتھ کو پسلی کے ساتھ لگا دو۔ تو خوف چلا جائے گا یہ قاعدہ ہے یا یہ مراد ہے کہ اگر اپنے ہاتھ کو وقت دکھانے معجزہ کے تم کو اگر خوف آئے تو ہاتھوں کو پسلی سے لگا دو مِنَ الرَّهْبِ یعنی بوجہ خوف فرعون کے رِدْءًا ای مددگار سُلْطٰنًا ای ہیبت فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْکُمَا یعنی خوف کے سبب سے مِنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ الٰہ سے مراد بادشاہ ہے یعنی حقیقی مراد نہیں ہے کیونکہ یہ ہی

تھا فَاَوْقِدْ لِیْ یٰہَامٰنُ عَلَی الطِّیْنِ اور واقعہ میں مادی وغیرہ کوئی نہیں بنائی تھی جیسا کہ سورہ حٰمٓ مومن سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ فرعون اسی اثنا میں غرق کیا گیا تھا اور قصے جو مشہور ہیں غلط ہیں۔ بِجَانِبِ الْغَرْبِیِّ کیونکہ جگہ پوشیدہ ہونے کی جانب غربی تھی فَتَطَاوَلَ عَلَیْہِمُ الْعُمُرُ اس کے بعد فَاَرْسَلْنَاکَ محذوف ہے بقرینہ وَلٰکِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ کے۔ وَمَا کُنْتَ ثَاوِیًا ای مقیما پھر وَلَوْلَآ اَنْ تُصِیْبَہُمْ مُّصِیْبَۃٌ سے لے کر وَقَالُوْٓا اِنَّا بِکُلٍّ کٰفِرُوْنَ تک تخویف اور شکوا کیا گیا۔ تخویف تو وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ تک ہے یعنی یہ تو کفر کرتے ہیں اور لائق عذاب کے ہیں بوجہ شرک اور کفر کے اگر ہم تجھ کو نہ بھیجتے تو یہ کہتے کہ اے اللہ تو نے رسول کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم بھی اس کے کہنے کو کرتے اس عذر کی وجہ سے ہم نے ابھی تک عذاب نہیں دیا اور فَلَمَّا جَآءَہُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا سے شکوا کیا گیا کہ اب تو ان کے پاس قرآن شریف منزل من اللہ اور رسول صادق بھی آ گیا تو بجائے ایمان لانے کے لَوْلَآ اُوْتِیَ مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی کہتے ہیں پھر اس قول پر اَوَلَمْ یَکْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰہَرَا وَقَالُوْٓا اِنَّا بِکُلٍّ کٰفِرُوْنَ سے رد کیا گیا (ترکیب) لَوْلَآ اَنْ تُصِیْبَہُمْ مُّصِیْبَۃٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْہِمْ فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اور پہلے لولا کا جواب آخر میں لَعَذَّبْنٰہُمْ محذوف ہے۔ پہلے لَوْلَآ کے بعد اَنْ تُصِیْبَہُمْ مُّصِیْبَۃٌ مبتدا ہے بتاویل مصدر کے اے لَوْلَآ اَصَابَۃُ الْمُصِیْبَۃِ لَہُمْ اور فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا متفرع ہے مبتدا پر یعنی اصابۃ مصیبۃ کی ہوتی تو یہ کہتے کہ اے اللہ کیوں نہیں بھیجا تو نے کوئی رسول ہمارے پاس سِحْرٰنِ ای ھذان سحران یعنی قرآن اور تورات اور اگر صیغہ اسم فاعل کا ہو تو مراد موسیٰ اور ہارون علیہما السلام ہوں گے۔ پھر قُلْ فَاْتُوْا بِکِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ ہُوَ اَہْدٰی مِنْہُمَآ الخ دو جگہ کے ساتھ مرتبط ہو سکتا ہے اول تو قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰہَرَا کے ساتھ یعنی تم قرآن اور تورات کو سحر کہتے ہو اچھا اگر تم صادق ہو تو تم کوئی کتاب من اللہ ماسوائے ان دونوں کے لے آؤ اگر کوئی نہ لاؤ گے اور ان دونوں کی تابعداری تم نے نہ کی تو معلوم ہوا کہ تم اپنی خواہش کے تابع ہو لہذا تم حد سے بڑھنے والے ہو اور دوسرا تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَآ اَہْلَکْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰی بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَہُدًی وَّرَحْمَۃً لَّعَلَّہُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ کے ساتھ یعنی یہ قرآن بھی کتاب مبین ہے اور یہ اس کی آیات ہیں اور تورات بھی بصائر للناس اور ہدیٰ اور رحمت تھی اور اگر تم اُن کی تابعداری نہیں کرتے تو ما سوا ان دونوں کے کوئی کتاب منزل من اللہ لے آؤ اور اس کے بعد وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَہُمُ الْقَوْلَ سے لے کر وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَہُوَ اَعْلَمُ بِالْمُہْتَدِیْنَ تک یہ دو آیتیں آپس میں مرتبط ہیں حاصل یہ ہے کہ ان کفار مکہ کو پے در پے ہم نے نصائح بھیجی ہیں لیکن ہدایت کرنی اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے اور ان دو آیتوں کے درمیان میں مومنوں کے حالات بیان کئے گئے ہیں حاصل یہ ہے کہ یہ کفار مانیں یا نہ مانیں مومن تو مانتے ہیں اور اٰمَنَّا کے نعرے بلند کرتے ہیں اور ساتھ ہی نہ ماننے والوں پر وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْہُدٰی مَعَکَ الخ شکوہ کیا گیا کہ یہ باوجود حقیقت معلوم کرنے کے جواب میں نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا کہتے ہیں یعنی ہم مارے جائیں گے تو ان کے قول کا رد بعد میں اَوَلَمْ نُمَکِّنْ لَّہُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰٓی اِلَیْہِ ثَمَرٰتُ کُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰکِنَّ اَکْثَرَہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ سے کیا گیا تقریر ظاہر ہے اور وَکَمْ اَہْلَکْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ سے لے کر اِنَّا وَکُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِیْنَ تک تخویف دنیوی ذکر کی گئی حاصل یہ ہے کہ مان لو ورنہ اب تمہارے لئے عذاب کا وقت آ گیا ہے کیونکہ رسول کے آنے کے بعد عذاب بھیجا جاتا

ہے اگر قوم اُس کی تابعداری نہ کرے اور اس کے بعد وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ سے لے کر ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ تک بیان
کیا گیا کہ اگر مال ہو تو دُنیا پر مغرور نہ ہو دنیا محض زینت ہے اور ماننے کا اجر اللہ تعالٰے قیامت میں دے گا وہ دُنیا سے کتنے حصے زیادہ ہے اور
اچھا بھی ہے اور پھر يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ سے لے کر فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ تک تخویف اُخروی
بیان کی گئی (معانی) اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ اس کے ساتھ ویتلونہ حق تلاوتہ متصل ہوگا سورۃ بقرہ پارہ اول کے پیچھے
بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ای اھلھا یعنی اکڑ گئے اہل اس کے اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ الخ کما بمعنی لما ہے اور علت ہے
اغوینہم کی یعنی ہم نے اُن کو گمراہ کیا ہے کیونکہ ہم خود گمراہ تھے اور تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ہم نے بے تعلقی ظاہر کی ہے طرف تیری وَرَاَوُا الْعَذَابَ
لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ورأوا العذاب کے بعد بلحاظ معنی کے (یہ خواہش کریں گے) لَوْ اَنَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ محذوف ہوگا فَهُمْ
لَا يَتَسَآءَلُوْنَ یعنی ایک دوسرے سے نہ پوچھ سکینگے اور نہ جواب دے سکیں گے۔ اب وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ سے لے کر
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تک وہ مدعا ثابت کیا گیا جس کی وجہ سے موسٰے علیہ السلام کو تبلیغ کرنے میں مصائب اٹھانی پڑیں اور بجائے ماننے کے
فرعون نے مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ کہا اور جس دعوے کے ساتھ رسول صلعم تبلیغ کرتے ہیں اور کفار نہیں مانتے وہ دعوے موسٰی
علیہ السلام کا اور رسول صلعم کا یہ ہے وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ لیکن یہ معلول
تھا اور اس کے واسطے دو علت تھے اولًا انکو ثابت کیا گیا۔ ایک تو سب کچھ کرنے والا ایک اللہ تعالٰی ہے اس کو وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ
وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سے ثابت کیا گیا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ سب کچھ جاننے والا بھی ایک اللہ تعالٰی ہے اور یہ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ
مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ سے ثابت کیا گیا اور ان دو امروں سے پہلا امر دوسرے کے واسطے علت ہے کیونکہ جب سب کچھ
کرنے والا وہی ہوا۔ تو سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہوگا۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ امر اول پر دار و مدار ہے اسی واسطے قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ
جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ سے لے کر لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تک دلائل واسطے ثبوت مدعا اول علی سبیل الاعتراف من الخصم کے واضح طور سے لائی گئی
اور بعد میں بھی۔ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ سے لے کر وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ تک تخویف اُخروی جو کہ
متعلق دعوے اصل کے ہے بیان کی گئی جس طرح اصلی مدعا کے ذکر کرنے کے اول میں بھی تخویف اُخروی جو کہ متعلق دعوے اصلی کے ساتھ تھی بیان
کی گئی اور پھر اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى سے لے کر وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ تک اس کے دو ربط ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس کے
پہلے تخویف اخروی بیان کی گئی ہے۔ اور اس سے تخویف دُنیوی بتلائی گئی یعنی دیکھو کہ قارون مالدار تھا اور مشرک تھا بقرینہ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ
الْكٰفِرُوْنَ کے لہذا اس کو ہلاک کیا گیا اور دوسرا ربط یہ ہے کہ یہ قصہ قارون کا وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے ساتھ
متعلق ہے یعنی دُنیا پر مغرور نہ ہو دُنیا تو محض زینتِ حیاتِ دُنیا کی ہے جیسا کہ قارون نے بھی محض دُنیا کی زینت بنائی ہوئی تھی فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ
فِيْ زِيْنَتِهٖ اور آخر الامر اللہ تعالٰے نے اس کو ہلاک کر دیا۔ دُنیا پر مغرور نہ ہونا چاہیئے اور ساتھ تخویف کے تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ سے لے
کر اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ تک بشارت اور کچھ تخویف بھی ذکر کی گئی اور پھر اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ سے بشارت رسول اللہ صلعم
کو دی گئی کہ تم کو مکے سے کفار نکالیں گے اور میں آخر الامر تم کو داخل کروں گا اور یہ متعلق ہے ابتدا یعنی قصہ موسٰے علیہ السلام کے ساتھ یہ آخر

سورۃ کو اوّل کے ساتھ مرتبط کیا گیا ہے حاصل یہ ہوگا کہ جس طرح موسٰے علیہ السلام نکالا گیا تھا اور پھر اللہ تعالٰے نے اس کو داخل کیا اور مخالفین کو ہلاک کیا گیا اسی طرح تمہارے ساتھ بھی یہ ہوگا۔ ڈرو مت تکالیف آتی رہتی ہیں اور ساتھ تسلی کے واسطے وَمَا كُنتَ تَرْجُوٓا۟ أَن يُلْقَىٰٓ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبُ إِلَّا رَحْمَةً الخ سے بطور دلیل ماقبل کے لائی گئی یعنی جیسا کہ تجھ کو یہ اُمید نہ تھی کہ آیا کوئی کتاب اللہ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوگی اور اللہ کا فضل تم پر ہوا اور کتاب منزل من اللہ تجھ پر آئی اسی طرح اللہ کے فضل سے تو پھر اس مکے میں داخل ہوگا اور آخر میں اُدْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ سے لے کر وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ تک خلاصہ سورۃ کا نکالا گیا۔ وہ دعویٰ تبلایا گیا کہ جس کے بیان کرنے سے موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے اور رسول صلعم نے کفارِ مکہ سے تکالیف اُٹھائیں (معانی وغیرہ) سَرْمَدًا ہمیشہ باقی رہنے والی أَفَلَا تُبْصِرُونَ ای افلا تصدقون (عباسی) یا عقل اور بصیرت کیوں نہیں حاصل کرتے۔ قَارُونَ موسیٰ بن عمران ابن قاہش ابن لاوی ابن یعقوب اور موسٰے علیہ السلام کے چچے کا بیٹا تھا۔ اور یہ دریا سے بچ آیا تھا باقی تفسیر والوں کے مبالغے ہیں۔ إِنَّ مَفَاتِحَهُۥ لَتَنُوٓأُ بِٱلْعُصْبَةِ أُو۟لِى ٱلْقُوَّةِ مفاتح سے مراد خزانے ہیں اور کنجیاں نہیں ہیں اور عصبہ تین سے دس تک کو کہتے ہیں۔ یعنی خزانے اس کے ان سے بھارے تھے إِنَّمَآ أُوتِيتُهُۥ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِىٓ یعنی میں منشی تھا اور مزدوری کر کے حاصل کیا وَلَا يُسْـَٔلُ عَن ذُنُوبِهِمُ ٱلْمُجْرِمُونَ یعنی وقت عذاب دینے کے دُنیا میں وَلَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ٱلصَّٰبِرُونَ نہیں سکھایا جاتا ہے یہ کلمہ مگر صابر لوگ وَأَصْبَحَ ٱلَّذِينَ تَمَنَّوْا۟ آرزو رکھی وَيْكَأَنَّ ٱللَّهَ يَبْسُطُ ٱلرِّزْقَ تحقیق یہ بات ہے کہ اللہ تعالٰے رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے دحاصل سورۃ اور تقریر پہلی کا تِلْكَ ءَايَٰتُ ٱلْكِتَٰبِ ٱلْمُبِينِ سے تو طلیہ تمہید بیان کر کے بعد میں موسٰے علیہ السلام کا قصہ بالتفصیل ذکر کیا گیا۔ غرض یہ تھی کہ دیکھو موسٰے علیہ السلام نے کتنے مصائب اُٹھائے ہیں تم بھی اے رسول صلعم تنگ نہ ہو تبلیغ میں مصائب آتی رہتی ہیں۔ پھر وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَى ٱلْكِتَٰبَ کو تِلْكَ ءَايَٰتُ ٱلْكِتَٰبِ ٱلْمُبِينِ کے متعلق لا کر بعد میں تخویف اور شکوی کر کے قُلْ فَأْتُوا۟ بِكِتَٰبٍ مِّنْ عِندِ ٱللَّهِ الخ کو سِحْرَانِ تَظَٰهَرَا کے متعلق لایا گیا اور بعد اس کے مومنوں کے حالات بیان کر کے کفار کا شکوی اور تخویف دُنیوی اور اُخروی بیان کی گئی اور درمیان میں کہا گیا کہ دُنیا پر مغرور نہ ہونا یہ محض زینت ہے اور بعد ان اُمور کے وَرَبُّكَ يَخْلُقُ وَيَخْتَارُ سے وہ دعوٰے ذکر کیا گیا جس کی وجہ سے موسٰے علیہ السلام اور رسول علیہ السلام نے مصائب اُٹھائے اور اس دعویٰ کو ادلہ سے ثابت کیا گیا بعد میں بھی تخویف اُخروی اور دُنیوی قصہ قارون سے بیان کی گئی اور بعد میں مومنوں کے واسطے بشارت اور رسول صلعم کے واسطے بشارت جس کا ثبوت قصہ موسٰے علیہ السلام سے ہوتا ہے ذکر کی گئی پس آخر سورۃ کا اوّل کے ساتھ مرتبط ہو گیا وَٱدْعُ إِلَىٰ رَبِّكَ الخ سے خلاصہ سورۃ کا بیان کیا گیا اور دعوٰے اصلی کا ذکر کیا گیا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ درمیان میں دعوٰے اصلی کو ذکر کیا گیا اور اس کے اوّل میں قصہ موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا گیا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دعوٰے ہے جس کی وجہ سے موسٰے علیہ السلام نے مصائب اُٹھائے اور رسول صلعم کو بھی تبلایا گیا کہ اس دعوٰے کے بیان کرنے سے مصائب آتے رہتے ہیں مت ڈرو اور اس دعوٰے کے بعد تخویفات وغیرہ ذکر کر کے آخر کو اوّل کے ساتھ ربط لا کر کہا گیا کہ رسول صلعم! جیسا کہ موسٰے علیہ السلام کو نکالا گیا تھا اور پھر اللہ تعالٰے ان کو اپنی جگہ لے آیا اسی طرح تمہارے ساتھ بھی ہوگا۔ اور آخر میں خلاصہ سورۃ اور اصلی مدعا ذکر کیا گیا ٭

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ عنکبوت مکیۃ

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا۔ مدعی اصلی توحید کا ذکر ہے یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے
پس اسی کو پکارو اور غیر کو جو مثل بیت عنکبوت کے ہیں ان کو اولیاء اور معبود نہ بناؤ۔ یہ مدعی رکوع ثالث میں مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ سے لے کر اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ تک مذکور ہے۔ یعنی اولیاء بنانے والے مثل عنکبوت ہیں اور اولیاء ان کی مثل
بیت عنکبوت کے ہیں یعنی جیسا کہ گھر ان کا ضعیف ہے اسی طرح معبود ان کے بھی ضعیف ہیں ملا اوّل) دو چیزیں بیان کی گئیں ایک یہ کہ
مصائب آئیں گے اور بلا آزمائش ہم نہ چھوڑیں گے۔ دوسرا یہ کہ کفار کو ہلاک کروں گا۔ یعنی مومن یہ خیال نہ کریں کہ ہم محض آمنا کہنے سے
چھوڑے جاویں گے بلکہ آزمائش آوے گی اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں گی جیسا کہ جو تم سے سابق گزر گئے ہیں ان سے بھی آزمائش
کی گئی تھی جیسا کہ پیچھے قصص، نوحؑ اور ابراہیمؑ اور لوط علیہم الصلوٰۃ سے معلوم ہوتا ہے اور وجہ اور علت آزمائش کی بھی ذکر کی گئی ہے۔
فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ سے یعنی تاکہ اللہ تعالےٰ امتیاز کرے بین الصادقین اور کاذبین کے یہ شق اَحَسِبَ النَّاسُ سے لے کر وَلَیَعْلَمَنَّ
الْکٰذِبِیْنَ تک مذکور ہے۔ پھر اسی شق کے ساتھ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ تک متعلق ہے
یعنی اس شق کا ذکر ہے چیز ثانی اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ سے لے کر سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ تک مذکور ہے اس شق میں کافروں کا بیان ہے
یعنی کفار یہ خیال نہ کریں کہ ہم عذاب سے بھاگ جائیں گے یہ ہرگز نہ ہوگا ہم ہلاک کر سکتے ہیں۔ رکوع اول تک اسی کا ذکر یعنی کافروں کیواسطے
شکوی اور تخویف اور بشارت مومنوں کے واسطے ذکر کئے گئے ہیں اور بتلایا گیا کہ شرک ایسی بُری بلا ہے کہ ہم نے انسان کو وصیت کی ہے
کہ اپنے والدین کی اطاعت کرو لیکن اگر شرک کے کام میں امر کریں تو بالکل تسلیم نہ کریں۔ پھر رکوع اوّل میں اور دوسرے میں اور ثالث کے
درمیان تک تین قصص پہلے شق کی تائید کیواسطے لائیں گے کہ دیکھو نوح علیہ السلام نے ۹۵۰ سال تک تکلیفیں برداشت کیں اسی طرح
ابراہیم علیہ السلام نے بھی بہت مصائب اٹھائے اور اس قصے کے درمیان میں جملہ معترضہ یعنی ادخال الٰہی دیگر مومنوں کے واسطے ذکر کیا گیا
ہے۔ وَاِنْ تُکَذِّبُوْا فَقَدْ کَذَّبَ اُمَمٌ تک جملہ معترضہ اور ادخال الٰہی ہے اور پھر فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ کے
ساتھ متعلق ہے پس یہ تین قصص پہلی شق کے ساتھ متعلق ہیں اور پھر رکوع ثالث میں ہے شعیب علیہ السلام اور عاد اور ثمود اور قارون اور فرعون اور
ہامان کے قصص شق ثانی دعوے کے واسطے شاہد لائے گئے ہیں یعنی انہوں نے ہمارے احکام نہ مانے تو ہم نے ان کو ہلاک کیا ہم سے وہ
نہ بھاگ سکے اگرچہ فی الواقع شعیب ؑ اور موسےٰ اور ہودؑ اور صالحؑ نے بھی بہت بہت مصائب اٹھائے ہیں لیکن مقصود بالذات ذکر کرنا
ان قصص سے مصائب کا نہیں ہے ماحصل یہ ہے کہ پہلے دو شقین ذکر ہیں اور پھر قصص علی سبیل اللف والنشر مرتب کے ذکر کئے گئے ہیں
فانظر فی السورۃ حتی یظہر لک الحق والبیان، پھر اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ سے یہ بیان کیا گیا ہے
کہ تم اپنے مدعا اصلی یعنی توحید جو متصل اس کے مذکور ہے اس کی تبلیغ کرتے رہو۔ اور کفار کے ایذا کو رفع کرنے کے لئے علاج

ہے کیونکہ صلوٰۃ کفار کے ایذاء سے بچاتی ہے پھر یہ بیان کیا گیا ہے کہ کفار سے مجادلہ حسنہ طریقے کے ساتھ کیا کرو۔ اور اپنے دعوے کو وحی منزل
اگرچہ کفار نہ مانیں کیونکہ یہ کفار محض عنادی ہیں کیونکہ شبہ تو تب پڑتا کہ رسول لکھنا پڑھنا جانتا پس معلوم ہوا کہ عناد کی وجہ سے نہیں مانتے
اور آیات بینات ہیں یعنی شبہ سے پاک ہیں اور اگر کفار معجزے طلب کریں تو کہو کہ تمہارے واسطے ایک قرآن جو کہ ہدایت اور ذکر ہے یہی کافی ہے
معجزات کی کیا ضرورت ہے۔ پھر تخویفات کی گئی ہیں اور درمیان میں وَکَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّۃٍ سے جواب دیا گیا ہے مومنوں کے سوال کا کہ اگر ہم
ہجرت کریں تو کہاں سے کھائیں گے تو جواب ملا کہ میں رازق ہوں جو کہ تمام دواب کو رزق دیتا ہوں وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ سے لے کر وَمَا هٰذِهِ
الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا تک دلائل توحید ذکر کیے گئے کوئی علی سبیل الاعتراف من الخصم اور کوئی سوا اس کے اور پھر دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ الخ
سے کفار کا شکوی کیا گیا ہے (حاصل سورۃ) مسلمانوں کو تکلیفیں آئیں گی محض آمَنَّا کہنے سے کفایت نہیں ہوتی جیسا کہ قصص
مذکورہ سے ظاہر ہے۔ کہ مسلمانوں کو احکام کے ساتھ آزمایا گیا اور کافروں کو ہم ہلاک بھی کر سکتے ہیں جیسے قصص سے ہلاک کرنا کافروں کا معلوم
ہوتا ہے۔ (نوٹ) اس سورۃ کا ربط بیان کیا گیا ہے لیکن ہر مقام کا نہیں کیا گیا لہذا جو مقام باقی ہیں ان کو وضاحت سے اور بیان شدہ تمام
کو بطور اجمال اب ذکر کیا جائے گا۔ اس سورۃ میں دو دعووں کا بیان ہے ایک تو یہ کہ مومن یہ خیال نہ کریں کہ ہم محض آمَنَّا کہنے سے چھوڑ
دیں گے آزمائش نہ آئے گی اور تکلیفیں نہ اٹھانی پڑیں گی بلکہ ایمان کی وجہ سے بہت تکالیف اس لئے آزمائش آئیں گے اس دعویٰ کا
ذکر بہت ہوگا۔ اول اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا آمَنَّا سے لے کر وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ تک اور پھر مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰہِ سے
خاتمہ تک اور پھر یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ آمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ سے لے کر یہ تمام اس سورۃ کا دعوے ذکر ہے اور دوسرا دعویٰ یہ
ہے کہ کفار بھی یہ خیال نہ کریں کہ ہمارے سے کدھر بھاگ جائیں گے ان کو ہلاک نہ کریں گے اس دعوے کا ذکر بہ نسبت اول کے کم ہوگا اول
میں اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ سے شروع کیا گیا ہے پھر اس کے بعد متعلق وَاِلٰی مَدْیَنَ
اَخَاهُمْ شُعَیْبًا سے لے کر وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ چند قصے بیان کیے گئے ہیں۔ اگرچہ ان قصوں سے ثبوت دعوے اول کا بھی
ہو سکتا ہے لیکن مقصود بالذات ثبوت دعویٰ ثانی ہے اور اسی طرح جو قصے متعلق دعویٰ اول کے ہیں بعض ان میں سے ثبوت دعویٰ ثانی کا اگرچہ
ہو سکتا ہے لیکن مقصود بالذات ثبوت دعویٰ اول کا ہے (ذکر ربط البقیہ) مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰہِ سے لے کر وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ
کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ تک متعلق دعوے اول کے فرمایا کہ اے مومنو کفار کے ایذاء سے تم کو اپنے گھر اور وطن سے نکلنا پڑے گا اگر تم یہ خیال کرو کہ گھر
سے نکلنے سے بھوک وغیرہ سے مر جائیں گے تو موت تو ایک اجل مقرر ہے اس نے اپنے وقت پر آنا ہے اگرچہ گھر میں بھی ہو۔ ہاں جو شخص نکلیگا
اس کا نفع ہے نکلنے کی وجہ سے تم کو اللہ تعالےٰ گناہ معاف کر کے اجر دے گا۔ (نوٹ) جہاد سے مراد ان آیات میں حقیقی جہاد نہیں ہے
کیونکہ سورۃ مکیہ ہے اور مکے میں جہاد کرنا کوئی نہ تھا بلکہ کفار کی ایذاء سے روکنا مراد ہے اور پھر اس کے متعلق ہی وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ سے یہ
بیان کیا گیا کہ اے مومنو جس بات سے تم کو تکالیف آئیں گی وہ ایسی عظیم بات ہے کہ ہم نے انسان کو وصیت کی کہ اپنے ماں باپ کی
فرماں برداری میں رہنا لیکن شرک کی بات میں ان کی اطاعت نہ کریں پھر وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا سے بشارت دے کر وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ
سے یہ بیان کیا گیا کہ بعض مومن ایسے ہیں کہ تھوڑی سی تکلیف کی وجہ سے ایمان اور توحید کو ترک کر دیتے ہیں وَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا

اور قَالَ الَّذِینَ کَفَرُوا لِلَّذِینَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوا الخ سے شکوی اور تخویف بیان کی اسکے بعد تین قصے ذکر کیے جن میں مقصود بالذات یہ ہے کہ دیکھو
ان انبیاء نے کتنے مصائب اٹھائے پس معلوم ہوا کہ مصائب آتے رہتے ہیں واسطے آزمائش سے اور باقی وَاِنْ تُکَذِّبُوا فَقَدْ کَذَّبَ
سے لے کر وَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ تک یا تو کلام ابراہیم علیہ السلام کی ہو گی یا جملۂ معترضہ درمیان قصۂ ابراہیم علیہ السلام کے ات
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا ہے اور باقی اس کے بعد جو قصے ذکر کیے گئے ہیں ان میں مقصود بالذات دعوے ثانی ہے اور دونوں دعووں کا
بیان ختم ہونے کے بعد مَثَلُ الَّذِینَ اتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے لے کر وَیَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک اور پھر لعد میں بیان کے
یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے لے کر آخر تک توحید کے متعلق بیان ہے یعنی دلائل اور تخویفات
اور شکوے ذکر کیے گئے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ آزمائش وغیرہ مقصود نہیں ہیں بلکہ اصلی مقصود توحید ہے اور اس مقصود کی وجہ سے آزمائشیں
بھی آتی ہیں اس واسطے اس کو درمیان میں اور آخر میں ذکر کیا گیا اور اسی واسطے ہر سُورۃ میں اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْلِیَآءَ سے لے کر اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ تک تمام سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ سب کچھ جاننے والا اور کرنے والا
وہی ہے اور اُسی کو ولی اور معبود بنانا چاہیے اور ماسوا اس کے جو تمہارے معبود ہیں مثل بیت عنکبوت کے ہیں اور پھر اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ سے
لے کر وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ تک یہ بیان کیا کہ کفار تم کو ایذا دیں گے تم اس دعوے توحید کو بیان کرتے رہو اور باقی ان کے ایذا کی دفع کیلئے
علاج صلوٰۃ کا پڑھنا ہے اور یہی پلیدیاں اور ایذا مراد ہیں فحشاء سے بقرینہ مقام کے اور وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَھْلَ الْکِتٰبِ سے لیکر وَنَحْنُ لَہٗ
مُسْلِمُوْنَ تک متعلق اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ کے بیان ہے کہ اگرچہ کفار تم کو ایذا پہنچاتے رہیں لیکن تم تبلیغ نرمی سے ان کو کرتے رہنا اور پھر کَذٰلِکَ اَنْزَلْنَآ
اِلَیْکَ الْکِتٰبَ سے لے کر وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ تک صداقت رسول صلعم اور صفت مؤمنین اور مذمت کفار کی بیان کی تعریف
ظاہر ہے پھر قَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیٰتٌ الخ سے کفار کا شبہ بطور شکوی کے اور اس کا جواب قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ سے دیا گیا اور
پھر قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ شَہِیْدًا سے لے کر اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ تک بد دعا اور تخویف واسطے کفار کے بیان کی گئی یعنی اتنے
بیانات کے بعد بھی اگر نہ مانیں تو اب انکو چھوڑ دو اور پھر وَیَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ سے لے کر وَیَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک انکار
شکوی اور تخویف بیان کی گئی پھر یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لیکر وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ تک پہلے دعوے کے متعلق بیان لایا گیا پہلے
تو بیان کیا گیا کہ تکالیف ضرور اٹھانی پڑیں گی اور بعض ایسے بھی ہیں جو تھوڑی ایذا سے ایمان اور توحید کو چھوڑ دیتے ہیں ان کی طرح نہ ہونا اب اس
جگہ کہا گیا کہ اگر کفار تم کو ایذا اور تکالیف دیں تو زمین اللہ کی واسع ہے کسی دوسری جگہ جا کر اللہ کی عبادت کرو کیونکہ آخر الامر میری طرف آنا ہے اور
دُنیا میں تو چند روز ٹھیرنا ہے دُنیا کے بدلے آخرت میں جنت میں بالاخانے دوں گا پھر اس شبہ کا جواب کہ ہجرت کریں تو رزق کہاں سے ملے گا۔
وَکَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّۃٍ سے دیا گیا پھر اس کے بعد بحث توحید کے متعلق وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے لے کر بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ
تک دلائل توحید علی سبیل الاعتراف من الخصم لائے گئے کما قیل ؎ الشہادات ما شہدت بہ الاعداء اور پھر اسکے متعلق یہ کہا گیا کہ اے
کفار اگر تم کو دُنیا پر غرور ہو تو اس کا جواب مَا ھٰذِہِ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَھْوٌ وَّلَعِبٌ سے لیکر لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ تک دیا گیا اور اسکے
بعد فَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ سے شکوی کیا گیا یعنی وقت مصیبت کے خاص اللہ کو پکارتے ہیں زائل ہونے کے بعد پھر اپنے معبودوں کو پکارتے ہیں

بِعَهْدِنَا بِمَا آتَيْنٰهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ یعنی چند روز کفر کرو اور لطف اٹھاؤ قریب ہے تم اپنا حال جان لوگے پھر اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا سے یہ بیان کیا گیا کہ ان دلائل اور احسانات کو دیکھ کر پھر بھی نہیں مانتے اور شریک بناتے ہیں اور حد سے تجاوز کرتے ہیں جب سورۃ کے ابتداء یہی بحث شروع ہوئی تھی کہ تکالیف ضرور آئیں گی یعنی کفار کی طرف سے ایذا پہنچیگی۔ اور اپنے وطن سے نکلنا پڑے گا آخر سورت میں بھی وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ سے اسی بحث کے متعلق بیان لایا گیا (خلاصہ تقریر سورۃ) دو دعوے ہیں ایک تو رسولوں کو کہا گیا کہ محض آمنا سے کام نہیں چلتا بلکہ مصائب اٹھانی پڑیں گی اس دعوی کا ذکر شعیب علیہ السلام کے قصہ تک ہوا اور اول میں دوسرا دعوے بھی ذکر کیا گیا کہ کفار بھی یہ خیال نہ کریں کہ ہم اب سے بھاگ جائیں گے اور اس کے متعلق قصہ شعیب علیہ السلام شروع کیا گیا اور تمام قصے ان دو دعووں کے متعلق علی طریق اللف والنشر المرتب ذکر کئے گئے۔ ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان قصص سے مقصود بالذات وہی دعوی ہوتا ہے جن کے واسطے وہ قصے مزید ہونگے اگرچہ ثبوت دوسرے دعوی کا بھی ہوسکے پھر ان کے اختتام کے بعد مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا سے اصلی مدعا ظاہر کیا گیا جس کی وجہ سے ایذا اور تکالیف اٹھانی پڑتی ہیں اس کے بعد علاج ایذا سے بچنے کا اور طریقہ تبلیغ اور صداقت رسول اور بشارت مومنین اور مذمت کفار بیان کی گئی ان بیانات کے بعد قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا سے کہا گیا کہ جب بیانات کے بعد بھی نہیں مانتے تو ان کو چھوڑ دو اللہ تعالٰے ہر ایک کو خوب جان رہا ہے پھر تخویف بیان کرکے يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ سے پہلے دعوے کے متعلق بیان کرکے پھر توحید کے متعلق دلائل بیان کئے گئے پھر کہا گیا کہ دنیا پر مغرور نہ ہو پھر شکوی نعمت کے احسان ناشکر جانتے کر دیا گیا۔ (**ترکیب ومعانی**) وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ لفظ احسن سے لازم آتا ہے کہ کل حسن کی جزاء نہ ملے گی لہذا اگر معنی اَحْسَنُ مِنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ہو تو معنی یہ ہوگا کہ جزاء احسن دینگے جیسا کہ حدیث میں فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا آیا ہے لیکن یہ معنی اضافت والے استعمال اسم تفضیل سے نہیں لیتے لہذا معنی حق یہ ہے کہ ہم احسن اعمال کی جزاء دیں گے وہ بحجت ہے قرینہ سابق کے اور معدوم مخالف نہ نکالیں گے تاکہ اعتراض لازم نہ آئے اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ وَلْنَحْمِلْ کا عطف اتَّبِعُوْا ہے اور امر بمعنے خبر کے ہے فَاَنْجَيْنٰهُ نجات تو دی لیکن ۹۵۰ سال تکلیف بھی اٹھاتے رہے۔ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حال مقدم ہے اَوْثَانًا سے اور اِفْكًا کا معنی کذب ہے وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مودۃ مفعول لہ ہے اور بین ظرف نہیں ہے بلکہ مصدر بمعنی پیوستگی ہے اور مودۃ مضاف ہے طرف بین کے حاصل یہ ہوا کہ تم نے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کو معبود بنا رکھا ہے تاکہ آپس میں پیوستگی خراب نہ ہو یعنی مخالفت پیدا نہ ہو۔ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا عطف تفسیری ہے فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ کا مرجع ابراہیم ؑ اور لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کا بھتیجا تھا اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ای الی حکم ربی یا البشری بالولد کا ہے یا ہلاکت قوم کی ہے اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ای الباقین كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ از حال الہی ہے اور وجہ ہے سِيْٓءَ بِهِمْ کی وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا ای قلبا اور طاقت کے معنے مجازی بھی اور معنی حقیقی بازو ہے وَلَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً اس جگہ پانی سیاہ ابھی قائم ہے خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ای لاظہار الحق تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ سے مراد فحشا سے پلیدیاں اور سختیاں کھانا ہیں اور وَلَذِكْرُ اللّٰهِ سے مراد یا تو خاص صلوۃ ہے یا عام ذکر مراد ہے جس طرح ہو۔ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ان سے مراد یا تو وہ ہیں

جوکہ رسول صلعم کے ساتھ رہنے والے تھے اور یا عام مکے والے مراد ہیں یعنی بلا کتاب والے جو فی الحال ہیں اِلَّا الْکٰفِرُوْنَ ای ستروا الحق عنادا مَاکُنْتَ تَتْلُوْ مِنْ قَبْلِہٖ مِنْ کِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیْنِکَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۔ وَلَا تَخُطُّہٗ کا عطف مَاکُنْتَ تَتْلُوْ پر ہے اور اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ سے مراد منفی ہر دو کی ہے یعنی اگر پہلے تو لکھا پڑھا ہوتا تو یہ شک کرتے دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ کیونکہ رسول علیہ السلام سے سُنا تھا کہ مخالفت سے عذاب آتا ہے لِیَکْفُرُوْا بِمَآ اٰتَیْنٰھُمْ وَلِیَتَمَتَّعُوْا یا تو لام سببی کے متعلق اِذَا ھُمْ یُشْرِکُوْنَ کے ہوگا اور یا لام امر کا ہے کیونکہ ایک قرأت میں وَلْیَتَمَتَّعُوْا بسکون اللام بھی آیا ہے اور جزم لام امر پر آتی ہے لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا یعنی ثابت کریں گے اپنے راستے پر اور ماقبل سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ مراد وہ راستہ ہے جوکہ موّدی الی الجنۃ ہو اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

سُورت الرُّوم

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ عنکبوت میں یہ بیان تھا کہ ایک دفعہ ضرور تکالیف واسطے آزمائش کے آئیں گی محض آمنّا سے کام نہیں چلتا جیسا کہ اَمْ حَسِبَ النَّاسُ کہا ۔ اس سورت میں کہا کہ آزمائش کرنے کے بعد یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ہوں گے جب آزمائش ہو چکی تو جس دن اہل کتاب مشرکین پر غالب ہونگے اسیدن مومن بھی غالب ہونگے ۔ وَلِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ یعنی پہلے بھی اللہ کے قبضے میں ہے کہ مومنوں کو واسطے آزمائش کے تکالیف دے سکتا ہے وَمِنْۢ بَعْدُ اور بعد میں امر اللہ کے قبضے میں ہے کہ بعد تکالیف کے غلبہ مومنوں کو دے کر خوش کرے گا پھر ایسا ہی ہوا کہ یوم بدر میں اس طرف اہل کتاب مشرکین پر غالب ہوئے اور اس طرف مومنوں نے بھی فتح پائی اور وجہ اس کی وَعْدَ اللّٰہِ لَا یُخْلِفُ اللّٰہُ وَعْدَہٗ سے بیان ہے یعنی یہ تو اللہ تعالٰے کا وعدہ تھا اللہ تعالٰے اپنے وعدہ کا خلاف ہرگز نہیں کرتا ۔

(نوٹ) اس سورت میں تو دلائل تَبٰرَکَ اللّٰہُ کے اور کچھ تخویفات وغیرہ ہوں گی ۔

(حاصل سورۃ کا) یہ ہے اس سورۃ کا خلاصہ بشارت واسطے مومنوں کے ہے یعنی وعدہ دیا گیا ہے کہ جس دن روم فارسیوں پر غلبہ کریں گے اسی دن مومن بھی کفار پر غالب آئینگے غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ غلبت میں دو قرأتیں ہیں ایک تو یہ کہ صیغہ مجہول کا ہو جیسا کہ لکھا ہوا ہوتا ہے تو اس وقت غَلَبِھِمْ میں مصدر مبنی بمفعول ہوگا ای وَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مغلوبیتھم اور غَلَبَتْ اگر صیغہ معلوم کا ہو تو یہ معنی ہوگا کہ روم جو کہ اہل کتاب ہیں غالب ہوں گے ۔ فارسیوں پر جو کہ مشرکین ہیں اس وقت غلبھم مصدر مبنی للفاعل ہو گی فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ یعنی عرب کے قریب روم تھا ۔ پھر اس کے متعلق وَھُمْ عَنِ الْاٰخِرَۃِ ھُمْ غٰفِلُوْنَ تک بشارت مومنوں کو اور زجر کفار کو کی گئی اور پھر اس کے بعد اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ سے لے کر بِلِقَآئِ رَبِّھِمْ لَکٰفِرُوْنَ تک زجر کی گئی اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ سے لے کر وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ تک تخویف دنیوی کی گئی ۔ حاصل زجر اور تخویف کا یہ ہے کہ آیا یہ کفار نہیں دیکھتے کہ آسمان اور مافیہا کو اللہ تعالٰے نے بِالْحَقِّ ای لاظھار الحق پیدا کئے ہیں اور کئی قوموں جو کہ کَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْھُمْ قُوَّۃً وَّاٰثَارًا فِی الْاَرْضِ یعنی آثار سے قلعے مراد ہیں نہ ماننے کی وجہ سے ہلاک کیا اور ثُمَّ کَانَ عَاقِبَۃَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰی

ن کذبوا بایات اللہ وکانوا بہا یستہزءون تک تخویف اُخروی دی گئی عاقبت خبر مقدم ہے کان کی اور سُوئی اسم مؤخر ہے یعنی حالت
بُری ہوگئی اُن لوگوں کی جنہوں نے آیات اللہ کی تکذیب کی ہے پس جب تخویف اُخروی دی گئی اور تخویف اُخروی کا ہونا قیامت کے ثبوت
پر تھا اور کفار حشر اور نشر کو نہیں مانتے تھے لہٰذا اللہ یبدؤا الخلق ثم یعیدہ ثم الیہ ترجعون سے قیامت کا ثبوت کیا گیا یعنی جو ذات ابتداء
پیدا کرنے پر قادر ہے وہ ذات پاک پھر دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے جب ثبوت قیامت کا ہوگیا تو یوم تقوم الساعۃ سے لیکر فاولئک
فی العذاب محضرون تک کفار کے حالات ہیں اور تخویف اُخروی اور بشارت واسطے مومنوں کے بیان کی گئی ہے فسبحٰن اللہ حین
تمسون متعلق ہے ابتدا یعنی یومئذ یفرح المؤمنون کے ساتھ یعنی تم کو اللہ تعالے کفار پر غلبہ تو ضرور دے گا لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کو شریکوں
سے پاک رکھو اس کا کوئی شریک نہیں ۔ اسکے واسطے دلائل عقلیہ پے در پے اول میں کذالک نفصل الایات لقوم یعقلون تک بیان کئے
گئے اسی واسطے فسبحٰن اللہ حین تمسون الخ فا کی ساتھ لایا گیا اور فسبحٰن اللہ جملہ خبریہ ہوگا بالقرینہ ولہ الحمد فی السمٰوٰت والارض
کے کیونکہ یہ بھی جملہ خبریہ ہے معنی یہ ہوگا کہ تسبیح اللہ کی یعنی شریک سے نفی ظاہر ہو رہی ہے بسبب ان دلائل مذکورہ کے ان اوقات مذکورہ میں
یعنی حین تمسون وحین تصبحون وعشیا وحین تظہرون میں لہ الحمد فی السمٰوٰت والارض اور کذالک تخرجون روز جلے
سنے میں پھر اس کے بعد ومن ایاتہ سے دلائل ستہ علی سبیل الترقی بیان فرمائیں یعنی ہر ایک دلیل ادق ہے ثانی سے پہلی تو ادق ہے
اور بعد میں ایک دوسرے سے ادق ہے اسی واسطے ان کے ساتھ ان فی ذالک لایات لقوم یتفکرون و ان فی ذالک لایات للعالمین
ذکر کیا گیا ہے باعتبار مراتب کے الفکر اعلی والمتفکرون قلیلون وادنی منہ العالمون وادنی منہ الفہم بمحض السماع وادنی منہ
العقل بعدم الجنون سہ

فکر آں باشد کہ بکشاید رہے ✦ راہ آں باشد کہ پیش آید شہے

میں اعلیٰ اور ادنیٰ ظاہر ہوگیا۔ تو اب مراتب دلائل کے بھی واضح ہوگئے تصریح کی حاجت نہیں۔ اور دلیل سادس ومن ایاتہ ان تقوم السماء
والارض بامرہ الخ ایسی بیان کی جو کہ عاقل اور غیر عاقل ہر ایک کے واسطے ظاہر ہے پھر باقی دلائل بیان کرکے ضرب لکم مثلا سے دلیل توحید کی بطرز
مثال کے بیان کی گئی یعنی جیسا کہ تم مالک ہو اور تمہارے غلام، تمہاری برابری اور شرکت نہیں کرسکتے اسی طرح اللہ تعالے مالک ہے اور باقی
سب مملوک ہیں اور مملوک کس طرح برابر اور شریک اللہ تعالے کے بن سکتے ہیں سب دلائل کو ختم کرکے کہا گیا کذالک نفصل الایات لقوم
یعقلون (ترکیب اور معانی) خوفا وطمعا مفعول لہ ہیں ای لاتقاء الخوف وحصول المطمع ثم اذا دعاکم دعوۃ من
الارض میں ثم واسطے تعقیب ذکری کے ہے۔ ولہ المثل الاعلیٰ فی السمٰوٰت والارض یعنی واسطے توحید اللہ تعالے کے اللہ تعالے
کی صفات ظاہر ہیں آسمان اور زمین میں ضرب اللہ مثلا ای للمعبود الحق والباطل ۔ من انفسکم ہل لکم من ما ملکت ایمانکم
سوالکم من شرکاء فیما رزقناکم یعنی آیا یہ تمہارے غلام تمہارے شریک ہوسکتے ہیں فانتم فیہ سواء متفرع ہے منفی پر یعنی شریک
ہوکر تمہارے ساتھ برابر ہوں تخافونہم کخیفتکم انفسکم جب وہ تمہارے ساتھ برابر ہوں اور تم ان کا خوف کرو جیسا کہ اپنے بھائیوں
کا خوف کرتے ہو دلائل کے بعد بل اتبع الذین ظلموا سے لیکر من نصرین تک بیان کیا گیا کہ جائے شبہ تو نہیں ہے بلکہ یہ کفار اپنی خواہش

کے تابع ہو کر اللہ تعالٰی کے شریک بناتے ہیں اور حد سے بڑھتے ہیں اور فَاَقِمْ وَجْهَكَ سے مومنوں کو کہا گیا کہ یہ کفار تو حد سے بڑھ رہے ہیں تم ایک توحید کو لازم پکڑو فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ای الزموا فطرۃ اللہ الَّتِیْ الخ ای التوحید لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ای لا تبدلوا یعنی خلق اللہ قال ابن عباس دین اللہ خلق اللہ توحید پر ہے تم اس کو نہ بدلو جب اللہ ایک ہی ہوا اور اس کا شریک کوئی نہ ہوا تو مومنوں کو امر کیا گیا کہ تُوْبُوْا مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی ایک اللہ کو حاجات میں پکارا کرو اس کا شریک کوئی نہ بنایا کرو اسی ایک اللہ تعالٰی کی عبادت کرو وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بیان ہے مُنِيْبِيْنَ کا مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ اے صاروا فرقا فی دینہم یعنی تم ایک توحید کو لازم پکڑو و ساور لوگوں میں سے تو کئی فرقے بن گئے ہیں اور ہر ایک اپنے دین کے ساتھ خوش ہے جب مومنوں کو خوب وعظ ہو گیا تو پھر کفار کے متعلق وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ سے لے کر اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ تک دو شکوے کئے گئے اور درمیان میں شکوی کے متعلق اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سے بیان کیا گیا کہ آیا کفار پر کوئی حجت نازل ہوئی ہے جس سے مشرک کا ثبوت ہوتا ہے۔ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ای من الاصنام یعنی اگر انکو مصیبت آ جائے تو اصنام سے ناامید ہوتے ہیں کیونکہ مصیبت اُن سے ہٹا نہیں سکتے اور فَتَمَتَّعُوْا استفرع ہے لِيَكْفُرُوْا پر التفات ہے۔ پھر اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ سے دلیل عقلی بیان کی گئی اور پھر فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى سے لے کر فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ تک جیسا کہ قاعدہ قرآن شریف کا ہے کہ جس وقت عذاب سے تخویف دی جائے تو اس کے دفعیہ کے واسطے اللہ تعالٰی دو امور بتلاتا ہے ایک احسان کرنا، دوسرا ظلم نہ کرنا۔ اس جگہ بھی دو امور بتلائے گئے اور احسان کرنا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک ہے اور عدم ظلم اس کے بعد فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ تک اور بعد اس کے دلیل توحید اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ سے لے کر وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ تک بیان کی گئی اور پھر تعالٰی عما یشرکون اور دلائل توحید کے متعلق ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ الخ کو لایا گیا کہ شرک کی وجہ سے اور اس پر مصر رہنے کی وجہ سے فساد ظاہر ہوتا ہے اور قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ سے لے کر وَكَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ تخویف دنیوی بیان کی گئی یعنی شرک کی وجہ تم سے پہلے بھی بہت لوگ ہلاک کئے گئے ہیں اور بعد اس کے فَاَقِمْ وَجْهَكَ سے لیکر اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ تک تخویف اُخروی اور بشارت واسطے مومنوں کے ذکر کی گئی ہے اور پھر وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ سے لے کر وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تک دلیل توحید کی بیان کی گئی اور وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ سے لے کر وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ تک تخویف دنیوی واسطے کفار کے اور بشارت واسطے مومنین کے بیان کی گئی اور پھر اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ سے دلیل توحید بیان کی۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ان مخففہ من المثقلہ ہے اور اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سے مراد بارش ہے اور مِنْ قَبْلِهٖ میں ضمیر کا مرجع ہذا الوقت ہے معنی یہ ہوگا کہ تحقیق تھے پہلے برسنے بارش کے پہلے اِن دنوں میں سے ناامید پس کوئی تکرار نہ آیا اور اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى جملہ معترضہ لایا گیا ہے بعد كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وجہ یہ ہے کہ یہ ایک دلیل بتلا دی گئی ہے واسطے جملہ معترضہ کے یعنی جس طرح اللہ تعالٰی زمین مردہ سے فصل پیدا کرتا ہے اسی طرح تم کو بھی پیدا کرے گا کیونکہ وہی عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہے اور پھر وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا الخ سے شکوی کیا گیا کہ اگر ایسی آفت نظر کرلیں تو پھر بھی کفر اور شرک کرنے پر محکم ہونگے اور فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى رسول اللہ صلعم کو فرمایا کہ اگر یہ کفار اتنے بیانات سے باز نہیں آتے تو ان کو چھوڑ دو کیونکہ ان پر مہر جباریت کی ماری گئی ہے اور عقل ہوائی کے کچھ نہیں سنتے

اور تحقیق سماع موتی کے متعلق یہ ہے کہ بدن نہیں سنتے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے اور باقی آیات بھی دال عدم سماع موتی پر ہیں اور روح زندہ ہے وہ سنتا ہے جب قریب ہو۔ ہاں نزاع امام صاحب اور امام شافعی کا اس بات میں ہے کہ آیا روح قبور کے نزدیک ہیں یا علیین میں۔ باقی پوری تحقیق کا یہ مقام نہیں ہے اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ سے لے کر وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ تک دلائل عقلی توحید کی بیان کی گئیں اور پھر وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ سے لے کر وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ تک تخویف اُخروی بیان کی گئی ہے صرف یہ جاننا چاہیے کہ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ کا تعلق مَا لَبِثُوْا اِلَّا سَاعَةً کے ساتھ نہیں ہے اس قول کی وجہ سے اُن کو كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ نہیں کہا گیا ہے بلکہ یہ علیحدہ جملہ ہے معنی یہ ہے كَذٰلِكَ كَانُوْا ای المتقدمون یُؤْفَكُوْنَ ای عن الحق یعنی متقدمین بھی ان کی طرح حق سے پھیرے جاتے تھے اور پھر وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ سے لے کر لَا یَعْلَمُوْنَ تک شکوی کیا گیا کہ اگر ان کو کوئی معجزہ بھی بتلایا جاوے تو پھر بھی یہ کہینگے کہ یہ مبطل ہیں پھر كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ سے وجہ بتلائی گئی ای کذالک التکذیب یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الْمُعْتَدِیْنَ اور پھر فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ سے نبی علیہ السلام کو کہا گیا کہ جب اپنے بیانات سے باز نہیں آتے تو ان کو چھوڑ دو اللہ تعالے تجھکو ان پر فتح دے گا کیونکہ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ہے۔ صاف اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ کا ابتدا اور انتہا دونو متحد ہیں اور دونو میں غرض اعلان فتح کا ہے (حاصل سورۃ اور تقریر کا یہ ہے) پہلے مومنوں کو بشارت دے کر کفار پر زجر اور شکوی اور تخویف اُخروی دی گئی اور تخویف اُخروی کا موقوف الیہ ثبوت آخرت کا تھا اس کا ثبوت پہلے بھی کیا گیا پھر تخویف اُخروی دے کر مومنوں کو کہا گیا کہ اللہ تعالے تم کو فتح دے گا تم اللہ تعالی کی تسبیح کہو اور اسی کو پکارو پھر دلائل عقلیہ توحید کے علی سبیل الترقی بیان کئے گئے۔ پھر باقی دلائل ذکر کر کے کہا گیا کہ جائے شبہ تو نہیں ہیں لیکن یہ کفار خواہشات نفسانی کے تابع ہو گئے ہیں اور مومنوں کو کہا گیا کہ اگر یہ نہیں مانتے تو تم خود توحید کو لازم پکڑو اسکو تبدیل نہ کرو۔ پھر شکوی کے بعد دلیل عقلی توحید ذکر کر کے یہ بیان کیا کہ احسان کرو ظلم نہ کرو تاکہ عذاب الٰہی سے بچو دنیا اور آخرت میں پھر دلیل عقلی توحید کی بیان کر کے کہا گیا کہ تمام فساد کفار تمہارے شرک کی وجہ سے ہے پھر تخویف اُخروی بتلائی گئی پھر دلیل ذکر کر کے تخویف دنیوی اور بشارت دے کر پھر دلیل عقلی توحید کی بیان کی پھر شکوی کر کے دلیل عقلی توحید بیان کی پھر تخویف اُخروی دے کر خاتمہ کو ابتدا کے ساتھ متعلق کر دیا اور بشارت دے دی پس حاصل یہ ہوا کہ پہلے بشارت دے کر بعد اس کے شکوی اور تخویف بیان کر کے دلائل عقلیہ توحید کو جمع کر کے لایا گیا بعد اس کے متفرق دلائل توحید کے ذکر کئے گئے۔ غرض یہ ہے کہ اگر توحید کو تم نے مضبوط رکھا تو اللہ تعالے کا وعدہ ہے تم کو فتح ضرور دے گا اور آخر میں بشارت بھی دے دی (خلاصہ یہ ہوا) فتح کی بشارت مومنوں کو دی گئی۔ ابتداء اور آخر میں اور درمیان میں تخویفات اور شکوے وغیرہ ہیں اور توحید کے واسطے دلائل علی سبیل الترقی والتفصیل لائے گئے۔ غرض یہ ہے کہ توحید کو مضبوط رکھو۔ تو اللہ تعالے ضرور فتح دے گا۔

آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُورَۂ لُقمان (مکیہ)

اس سورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ روم میں تو یہ بیان تھا کہ اللہ تعالےٰ تم کو فتح دیگا لیکن شرک نہ کرنا اور توحید پر مضبوط رہنا اور اس سورۃ میں توحید اور نفی شرک کو بطریق الکمال بیان کیا گیا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ سورۃ تتمہ ہے سورۃ روم کا اور سورۃ روم میں یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ کہا گیا تھا اس سورۃ کے توطیہ تمہید میں بیان کیا گیا ہے کہ مومن کون ہیں اول میں تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِيۡنِ سے توطیہ تمہید ذکر کیا گیا اس میں یہ بتلایا گیا کہ آگے جو بیان آرہا ہے وہ تو آیات کتاب مبین کی ہیں اور رحمت اور ہُدیٰ ہیں نیک روی کرنے والے کے واسطے اور اس سورۃ کو لقب رحمت اور ہدیٰ کا دیا گیا ہے کیونکہ اس میں توحید علےٰ طریق الکمال اور نفی علم الغیب غیر اللہ تعالےٰ بطریق التفصیل ذکر کی گئی ہے پھر اَلَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ سے نیک روی کرنے والے کا بیان ہے کہ وہ ہیں جو اقامت صلوٰۃ اور پاکی عن الشرک اور انابت کو قبول کرتے ہیں جب اول میں بیان کیا کہ یہ رحمت اور ہُدیٰ ہے تو آخر میں بھی اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ سے کہا کہ ان اوصاف والے جو نیک روی کرنے والے ہیں یہی لوگ مفلح ہونگے حاصل سے معلوم ہو گیا کہ يُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ میں زکوٰۃ سے مراد معنی اصطلاحی نہیں ہے کیونکہ سورۃ مکیہ ہے اور مکہ میں تو زکوٰۃ فرض نہ تھی بلکہ مراد پاکی من الشرک ہے (قال ابن عباسؓ) اور وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡتَرِىۡ سے لے کر بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ تک شکوی مع التخویف کیا گیا اور مراد لَهۡوَ الۡحَدِيۡثِ سے شبہات شرکیہ ہیں (خازن) حاصل یہ ہے کہ بعض تو محسنین کے مخالف رہے کہ شبہات شرک کے ڈالتے ہیں تاکہ لوگوں کو گمراہ کریں اور آیات توحید کی سُنتے نہیں ہیں گویا ان کے کانوں میں ثقل ہے اور یہ سورۃ محسنین کیواسطے ہدایت ہے دُوسرے فریق کے واسطے نہیں بلکہ ان کے واسطے تو عمی ہے پھر اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے بشارت للمومنین ذکر کی گئی یہ تو توطیہ تمہید ہے بعد اس کے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيۡرِ عَمَدٍ سے لے کر بَلِ الظّٰلِمُوۡنَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ تک دلیل عقلی توحید بیان کی اور دلیل میں ذکر پیدائش کا تفصیل سے بیان کیا گیا۔ اور بعد میں هٰذَا خَلۡقُ اللّٰهِ فَاَرُوۡنِىۡ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ سے کہا گیا کہ یہ تو اللہ تعالےٰ کی پیدائش ہے بتلاؤ تمہارے معبودوں کی پیدائش کیا ہے اور وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا لُقۡمٰنَ الۡحِكۡمَةَ سے لیکر اِنَّ اَنۡكَرَ الۡاَصۡوَاتِ لَصَوۡتُ الۡحَمِيۡرِ تک دلیل نقلی بیان کی اور کہا گیا کہ دیکھو لقمان کو ہم نے حکمت دے دی تھی کیونکہ وہ محسنین میں سے تھا اور اپنے بیٹے کو بھی شرک سے بچنے کی وصیت کی تھی اور باقی امور مذکور کے ساتھ بھی وصیت کی اور درمیان میں وَوَصَّيۡنَا الۡاِنۡسَانَ سے لیکر بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ تک لقمان کے قصے کے درمیان ادخال الٰہی لایا گیا کہ اگر والدین بھی شرک پر مجبور کریں تو باوجود اس بات کے کہ طاعت ان کی ضروری ہے بسبب پرورش کرنے کے ان کے ولد کو لیکن شرک میں ہرگز ان کی اطاعت نہ کرنا اس جگہ تک تو تمہید اور دلیل عقلی اور نقلی ختم ہو گئی (معالم وغیرہ) فَیُضِلَّ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ای بالقاء شبہات الشرک اَنۡ تَمِيۡدَ بِكُمۡ ای لرفع ان تمید بکم اَنِ اشۡكُرۡ لِىۡ ای قلنا ان اشکر وَهۡنًا عَلٰى وَهۡنٍ یعنی سختی اور تنگی کے ساتھ وَلَا تُصَعِّرۡ خَدَّكَ لِلنَّاسِ نہ پھوک گلھاں آپنیاں آگوں لوکاں دے فخر کے سبب سے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ فَخُوۡرٍ ۔ ڈھلکنے والے فخر یلے کو وَاقۡصِدۡ فِىۡ مَشۡيِكَ اور درمیانہ روی کر تو چلنے میں وَاغۡضُضۡ پیچا کر

الاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ یعنی اگر بڑا اور اونچا آواز کیا تو اکثر آواز بلند برا معلوم ہوتا ہے مثل حمار کے آواز کے ہوگا
سَخَّرَ لَكُمْ سے لیکر ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً تک دلیل عقلی توحید کی بیان کی گئی ہے اور وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي سَبِيْلِ
ذَابِ السَّعِيْرِ تک دو شکوے بیان کئے گئے متعلق دلیل توحید کے یعنی ہم تو توحید کے واسطے دلائل واضحہ عقلیہ اور نقلیہ بیان
کے بجائے توحید میں مجادلہ کرتے ہیں اگر ان کو کہا جاوے کہ ما انزل کے تابع ہو تو جواب میں بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا
اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ہی کیوں نہ ہو اور وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗ سے لے کر اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ تک بشارت اور تخویف بیان
مَنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے لے کر بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ تک دلیل عقلی علی سبیل الاعتراف من الخصم بیان کی
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے دلیل عقلی توحید کی بیان کی اور اس جگہ دلائل توحید سے یہ ثابت کیا گیا کہ متصرف ہر ایک امر میں
وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ تک دلیل توحید کی لائی گئی اور یہ ثابت کیا گیا
وہی خدا ہے اور مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ سے تخویف ہے کر اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ سے دلیل عقلی توحید
اور تخویفات بیان کرنے کے بعد ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ
کا بیان کیا گیا کہ ذٰلِكَ ای البیان بالادلة۔ تستیقنوا بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ یعنی اتنے ادلہ اس واسطے بیان کئے گئے
کہ حق تو ایک اللہ تعالٰی ہے اور جن کو تم پکارتے ہو۔ وہ باطل ہیں ان کا پکارنا چھوڑ دو اور ایک اللہ تعالٰی کو پکارو اور
سے دلیل عقلی توحید کی بیان کی گئی اور اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ سے لے کر اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ تک شکوی کیا
وقت مصیبت کے تو ایک اللہ تعالٰی کو پکارتے ہو اور وقت زائل ہونے مصیبت کے پھر معبود باطلہ کو پکارنے لگتے ہو اور
سے لے کر بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ تک تخویف اخروی دی گئی جیسا کہ مَا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ تک و
یعنی سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا خاص وہی اللہ تعالٰی ہے اور اس کے بعد ثمرہ نکالا گیا اور اس کے بعد
اول کو ثابت کیا اور اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ سے دعوے ثانی کو ثابت کیا یعنی ان پانچ امور کا علم سوائے باری تعالٰی
کما جاء خمس لا یعلمهن الا الله ولا نبی ولا ملائکة مقرب (خازن) باقی معانی وغیرہ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ
دلیل عقلی وَلَا هُدًى دلیل وحی وَلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ دلیل نقلی اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ اَوَلَوْ کے
محذوف ہے معنی یہ ہوگا کہ آیا تابع ہوں گے آباء اور اجداد کے اگرچہ شیطان بلائے ان کو طرف عذاب سعیر کے اور اقلام خبر ہے
الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اسم ہے اور والبحر مبتدا ہے اور ما بعدہ جملہ خبر ہے اور مَا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ خبر ہے لَوْ اَنَّ کی
فکتب بها معلومات الله محذوف ہے معنی یہ ہوگا کہ اگر ثابت ہو جائے یہ بات کہ تمام درختوں کی قلمیں بناویں اور ایک
دریا اور ملا کر سیاہی بنائیں اور ان سے معلومات اللہ لکھے جائیں تو پھر بھی معلومات اللہ ختم نہ ہوں گے۔ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ
مُقْتَصِدٌ حق پر چلنے والا اور افراط اور تفریط نہ کرنے والا ختار عہد شکن وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ معتزلہ اس آیت کو اپنے
لاتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ تعالٰی کو سب چیز کا علم ہے جو موجود ہیں یا وہ جو ارادہ کیا ہے اور جس چیز کا ابھی ارادہ نہیں کیا

اس کا علم نہیں اسی واسطے بعلم وقت کل غیب نہیں دیا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہلے جاننا ضروری نہیں ہے اور اہلسنت والجماعت قرینہ اول سے یہ کہتے ہیں کہ تنزیل الغیث کا علم بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے (حاصل سورۃ و تقریر) پہلے تطبیہ تمہید میں کہا گیا کہ یہ آیات تو کتاب مبین کی ہیں اور رحمت اور ہدایت ان لوگوں کے واسطے ہے جو کہ مامورین اللہ کو ادا کرتے ہیں اور شرک سے ہٹتے ہیں اور جو ایسے نہیں اُن کے لئے عمی ہے قال تعالیٰ وھو علیھم عمی اور پھر دلیل عقلی بیان کر کے دلیل نقلی اور درمیان میں تائید دلیل نقلی کی بیان کی اور پھر دلیل عقلی اور رد شکوے اور بشارت اور تخویف ذکر کی گئی ہے اور پھر دلیل *نقلی بیان کر کے ثمرہ نکالا گیا اس کے بعد طریقہ سابقہ کو اعادہ کیا گیا یعنی پہلے دعویٰ اول اور پھر دعویٰ ثانی کو ثابت کیا گیا اور درمیان تخویف دی گئی۔ خلاصہ یہ ہوا کہ توحید کو بطریق التفصیل ثابت کیا گیا۔ پہلے دلائل عقلیہ واسطے ثبوت دعویٰ اول کے اور پھر ایک دلیل واسطے ثبوت دعویٰ ثانی کے لا کر ثمرہ نکالا گیا اور پھر بھی اسی طریقے کا اعادہ کیا گیا۔ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَةُ السَّجْدَة (مکیہ)

اس سُورۃ کا ربط ما قبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ روم میں وعدہ فتح اور بشارت دی گئی تھی کہ تم اے مومنو توحید پر محکم رہو اللہ تعالیٰ تم کو فتح دے گا پھر سورۃ لقمان میں توحید علی طریق الکمال ثابت کیا جب توحید ثابت ہو گئی تو اس سورۃ میں بطریق ترقی نفی شفیع غالب کی بیان ہو گی۔ جیسا کہا کہ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا شَفِیْعٍ الخ لہٰذا اس سُورت میں جو دلائل توحید کے بیان ہوں گے وہ تمام اس دعویٰ کے ساتھ منطبق ہوں گے اگرچہ بظاہر توحید کا ثبوت ہوگا (حاصل سُورۃ) تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ سے لیکر لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ تک بطور تمہید کفار کے واسطے شکوی بیان کیا گیا کہ یہ تو کتاب منزل لاریب فیہ ہے یعنی شک کے لائق نہیں ہے اس معنی بموجب جو تکالیف مطول وغیرہ میں مذکور ہیں نہ کرنی پڑیں گی۔ آیا یہ کفار کہتے ہیں کہ اس نے افترا کیا ہے حالانکہ یہ تو حق ہے اور منذر ہے اور پھر اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے لیکر قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ تک دلیل توحید کی بیان کی گئی اور غرض ان سے نفی شفیع غالب کی ہے اور اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے مِمَّا تَعُدُّوْنَ تک ثابت کیا گیا کہ متصرف وہی ہے، ہر ایک امر میں اور ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَیْبِ سے یہ ثابت کیا گیا کہ ہر ایک کا عالم بھی وہی ہے حاصل یہ ہوا کہ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ وکہا گیا یہ حکمنامہ ہے جو کہ لاریب فیہ کے قبیل سے ہے اور اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے لے کر بتلایا گیا کہ حکمنامہ یہ ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے کوئی زور اور قہر سے کام نہیں کرا سکتا اور پھر وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ سے لے کر ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ تک شکوی اور ان کے قول کا رد کیا گیا کہ جو کہتے تھے ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ یعنی بعد مر جانے اور گم ہو جانے کے زمین میں پھر پیدا ہو جاویں گے تو جواب دیا گیا کہ ہاں ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ یعنی جس نے تم کو پہلے پیدا کر لیا ہے اس پہلی پیدائش کو تو تم بھی مانتے ہو کہ بے شک پیدا کرنے والا ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اسی طرح پھر بھی پیدا کرے گا۔ اور اس دلیل یعنی اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے بھی ثابت کیا گیا اور بتاؤ تمہارے شفعاء کیا کر سکتے ہیں اور پھر وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ سے لیکر ذُوْقُوْا عَذَابَ

* یہاں سے پہلے دعویٰ اول کا ثبوت کیا گیا پھر دعویٰ ثانی کا ثبوت کر کے اور تخویف اور دلیل عقلی

اعْلَمُ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک تخویف اُخروی بحالات الکفار کے بتلائے گئے اور بعد اس کے اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ سے لے کر وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
یُنْفِقُوْنَ تک مقابلے حال کفار کے مومنوں کا حال بھی بتلایا گیا کہ پکی بات یہ ہے کہ مومن کامل وہ ہیں کہ جو ایمان لائیں آیات کے ساتھ اور عاجزی کریں
اور انابت کو قبول کریں اور ضد نہ کریں اور ان کا کام سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ہو یعنی شرکیوں سے اللہ تعالے کی پاکی بیان کریں اور پاکی بھی متلبس ہو
حمد اللہ کے ساتھ یعنی یہ کہیں کہ شرکیوں سے تو پاک ہے اور حمد بھی تیری بے شان ہے یعنی سب کچھ کرنے والا بھی تو ہے اور جس جگہ اس طرح
عبارت آئی ہو اس کا یہ معنی ہوتا ہے کہ سَبَّحُوْا سے مراد نفی عن الشریک بیان کرنا ہوتا ہے اور بِحَمْدِ اللہ میں ادماج ہوتا ہے یعنی متصرف تو
ایک ہے پس یہ بھی تیرے واسطے ہونی چاہیے اور دوسرا کام ان کا یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا یعنی ایک اللہ تعالے کو پکارتے ہیں اور انفاق
مال کا بھی کرتے ہیں اور فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ سے بشارت بیان کی گئی یعنی ہر ایک کو اعمال کے مطابق جزا ملے گی
اور اس کو علی طریق الکمال کوئی نہیں جانتا۔ علم نفی سے مراد نفی علم کامل کی ہے اور پھر اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے لیکر اِنَّا مِنَ
الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ تک بشارت واسطے مومنوں کے اور تخویف اُخروی واسطے کفار کے بیان کی گئی اور پھر وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ
سے لے کر وَکَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ تک دلیل نقلی بیان کی گئی اور استاذنا العلام نے یہ بیان کیا کہ غرض دلیل نقلی سے یہ ہے کہ دیکھو موسے
علیہ السلام بھی یہی کہتا تھا کہ متصرف اور عالم ہر ایک امر کا ایک خاص اللہ تعالے ہے اسی کو پکارو اور اس کی تفصیل و تنویر یہ ہے کہ پہلے فصل
ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا کہا گیا اور ابتدا میں اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ کہا گیا۔ **حاصل یہ ہے** کہ اول میں
کہا گیا کہ یہ کفار بجائے ایمان لانے کے اعراض کرکے افترا وغیرہ کہتے ہیں اور دعوے کو نہیں مانتے اور ہم نے موسے علیہ السلام کو بھی کتاب
دی تھی جیسا کہ تم پر اے رسول اللہ صلعم نازل کی گئی ہے اور اس کو ہم نے ہدایت بنایا تھا واسطے بنی اسرائیل کے جیسا کہ یہ کتاب ہدایت ہے
لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ پس معلوم ہوا کہ ہم نے پہلے بھی اسی طرح کیا اِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ سے لے کر اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ تک تخویف دی
گئی اول اُخروی اور بعد میں دنیوی اور اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ سے لے کر یُبْصِرُوْنَ تک بالظاہر تو دلیل توحید کی معلوم ہوتی ہے۔ کہ
اللہ تعالے کی وہ ذات ہے جو کہ خشک زمین سے زرع کو پیدا کرتا ہے جس کو تم اور تمہارے انعام وغیرہ کھاتے ہیں لیکن اس سے غرض ثبوت
قیامت کا ہے کیونکہ اس کے بعد وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ بھی حال قیامت کے متعلق ہے یعنی حاصل یہ ہے کہ یہ تو قیامت کو نہیں
مانتے اور بجائے ماننے کے استہزا کرتے ہیں حالانکہ جو ذات پاک خشک زمین سے زرع پیدا کر لیتا ہے اسی طرح تمام مخلوقات کو پیدا کرلیگا
اور قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ سے لے کر اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ تک تخویف ہے **(حاصل اور خلاصہ)** سورت کا یہ ہے کہ اصلی مقصود اس سورت میں
نفی تشفیع قہری کی ہے اور اول میں کہا گیا کہ یہ حکمنامہ رب العلمین کی طرف سے ہے اور یہ کفار ماننا بجائے خود اس کو افترا کہتے ہیں حالانکہ یہ ان
کی ہدایت کے واسطے نازل کیا جاتا ہے اور پھر وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ سے لے کر دلیل نقلی اس کے متعلق لائی گئی کہ دیکھو ہم نے موسے
پر کتاب نازل کی واسطے ہدایت بنی اسرائیل کے انہوں نے یقین کرکے ایمان اس کے ساتھ لایا اور درمیان میں دلائل عقلی واسطے توحید کے یعنی سب
کچھ کرنے والا اور جاننے والا وہی ہے اسکے بعد کفار کا شکوی کیا گیا کہ یہ کفار آخرت کو نہیں مانتے اور استہزا کرتے ہیں حالانکہ جس ذات نے ان کو
پہلے پیدا کیا ہے پھر بھی انکو پیدا کر سکتا ہے اور باقی سورتوں میں تخویف اُخروی اور بشارت ذکر کی گئی ۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُورۃ الاحزاب

اس سورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ سورۃ سجدہ میں نفی تشفیع قہری کی گئی۔ اس سُورۃ میں یہ بیان ہے کہ اے رسول صلعم تم کو کفار کہتے ہیں کہ ہماری اتنی بات تسلیم کر لو کہ ہمارے معبود شفیع ہوں گے اور باقی جس طرح تمہاری مرضی چاہے تبلیغ کرو۔ لہذا اس سُورت میں رسول کو صلعم کو کہا گیا کہ نرمی مت کرنی بلکہ ان کے معبودوں کی مذمت کرتے رہنا کما جاء فی سورۃ نٓ والقلم وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ الخ اور دوسری جگہ قرآن میں آیا ہے بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ اور سورۃ بنی اسرائیل میں آیا ہے لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا اب ربط ماقبل کے ساتھ تو ظاہر ہو گیا۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ سے لے کر وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا تک اور مفسرین نے اس جگہ یہ شان نزول کہا ہے جیسا خازن میں اس کی تفصیل ہے اور اس کا اجمال یہ ہے کہ بعد جنگ اُحد کے کافر رسول اللہ صلعم کے پاس آئے اور حضرت عمرؓ بھی رسول اللہ صلعم کے پاس کھڑے ہوئے تھے کفار نے کہا کہ محض ہمارے معبودوں کی شفاعت تسلیم کرو باقی تم اپنے تمام احکام کی تبلیغ کرتے رہو تو رسول صلعم کو حکم ہوا يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ ای دم عَلَى التَّقْوٰى وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ یعنی شفاعت قہری کی نفی کرتے رہو اور مَا يُوْحٰٓى کے تابع ہو میں نے ان کی تفصیل ربط میں کر دی ہے اور مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ سے لے کر وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا تک دو نظیریں متعلق ماقبل کے بیان کیں اور اول میں مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ علت بیان کی ہے ماقبل کی یعنی وجہ حکم سابق اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الخ کی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ایک شخص میں دو قلب نہیں بنائے جو کہ ایک سے اللہ کا اتقاء کرے اور دوسرے سے اتقاء غیر کا کرے یعنی غیر اللہ کی تابعداری کرے۔ ع دو دل بودن بجز بے حاصلی نیست۔

شعر

یکے بین و یکے دان و یکے گو ⁕ یکے خواہ و یکے خوان و یکے جو

اس آیت کا یہ معنی بعض تفسیر والوں نے کیا ہے اور دوسری نظیریں مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ سے لے کر وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ تک بیان کی گئیں۔ حاصل یہ ہے کہ اے رسول اللہ صلعم کفار کو کہہ دے کہ تمہارے کہنے سے کوئی معبود اور شفیع نہیں بن جاتا جیسا کہ والدہ کہنے سے والدہ اور ولد کہنے سے ولد نہیں بنتا اور ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ سے لے کر وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا تک ماقبل کے متعلق بیان کیا گیا کہ غیر والدہ کو والدہ کہنا اور اپنے ادعیاء کو ابناء کہنا محض قول ہیں کہ منہ سے کہے جاتے ہیں اللہ تعالےٰ تم کو ایسے اُمور کی ہدایت نہیں کرتا بلکہ وہ تو یہ بتلاتا ہے کہ ادعیاء کو ان کے والدین کے نام کے ساتھ بتلایا کرو۔ اگر تم کو ان کے آباء کے نام نہیں آتے تو تمہارے بھائی اور دوست ہیں دین میں ولد تمہارے نہیں بن سکتے ہاں اگر خطاً ادعیاء کو ابناء کے ساتھ بلایا تو اللہ تعالےٰ معاف کرے گا گناہ اور عصیان عمداً میں ہے۔ تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں دو رسمیں عربوں میں تھیں ایک یہ کہ جس نے اپنی زوجہ سے ظہار کیا یعنی اس کو کہا اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ۔ تو اس کو والدہ خیال کرتے تھے حکماً اور اس کو رجوع نہیں کرتے تھے اور دوسری رسم یہ تھی کہ متبنےٰ کو ولد خیال کرتے تھے لہذا اس کی زوجہ کے ساتھ خود متبنیٰ بنانے والا بالکل نکاح نہیں کرتا تھا۔ اصل میں اس سُورت میں مقصود بالذات نفی شرک اور ان دو رسموں کا دُور کرنا ہے اور اول میں ربط ماقبل کے ساتھ دے کر ان دونوں کو بطور

تکبیر کے بیان کیا اور رسم تب دور ہو سکتی ہے کہ رسم زائل کنندہ خود پہلے اس پر عمل در آمد کرے لہٰذا اول میں رسول اللہ صلعم کا متبنیٰ زید تھا رسول اللہ
صلعم کو حکم ہوا کہ زینبؓ کا نکاح زیدؓ کے ساتھ کرو اور جب زیدؓ نے زینبؓ کو طلاق دے دی تو حکم ہوا کہ تم آپ زینبؓ کے ساتھ نکاح کرو تاکہ
متبنے کی عورت نہ لینے کی رسم دور ہو جائے اور جو مفسرین نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی میلان طبیعت کیلئے جو زینب کی طرف تھی زید سے
طلاق دلوائی تھی بالکل غلط ہے ایسے امور سے انبیاء معصوم ہیں بلکہ پہلے نکاح کرنے کے وقت زینب رضہ زیدؓ کے ساتھ راضی نہیں تھیں مجبوراً
نکاح کیا گیا تھا۔ اس کے متعلق مضمون اور بحث اس سورت میں ہوگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ ۔ حاصل تمام تقریر کا یہ ہے کہ کفار کو کہا گیا کہ تم میں تین
غلطیاں ہیں۔ ایک اصول ہیں کہ غیر اللہ معبود اور شفیع بناتے ہو۔ اور دو فروعات میں ہیں اس کے بعد اب اس مضمون کے متعلق خطابات کوئی
نبی علیہ السلام کو اور کوئی لوگوں کو اور ازواج مطہرات کو ہونگے۔ (۱) اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ سے لے کر کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا تک
خطاب مومنوں کو کیا گیا۔ خاص اور ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ اے مومنو! اب رسول اللہ صلعم نے رسم قدیمی کو توڑ ڈالا لہٰذا کفار اور منافق مخالف
ہوں گے تم نبی صلعم کے ساتھ اپنی جانوں کو قربان کرنا نبی علیہ السلام پر اور ازواج مطہرات کی بے حرمتی نہ ہونے دینا۔ ازواج مطہرات کو اُمہات
سمجھو لیکن میراث میں نہ (معانی الفاظ) اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ یعنی پکارو تم دراں حال نسبت کرنے والے ہو تم ان کو طرف آباء اُن کے کے۔
فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ ای فیما فرض اللہ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا مراد اولیاء سے مہاجرین اور باقی مومنین ہیں اَنْ تَفْعَلُوْا بتاویل
مصدر مبتدا ہوگا خبر اس کی جائز محذوف ہے ای الا فعلکم معروفا ای احسانا جائز الی المهاجرین والمؤمنین وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ
مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ سے لے کر وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا تک خطاب للنبی علیہ السلام کہ اے نبی صلعم مخالفت
کفار کی ضرور کرنی اور نرمی نہ کرنی یاد تو کرو کہ اللہ تعالےٰ نے تمام انبیاء اور تجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میرے احکام کی پوری طرح تبلیغ کرنا کیونکہ تبلیغ
کے بارے میں صادقین سے قیامت میں صدق ان کے سے پوچھا جاوے گا کہ تم نے صدق سے پوری پوری تبلیغ کی ہے یا نہ اور تبلیغ کے
نہ ماننے والوں کے واسطے عذاب جہنم تیار کیا ہوا ہے۔ اور یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا سے لے کر وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا تک خطاب
لوگوں کو کیا گیا جس طرح نبی علیہ السلام کو خطاب کر کے کہا گیا کہ اپنے وعدے کو یاد کرو اسی طرح مومنوں کو کہا گیا کہ اے مومنو مت ڈرو رسول اللہ صلعم
کے ساتھی بنو اور مخالفت نہ کرو میں تم کو مدد دوں گا جیسا کہ جنگ احزاب میں مدد دی تھی (معانی الفاظ) وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ یعنی
مدینے کی مغرب اور جنوب میں وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا یعنی تم کو ظن تھا کہ فتح نہ ہوگی کیونکہ ظاہر صورت فتح کی کوئی نہ تھی اور باللہ کا معنی
فی حق اللہ اِلَّا غُرُوْرًا ای الا اصحاب غرور کا معنی کذب ہے فَارْجِعُوْا سے من الایمان الی الکفر یعنی کافر ہو جاؤ وَمَا هِیَ بِعَوْرَةٍ کیونکہ
بچے اور بعض مرد بوڑھے مکانوں میں تھے وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَیْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا یَسِیْرًا معنی
یہ کہ اگر یہ کفار طرف مدینے سے ان کے گھروں میں داخل ہوتے اور ان کو شرک کہا جاتا تو اس کے قبول کرنے میں دیر نہ کرتے قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَكُمُ
اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ای من ذا الذی یمنع بکم الرحمة الْمُعَوِّقِیْنَ ای المانعین یہ دو فریق یعنی مانعین اور قائلین لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ
یعنی جو پہلے جا کر واپس ہوئی تھی اور مراد مُعَوِّقِیْنَ سے منافق ہیں اَشِحَّةً یعنی بخل کرنے والے سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَیْرِ
یعنی مارتے ہیں تم کو ساتھ زبانیں تیز کے دراں حال حرص کرنے والے ہیں اوپر مال کے وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ذٰلک کا اشارہ الیہ عذاب ہے

جو کہ مفہوم ہوتا ہے تا فَاَحۡبَطَ اللّٰہُ اَعۡمَالَھُمۡ سے وَیَحۡسَبُوۡنَ کی ضمیر مُعَوِّقِیۡنَ اور قَآئِلِیۡنَ دونو کی طرف راجع ہے وَلَوۡ کَانُوۡا فِیۡکُمۡ مَّا قٰتَلُوۡۤا اِلَّا قَلِیۡلًا یعنے اگر احزاب آتے اور یہ درمیان میں ہوتے تو کچھ بھی قتال نہ کرتے لِّیَجۡزِیَ اللّٰہُ میں لام عاقبت کا ہے یعنی عاقبت یہ ہوگی کہ صادقین کو جزا خیر اور منافقین کو عذاب دے گا یا معافی کرے گا وَرَدَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِغَیۡظِہِمۡ لَمۡ یَنَالُوۡا خَیۡرًا بغیظہم یعنی مع غیظہم کے ہے اور خیر سے مراد فتح ہے یعنی واپس کیا اللہ تعالےٰ نے کفار کو ساتھ غیظ کے انہوں نے فتح کو نہ پایا وَاَنۡزَلَ الَّذِیۡنَ ظَاہَرُوۡہُمۡ مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ مِنۡ صَیَاصِیۡہِمۡ وَقَذَفَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الرُّعۡبَ فَرِیۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ وَتَاۡسِرُوۡنَ فَرِیۡقًا وَاَوۡرَثَکُمۡ اَرۡضَہُمۡ وَدِیَارَہُمۡ وَاَمۡوَالَہُمۡ وَاَرۡضًا لَّمۡ تَطَـُٔوۡہَا وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرًا اس کا عطف وَرَدَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا پر ہے مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ بیان ہے ظَاہَرُوۡہُمۡ کا اور مِنۡ صَیَاصِیۡہِمۡ متعلق ہے انزل کے ساتھ حاصل یہ ہے کہ کفار کو اللہ تعالےٰ نے بغیر فتح کے واپس کیا اور اہل کتاب جو گرد و نواح مدینہ کے تھے اور کفار کو مدد دی تھی۔ ان پر اللہ تعالےٰ نے تم کو غلبہ دیا۔ تمہاری چڑھائی کے سبب سے وہ اپنے قلعوں سے نیچے اتر آئے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں میں رُعب ڈال دیا تھا تم نے مردوں کو قتل کر کے اور عورتوں اور بچوں کو قید کیا اور ان کی زمین وغیرہ کے تم مالک ہو گئے وجہ یہ تھی کہ انہوں نے سعد رض کو ثالث منظور کیا اور سعد نے یہی حکم دیا تھا یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِکَ سے لے کر اَجۡرًا عَظِیۡمًا تک خطاب نبی علیہ السلام کو ازواج مطہرات کے حق میں کیا گیا۔ حاصل یہ کہ اے رسول صلعم کہہ دے ازواج مطہرات کو کہ اگر تم کو دُنیا کی ضرورت ہے تو آؤ میں تم کو متعہ وغیرہ دے کر تم کو طلاق دے دوں۔ اگر تابعداری اللہ اور رسول صلعم کی کرو تو اللہ تعالےٰ اجر دے گا۔ اس سے غرض یہ ہے کہ جو یہ رسم کہ رسول اللہ صلعم نے توڑی ہے اس میں اوّل تو مومنوں کو کہا گیا کہ رسول اللہ صلعم کی تابعداری کرنی اور مت ڈرنا تم کو میں مدد دوں گا اس رسم کے توڑنے سے کفار و منافق مخالف ہو گئے ہیں اب ازواج مطہرات کو کہا گیا کہ تم بھی رسول اللہ کی تابعداری کرو مخالفت نہ کرنا۔ پھر یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنۡ یَّاۡتِ مِنۡکُنَّ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ سے لے کر اَعۡتَدۡنَا لَہَا رِزۡقًا کَرِیۡمًا تک خطاب ازواج مطہرات کو کیا گیا ہے یعنی تم میں سے جو فاحشہ مبینہ ہوگی یعنے نشوز الخلق کرے گی یعنی اگر کوئی عورت تم کو کہے کہ رسول صلعم نے کیا کیا کہ متبنٰی کی عورت نکاح کر لی ہے تو تم یہ کہو کہ رسول صلعم نے اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کی ہے اگر تم یہ کہو کہ رسول صلعم زور والا ہے۔ اپنی مرضی سے کام کرتا ہے یہ کہنا تمہارا فاحشہ مبینہ ہے اور اس کے بدلے میں تم کو اللہ تعالےٰ دگنا عذاب دے گا اور جس نے یہ فاحشہ نہ کیا تو اس کو دوگنا اجر ملے گا اور پھر یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ سے لیکر اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیۡفًا خَبِیۡرًا تک خطاب ازواج مطہرات کو کہا گیا کہ اگر اتقا کرو اور فاحشہ سے بچنا چاہو تو اس تعمیل کے بارے میں نرم قول مت کہو یعنی یہ نہ کہو کہ رسول صلعم اپنی مرضی والا ہے کیونکہ منافق سمجھینگے کہ کچھ تو رسول صلعم کے گھر میں مخالفت ہو گئی ہے اور باقی یہ کہ اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور زینت جاہلیہ وغیرہ کو ترک کرو کیونکہ ان امور سے کفار طعن اور تہمت کریں گے اللہ تعالیٰ کی یہ مرضی ہے کہ اہل بیت سے بدنامی کو دُور کرے۔ جاننا چاہیئے کہ اہل بیت سے مراد عام ہے کوئی خاص پنج تن مُراد نہیں ہیں کیونکہ سیاق قرآن اس کے مخالف ہے ہاں البتہ رسول صلعم نے چار تن کے واسطے دعا کی تھی وہ فاطمہ رض اور حضرت حسین رض اور حسن رض اور علی رض ہیں رضوان علیہم اجمعین لیکن اس آیت میں اہل بیت سے پنج تن مراد نہیں ہیں پس اعتراض شیعہ کا دفع ہو گیا اور پھر اِنَّ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَالۡمُسۡلِمٰتِ سے لے کر اَعَدَّ اللّٰہُ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃً وَّاَجۡرًا عَظِیۡمًا تک خطاب عام مومنوں اور مومنات کو کیا گیا۔ حاصل یہ ہے کہ تابعداری کرنے والوں کیلئے اجر ہے اور وَمَا کَانَ لِمُؤۡمِنٍ وَّلَا

مُؤمِنَاتٍ سے لیکر فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا تک متعلق اَعَدَّ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا کے لایا گیا یعنی اللہ تعالےٰ اجر تو دیگا لیکن ان لوگوں کو اور رسول اللہ کی تابعداری کرنی اور مخالفت نہ کرنی ضروری ہے اور جو مخالفت کرے گا۔ اس کے واسطے جہنم تیار ہے اور پھر اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْ اَنْعَمَ اللہُ عَلَیْهِ سے لیکر وَ کَانَ اَمْرُ اللہِ مَفْعُوْلًا تک نبی علیہ السلام کو زجر کی گئی ہے یعنی اے رسول اللہ صلعم تو نے زید کو زجر کی کہ کیوں زینب کو چھوڑتا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ کی یہ خواہش تھی کہ تو زینبؓ کو نکاح کرے تاکہ ان کی رسم دور ہو جائے اور لوگ خود مخالف ہونگے اور مدخولہ ہونا زینبؓ کا کوئی ثابت نہیں ہے اور جو مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ زینبؓ حسن کی وجہ سے رسول اللہ صلعم کو پسند آگئی تھی لہٰذا زید نے طلاق دلا کر آپ نے نکاح کر لی یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اگر یہ بات ہوتی تو پہلے زیدؓ کے ساتھ نکاح نہ کرواتی۔ اور مَا کَانَ عَلَی النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ سے لیکر وَ کَفٰی بِاللہِ حَسِیْبًا تک خطاب نبی علیہ السلام کو کیا گیا کہ اے نبی علیہ السلام مَا فَرَضَ اللہُ میں تجھ کو تنگی نہ ہونی چاہیئے محافظ اللہ تعالےٰ ہے اور مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ سے لے کر اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا کَرِیْمًا دو خطاب مومنوں کو کئے گئے (۱) اول یہ کہ محمد کوئی باپ تو زید کا نہ تھا کہ اس کی زوجہ سے نکاح کرنے میں عقدہ آنکہ ہے (۲) اور دوسرا جو تم سے غلطی اور گناہ ہو گیا ہے کہ تمہارے دل میں خیال بدگمانی رسول صلعم کے حق میں ہو گیا ہے اس کے بدلے میں اللہ تعالےٰ کو یاد کر کے طلب معافی کی کرو اور یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ سے لے کر وَ تَوَکَّلْ عَلَی اللہِ وَ کَفٰی بِاللہِ وَکِیْلًا تک خطاب نبی علیہ السلام کو کیا گیا یعنے اے رسول اللہ صلعم تم کو ہم نے رسول بنایا ہے تاکہ لوگوں کو مسئلہ حق بتاویں یعنی کہدیں کہ متبنے کی عورت حلال ہے اگرچہ لوگ مخالف ہوں پھر اس جگہ سورت کے ابتدائی حال کا اعادہ کیا گیا وَ لَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ دَعْ اَذٰهُمْ وَ تَوَکَّلْ عَلَی اللہِ وَ کَفٰی بِاللہِ وَکِیْلًا اور یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر جَمِیْلًا تک خطاب مومنوں کو کیا گیا کہ اگر مومنات کو نکاح کرو خواہ متبنے کی عورت ہو یا سوائے اس کے اور تم طلاق قبل الدخول دے دو تو عدت کوئی لازم نہ ہوگی جیسا کہ زینبؓ کی عدت کوئی نہ تھی اور یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ سے لے کر وَ کَانَ اللہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا تک خطاب نبی علیہ السلام کو کیا گیا اس میں لِکَیْلَا یَکُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌ علت ہے لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ یعنے اقسام اربعہ جو کہ مذکور ماقبل ہیں ان کی سوائے تیرے لئے حلال نہیں ہیں اس معنی بموجب نسخ نہ ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ چار قسم کی عورتیں تیرے واسطے یا رسول اللہ جائز ہیں اول قسم اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ سے بیان کیا گیا یعنی جو سابقہ مہر والی ہیں (۲) ثانی قسم اَوْ مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُكَ سے شروع کیا گیا ہے (۳) اور تیسرا قسم وَ بَنٰتِ عَمِّكَ سے شروع کیا گیا ہے (۴) قسم رابع اَوْ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً الخ یعنی وہ جو کہ خود نفس کو رسول اللہ صلعم پر ہبہ کر دے۔ تین اخیر قسموں کی جوانگی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام حق طلب نہ کریں لی ان چار قسموں کی تقیید تحدید اے رسول اللہ صلعم ہے وَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا ای علی المؤمنین لا علے النبی صلعم اور وجہ احلال کثرت نساء کی یہ ہے تاکہ لوگوں کو تبلیغ احکام مشروعہ کی پوری طرح سے ہو جاوے کیونکہ مکہ میں تو احکام مشروعہ جاری نہیں ہوئے اسی واسطے مکہ میں ایک خدیجۃ الکبریٰ کے ساتھ نکاح ہوا اور جب مدینے میں آئے اور احکام شروعہ نازل ہوئے تو زیادہ نکاح کرنے کی اجازت دی گئی تاکہ اچھی طرح تبلیغ احکام ہو جاوے پس اعتراض کوئی نہ رہا (معانی) تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ ای لا تقسم لا بیتهن ماشئت یعنی دور کریں جس کو چاہیں وَ تُؤْوِیْۤ اِلَیْكَ اپنے پاس جگہ دیویں جس کو چاہیں وَ لَا اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ یعنی تیرے واسطے حلال نہیں اے نبی علیہ السلام کہ جو اب نکاح میں ہیں ایک کو چھوڑ دیں اور اس کے بدلے میں غیر مہاجرہ کو نکاح کریں کیونکہ مہاجرہ وغیرہ جو ہیں وہ تو حق طلب نہیں کرتیں اور یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر اِنَّ اللہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا

تک چند قواعد بتلائے گئے تاکہ اتہام منافقوں اور کفار سے محفوظ رہیں اور اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ سے لیکر اِثْمًا مُّبِیْنًا تک اول تو
مومنوں کو کہا گیا کہ تم آفرین آفرین کہا کرو جس طرح اللہ تعالےٰ اور ملائکہ آفرین کرتے ہیں کہ یا رسول واہ واہ تو نے اپنے اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کی
یہ معنی شیخ ولی اللہ نے کئے ہیں اور بخاری میں ہے صلوٰۃ اللہ ثناؤہ اور جو لوگ ایذا یعنی اتہام لگاتے ہیں نبی علیہ السلام اور مؤمنین اور مومنات پر
بغیر حق کے ان کو اثم مبین ہے اور قل یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ سے وَالْعَنْھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا تک تین امور بتلائیں گے اول تو منافقوں کے
دفع اتہام کے واسطے حکم کیا گیا نبی علیہ السلام کو کہ رات کے وقت یہ منافق عورتوں کو آواز دیتے ہیں اتہام لگانے کے واسطے پھر اگر ان سے پوچھا جاوے تو
کہتے ہیں کہ ہم نے فلانی عورت خیال کی تھی لہذا حکم ہوا کہ اے نبی علیہ السلام ازواج مطہرات اور نساء المومنین کو کہہ دیجئے کہ چادریں اوڑھ کر گھر سے نکلا کریں پھر اگر
منافق منع نہ ہوئے تو دنیا میں ہم کو ان پر مسلط کر دیں گے یہ دوسرا امر تھا یعنی تخویف دنیوی تھی اور تیسرا تخویف اخروی ذکر کی گئی یَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ
سے آخر تک (معانی الفاظ: وَالْمُرْجِفُوْنَ ای خبر پھیلانے والے) اور یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لیکر فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا تک دو خطاب مومنوں کو کئے گئے
کہ رسول اللہ صلعم کو اتہام کے ساتھ ایذا نہ دیا کرو اور قول کذب نہ کہا کرو بلکہ سدید قول اور صادق کہا کرو جیسا کہ موسےٰ علیہ السلام کو اُن کی قوم نے ایذا بوجہ اتہام
زنا دیا تھا جب موسیٰ علیہ السلام نے انکو زنا سے منع کیا اور کہا کہ زانی کو قتل کیا جائے گا تو قارون نے کہا کہ اگر تو بھی ہوگا تو موسےٰ علیہ السلام نے کہا
ہر کسی کے واسطے یہی حکم ہے اس پر ودرنے کہا کہ فلانی عورت کہتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے میرے ساتھ زنا کیا ہے۔ نعوذ باللہ۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے
اس عورت کو بلا کر کہا کہ تجھ کو اس خدا کی قسم ہے کہ جس نے دریا کو کالطود العظیم بنایا تھا۔ سچ کہہ۔ تو اس نے کہا کہ مجھکو قارون نے کہا کہ اگر تو
موسےٰ علیہ السلام کو زنا سے متہم کرے میں تم کو سونے کا تھال دوں گا اللہ تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس تہمت ایذا سے بری کیا اور قارون کو
زمین میں غرق کیا اور اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ سے لے کر وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا تک تصریح کی گئی منافقوں اور کافروں کو یعنی ہم نے مناسب احکام کا انکو
حکم کیا تو بعض ان میں سے یعنی کفار اور منافقوں نے ادا نہ کئے حالانکہ زمین اور آسمان کے جو مناسب حکم تھے ان پر حکم کیا انہوں نے ادا کیا جیسا
کہ سورۃ حم میں آیا ہے فَقَالَ لَھَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْھًا قَالَتَآ اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ جب انسان نے احکام الٰہی کو اٹھا لیا اور بجا نہ لایا تو عاقبت
اس کی یہ ہوگی کہ اللہ تعالےٰ منافقوں اور کافروں کو عذاب دے گا اور مومنوں کے لئے جنات نصیب ہونگے۔ تقریر سے واضح ہوا کہ فَاَبَیْنَ اَنْ
یَّحْمِلْنَھَا کا معنی یہ ہے کہ مان لیا انہوں نے احکام کو اور وَحَمَلَھَا الْاِنْسَانُ کا معنی خانھا الانسان ہے یعنی احکام نہ مانے اور انکار کیا جیسا کہ زجاج نے
کہا حسن الاما نتہ ای خانھا (مدارک) اور اس جگہ مراد انسان سے منافق اور کافر ہیں لِیُعَذِّبَ اللّٰہُ میں لام عاقبت کا ہے (حاصل تقریر
کا یہ ہے) اول میں تو رسول اللہ صلعم کو کہا گیا کہ کفار کی تابعداری نہ کرنا اور نرمی ست کرنا اس بات میں کہ کہتے ہیں کہ شفیع ہونا ہمارے معبودوں کا تسلیم
کر لے بلکہ تابعداری مَا یُوْحٰٓی اِلَیْكَ کرتے رہو۔ یہ تو ان کے عقائد اور اصول کو رد کیا گیا ہے کہ کوئی معبود اور شفیع بنانے سے نہیں بنتا پھر اس کی
دو نظیریں بیان کیں جیسا کہ والدہ اور والد بنانے سے والدہ اور والد نہیں بنتے حاصل یہ ہے کہ ایک غلطی ان کے اصول اور دو فروع میں تھیں اللہ تعالےٰ
نے ان کو رد کیا پھر خطاب واسطے نبی علیہ السلام کے اور مؤمنین کے اور ازواج مطہرات کو کئے گئے (۱) اول خطاب مومنوں کو بعد خطاب کے جو
پہلے رسول اللہ صلعم کو کہا گیا لَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ مومنین کے واسطے ضروری ہے کہ رسول اللہ کو اپنی جانوں سے اہم سمجھ کر قتال اور جنگ
میں اپنی جانوں کو رسول صلعم کے قربان کریں اور ایذا رسول اللہ پر نہ آنے دیں کیونکہ کافر اور منافق خود رسول صلعم کے مخالف ہونگے (۲) دوسرا خطاب یہ

کر اے نبی علیہ السلام تمہارے واسطے ضروری ہے کہ تبلیغ میں سستی نہ کرو۔ خوب اچھی طرح کرو۔ تمام انبیاء اور تجھ سے وعدہ لیا گیا ہے کہ تم خوب تبلیغ کرو اب وقت ہے۔ (۳) تیسرا خطاب اے مومنو ڈرو نہیں رسول اللہ صلعم کا ساتھی رہنا اللہ تعالے تم کو فتح دے گا جیسا جنگ احزاب میں دی تھی (۴) چوتھا خطاب اے نبی علیہ السلام ازواج مطہرات کو کہد سے کہ تمہارے واسطے اطاعت الرسول فرض ہے طعن وغیرہ اس کے فعل پر نہ کرنا (۵) پانچواں خطاب اے ازواج مطہرات جس نے اتنا بھی کہا کہ اپنی مرضی سے کام کرتا ہے ہماری بات نہیں مانتا اس کے واسطے دوگنا گناہ (۶) چھٹا خطاب اے نساء نبی علیہ صلعم قول نرم یعنی اس طرح نہ کہنا کہ اس کی اپنی مرضی ہے بلکہ کہو حکم خدا کے مطابق کر رہا ہے جس نے اس طرح کیا اس کو دوگونہ ثواب ہوگا (۷) ساتواں ہر ایک مومن اور مومنہ کو چاہیے کہ رسول اللہ صلعم کی مخالفت نہ کریں (۸) آٹھواں اے رسول اللہ صلعم کیوں زید کو طلاق دینے پر زجر کرتے ہو (۹) نواں خطاب رسول اللہ صلعم کو چاہیے کہ تبلیغ احکام میں دل تنگ نہ کرے (۱۰) اے مومنو زید کوئی ولد رسول اللہ صلعم کا نہیں تھا تاکہ زینب کے ساتھ نکاح کرنا منع ہو (۱۱) اے مومنو جو کچھ تمہارے دل میں خلاف فعل رسول اللہ صلعم کے خیال آیا ہے اس واسطے طلب معافی کی اللہ تعالے سے کرو (۱۲) اے رسول ہم نے تم کو رسول کر کے بھیجا چاہیے کہ لوگوں کو حکم الٰہی بتلائے لہذا اس حکم کو جاری کرو (۱۳) اے مومنو اگر نکاح کرو مومنات کے ساتھ خواہ متبنے کی عورت ہو یا نہ اور قبل الدخول طلاق دو تو اس عورت پر عدت لازم نہ ہوگی جیسا کہ زینب کو طلاق قبل الدخول دی گئی اور رسول اللہ صلعم نے اس کو بلا عدت نکاح کر لیا۔ جو یہ معنے کرتے ہیں وہ اس حدیث میں جس میں عدت کا ذکر آیا ہے، کلام کرتے ہیں (۱۴) اے نبی صلعم تیرے واسطے چار قسم کی عورتیں حلال ہیں تاکہ تبلیغ پوری طرح سے ہو جائے (۱۵) اے مومنو! ان قواعد پر تعمیل کرو تاکہ اتہام کسی قوم کا نہ آوے (۱۶) اے مومنو! اللہ تعالے اور ملائکہ رسول صلعم پر آفرین آفرین کر رہے ہیں کہ اللہ تعالے کی تابعداری میں حکم کی اشاعت خوب طرح سے کی تم بھی آفرین کہو تہمت نہ دو (۱۷) اے نبی اس کے بعد ازواج مطہرات اور باقی مومنات کو چادریں اوڑھنے کا حکم کرو تاکہ منافقوں اور کافروں سے ایذا اور تہمت نہ آئے پھر بھی اگر اتہام دینے سے باز نہ آئے تو تمہارے ہاتھ سے انکو قتل کر دیں گے اور آخرت میں بھی اللہ تعالے ان کو عذاب دے گا (۱۸) اے مومنو! رسول اللہ صلعم پر بعض جھوٹے اتہام سے ایذا نہ دو جیسا کہ موسےٰ علیہ السلام کو قارون نے محض کذب سے اتہام دیا وہ اس کے سبب سے ہلاک ہو گیا اور آخر میں زجر کی کہ زمین اور آسمان نے تو احکام مان لئے اور بعض انسان یعنے منافق اور کافروں نے نہ مانے ان کو اللہ تعالے عذاب دے گا۔ خلاصہ اول میں کہا گیا کہ اے کفار اور منافقو تم میں ایک اصول میں غلطی ہے اور دو فروعات میں ہیں اس کے بعد غلطی کے توڑنے کے واسطے اٹھارہ خطابات بیان کئے گئے اور اخیر میں ایک زجر کی گئی ہے ؀

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکیۃ)

سورۃ السبا

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ تحقیق مقام۔ قرآن کے چار حصے ہیں جیسا کہ اپنے مقام پر ذکر کئے گئے ہیں اور ہر ایک حصہ الحمد کے ساتھ شروع کیا گیا ہے اور چوتھا حصہ الحمد کا سورۃ سبا سے شروع ہوا ہے جو دو باتوں کا متضمن ہے ایک تو یہ کہ پیدا کرنے اور بادشاہی پر بیٹھنے کے بعد کوئی ملک مقرب اور نہ نبی مقرب شفاعت قہری کر سکتا ہے یہ مضمون حوامیم تک ہوگا۔ اور دوسرا مضمون لب القرآن ہو کر سب کچھ

کرنے والا فقط اللہ تعالیٰ ہے تو قضاء حاجات میں فقط ایک اللہ تعالیٰ کو پکارو یہ حوامیم میں مذکور ہوگا ان دونوں مضمونوں کے اختتام کے بعد تہارتیب من عذاب القیامت بیان ہوگی جو دو مضمون تھے لہٰذا دو دفعہ الحمدللہ کہا گیا۔ ایک دفعہ سورۂ سبا میں اور ایک دفعہ سورۂ فاطر میں لیکن اولیٰ یہ ہے کہ پانچواں حصہ مابعد حوامیم سے تا آخر قرار دیا جاسے جس میں احوال قیامت کا ہے باقی یہ ہے کہ اس جگہ ادماج کیا گیا ہے جیسا کہ اکثر مقام قرآن میں کیا جاتا ہے کیونکہ اس جگہ سے حصہ چہارم جس میں ذکر نفی شفاعت کا شروع ہوا ہے اور پھر حوامیم لب لباب اور خلاصہ قرآن ہیں ان میں یہ ذکر ہے کہ غیر اللہ کو نہ پکارو پس جب یہ معلوم ہوگیا تو جاننا چاہیئے کہ یہ سورۃ مبدا ہے نفی شفاعت کے واسطے اور پھر سورۂ یٰسین میں شفاعت کی نفی کی گئی ہے پھر صافات میں یہ ذکر کیا جاوے گا کہ تمام انبیاء صالحین عاجزی کرتے ہیں اور تجھکو پکارتے ہیں شفیع غالب غیر کے واسطے کس طرح بن سکتے ہیں اور پھر سورۃ صٓ میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ عاجزی تو بجائے خود بلکہ وہ خود بچھڑے ہوئے ہوتے ہیں پھر شفیع کس طرح بن سکتے ہیں پھر سورۃ زمر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب کوئی شفیع بن سکا تمہاری مرضی کے موافق کہ اللہ تعالیٰ لے جس وقت تم چاہو تم کو کام کروا دیں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور حوامیم میں ہے کہ غیر کو مت پکارو پس معلوم ہوا کہ یہ سورۃ مبدا ہے نفی شفیع قہری کا اور اس کے بعد سورۃ فاطر السمٰوات والارض لانے کی جو کہ مبدا ہے حوامیم کا کیونکہ سورۃ فاطر السمٰوات والارض کا خلاصہ یہ ہے کہ سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا وہی ہے لہٰذا اسی کو پکارو غیر کو نہ پکارو اور اسی امر کا ذکر حوامیم میں آئے گا۔ لہٰذا اس سورت کو ان کے ابتدا میں ذکر کرنا مناسب تھا تاکہ سورۃ سبا مبدا ہو جائے سورۃ یٰسین وغیرہ کے واسطے اور سورۂ فاطر مبدا ہو جائے حوامیم کے واسطے لیکن ادماج کیا گیا ہے کہ دونوں مبداؤں کو ایک جگہ ذکر کیا گیا ہے پھر پہلے مبدا کے متعلق جو سورتیں ذکر کی گئی ہیں ان کے ختم کرنے کے بعد پھر جو سورتیں متعلق تھیں دوسرے مبدا کے ساتھ وہ ذکر کی گئیں۔

پس جب یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ یہ سورۃ مبدا ہے واسطے نفی شفیع کے لہٰذا ابتدا میں آیاتِ توحید اور آیات مثبت مدعا بیان کی جاتی ہیں پھر ان تمام کا مطلب جو کہ تمام سورت کا خلاصہ ہوگا ذکر کیا جاوے گا پھر اس کے بعد تحقیق جمل اور مفردات کی جاوے گی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

بیان آیاتِ توحید۔ (۱) اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ سے لے کر وَهُوَ الرَّحِیۡمُ الۡغَفُوۡرُ تک (۲) وَاعۡمَلُوۡا صَالِحًا اِنِّیۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ (۳) اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُکۡرًا وَقَلِیۡلٌ مِّنۡ عِبَادِیَ الشَّکُوۡرُ (۴) تَبَیَّنَتِ الۡجِنُّ اَنۡ لَّوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ الۡغَیۡبَ مَا لَبِثُوۡا فِی الۡعَذَابِ الۡمُهِیۡنِ (۵) قُلِ ادۡعُوا الَّذِیۡنَ سے لے کر وَمَا لَهٗ مِنۡهُمۡ مِّنۡ ظَهِیۡرٍ (۶) قُلۡ مَنۡ یَّرۡزُقُکُمۡ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ قُلِ اللّٰهُ وَاِنَّاۤ اَوۡ اِیَّاکُمۡ لَعَلٰی هُدًی اَوۡ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ (۷) قُلۡ اِنَّ رَبِّیۡ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَیَقۡدِرُ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ (۸) قُلۡ اِنَّ رَبِّیۡ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ سے لے کر وَهُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ تک (۹) قُلۡ اَرُوۡنِیَ الَّذِیۡنَ اَلۡحَقۡتُمۡ بِهٖ شُرَکَآءَ کَلَّا ؕ بَلۡ هُوَ اللّٰهُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ۔ حاصل یہ ہے کہ آیت اول میں اصلی مدعا کا ذکر کیا گیا ہے یعنی سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے۔ یَعۡلَمُ مَا سے هُوَ الرَّحِیۡمُ الۡغَفُوۡرُ تک ہر شئے جاننے والا بھی وہی ہے۔ پھر دو شکوے اول قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَا تَاۡتِیۡنَا السَّاعَةُ سے اور دوسرا اس سے ترقی کر کے کہا قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا هَلۡ نَدُلُّکُمۡ الخ۔ پھر دو تخویفیں ہیں (۱) وَالَّذِیۡنَ سَعَوۡ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا

ہے اور دوسرا اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ الخ اول اُخروی اور ثانی دنیوی ہے۔ قولہ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنی رب العلمین سب ذرہ ذرہ اعمال یاد اور جو کچھ ہو جان رہا ہے تو اس کے بدلے قیامت برپا کرے گا سا ب لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ الخ کا تعلق ظاہر ہو گیا اور وَلَقَدْ اٰتَيْنَا سے شبہات شفاعت مالیہ کے زائل کئے گئے ہیں اور دلائل توحید کے بھی ہیں۔ یعنی دیکھو داؤد علیہ السلام کو اگرچہ بہت کمال دیئے گئے تھے لیکن وہ اور اس کی قوم ہمارے مامور تھے جیسا کہ آیت دوسری سے معلوم ہوتا ہے ور آلِ داؤد کو حکم ہوا تھا کہ تم شکر کرو ان انعام کا جیسا کہ تیسری آیت سے معلوم ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ وہ خود مامور تھی کس طرح شفیع غالب بن سکتے ہیں اور سلیمان علیہ السلام اگرچہ بڑا بادشاہ تھا کہ جس کے اکثر جنات اور دیگر اشیا تابع تھیں لیکن ہمارے مامور تھے کس طرح وہ شفیع غالب بن سکتا ہے اور باقی جن کہ تم نے غیب دان خیال کر لئے ہیں۔ ان کا حال تو یہ ہے کہ ان کو اتنا بھی معلوم نہیں ہوا کہ آیا سلیمان علیہ السلام فوت ہو گیا ہے یا نہ جب وہ فوت ہوا اگر عالم الغیب ہوتے تو اتنی مدت سلیمان کے تابع ہو کر خوار کیوں ہوتے مگر جس وقت مسجد تیار ہو گئی تو دیمک نے ان کے عصا کو کھا لیا اور سلیمان گر پڑے اور پھر تمام کو معلوم ہوا اور اکثر یہ بھی کہتے ہیں کہ ان کی آل کو بھی خبر نہ تھی کیونکہ ان کی عادت مبارک تھی کہ تنہائی میں رہتے تھے اور کئی کئی دن روٹی وغیرہ نہیں کھاتے تھے لہٰذا اس وجہ سے ان کے نزدیک کوئی نہیں آتے تھے اور دور سے شیشوں میں دیکھتے تھے تو کھڑے ہوئے سامنے معلوم ہوتے تھے پس تم پر بڑا افسوس ہے کہ تم نے ان کو شفیع غالب اور عالم الغیب بنا دیا ہے جن کو اتنی بھی خبر نہ تھی اور نہ ہوئی اور یہ بات چوتھی آیت سے بتلائی گئی پھر ان کا جو کامل شبہ تھا کہ ملائکہ شفیع غالب ہیں اس کو دفع کیا گیا ہے کہ ملائک تو مثقال ذرہ کے بھی مالک نہیں ہیں آسمان اور زمین میں اور نہ ان کی کوئی شرکت ہے اللہ تعالےٰ کے ساتھ پس وہ تمہارے شفیع غالب کس طرح بن سکتے ہیں یہ پانچویں آیت سے بتلایا گیا ہے اور اس آیت سے ملائک مراد لینے کے دو قرینے ہیں ایک آیۃ جو اس کے متصل ہے یعنی قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ یعنی نیچے والے ملائک اوپر والوں سے سوال کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے کیا کہا تو جواب دیتے ہیں کہ حق کہا ہے اور دوسرا قرینہ قوی رکوع رابع میں ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ الخ اور درمیان قصہ قبیلے سبا کا واسطے تخویف کے لایا گیا اور پھر ان آیات جو کہ دفع شبہات کے واسطے تھیں ان کے بعد شکوے اور تخویف ایک جگہ سے بیان کئے گئے اور پھر بعد ان کے آیات توحید لائی گئیں۔ پھر تخویفات ذکر کئے گئے آخر سورۃ تک اور شکوے، پس حاصل اس سورت کا نفی شفیع غالب ہے اور مبدا ہے باقی سورتوں کے واسطے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ کسی کی حمد اسلئے کی جاتی ہے کہ اس میں افعال حسنہ پائے جاتے ہیں تو گویا اس کے کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ افعال حسنہ کرنے والا یہ ہے تو یہاں جب کہا کہ دنیا میں اور آخرت میں حمد اللہ تعالےٰ کے لئے ہے تو گویا یہ کہا کہ یہاں بھی اور آخرت میں بھی سب کچھ کرنے والا وہی اللہ تعالےٰ ہوگا اس لئے جملہ بجائے الحمد للہ کے الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ کہا گیا۔ اسکے بعد هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ علت ہے (فائدہ دیگر) قرآن میں یہ بات بہت آتی ہے کہ ایک طرف ایک بات ذکر کی جاتی ہے اور دوسری طرف دوسری بات کا کچھ حصہ ذکر کیا جاتا ہے تاکہ دونوں کو دیکھ کر پورا مضمون سمجھا جائے یہاں ایک طرف الحمد للہ اور دوسری طرف دوسرے جملہ کی علت هُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ذکر کی گئی یعنی اس آیت کا یہ ہے کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے پس حمد بھی ثابت ہے اس ذات کے واسطے جو کہ دنیا میں دینے لینے والا وہی ہے اور وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ

سے مراد آخرت میں بھی دینے والا وہی ہے اور لہ ما فی السموات وما فی الارض سے مراد یہ ہے کہ اس کے قبضے میں زمین و آسمان ہیں اور دنیا میں بھی دینے
والا وہی ہے پس اس میں ہر دو مطابق ہو گئیں باعتبار معنی کے ھُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ معنی حکیم کا دانشمند حقیقۃً ہر شے یعنی بھوک کے اور پیاسے وغیرہ کو
جاننے والا خاصل معنی یہ ہے کہ لوگوں کی حاجات سے واقف وہی ہے اور سب حاجتیں وہی پوری کرتا ہے مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ یعنی زمین
کے نیچے لے جاتا ہے واسطے پیدا کرنے زرع کے اور انگوریوں کے وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا سے مراد زرع ہے وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ کا معنی یہ ہے
کہ برکات دہندہ وہی ہے اور رحیم غفور اس کی علتیں ہیں اور برکات دہندہ الحمد للہ سے لے کر اس جگہ تک نکلتا ہے اور معنی رحیم کا مہربان ہے۔
اور غفور کا درگذر کرنے والا ہے۔ ھُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ تو علت ہے اس بات کی کہ ایلاج فی الارض اور اخراج کرنے والا وہی اللہ تعالے ہے
کیونکہ یہ دو صفتیں غیر اللہ میں نہیں ہیں۔ نہ اس بات کی علت ہے کہ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا کو جاننے والا وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے
تو یہاں بھی ایک جملہ ایک طرف ذکر کیا اور دوسری طرف دوسرے جملہ کی علت بیان کی تا کہ سمجھنے والا سمجھ لے کہ ایلاج فی الارض وغیرہ کرنے والا
اور ان کو جاننے والا فقط اللہ تعالے ہی ہے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ عٰلِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ
مِثْقَالُ ذَرَّةٍ لکھو سے اور معنی آیت کا یہ ہے کہ بیوقوف کافر کہتے ہیں کہ قیامت نہ آئے گی تم کہدو کہ آئے گی مجھ کو قسم ہے رب اپنے
کی جو کہ تربیت کنندہ تمام کا ہے ضرور آئے گی اس رب کی قسم ہے جو عالم الغیب ہے اور تمام صفات مذکورہ والا ہے قولہ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ
مُّبِيْنٍ معنی اس کا یہ ہے کہ تمام اشیاء صغیر اور کبیر ملائکہ اپنے صحائف میں لکھ رہے ہیں اس سے لوح محفوظ مراد نہیں ہے لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یا تو متعلق ہے لَتَاْتِيَنَّكُمْ کے ساتھ یعنی قیامت ضرور آئے گی تا کہ مومنین کو جزائے خیر دے اعمال انکے کی وَيَرَى
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ کا معنی لیعلم الذین ہے یعنی جانتے ہیں وہ لوگ جو علم دیئے گئے ہیں مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ کو حق اور پہلے کہا گیا ہے کہ دلائل تین ہوتے
ہیں قرآن میں۔ ایک تو وحی اور دوسرا نقل اور تیسرا عقل وَيَرَى الَّذِيْنَ سے لوگوں کی نقل پیش کی گئی ہے کہ پہلے لوگ بھی مانتے رہے
ہیں اور يَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ سے دلیل عقلی سے مدعا پر اور هُوَ الْحَقُّ میں ضمیر فصل کی ہے قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے کو شروع
کیا گیا ہے بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ معنی بل کا ترقی والا ہے قولہ اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ جنون تو نہیں ہے
بلکہ کافر مؤدی الی العذاب میں ہیں اور بڑے ضلال میں ہیں اور فی العذاب سے مراد یا فی الاستقبال میں ہونگے اور یا فی الحال جو کہ مؤدی
الی العذاب ہے اس میں ہیں لہٰذا ضلال بعید بیان ہوگا مؤدی الی العذاب کے واسطے اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ تحریف
وغیرہ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ سے حال بہت طاقت والے رسولوں کا بیان کیا گیا اس سے شبہ ضعیف ہونے کا زائل کیا گیا یہ ابتداء ہے اور آیات
دفعیہ درمیان میں آئیں گے اَوِّبِيْ مَعَهٗ معنی یہ ہیں کہ تسبیح کہو یا جبال داؤد کے ساتھ۔ وَالطَّيْرَ کا فعل محذوف ہے یعنی سخرنا لہ الطیر۔ وَاَلَنَّا
لَهُ الْحَدِيْدَ کا معنی نرم کیا ہم نے اس کے واسطے لوہے کو۔ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ابتدا میں قلنا محذوف ہے۔
معنی یہ ہے کہ بنا تو زرہ کو اور اندازہ کر تو زنجیروں کے جوڑنے میں وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ میں بھی سخرنا فعل محذوف اور ریاح اس کا مفعول
ہے۔ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ کا معنی یہ ہے کہ صبح کے جانے کا راستہ ایک مہینہ تھا اور اسی طرح شام کے جانے کا راستہ مہینہ
کا تھا وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ معنی یہ ہے نرم کیا ہے ہم اس کے واسطے چشمہ تانبے کا۔ ومن الجن من یعمل کا متعلق بھی محذوف ہے ای سخرنا

مِنَ الْجِنِّ ۔ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ معنی یہ ہے کہ جو کجی کرے گا ہمارے امر سے اس کو ہم عذاب دیں گے
آگ کی چابک کے ساتھ جو کہ فرشتے ماریں گے ان کو جنہوں نے سرکشی کی تھی (خازن) مِنْ مَّحَارِيْبَ عبادت خانے۔ وَتَمَاثِيْلَ بمعنی چارپایاں اور
چارپائے مثل انسان کے قد کے برابر ہوتی ہے یعنی اس کے اندازے کے مطابق ہوتی ہے۔ اس واسطے اس کو تمثیل اور تمثال کہا جاتا ہے
جیسا کہ قول حضرت عائشہ صدیقہؓ حالت حیض میں ہیں نزلت عن المثال یعنی چارپائی میں اتر آئی۔ تمثال کا معنی چارپائی اہل لغت نے لکھا ہے
لیکن تمثال کا چارپائی ہم نے نہیں دیکھا۔ جِفَانٍ بمعنی صحنکان۔ کَالْجَوَابِ کا معنی حوض ہے اور اصل میں جوبہ اس کو کہتے ہیں جو کہ دریا نے پاڑ
بنا دیا ہو وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ یعنی دیگاں جو کہ ایک جگہ قائم رہیں جیسا کہ آج کل اجمیر شریف میں ہیں فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ
عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۔ معنی قضینا کا اوقعنا ہے اور ما دلہم کا مرجع یا تو جن ہیں جیسا اکثر مشہور ہے اور یا تو جن اور
باقی لوگ بھی آل سلیمان وغیرہ جیسا کہ مدارک سے معلوم ہوتا ہے اور دابۃ الارض سے مراد دیمک ہے تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ
الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ اور ان لو کانوا بدل اشتمال ہے تبینت الجن سے ظاہر ہو گئے جن یعنی ان کی یہ بات ظاہر ہو گئی کہ اگر وہ
عالم غیب ہوتے تو اتنی مدت عذاب مہین میں کیوں رہتے لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ الخ تخویف دنیوی ہے اور معنی آیت کا نشانی ہے کہ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ
وَّشِمَالٍ ای ھم جنتان یعنی خبر مقدم محذوف ہے اور من یمین وشمال کا معنی یہ ہے کہ دو باغ ایک شہر کے یمین اور ایک شمال کی طرف ہے
كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ یعنی بزبان حال ہم نے کہا کہ کھاؤ رزق اللہ سے بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ ای لکم بلدۃ طیبۃ یعنی خبر مقدم محذوف ہے فَاَرْسَلْنَا
عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ سیل العرم جل بن نالا اوپر سے جو ایک سال تک بند رکھتے تھے اس کو ان پر جاری کر دیا اُكُلٍ خَمْطٍ خمط کا معنی بزہ
ہے خمط بدل ہے اکل سے اور صفت نہیں کیونکہ معنی خمط میں وصفیت والا نہیں ہے وَاَثْلٍ کا معنی گز جو ہندی میں لیان کہی جاتی ہیں جو
دریا کے کنارے پر ہوتی ہیں سِدْرٍ کا معنی بیرین ہے۔ جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا قُرًى ظَاهِرَةً قریٰ مبارکہ سے مراد قریٰ
ملک شام والے ہیں اور قریٰ ظاہرہ سے مراد جو قریٰ سفر کے راستے میں آتے تھے۔ حاصل یہ کہ ہم نے ان پر اتنا انعام کیا کہ ان کو مال مویشی کثیر
دیئے تھے اور راستے میں بقدر آٹھ آٹھ کوس کے شہر بنا دیئے تھے تاکہ سفر میں ان کو آسانی ہو اور ان میں آرام کرتے چلے جائیں وَقَدَّرْنَا
فِيْهَا السَّيْرَ معنی یہ ہے کہ اندازہ کیا ہم نے سیر کا کہ آسودگی سے ایک سے دوسرے شہر میں پہنچ جائیں اٰمِنِيْنَ بے خوف فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ
اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ یعنی جب ہم نے ان کو اتنی نعمتیں بخشیں تو ان کے واسطے ان نعمتوں کا شکر لائق تھا مگر انہوں نے بزبان حال کہا
کہ ہمارے واسطے راستے کے قریٰ دور دور ہوں اور اپنے نفسوں پر انہوں نے ظلم کیا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ یعنی ان لوگوں
بیانہ ہو وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ معنی یہ ہے کہ راست یافت ظن خود را یعنی آں ہمہ تابع شدند شیطان را وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ
عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ اس جگہ غرض یہ ہے کہ ملائکہ کے شفیع ہونے کو رد کیا گیا جیسا کہ ان کا گمان تھا اس کے ساتھ
کہ جب کوئی امر آسمان سے اترتا ہے تو فرشتوں کو گھبراہٹ لاحق ہو جاتی ہے اور جب ان سے گھبراہٹ ہٹتی ہے تو نیچے والے ملائک اوپر والوں
سے سوال کرتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ نے کیا فرمایا تو اوپر والے جواب میں کہتے ہیں حق کہا ہے تب انکو آرام آتا ہے وہ کیسے معبود اور
شفیع بن سکتے ہیں وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ یہ علیحدہ جملہ ہے یعنی اس کے ملک میں کوئی دست اندازی نہیں کر سکتا اور فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ یعنی جس

وقت گھبراہٹ دور کی جاتی ہے ان کے دلوں سے اور لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ کا معنی یہ ہے کہ نہ نفع کرے گی شفاعت اور نہ کریں گے کسی کے واسطے شفاعت والے مسئلے کی تحقیق یہ ہے کہ پہلے آیاتِ شفاعت بیان کی جاویں گی اور جو آیت دنیاوالی شفاعت سے تعلق رکھتی ہے اس کے ساتھ نشان ہی کیا جائے گا پھر حاصل مطلب بیان کیا جاوے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (بقرہ) وَاتَّقُوا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (بقرہ) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ (بقرہ) مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ (بقرہ) وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (انعام) وَذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ (انعام) وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا (انعام) قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَاۤ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ (اعراف) مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ (یونس) وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (یونس) يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا (مریم) يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا (طٰہٰ) وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ (رباعی) اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ (انبیاء) وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (شعراء) وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ (روم) ۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ (سجدہ) قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ (سبا) ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ (فاطر) ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ اِنِّيْۤ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (یٰسین) اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (زمر)

مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ (حم المؤمن) اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ فَاللّٰہُ ھُوَ الْوَلِیُّ وَھُوَ یُحْیِ الْمَوْتٰی وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (شوریٰ) تَبٰرَکَ الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَعِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ (زخرف) وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ وَلَا یَمْلِکُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنْ شَھِدَ بِالْحَقِّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ (زخرف) یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی شَیْئًا وَّلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰہُ اِنَّہٗ ھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ (الدخان) اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰی فَلِلّٰہِ الْاٰخِرَۃُ وَالْاُوْلٰی وَکَمْ مِّنْ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِیْ شَفَاعَتُھُمْ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ یَّاْذَنَ اللّٰہُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَرْضٰی (النجم) یَسْئَلُہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ (الرحمن) اَمَّنْ ھٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُکُمْ اِنْ اَمْسَکَ رِزْقَہٗ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ (الملک) فَلَیْسَ لَہُ الْیَوْمَ ھٰھُنَا حَمِیْمٌ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِیْنٍ (الحاقۃ) یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا لَّا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا (النبا) یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ (الانفطار)

ان سب آیات سے یہ ثابت ہے کہ شفاعت قہری نہ ہو گی لیکن یہ بھی جاننا چاہیے کہ شفاعت دنیا میں ہو گی یا آخرت میں۔ اگر شفاعت آخرت والی مراد لیں تو آخرت میں رسول اللہ صلعم واسطے مومنوں اور کافروں کے شفاعت کریں گے کیونکہ پہلے ان کو معلوم نہ ہوگا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول صلعم کہیں گے کہ اصحابی۔ اصحابی تو کہا جاوے گا کہ تم کو معلوم نہیں کہ بعد تیرے انہوں نے کیا کچھ کیا تھا۔ لیکن یہ شفاعت پہلے دربارِ الٰہی میں ہو گی اور دربارِ الٰہی میں تکلم سوا اذن کے نہ ہو گا۔ پس معلوم ہو گیا کہ پہلے رسول صلعم کو علم نہ ہو گا۔ لہٰذا ان کے واسطے بھی شفاعت کریں گے اور دنیا میں شفاعت واسطے کفار کے جائز ہے باایں معنی کہ اللہ تعالیٰ انکو ہدایت کرے لیکن جس وقت معلوم ہو جائے کہ ان پر مہر جباریت والی ماری گئی ہے۔ اس وقت دنیا میں بھی جائز نہیں حاصل یہ ہوا کہ آخرت میں قبل العلم کافروں اور مومنوں دونوں کے واسطے جائز ہے لیکن بعد العلم خاص مومنوں کے واسطے ہو گی اور دنیا میں واسطے مومنوں اور کافروں دونوں کے لئے جائز ہے قبل العلم اور بعد العلم کافروں کیلئے ناجائز ہے۔ اب قبل العلم کا معنی جاننا چاہیے۔ قبل العلم قیامت سے مراد ہے۔ کہ علم باین امر کہ یہ کافر ہے یا مومن۔ اور قبل العلم دنیا سے یہ مراد ہے کہ آیا اس کافر پر مہر جباریت والی ماری گئی ہے یا نہیں پس حاصل یہ ہوا۔ کہ مطلق کافر کے واسطے آخرت میں بعد علم کفر ان کے ناجائز ہے اور دنیا میں بعد العلم بھی شفاعت ہدایت کی جائز ہے باقی الفاظ کی تحقیق یہ ہے کہ کسی سورۃ میں اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ آیا ہے۔ اور معنی لِمَنْ اَذِنَ لَہٗ کے تین ہیں ایک تو مَن سے مراد شفیع اور لہٗ والی ضمیر سے مراد شفیع ہو معنی یہ ہو گا کہ نہ نفع دے گی شفاعت کسی کی مگر اس شفیع کی جس کو اللہ تعالیٰ اذن دے گا۔ یا دونوں سے مشفوع لہٗ مراد ہیں۔ معنی یہ ہو گا کہ نہ نفع دے گی اور نہ کی جاوے گی واسطے کسی مشفوع لہٗ کے مگر جس کے واسطے اذن دے گا اللہ کہ اس کی شفاعت کرو اور وہ پسندیدہ رب کا ہو گا یا اول سے مراد شفیع اور ثانی سے مراد مشفوع لہٗ ہو معنی یہ ہو گا کہ نہ نفع دے گی شفاعت کسی کی مگر اس کی جس کو اللہ تعالیٰ نے اذن دیا واسطے مشفوع لہٗ کے لیکن ان تمام پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ نہ دنیا اور آخرت میں ایسا ہو گا کہ پہلے رسول صلعم کو اذن دیا جاوے کہ فلانے کے واسطے تو شفاعت کرے تو قبول کروں گا بلکہ عرف میں کوئی معنی اس کا صحیح نہیں بنتا لہٰذا اس کی تفسیر دوسری آیت میں آئی ہے یعنی اِلَّا مَنْ شَھِدَ بِالْحَقِّ یعنی مومن۔ حاصل یہ ہوا کہ شفاعت نہ ہو گی مگر واسطے مومن کے اور اس کی تائید اس دوسری آیت میں بھی آئی ہے اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی یعنی جس کو خدا پسند کرے یعنی مومن یہ نہایت عجیب تحقیق ہے۔ قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ الخ دلیل توحید کی ہے اور درمیان میں کچھ دیگر کا ہم ذکر کی تھا ماخذ اقال ذٰلِکُمْ

قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ اس آیت کا معنی آگے گزر چکا ہے كَلَّا بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ كلا یعنی ہرگز کوئی شریک اللہ تعالےٰ کا نہیں ہے بل یعنی کوئی نہیں بلکہ وہی عزیز اور حکیم ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَّنَذِيرًا یہ جواب ہے سوال مقدر کا کہ کافروں نے کہا کہ اگر معجزہ دکھاؤ تو مان لیں گے کہ بے شک تو رسول صادق ہے اور قرینہ اس سوال کا وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ہے۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ شکوہ مع التخویف اخروی ہے یعنی دیکھو ان کفار کو کہ قرآن شریف کے ساتھ ایمان نہیں لاتے جس وقت اپنے مولا کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ایک دوسرے سے معبود اور عابد سوال و جواب کریں گے وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ اور اسرار کے تین معنی ہیں ایک اظہار دوسرا اخفاء اور دل میں پشیمان ہونا اس جگہ تمام معنی بن سکتے ہیں۔ لیکن معنی اخیر خوب مرتبط ہوتا ہے یعنی ندامت دل میں کریں گے اور پشیمان ہوں گی۔ وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰى یہ زجر ہے اور زلفیٰ مفعول مطلق ہے باعتبار معنی کے یعنی مال اور اولاد نہیں ہیں نزدیک کرنے والے نزدیک ہمارے نزدیک کرنا إِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صٰلِحًا فَأُولٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا۔ إِلَّا بمعنی لٰکن ہے اور مستثنیٰ منقطع ہے اور مَنْ اٰمَنَ سے بشارت ہے مومنوں کے واسطے وَعَمِلَ صٰلِحًا کے بعد فھو مقرب محذوف ہے باعتبار معنی کے اور فَأُولٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ معلول ہے فھو مقرب کا اور جزاء الضعف میں اضافت بیانی ہے وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِينَ أُولٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ تخویف ہے کافروں کے واسطے اور معاجزین کا معنی متقابلین ہے یعنی جو مقابلہ کرتے ہیں ہماری آیات کے ساتھ ان کے واسطے عذاب مہیا کیا گیا ہے وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا سے تخویف اخروی مراد ہے مع شکوہ منها الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ تک وَإِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا سے قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيرٍ تک شکوہ ہے وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا الخ تک تخویف ہے اور معنی وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ کا یہ ہے کہ نہیں پہنچے کافر اتنی نعمت کو جو کہ ہم نے اگلی قوموں کو دی تھی وَمَا بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا اٰتَيْنٰهُمْ سے مراد مِنْ قَبْلِهِمْ والے ہیں قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى الخ معنی أَنْ تَقُومُوا کا یہ ہے۔ کہ تم کھڑے ہو ایک ایک ہو کر اور دو دو پھر ذرا فکر کرو کہ تمہارے صاحب کے ساتھ آیا کوئی جنون ہے یہ بھی ایک طریقہ بلانے کا طرف حق کے ہے (فائدہ جدید) دلائل توحید میں آخر قل کے کلمے سے شروع کی گئی ہیں۔ یہ سب مدعی کی طرف بلانے کے طریقے ہیں اور معنی قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوبِ کا یہ ہے کہ رب میرا بھیجتا ہے حق بات کو اور علام الغیوب ہے۔ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ معنی یہ کہ الٰہ باطلہ تو پیدا نہیں کرتے اور نہ اعادہ کر سکتے ہیں یہ بھی معنی بن سکتا ہے کہ دین باطل نہ اب ظاہر رہیگا بطریق غلبہ حجت کے اور نہ اعادہ کرے گا بعد حجت قرآنیہ کے قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلٰى نَفْسِي وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ حاصل یہ کہ اگر میں تجھکو جھوٹ کہوں تو یہ جھوٹ کہنا اوپر نفس کے میں نے کہا ہوگا۔ یعنی وبال اس کا میرے اوپر ہوگا اور اگر ہدایت پائی* ہوگی تو وہ یقیناً اللہ کی طرف سے ہوگا تو میں نے صدق کہا ہوگا فبما یوحی الی میں با سببیہ ہے وَلَوْ تَرٰى إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ یہ تخویف ہے اور فَلَا فَوْتَ کا معنی یہ ہے کہ نہ بھاگ سکینگے اور أُخِذُوا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ سے بھی کنایہ اسی سے ہے وَأَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ التناوش کا معنی پکڑنا ہے یعنی پکڑنا ایمان کا اور مکان بعید سے مراد دنیا ہے یعنی ایمان کی جگہ تو دنیا تھی اس جگہ تو ایمان نہ لایا اب کیا نفع دیتا ہے وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ابتدا میں یقال محذوف ہے معنی اس آیت کا اور ماقبل کی آیت کا

* تو ما یوحی سے ہدایت پائی

ہے کہ کس طرح ہوسکتا ہے ایمان کا پکڑنا مکان بعید سے اور کہا جائے گا کہ انہوں نے پہلے دنیا میں کفر کیا تھا اور نہ دیکھی ہوئی چیز کو دور سے مارتے
ہیں یعنی ایک تو دیکھی ہوئی بھی نہیں ہے اور دوسرا مارتے بھی دور سے ہیں اور معنی یقذفون کا اصل میں یہ ہوگا کہ جواب و سوال سے آخرت میں
حیلے کریں گے یا یہ کہ دنیا میں یوں کرتے تھے وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ حیل اور فعل دونوں بمعنی
مستقبل کے ہیں یعنی یحال و یفعل۔ معنی یہ ہوگا کہ پردہ کیا جائے گا درمیان ان کے اور درمیان ایمان کے جیسا کہ کیا گیا اشیاع (امثال) انہوں کی ساتھ
جو ان سے پہلے تھے یعنی لا ینتفعون۔ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ معنی اس کا اخذوا الریب ہے۔ اور مراد شک مریب سے کلی انداد ہے یعنی
شک قوی ۱۲ (فائدہ جدید) وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا سے یا تخویف اخروی تھا جیسا کہ تقریر ہو گئی ہے یا دنیوی ہے یعنی جس وقت
ہم نے دنیا میں عذاب دینا چاہا تو آسانی سے پکڑ لینگے۔ اس وقت یہ کہیں گے ہم ایمان لائے ہیں لیکن وہ تو ایمان سے مکان بعید میں ہیں
اس لئے ایمان تو عذاب دیکھنے سے پہلے لانا تھا پہلے تو کفر اور قذف بالغیب کرتے تھے اس وقت ان کے درمیان اور ان کے مشتہا یعنی ایمان کے
اور درمیان ان کے حائل بنایا جائے گا۔ جب عذاب دیکھنے کے وقت ایمان کا اشتہا کریں گے۔ **اجمالی خلاصہ سورت** کا یہ ہے الحمد
سے لے کر قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ تک ایک حصہ ہے اور اس کے بعد دوسرا حصہ ہے دوسرے حصے میں حال ملائکہ کا شروع
کیا گیا ہے اور اس میں تخویف اخروی ہے صرف كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوا الخ تخویف دنیوی ہے اور دوسرے حصے میں خطاب
لے کے کلمے قل سے جو حق کی طرف بلانے کے لئے یہ ایک طریقہ ہے لہذا معلوم ہوا کہ نہایت تفصیل سے انکو بلایا گیا ہے حق کی طرف
اور اول حصے میں دو دفعہ تخویف دنیوی ہے اور دونوں کا حاصل بتلایا گیا کہ وہ اور جن معبود اور شفیع بن سکتے ہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ
اول حصے میں حال انبیاء کا بتایا گیا ہے اور تو شکوے کے لئے ہیں اول حصے میں یہ جاننا چاہیے کہ تمام سورت میں شکوے قیامت کے متعلق
لائیں گے کہ قیامت کو نہیں مانتے حالانکہ موضوع سورت کا سب کی نفی تشفیع کا رکھا ہے لہذا توجیہ اس طرح ہوگی کہ دیکھو یہ کفار قیامت کو
نہیں مانتے اور استہزا کرتے ہیں حالانکہ قیامت لانے والی ہے کیونکہ اللہ تعالے عالم الغیب ہے لہذا ہر ایک کے اعمال وغیرہ دیکھ
رہا ہے اللہ تعالے عادل ہے عدل سے کفار کو عذاب اور مومنوں کو جزا دے گا یہ اول شکوے کے جواب میں کہا ہے پھر دوسری بار نہیں کہا
کیونکہ اس کے جواب سے ثبوت قیامت کا ہو گیا۔ لہذا اس کے بعد شکوے کے جواب میں تخویف اخروی بیان کی گئی معلوم ہوا کہ قیامت
تو ضروری ہوگی لہذا کہا گیا کہ اس وقت شفیع قہری بھی کوئی نہ ہوگا نہ کوئی نبی نہ کوئی ولی اور نہ کوئی ملائک اب تعلق ظاہر ہو گیا۔ اور شکوی قیامت کا
تعلق وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ کے ساتھ کیسے عجب ہے آخرت میں ہی سب کچھ لینے دینے والا ایک اللہ ہوگا اس کے بعد انکے شکوے ذکر کئے
گئے کہ یہ تو ابتدا ہی سے نہیں مانتے۔ باقی اس سورت کا ربط سورۃ احزاب سے یہ ہے کہ سورۃ احزاب کے اول میں یہ بیان کیا گیا کہ کفار کہتے
ہیں صرف اتنی بات ہماری مان لو کہ ہمارے معبود شفیع ہوں گے اس کو باطل کر کے اس کے ساتھ تعدد اور تغیر بیان کیں انکو بھی باطل کیا
اور اب اس سورت میں نفی تشفیع کی گئی کیونکہ سورۃ احزاب میں نفی تشفیع وغیرہ نہیں کی گئی تھی صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا کہ ان کی بات
نہ مانا اب اس میں اور سورۃ یٰسین سے لیکر زمر اور حوامیم تک بالتفصیل نفی شفاعت قہری کی گئی۔ فقط ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ فَاطِر

اس میں پہلے ذکر آیاتِ توحید کا ہوگا۔ پھر مطلب ہو کر خلاصہ سورت کا ہوگا ذکر کیا جائے گا۔ پھر تحقیق جمل اور مفردات کی ہوگی۔

بیان آیاتِ توحید (۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تک (۲) مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا۔ مَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۳) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا سے لے کر فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ تک۔ (۴) اللّٰهُ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا تک اور كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ جملہ معترضہ ہے (۵، ۶، ۷) وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ سے لے کر كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى تک اور پھر ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ سے لیکر مِثْلُ خَبِيْرٍ تک نثرہ آیات توحید کا بیان کیا گیا ہے (۱۰) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ سے لے کر مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ تک (۱۱) اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (۱۲) قُلْ اَرَءَيْتُمْ سے لے کر اِلَّا غُرُوْرًا تک۔ (۱۳) اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے لے کر اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا تک اس سورت میں یہ بیان کیا گیا کہ غیر کو مت پکارو کیونکہ سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا وہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے اول میں یہ ثابت کیا جاوے گا بعض آیات سے کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے اول آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے اور معنی بھی یہی ہے کہ سب حمد ثابت ہے اس ذات کے واسطے جس نے آسمان اور زمین پیدا کر کے ملائک کو اپنا خدام بنایا ہے پس معلوم ہو گیا کہ ملائک معبود نہیں ہیں کیونکہ وہ خود خادم ہیں اور اللہ تعالےٰ ہر شئے پر قادر ہے نہ ملائک وغیرہ پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ متعلق ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے ساتھ اور يَزِيْدُ فِى الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ کے ساتھ متعلق نہیں ہے کیونکہ یہ معنی نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ جناح زیادہ کرنے پر قادر ہے اور ہمارے تعلق بیان کرنے سے معنی صحیح ہو گیا اور فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ تک آیات توحید کے بیان کئے گئے ہیں یعنی سب کچھ بیان کرنے والا وہی ہے۔ یعنی اے مشرکین تمہارا خیال ہے کہ ملائک بھی کچھ تصرف وغیرہ کرتے ہیں یہ غلط ہے اسلئے کہ قبض و بسط سب کچھ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی قبض کی بجائے بسط نہیں کر سکتا اور نہ خلاف اس کا۔ کیونکہ وہی غالب ہے اور اس طرح اس واسطے کرتا ہے کہ حکیم ہے اور يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ سے ترغیب فی طاعۃ اللہ ہے و توحید ہے اور يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ سے يُؤْمِنُوْنَ تک کو طاعۃ اللہ کی ترغیب اور شیطان کی طرف سے نفرت دلائی گئی کہ ہوش کرنا یہ دشمن ہے۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے اطاعت شیطان کی کرنے والوں کو عذاب شدید اور اطاعت اللہ کرنے والوں کو بشارت اور جنت کا وعدہ دیا گیا۔ کیونکہ دونوں کے اعمال برابر نہیں ہیں پھر اس کی تسلی اور تخویف اور بشارت کا ذکر کیا گیا پھر چوتھی آیت توحید کی بیان کر کے ثمرہ نکالا گیا ہے۔ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ سے یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہوا پس عزت دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ اسی کے واسطے ہے اور یا تقریر یہ ہے کہ تم ملائک کی عبادت اور نداء اسلئے کرتے ہو کہ وہ ہماری عزت دینے والے ہیں اور زیادہ کرنے والے ہیں۔ یہ خیال بھی غلط ہے۔ عزت تو اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالےٰ جو کہ عزت دینے والا ہے اس کی طرف

کلمات طیبہ الہ علی التوحید جاتے ہیں اور کلمات شرکیہ نہیں جاتے۔ لہٰذا شرک سے باز آجاؤ اور پھر آیت توحید بلا جل مسمٰی تک ذکر کرکے تمام کلمات سابقہ کا ثمرہ بیان کیا گیا کہ غیر کو کیوں پکارتے ہو۔ حالانکہ امور سابقہ وہ نہیں کرسکتے اللہ تعالیٰ سب امور کرتا ہے جو کہ قطمیر کے مالک بھی نہیں ہیں اور تمہارا بلانا سنتے ہی نہیں۔ اور اگر سنیں تو قبول نہیں کرتے اور آخرت میں انکار کریں گے تمہارے شرک کے ساتھ کہ ہم ان کے معبود نہ تھے اور تم تمام خواہ ملائک ہو یا انسان سب اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج ہیں لہٰذا یہ ملائک معبود نہیں بن سکتے ان کو کس طرح پکارتے ہو اور پھر اکنتم تراں اللہ کثیرا تک احوال آخرت اور تسلی ذکر کی گئی ہے اور یٰاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ سے فرمایا کہ تم سب اللہ کی طرف محتاج ہو پھر اسی کو کیوں نہیں پکارتے وقت احتیاج کے اور ایک دن تم اللہ کے سامنے پیش ہو گے اور گناہ تمہارے کوئی ملائک وغیرہ نہ اٹھائیں گے حتٰی کہ ذوالقربیٰ بھی امداد نہ دیں گے پھر گوناگوں امثال سے سمجھایا کہ اسلام اور کفر اور توحید اور شرک میں تفرقہ ظاہر ہے لیکن باوجود اس قدر ظہور اور وضاحت کے بھی ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے تمہارے کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے تم تو فقط بشیر اور نذیر ہو اور امم سابقہ میں بھی نذیر گزرے چکے ہیں یعنی ڈرانے والے۔ ان کے ہاتھ میں بھی ہدایت نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا تھا ہدایت کرتا تھا پھر تسلی دی کہ غمناک نہ ہونا۔ پھر آیت کے بعد تخویفات اور بشارات کے مدعی کی دوسری جز کو یعنی سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے ذکر کیا گیا۔ اِنَّ اللّٰهَ عَالِمُ الْغَيْبِ کے ساتھ پس جب دعوٰے کامل ہو چکا تو ایک تخویف بتلا کر کہا گیا کہ غیر کو کیوں پکارتے ہو۔ آیا یہ بات عقل مانتی ہے تو بتلاؤ کہ اللہ کے ساتھ تمہارے شریکوں کا کوئی حصہ ہے زمین یا آسمان میں شرکت کا۔ اگر عقل نہیں مانتی تو نقل پیش کرو۔ کیونکہ دلائل تین ہوتے ہیں۔ ایک عقل، دوسرا نقل تیسرا ذکی تیسرا تم سے محال ہے یہ مطلب ہے قل ارئیتم کا اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ میں نے تو سب چیزیں پیدا کیں بھلا بتلاؤ کہ الٰہ باطلہ نے کیا کیا اور زمین آسمان کو بھی اس نے تھام رکھا ہے اور اگر گرانا چاہے تو غفور گرا سکتا ہے معبود باطلہ نے کیا کیا۔ پس اصل مدعا اس سورت کا اب ختم ہو گیا لیکن ختم کرکے پھر دلیل توحید اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ سے بیان کی گئی ہے بعد اس کے شکوے اور تخویفات ذکر کیے گئے ہیں پس حاصل یہ ہوا کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے پس غیر کو نہ پکارو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ معنے یہ کہ سب کچھ کرنے والا وہی ذات ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کرکے ملائک کو خدام بنایا ایسے ملائک کہ کوئی صاحب تین پروں کے ہیں اور بعضے دو کے اور بعضے چار کے ہیں اور زیادہ ہی کرتا ہے جتنا چاہتا ہے جیسا کہ جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پر ہیں اور اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ علیحدہ جملہ ہے اس کا تعلق يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ سیاق کلام اس پر دال نہیں۔ کیونکہ مدعی تو یہ بات ثابت کرتا ہے کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے اسی کو پکارو اور اگر اس کے ساتھ تعلق کریں تو یہ معنی ہو گا کہ اللہ تعالیٰ پروں کے زیادہ کرنے پر قادر ہے یہ معنی مدعی کے ساتھ مربوط نہیں ہو سکتا مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ جس کے واسطے رحمت کھولے کوئی بند نہیں کر سکتا اور اگر بند کرے تو کوئی کھول نہیں سکتا فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ کا معنی فانّٰی تصرفون ہے یعنی کہاں سے وہم لگ رہا ہے وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ تسلی ہے کہ تجھ کو غم نہ آئے کیونکہ اسی طرح پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ الخ تخویف ہے

یعنی وعدہ عذاب کا حق ہے ڈرو اور معنی فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا کا یہ ہے کہ نہ دھوکے میں ڈالے حیاتِ دُنیوی اور اصل میں فَلَا تَغُرَّنَّكُمْ فِیْ حَقِّ اللّٰہِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور اَلْغَرُوْرُ کا معنی دھوکے میں ڈالنے والا ہے یعنی شیطان اور اگر بضم الغین ہو تو معنی دھوکا ہوگا یعنے معنی مصدری ہوگا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بشارت ہے مومنوں کے واسطے۔ اَفَمَنْ زُیِّنَ لَہٗ سُوْٓءُ عَمَلِہٖ فَرَاٰہُ حَسَنًا فراٰہ حسنا کے بعد اس کو کون سمجھائے محذوف ہے معنی یہ ہوگا کہ آیا وہ شخص جس کے واسطے بُرا عمل مزین کیا جائے اللہ کے قہر کے سبب سے پس وہ عمل بُرے کو اچھا دیکھے اس کو کون بتلائے اور سمجھائے فَاِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ مراد یہ ہے کہ جو ضدی ہو اس کو گمراہ کرتا ہے اس معنی کا قرینہ وَمَا یُضِلُّ بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الخ ہے اور ہدایت اس کو کرتا ہے جو کہ انابت کرتا ہے۔ شعر

این حجب معنی جبار یست	معنی جباریت را زاریست
زود شود دریاب استغفار کن	گریہا ئے ہمچوں ابر زار کن

لَا تَذْھَبْ نَفْسُکَ عَلَیْھِمْ حَسَرٰتٍ۔ ذہاب کے تین معنی ہیں۔ رفتن، گذشتن، بردن (صراح) جیسا کہ کہا جاتا ہے ذھب فلان مذھبا حسنا یعنی لے گیا فلاں مذہب اچھے کو اور اس آیت کے تین معنی بنتے ہیں۔ ایک معنی متعدی کا یعنی نہ لے جائے تیرا نفس حسرات کو (صراح) دوسرا معنی یہ کہ نہ جائے نفس تیرا بسبب حسرتوں کے اس وقت حسرات مفعول لہ ہوگا (مدارک) تیسرا معنی لاتذھب بمعنی لاتغتم باعتبار تضمین کے ہوگا یعنی نہ غمناک ہووے نفس تیرا بسبب کفر ان کے در احتمال افسوس کرنے والا ہووے تو (خازن) تائید اس کی باعتبار معنی فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ ہے۔ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰہِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا یہ ثمرہ توحید کا ہے بعد تخویف ضمنا یعنی جب آیات سے توحید ثابت ہو گئی تو عزت سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو گئی اور ان کے معبودوں کے واسطے کچھ نہیں جیسا کہ کفار خیال کرتے ہیں وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اٰلِھَةً لِّیَکُوْنُوْا لَھُمْ عِزًّا مؤید ہے اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ مراد یہ ہے کہ میں ہی قبول کرتا ہوں اور کلمہ طیب سے مراد صفات اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ ضمیر مرفوع راجع ہے طرف اللہ تعالیٰ کے اور ضمیر منصوب طرف عمل صالح کے وَالَّذِیْنَ یَمْکُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ وَمَکْرُ اُولٰٓئِکَ ھُوَ یَبُوْرُ اس کی تائید میں ہے وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ اور معنی یبور کا بیکار ہے وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِہٖٓ معنی نہیں عمر دیا جاتا کوئی شخص اور نہیں کم کیا جاتا اس کی عمر سے مگر کتاب مبین میں لکھا ہوا ہے (لوح) یُؤَخِّرُکُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّى اور اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ یعنی جس وقت عذاب آتا ہے تو پھر زائل نہیں ہوتا اور قبل العذاب توبہ بھی منظور ہو سکتی ہے نہ بعد عذاب اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ یعنی میری قدرت میں ہیں عَذْبٌ فُرَاتٌ میٹھا آسان ہے پینا اس کا کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى تک دلائل ہیں یعنی کھولنا رحمت کا اور بند کرنا اس کے ہاتھ میں ہے رَازِقٌ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وہی ہے اور سب نعمتیں دینے والا وہی ہے غیر کو کیوں پکارتے ہو اللہ تعالیٰ تو وہ ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے ان کے سبب سے بادلوں کو اٹھا کر ایک بلدہ خشک میں برساتا ہے آیا اس طرح کوئی اور بھی کر سکتا ہے پھر غیر کی عبادت کیوں کرتے ہو اور تم کو پیدا کیا ہے مٹی سے اور تمہارے لئے کئی قسم بنائے ہیں اور حاملہ کے حمل کو جاننے والا وہی ہے اور اس کی وضع کو بھی وہی جانتا ہے اور اس کی زیادتی اور کمی اس کے ہاتھ میں ہے آیا یہ تمام باتیں دیگر کوئی کر سکتا ہے پھر غیر اللہ کو کیوں معبود بناتے ہو اور پکارتے ہو اور ایک دریا کو نہایت میٹھا اور دوسرے کو کڑوا بنانا اسی کا کام ہے اور دریاؤں سے گوشت یعنی مچھلیاں پیدا کرنا

تمہارے واسطے اور سورج چاندی وغیرہ یہ سب اس کے قبضے میں ہے اور رات کو دن میں داخل کرنا اور برعکس کرنا اور شمس اور قمر کو تمہارے کاموں میں لا رکھنا اور ہر ایک کا جاری رہنا مدت معین تک یہ تمام باتیں اس کے قبضے میں ہیں نہ غیر کے پس غیر کو کیوں معبود بنا کر پکارتے ہو ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ آیات توحید کا ثمرہ ہے وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ تک۔ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اور ضمیر انتم سے مراد مخلوق ہے خواہ ملائک اور رسل یا انسان یا جن ہوں۔ إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ اگر تم کو مار ڈالے اور دوسروں کو پیدا کرے تو کر سکتا ہے اور تمہارے معبود کیا یہ کر سکتے ہیں جب ان کے اختیار میں یہ باتیں نہیں ہیں تو ان کو کیوں پکارتے ہو تائید اس آیت کی یہ ہے إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا یعنی ان تمام کو ہلاک کر سکتا ہے پس آیا یہ کس طرح معبود بن سکتے ہیں اور دوسری تائید إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْ بَعْدِكُمْ مَا يَشَاءُ كَمَا أَنْشَأَكُمْ الخ یعنے بجائے تمہارے غیر کو پیدا کر سکتا ہے جیسا کہ تم کو پیدا کیا ہے آیا یہ کام کسی تمہارے معبود سے بھی ہو سکتا ہے وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ عزیز کا معنی مشکل ہے یعنی یہ کام اللہ تعالیٰ پر کوئی مشکل نہیں ہیں وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ معنے اس کا یہ ہے کہ اگر بلائے کوئی بوجھ اٹھایا ہوا طرف اٹھانے بوجھ اپنے کے تو اسے کوئی نہ اٹھائے گا وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ حرور اصل میں تو گرمی کو کہتے ہیں لیکن اس جگہ مقابل ہے ظل کے لہٰذا اس جگہ معنی دھوپ کا ہوگا۔۔۔ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ یعنی بسبب مہر جاہلیت کے مردے ہو گئے ہیں قبول کرنے ایمان کے سے انکو سنانا فائدہ نہیں دیتا ہے وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ تسلی ہے۔ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً الخ دلیل توحید کی ہے یعنی آسمان سے پہلے پانی نازل کر کے اس سے کوئی میوے نکال لیتا ہے جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اور پہاڑوں کا رنگ مختلف بنایا ہے کوئی سفید کوئی سُرخ کوئی سیاہ یہ تمام کام آیا کوئی دوسرا کر سکتا ہے اور وَغَرَابِيبُ سُودٌ اصل میں تقدیم تاخیر ہے معنی سیاہ سخت سیاہ ہے غرابیب بمنزلہ تاکید کے ہے اسی طرح لوگوں اور چارپایوں کو مختلف رنگ کا پیدا کیا ہے إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ یہ شکوی ہے دلیل توحید میں داخل نہیں ہے یعنی دیکھو ماسوا علماء کے وہ نہیں ڈرتے حالانکہ ان کے مناسب تھا ڈرنا اور إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ سے غرض بیان وعدہ غفران کا ہے إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ سے لیکر وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ تک بشارت ہے اور مراد يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ سے يتلون حق تلاوته ہے بقرینہ دوسری آیت کے یعنی يتلون حق تلاوته۔ يَرْجُونَ تِجَارَةً خبر ہے لیکن معنی انشاء والا یعنی امر کا طلب کرو تجارت کو لَنْ تَبُورَ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ۔ لِيُوَفِّيَهُمْ علت ہے لن تبور کی أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا حاصل یہ کہ میرے بندے خود مختار ہیں کوئی ان سے ظالم لنفسہ ہونگے اور کوئی درمیان میں یعنی نہ افراط اور تفریط میں ہونگے اور کوئی سابق بالخیرات ہونگے لیکن تمام کو جنت میں لے جاؤں گا اور حدیث شریف میں بھی آیا ہے كلهما في الجنة اور جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا حاصل یہ کہ تمام کو جنت میں لے جاؤں گا لُؤْلُؤًا کا فعل محذوف ہے۔ ای يلبسون لؤلؤا قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ الخ اس مقام پر اعتراض پڑتا ہے کہ تمام لوگ تو یہ کہیں گے لہٰذا قالو کہنا صحیح نہ ہوا۔ تو جواب یہ ہے کہ قضیہ مہملہ ہے اور کلیہ نہیں ہے یعنی لوگ کہیں گے أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ معنی یہ ہے نازل کیا ہے اس نے ہم کو جنت میں نَصَبٌ بمعنی رنج اور لُغُوبٌ کا معنی تھکنا ہے وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ سے تخویف شروع ہے فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ تک تخویف ہے وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ کا معنی فریاد کریں گے غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ یعنی وہ عمل کریں گے جو کہ مغائر ہونگے اعمال سابقہ کے جو ہوئے تھے اب اچھے کریں گے أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ معنی یہ کہ مَا يَتَذَكَّرُ سے مراد مدت ہے معنی یہ کہ نہیں عمر دی تھی ہم نے

تم کو وہ قدر جس میں نصیحت کپڑتا وہ شخص جو کہ نصیحت کو قبول کرتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَالِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اس سے دعویٰ کی دوسری چیز کا ثبوت ہے اور اس جگہ پہلے بیل خبر کا یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے اور اب یہ شروع ہوا ہے کہ سب کچھ جاننے والا وہی ہے ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ سے لیکر اِلَّا خَسَارًا تک تخویف ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے خلائف بنایا ہے اور پھر بھی اگر تم اسکی ناشکری اور نافرمانی کرو اور شرک کرو تو سزا کے لائق ہو جاؤ گے قُلْ اَرَاَیْتُمْ شُرَکَآءَکُمُ الَّذِیْنَ الخ یہ ثمرہ ہے دعویٰ پر یعنے سب کچھ جاننے والا بھی اور کرنے والا بھی وہی ہوا۔ تو غیر کی عبادت کیوں کرتے ہو اور غیر کو کیوں پکارتے ہو باقی تقریر ہو چکی ہے اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ دلیل توحید کی عقلی ہے بعد بیان کرنے ثمرہ کے یعنی آسمان اور زمین کو زائل ہونے سے بند کر رکھنا اسی کا کام ہے۔ آیا معبود تمہارے کر سکتے ہیں اَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ الخ شکوی ہے یعنی پہلے رسول تو ان کی یہ حالت تھی اور کہتے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نذیر آیا ہر ایک اُمت سے اہدی ہوتے اور جب آیا تو تمام بھاگنے والے ہو گئے اور اَھْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِ کا معنی اہدی ہوتے ہر ایک اُمت سے اور اضافت احدی الامم میں استغراقی ہے وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ معنی یہ ہے کہ نہ نازل ہو گی جزا مکر برائی کی مگر اس سے اہل کے ساتھ اور برے مجبوب کے ساتھ نازل نہ ہو گی اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ الخ تخویف ہے تا آخر تک مَا تَرَکَ عَلٰی ظَھْرِھَا مِنْ دَآبَّۃٍ یعنی مجھ سے کوئی بھاگ نہ سکیگا فَاِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ کی جزا محذوف ہے یعنی جس وقت ان کی اجل آئے گی پس جزا دے گا اللہ تعالیٰ انکو ۱۲ فقط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ یٰسٓ مکیہ

پہلے یہ جاننا چاہیے کہ قلب قرآن سورۃ یٰسین ہے کیونکہ قرآن مقابل شرک کے ہے اور شرک کا قلب شفاعت قہری ہے اور شفاعت قہری کی نفی اس سورت میں ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص سورۃ یٰسین ایک دفعہ پڑھے اسکو ثواب دس بار قرآن شریف پڑھنے کا ملتا ہے۔ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اس سورت میں نفی تشنیع شفاعت قہری کی جائے گی اور دعوے اصلی ابتدا میں مذکور نہیں ہے بلکہ قصہ مابعد سے مستنبط ہوتا ہے۔ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْئًا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ۔ اس آیت میں اصلی حصے سورت کا مذکور ہے کیونکہ قرآن کا اکثر یہ قاعدہ ہے کہ پہلے توطیہ تمہید کی جاتی ہے اور اس کے بعد مدعا صراحتاً یا ضمناً ذکر کیا جاتا ہے جیسا کہ سورت بقرہ کے ابتداء میں توطیہ تمہید ذکر کی گئی ہے اس کے بعد یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا سے صراحت دعوے ذکر کیا گیا اس میں تخویف پہلے کی گئی ہے واسطے کفار کے کہ قرآن جو صاحب حکمتوں کا ہے شاہد ہے اس پر کہ تو رسول ہے اور سیدھے راستے پر بھی ہے اور یہ نازل ہوا ہے غالب اور رحیم سے پس جب غالب کی طرف سے آیا ہے تو ضرور اسکو ماننا چاہیے تائید اس کی سورۃ نساء میں ہے لٰکِنِ اللّٰہُ یَشْھَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْکَ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ یعنی اللہ شاہد ہے اس بات پر کہ نازل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو اپنے علم کے ساتھ اور شہادت ہے بِمَآ اَنْزَلَ اِلَیْکَ کے ساتھ پس مشہود بہ ما انزل الیک ہوگا یعنی قرآن ہے۔ اور مشہود علیہ اَنْزَلَہٗ بِعِلْمِہٖ ہے اور اس جگہ مشہود بہ قرآن ہے اور مشہود علیہ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ہے اول میں بیان کیا گیا ہے کہ تو ڈرانے کے واسطے مرسل کیا گیا ہے اور پھر لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ سے یہ بیان کیا گیا ہے

واضرب لھم مثلا اصحاب القریۃ تک کہ تیرا خیال ہے کہ تمام مومن ہو جائیں لیکن اکثر ایمان نہ لاوینگے اور فھم لا یؤمنون بیان ہے قول کا یعنی ثابت ہو چکا ہے ان پر کہ ایمان نہ لائیں گے اور اس کی علت انا جعلنا فی اعناقھم الخ سے بیان کی گئی یعنی ایمان نہ لائیں گے وجہ یہ ہے کہ ہم نے انکے گلے میں اور گاڑے ٹھین گٹ اور طوق رکھ دیئے ہیں گلے تک جیسا کہ انگریز کرتے ہیں لڑائی میں تاکہ سیدھے دشمن کی طرف دیکھیں اور ہم نے ان کے ہر طرف سے دیوار بنا دی ہے جس وجہ سے ایمان نہ لاسکینگے اور دیکھ نہیں سکتے اور ڈرانا اور عدم انذار تیرا ان کے واسطے برابر ہے کما قال انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمٰن بالغیب فبشرہ بمغفرۃ واجر کریم یعنی دو فریق ہیں ایک تو اول بیان کیا گیا ہے کہ جو ہرگز ایمان نہ لاوینگے کیونکہ ان پر مہر جباریت کی ماری گئی ہے۔ شعر

این نہ جبر و معنی جباریست   معنی جباریت ما زاریست

اور دوسرے فریق کا بیان اب کیا گیا ہے کہ انذار تیرا ان کو فائدہ دے گا جو کہ کوشش کرتا ہے اور پھر نحن نحیی الموتی الخ سے تخویف کی گئی ہے یعنی ہم ان کے اعمال کرنے اور نہ کرنے کو نگاہ رکھتے ہیں اور تمام کو اعمال نامے میں لکھ رہے ہیں اور العزیز الرحیم میں بھی اشارہ طرف تخویف کیا گیا واضرب لھم مثلا اصحٰب القریۃ سے بیان کیا گیا ہے بعد تخویف دینے کے کہ دیکھو ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا جبکہ انہوں نے ہمارے رسولوں کو نہ مانا تھا ہم نے ان کو ہلاک کیا جیسا کہ کما فاذا ھم خامدون اور ان کے شفعاء نے ان کو کچھ مدد نہ دی یعنی ہلاک ہونے سے ان کو نہ بچایا تو معلوم ہوا کہ شفیع قہری کوئی نہیں ہے بلکہ جس کو اللہ تعالیٰ ہلاک کرے ہلاک ہو جاتا ہے اور جس کو ہلاک نہیں کرتا وہ ہلاک نہیں ہوتا اور قصے میں دعویٰ توحید بھی لا تغن عنی شفاعتھم کے ساتھ بیان کیا گیا الم یروا کم اھلکنا تک حاصل یہ ہوا کہ قرآن حکیم شاہد ہے تیری صداقت پر لیکن ایمان نہیں لاتے بوجہ مہر جباریت کے پھر تخویف دی گئی کہ ہم ان کے اعمال لکھ رہے ہیں پوری پوری جزا دیں گے جیسا کہ ہم نے اصحاب قریہ کے ساتھ کیا تھا اور ان کو شفعاء نے نہ بچایا اور قصے کے اختتام کے بعد یحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون مطابق عادت کے فرمایا اولم یروا کم اھلکنا قبلھم سے دلیل اول الم یروا سے لے کر محضرون تک حاصل یہ ہے کہ دیکھو کتنی قومیں نافرمانوں کو ہم نے ہلاک کیا اور ان کو ان کے شفعاء نے واپس نہ کرا دیا (۲) دلیل ثانی آیۃ لھم الارض المیتۃ سے لے کر ومما لا یعلمون تک یعنی زمین مردہ کو ہم زندہ کرتے ہیں اس سے دانے نکالتے ہیں اور دکھاتے ہیں اور زمین میں باغ بنا کر میوہ جات نکالتے ہیں اور چشمے جاری کرتے ہیں اور ان کے ثمرات سے کھاتے ہیں یہ سب ان کے ہاتھوں نے نہیں کئے آیا ان کے شفعاء ذات باری تعالیٰ کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں یہی معنی ہے ما عملتہ ایدیھم کا اس میں جن و ملائک وغیرہ سب داخل ہیں یعنی جن کو تم معبود قرار دیتے ہو ان میں سے کسی نے بھی کام نہیں کیا پھر وہ معبود اور شفیع کیسے ہوئے اور ایسا ہی ہے سورۃ بنی اسرائیل میں قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی مراد عام ہیں وہ آیت کی دلیل توحید کی ہے اور تیسری دلیل وآیۃ لھم اللیل نسلخ منہ النھار سے لے کر کل فی فلک یسبحون تک ہے یعنی شمس اور قمر اپنی اپنی جگہ چل رہے ہیں، شمس قمر کو نہیں مل سکتا اور نہ رات دن سے سبقت کرتی ہے اور ملائکہ یہ تمام کام آسمان میں ہو رہے ہیں پس اگر شفیع قہری کوئی ہیں تو ان امور کو برعکس کرا دکھائیں (۴) چوتھی دلیل آیۃ لھم انا حملنا سے لے کر متاعا الی حین تک ہے یعنی ہم تم کو جہاز اور کشتیاں یا ان کی مثل پر سوار کرتے ہیں اور جس وقت چاہتے ہیں تو انکو ہم غرق کر دیتے ہیں اس وقت کوئی ان کے بچانے والا نہیں ہوتا مگر مومنوں کے واسطے رحمت ہوتی ہے اور مثل سے مراد ٹلے وغیرہ جو کہ دریا میں چلتے ہیں اور مفسرین نے اونٹ مراد لئے

ریفرنس بک ۔وهابی دیوبندی نجدی رشید گند گوہی اور حسین علی وهابی نجدی

ہیں یہ سیاق کے مخالف ہے ۔ اور ادلہ اربعہ بیان کر کے شکوی کیا گیا وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا سے لے کر وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ تک یعنی جس وقت
ان کو کہا جاتا ہے کہ آفت اور عذاب سے خوف کرو تو پرواہ نہیں کرتے اور کوئی آیت ان کے پاس نہیں آتی مگر وہ اعراض کرتے ہیں وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا
سے شکوی اور الزامی جواب نقل کیا گیا ہے یعنی جس وقت کہا جاتا ہے کہ جو رزق اللہ تعالی نے تم کو دیا ہے اس میں سے کوئی واسطے اللہ تعالی کے دو
تو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالی نے نہیں دیا اگر ہم اس کو دیں تو امور الٰہیہ میں دست اندازی لازم آتی ہے وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ سے لے کر
بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ تک تخویف اخروی کی گئی ہے اور وَلَوْ نَشَاءُ سے لے کر أَفَلَا تَعْقِلُونَ تک تخویف دنیوی کی گئی اور بعد میں دو تخویفا
کی صداقت رسول صلعم کے واسطے کہا گیا ۔ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ سے کہ کفار رسول صلعم کو شاعر اور قرآن کو شعر کہتے تھے جواب ظاہر ہے اور پھر أَوَلَمْ
يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا سے وَاتَّخَذُوا تک دلیل توحید بیان کی اور وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ سے یہ بیان کیا کہ ہم نے ان پر تو اتنے انعام کئے اور انہوں
نے معبود سوائے میرے بنائے ہیں جن کو اپنے شفعاء مانتے ہیں وہ اپنی جان کو مدد نہیں دے سکتے اور پھر فَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ إِنَّا نَعْلَمُ مَا
يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ سے تخویف کی گئی یعنی پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والے ہیں اور پوری جزا دیں گے ۔ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ سے وَهِيَ رَمِيمٌ تک
شکوی ہے یعنی انسان اتنا نہیں دیکھتا کہ ہم نے انسان کو نطفے سے پیدا کیا پھر وہ ظاہر میں اخاصم بن گیا اور ہمارے واسطے مثال بیان کرتا ہے
اور اپنی پیدائش کو بھلا دیتا ہے تعجب کر کے کہتا ہے کہ جس وقت ہڈیاں ہو جائیں گے اور قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي سے قیامت کا ثبوت بیان کیا گیا ہے
اور فَسُبْحَانَ الَّذِي سے دو دعوے ثابت بیان کئے ۔ ایک یہ کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور دوسرا وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ سے ثبوت قیامت کا
بیان کیا اخلاصہ تقریر کا یہ ہے کہ قرآن حکیم شاہد ہے تیری صداقت پر لیکن اکثر دلوں پر مہر جباریت کی ماری گئی ہے یہ ایمان نہ لائیں گے
اور ہم ان کے اعمال لکھ رہے ہیں پوری جزا دیں گے پھر ایک قصہ بیان کیا کہ دیکھو ہم نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا بوجہ مخالفت رسل ہمارے کے
اور ان کو ان کے شفعاء نے نہ چھڑایا اور اس قصے میں ضمناً دعوی بھی ذکر کیا گیا ۔ پھر ادلہ اربعہ بیان کی گئی ہیں کہ یہ تمام مذکورہ اللہ تعالی کرنے والا ہے
ان کے شفعاء کچھ بھی نہیں کر سکتے پھر دو شکوی بیان کئے اور پھر بعد ادلہ اور شکوی کے تخویف دنیوی اور اخروی کی گئی اور بعد ان امور کے صداقت
رسول صلعم کی بیان کی گئی ہے پھر دلیل توحید کی بیان کر کے کہا گیا کہ دیکھو احمقوں نے غیر اللہ کو شفعاء بنا لیا ہے پھر تخویف اور شکوا بیان کر کے
ثبوت قیامت کا بیان کیا پھر ثمرہ بیان کیا یہ کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور شفیع غالب بھی نہیں ہے اور قیامت بھی برحق ہے (تحقیق بعض
معانی) وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ سے ترہیب متقل قصہ بیان فرمائی یعنی ترہیب عذاب دنیوی سے اب قصہ کے بعض مواقع الفاظ
اور روایات کے متعلق جو تحقیق ہے بیان کرتا ہوں إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ یہ مواضع اجابت دعا ہے (حصن حصین) دفی جامع البیان واعلم ان بعض
السلف واکثر المتأخرین علی انہم رسل عیسی علیہ السلام واسمائہم یحیی ویونس وشمعون والقریۃ انطاکیۃ والاکثرون ملک القریۃ واکثر اہلہا
امنوا الماعزی تبالث بظہور معجزاتہم ومن بقی علی الکفر اہلکوا ۔ وکلام بعض السلف علی انہم رسل واسمائہم صادق وصدوق وشلوم و
ہو ظاہر القرآن نظراً الی قولہ تعالی مَا أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وایضاً ذکروا المؤرخون ان اول مدینۃ امنت برسل عیسی علیہ السلام انطاکیہ
وفی القرآن ان اہل ہذہ القریۃ اہلکوا الکفرہم وایضاً صرح کثیر من السلف فی قول اللہ تعالی وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِن بَعْدِ مَا
أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَىٰ انہ ما اہلک من الامم بالعذاب بعد انزال التوراۃ بل امر المؤمنین بقتال المشرکین فکیف یکون ہذہ القریۃ

رسل عیسیٰ علیہ السلام سامنے کیا ہے۔ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ یعنی ایک ہی خرابی نہیں کی بلکہ تم حد سے گزرنے والی قوم ہو یعنی اور کتنے بڑے کام تم میں ہیں ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِہٖۤ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ الآیہ یعنی میں اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی الٰہ بناؤں جو اللہ تعالےٰ اگر ارادہ ضرر کا کرے تو اس کو نہ ہٹا سکیں اور مجھے کچھ فائدہ نہ دے سکے اور نہ چھڑا دیں یعنی جو واقعہ میں شفیع نہیں ہیں ان کو اللہ اور شفیع قرار دینے سے ضلال مبین میں ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ وہ بھی من دون اللہ کو شفیع غالب قرار دینے سے ہلاک ہوئے ہیں اور مشرکین کو بھی شفیع غالب قرار دینے سے ترہیب دی جاتی ہے اور اسی کی نفی ہے۔ فقط۔ قولہ۔ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ای معبودا تھم لھم ای للکفار جند فی زعمھم حاضرون لتشفع لھم ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الصّٰٓفّٰتِ (مکیہ)

اس سورت میں عاجزی ملائک اور جنات اور رسل کی ثابت کی گئی ہے۔ آیا یہ شفیع بن سکتے ہیں کیونکہ پہلی سورت میں تو مطلق نفی شفاعت کی گئی ہے اور اس میں ترقی کی گئی ہے۔ اور جن پر ان کا اعتقاد تھا کہ یہ ہمارے شفیع ہیں ان کا حال بیان کیا گیا کہ وہ تو خود عاجزی کر رہے ہیں تو شفیع کس طرح ہوں گے۔ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ پہلے پہل حال ملائک کا بیان کیا گیا کہ فرشتے تمام صفیں باندھے کھڑے ہیں اور جنات اور شیاطین کو زجر کرتے ہیں اور ذکر الٰہی کرتے ہیں یہ خدمت گار ہیں پس یہ کس طرح شفیع غالب بن سکتے ہیں اور پھر اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا سے لے کر شِهَابٌ ثَاقِبٌ تک حال جنات کا بیان کیا گیا کہ وہ جس وقت سننے جاتے ہیں تو مارے اور دفع کئے جاتے ہیں اور ان کے لئے عذاب لازم ہے اور ہمیشہ بھی ہے پس وہ کس طرح شفیع بن سکتے ہیں ہر دونوں کا حال بیان کر کے فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا سے لیکر وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ تک تخویف اخروی اور بشارت مؤمنین بالذات ذکر کی گئی اور ضمناً شکوی بھی کیا گیا فَاسْتَفْتِهِمْ سے لیکر اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ تک شکوی ہے تخویف کے ضمن میں اور بعد اس کے نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ تک تخویف محض ہے اور پھر صَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ تک شکوی ہے ضمن تخویف میں اور پھر اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ تک تخویف ہے پھر اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ سے لے کر لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ تک بشارت ہے مؤمنوں کے واسطے اور پھر اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا سے لے کر اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ تک تخویف محض ہے اور تخویف کے بعد تیسری قسم کا حال یعنی رسولوں کا حال بتلایا گیا۔ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ سے لے کر فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ تک سات رسولوں کا حال بتایا گیا کہ دیکھو ہم نے نوح کو غرق ہونے سے اور ابراہیم کو آگ سے بچایا اور اس کے درمیان میں تابعداری بیان کی کہ اس قسم کا تابعدار تھا کہ اپنے ولد کو ذبح کرنے پر تیار ہو گیا تھا اور موسےٰ علیہ السلام اور ہارون کو فرعون سے خلاصی دی لیکن خوارق عادت کے طریقے سے اور الیاس کو بھی قتل سے خلاصی دی تھی کیونکہ وہ تو منع کرتا تھا اپنی قوم کو بعل کی عبادت سے اور وہ ایک بت کا نام تھا جو کہ بیس گز لمبا تھا اور چار سو اس کے خادم تھے اور اس میں کوئی شیطان اندر سے آواز کرتا تھا اور وہ خادم لوگوں کو خبر دیتے تھے اور لوگ خادموں سے پوچھتے تھے اور اس بعل کی عبادت کرتے تھے۔ لہٰذا الیاس اس کی عبادت سے منع کرتے تھے اور لوگ اس کے مارنے کو تیار ہوئے اللہ تعالےٰ نے انکو بچا لیا اور پچھلی قوموں رسولوں کی کے

حق میں یہ کلام چھوڑی سلام علی المرسلین یعنی حق تعالٰی نے ان کو اپنی رحمت کے سبب سے بچالیا اور سلامت رکھا۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ معنی آیت کا یہ ہوگا چھوڑا ہم نے اوپر نوح کے پچھلے لوگوں میں یہ کلام یعنی سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ یعنی نوح کو سلامت رکھ لیا یعنی لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ اللہ تعالٰے نے نوح علیہ السلام کو سلامت رکھا اسی معنی پر باقی کو بھی قیاس کرلو فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ متعلق ہے پہلے فَاسْتَفْتِهِمْ کے ساتھ اور پھر اس کو اعادہ کیا گیا واسطے تقریر کرنے کے اور وضاحت کرنے کے اور پھر أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ سے لے کر لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِنَ الْأَوَّلِينَ تک اعادہ کیا گیا حالات الملائکہ والجن کا لیکن دو طرق کے ساتھ ایک علی سبیل اللف والنشر المرتب اور دوسرا علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب۔ اول طریقہ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ سے لے کر وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا تک ہے اور وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ۔ دوسرے طریقے میں ہے اور اول طریقے میں جنات کا حال محض وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ہے۔ اور دوسرا طریقہ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ سے لے کر وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ تک ہے لیکن اس میں بھی جنات کا قول محض وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ کا ہے اور بعد اس کے وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ تک لوغال الٰہی ہے اور اس جگہ سے قول ملائکہ کا شروع ہے اور فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے طریقے میں پہلے حال ملائک کا بیان کیا گیا ہے اور پھر جنات کا جیسا کہ ابتدا سورت میں کیا گیا ہے اور دوسرے طریقے میں برعکس کیا گیا ہے کہ وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ سے لے کر فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ تک شکوہ ہے یعنی تخویف ضمناً اور إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ۔ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ بشارت ہے فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ تخویف ہے۔ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ وَأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ بھی تخویف میں داخل ہے اور سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ خلاصہ ہے تمام سورتوں کا یعنی پاکی ہے اللہ تعالٰے کو شریکوں سے اور اپنے پیارے یعنی رسولوں کو سلامتی سے رکھتا ہے۔ اس کے شریک نہیں ہیں وہ عاجز بندے ہیں سب کچھ کرنے والا ایک اللہ تعالٰے ہی ہے۔ اس کے رسولوں کے ہاتھ میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ حاصل تقریر کا یہ ہے کہ سورۃ یٰسین میں نفی تشفیع کی گئی ہے اس میں یہ بیان کیا گیا تین دفعہ کہ ملائک اور جنات تمام عاجز ہیں شفیع نہیں ہیں اور دو دفعہ ایک طریقے سے اور ایک دفعہ برعکس ان دو طریقوں کے اور ایک دفعہ سات رسولوں کا حال بیان کیا کہ تمام عاجزی کر رہے ہیں شفیع غالب نہیں ہیں بلکہ جو میرے پیارے بندے تھے ہم نے ان کو عذاب سے سلامت رکھا اور یہی بات کہ اللہ تعالٰے نے ان کو سلامت رکھا تمام جہان میں مشہور کی گئی اور ابتدا میں بعد بیان کرنے حال ملائک اور جنات کے ایک دفعہ تخویفات اُخروی اور بشارتیں اور شکوے بیان کئے گئے اور آخر میں کوئی شکوہ اور تخویف بیان کرکے سورت کا خلاصہ بیان کیا گیا۔ فقط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ صٓ مکیہ

اول اس سورت میں خلاصہ تفصیل وار بیان کیا جائے گا اور بعد اس کے اس کا حاصل اور بعدہٗ مشکل مقاموں کی وضاحت۔

صٓ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ۔ سورۃ صافات میں تو ان کی عاجزی بیان کی گئی کہ وہ عاجز ہیں شفیع

ریفرنس بک ۔وھابی دیوبندی نجدی رشید گنگوہی اور حسین علی وھابی نجدی

غالب نہیں اور اس میں یہ بیان ہوگا کہ عاجزی تو بجائے خود خود آپ پکڑے ہوئے ہوتے ہیں شفیع غالب کس طرح بن سکتے ہیں اول ص والقرآن ذی الذکر سے اپنے مدعا پر شاہد لایا گیا ہے یعنی قسم ہے اس قرآن کی جو کہ صاحب نصیحت کا ہے قسم بمعنی شاہد ہے یعنی یہ شاہد ہے اس بات پر کہ موضع شبہ تو نہیں ہے بلکہ کافر اونچائی میں ہیں اس سبب سے کہ ہم نے ان کو رزق دیا ہے جیسا کہا بَلْ مَتَّعْنَا هٰؤُلَاءِ وَاٰبَاءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا اور عناد میں ہیں پس معلوم ہوا کہ بَلِ الَّذِيْنَ سے پہلے مطابق موضع شبہ محذوف ہے یعنی پہلی سورت میں تمام انبیاء کی عاجزی بیان کی گئی ہے اور معلوم ہو گیا کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے کہ وہ شفیع غالب بنے اور اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہا بلکہ کافر عناد میں ہیں اور پھر كَفَرُوا فَلَكُمْ سے لے کر قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ تک تخویف دنیوی ہے اور قَالُوا رَبَّنَا عَجِّلْ لَنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ متعلق ہوگا الَّذِيْنَ كَفَرُوا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ کے ساتھ یعنی کفار اونچائی اور عناد میں ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے عذاب کو جلدی لے آ تو صبر کر ان کے کہنے پر اور عذر کر اور وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ سے لے کر مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ تک دلیل نقلی مدعا کے واسطے بیان کی گئی ہے کہ دیکھو اتنا بڑا پیغمبر اور بادشاہ جس کے ... ۳۲ محافظ تھے۔ اسکو ہم نے پکڑ لیا تھوڑے قصور سے آیا وہ شفیع غالب بن سکتا ہے اور دلیل نقلی دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو پہلے نبی سے نقل ہو کر اس پر پھر بھی وحی آیا تھا یا اس کا حال بیان کو دنیا اور اس جگہ نقلی دلیل ثانی قسم سے ہے اور پھر مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا سے لے کر كَالْفُجَّارِ تک دلیل عقلی لائی گئی یعنی عقل بھی دلالت کرتا ہے کہ ایسے انتظام میں زمین و آسمان کو رکھنا اور ایسے طریقے پر مخلوقات کو رکھنا سوائے معبود برحق کے کسی کا کام نہیں ہے اور کوئی شفاعت قہری نہیں ہو سکتی بلکہ اپنی مرضی سے سب کام کرتا ہے ان کافر کہتے ہیں کہ خدا صاحب کی خدائی میں شفیع غالب ہو سکتے ہیں اور پھر كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ سے لے کر اُولُوا الْاَلْبَابِ تک دلیل وحی بیان کی گئی پس مدعا مع ادلہ ثلثہ کے پورا ہو گیا ہے درمیان میں تخویفات بیان کی گئی ہیں اور دلیل نقلی کا بیان کیا گیا ہے کہ دیکھو کہ سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ہم نے کیا کیا کہ باوجود اتنے بڑے بادشاہ ہونے کے قصور سے اس کو پکڑ کر بادشاہی سے دور کر دیا اور ایک بیکار شخص کو اس کی جگہ قائم کر دیا اور اس نے قصور کے بدلے کتنا اپنا مال نقصان کیا پھر جب اس نے زاری اور طلب مغفرت کی کی پھر اس کو بادشاہی دے دی اور دعا مانگی کہ یا الٰہی اس کے بعد میری بادشاہی چھین کر کسی کو نہ دینی آیا ایسا شخص شفیع غالب ہو سکتا ہے پھر بوجہ طلب مغفرت اور زاری کے گھوڑوں کے بدلے ہوا کو تابع کر دیا جس طرح چاہتا تھا چلاتا تھا اور جنات کو اس کے تابع کیا اس نے ہر ایک کو اپنے اپنے کاموں میں لگایا ہوا تھا اور قصور کی وجہ سے ان کو قید کرتا تھا۔ پھر قصہ ایوب کا بیان کیا گیا کہ اس کو اتنا لاچار کیا کہ اس کے پاس بھی کوئی نہ جاتا تھا اولاد بھی سب ہلاک ہو گئی۔ لاچار ہو کر اللہ تعالیٰ سے اس نے مغفرت مانگی تو معافی ہو گئی بھلا دیکھو تو سہی جو خود اپنے واسطے طلب و مغفرت مانگتا ہو وہ دوسرے کو کس طرح شفاعت غالبہ سے چھڑا سکتا ہے۔ تمام رسولوں کا یہ حال ہوا تین رسولوں کا حال نمونے کے واسطے بیان کیا گیا اور پھر هٰذَا ذِكْرٌ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ سے لے کر اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ تک مقصود بالذات یہ بیان کرتا ہے کہ ہم نے تمام یہ آزمائش دنیا میں رسولوں کے ساتھ کی ہیں نصیحت دینے کے واسطے اور آخرت میں ان کا حال مذکور ہوگا اور بشارت بھی ہو جائے گی واسطے مومنوں کے۔ اور پھر وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ سے لے کر اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ تک تخویف ہے واسطے کفار کے مثل اِنَّمَاۤ اَنَا مُنْذِرٌ سے لیکر الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ تک بیان اصلی مدعا کا ہے یعنی جب سب رسولوں کا حال بھی مذکور ہو گیا کہ وہ خود اپنی جان کے واسطے بخشش مانگ رہے ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ شفیع غالب کوئی نہیں ہے اس کے بعد کہا قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ اَنْتُمْ عَنْهُ

مُعْرِضُوْنَ یعنی وہ ایسے ایک عظیم مضمون سے تم اس سے اعراض کرتے ہو اور پھر مَا كَانَ لِیَ سے سوال مقدر کا جواب دیا گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو خبریں بتلاؤ کیونکہ تم کو ملائک کے ذریعے معلوم ہوتا ہے تم کو کہ تمام باتیں میری طرف وحی نہیں ہوتیں بلکہ انذار کے متعلق جو باتیں ہوتی ہیں وہ میری طرف وحی ہوتی ہیں اور پھر اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ سے یہ بیان کیا کہ اتنے بڑے مرتبے والے کو قصور سے جڑ سے اکھاڑ دیا اور بے فرمانی سے لعین بنا دیا گیا ؎

صد ہزاراں سال ابلیس لعین — بود از ابدال امیر المؤمنین

اور آخر میں قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ سے لے کر بَعْدَ حِيْنٍ تک یعنی ان بیانات سے نہ تو تم سے اجر طلب کرتا ہوں اور نہ بناوٹی جواب بتاتا ہوں بلکہ میں تو وحی کے تابع ہوں۔ یہ قرآن عالمین کے واسطے ایک ذکر اور نصیحت ہے تم نہیں مانتے بعد میں خبر پڑ جاوے گی۔ یہ تخویف ہے (تقریر کا حاصل) ختم ہے قرآن صاحب نصیحت کی یعنی قرآن شاہد ہے اس بات پر کہ جانے شبہ کوئی نہیں ہے لیکن دولتمندی کی وجہ سے اونچائی سے اونچائی اور عناد میں ہیں۔ تم کو کہتے ہیں کہ مذہب لے آؤ تم ان کے کہنے پر صبر کرو پھر تخویف دنیوی دے کر درمیان میں بیان کیا گیا کہ دیکھو اقوام کے ساتھ کیا حال ہوا تھا تم بھی شفیع غالب بنانے سے باز آ جاؤ اور اس مدعی کے واسطے تین دلائل نقلی حال انبیا سابقہ واسطے نمونے کے بیان کیں اور جو کو سوا حال بیان کرنے کے ذکر کئے گئے تمام کا یہ حال تھا کہ وہ خود اپنی ذات میں گرفتار تھے دوسرے کی شفاعت کس طرح کر سکینگے پھر بشارت مومنین کے واسطے اور تخویفات کفار کے واسطے بیان کر کے اعادہ مدعا کا بعد دلائل عقل اور نقل اور وحی کے کیا گیا اور دعوے مع الدلایل پورا ہونے کے بعد کہا گیا کہ شیطان کی طرح خلاف حکم مت کرو۔ تم کو گمراہ کر رہا ہے۔ چنانچہ اُس نے کہا لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ یعنی جو وہ حکم الٰہی سے انکاری ہوا تو اللہ تعالٰے نے اس کو اپنے قہر سے لعنتی بنا دیا تو اس نے کہا یا الٰہی جب کہ تو نے انسان کے لئے مجھے لعنتی بنایا ہے تو میں ان سب کو گمراہ کروں گا کسی کو تیرے حکم کی اطاعت میں نہ جانے دوں گا مگر بندے اچھے تیرے مجھ سے بچ جائیں گے خیال کو شیطان تم کو جہنمی بنا رہا ہے آگے بعضے بعضے مقاموں کی تفصیل یہ ہے کہ قصہ داؤد علیہ السلام کا تو یہ مشہور ہے کہ ان کی ۹۹ عورتیں تھیں اور ایک عورت ان کی غلام تھی اُنہوں نے خواہش نفسانی سے چاہا کہ اس عورت کو میں لے لوں (نعوذ باللہ آیا رسول کی شان یہ ہے کہ کسی پر ظلم کرے) پھر اللہ تعالٰے نے دو فرشتے بھیجے۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک بیوی یکی ہے اور میرے دوسرے بھائی کی ۹۹ بکریاں ہیں۔ وہ ایک بکری بھی مجھ سے لینا چاہتا ہے ہمارا فیصلہ کرو اس قصہ سے اللہ تعالٰے نے اشارہ کیا کہ جیسا تم ان دونوں میں طلب زیادتی کرنے والے کو ظالم کہہ رہے ہو ایسی طرح تم بھی ظلم کر رہے ہو اپنے غلام پر لیکن یہ قصہ بالکل غلط ہے (خازن) نے تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے اور تفسیر کبیر نے حضرت علی رض کا قول نقل کیا ہے اور یہ قصہ یہودیوں نے مشہور کیا ہے واقعہ میں اس طرح نہیں ہے جو شخص یہ کہیگا اس کو سزا دی جائے گی بلکہ واقعہ میں اللہ تعالٰے نے آزمائش سے دو فرشتوں کو ارسال کیا جبکہ داؤد نے ضعیف کی بات سن کر بلا تفتیش دوسرے فریق پر ظلم کا حکم کر دیا ......

اور اللہ تعالٰے کی ذات نے اس قصور سے اس کو گرفتار کیا کہ بیشک ضعیف کی امداد تو کرو لیکن تفتیش کر کے اور قواعد الٰہیہ کے مطابق مثل بینہ مدعی یا قسم مدعا علیہ۔ اس قصہ کی نظیر سورۂ نساء رکوع ۱۵ سپارہ ۵ میں اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ سے بیان کی گئی ہے کیونکہ رسول اللہ صلعم کا ارادہ بھی ہو گیا تھا کہ یہودی کے ہاتھ کاٹ ڈالے حکم آ گیا کہ گمان سے فیصلہ نہ کرو باقی تمام اسی جگہ مذکور ہے اور سلیمان ع والا قصہ جلالین اور مدارک نے جو نقل کیا ہے اس کو عقل سلیم نہیں کرتا کہ واقعہ کہیں بھی اسی طرح ہو بلکہ خدا کی آزمائش تھی بادشاہی چلی گئی بسبب اسی امر

کے جو ذکر ہے قرآن شریف میں اِنِّیْ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ الخ اور ایوبؑ کا قصہ مختصر یہ ایک کتاب میں ہے کہ تمام لوگ مخالف ہو گئے
شہر سے باہر نکال دیا کہ ان کے بدن میں کیڑے پڑ گئے تھے۔ اولاد مر گئی ایک عورت باقی رہی جب کہ وہ کہیں کمانے کی تیاری کے واسطے گھر سے
باہر گئی تو ایک شخص کو دیکھا کہ زخمی وغیرہ بیماروں پر ہاتھ پھیرتا ہے تو ان کو خیر ہو جاتی ہے اس بی بی نے اس سے کہا کہ میرا خاوند بھی بیمار ہے لیکن
اس جگہ آ نہیں سکتا ہے تو اس نے کہا کہ جا کر میرے نام پر ایک بکرا ذبح کر تو اچھا ہو جائے گا۔ پھر بی بی نے کہا بکرا تو میرا کوئی نہیں ہے۔ پس
اس شخص نے بکرا دیا جس وقت بی بی ایوبؑ کے پاس آئی تو یہ قصہ بیان کیا۔ تو اس وقت کہا ایوبؑ نے اے اللہ یہ شخص مجھ سے ایمان لینا
چاہتا ہے تو رحم کر اور عورت کے واسطے حلف اٹھائی کہ میں تجھ کو ایک سو لاٹھی ماروں گا۔ تو اللہ نے ان کو معاف کیا یہ شخص شیطان تھا اور دوسرے
شیطان لوگوں کو تکلیف پہنچاتے تھے، اس شیطان کے شرک کرانے سے لوگوں کو وہ چھوڑ دیتے تھے۔ اس طریقے سے لوگوں کو کفر میں ڈالتے
تھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بعد ایوبؑ سے فرماتے ہیں کہ اُرْکُضْ بِرِجْلِكَ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ یعنی اس پانی سے غسل کر وا اور پیو شفا
ہو جائے گی اور عدم حنث کی تدبیر بتلائی اسی طرح اور شفا بخشی تب اللہ تعالیٰ نے شیطان کو کہا کہ میرے مقرب بندوں کو تو کچھ بھی نہ کر سکے گا
تو شیطان نے ایوبؑ سے یہ تمام باتیں شرکیہ طلب کیں۔ اتنے امور ایوبؑ کے ساتھ آزمائش کے واسطے تھے واللہ اعلم بالصواب ۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُورۂ زُمر مکیہ

جب سورۂ سبا و سورۂ یٰسین اور صافات اور صٓ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے کسی کو شفیع غالب نہ بنایا جائے
اس سورت میں یہ بیان کیا جاوے گا کہ اسی ایک کی عبادت کرو۔ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ
فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ۔ یہ کتاب منزل بڑے غالب جاننے والے ماہیت ہر شئے کی طرف سے آئی ہے یہ خطبہ تمہید بیان کر کے تمام سورۃ
کا خلاصہ جو کہ مرتب ہے سورِ سابقہ پر بیان کیا گیا یعنی فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ اور ابتدا میں اسی واسطے ذکر کیا گیا ہے یعنی مرتب تھا سورِ سابقہ
پر یعنی قاعدہ تو یہ تھا کہ سورۃ کے آخر خلاصہ ذکر کیا جاتا تھا اور پھر اس کے بعد تنبیہ کی گئی اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ یعنی خبردار عبادت خالص
اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے دوسرا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اور پھر وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا سے ان کے خیال کو رد کیا گیا ہے منشأ شرک
اور تخویف کی گئی ہے یعنی تمہارا تو یہ خیال ہے کہ ہم ان کی عبادت اسی واسطے کرتے ہیں کہ یہ نائب ہیں اللہ تعالیٰ کے اور ہم کو نزدیک کریں گے تو
اس کی خبر خود اللہ تعالیٰ دے گا آخرت میں۔ اگر بفرض محال کوئی نائب اللہ تعالیٰ اپنا بناتا تو جس کو چاہتا اپنا نائب کر لیتا۔ تمہارے معبود جو ہیں
یہ کس طرح نائب بن گئے ہیں اور پھر سُبْحٰنَهٗ سے تفریع بیان کی ماقبل کی پس حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شریک سے پاک ہے اور اس کی ولد
بیان کیں اور دلیل عقلی سات ہیں۔ اول مختصر اور باقی مفصل ہیں ہر ایک پچھلی ادق اور ترقی میں ہے اول سے اور دلیل وحی درمیان دوسری
اور تیسری کے بیان کی گئی ہے۔ ایک مثال بیان کی گئی ہے واحد انیت والے شخص کی اور شرک کرنے والے کی اور تین ثمرے بیان کئے گئے
ہیں آیات توحید کے ایک ثمرہ چوتھی کے بعد اور دوسرا پانچویں کے بعد اور تیسرا چھٹی کے بعد اور درمیان میں شکوے بھی ترقی سے ذکر کئے گئے

ہیں اسی طرح باقی امور بھی ترقی سے ذکر کیے گئے ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ اس کا ہر لاحق سابق سے ترقی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

سُبْحٰنَهٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ سُبْحٰنَهٗ کی دلیل منفصل تو یہ ہے کہ معبود وہی ہے یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے پھر شریک تو اس کا کوئی تب بنے جو اس میں یہ صفت موجود ہو۔ جب یہ صفات کسی میں نہیں پس شریک بھی کوئی نہ ہوگا۔ پھر ادلہ عقلیہ مفصلہ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ سے لے کر فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ تک دلیل اول ہے اور ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ثمرہ ہے پہلی آیت مفصلہ پر اور پھر اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ سے لے کر اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تک تخویف ہے پھر وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ سے لے کر لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ تک شکوہ ہے اور قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ سے لے کر اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ تک تخویف ہے اور پھر بعد تخویفات اور شکایات کے ترغیب دی گئی قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا سے لے کر بِغَيْرِ حِسَابٍ تک ترغیب دی گئی ہے طرف اسلام کے اور قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ سے لے کر مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ تک دلیل وحی بیان کی گئی ہے اور فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ سے لیکر يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ تک تخویف ہے اور وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ سے لے کر لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ تک بشارت ہے اور پھر اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ سے لے کر لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ تک دلیل ثالث بیان کی گئی ہے لیکن یہ دلیل ثانی دلیل اولیٰ سے نہایت ادق اور ترقی سے ہے کیونکہ دوسری دلیل میں محض اتنا بیان کیا گیا کہ تم کو اللہ نے ایک شخص اور اس کی زوجہ سے پیدا کیا ہے یعنی یہ طریقہ ہے پیدا کرنے کا اسی طرح انعام بھی آٹھ قسم کے تمہارے واسطے پیدا کیے ہیں اور ماں کے پیٹ میں خلق بعد خلق کے پیدا کرتا ہے غرض یہ ہے کہ اس دلیل میں پیدائش کی حالت اجمالی بیان کی گئی ہے اور تیسری دلیل میں حالت تفصیلی بیان کی گئی ہے جو کہ پہلی حالت کی کیفیت ہے۔ اور اس کا ایک نمونہ بتایا جیسا کہ باری تعالیٰ آسمان سے نازل کرتا ہے اور اس کو چلاتا ہے چشموں میں اور پھر اس سے زرع نکالتا ہے اور پھر وہ خشک ہو جاتی ہے اور پیلی یعنی زرد نظر آتی ہے بعد اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے یہ ایک نمونہ ہے تمہاری پیدائش کی کیفیت کا کہ رحم عورت میں بھی اسی طرح منی کو رکھتا ہے پھر اس رحم میں تمہاری شکل بناتا ہے پھر تیار ہونے کے بعد تم کو نکالتا ہے عورت کے پیٹ سے اور پھر اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ دلیل بیان کرنے کے بعد ثمرہ اس کا بیان کیا گیا یعنی جس کا سینہ خدا نے کھول دیا ہے واسطے اسلام کے وہ تو ہوگا روشنی پر اللہ کی جانب سے لیکن ہلاکت تو اس شخص کو ہے جو نصیحت کے بعد بھی خیال نہیں کرتا۔ وہ گمراہی ظاہر میں ہے اور آیت میں مقصود بالذات ثانی جزو ہے یعنی فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ الخ حاصل یہ ہوگا کہ دلیل توحید جب ثابت ہو چکا ہے کہ ایسے امور باریک سوا اس کے کوئی نہیں کر سکتا پس اب اس شخص کو ہلاکت آوے تو ان امور کو دیکھ کر بھی نہیں سمجھتا۔ اور اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ سے لے کر لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی ہے کوئی علی سبیل المقابلہ اور کوئی نقل از احوال اقوام سابقہ کے لیکن آیت پہلی یعنی اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ الخ متعلق ہے قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ کے ساتھ معنی یہ ہوگا کہ میں اپنے نفس سے نہیں کہتا بلکہ من جانب اللہ کہتا ہوں اور دیکھو کیسی اچھی بات ہے جو کہ متشابہ البیان ہے اور تکرار سے پڑھی جاتی ہے یعنی اس کا مضمون تکرار سے آیا ہے اور اس مضمون کے بیان سے بال کھڑے ہو جاتے ہیں یعنی کانپ اٹھتے ہیں بدن ان لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ سے لے کر بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ تک شکوہ بیان کیا گیا ہے لیکن مثال کے عنوان میں بیان کیا

گیا ہے یعنی ایک شخص کے دو غلام ہیں ایک مستقل اسی کا ہے اور دوسرا غلام جو مشترک ہے اس کا اور دوسرے شخص کا تو وہ شخص اسے غلام کا اچھا
چیتا جو علیحدہ اسی کا ہے کرے گا یا مشترک کا اسی طرح ایک شخص محض اللہ کی عبادت کرتا ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی بھی کرتا ہے اور دوسرے
کی بھی یعنی غیر اللہ کو قضا حاجات میں پکارتا ہے آیا ان دونوں میں سے اللہ تعالیٰ کسی کو اچھا سمجھیگا اسی کو جو علیحدہ اس کا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
کے ساتھ ثمرہ بیان کیا گیا ہے پھر کہا کہ جائے شبہ تو نہیں لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے پھر ان کے سوال کا جواب ذکر کیا گیا یعنی یہ مر جائے گا تو
جان خلاص ہو جائے گی جیسا کہ نَتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ سے معلوم ہوتا ہے جواب ملا کہ یہ بھی مر جائے گا تم بھی مر جاؤ گے اور پھر قیامت
میں تمہارا پورا فیصلہ کیا جائے گا اور پھر فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ سے لے کر بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ تک تخویف مع بشارات بیان کیا گیا ہے یعنی
آیاتِ توحید اور ثمرات کے ساتھ مدعا کو ثابت کیا گیا تو تم انصاف کرو کہ آیا پھر بھی جو شخص شریک بنائے تو اس کی جگہ جہنم نہ ہو گی اور جس نے اس مدعا
کو مان لیا وہ جو کچھ چاہے گا دیا جائے گا اس کی علت لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ سے بیان کی گئی ہے اور اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ سے تنبیہ بیان
کی گئی ہے اور پھر يُخَوِّفُوْنَكَ سے انکے خیال کا رد کیا گیا ہے کہ یہ کفار جو ان ادلہ اور ثمرات اور مثال اور تنبیہ کے بعد پھر بھی ان کا یہ خیال ہے
کہ ہمارے معبود تجھ کو نقصان دیں گے بھلا بتائیں تو سہی کہ آیا ان کے معبودوں کے اختیار میں کیا ہے لیکن ہدایت اور ضلالت اللہ تعالیٰ کے
ہاتھ میں ہے۔ پھر چوتھی دلیل توحید وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ بیان کی گئی ہے علی سبیل الاعتراف اور
یہ دلیل ادلہ سابقہ ثلاثہ سے ترقی میں ہے کیونکہ اعتراف من الخصم کرایا گیا ہے کما قال اصح الشہادات ما یشہد بہ الاعداء ہے اور چوتھی کے بعد
ثمرہ متصل بیان کیا گیا ہے۔ قُلْ اَفَرَاَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ سے لے کر عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ تک یعنی جب ادلہ اربعہ بیان کئے گئے ہیں مدعی کے
واسطے ہر ایک لاحق سابق سے ترقی کے ساتھ پس تم بتلاؤ کہ تمہارے معبود جن کو تم پکارتے ہو کچھ کر بھی سکتے ہیں اور درمیان میں قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ
سے ضمناً جواب کیا گیا کہ ایک اللہ کافی ہے اور مشکلہ کے واسطے اور قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا سے لے کر عَذَابٌ مُّقِيْمٌ تک محض تخویف بیان کی گئی
ہے یعنی تمہارے سامنے قیامت میں پورا حساب کیا جائے گا اور جان لوگے۔ اور اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ بھی تخویف
ہے پھر دلیل پانچویں اَللّٰهُ يَتَوَفّٰى سے لے کر لَا يَعْقِلُوْنَ تک بیان کی گئی ہے اور سابق سے ترقی میں بھی ہے کیونکہ پہلے اجمالاً پیدائش کی حالت
بتلائی گئی ہے پھر اس کی کیفیت اور پھر علی سبیل الاعتراف ایک دلیل لائی گئی اور پہلے حال ابتدائی ذکر تھا اس میں حال بعد کا بتلایا گیا ہے
یعنی حال انتہا کا تو یہ ہے کہ اللہ نفسوں کو قبض کرتا ہے دو وقتوں میں ایک تو موت کے وقت میں اور دوسرا نیند میں اور قبض کر کے دو طریقے کرتا ہے
بعضوں کو تو اپنے پاس رکھتا ہے یعنی بالکل مار دیتا ہے اور بعضوں کو نیند کے وقت قبض کر کے چھوڑ دیتا ہے پس یہ تمام امور واقع میں موجود
ہیں اگر کوئی عنادی نہ ہو تو خود اس کو یقین آ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے لیکن پھر بھی ان کفار نے غیر اللہ تعالیٰ کو معبود
بنا کر شفیع غالب مانتے ہیں۔ باوجود اس بات کے کہ وہ کسی چیز کے مالک نہیں ہیں یہ کفار کو زجر کی گئی ہے اس کے بعد صاف ان کے خیال کو
رد کیا گیا کہ وہ شفیع غالب بتوں کو بتاتے ہیں، نہ ان کے قبضے میں کچھ ہے، نہ مالک آسمان اور زمین کے ہیں اور پھر بعد دلیل اور زجر اور رد کرنے
خیال کے تخویف دی گئی ہے ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ کے ساتھ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ سے لے کر اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ تک
شکوہ کی ہے یعنی دیکھو کفار کا حال کیا عجیب ہے کہ اگر واقعی امر یعنی ایک کی عبادت کرنی کہا جاوے تو انکے دل متنفر ہو جاتے ہیں اور اگر

شریکوں کو ذکر کیا جاوے یعنی غیر اللہ تعالیٰ کی عبادت تبلائی جاوے۔ تو غرض ہوتے ہیں حاصل یہ کہ ان کے مناسب ایسا نہ تھا۔ پھر اس دلیل اور زجر اور
تخویف اور شکوی کے بعد ثمرہ بیان کیا گیا قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ سے لے کر اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ تک یعنی اے
فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنے تمام صفات والے اور مقصود بالنداء محذوف ہے اور کسی کی تخصیص نہیں ہے مگر جلالین والے اَهْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ
الْحَقِّ بِاِذْنِكَ واسطے تبرک کے تخصیص کی ہے کیونکہ رسول صلعم کی دعا میں یہ لفظ آیا ہے یہ مراد نہیں کہ خاص یہی لفظ محذوف ہے۔ پھر ثمرہ کے بعد وَلَوْ اَنَّ
لِلَّذِيْنَ سے لے کر يَسْتَهْزِءُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی ہے ساتھ ذکر کرنے حال کفار کے آخرت میں یعنی دنیا میں انہوں نے معبود بنا لئے ہیں آخرت
میں ان کا یہ حال ہوگا کہ سب دنیا اور مثل اس کی اور بھی اگر اس وقت بفرض محال دیا جائے تو یہ فدیہ دینے کے لئے تیار ہوگا واسطے خلاصی عذاب کے
اور جس عذاب کے ساتھ استہزاء کرتے تھے وہ بھی نازل ہو جائے گا اور پھر اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ سے لے کر لَا يَعْلَمُوْنَ تک شکوی بیان کیا گیا
ہے لیکن اسی قسم کا شکوی دوسری دلیل کے بعد ذکر کیا گیا تھا۔ اور یہ اس آیت سے ترقی کے ساتھ ہے۔ کیونکہ دونوں میں یہ بات ذکر کی گئی ہے
کہ جس وقت انسان کو ضرر پہنچتا ہے تو ہم کو بلاتا ہے جیسا کہ اِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ سے معلوم ہوتا ہے اور اس کے بعد جب
ہم نعمت دیتے ہیں اور انعام کرتے ہیں تو پہلے شکوی کہا گیا تھا کہ وہ مصیبت سے ناسی ہو جاتے ہیں گویا اس کو کبھی مصیبت آئی نہ تھی اور اس جگہ کہا
ناسی تو نہیں ہوتا بلکہ کہتا ہے کہ میں نے فلانا حیلہ کیا یعنے فلانے پیر یا فقیر کو پکارا تھا۔ جیسا کہ ہمارے آباؤ اجداد کرتے تھے جیسا کہ کہا فَرِحُوْا بِمَا
عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ یعنی قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاءَنَا عَلٰى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰى اٰثَارِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ سے معلوم ہوتا ہے اور بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا
يَعْلَمُوْنَ سے ان کا خیال رد کیا گیا کہ تمہارے حیلے نے تم کو خلاصی نہیں دی ہے بلکہ وہ نعمت آزمائش ہوتی ہے اور استدراج من اللہ ہوتا ہے۔
شکوی بیان کر کے قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے تخویف بیان کی گئی ہے وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ تک یعنی پہلے کفار بھی تمہاری طرح کرتے تھے یعنی
غیر کو پکارتے تھے تو ہم نے انکو ہلاک کیا اور ان کے معبودوں نے انکو خلاصی نہ دی۔ اسی طرح تمہارے ساتھ بھی کیا جائے گا اور پھر دلیل چہارم اَوَلَمْ
يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ سے بیان کی گئی ہے اور یہ دلیل بھی ادلہ سابقہ سے ترقی
میں ہے یعنی ان میں احوال ابتداء اور انتہا کے تھے اور اس میں احوال مابین الابتداء والانتہا کے ہیں یعنی رزق کی فراخی اور تنگی اسی کے ہاتھ میں ہے اور
پھر قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ سے لے کر وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ تک ترغیب دی گئی ہے یعنی ان میرے بندوں نے اپنے نفسوں
پر زیادتی بوجہ شرک کے کی ہے ان کو فرما دو میری طرف سے کہ اے میرے بندو نا امید نہ ہو رحمت رب کی سے اللہ پر امید کر کے اللہ کو پکارو دوسروں
کو مت پکارو۔ خاص وہی غفور رحیم ہے نہ اور کوئی اور وَاتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنْزِلَ۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ کے ساتھ متصل ہو کر دلیل وحی
قُلْ اِنَّمَا اُمِرْتُ کے ساتھ مرتبط ہو جائے گی علی سبیل الترقی من الادنی الی الاعلیٰ یعنی میں اپنے نفس سے نہیں کرتا بلکہ مجھ کو اسی بات کا وحی ہوا ہے۔
اور دیکھو کیسی اچھی بات ہے اور اب کہا گیا کہ جب یہ اچھی بات ہے تو اس کی تابعداری کرو اور پھر اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى سے لے کر وَلَا
هُمْ يَحْزَنُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی ہے یعنی قیامت میں نفس کہے گا کہ ہائے افسوس میں نے دنیا میں افراط اور تفریط کیا تھا اب مجھ کو ہدایت
ہو جائے اور پھر رجوع الی الدنیا ہو جائے تاکہ اعمال صالح کروں تو جواب ملیگا کہ تمہارے پاس ہماری آیتیں آئی تھیں اور تم کفر یعنی شرک کیا
کرتے تھے اب اس کا مزہ چکھ لو۔ اور آخر میں تھوڑی سی بشارت بھی تبلائی گئی۔ پھر تمام آیات کا ثمرہ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ

لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے بیان کیا گیا ہے چار ادلہ سابقہ کا ثمرہ خالق کل شیٔ میں ہے یعنی جب تم کو اتنی کیفیت کے ساتھ پیدا کیا ہے اسی طرح ہر شے کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے اور پانچویں کا خلاصہ اور ثمرہ ہو علیٰ کل شیٔ وکیل یعنی روح کے قبض کرنے پر خود محافظ اور وکیل بھی ہے جس وقت چاہے قبض کرلے اور اسی طرح ہر شے پر وکیل اور محافظ بھی وہی ہے اور چھٹی کا خلاصہ اور ثمرہ لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے یعنی رزق کی تنگی اور وسعت اس کے ہاتھ میں ہے پس مقالید اور اشیاء کی بھی اسی کے ہاتھ میں ہیں اور وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ سے تخویف بیان کی گئی ہے اور قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّیْٓ اَعْبُدُ اَیُّهَا الْجٰهِلُوْنَ سے ان کے خیال کا رد کیا گیا یعنی اتنے بیان کے بعد پھر بھی تمہارا میرے ساتھ یہ خیال ہے اور بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ان کو جواب دیا گیا ہے یعنی ان کا خیال تو وہ ہے اور اپنا خیال بتلادے کہ میں تو ایک کی بندگی کروں گا اور درمیان میں نقلی دلیل بیان کی گئی ہے کہ اے مخاطب شرک کرنے سے سارے عمل حبط ہو جاتے ہیں اور وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ متعلق ہے اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ کے ساتھ یعنی اللہ تعالے کی قدر جس طرح پہچاننی تھی یعنی خالق ہر شے کا اور وکیل ہر شے کا اور مالک مقالید ہر شے کا جاننا تھا اسی طرح انہوں نے اللہ کو نہ جانا بلکہ انہوں نے دیگر خالق اور وکیل اور مالک کلید جان کر معبود بنالیا اور سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ادلہ مع ثمرات کے بیان کر کے اصلی دعویٰ کو اعادہ کیا گیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ تقریب تام ہے اور پھر نُفِخَ فِی الصُّوْرِ سے لے کر آخر تک دلیل ساتویں اور حال قیامت یعنی حال مومن اور کفار کا بیان کیا گیا ہے اور دلیل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ شاہد ہے وَوُضِعَ الْكِتٰبُ اور وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ یہ تمام شواہد ہیں دلیل ہونے کے یعنی آخر میں سب امور کا متصرف وہی ہوگا اور وہی تخت بادشاہی پر ہوگا اور کفار کے شفعاء اور معبود کوئی شفیع نہ ہوں گے اور آخر سورت میں یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ کے ساتھ سورت کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے یعنی نفی عن الشرک کر رہے ہیں حال ہونے ان کے کہ متلبس ہیں ساتھ حمد رب اپنے کے یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے (تقریر کا حاصل اور سورت کا خلاصہ عجیب ہے) پہلے تو بیان کیا گیا یہ حکمنامہ ہے بڑے بادشاہ کا جو کہ غالب ہے اس لیے اس میں یہ لکھا ہوا ہے فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ یعنی خاص میری ہی عبادت کرو اور کسی کو شفیع نہ بناؤ اور جنہوں نے میرے سوا دوسرے کو معبود بنا کر شفیع غالب بنالیا ہے ان کو پوری جزا دی جائے گی۔ یہ بیان کر کے سُبْحٰنَهٗ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے آخر سورت تک چھ سلسلے شروع کیے گئے ہیں تین چھوٹے اور تین بڑے پہلا سلسلہ شکویٰ ایک قسم کا (یعنی اذا مس الانسان) دوبارہ ذکر کیا گیا ہے اور لاحق سابق سے ترقی کے ساتھ ہے اور دوسرا سلسلہ مدعی والا اول سورت میں فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ کے ساتھ اور پھر سُبْحٰنَهٗ کے ساتھ یعنی پاکی من الشرک پہلے دعوے کا مطلب بیان کیا گیا ہے اور تیسری دفعہ آخر آیات توحید کے ساتویں سے پہلے سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ دوسری کی تفصیل ہے اور تیسرا سلسلہ دلیل وحی والی کے ساتھ یعنی اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ اس کے ساتھ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ الخ اور اس کے بعد اتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ متعلق ہوگی ہر ایک لاحق سابق ترقی میں ہے اور چوتھا سلسلہ ادلہ والا سات ادلہ ہیں ہر ایک دلیل لاحق سابق سے ادق اور ترقی سے ہے اور پانچواں سلسلہ ثمرات آیات توحید کے اور ادلہ کے ہر ایک دلیل کے بعد ثمرہ ذکر کیا گیا ہے کوئی متصل اور کوئی غیر متصل لیکن ہر ایک لاحق سابق سے ترقی میں ہے اور چھٹا سلسلہ تخویفات اور زجرات اور شکویٰ عام جو کہ مابین الادلہ کے ہیں ان کا حال بھی یہی ہے۔ فقط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

سُوْرَۃِ حٰمٓ مومن مکیہ

قال ابن عباس ۔لکل شئی لباب ولباب القرآن حوامیم ۔ یعنے حوامیم تمام قرآن کا خلاصہ ہیں اور ان میں صرف یہی حکم ہے کہ غیر کو مت پکارو اور ان کے بعد قیامت کے تخویفات ہیں ۔ سورۃ تبارک الذی تک ۔

حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ مَا یُجَادِلُ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰہِ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَا یَغْرُرْکَ تَقَلُّبُھُمْ فِی الْبِلَادِ ۔ کَذَّبَتْ قَبْلَھُمْ الخ اصلی مدعا کا ذکر پیچھے آئے گا یعنی فَادْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ اور پہلے زطیہ تمہید ہے یعنے ترغیب ضمنًا یعنی یہ حکم نامہ بڑے بادشاہ کی طرف سے ہے جو کہ غالب ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے اور بخشنے والا گناہ اس شخص کا ہے جس نے اس حکمنامے کو مان لیا ۔ اور قبول کرنے والا ہے مڑنے تمہارے کو طرف اس کے بڑے سخت عذاب والا ہے دسترس والا ہے یعنی پکڑنے نہ پکڑنے کی قوت بھی اُسی کو ہے ۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کی طرف رجوع کرنا ہے ۔ ایسے بڑے بادشاہ کا حکمنامہ ہے ۔ اور لانے والا اس حکنامے کا وہ ہے جو کہ مالک ہے سات آسمانوں کا جیسا کہ قال اللہ تعالٰی مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ۔ اور جس پر یہ حکنامہ لایا گیا ہے وہ سید الاولین والآخرین ہے پس جب حکنامہ ایسے بادشاہ کا ہوا اور ایسا لانے والا ہوا اور ایسے شخص پر لایا گیا پس خیال کرکے سنو اور اس حکنامے کو مان لو اس میں مجادلہ نہیں کریں گے مگر وہ لوگ جو کہ عنادی ہونگے ۔ پس جب ان کا مجادلہ محض عناد سے ہوا تو خبردار تعجب کو تقلب ان کا دھوکا میں نہ ڈالے یعنی عیش وعشرت دُنیاوی اُنکے دیکھ کر تمہارا میلان اُس طرف نہ ہو جاوے ۔ حاصل معنی یہ ہوا کہ ایسے بڑے بادشاہ کا حکمنامہ ہے خیال کرکے سنو ۔ کیونکہ یہ کوئی بات معمولی نہ ہو گی ۔ شعر :۔

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست ہم قصۂ غریب حدیث عجیب ہست

ھ ہرزہ کا معنی بیہودہ گوئی ۱۲

قولہٗ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ ۔ یہ صفت ہے واؤ کے ساتھ لائی گئی بخلاف بواقی کے اس واسطے یہ مجموعہ ایک صفت ہے ۔ اور دُوسرا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ دونوں جُملہ ہیں اور صفت واسطے لفظ اللہ کے جو معرفہ ہے یہ ناجائز ہے الجواب کہ اگر جملہ اس معرفہ میں بند ہو تو جملہ صفت آتی ہے معرفہ کی ۔ قولہٗ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰہِ اس میں وضع ظاہر موضع مضمر کے ہے کیونکہ اصل میں فیہ کہنا تھا واسطے وضاحت کے اور اظہار شرافت کے فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰہِ کہا گیا ۔ قولہٗ وَجَادَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدْحِضُوْا بِہِ الْحَقَّ کا عطف وَھَمَّتْ کُلُّ اُمَّۃٍ پر ہے اور ضمیر کا مرجع جدال ہے جو مفہوم ہے جَادَلُوْا سے قولہٗ فَلَا یَغْرُرْکَ تَقَلُّبُھُمْ الخ کیونکہ اوّل تو یہ ہے کہ یہ تو محض قلیل ہے جیسا کہ لفظ تقلب خود دلالت کرتا ہے کیونکہ مصدر واسطے قلت کے ہے جیسا کہ قال اللہ تعالٰی فی حٰمٓ مومن ۔ اِنَّمَا ھٰذِہِ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَۃَ ھِیَ دَارُ الْقَرَارِ متاع کا معنی محض نفع گرفتن ہے وَقَالَ فِی الْحَدِیْدِ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَھْوٌ وَّلَعِبٌ وَّزِیْنَۃٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَکُمْ وَتَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ یعنے محض تفاخر اور کثرت فی الاموال ہے یعنے مقابلے آخرت کے بالکل قلیل ہے ۔ سورۃ آل عمران اخیری رکوع فَلَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ

کفروا فی البلاد متاع قلیل میں تصریح کی گئی ہے۔ حاصل اس دلیل کا یہ ہوا کہ قلیل ہے مقابلے آخرت کے۔ دوسری دلیل فلا یغررک تقلبھم کی کذبت
قبلھم سے لے کر فکیف کان عقاب تک ہے یعنی پہلی اقوام نے بھی ان کی طرح تکذیب کی تھی اور تکذیب کے بعد دو امر انہوں نے کئے ایک یہ ہے کہ قصد
کیا کہ رسول کو پکڑیں اور دوسرا یہ کہ جدال بالباطل انہوں نے کیا۔ تاکہ حق کو گرادیں یعنی حق مغلوب ہو جاوے۔ پس یہ دو امر موجب غضب باری تعالے کے
ہوتے ہیں کیونکہ محض تکذیب کبھی موجب غضب باری تعالی نہ تھی۔ لیکن عذاب دینے کے لائق نہ تھی۔ کیونکہ ذات باری تعالے کا یہ قاعدہ ہے کہ باقی گناہوں پر
عذاب نہیں دیتا ہاں البتہ موجب غضب کے ہوتے ہیں اور جس وقت رسولوں کو مارنے لگیں اور حق کو گرانے لگیں تو یہ موجب عذاب کا ہوتا ہے۔ تو پھر
عذاب دیتا ہے۔ اسی واسطے کہا گیا فاخذتھم فکیف کان عقاب قول ولی چیست خدایا ہر کرا بیندازی بما اندازی یعنی کیا وجہ ہے اے خدا کہ
جس کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے ہمارے ساتھ اس کا مقابلہ کراتا ہے۔ یعنی وہ ہمارے مارنے کے واسطے تیار ہو جاتا ہے پس تو عذاب دیتا ہے
اس کی تائید میں ہے جزاء لمن کان کفر اور نیز اذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرناھا تدمیرا۔ و
ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ پھر تیسری دلیل وکذلک حقت کلمت ربک علی الذین کفروا انھم اصحب النار کے ساتھ بیان کی گئی
ہے کیونکہ کذلک بمعنے لذلک ہے۔ یعنے بسبب جدال کے کلمہ ربک اُن پر ثابت ہو گیا ہے کہ انھم اصحاب النار ہیں۔ اور الذین یحملون
العرش سے لیکر ان الذین کفروا تک یہ بیان کیا ہے کہ جس نے اس دعوے کو مان لیا تو اس کے لئے ملائک دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ان کو اور بال
بچے اور ماں باپ ان کے کو بخش دیجو اور ان کو جنات میں داخل فرما پس اس کا تعلق اول کے ساتھ ہوگا۔ باعتبار معنی کے یعنی اس حکنامے کے ساتھ کوئی
مجادلہ نہ کریگا۔ مگر منادی اور جس نے مان لیا تو اس کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ان کو اور ان کے ماں باپ اور بال بچے کو جنات عدن میں داخل
کر کیونکہ ماننے والے تو بالذات یہ ہیں اور باقی بالتبع ان کے داخل ہوں اس واسطے کہ انہوں نے ضد نہیں کی پس ان کو بھی جنت میں داخل کر پس یہ
بالتبع داخل ہونگے ماننے والوں کے اور پھر انک انت العزیز الحکیم بیان کیا گیا کہ حکمت والا ہے کسی کو تابع کسی کو متبوع بنا دیتا ہے اور پھر ان الذین
ینادون سے لے کر فالحکم للہ العلی الکبیر تک جواب سوال مابین الملائک وکفار کے بیان کئے گئے ہیں اور اس کا تعلق بھی ماقبل کے ساتھ ہے
یعنی جس نے اس حکنامے کو مان لیا تو ان کے واسطے ملائک دعا کریں گے اور جنہوں نے نہ مانا اور مجادلہ کیا وہ نیچے غضب باری تعالے کے داخل ہونگے
اور کفار کہیں گے۔ اے اللہ صاحب ہم کو تو نے دو دفعہ فوت کیا ہے ایک تو عدم جیسا کہ کنتم امواتا فاحیاکم سے معلوم ہوتا ہے اور ایک دفعہ واقعہ
میں فوت ہوئے زندگی کے بعد اور دو دفعہ زندہ ہوئے ہیں اور ہم نے اپنے قصور کے ساتھ اقرار کیا ہے پس اب کوئی حیلہ نکلنے کا ہے تو اس کا جواب
دینا تھا کہ کوئی حیلہ نہیں۔ لیکن تفصیل سے جواب دیا واسطے بیان کرنے علت کے یعنی کس علت سے تم نار میں داخل ہوئے ہو وہ بانہ اذا دعی اللہ
سے لے کر تؤمنوا تک ہے اور دوسرا بیان کیا گیا ہے کہ کسی دوسرے کو طاقت نکالنے کی نہیں ہے اس واسطے فالحکم للہ العلی الکبیر یہ اسکی
علت بیان کی گئی ہے یعنی اب حکم اور بادشاہی اللہ ہی کے قبضہ میں ہے دوسرے کو کوئی طاقت نہیں ہے اور وہ اللہ تعالے نکالتا ہی نہیں تمہارا
کوئی علاج ہے اور یہ جاننا چاہئے کہ اذ تدعون ینادون لمقت اللہ اکبر من مقتکم انفسکم اذ تدعون الی الایمان میں متعلق ساتھ مقتکم
انفسکم کے نہیں ہے۔ کیونکہ مقتکم انفسکم سے مراد آخرت میں ہے اور تدعون الی الایمان دنیا کا حال ہے اور اگر لمقت اللہ کے ساتھ متعلق کریں۔ تو
لازم آتا ہے کہ مصدر صفات کا معمول خبر کے بعد میں آئے اس واسطے متعلق فعل محذوف کے ہے مدارک والے نے نکالا ہے اسی یمقت اللہ اذ تدعون

الی الایمان۔ اور ھُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمْ اٰیٰتِہٖ سے لیکر رِزْقًا تک ترغیب بیان کی گئی ہے اس دعویٰ کی جو آگے گذرا ہے کہ اس کو تسلیم کر لو۔ دیکھو اللہ تعالےٰ نے تم پر کتنا انعام کیا ہے۔ پہلے تو فقیہ تمہید یعنی حکنامے کے متعلق حال بیان کیا گیا اور بعد اس کے ترغیب دی گئی ہے اور بعد میں مَا یَتَذَکَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ جملہ معترضہ بیان کیا گیا ہے کہ جو انابت کرے گا وہ نصیحت پکڑے گا وقال اللہ تعالیٰ۔ اِلَّا مَنْ اَنَابَ ہ وقال اللہ تعالیٰ وَیَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ اور فَادْعُوا اللّٰہَ الخ یعنی جب تم تمام باتیں جان گئے ہو تو سنو اصلی مدعا وہ یہ ہے کہ ایک اللہ کو پکارو اگرچہ کفار برا بھی جانیں اور قتل نہ کرنا کیونکہ کلمہ کفر کا بولنا اکراہ کے واسطے جائز ہے لیکن تصدیق قلبی دل میں باقی ہے۔ اور پھر رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ یُلْقِی الرُّوْحَ (رفیع الدرجات کا معنی بلند درجوں والا بادشاہ تھا یہی روح بھیجا ہے انبیاء سابقہ پر ۲) سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ امر کوئی معمولی نہیں ہے اور یہ وہم دور کیا گیا ہے کہ اتنا تو طیہ تمہید اور ترغیب وغیرہ) جو بیان کی گئی ہے بہت عظیم ہے اور یہ امر معمولی ہے جیسا کہ ایک مقولہ پنجابی میں مشہور ہے رکھو دا پہاڑ اور نکلا چوہا) جواب ملا کہ نہیں ایسی ویسی بات نہیں۔ کیونکہ یہ روح تو اس کی طرف سے آئی ہے جو کہ بڑے مرتبہ والا ہے جیسا کہ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ سے معلوم ہوتا ہے اور یہی بات رسل سابقہ پر بھی بھیجی گئی تھی جیسا کہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ سورت انبیاء پارہ سے معلوم ہوتا ہے اور روح سے مراد حکنامہ ہے جیسا کہ کَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا میں مراد روح سے حکنامہ ہے یعنی قرآن شریف الخ پھر اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ تک حکنامے کے متعلق کلام کی گئی ہے بطور تخویف یعنے یہ حکنامہ ایسا ہے جو یوم التلاق کے مصائب سے بچاتا ہے وہ ایسا دن ہے جس میں اللہ پر تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہ رہے گی۔ اور ہر نفس بسبب کسب اپنے کے پوری پوری جزا دیا جائے گا۔ اور درمیان میں اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ سے دفع اعتراض کا کیا گیا ہے کہ آیا ہر ایک نفس کو جزا دے دیگا۔ جواب ملا کہ وہ سریع الحساب ہے وہ کرلیگا اسی طرح باقی امور ذکر کئے گئے ہیں واسطے تخویف کے قولہ اَنْذِرْھُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَۃِ معنی اس کا یہ ہے کہ ڈرا ان کو وقت نزدیک آنے والی آفت سے اِنَّھُمْ یَرَوْنَہٗ بَعِیْدًا وَّنَرٰىہُ قَرِیْبًا اور کَاظِمِیْنَ کا معنی پر شدہ از غم ہے اور پھر وَاللّٰہُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَقْضُوْنَ بِشَیْءٍ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ بطور تاکید ماقبل کے ذکر کیا گیا ہے۔ یعنے اللہ کا کرنا تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کرنے والا ہے تمام امور کا جیسا کہ اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ قولہ الحق الخ سورۃ انعام سے معلوم ہوتا ہے کہ کہنا اس کا اور اس کے کہنے کے مطابق ہو جانا اللہ کا کام ہے اور تمہارے معبود کچھ بھی نہیں کر سکتے اور ان دونوں دعووں کی دلیل اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ بیان کی گئی ہے یعنی سمیعٌ لکل شیءٍ اور بصیرٌ بکل شیءٍ وہی ہے اور دوسرا کوئی نہیں ہے جیسا کہ ھو الحی سے مراد ھو الحی الذی لا یموت ہے۔ کیونکہ یہی دوسری آیت میں آیا ہے۔ والقرآن یفسر بعضہ بعضًا پس جب یہی ہوا تو اس کے کہنے کے مطابق ہو جائے گا۔ بخلاف تمہارے معبودوں کے کیونکہ ان میں یہ علت نہیں پائی جاتی اور یہ سب کلام مذکور ماقبل حکنامہ کے متعلق ہے یعنی ایسا حکنامہ ہے جو کہ غالب بادشاہ کا ہے اس حکنامے کے ساتھ کوئی مجادلہ نہ کرے گا مگر منادی اور وہ جو ہیں مقت اللہ کے داخل ہوگا اور جنہوں نے تسلیم کر لیا تو ان کے لئے ملائک دعا کرتے ہیں اور ان کی اولاد اور والدین کے واسطے بھی کیونکہ انہوں نے بھی ضد نہیں کی اور مان لیا پھر اصلی دعوے بتایا گیا ہو دوسرے ایسا ہے کہ جس کے ماننے والے مصائب اخروی سے بچ جائیں گے اور جو کچھ اللہ تعالےٰ کرتا ہے اس کا ہونا تو ظاہر ہے بخلاف تمہارے معبودوں کے کہ یہ کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ اور پھر اس کے بعد اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا سے لے کر اِنَّہٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ تک تخویف ہے کہ تمہارے سے پہلے بڑے قوت والے لوگ تھے اور بڑے قلعے بھی رکھتے تھے انکو بھی اللہ تعالےٰ نے بسبب ذنوب کے پکڑ لیا۔ پس تمہارے ساتھ بھی اسی طرح کیا جائیگا

پھر اس وقت اُن کو بچانے والا کوئی نہ ہوا اُن کے معبودوں سے جیسا اُن کو معبودوں نے نہ بچایا تم کو بھی نہ بچائیں گے پھر تخویف کے متعلق فرعون کا قصہ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا سے لے کر وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ تک بیان ہے کہ دیکھو فرعون غرق کیا گیا اس مدعا کے نہ ماننے کے سبب سے اور درمیان میں قصہ اس شخص کا جو فرعون کے چچے کا بیٹا تھا اس کا حال بیان کیا گیا ہے کہ اُس نے ایمان موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ لایا تھا لیکن پہلے پوشیدہ تھا اور یَا قَوْمِ إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ اور وَيَا قَوْمِ مَا لِي أَدْعُوكُمْ إِلَى النَّجَاةِ وَتَدْعُونَنِي الخ میں ظاہر ہو گیا اس کو پنجابی چِٹّے رَڑے تے آگیا کہتے ہیں، قولہ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ کا معنی نہ رائے دیتا ہوں مگر وہ رائے کہ دے چکا ہوں یعنی قتل وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ کا معنی یہ ہے کہ کافروں کے مکر نے اسلام میں کوئی کمی نہیں کی قولہ أَخَافُ أَنْ يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَنْ يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ کا معنی یہ ہے کہ میں خوف کرتا ہوں کہ تمہارے دین کو بدلا نہ دے یعنی تم اُس کے دین پر نہ ہو جاؤ اسی بات کا خوف ہے اگر تم اُس کے دین پر نہ ہوئے تو فساد تو ضرور واقع ہو جائے گا۔ پس اَو کا معنی واضح ہو گیا اس تقریر سے يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ اس سے مراد یہ ہے کہ موسیٰ نے کہا تھا أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ اور فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ سے اس کا اخیری وعظ ہے پھر اس کے مارنے کے لئے ایک ہزار آدمی گیا اور وہ بھاگ گیا پانچ سو آدمیوں کو راستہ میں کئی آفتوں نے کھا لیا اور پانچ سو خوف کے مارے واپس آئے انکو فرعون نے قتل کیا کہ تم عمداً چھوڑ کر واپس آئے ہو (کذا فی المدارک) اور فرعون نے کوئی صرح وغیرہ نہیں بنایا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے نکلا اور دریا میں غرق ہو گیا۔ اور درمیان اس شخص کی کلام کے جملے معترضے جو کہ اعمال الٰہی ہیں ذکر کئے گئے ہیں۔ اوّل وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعِبَادِ نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ ہلاکت اُن کی بسبب ذنوب اُن کے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کرتا۔ اور فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ جواب دیا گیا ہے سوال کا یعنی اس شخص کی وعظ سے کچھ فائدہ ہوا یا نہ۔ جواب ملا فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ یعنے ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ یعنے فرشتے کہیں گے نار والوں کو اب خبر کہ کار پھر وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ اُس شخص کی کلام ہے كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ اور قولہ كذالك يطبع الله یعنی لذالک کذا فی روح المعانی اور كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ سے اللہ تعالیٰ نے دو قاعدہ بیان کئے ہیں یعنی بسبب شک کرنے کے بعد بیّنات کے اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اور دوسرا بسبب جدال کے آیات میں اللہ تعالیٰ طبع کر دیتا ہے اوپر دل ہر متکبر کے اور إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ الخ بھی جواب سوال کا ہے آیا کچھ فائدہ بھی ہوا یا نہ اُس کے وعظ میں جواب ظاہر ہے اور فَأَطَّلِعَ إِلَىٰ إِلَٰهِ مُوسَىٰ کا معنی جھانکی پا کے دیکھوں كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سے بیان کیا گیا کہ انہیں حالتوں کے کرنے کے سبب سے یعنی ابْنِ لِي صَرْحًا وغیرہ مزین کیا گیا فرعون کے واسطے بُرا عمل اُس کا۔ شعر

این نه جبر و سنی جبار یست   سنی جبار یست ماز اریست

اور مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً سے لے کر يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ تک اعمال الٰہی ہے اور وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ فِي النَّارِ سے لیکر وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ تک حال کفار کا آخرت میں بیان کیا گیا ہے یعنے پہلے أَوَلَمْ يَسِيرُوا کے ساتھ تخویف دنیوی بیان کی گئی تھی اور فرعون کا قصہ بھی تخویف دنیوی ذکر کیا گیا اور اب تخویف اُخروی بیان کی گئی ہے کہ آخرت میں معبود اور عابد دونوں آگ میں ہونگے اور إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ میں مقصود بالذات وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ہے اور نرحم محذوف ہے ای نرحم یوم یقوم الاشہاد پس اب اس

کا تعلق ماقبل کے ساتھ ظاہر ہوگیا۔ کیونکہ حال قیامت کا بیان ہوگیا ہے کفار کے واسطے اور درمیان میں مومنوں کے واسطے بھی آخرت کا حال بیان کیا گیا ہے۔ اور یوم یقوم الاشہاد قبیلے طلقتہا تمنا و مالہا رد آسے ہے کیونکہ پہلا فعل یعنی لننصر کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ حال آخرت کا ہے اور وہ دنیا کا تھا اور پھر وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْهُدٰی سے لے کر لِاُولِی الْاَلْبَابِ تک دلیل نقلی بیان کی گئی ہے یعنی ہم نے موسٰے علیہ السلام کی طرف بھی یہی حکم بھیجا تھا اس کا حاصل بھی یہی تھا جیساکہ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا سے یہی معلوم ہوتا ہے اور تخویف بیان کرنے کے بعد اور دلیل نقلی خاصکر قصہ موسٰے علیہ السلام کے بعد نبی علیہ السلام کو تسلی دی گئی ہے۔ فَاصْبِرْ سے لے کر اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ تک یعنی دیکھو کہ ہم نے مخالفین کے ساتھ کیا حال کیا ہے اور موسٰی علیہ السلام نے اسی مدعا کے پہونچانے میں کتنے مصائب اٹھائے۔ تم بھی صبر کرو انسان پر مصائب آتے رہتے ہیں اپنے دعوے کو صبح اور شام پڑھتے رہو۔ دوسرے اسبح بحمد ربک سے کیونکہ اس کا معنی طہر من الشرک ہے یعنی نفی شرک کی کرتے رہو مع تلبس حمد کے یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے پس حاصل یہ ہوا کہ اللہ کی شرک سے پاکی بیان کرو اور کہو سب کچھ کرنے والا وہی ہے۔ تم صبر کرو وعدہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے ضرور آئے گا۔ لیکن اپنے وقت پر آئے گا۔ اس کے نہ آنے سے تم کو غم نہ ہو اور مجادل کے محض ارادے میں کچھ بھی نہ کرسکے گا۔ پناہ مانگ اللہ سے وہ ان کے شروں کو جانتا ہے کیونکہ وہی سمیع علیم ہے فی الصدور ہے پس اس جگہ تک تخویفات دنیاوی اور اخروی مع دلیل نقلی اور رسول کو تنبیہ اور تسلی بیان کی گئی۔ قولہ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْۤ اے الشرک نے انا تدعوننی۔ قولہ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ اے استجابۃ الدعوات فی حاجات الدنیا والآخرۃ دیلالین شریف فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ الخ استفہام طلبی ہے معنی یہ ہے آیا تم دفع کرسکتے ہو عذاب ہمارے سے یعنی ہمارے عذاب دفع کرو اور فادعوا وَمَا دُعٰٓؤُا الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ کے دو معنی ہیں تم بلاؤ خود اللہ کو پھر بلانا ان کا منظور نہ ہوگا یا بلاؤ اپنے بابوں کو یعنی معبودوں کو یہ معنی ظاہر ہے۔ بقرینہ تا سورۃ الرعد لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْهِ اِلَی الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ یعنی ان کا پکارنا غیر کو گمراہی ہے اور لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ تک متعلق ہے وَاِذْ یَتَحَآجُّوْنَ کے ساتھ یعنے ان کے معبودوں اور عابدوں اور پیروں اور مریدوں سے جواب سوال ہونگے لیکن اس کے واسطے ثبوت قیامت کا اولاً ضروری تھا یا یہ کہو کہ تخویف اخروی کے واسطے یہ اثبات قیامت کا کیا گیا لہٰذا دوبے اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے واسطے دلیل انی اور لمی دونوں بیان کی گئی ہیں۔ اول میں لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَکْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ تک دلیل انی ذکر کی گئی ہے یعنے تمہارا پیدا کرنا آسمان اور زمین کے پیدا کرنے سے کوئی بڑا کام نہیں ہے جب ان کو پیدا کرلیا ہے تو تم کو بھی پیدا کرے گا۔ اور وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِیْٓءُ قَلِیْلًا مَّا تَتَذَکَّرُوْنَ تک دلیل لمی بیان کی گئی ہے یعنے قیامت ضرور آئے گی کیونکہ اعمی القلوب وبصیر القلوب مساوی نہیں ہیں اور مومن اور کافر برابر نہیں ہیں لہٰذا ان دونوں کو برابر رکھنا اللہ کے معبود برحق ہونے کے خلاف ہے لہٰذا ضرور ان کو اپنے اپنے قدرت کے موافق سزا دے گا اور پھر وقال ربکم سے لیکر سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ تک خلاصہ اور ثمرہ بیان کیا گیا ہے۔ یعنے جب تخویف اخروی و دنیوی ہر دو بیان کی گئیں اور قیامت کا ثبوت بھی بیان کیا گیا پس خاص مجھ کو پکارو۔ بلانے کے لائق میں ہی ہوں مجھ کو پکاروگے تو میں نے اگر چاہا تو قبول کروں گا۔ پس عبارت اس طرح پر ہوگی اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنْ شِئْتُ بقرینہ عَجَّلْنَا لَهٗ فِیْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ سورۃ بنی اسرائیل یعنی مشیت کا ہونا ضروری ہے میں بیوقوف نہیں ہوں اور جو لوگ میرے بلانے سے سرکشی کرتے ہیں وہ جہنم میں جائیں گے دعا عبادت ہے عن دعائی رواہ ابن عمر رسول اللہ صلعم مرفوعاً

پس دلیل نقلی مع تخویف دنیوی و اخروی بیان ہوئی اب دلیل عقلی اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا الخ سے لے کر مِنَ الطَّیِّبٰتِ تک بیان کی گئی ہے
ایک حال لیل رات اور دن کا بتلایا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تمہارے آرام کے واسطے اور پھر تفریع بیان کی گئی ہے اس حال پر ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ
خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ اِن امور کے کرنے والا رب ہے تمہارا اور خالق کل شئی کا بھی یہی ہے۔ اور خالق کل شئی پر تفریع لائی گئی ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یعنی جب
خالق کل شئی کا وہی ہوا تو اے احمقو غیر کو معبود کیوں بنا رکھا ہے جو ذرہ سی شے پر قادر نہیں ہے اور فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ زجر بیان کیا گیا ہے یعنی اتنے بیان سے
کہ تخویفات و دلیل نقلی اور کوئی حصہ عقلی بھی نہیں رہا بیان کرنے سے اس کے بعد کونسی بیہوشی تم پر آگئی ہے اور کس طرف بہکے جاتے ہو جیسا کہ پہلے لوگ
بہکے گئے تھے بوجہ اس بات کے کہ آیاتِ الٰہی سے انکار کرتے تھے اور تمہاری علت بھی یہی ہے اور پھر دوسرا حال جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ سے لیکر مِنَ الطَّیِّبٰتِ
تک ذکر کیا گیا ہے اور پھر تفریع ذکر کی گئی دوسرے حال پر یعنی زمین کو تمہارے واسطے فرش بنانے والا وہی ہوا اور رزق بھی تم کو دیا اور صورتیں بھی بخشیں آیا
برکات دہندہ کوئی اور ہو سکتا ہے۔ یعنی برکات دہندہ وہی ہے۔ اس کی علت بھی ساتھ بیان کی گئی رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ اور مربی تمام جہان کا بھی وہی ہے۔
اور ہُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ فَادْعُوْہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ خلاصہ ذکر کیا گیا ہے بعد دلیل عقلی کے یعنی معبود میں ہوں اور مجھ کو
پکارو بوجہ یہ ہے کہ سب کچھ کرنے والا میں ہوں اور مربی بھی میں ہوں پس اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا سے لے کر اس جگہ تخویف دنیوی اور نمونہ کے واسطے فرعون کا
قصہ اور پھر تخویف اخروی یعنی ثبوت آخرت اور دلیل نقلی اور اس کا ثمرہ اور دلیل عقلی اور اس کا ثمرہ بیان کیا گیا ہے اور دلیل وحی ابتدا میں تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ
اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ سے ذکر کی گئی ہے یعنی وحی ہے ایسے بڑے بادشاہ کی طرف سے خود اپنے نفس سے نہیں کہتا ہوں پس اس جگہ ادلۂ ثلاثہ پورے ہو گئے
مع تخویف دنیوی اور اخروی اور ثمرات دلیل نقلی و عقلی کے اور ان کے بعد قُلْ اِنِّیْ نُہِیْتُ لیکر خَسِرَ ہُنَالِکَ الْمُبْطِلُوْنَ تک ادلۂ ثلاثہ بیان کیے گئے ہیں
مع تخویف اخروی فقط لیکن فرق ہے کیونکہ اس جگہ بھی بے شک دلیل وحی ابتدا لائی گئی ہے قُلْ اِنِّیْ نُہِیْتُ سے لے کر اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
تک کیونکہ تمام صیغے مجہول کے لائے گئے ہیں یعنی میں اپنے نفس سے کچھ بھی نہیں کہہ سکتا ہوں۔ یعنی مجھ کو نہی کی گئی ہے اور امر کیا گیا ہے یعنی وحی کی گئی
ہے لیکن دلیل عقلی اور نقلی لف نشر غیر مرتب کے ساتھ ذکر کی گئی ہے پہلے دلیل عقلی ہے ہُوَ الَّذِیْ سے لے کر کُنْ فَیَکُوْنُ تک۔ پہلے دلیل عقلی میں بیان
کیا گیا تھا کہ تم کو خدا نے صورت دی ہے اور تفریع میں کہا گیا تھا کہ وہ تمہارا مربی بھی ہے اب اس میں بتلایا گیا ہے کہ دیکھو کس طرح تربیت کرتا ہے یعنی
پہلے طفولیت کے زمانہ کی تربیت پھر بلوغت کے زمانہ تک پھر بڑھا ہو جاتا ہے حتیٰ کہ آخر تک وہی تربیت کرتا ہے ثُمَّ لِتَبْلُغُوْا اور ثُمَّ لِتَکُوْنُوْا میں
ثم کے بعد یربیکم اور یبقیکم محذوف ہے اور دلیل نقلی وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا سے لے کر ہُنَالِکَ الْمُبْطِلُوْنَ تک ذکر کی گئی ہے یعنی تمام رسولوں کو اسی دعوے
کے ساتھ بھیجا گیا تھا بعض کا قصہ تم پر بیان کیا گیا ہے اور بعضوں کا نہیں بیان کیا گیا۔ اور تخویفات اس جگہ بہت ذکر کیے گئے تھے دنیاوی اور اخروی
اور اس جگہ صرف اخروی ذکر کیے گئے ہیں اور تخویف دنیوی پیچھے آنے والی ہے اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا کے ساتھ لیکن دلیل نقلی اور عقلی سے پہلے اس جگہ ذکر کیے
تھے اور اس جگہ درمیان ذکر کیے گئے ہیں اور تخویف اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا سے لیکر فَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ تک ہے اور درمیان میں اشارہ دلیل نقلی کا بِمَآ اَرْسَلْنَا
بِہٖ رُسُلَنَا سے کیا گیا ہے اور اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِہِمْ وَالسَّلٰسِلُ اے فی الارجل کیونکہ اعناق میں سلاسل نہیں ہوتے ہیں قبیلہ علفتہا تبناً و ماءً باردًا
کے سے ہے اور اِذْ متعلق ہے سوف یعلمون کے ساتھ اور قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَکُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْئًا سے ان کا حال بیان کیا گیا ہے یعنی
جواب میں کہیں گے کہ ہم سے غائب ہو گئے ہیں جس وقت کہا جاوے گا بلاؤ ان کو جن کے ساتھ ہو کر میرے شریک بناتے تھے تم۔ پھر بَلْ سے کہیں گے

کہ غائب نہیں ہو گئے بلکہ ہم بھول گئے ہیں اس بات میں بلکہ پہلے ہم دُنیا میں کسی کو پکارتے ہی نہ تھے۔ سوا اللہ کے اور کَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ کے
علت اضلال کی بیان کی گئی ہے لے لذالک الجدال فی ایات اللہ یضل اللہ الکفرین یعنی جدال کے سبب سے اللہ تعالےٰ گمراہ کرتا ہے پس معلوم ہوا کہ
کذالک بمعنی لذالک کے ہے اور متعلق ہے اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ کے ساتھ اور ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ سے اشارۃً ایک قاعدہ بتلایا گیا
ہے کہ جس جگہ شکایت اور کفار کی تخویف بیان کی جاتی ہے۔ اس جگہ اگر لفظ فرح کا آجائے واسطے کفار کے مراد مع فرح بغیر الحق ہوتی ہے۔ بقرینہ اس مقام کے
کیونکہ القرآن یفسر بعضہ بعضاً ہے اور اَللّٰهُ الَّذِيْ سے لے کر آیۃ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ تک دلیل عقلی بیان کی گئی ہے لیکن پہلے دلیل عقلی میں یہ بیان ہے
کہ تم کو صورت دی ہے اور دوسری میں ترقی ہوئی کہ صورت دے کر تربیت کرتا ہے اور اس میں یہ بیان کیا کہ تمہاری تربیت کی ہے اور باقی انعام تم پر کئے
ہیں کہ تمہارے واسطے چارپائے بنائے ہیں تاکہ بعض کو ذبح کر کے کھاؤ اور بعض پر سواری کرو قوله لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ منھا سے مراد بعض ہیں اور
پھر اخیر میں يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ کے ساتھ تعجب کیا گیا ہے یعنی اتنی آیات بیان کر کے کہا کہ یہ تو بتلاؤ کہ کس آیت کا انکار کرتے ہو کہ
خدا صاحب نے نہیں کہی اور کسی دوسرے نے کہی ہے هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ یعنی کسی چیز کا غیر اللہ کے کوئی خالق ہو کوئی بتلاؤ تو سہی اور پھر اَوَلَمْ
يَسِيْرُوْا سے تخویف دنیوی بیان کی گئی ہے یعنے پہلے لوگ تم سے بڑے قوت والے تھے جس وقت ان کے پاس ہمارے رسول آئے تھے تو اکڑ گئے اور فرح کا
معنی ہے الفرح بغیر حق کے یعنی کہتے تھے کہ ہمارے اصنام سب کچھ کرنے والے ہیں یہ ہے دین ہمارے آباؤ اجداد کا کما قال اللہ تعالیٰ اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ
وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ سورۂ زخرف پارہ ۲۵ اور وعید و عذاب سے استہزاء کرتے تھے آخر جس وقت آگیا تو اُن کو اُن کے معبودوں نے نہ بچایا
جیسا کہ کہا فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً (سورۂ احقاف) اب خیال کریں کہ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ سے لے کر آخر تک اول کا اعادہ
ہے اولہ ثلاثہ بھی اعادہ کئے گئے ہیں۔ لیکن دلیل عقلی نقلی علی سبیل اللف والنشر الغیر مرتب اور تخویفات دنیوی اور اُخری بھی علی سبیل اللف والنشر الغیر مرتب
اعادہ کئے گئے۔ کیونکہ اول میں اس جگہ پہلے افلم یسیروا کے ساتھ تخویفات دنیوی اور اس کا نمونہ فرعون ذکر کیا گیا اور پھر اِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ سے تخویفات
اُخروی ذکر کئے گئے اور اس جگہ پہلے تخویفات اُخروی اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ سے ذکر کئے گئے ہیں اور پھر اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا کے ساتھ تخویفات
دنیوی ذکر کئے گئے ہیں جیسا کہ اس جگہ افلم یسیروا کے ساتھ کہا تھا اس جگہ بھی اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہ میں نے اپنے فکر سے کہا ہے۔
خلاصہ مجمل سورۃ کا اور تقریر کا، عن عباس لکل شیء لباب ولباب القرآن الحوامیم وفی المدارک عن ابن عباس حٰم اسم اللہ الاعظم۔ قال اللہ تعالیٰ
تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ الخ دعوٰی اس طرح پر ہوتا ہے کہ پہلے کہا جاتا ہے کہ میں جو بیان کرتا ہوں فلاں چیز ہے تو گویا اب حق تعالےٰ فرماتا ہے اب جو آگے بیان
آئے گا۔ ایک حکم نامہ ہے بڑے غالب کا جو بڑے علم والا ہے۔ لوگوں کی عادت ہے کہتے ہیں کہ یہ بادشاہ کا حکم ہے ضرور ماننا چاہئے اور وہ بادشاہ بے علم
بھی نہیں ہے کہ بے علمی بات کہے اور درگذر کرنے والا گناہوں کا ہے اور قبول فرمانے والا ہے رجوع کو اور سخت عذاب والا ہے نہ ماننے والوں کو
ذِي الطَّوْلِ لمعدی الشتمۃ فی الامور کلہا یعنے اس کو دسترس ہے بخشش کی اور پکڑنے کی اور اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے جو اس کی طرف پناہ پکڑی
جائے یا چھوڑائے یا رزق دیوے اور اس اللہ سے بھاگ بھی کوئی نہیں سکتا یعنی اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ خلاصہ یہ ہے کہ ایسے بادشاہ کا حکم ضرور ماننا ہے
برادر یہ خیال نہ کرنا کہ یہ ترجمہ ہے بلکہ یہ حاصل اپنی زبان میں بیان کر رہا ہوں۔ یعنے یہ حکم نامہ بڑے بادشاہ کا ہے ضرور ماننا اور حکم السیاق اور ظاہر ہے
کہ اس میں معاند جدال کرے گا بغیر اس کے سب کوئی مان لے گا جس نے اس حکم کو مان لیا حملۃ العرش وغیرہ اس کے لئے اور اس کے بال بچوں کے

لئے دُعا مانگیں گے۔ سوال فرشتوں کو کس طرح خبر ہوتی ہے کہ فلاں نے ایمان قبول کیا ہے۔ جواب مطلب یہ ہے حملۃ العرش کہتے ہیں فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ پس جانا گیا جو یہ حکم آگے آنے والا ملی ہے گا اور یہ حملۃ العرش کے نیچے آجائے گا اور جس نے نہ مانا اس پر اللہ کا غضب ہوگا۔ اور قیامت میں اُس کو اعلام کیا جائے گا کہ جب تم بُلائے جاتے تھے ایمان کی طرف اور تم ظلم کرتے تھے اپنے نفسوں پر اور سبب مقت کا اپنے نفسوں پر اختیار کرتے تھے کہ ایمان لانے سے انکار کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ کو مقت آتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا مقت ایمان کی طرف نہ جانے دیتا تھا تم کو جیسے پہلے تم نے انکار کیا پھر اللہ تعالیٰ کا غصہ تمہارے انکار کے سبب تم پر بہت بڑا ہوا کہ تم کو ایمان لانے کی ہمت نہ دی وہ حکمنامہ یہ ہے فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ یہ چیز چھوٹی نہیں ہے بلکہ ذوالعرش تمہاری طرف روح بھیجا ہے کہ آفات یوم التلاق سے اس کے ساتھ نجات ہوئے اس تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ مسئلہ بڑے بادشاہ کا منزلہ ہے اور مسئلہ بھی صحیح یقین ہے۔ جدال معاند کرے گا ماننے والوں کو حملۃ العرش دُعائیں کریں گے نہ ماننے والے پر اللہ تعالیٰ کا مقت آتا ہے سو وہ یہ ہے کہ فقط اللہ کو بلاؤ اور پکارو فائدہ حاجات میں یہ تمہاری طرف حق تعالیٰ نے روح بھیجا ہے سبحان دیکھو اللہ تعالیٰ کا پیدا کرنا سچ مچ ہے اور جن کو تم پکارتے ہو دعا کیا کرتے ہیں۔ ہر شے کو سننے والا جاننے والا اور دل نہ ویکوں تو ہی مالک ہے حق تعالیٰ ہے۔ فرعون اور اس کی قوم تو اس مسئلہ کے برخلاف حتی ہلاک کی گئی اور قیامت میں بھی ملائک کہیں گے فَادْعُوْا وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ یہ ملائکہ کی کلام نہیں ہے۔ (خلاصہ تعلیل سورۃ) تنزیل الکتاب سے لے کر الا من ینیب تک دلیل وحی اور تو طیہ تمہید واسطے حکمنامے اور ترغیب لانے ماننے والوں کے واسطے اور نہ ماننے کے واسطے ترہیب ذکر کی گئی ہے اور فَادْعُوا اللّٰهَ سے اصلی حکمنامہ بیان کیا گیا اور پھر فَکُلُّهُمْ یَسِیْرُوْا تک بتلایا گیا کہ یہ حکمنامہ چھوٹا نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء سابقہ پر یہی بھیجا گیا تھا اور اسی کے سبب آفات یوم التلاق سے خلاصی ہوگی اور پھر اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا سے لے کر اِذْ یَتَحَاجُّوْنَ تک تخویف دنیوی اور اُس کا نمونہ قصہ فرعون کا بتلایا گیا۔ اور پھر وَاِذْ یَتَحَاجُّوْنَ سے لے کر وَلَقَدْ اٰتَیْنَا تک تخویف اُخروی ہے اور پھر وَلَقَدْ اٰتَیْنَا سے فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تک دلیل نقلی اور عقلی اور ثبوت قیامت جو کہ موقوف علیہ ہے واسطے تخویف اُخروی کے اور قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ سے لے کر آخر سورۃ تک اعادہ ہے اَلَمْ یَسِیْرُوْا سے لے کر قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ تک کا۔ لیکن علی سبیل اللف والنشر الغیر مرتب فی الدلیل العقلی والنقلی وفی التخویف الاخروی والدنیوی۔ خلاصہ دو با توں کا یہ ہے ایک حکمنامہ ذکر کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ اول میں اور بعد میں حکمنامے کے واسطے ترغیب اور ترہیب اور تو طیہ تمہید اور دلیل وحی ہے اور اس کے بعد تمام سورت میں دو طریقے سے ادلہ اور تخویفات کا بیان ہے۔ پس ہوتے ہوتے اس سورت کا خلاصہ یہ نکلا کہ ایک اللہ کو پکارو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَہ (مکیہ)

اس سورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ حٰم مومن میں تو یہ بیان ہوا ہے کہ غیر کو نہ پکارو ایک اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کرو۔ اس میں یہ بیان ہے کہ مصائب بھی تم پر ضرور آئیں گے آزمائش کے واسطے تو مصائب کے وقت کسی غیر سے استغفار اور رجوع غیر کی طرف نہ کرنا اور کئی خواب بھی تم کو آئیں گے کہ یہ مصائب اس واسطے آرہے ہیں کہ تم نے فلانے فقیر کی مخالفت کی ہے یا کسی اور غیر اللہ کے خلاف اُس کو تم یہ سمجھو کہ تمام جنات خواب تمہارے گمراہ کرنے کے لئے دکھاتے ہیں جیسا کہ قال اللہ تعالیٰ وَقَیَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ سے معلوم ہوتا ہے۔ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کِتٰبٌ فُصِّلَتْ

اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا قرآناً عربیاً حال ہیں اور بشیراً نذیراً بھی حال ہیں کتاب سے ۔ یہ ترغیب دی گئی ہے یعنی یہ ایک چیز ہے جو نازل کی گئی ہے اُس بادشاہ کی طرف سے جو بڑا مہربان ہے اور ایسی کتاب کہ جس کے ٹکڑے واضح کئے گئے ہیں قرآن ہے واضح عربی زبان میں لیکن واضح اس قوم کے واسطے ہے جو کہ انابت کرے ضد نہ کرے۔ پس خیال کر کے سُننا پس ماقبل کی تقریر سے واضح ہو گیا ہے کہ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ اَیْ یُنِیْبُوْنَ کا اولیٰ فصاحت کے ساتھ ہے اور آیۃ کا معنی ٹکڑا ہے کیونکہ قرآن کے ٹکڑے اور فقرے آیات ہیں ۔ اور شعروں کے ٹکڑے مصرعے کہلاتے ہیں پھر فَاَعْرَضَ سے لے کر فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ تک شکوہ ہے پہلے یہ جاننا چاہئے کہ اس سورت میں چار دفعہ توحید علیٰ سبیل الترقی اور چار شکوے علیٰ سبیل الترقی اور ہر ایک دفعہ کے تخویفات بیان ہوں گے۔ اس شکوے کا مطلب یہ ہے کہ ایسے عظیم الشان کتاب تم اُن کو سناتے ہو اور وہ اعراض کرتے ہیں۔ سُننے بھی نہیں اور کہتے ہیں کہ تمہاری بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی ۔ ہمارے دلوں میں پردے ہیں ۔ یعنی توحید سننے سے ہمارے کان دُور رہے ہیں ہم کچھ نہیں سُن سکتے ۔ اور کہتے ہیں اے میاں اپنا کام کر ۔ تیری بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی یعنی ہمارے مخالف ہے گو سمجھ تو آتی ہے ۔ یہ تمام تمثیلات ہیں۔ پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ترقی ہے ۔ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ اور مِمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ سے مراد توحید ہے ۔ اور پھر قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ سے لیکر اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ تک بیان دعویٰ صراحتاً اور دلیل وحی ضمناً اور تخویف صراحتہً اور بشارت کا بیان ہے یعنی کتاب تو بڑی عظیم الشان ہے کفار اعراض کرتے ہیں۔ اور بے ہودہ باتیں کرتے ہیں۔ بھلا اس کتاب میں اصل دعوے کون ہے بیان کیا کہ دعوے تو اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ہے اور میں اپنے نفس سے نہیں کہتا ہوں بلکہ من جانب اللہ کہتا ہوں پس جب اللہ ایک ہوا تو اُسی کی طرف سیدھے چلو غیر کی طرف نہ چلو اسی ہی سے طلب مغفرت کرو اور دوسرے کسی سے نہ مانگو اور جو اس طرف سیدھا نہ گیا وہ مشرک ہو جائے گا اور مشرکین کے لئے ویل ہے تخویف بیان کی گئی ہے وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِكِیْنَ کے ساتھ اور بیان کیا گیا کہ مشرکین کون ہیں وہ یہ ہیں کہ جو لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں (از ابن عباس) اور آخرت کے ساتھ ایمان نہ لاویں۔ پس معلوم ہو گیا اس تقریر سے فَاسْتَقِیْمُوْٓا اِلَیْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ کا معنی اور وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِكِیْنَ سے پہلے یہ محذوف ہو گا کہ جنھوں نے نہ مانا یعنی سیدھے نہ چلے تو مشرکین ہو جائیں گے باعتبار معنی کے اور معنی لَا یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ کا لَا یَقُوْلُوْنَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے از ابن عباس یہ معنی منقول ہے کیونکہ سورت مکی ہے اور مکے شریف میں حکم زکوٰۃ کا کوئی نہ تھا اور پھر قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ سے لے کر ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ تک دلیل عقلی بیان کی گئی ہے اور قُلْ اَئِنَّكُمْ کے ساتھ شروع کی گئی ہیں یہ نہایت تعجب ہے یعنی افسوس ہے اے احمقو کفر کرتے ہو ایسی ذات کے ساتھ جس نے یہ اُمور کئے ہیں اور دوسرا یہ اُمور کوئی نہیں کر سکتا اس سے بیان کیا گیا ہے کہ مسئلہ تو اجلی بدیہیات سے ہے لیکن بوجہ عناد کے نہیں مانتے اور لَتَكْفُرُوْنَ کی تفسیر وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا سے کی گئی ہے کیونکہ وہ اللہ کو تو مانتے تھے جیسا کہ لیقولن سے معلوم ہوتا ہے اور بیان کیا گیا کہ زمین کو قدر دو دن کے دیر میں بنایا اور درمیان اشارہ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ سے یہ بیان کیا گیا ہے تنبیہ کے واسطے کہ جس طرح زمین کو پیدا کیا ہے اسی طرح تم سب کا مربی بھی وہی ہے ۔ گویا کہ دوسری دلیل ہو گئی اور زمین کے اُوپر پہاڑ پیدا کئے اور برکت رکھی ہے زمین میں اور زمین میں مقرر کئے ہیں قوتان واسطے پیدا ہونے دوسری چیزوں کے جیسا کہ کسی ملک میں کسی چیزوں کے پیدا ہونے کی قوت رکھی ہے دوسرے ملک کی زمین میں وہ قوت نہیں رکھی بلکہ اور چیز کے پیدا ہونے کی قوت رکھی گئی ہے اور اقوات کی اضافت باعتبار اشتمال کے ہے یعنی زمین ان قوتوں پر مشتمل ہے ۔ نہ یہ معنے کہ زمین کے واسطے اقوات ہیں ۔ بلکہ وہ قوتان تو اُن چیزوں کے واسطے ہیں جو کہ پیدا ہوئے ہیں زمین سے اور باقی اقوات کو زمین میں رکھنے اور پہاڑ کو پیدا کرنے زمین میں اُن کے واسطے بھی قدر دو دن کے خرچ ہوئے ہیں پس مجموعہ چار دن ہو گئے اور سے فی

اَرْبَعَۃِ اَیَّامٍ سے مُراد مجموعہ ما قبل دو دنوں کے چار ہیں اور سَوَآءً لِّلسَّآئِلِیْنَ میں سواءً پر تین اعراب کی قرائیں آئی ہیں یا مجرور بنابریں صفت ایام کی یا منصوب بسبب حال کے اربعۃ ایام سے یا مرفوع بسبب خبر ہونے کے مبتدا محذوف کے یعنی ھی سَوَآءً اور ان تمام حالتوں میں لِلسَّآئِلِیْنَ متعلق قدر کے ہوگا اس وقت وقف مطلق کی نشانی سواءً کے بعد ہوگی اور معنے للسائلین کا محتاج ہوگا اور معنے اربعۃ ایام سواءً کا یہ ہوگا کہ ایک منٹ کا فرق بھی نہ تھا اور اگر سواءً منصوب ہو باعتبار اس امر کے کہ مفعول ہو اسطے فعل محذوف سَوّٰی کے تو لِلسَّآئِلِیْنَ متعلق سَوّٰی محذوف کے ہوگا اور معنی یہ ہوگا کہ کفار نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ یہ امور کتنی مدت میں ہوئے ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے جواب دیا کہ چار دنوں کے قدر کے مطابق بنے ہیں کیونکہ اس وقت کوئی دن وغیرہ تو موجود نہ تھے پس فرمایا باری تعالے نے کہ یہ جواب برابر ہے اور موافق ہے واسطے سائلین کے کہ ان کو پہلے معلوم تھا کیونکہ کتب الٰہیہ توراۃ و انجیل میں دیکھا ہوا تھا یا سُنا ہوا تھا اور پھر آسمان کی طرف قصد کیا تو مثل دُخان تھا۔ سات آسمان نہ تھے خاص دُخان نہ تھا۔ کہا اس کو اور زمین کو آؤ خوشی سے یا جبر سے یعنی خوش ہونے والے ہو یا نہ ہو۔ انہوں نے کہا بزبان حال کہ مطیع ہو کر آئے ہیں یعنی عبادت ان سے لیتی تھی اور حاصل کرنی تھی ان سے حاصل ہوگئی لیکن انسان واسطے عبادت کے آیا ہے کہ ایک کو پکارے مگر اس نے شریک بنا دیئے ہیں جیسا کہ کہا گیا اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا سے معلوم ہوتا ہے کہ پھر اس آسمان کو جو مثل دُخان تھا اس کو سات آسمان بنا دے اور اس کے اہل کو پیدا کیا اور حکم کیا جو کہ ان کے مناسب تھا پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ یومین سے مُراد حقیقی یوم نہیں ہیں تاکہ کوئی اعتراض واقع نہ ہو۔ اور دوسرا وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا تفسیر ہے تکفرون کی واسطے پس یہ اعتراض بھی دفع ہوگیا کہ اللہ تعالےٰ کو کفار مانتے تھے لَتَکْفُرُوْنَ درست صحیح نہیں ہوتا تیسرا یہ کہ اربعۃ ایام سے مُراد مجموعہ ہیں۔ یہ چار علیحدہ نہیں تاکہ آٹھ بن جائیں اور قول باری تعالےٰ کے مخالف ہو جائے اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ کے اور چوتھا یہ کہ دُخان سے مُراد حقیقی نہیں ہے اور پانچواں اَتَیْنَا طَآئِعِیْنَ سے مُراد زبان حال ہے اور چھٹا یہ کہ اَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا میں ادماج ہے کیونکہ اصل میں اس طرح ہے کہ سات آسمان کو پیدا کر کے ان کے اہل کو پیدا کیا۔ اور ان کے مناسب ان کو حکم دیا اور یہ مراد نہیں کہ آسمان کو حکم کیا تاکہ کوئی شبہ پڑے اور پھر فَاِنْ اَعْرَضُوْا سے لے کر کَانُوْا یَتَّقُوْنَ تک تخویف دنیوی بیان کی گئی ہے اس دلیل کے متعلق یہی ہے اور پہلے شکوے کے ساتھ یعنی تم تو اعراض کرتے ہو سنو قوم عاد اور ثمود کا حال کہ ان کے ساتھ کیا ہوا اعراض کرنے کے سبب جب ان کے پاس رسول آئے اور ان کو کہا اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ عاد و ثمود نے اعراض کیا اور کہا کہ اگر اللہ کی مرضی ہوتی تو ہم پر کوئی فرشتہ بھیجتا ہم تمہاری بات کو نہیں مانتے اور عاد نے تو بہت سرکشی کی اور کہا کہ تجھ کو بولنے کا طریقہ نہیں آتا ہم بہت طاقت والے ہیں ہم نے ایک ضعیف چیز ان پر بھیجی یعنی ہوا ان دنوں میں جو ان کے حق میں بہت بُری تھی باوجود اس بات کے کہ بہت زور آور تھے اور ضعیف چیز سے ہلاک کئے گئے تھے اور ان کے حال بیان کرنے کے بعد اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَکَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ سے شکوہ بیان کیا گیا ہے کہ تم کہتے ہو مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً اور جس نے تم کو پیدا کیا ہے وہ قوت میں تم سے زیادہ نہیں ہے لہذا تمہارا دعویٰ باطل ہوگیا اور ثمود کو ہم نے اپنا دعوے بتایا انہوں نے سُنا لیکن سن کر پھر گمراہی کی طرف میلان کیا اور قوم عاد نے تو سُنا ہی نہ تھا نہایت سرکشی کی تھی اور قوم ثمود نے سُنا لیکن سُننے کے بعد گمراہ ہو گئے ان دونوں میں فرق یہی ہوگا جیسا کہ قول موسیٰ علیہ السلام کا ہے اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَاۤ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی یعنی ہم خوف کرتے ہیں فرعون سے کہ افراط کرے یعنی ہماری بات ہی نہ سُنے مثل قوم عاد کے اور یا بات تو سُنے لیکن پھر تعدی کرے جیسے کہ قوم ثمود نے کیا تھا لہذا ایک

اور اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ مِنْ اَشَدِّ مِنَّا قُوَّةً تک کنایہ ہے کہ ہم کو بولنے کا طریقہ بھی نہیں آتا اور پھر یَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَاءُ اللّٰہِ سے لیکر فَمَا ھُمْ مِنَ الْمُعْتَبِیْنَ
تک تخویف اُخروی ہے پہلے ایک شکوا بیان کیا پھر ایک دلیل عقلی بعد اس کے تخویف دنیوی اور اخروی بیان کی گئی ہے مطلب یہ ہے کہ جس وقت دشمن شرک کے
آگ کے کنارے پر آئیں گے تو بند کئے جائیں گے تا کہ سب کفار پہنچ جائیں جس وقت آجائیں گے تو اُن کو کہا جائے گا کہ کوئی عذر ہے تو جواب دیں گے
کہ ہم نے تو کچھ بھی نہیں کیا لیکن لکھنے والے نے زیادتی کی ہے تو کہا جاوے گا کہ ہم تم پر شاہد تمہاری جان سے لیتے ہیں یعنی سمع اور بصر اور چمڑے اور
اور تمہاری زبان کو بند کر دیں گے جیسا کہ کہا گیا اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ الخ سے معلوم ہوتا ہے پھر اُن کو کہیں گے کہ کیوں تم نے ہم پر گواہی دی ہے
تو یہ اعضاء کہیں گے کہ ہم کو منطق کل شئے نے بلوایا ہے اور درمیان ھُوَ خَلَقَکُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ جملہ معترضہ بیان کیا گیا ہے اور دفع الٰہی ہے
واسطے دفع وہم کے کہ اگر کوئی وہم کرے کہ تخویف اُخروی تب مانئے کہ پہلے قیامت کا ثبوت تو ہو اس دلیل کے ساتھ یہ وہم دفع کیا گیا یعنی جس طرح پہلے تم کو
پیدا کیا ہے اسی طرح پھر بھی تم کو پیدا کرے گا ۔اور دُنیا میں کہا جاتا ہے کہ تم نہیں چھپ سکتے اس سے یعنی گواہی دینے اعضاء سے وَلٰکِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰہَ لَا
یَعْلَمُ وَذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ اَرْدٰىکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ سے استدراک کیا گیا ہے ماقبل سے ۔یعنی پہلی بات ہماری تم کو فائدہ نہیں دیتی ۔کیونکہ پہلے تم نے ظن
کر لیا ہے ۔ یعنی تمہارے عملوں سے معلوم ہوتا ہے اگرچہ صاف ظن نہیں کیا ہے ۔کہ اللہ تعالیٰ ہمارے عملوں کو نہیں جانتا پس تم کو مَا کُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْهَدَ
عَلَیْکُمْ الخ والی بات نفع نہیں دیتی اور یہ جو تمہارا ظن ہے تم نے رب کے ساتھ ایسا ظن کیا ۔اُس ظن نے تم کو خوار کیا ہے ۔اور نقصان والے ہو گئے ہو پس اگر ناامید
رہو اور صبر کرو گے تو بھی نار تمہاری جگہ ہے اور اگر توبہ کرو گے قیامت میں تو غیر منظور ہوگی پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ حَتّٰٓی اِذَا مَا جَآءُوْهَا نے ارادہ
دُوسرے کفار ہوں گے اور دوسرا یہ اَنْ یَّشْهَدَ عَلَیْکُمْ مفعول ہے اور لٰکن کا استدراک ہے باعتبار اوّل امر کے کہ تم کو فائدہ نہیں ہے۔ ترکیب
ذٰلِکُمْ ظَنُّکُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّکُمْ اَرْدٰىکُمْ الخ ذٰلک موصوف مبتدا اور ظنکم صفت ہے اور اردٰکم خبر ہے مبتدا کی اور پھر وَقَیَّضْنَا سے لیکر مِنَ الْ
خٰسِرِیْنَ تک مبدا شکوا اور علت شکوے کی ہے اور وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے لے کر لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ تک شکوی ہے ۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ الخ یعنی
موصول مذکر کے کیوں کر لائے گئے ہیں ۔حالانکہ کہنا تو قَالُوْا تھا ۔اس واسطے کہ پہلے گذر گئے ہیں جواب یہ ہے کہ بتلانا تھا اور اظہار کرنا تھا کہ یعنی
ضدی اور عنادی ہیں ۔تقریر شکوا کی یہ ہے کہ پہلے تو شکوے اور دلیل اور تخویف دنیوی اور اُخروی بیان کی گئی ہے ۔اب شکوا دوسرا شروع ہے پہلا
تو تھا کہ تم سُناتے ہو اور وہ اعراض کرتے ہیں آخر کار تمہارے سُنانے میں شور مچاتے ہیں تا کہ تمہاری باتیں نہ سُنیں اب اوّل سے ترقی ہے کہ پہلے
تو سنتے ہی نہ تھے ۔اور اب وہ تمہارے سنانے میں شور مچاتے ہیں اُس کی علت اوّل میں وَقَیَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَیَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا
خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ کَانُوْا خٰسِرِیْنَ سے بیان کی گئی ہے ۔یعنی ہم نے ان کے
واسطے دوست شیطان مقرر کر دیئے ہیں پس مزین کرتے ہیں اُن کے واسطے مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ یعنی اُن کو ہر قسم کے حیلے بتلاتے ہیں علاوہ
پر ہمارا قول ثابت ہو گیا ہے یعنی فِیْٓ اُمَمٍ اے یَدْخُلُوْنَ فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنَّهُمْ کَانُوْا خٰسِرِیْنَ یعنی تم ان
میں داخل ہو گئے جو پہلے تم سے جن اور انسان گذرے ہیں وہ خاسر تھے تم بھی خاسر ہو ۔یعنی شیطان گمراہ کرتا ہے اور حیلے بتاتا ہے ہر قسم کے جیسا کہ قول
عوارف المعارف یعنی شیخ شہاب الدین سہروردی سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کو شیطان گمراہ کرتا ہے لہٰذا اُن کو ذکر شروع کرا کہ اور ولایت کا معنوی

بہ زبانِ نام حق در جانِ شان — گند و کفر و شرک بے ایمان شاں

اور بھیا آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَ اِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ دَرسورت حم زخرف، اس تمام تقریر سے معلوم ہوگیا کہ مَابَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ سے کنایہ ہے مِنْ کُلِّ جَانِبٍ سے یعنی تمام ہر قسم کے حیلے بتلاتے ہیں اور حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ کا بیان فِیْ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ ہے اے یَدْخُلُوْنَ فِیْ اَمْوَادِہٖ یہ شکوے اول سے ترقی میں ہیں اس واسطے کہ اس کے اول علت بیان کی گئی ہے اور پھر فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ سے لیکر مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ تک تخویف اُخروی ہے بیان ظاہر ہے اور درمیان میں وَقَالَ الَّذِيْنَ رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ سے مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ تک سے عابدون کا حال بیان کیا گیا ہے کہ عابد کہیں گے کہ اے اللہ ہمارے معبود ہم کو دکھلاؤ کہ ان کو اپنے پاؤں کے نیچے کروں تاکہ اسفلین میں سے ہوں اور اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے لیکر نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ تک کلام اصلاحی گئی ہے واسطے بشارت مومنین کے بمقابلے قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ کے یعنی ہم کافروں کے واسطے شیطان کو دوست بنا دیتے ہیں اور مومنوں کے واسطے ملائک نازل کرتے ہیں جو ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اسی بات پر پکے رہتے ہیں یعنے لا یروغون روغان الثعالب حضرت عمرؓ سے معنی ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کا پوچھا گیا تھا تو یہ قول انہوں نے فرمایا (یعنی لومڑی کی طرح نیچیاں نہ کھائیں) اور باقی تو ظاہر ہے لہٰذا یہ کلام مرتبط ہوگئی قَيَّضْنَا قُرَنَآءَ کے ساتھ اور معنی ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کا ظاہر ہوگیا اور پھر وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ سے لے کر هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تک بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت تو ان کو کلام الٰہی سنائے گا وہ شور مچائیں گے تم کو گالیاں اور برے الفاظ کہیں گے اس کے واسطے علاج بتلایا گیا۔ اور حیلہ بیان کیا گیا کہ تم اس وقت صبر کرنا ساد خلق حسنہ سے پیش آنا کیونکہ حسنہ اور سیئہ برابر نہیں ہیں۔ پہلے یہ ایک قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا پھر حیلہ بتلایا گیا کہ وہ اگرچہ تم کو برے الفاظ کہیں گے تم انکے ساتھ نرمی کرو اور اس برائی کو نرمی کے ساتھ دور کرنا۔ اور کہو ان کو بے شک گالیاں اور برے الفاظ کہو لیکن تھوڑی سی بات سن لو سننے میں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ پس جب تو نے اے رسول اسی طرح کیا تو تمہارے دشمن بھی دوست کی مانند بن جائیں گے گو دل میں دوست نہیں گے۔ جیسا اس زمانہ کا قاعدہ ہے اور پھر کہا گیا کہ یہ عادت صابروں اور بڑے مرتبوں والوں کو دی جاتی ہے۔ ہر ایک کو مناسب ہے کہ صبر کرے لہٰذا یہ مضمون لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا کے ساتھ متعلق ہوگا اور وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ کا تعلق دو طرح کا ہے یا تو ماقبل کے مضمون کے ساتھ متعلق ہے (از شاہ ولی اللہ صاحب) یعنے اگر تجھ کو غصہ آبھی جائے کیونکہ انسان کو غصہ آجاتا ہے قبیح الفاظوں سے تو پناہ مانگیں اللہ پاک کیونکہ اللہ تعالےٰ سمیع لکل شئی ہے حتےٰ انی الصدور کا علیم بھی ہے اور یا مابعد کے واسطے مبداء ہوگا۔ یعنی اے مخاطب خاص نبی علیہ السلام مراد نہ ہونگے کیونکہ ان کو تو وحدانیت میں شک نہ تھا۔ اگر تجھ کو کوئی شیطان کی طرف سے چوک بھی لگ جائے اور وحدانیت الٰہی میں شک پڑ جائے تو پناہ مانگ اللہ پاک سے اب اس وقت دلیل توحید کے واسطے مبداء ہوگا اس تقریر سے معنی لَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ کا معلوم ہوگیا ہے۔ اور اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ کا دو طریقے کے ساتھ تعلق معلوم ہوگیا اور وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ سے لے کر اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تک دوسری دلیل بیان کی گئی ہے۔ تقریر ظاہر۔ یہ جاننا چاہیے کہ پہلی دلیل سے ترقی کس طرح ہے۔ الجواب پہلی دلیل میں تو صرف یہ بیان ہوا کہ آسمان زمین کو پیدا میں نے کیا ہے۔ اب فرد و ترقی کی کہ آسمان میں نشانی دیکھیں شمس اور قمر کو کہ کس طرح انکو متحرک بنایا اپنے اپنے مقام پر یہ خاص حال آسمان اور دوسرا حال خاص زمین کا یہ ہے اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ سے شروع ہوا یعنے پہلے زمین خشک ہوتی ہے جس وقت بارش ہو جاتی ہے تو انگوری اور زرع ملنے لگ جاتی ہے اور پرورش پاتی ہے اور ایک حال یہ ہے کہ دونوں میں ہوتا ہے وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ سے یہ تین حال ذکر کیے گئے ہیں اور کہا گیا تُكْنٌ مُّشَاكِرٌ

شمس وغیرہ کی عبادت نہ کرو اور دو جملے معترضہ حال الٰہی بیان کئے گئے ایک تو اول میں فَاِنِ اسۡتَكۡبَرُوۡا فَالَّذِيۡنَ عِنۡدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوۡنَ لَهٗ بِالَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَهُمۡ لَا يَسۡـَٔـمُوۡنَ بیان کیا گیا ہے۔ فان استکبروا فالذین اصل میں فقل فالذین ہے یعنی قل محذوف ہے۔ اور بعد بیان کرنے اس بات کے کہ عبادت ایک اللہ کی کرو اس میں یہ مخصوص تھا کہ عبادت تم نے اگر نہ کی اور سرکشی کی تو ملائک رات دن اسی کام میں مشغول ہیں اور تھکتے بھی نہیں ہوتے کوئی تمہاری عبادت کی ضرورت نہیں ہے تمہارے عبادت کرنے نہ کرنے سے ہمارا نفع نقصان نہیں ہے اگر تم نے عبادت کی تو تمہارا اپنا فائدہ ہے اگر نہ کی تو تمہارا اپنا نقصان ہے اور دوسرا جملہ معترضہ بعد حال ارض کے اِنَّ الَّذِيۡۤ اَحۡيَاهَا لَمُحۡىِ الۡمَوۡتٰى سے بیان کیا گیا ہے۔ یعنی اسی طرح تم کو دوبارہ قیامت میں پیدا کرے گا دنیا کی سب چیزوں کا کرنا قیامت کے قائم کرنے پر شاہد ہے اور پھر دلیل کے بعد اِنَّ الَّذِيۡنَ يُلۡحِدُوۡنَ فِىۡۤ اٰيٰتِنَا سے لے کر بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ تک تخویف بیان کئے گئے ہیں ترقی کے ساتھ کیونکہ پہلی دلیل کے بعد تخویف بیان کی گئی ہے لیکن علی سبیل الاعتراف نہ تھی سابقہ دلیل مختصر ہے لیکن علی سبیل الاستفہام ہے یعنی اقرار کرنا مقصود ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ اَفَمَنۡ يُّلۡقٰى فِى النَّارِ خَيۡرٌ اَمۡ مَّنۡ يَّاۡتِىۡۤ اٰمِنًا يَّوۡمَ الۡقِيٰمَةِ تو اب اس جگہ دو دلیلیں اور دو شکوے ختم ہوئے ہیں اور پھر ایک شکوے اور دلیل کے ساتھ تخویف بیان کی گئی ہے، پہلے شکوے کے بعد صرف وَوَيۡلٌ لِّلۡمُشۡرِكِيۡنَ کہا گیا اور بیان کیا گیا کہ مشرکین ایسے ہیں اور دوسرے شکوے کے بعد دلیل کا بیان کیا گیا کہ وہ کونسی دلیل ہے وَلَنُذِيۡقَنَّ سے لے کر يَجۡحَدُوۡنَ تک اور پہلی دلیل سے دوسری دلیل میں بھی ترقی کی گئی ہے کیونکہ اول میں صرف پیدا کرنا مذکور ہوا۔ اور دوسری میں حالات ثلاثہ جو کہ بعد الخلق کے ہوتے ہیں بیان کئے گئے اور تخویف پہلی کے بعد دنیوی اور اخروی دونوں بیان کیں اور دوسری کے بعد ایک اخروی بیان کی لیکن ایسے عنوان سے تاکہ وہ اقرار کریں اور پھر اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا سے لے کر وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ تک شکوہ بیان کیا گیا ہے۔ پہلے اِنَّ الَّذِيۡنَ سے لے کر مِّنۡ حَكِيۡمٍ حَمِيۡدٍ تک یہ بیان ہوا کہ محض خلاف کرنے میں تنگ کی جگہ تو نہیں ہے اور مَا يُقَالُ لَكَ سے لے کر مِنۡ قَبۡلِكَ تک تسلی دی گئی ہے کیونکہ اب وہ کافر شبہ کریں گے تاکہ نبی علیہ السلام کا دل تنگ نہ ہو اور تسلی دی اِنَّ رَبَّكَ لَذُوۡ مَغۡفِرَةٍ وَّذُوۡ عِقَابٍ اَلِيۡمٍ کے ساتھ اور تخویف کی گئی ہے یعنی تو غم نہ کر اور دل تنگ مت کر، مجھ کو پورا طریقہ آتا ہے علاج کرنے کا کافروں کو پورا پورا عذاب دوں گا اور وَلَوۡ جَعَلۡنٰهُ سے لے کر مِنۡهُ مُرِيۡبٍ تک شبہات کا جواب ہے۔ حاصل پہلے شبہ میں تو یہ تھا کہ اعراض کرتے ہیں اور دوسرے میں یہ کہ تو سنائے گا اور وہ شور مچائیں گے اور گالیاں نکالیں گے تو نرمی کرے گا اس میں یہ بیان ہوا کہ جب تم نرمی کرو گے تو وہ اچھی طرح سنیں گے لہٰذا وہ شبہات کریں گے اب اس شبہ کے ترقی ماقبل سے صاف معلوم ہو گئی۔ اول شبہ یہ ہے کہ یہ کتاب عجمی کیوں نہ آئی۔ جواب اگر عجمی ہوتی تو یہ کہتے کہ آیات اس کتاب کے سمجھ نہیں آتے اور کہتے کہ رسول عربی اور کتاب عجمی کیوں ہے قُلۡ هُوَ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا الخ سے یہ کتاب ہدایت واسطے مومنوں کے جب یہ معلوم تھا کہ کفار ایسے شبہے کریں گے تو اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ابعد ہو گا وَلَوۡ جَعَلۡنٰهُ قُرۡاٰنًا الخ سے اور وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ فَاخۡتُلِفَ فِيۡهِ سے دوسرے شبہ کا جواب ہے یعنی یہ کتاب ایک دفعہ کیوں نہیں آئی شاید کہ تو اپنے آپ سے بنا لیتا ہے جیسا کہ کہا گیا لَوۡلَا نُزِّلَ عَلَيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ جُمۡلَةً وَّاحِدَةً (سورہ فرقان پارہ ۱۹) میں تو جواب ملا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر تو ایک دفعہ بھیجی تھی اس میں بھی اختلاف کیا گیا تو پس معلوم ہوا کہ محض عناد ہے اور وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ مِنۡ رَّبِّكَ لَقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ سے تیسرے شبہ کا جواب ہے یعنی کہتا ہے کہ اگر میری بات کو تم نے نہ مانا تو تم پر عذاب آ جائے گا۔ عذاب کیوں نہیں آتا جواب ملا کہ پہلے اگر تعیین وقت عذاب کی نہ لکھی جاتی تو عذاب فی الحال ہی آ جاتا تو تیسرے شبہے کے بعد تیسری دلیل توحید کی بیان کی گئی اِلَيۡهِ يُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ سے لے کر اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍ مُّحِيۡطٌ تک یعنی اسی ہی کی طرف پھیرا جاتا ہے

علم قیامت کا اس جگہ میں حصر کیا گیا ہے۔ کیونکہ الیہ مقدم کیا گیا ہے یعنے وہی جانتا ہے اور جو میوہ جات اپنے غلافوں سے نکالتے ہیں اُن کو بھی اللہ جانتا ہے یعنی کسی کو اختیار نہیں دیا کہ علم غیب جانے کیونکہ کنجی غیب کی کسی کے ہاتھ میں نہیں دی۔ ہر ایک مؤنث کا حمل اور ولد کا دینا اللہ ہی کو معلوم ہے پس اب یہ جاننا چاہیے کہ اس دلیل میں ماقبل سے ترقی ہوئی ہے کیونکہ پہلے نفس خلق اور دوسرے میں تین حالات بتلائے گئے اس میں ایسے امور بیان کئے گئے ہیں جن کا علم مخلوق میں سے کسی کو نہیں ہے۔ ہر ایک پر یہ بات ظاہر ہے ہر ایک عاجز ہے ان امور کے جاننے سے خواہ ملائکہ ہوں یا کہ رسول ہوں یا ولی یا جن اور اس کے تخویف اُس کی بیان کی گئی ہے۔ قولہ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ سے بھی تخویف اُخروی ہے اور تیسرے شکوے والی تخویف اُس کے درمیان میں إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ سے بیان کی گئی ہے حاصل اس تخویف کا یہ ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ کی ذات فرمائے گی کہ میرے شریک کہاں ہیں تو کہیں گے اے ذاتِ خدا ہم کہتے ہیں کہ ہم نے یہ دعوے اب چھوڑ دیا ہے اور اُس کا کوئی مقر نہیں ہے یہ معنی ہے آذَنَّاكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ کا اے نقول لک اے ذات پاک کہ ہم نے اُس دعوے کو ترک کر دیا ہے ایہ نوٹ ضروری ہے اب یہ جاننا چاہئے کہ دوسرے شکوے کی تخویف میں وَقِيلَ لِلْمُشْرِكِينَ کا بیان ہوا تھا اور تیسرے شکوے کی تخویف میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کلام الَّذِينَ يُلْقَوْنَ سے يَجْحَدُونَ تک جو بیان کیا گیا ہے اُنکے لئے کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ذُو عِقَاب ہے یعنی مالک ہے اور دوسری آیت والی تخویف میں تو استفہام کیا گیا ہے اور غرض اعتراف تھا اور تیسری شکوے والی آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب اقرار ہوگا کہ مَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ بُرا ہے اپنے مخالف سے یعنی مومن سے تو جو وہ اِلقاء فی النار والی بات ہے وہ کونسی ہے ذات پاک کے ساتھ شریک بناتا ہے وہ شریک بھی اُس وقت تم سے غائب ہو جائینگے اور پھر لَا يَسْأَمُ الْإِنْسَانُ سے لے کر أَنَّهُ الْحَقُّ تک جو بتا رہا ہے اور بیان حال کفار ہے یعنی دیکھو تو سہی ان کفار کو کوئی فائدے نہیں ہوتے بلانے اصنام سے اور اپنے معبودوں سے جس وقت اُن کو شر پہنچتا ہے رجحان لیتا ہے کہ اصنام کچھ نہیں کر سکتے پس یؤس قنوط ہو جاتا ہے اصنام سے (کذا فی المدارک) اور جس وقت ہم اُس کو رحمت دیتے ہیں بعد ضرر کے تو کہتا ہے ہٰذَا لِي یعنی میں نے فلانے معبود کو بلایا ہے اور پکارا ہے اس واسطے یہ رحمت آئی ہے اور قیامت کا ظن نہیں کرتا کہ قائم ہوگی اور کہتا ہے کہ کوئی نہیں قیامت وغیرہ اگر بالفرض محال ہو ہی جاوے تو مجھے میرے حضرت یعنی معبود مقصود پر پہنچاویں گے پھر یہ معنی ہے إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحُسْنَىٰ کا اور جس وقت ہم انعام کرتے ہیں تو تکبر کرتا ہے أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ کنایہ ہے تکبر سے اور جس وقت شر پہنچتی ہے تو بہت بلاتا ہے اللہ کو۔ جاننا چاہیئے کہ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ عَرِيضٍ کا معنی یہ ہے کہ پھر تو اللہ کی طرف دعا عریض کرتا ہے اپنے فخر پر قائم نہیں رہتا اور قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ میں بیان کیا گیا ہے بتلاؤ تو سہی کہ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہو اور تم نے کفر کیا اس کے ساتھ تو تم کو ضرر ہوگا یا نہ۔ پس اعراض بھی نہ کرو اور شور بھی نہ مچاؤ اور شبہات الزام بھی نہ کرو اور دلائل اور علامات جو تم دیکھتے ہو ان کے مطابق چلو اور مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ علیحدہ کلام ہے ان کی جزا نہیں ہے شقاق بعید کا معنی عناد عظیم ہے اور سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ سے بیان کیا گیا ہے کہ ہم اُن کو نشانیاں اور علامات اپنے متفرق ہونے کی اطراف والے لوگوں میں اور اُن کے نفوس میں دکھائیں گے۔ کما قال اللہ تعالیٰ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنْجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ سورت یونس اور، لَئِنْ أَنْجَانَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ سورت انعام اور، إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ

فی البحر ضلّ من تدعون الّا ایّاه بنی اسرائیل اور اَوَلَم یکفِ بربّک انّه علی کلّ شیءٍ شهید سے دلیل چوتھی بیان کی گئی ہے مطلب یہ
کہ آیا یہ کافی نہیں ہے توحید رب تیرے کے واسطے کہ ہر شے پر قادر و شاہد ہے اور حاضر ناظر بھی ہے دوسرا کوئی نہیں۔ اس دلیل میں سب سے زیادہ
ترقی کی گئی ہے کیونکہ نہایت ہی مختصر بات کہی گئی ہے کہ دیگر کسی میں یہ بات موجود نہیں ہے اور ماقبل دلیل ثالث کا خلاصہ ہے کیونکہ جب سب کچھ
جانتا ہے تو تمام پر شاہد بھی ہوگا۔ اور آگے اَلَا انّهم فی مریةٍ الخ تخویف چوتھی دلیل والی بیان کی گئی ہے تنبیہ کے ساتھ یعنے اللہ ہر شے کو احاطہ
کرنے والا ہے اور سب کو جانتا ہے لہٰذا عذاب دے گا جیسا کہ کہا گیا ہے اَفَمَن هو قائم علٰی کلّ نفسٍ بما کسبت اے کمن لیس کذالک اور
چوتھے شکوے کی تخویف درمیان میں فلننبّئنّ الّذین کفروا بما عملوا ولنذیقنّهم من عذابٍ غلیظ سے بیان کی گئی ہے حاصل اس تقریر کا
سورۃ کا یہ نکلا کہ اس سورت میں تنزیل الکتاب سے لیکر انا عاملون تک ترغیب و شکوا اول بیان کیا گیا ہے اور پھر قل انّما انا بشر مثلکم سے لیکر اجر غیر
ممنون تک دعویٰ اور تخویف اور دلیل وحی اور بشارت بیان کی گئی ہے اور پھر قل ائنّکم سے ذالک تقدیر العزیز العلیم تک دلیل اول عقلی بیان کی گئی
ہے اور پھر فان اعرضوا سے لے کر کانوا یتّقون تک تخویف دنیوی اور ویوم یحشر سے لے کر فما هم من المعتبین تک تخویف اخروی اور وقیّضنا
سے لے کر انّهم کانوا خاسرین تک سبب شکویٰ ثانی کا ہے اور وقال الّذین کفروا سے لعلّکم تغلبون تک شکوا ثانی پہلے شکوا سے اعلیٰ بیان
کیا گیا ہے اور فلنذیقنّ سے لے کر لیکونا من الاسفلین تک تخویف اخروی ثانی شکوا والی بیان کی گئی ہے اور انّ الّذین قالوا ربّنا اللہ سے
من غفورٍ رحیم تک مقابل وقیّضنا لهم قرناء کلام لائی گئی ہے اور ومن احسن سے لے کر انّه هو السمیع العلیم تک حیلہ بتایا گیا ہے یعنی
بتلاتا کہ اگر کافر شور کریں تو نرمی کرو۔ اگر غصہ آبھی آجائے تو اللہ کیساتھ پناہ مانگو یہ معنی تب ہوگا کہ امّا ینزغنّک من الشیطان نزغٌ کا تعلق ماقبل کے
ساتھ لگائیں۔ اگر یہ تقریر کریں کہ اے مخاطب اگر کچھ تو توحید میں کوئی شبہ پڑ جائے تو اللہ کیساتھ پناہ مانگ اس کا شریک کوئی نہیں کیونکہ سمیع کل شیء کا
وہی ہے اور پھر من آیاته اللیل والنهار سے لے کر انّه علی کلّ شیءٍ قدیر دلیل ثانی علی سبیل الترقی من الاول بیان کی گئی ہے درمیان میں
دو جملہ معترضہ بیان کئے گئے ہیں۔ اور پھر انّ الّذین یلحدون سے لیکر بما تعملون بصیر تک تخویف اخروی دلیل ثانی کی بیان کی گئی ہے
اور انّ الّذین کفروا سے لے کر وما ربّک بظلّامٍ للعبید تک شکوی ثالث اور جو شبہات ہیں اور ان کے جواب اور درمیان میں تخویف بیان
کی گئی ہے الیه یردّ علم الساعة سے لے کر الّا بعلمه تک دلیل ثالث علی سبیل الترقی ہے اور ویوم ینادیهم سے لے کر من محیص تک
تخویف اخروی دلیل ثانی کی بیان ہے اور پھر لا یسئم الانسان من دعاء الخیر سے لے کر انّه الحقّ تک شکوہ رابع علی سبیل الترقی بیان ہے
درمیان تخویف بھی بیان کی گئی ہے اور اولم یکف بربّک سے لے کر بکلّ شیءٍ محیط تک دلیل رابع اور تخویف اس کی بیان ہے اور تمام
حاصل یہ ہے کہ دو امور یہاں ہیں۔ ایک سلسلہ ادلّہ اربع مع التخویفات علی سبیل الترقی* یعنی اعراض کریں گے لیکن تم ضرور ان کو سناؤ۔ تمہارے
سنانے میں شور مچائیں گے۔ تم نرمی کرو تمہاری نرمی سے سنیں گے اور پھر شبہے کریں گے اور علامات اور دلائل بھی دیکھ لیں گے کہ ان کے بعد
کچھ نہیں کر سکتے۔ اور اصل خلاصہ جو کہ پہلی سورۃ کے ساتھ بھی مرتبط ہے۔ اول سورت میں مذکور ہے۔ فقط

---

* اور ایک سلسلہ شکاوی مع التخویفات علی السبیل الترقی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الشُّوْرٰى مكية

حٰمٓ عٓسٓقٓ كَذٰلِكَ يُوْحِىْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ـ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ
جاننا چاہیے کہ تین طرح کے شبے وارد ہوتے ہیں (۱) تو یہ ہے کہ ہم کو کتب سابقہ سے مسئلہ ہمارے مخالف ملتا ہے اس شبہ کا جواب اس سورۃ میں دیا
گیا ہے کہ مسئلہ کتب سماویہ میں بھی تھا مگر باغیوں نے بغاوت سے کتب سماویہ کی شروح وغیرہ میں درج غلط کیا۔ تائیدہ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ
اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ الخ (۲) شبہ یہ ہے کہ وہ ایسے آدمی کی طرف منسوب کرتے ہیں جو کہ باغی نہیں مثلاً عیسےٰ اور موسےٰ کی
طرف نسبت کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے جو سورۃ آل عمران کی آیت مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ
لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّىْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں دیا گیا ہے۔ یعنی ہم نہیں مانتے کہ کسی ایسے شخص نے کہا ہو کہ مجھے پکارو۔ ایسی باتیں نبی کی شان سے بعید ہیں
خدا تعالےٰ اسے توحید کے پھیلانے کے لئے بھیجے اور وہ خدا کا شریک بن بیٹھے (۳) طور شبہ کا یہ ہے کہ وہ اگر کسی بزرگ کی کلام یا کتاب اللہ میں
روایت نکال دیں تو اگر کسی بزرگ کی کلام کتاب اللہ کے مخالف ہو تو اولاً ہم کہتے ہیں کہ وہ بزرگ ہی نہیں یا ہم اس کا مطلب نہیں سمجھتے۔ کلام الٰہی کے
متعلق بھی یہی جواب ہوگا کہ ہم اس آیت کا مطلب نہیں سمجھ سکتے۔ تائیدہ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ (آل عمران)
(۴) سورۃ انعام پارہ ۸ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِىٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِىْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا وَلَوْ
شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ـ وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ معلوم ہوتا ہے کہ قانون قدرت ہے کہ ہر نبی کے دشمن
ہوتے چلے آئے ہیں۔ لہذا ہر زمانہ میں باغیوں کی کلام مل سکتی ہے اور سورۂ بقرہ میں آیا ہے وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ
خُوَارٌ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا یعنی میں نے واسطے آزمائش کے بچھڑے سے آواز نکالا اور ان کی آزمائش کیلئے
یہ کرشمہ دکھلایا لیکن انہوں نے اتنا بھی عقل نہ کیا کہ وہ نہ تو باتیں کرتا ہے اور نہ ہدایت کر سکتا ہے معبود کس طرح بن سکتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض
اوقات واسطے آزمائش کے حق تعالےٰ دکھا دیتا ہے كَذٰلِكَ يُوْحِىْ سے لے کر هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ تک پہلے شبہے کے جواب کی وضاحت کی گئی ہے اور
اس کے ساتھ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا اے نساء وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا یعنے نر مادہ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ اے
یکثرکم فیہ۔ اے فی ذالک الجعل والتدبیر۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَىْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اے لکل شئی سمیع بصیر۔ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ
الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ تفصیل اس مقام کی یہ ہے کہ تم کو یہ جو شبہ پڑتا ہے کہ کہیں یہ مسئلہ مخالف جو ملتا ہے اگلے
نبیوں کا لکھا ہوا ہے یہ انہوں نے جو لکھا ہے صحیح ہوگا۔ جواب یہ ہے کہ یہ غلط ہے کیونکہ ہم نے تمام انبیاء سابقہ کی طرف وہی حکمنامہ بھیجا ہے جو کہ
تمہاری طرف وحی کیا گیا ہے اس حکمنامہ کا بیان لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ سے لے کر هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ تک اور پھر فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ سے لے کر وَلَا تَتَفَرَّقُوْا
تک ہے پھر ذالک کی جگہ کذالک کہا گیا ہے اس واسطے کہ اگرچہ معنی دونوں کا ایک ہی ہے لیکن الفاظ میں فرق ہے کیونکہ مضمون تو قرآن اور کتب سابقہ
دونوں کا توحید یعنے اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ہے لیکن قرآن اور کتب سابقہ کی عبارت ایک نہیں اسی واسطے ذالک کی جگہ کذالک فرمایا۔ باقی مقام ماضی کا

لیکن اوحی کی جگہ یوحی کہا گیا ہے کیونکہ ماضی استمراری کے مقام پر اکثر مضارع استعمال کرتے ہیں تو تقریر ماسبق سے معلوم ہو گیا کہ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
مع اپنے متعلق یعنی فاطر السمٰوٰت الخ سب یوحی کا مفعول ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہی وحی کی ہے کہ مالک ہر شئے کا فقط وہی ہے اور وہی متصرف ہے
کوئی شفیع غالب نہیں کیونکہ وہ بڑا اعالی ہے اور جملہ ملائک بھی اس کے حکنامے کو مانتے ہیں اور طلب مغفرت کرتے ہیں۔ اس شخص کے لئے جس نے
اس حکنامے کو مان لیا ہے۔ اور فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ سے لے کر بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک یہ بیان کیا گیا ہے کہ متصرف بھی وہی ہے کیونکہ تمہارے نفس یعنی
جنس سے تمہاری عورتیں پیدا کی ہیں اور باقی جانوروں سے بھی زیادہ پیدا کئے ہیں۔ اور اسی تدبیر کے ذریعے نسلاً بعد نسل تم کو جہان میں پھیلایا ہے
اور سمیع بصیر بھی واسطے کل شئے کے وہی ہے۔ جیسا کہ خالق تمام کا وہی ہے۔ جس طرح مقالید آسمان و زمین اور رزق کی کشادگی اور تنگی اسی کے
ہاتھ میں ہے اسی طرح ہر چیز کے جاننے والا بھی وہی ہے پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ وَالْمَلٰٓئِکَةُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ کا معنی یہ ہے کہ
یہ حکنامہ (یعنی اللہ پاک ہے شرک سے اور سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے) ملائک بھی مان بیٹھے ہیں اور وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ سے مراد
لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ہے۔ عام لوگ مراد نہیں ہے بقرینہ آیت وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (مومن) اور جَعَلَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا سے مراد من
جنسکم ہے کیونکہ یہ معنی تو نہیں ہو سکتا کہ تمہاری عورتیں تمہارے نفسوں سے پیدا کی گئی ہیں۔ وَمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا سے مراد نر مادہ ہیں اور یذرؤکم فیہ
کی ضمیر جعل کی طرف راجع ہے جو جَعَلَ لَکُمْ سے مفہوم ہے۔ پس یہ مضمون کہ سب کچھ کرنے والا جاننے والا وہی ہے اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک ثابت کیا
گیا ہے اور یہ دعوے کی ایک خبر ہے اور دوسری خبر دعویٰ کی شَرَعَ لَکُمْ سے لَا تَتَفَرَّقُوْا تک ہے یعنی مقرر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے
وہ دین جس کے ساتھ نصیحت اور وصیت کی ہے نوح وغیرہ کو یعنی جس دین کی وحی ہم نے تجھے اور تمام انبیاء سابقہ کو کی ہے وہ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا
تَتَفَرَّقُوْا ہے۔ یعنی ایک اللہ کی عبادت کرو اور شرک نہ کرو جیسا کہ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا (روم) اور
پھر کُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ (مومنون) سے معلوم ہوتا ہے پس حاصل یہ ہوا کہ ایک کی عبادت کیا کرو جیسا کہ انبیاء سابقہ کو یہی کہا گیا تھا تحقیقاً
شاہداً اس کا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (انبیاء) سو اس جگہ دو امور بیان کئے گئے
ہیں ایک تو سب کچھ کرنے والا وہی ہے۔ دوسرا اسی کی عبادت کرو۔ اور ہر ایک سابق لاحق کے لئے علت ہے کیونکہ سب کچھ کرنے والا علت
ہے اس بات کی کہ وہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ کیونکہ سب کچھ جانتا ہے تبھی تو سب کچھ کرتا ہے پھر یہ دو تو اس بات کی علت ہیں کہ عبادت بھی اس
کی کرو کیونکہ انہیں صفات والا لائق عبادت ہے لیکن ان دونوں کا ثابت کرنا یہاں اصلی غرض اور مقصود نہیں کیونکہ ان دونوں کا ثبوت سور سابقہ
میں ہو چکا ہے یہاں تو فقط غرض دفعہ شبہ ہے جیسا کہ سورۃ کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ سورۃ کَذٰلِکَ یُوْحِیْ اِلَیْکَ سے شروع کی گئی ہے
اور درمیان میں وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا سے لے کر وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ تک تخویف کی گئی ہے اور وَمَا تَفَرَّقُوْا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ سے لے کر مِنْهُ
مُرِیْبٍ تک متعلق ہے وَلَا تَتَفَرَّقُوْا کے ساتھ یعنی بیان ہے کہ تفرق اور ان کی مخالفت محض عناد ہے کیونکہ حق بات معلوم کرنے کے بعد
انہوں نے اختلاف کیا ہے اور پچھلوں کو کتب سابقہ میں ان کا لکھا ہوا دیکھنے سے شک پڑ گیا ہے (بعد ع) وَالَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰهِ سے
لے کر بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ تک دلائل اس بات پر لائے گئے ہیں کہ لوگوں کو جو ان کے لکھے ہوئے دیکھنے سے شبہات پڑتے ہیں وہ معذور
نہیں ہیں۔ کیونکہ اللہ کے نزدیک ان کی حجت یعنی مکابرہ باطل ہے کیونکہ یہ بات ان کے اجماع کے مخالف ہے جبکہ ان کے علماء راست گو

اس بات کو مان بیٹھے ہیں لہذا ان کا خلاف غلط ہے اور دوسری دلیل اَللّٰهُ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ ہے یعنی یہ کتاب ایسی سچی اور تمام
شبہات کو دور کرنے والی ہے تو پھر ان کا اختلاف اور مکابرہ بالکل فضول ہے۔ پہلی دلیل کی تائید اَوَلَمْ یَکُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ
اور اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اُولٰٓئِكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ہے اور مابین لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ اور وَالَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ میں حضور علیہ
السلام کو امر کیا گیا برائے ترغیب مومنوں کے کہ جب معلوم ہو گیا کہ ان کا خلاف بوجہ بغاوت کے ہے تو تم اپنے دعا پر پکے ہو اور ما اُوحی کے تابع رہو۔
اس کی تائید فَلِذٰلِكَ فَادْعُ سے معلوم ہوتی ہے کیونکہ اصل میں فَلِذٰلِكَ اُدْعُ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ہے اور پھر بوجہ قرینہ موجود ہونے کے پہلی جگہ فعل اور
دوسری جگہ اسم اشارہ محذوف کیا گیا اور فاء فادع کی پہلے اسم اشارہ پر لائی گئی ہے۔ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا میں بھی تحقیق گذر چکی ہے۔ بعدہ
لَعَلَّ السَّاعَةَ سے کہ لَفِیْ ضَلٰلٍۢ بَعِیْدٍ تک تخویف اخروی ہے کیونکہ پہلے ذکر بھی یہ تھا کہ ان کی حجت آخرت میں اللہ کے نزدیک منظور نہ ہوگی
لہذا بعد اس کے تخویف اخری بیان کردی اور پھر اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ سے آخر سورہ تک دونوں دعووں کی
متعلقات بیان ہوں گے یعنی سب کچھ کرنے والا اللہ ہے اور اس کی عبادت کرو (قوی بمعنی قادر علی کل شئ عزیز بمعنی لا یغالب ولا یدافع) اور
یہ پہلی جزء کی تائید ہے اور باقی تمام تائیدیں بھی تقریر یعنی دونوں دعووں کی وضاحت کرتی ہیں۔ جیسے واعظین کا طریقہ ہوتا ہے کہ اپنی بات کو بار
بار دہراتے ہیں اور اس پر تقریر ڈالتے ہیں۔ حاصل اس تائید کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور رزق دیتا ہے کسی کو تھوڑا
کسی کو زیادہ پس معلوم ہوا کہ سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے۔ پھر مَنْ کَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ سے مِنْ نَّصِیْبٍ تک ترغیب الی الاعمال الصالحہ
و ترہیب عن الدنیا بیان کی گئی ہے اس کی تائید آیت مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ تا وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ تا فَاُولٰٓئِكَ کَانَ سَعْیُهُمْ
مَّشْکُوْرًا الخ ہے (بنی اسرائیل) اور پہلی آیت کے مضمون کو ذرا بالتفصیل بیان فرمایا گیا ہے۔ پھر اَمْ لَهُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ
مَا لَمْ یَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ الخ دوسرے دعوے کے ساتھ متعلق ہے یعنی خدا کی شریعت میں تو یہ ہے کہ فقط ایک اللہ کی عبادت کرو اور تم نے اور
تمہارے معبودوں نے یہ اپنی شریعت بنالی ہے جو کہ اللہ کی مقرر کردہ شریعت نہیں ہے پھر لَوْلَا کَلِمَةُ الْفَصْلِ سے لے کر وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ
تک تخویف بیان کی گئی ہے جو کہ دوسرے دعوے کے ساتھ مناسب ہے اور پہلی تخویف پہلے دعوے کے ساتھ مناسب ہے یعنی کلمۃ الفصل یعنی
اگر عذاب کیلئے اجل معین نہ ہوتی تو مدت کا ہلاک کردیا ہوتا۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ بشارت ہے برائے مومنین ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ کا اشارہ
الی نعمت ہے یعنی جنت میں داخل ہونا اور خواہش کے مطابق ہر شے کا ملنا پھر قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی وَمَنْ یَّقْتَرِفْ
حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا الخ ترغیب ہے اور من یقترف الخ متعلق ہے ثانی دعوے کے یعنی شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ الخ یعنی اللہ کے نزدیک اس کی شریعت
مقررہ پر چلنا بھی حسنہ ہے اور جو اس پر عمل کرے گا وہی تمام نعمتوں کا مستحق ہوگا ورنہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا اور نیز یا رسول اللہ کہہ دے کہ اس تبلیغ میں
مجھے کوئی ذاتی فائدہ مقصود نہیں بلکہ محض تمہارا فائدہ ہے۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ الخ کے دو معنی ہیں اول میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا۔ اور نہ
کسی اجر کے واسطے کہتا ہوں بلکہ قرابت اور رشتہ داری کا لحاظ کرکے جو کہ سب بنی آدم ایک دوسرے کے رشتہ دار ہیں۔ اس تبلیغ کرنے میں تم پر
احسان کرتا ہوں تاکہ تم ہلاکت سے بچ جاؤ۔ تائید وذکر بہ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا کَسَبَتْ الخ لان تبسل (انعام) دوسرا معنی یہ ہے کہ اس میں
استثناء منقطع بنایا گیا ہے۔ لکن ان تودوا اللہ وتتقربوا الیہ بطاعتہ از ابن عباس (خازن) یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اس کا قرب اور دوستی

حاصل کرو۔ بعدہٗ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰیہُ شکوہ کیا کہ رسول اللہ صلعم جب عقل ہو نقل یعنے کتب سابقہ کے موافق باتیں کرتا ہے تو پھر تم اس کو مفتری کہتے ہو اگر خدانخواستہ وہ مفتری ہوتا تو اللہ تعالے اُس کے دل پر مُہر کر دیتا۔ پھر وہ ایسی باتیں عقل نقل کے مطابق نہ کہہ سکتا۔ سو یہ صداقت رسول پر بھی دلیل ہے۔ اور کفار کو ڈانٹ بھی ہے اور صداقت رسول اللہ کی تائید۔ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا بھی ہے وَیَمْحُ اللّٰہُ الْبَاطِلَ متعلق ہے اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی سے یعنے یہ تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ افترا باندھتا ہے اللہ پر۔ اسی طرح نہیں بلکہ یہ قرآن تو باطل کو محو کرتا ہے۔ باقی یَمْحُ اللّٰہُ فَاِنْ یَّشَاءِ کی جزا نہیں ہے اور حذف واؤ کا ہُوا ہے بوجہ التقاء ساکنین کے ہے اِنَّہٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ سورۂ مومن کے ساتھ متعلق ہے یعنی اللہ تعالے دل کے شبہات کو بھی جانتا ہے اور اُن کو دور کرتا ہے۔ بعدہٗ وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ الخ پہلے دعوے کے متعلق ہے یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ الخ میں ترغیب اور ترہیب کا بیان ہے وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ الخ جواب سوال کا ہے جو پہلے دو آیتوں (۱) کَذٰلِکَ یُوْحِیْٓ اِلَیْکَ (۲) ھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ پر پڑتا تھا کہ جب اللہ تعالے اتنا مہربان ہے یعنی توبہ قبول کر لیتا ہے اور ہر آدمی کو رزق دیتا ہے۔ تو پھر اپنے بندوں کے لئے رزق وسیع کیوں نہیں کرتا۔ اس کا جواب دیا گیا ہے جو کہ آیت سے ظاہر ہے۔ بیت

کجا من شکر این نعمت گذارم کہ زور مردم آزاری ندارم

بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ قدر موصوف ما یشاء صفت ہے ما موصولہ اور ضمیر عائد محذوف ہے صلہ میں۔ ھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ تا اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ متعلق دعوے اول کے مَآ اَصَابَکُمْ سے لے کر مِنْ مَّحِیْصٍ تک تخویف ہے دُنیوی اور یہ قضیہ مُہملہ ہے کُلّیہ نہیں (اس کا بیان آیت ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ تا یَرْجِعُوْنَ (روم) ہے چھوٹے مصائب یعنی بخار وغیرہ مراد نہیں اور مِنْ اٰیٰتِہِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ کَالْاَعْلَامِ سے تخویف مقصود ہے اگرچہ مذکورہ آیت میں تو تخویف نہیں معلوم ہوتی۔ لیکن مقصود بالذات اُس کے بعد اِنْ یَّشَاْ یُسْکِنِ الرِّیْحَ سے لیکر مالَہُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ تک ہے اور اس میں صاف تخویف ظاہر معلوم ہوتی ہے اور اِنْ یَّشَاْ میں ماضی استمراری کی جگہ مضارع بولا گیا ہے یعنی وہ جب چاہتا ہے ہوا کو ساکن کر دیتا ہے یا متحرک کر دیتا ہے اگر ساکن کرے تو کشتیاں دریا کے اوپر قائم ہو جائیں اور تم ہلاک نہیں ہوتے اور جب چاہتا ہے تو ہوا کو سخت متحرک کر دیتا ہے اور کشتی کو غرق کر کے بعض کو ہلاک کر دیتا ہے اور بعض کو معاف کر دیتا ہے پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ یُوْبِقْھُنَّ کا عطف فَیَظْلَلْنَ پر نہیں ہے کیونکہ ہلاکت کا تعلق سکون سے نہیں ہو سکتا بلکہ یعصفھا زور سے ہوا کو چلاتا ہے، محذوف ہے۔ یُوْبِقْھُنَّ سے پہلے وہی معطوف علیہ ہوگا۔ اس واسطے یعف کی واو بسبب مجزوم ہونے کے گرائی گئی ہے اور وَیَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ الخ علت ہے یُوْبِقْھُنَّ کے واسطے واؤ زائدہ ہے اور معنی لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ الخ ہوگا اور یا واؤ عاطفہ ہے اور معطوف الیہ لِیَنْتَقِمَ اللّٰہُ محذوف ہوگا اور پھر فَمَآ اُوْتِیْتُمْ سے کر لے کر مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ تک متعلق ہے وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ سے اور وَلَوْ بَسَطَ اللّٰہُ الرِّزْقَ پہلے دعوے سے متعلق تھا پس یہ بھی متعلق ہوگا اُن کے ساتھ یعنی رزق تو دیتا ہے لیکن بہت نہیں دیتا اُس کی علت بیان کی گئی ہے۔ اب یہ بیان ہے کہ دنیا تو تھوڑی سی متاع ہے مقابلے آخرت کے اور محض نفع گرفتنی ہے باقی۔ اچھی اور باقی وہ چیز ہے جو آخرت میں ملے گی پھر بیان کیا گیا ہے کہ وہ اُن کے واسطے ہے جو ایمان لائیں اور فقط اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں اور یہی مقتضے عَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ کا ہے یعنی پہلے یَتَوَکَّلُوْنَ خاصۃً نہ غیرہ۔ فَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ الخ میں ترغیب اور یہ قاعدہ ہے کہ عتاب کے بعد احسان کرنے اور ظلم نہ کرنے کا بیان ہوتا ہے

کیونکہ یہ امور عذاب کے دفعیہ کے لئے بتلائے جاتے ہیں۔ نیز هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ کا معنی یہ ہے کہ اگر ان پر تعدی ہو جائے تو محض بدلہ لیتے ہیں۔ بدلہ لینے سے زیادتی نہیں کرتے اور اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ و اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ سے مراد وہ ہیں جو کہ اپنے حق سے تعدی کرتے ہیں۔ هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ کا مقابل مراد ہے اور پھر مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِیٍّ سے لے کر وَمَنْ یُّضْلِلِ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِیْلٍ تک تخویف اُخروی ہے اور ابتدا اور انتہا اس تخویف کا ایک ہے اور مَا لَهٗ مِنْ سَبِیْلٍ کا معنی گویا مثلے مالہ من ولی ہو گیا پھر اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّکُمْ متعلق ہے دعوے ثانی کے اور اس کے بعد مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ تا مَا لَکُمْ مِّنْ نَّکِیْرٍ تخویف اُخروی ہے اور فَاِنْ اَعْرَضُوْا الی اِنْ عَلَیْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ تسلی ہے رسول اللہ صلعم کو یعنے بعد ان آیات کے جو دونوں دعووں سے متعلق ہیں اور تخویفات اُخروی اور دنیوی اور ترغیب کے بھی۔ اگر یہ لوگ اعراض کریں تو تم غمناک نہ ہونا اور پھر اِنَّا اِذَاۤ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ تا فَاِنَّ الْاِنْسَانَ کَفُوْرٌ کفار کا شکوہ ہے اور مراد فَرِحَ بِهَا سے فَرِحَ بِهَا بِغَیْرِ الْحَقِّ ہے۔ بقرینہ ذٰلِکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ (مومن) اور فَاِنَّ الْاِنْسَانَ کَفُوْرٌ سے مراد کفور من الاصنام ہے اور اس آیت کی تائید لَا یَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَیْرِ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَیَئُوْسٌ قَنُوْطٌ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَیَقُوْلَنَّ هٰذَا لِیْ (حٰم السجدۃ) میں ہے اور اس میں پوری تفصیل ہے اور پھر لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ سے لے کر اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ تک متعلق دعوے اول کے ہے اور اس جگہ مراد یا تو یہ ہے کہ تمام کا متصرف ایک اللہ ہے تمہارے معبود نہیں ہیں کیونکہ کسی کو محض مؤنث دیتا ہے جیسا کہ لوط علیہ السلام کو اور کسی کو محض مذکر جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اور کسی کو دو نوں جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی کو کچھ بھی نہیں دیتا جیسا یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام یا عام معنے اختیار کریں گے یعنی سب کا متصرف ایک اللہ تعالےٰ ہے دوسرا کوئی نہیں ہے مخلوق سے اگرچہ ملائکہ اور رسول کیوں نہ ہوں اور پھر وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ سے لے کر اَلَاۤ اِلَی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ تک متعلق ہے دعوے ثانی کے ساتھ یعنے شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ کے ساتھ یعنی خدا پاک کی طرف سے دین کا سکھنا تو اس طرح ہوتا ہے اور بحمد اللہ آپ کے ساتھ تو یہ معاملہ ہے ان کے ساتھ کوئی نہیں پھر اُن کا دین غلط ہوا۔ پھر کَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا سے بیان کیا گیا ہے کہ تجھ پر وحی آتی ہے اور اُن کی دلیل مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ سے بیان کی گئی ہے یعنی تو پڑھا ہوا نہیں ہے اور صادق باتیں مطابق واقعہ اور کتب سابقہ کے کرتا ہے اور اس جگہ ادلہ ثلاثہ بیان کئے گئے ہیں ایک تو صراحتاً اوحینا الملك کے ساتھ وحی کا آنا بیان کیا گیا ہے اور اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دلیل عقلی ہے یعنی تو باتیں ایسی صادق کرتا ہے کہ عقل کے مطابق ہوتی ہیں اور تیسری دلیل نقلی منہا صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے نکلتی ہے یعنی تو ہدایت کرتا ہے اللہ تعالےٰ کے راستہ کی طرف اور اللہ تعالیٰ کا راستہ تو وہی ہے جس پر تمام انبیاء سابقہ تھے۔ باقی تحقیق آیت مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ الخ کی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سامنے بالمشافہ ہو کر کلام نہیں کرتا۔ اس کے کلام کرنے کی فقط یہ تین طریقے ہیں (۱) اِلَّا وَحْیًا لے بطریقہ وحی یعنے سوائے کانوں کے سننے کے اور سوا آنکھوں کے دیکھنے کے دل میں اللہ تعالےٰ القا کر دیتا ہے بیداری کے وقت جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اُلْقِیَ فِیْ رُوْعِیْ نے قلبی روع غیر پیغمبر کے دل میں القا ہو تو اسے الہام کہتے ہیں (۲) اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ جیسے موسےٰ کے ساتھ (۳) اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ یعنے اللہ تعالےٰ فرشتہ کو آدمی کی صورت میں بھیجتا ہے سو اب اِلَّا وَحْیًا۔ و اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا کے درمیان مقابلہ ظاہر ہے ع

وحی چہ بود گفتن از حسن نہاں

اور اِنَّہٗ عَلِیٌّ حَکِیْمٌ کا معنی یہ ہے کہ بہت اونچا اور عالی قدر ہے۔ سامنے کلام نہیں کرتا۔ خلاصہ سورت کا مندرجہ ذیل ہے وَکَذٰلِکَ یُوْحِیْ اِلَیْکَ سے لے کر اَللّٰہُ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِیْزَانَ تک دفع شبہ اول اور ذکر دو دعوں کا ہے۔ اور درمیان میں وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا سے لے کر وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ تک تخویف ہے اور باقی سب دفعیہ شبہ کے واسطے ہے اور شبہ یہ ہے کہ ہم کو سابقہ کتابوں میں مخالف مسئلہ ملتا ہے۔ اس کا جواب دیا کہ ہم تیری طرف اور جمیع انبیاء سابقہ کی طرف یہی مسئلہ وحی کرتے رہے اور اس کا مخالف مسئلہ باغیوں نے نکالا ہے، بغاوت کی وجہ سے اور پچھلے لوگوں کی یہ حجت کہ ہم کو کتب سابقہ سے اس کے مخالف مسئلے ملتے ہیں قابلِ اعتبار نہ ہوگی کیونکہ سب علماء بڑے بڑے مان بیٹھے ہیں۔ اور دوسرا اللہ تعالےٰ نے بھی کتاب حق نازل کردی ہے جو کہ مزیل ہے شبہات کی۔ پس یہ غرض ہوئی کہ ہم تو یہی وحی کرتے رہے ہیں کہ سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ اُسی کی عبادت کرو اس کے مخالف باغیوں نے نکالے ہیں پچھلے لوگوں کے واسطے یہ عذر منظور نہ ہوگا۔ اور اُس کی دو دلیلیں ذکر کیں۔ ایک تو اچھے علماء تسلیم کرچکے ہیں اور دوسری کتاب منزل بالحق آچکی ہے۔ اور اس کے بعد مَا یُؤْمِنُ بِہٖ سے لے کر ضَلٰلٍ بَعِیْدٍ تک تخویف بیان کرکے آخر سورۃ تک پہلے دو دعوں کی تائید کے واسطے آیات ذکر کی گئی ہیں۔ پس خلاصہ یہ ہوا کہ اگر کوئی شبہ کرے کہ ہم کو مخالف مسائل ملتے ہیں تو یہ شبہ اس سورت سے دفع کیا گیا ہے کہ ہم تمام انبیاء کی طرف یہی مسئلہ وحی کرتے رہے کہ سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا صرف وہی ہے۔ اُسی ایک کی عبادت کرو۔ پس اگر ان دونوں مسائل کے مخالف جو ملے وہ باغیوں کا نکالا ہوا ہے اور اُن کے پچھلوں کی حجت منظور نہ ہوگی۔ کیونکہ اچھے علماء تسلیم کرچکے ہیں اور کتاب منزل بالحق بھی آگئی ہے۔ پھر اُن دو دعوں کے واسطے تائیدیں ذکر کی گئی ہیں۔ اور کوئی تخویف اور کوئی بشارت کچھ تسلی اور شکوے بیان ہیں ٭

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ زُخْرُف (مکیۃ)

حٰمٓ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ اِنَّا جَعَلْنٰہُ الخ اس سورۃ شریفہ میں یہ شبہ رفع کیا گیا ہے کہ ہم اُن کو نائب خیال کرکے عبادت نہیں کرتے بلکہ شفیع خیال کرتے ہیں اس کی نفی آخر سورت میں کی گئی ہے بقولہ تعالیٰ وَلَا یَمْلِکُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنْ شَہِدَ بِالْحَقِّ وَہُمْ یَعْلَمُوْنَ اور باقی اس سورت میں یہ بیان ہوگا کہ یہ حوامیم مثل خطبہ حج کے ہیں کیونکہ حج کے تین خطبے ہوتے ہیں۔ اول خطبے میں احکام اس دن کے اور آئندہ دو دنوں کے بیان کئے جاتے ہیں۔ اور دوسرے خطبے میں تیسرے دن والے احکام بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ اور باقی احکام دو دن آئندہ والے بھی کئے جاتے ہیں اور تیسرے میں خطبہ کے دن والے احکام بھی اور اور احکام بھی بیان کئے جاتے ہیں لیکن اپنے اپنے موقع پر اس کی زیادہ تفصیل کی جاتی ہے اور دوسرے موقع پر بیان مجمل کیا جاتا ہے اسی طریقہ کے ساتھ بیان اس سورت میں کیا جاوے گا سب کو تو مقصود بالذات کرنا شبہ شفاعت کا کیا جائے گا اور نائب ہونے کا ذکر بھی تبعاً ہوگا۔

حٰمٓ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ اِنَّا جَعَلْنٰہُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ وَاِنَّہٗ فِیْٓ اُمِّ الْکِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَکِیْمٌ سے لے کر وَمَضٰی مَثَلُ الْاَوَّلِیْنَ عظمت کتاب اور تخویف ذکر کرکے ترغیب دلاتا ہے کہ جو مسئلہ آگے آنے والا ہے اس کو خیال کرکے سُننا معنے یہ ہے کہ قسم ہے

کلام ظاہر کرنے والے کی کہ تو سچا رسول ہے یا کہ ہم ہی نے بھیجا ہے کتاب کو قرآناً عربیاً دوسرے کسی نے نہیں کہا ہے پس جواب یا محذوف ہوگا۔ اور یا انّا جعلناہ قرآناً عربیاً لعلکم تعقلون ہوگا لیکن اس وقت معنی حصر کا ہوگا اور قسم دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو یہ ہوتی ہے کہ جس کے ساتھ قسم اُٹھائی گئی ہے وہ قادر ہے اس بات پر کہ اگر میں نے فلانے امر کی مخالفت کی تو وہ مجھے سزا دے گا اور مجھے جان بھی رہا ہے یہ قسم بغیر اللہ جائز نہیں ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ جو شاہد لایا جاتا ہے مقسم بہ کو اپنے مدعا پر اس جگہ قسم اسی قبیلے سے ہے یعنی یہ کتاب خود شاہد ہے۔ اس بات پر کہ تو سچا رسول ہے کما قال اللہ تعالیٰ لٰکن اللہ یشھد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ خود بخود اس کتاب کو صداقت رسول علیہ السلام کے واسطے شاہد بنایا گیا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے یہ قسم دوسرے قبیلے سے کہی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے سے قسم بلب نے گوں تو وزلف شبگوں (کہ تو محبوب دلربائی ولب وزلف تو شاہد ہیں کہ تو دل رُبا ہے) یہ قسم بغیر اللہ کے جائز ہے وانہ فی ام الکتٰب لدینا لعلی حکیم کا معنی یہ ہے کہ جو ام الکتاب کہ بڑا دفتر ہے ہمارے نزدیک ہی اس میں اس کا نام علی حکیم ہے افنضرب عنکم الذکر صفحاً ان کنتم قوماً مسرفین سے لے کر ومضیٰ مثل الاولین تک تخویف ہے مقصود ترغیب ہے معنی یہ ہے آیا ہم پھیر لیں گے تم سے ذکر پھیرنا بوجہ اس بات کے کہ تم قوم مسرف ہو چکے پھیر دیں گے پس اس معنی سے معلوم ہوگیا کہ صفحاً مفعول مطلق ہے اور ان کنتم سے مراد لانکنتم مسرفین ہے اور ولئن سالتھم من خلق السمٰوٰت والارض لیقولن خلقھن العزیز العلیم سے اصل مدعا شروع ہے بعد ترغیب کے علی سبیل الاعتراف جب سور سابقہ میں دفع شبہ ہوا۔ تو اس میں یہ بیان ہے کہ ان سے پوچھو تو سہی کہ تم کیا کہتے ہو۔ شاید کہ ان کے کہنے سے ہمارا مدعا ثابت ہو جائے جیسا کہ واعظین کا طریقہ ہوتا ہے اسی طرح ان سے بھی پوچھا گیا بطور اقرار کروانے کے کیونکہ احسن الشہادات ماشہدت بہ الاعداء مشہور ہے اور عزیز علیم سے مراد کوئی خاص صفت مراد نہیں ورنہ منافی ہوگا اس مقام کے بیچ میں لفظ اللہ کا آیا ہے لہٰذا اُن سے مراد مصداق عزیز علیم کا ہے خواہ لفظ اللہ سے تعبیر کیا جائے یا عزیز علیم کے ساتھ۔ یہ تو انہوں نے پوچھنے سے مان لیا کہ خالق تو اللہ ہے پھر اس دعوے پر تنویر ڈالنے کے واسطے خود زیادتی کی گئی ہے الذی جعل لکم الارض مھداً سے لے کر انا الی ربنا لمنقلبون تک یعنی تم نے یہ تو تسلیم کیا کہ خالق تو اللہ ہے۔ ایسا رب جو کہ یہ تمام اشیاء دیگر بھی وہی کرتا ہے دوسرا کوئی ایسا نہیں کرسکتا اور درمیان میں کذٰلک تخرجون جملہ معترضہ بیان کیا گیا ہے اور باقی اس میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ اور تعالیٰ نے تمہارے واسطے چارپائے بھی پیدا کئے ہیں تاکہ اُن پر سوار ہو اور یاد کرو نعمتیں رب کی جس وقت ان پر سوار ہوجاؤ اور کہو سبحان الذی سخر لنا ھٰذا وما کنا لہ مقرنین یعنی تابع کنندگان وانا الی ربنا لمنقلبون یعنی ہم نے یہ تمام اشیاء تمہارے دکھلانے کے واسطے پیدا کی ہیں تاکہ تم دیکھ کر سمجھ لو کہ سب بے فائدہ نہیں پیدا کی گئیں ہیں اس کی طرف رجوع کرنا ہے پس ہمارے معنے سے انا الی ربنا لمنقلبون کا تعلق ماقبل کے ساتھ ظاہر ہوگیا اور پھر جعلوا لہ من عبادہ جزءاً سے ولد یعنی نابا سے لے کر کیف کان عاقبۃ المکذبین تک شکوی بیان کیا گیا ہے کفار مکہ پر لیکن پہلے یہ جاننا چاہئے کہ دو دعوے تھے ایک تو سب کچھ کرنے والا وہی ہے اور دوسرا یہ کہ اُسی کی عبادت کرو اور ان کے پوچھنے سے ثابت ہوگیا کہ خالق وہی ہے اور پھر ہم نے اس جواب پر تنویر ڈال کر یہ ثابت کیا کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے۔ پس معلوم ہوگیا کہ دعویٰ ماننے میں یہ پوچھنے سے معلوم ہوگیا اور دوسرے دعوے کے واسطے اس سورت میں دلائل نقلیہ بیان کئے جاتے ہیں بقولہ تعالیٰ واذ قال ابراھیم اور دونوں مدعا سورہ سابقہ میں بھی بیان ہو گئے ہیں اور مقصود بالذات اس سورۃ کا اختتام میں بیان کیا گیا ہے۔ اور شکوے میں جو خلل کیا ہے ان کا

اُن کا سنے اور مطلب بیان کیا جاتا ہے وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ یعنی تم نے اللہ کے واسطے
لڑکیاں بنائی ہیں اور اپنے واسطے لڑکے اور حالانکہ اگر تم میں سے کسی ایک کو خوش خبری دی جائے اس کے ساتھ جس کو اللہ کے واسطے اس نے
حال اور صفت بنایا ہے تو اُس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور غم کا بھرا ہوا ہو جاتا ہے پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ ضرب کا معنی جَعَلَ ہے۔ اور
مَثَلًا کا معنے صفت اور حال ہے اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِی الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ معنی یہ ہے کہ آیا وہ جو پیدا کی جاتی ہے زیور
زینت میں اور جنگ میں ظاہر نہیں ہوتی وہ بنات ہیں اُنہوں نے اللہ کے واسطے مقرر کی ہیں قولہ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ یعنی آیا یہ حاضر تھے
وقت پیدائش اُن کے۔ یعنی انہوں نے اُن کے فرج دیکھے ہیں قولہ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا
يَخْرُصُوْنَ۔ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا شکوہ کیا گیا ہے کفار کے حال کا کہ دیکھو ان کفار کو
کہ یہ کہتے ہیں کہ اگر چاہتا تو ہم کو ہمارے معبودوں کی عبادت نہ کرنے دیتا۔ اُن کے پاس کوئی جواب کتاب آسمانی کا تو نہیں ہے مگر یہ اٹکل کرتے ہیں اور حیلے
بناتے ہیں۔ اُن کے مدعا پر کوئی کتاب نہیں ہے باقی ان کے سوال کا جواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالے آزمائش تو منظور کرتا ہے اور بَلْ قَالُوْٓا کا معنی یہ
ہے کہ کتاب تو کوئی نہیں ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم آباؤ اجداد کو اسی طریقے پر پایا ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ سے لے کر وَاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ
تک شکوہ اور دلیل نقلی ہے دوسرے دعوے کے واسطے یعنی اسی ایک کی عبادت کرو کیونکہ پہلا دعوے یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو پہلے سوال
اور تنویر سے ثابت ہو گیا ہے جب کہ غرض دوسرے کا ثابت کرنا تھا۔ لہٰذا اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ کہا گیا اور پہلے دعوے کے ثابت کرنے
کے واسطے کوئی دلیل نہیں لائی گئی۔ اور وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ
الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ کا معنی یہ ہے کہ کیا رب نے اس کلمے یعنی اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ یعنی توحید کو اس کی اولاد میں باقی اور پھر کہا گیا
بَلْ مَتَّعْتُ یعنی جائے شبہ تو نہیں ہے بلکہ نفع دیا ہے میں نے اُن کو اور اُنکے آباء کو حق کے آنے تک اور رسول مبین کے آنے تک جب
رسول مبین آیا تو کہا کہ یہ ساحر ہے۔ یہ اُن کے خیال کا شکوہ ہے اور پھر قَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ سے لے کر فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا تک متعلق ہے
قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ بھی کہتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ رسالت کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ آئی تو جواب ملا اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ
نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے ساتھ یعنی آیا معیشت اُن کی ہمارے ہاتھ میں ہے اور رحمت میری اُن کے ہاتھ میں ہو یہ
خیال باطل ہے ان کا اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (انعام) یہ بھی فی الواقع اُن کا شکوہ ہے اور داخل بھی ماقبل میں ہے یعنی حال اُن کا کہ ایسے
باطل سوال کرتے ہیں وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا سے بیان کیا گیا ہے حال اُن کا کہ ہم نے اُن کو بلند
کیا ہے بعض کو بعض پر تاکہ دوسرے بعض خادم بنالیں یا جائے سخری اپنی بنالیں یعنی دنیا تو آزمانے کو دی ہے۔ یہ نہیں کہ جس کو دنیا ملی وحی کے
لائق بھی وہی ہو اور پھر وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ سے لے کر وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ تک متعلق ہے ساتھ قَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى
رَجُلٍ کے یعنی یہ لوگ دُنیا پر فخر کر کے یہ سوال کرتے ہیں حالانکہ دُنیا تو کچھ چیز نہیں ہے۔ آخرت کے مقابلہ میں اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ کافروں کو بہت مال
دیا جاوے تو تمام لوگ کافر ہو جائیں گے تو کافروں کو نہایت ہی کامل درجہ کا مال دے دیتے جس کا بیان یہ ہے کہ سقف اُن کے چاندی کے کرتے
اور معارج بھی چاندی کے بنا دیتے جن پر وہ چڑھتے۔ حاصل یہ ہے کہ اس خرت کے سبب سے اتنا نہیں دیا کفار کو۔ پس معلوم ہوا کہ دُنیا تو کچھ چیز نہیں

پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً میں امۃ واحدۃ سے کفار مراد ہیں پس یہ جاننا چاہئے کہ زخرفا کی نصب فعل محذوف آتی ہے یعنی نعطیھم زخرفا یعنی سونا اور پھر وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ سے ثمرہ بیان کیا گیا ہے کہ تمام دنیا محض نفع گرفتن ہے یعنی قلیل ہے اور آخرت ان کے واسطے نہیں ہے اور پھر وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ سے لے کر وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ تک تین امور بیان کئے گئے ہیں (۱) اول علت بیان کی گئی ہے اُن کے کفر کی اور ایسی باتیں کرنے کی اور وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ سے لے کر فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ تک حاصل یہ ہے کہ جو شخص اعراض کرے ذکر اللہ سے تو ہم اس کے ساتھی شیطان بنا دیتے ہیں اور وہ شیطان اُن کو راستہ حق سے ہٹاتے ہیں اور وہ کافر گمان کرتے ہیں کہ ہم راستہ حق پر ہیں اور اسی میں حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا سے بیان کیا گیا کہ اب تو نہیں مانتے جس وقت ہمارے پاس آئیں گے تو شیطان کو کہیگا کہ میرے تیرے درمیان دوری مشرقین کی ہوتی اور اس وقت اُن کفار کو یہ بات نفع نہ دے گی کہ اُن کے معبود بھی عذاب میں شریک ہیں کیونکہ یہ کافر تو ظالم بن گئے تو اُن کو یہ بات کیا نفع دے گی اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ میں اَنَّكُمْ مُشْتَرِكُوْنَ فِي الْعَذَابِ فاعل ہے لَنْ يَّنْفَعَكُمْ کا اور اِذْ ظَّلَمْتُمْ علت ہے درمیان میں اور دوسرا امر اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ سے لے کر فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ تک ہے اور بیان کیا گیا کہ یہ کافر تنے عدول کرتے ہیں اور حق باتوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اُن کی علت بھی بیان کی گئی ہے پس اگر تیری مرضی ہو کہ میں اُنکو ہدایت کروں تو تُو نہیں کر سکتا کیونکہ مہر جباریت کی اُن پر لگ گئی ہے۔ شعر

این نہ جبر معنی جباریست معنی جباریت لاناریست

امر سوم پھر فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ سے لے کر وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ تک یہ بیان کیا گیا ہے کہ اُن کا حال تو آپ نے معلوم کر لیا۔ مترجم نے توجہ کر پھر اُن کے نہ ماننے سے غم کریں وہم نہ پڑے کہ تو راستہ حق پر نہیں بلکہ تم راستہ حق پر ہو اور اُن پر مہر جباریت والی ماری گئی ہے اور پھر وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ متعلق ہے وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ کے ساتھ یعنی ابراہیم کا حال تو سن لو کہ تمہارے باپ کا حال تو یہ تھا بھلا یہ بتلاؤ کہ کسی رسول کو رسل سابقہ سے ہم نے یہ حکم کیا تھا کہ غیر اللہ کی عبادت کریں تم نے یہ مسئلہ کہاں سے نکال لیا ہے اور درمیان ان دونوں کے تسلی بیان کیا گیا اور پھر وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى سے لے کر مَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ تک تسلی ہے وَقَالُوْٓا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ کے ساتھ یعنی تم سے پہلے کفار کلام میں ایسی فکر کیا کرتے تھے موسیٰ علیہ السلام پر فرعون اعتراض کرتا تھا اور درمیان میں اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ کا معنے اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ الْعَهْدَ ہے وَلَا يَكَادُ يُبِيْنُ کا معنی صاف بول نہیں سکتا زبان میں اُن کے کچھ لکنت تھی یعنی موسیٰ علیہ السلام پر فرعون طعن کرتا تھا کہ صاف بول بھی نہیں سکتا اور جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ یہ ہے کہ ہم تب مانتے کہ اس کے ساتھ ملائک صفیں باندھ کر آتے اور فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ کا معنی یہ ہے کہ فرعون نے اپنی قوم کو پھسلا چھوڑا پس قوم نے تابعداری کی پس جب کہ انہوں نے ہم کو غصہ میں لا لا تو ہم نے اُن سے بدلا لیا اور اُن کو غرق کیا اور ان کو گزرا ہوا قصہ اور نمونہ بنا دیا اور یہاں تک کہ اس جگہ تک دعوے اول کو ثابت کیا گیا سوال سے اور تنویر لانے سے اور دوسرے دعوے کے واسطے پھر تسلی بیان کیا گیا اور دلیل نقلی لائی گئی اور تسلی بھی بیان کیا گیا کہ یہ ایسے ایسے سوال کرتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام پر بھی ایسے ایسے سوال کرتے تھے اور

درمیان میں بیان کیا گیا کہ تم اُن سے سوال کرو کہ بابے ابراہیم کا حال تو سُن لیا بتلاؤ کہ آیا ہم نے کسی رسول سابق کو عبادت غیر اللہ کا حکم دیا تھا اور لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ سے لے کر فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ تک اس کا تعلق ماقبل سے چار طرح پر ہے اور چار تقریریں ہیں۔ ایک تو شاہ ولی اللہ صاحب کی جو کہ سیاق کے ساتھ مناسب ہے اور حق بھی یہی ہے اُن کے نزدیک یہ متعلق ہے وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ کے ساتھ یعنی یہ کفار کہتے ہیں مقابلے اس آیت کے کہ لوگ عیسےٰ کی عبادت کرتے رہے ہیں پس معلوم ہوا کہ غیر اللہ کی عبادت کرنی جائز ہے تو اس کا جواب دیا گیا ہے کہ عیسےٰ خود اپنی عبادت نہیں کرواتے تھے بلکہ لوگوں نے خود بخود اپنا معبود اُن کو بنا لیا تھا اور ہم نے بھی جو أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ کہا ہے یعنی آیا ہم نے کسی دین میں غیر اللہ کو معبود بنایا ہے۔ ہم نے تو کوئی نہیں بنایا بلکہ اگلے کفار نے اپنے آپ سے تماری طرح معبود بنائے تھے یا یہ معنے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے معبود اور تم بھی نار میں جاؤ گے۔ اِن میں سے کافر ابن زبعری نے کہا کہ تمام معبود دوزخ میں جائیں گے تو عیسےٰ علیہ السلام کو معبود ٹھیرایا ہوا ہے۔ اگر وہ بھی دوزخ میں جاوے گا تو ہمارے معبود بھی اگر گئے تو کیا بڑی بات ہو گی۔ اِس بات کو تمام کافر بلند آواز سے کرتے تھے اور تالیاں بجاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ آیا ہمارے اللہ اچھے ہیں یا عیسےٰ علیہ السلام۔ اگر وہ جائے نار میں نعوذ باللہ تو ہمارے معبود بھی بے شک چلے جائیں اور درمیان میں کہا گیا کہ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ کے ساتھ یہ مثال واسطے جدال بیان کرتے ہیں بلکہ یہ قوم جھگڑالو ہے۔ یا یہ معنی کہ کفار کہتے تھے کہ ہم عبادت کرتے ہیں ملائک کی اور ملائک تو اچھے ہیں عیسےٰ سے تو اس کا جواب وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً سے دیا گیا ہے کہ ملائک ہونا موجب عبادت نہیں ہے اگر ہم چاہتے تم میں سے بھی ملائک پیدا کر لیتے اور ملائک ہونا کوئی موجب عبادت نہیں چوتھا تعلق شاہ عبدالقادر صاحب نے بیان کیا ہے کہ نبی علیہ السلام کو کفار کہتے تھے کہ تم ہمارے معبودوں کو بیان یا مذمت کرتے ہو اور عیسےٰ کو نہیں کرتے ہو حالانکہ وہ بھی معبود ہے تو جواب دیا گیا کہ وہ معبود مراد ہیں جو کہ اپنی عبادت خود کروائیں عیسےٰ علیہ السلام تو اپنی عبادت آپ نہیں کرواتے بلکہ کفار اپنے آپ سے اُن کی عبادت کرتے تھے۔ پس ان چار تعلقوں میں فرق یہ ہے تیسرے تعلق کے واسطے وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ تخویف ہو گی یعنی اگر ہم چاہتے تو بدلے تمہارے میں ملائک پیدا کر دیتے یعنی اس بات پر قادر ہیں اور منکم کا معنی بدل منکم ہو گا اور جواب إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ سے دیا گیا ہے پھر بعد تخویف کے وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ سے جواب دیا گیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام تو خود کہتے تھے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو جو کہ میرا اور تمہارا رب حقیقی ہے۔ انہوں نے تو یہ نہیں کہا تھا کہ میری عبادت کرو اور تیسرے تعلق میں وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً جواب ہو گا اور اُس وقت یہ بھی شکوہ ہو گا لعلہم حتی تنجلی لک الحق والتفصیل) اور فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ سے بیان کیا گیا کہ عیسےٰ نے تو اپنی عبادت نہیں کہی تھی۔ بعد اس کے فرقے مختلف ہو گئے ان میں سے بعض نے ان کو معبود بنایا اور وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ عیسےٰ کا پیدا کرنا سوا والد کے نشانی ہے واسطے قیامت کے اور پھر فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ سے لے کر قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ تک تھوڑی سی تخویف بیان کر کے بشارت مومنوں کو دی گئی اور بعد اس کے تخویف کفار کے واسطے پوری بیان کی گئی ہے۔ باقی درمیان میں مشکل الفاظ کے معانی اور آیات مشکلہ کے معانی اب بیان ہوں گے (۱) اوّل ذکر اَجَعَلْنَا ... کا

معنی تَنْعَمُوْنَ ہے دوسرا يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ کا معنی پھیرے جائیں گے اُن پر پیالے سونے کے اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُوْنَ لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ میں لَا يُفَتَّرُ کی ضمیر طرف عذاب کے راجع ہے اور معنی یہ ہے کہ مجرمین سے عذاب سست نہ کیا جاویگا اور وہ کافر عذاب میں خاموشی کرنے والے ہوں گے یا ناامید ہوں گے اور وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ معنی یہ ہے کہ کفار آواز کریں گے وہ میں ایک داروغہ کو کہ چاہیے کہ حکم کرے رب تیرا ہم پر موت کا اور پھر لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ سے لے کر لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ تک علیحدہ کلام ہے تحذیر کفار سے یعنی احوال کفار کے بیان کر کے کفار مکہ کو یہ کلام کہی گئی اور اَمْ اَبْرَمُوْا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ کا معنی یہ ہے کہ یہ محکم کر رہے ہیں صلاح نسبت ایذا دینے رسول اللہ صلعم کے اور ہم بھی صلاح کر رہے ہیں حق تعالٰے نے رسول اللہ صلعم کو حکم ہجرت فرمایا وہ پوشیدہ ہو کے چلے پھر جنگ بدر میں کفار کو مومنوں اور ملائکہ کے ہاتھوں سے قتل کروایا اور بعض قید ہو گئے بعض بھاگ گئے آخر وہ اکثر مسلمان ہوئے اور پھر اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ سے لیکر اَلَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ تک متعلق ہے جَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا کے ساتھ یعنی شکوہ میں داخل ہے حاصل یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا نائب ہے اور تم کہو کہ اگر کوئی اللہ کا نائب ہوتا تو سب سے پہلے میں اُن کی عبادت کرتا۔ اللہ پاک ہے شریکوں اور نائبوں سے اور پھر وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ کا معنی متعرف ہے اب فِي السَّمٰوٰتِ کا تعلق اللہ کے ساتھ صحیح ہوگا اور وَهُوَ الَّذِيْنَ سے لے کر وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ تک دعوے ابتدا سورۃ والا اعادہ کیا گیا ہے اور اس کے بعد اصل مقصود بالذات سورت کا بیان کیا گیا یعنی وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ اس سے ان کا خیال رد کیا گیا ہے یعنی کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں کہ سب کچھ کرنے والا جاننے والا وہی ہے اور غیر بھی اُس کے ہاتھ میں ہیں لیکن ہم تو اس خیال پر عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہمارے شفیع ہیں جیسا کہ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ خیال اُن کا رد کیا گیا کہ وہ شفاعت کے مالک نہیں ہیں جن کو تم بلاتے ہیں یعنی ملائکہ اور فی الواقع شفاعت کر بھی نہیں سکتے۔ مگر جس کو اللہ تعالٰے اذن دے یا جس کے واسطے اذن دے یعنی مومن کے واسطے یہ معنی نہیں کہ پہلے اذن دے گا اور بعد اُس کے شفاعت ہوگی بلکہ حاصل یہ ہے کہ اُس وقت ہوگی جو کہ من شہد بالحق ہو یعنی مومن ہو اور بعض جگہ لِمَنِ ارْتَضٰى آیا ہے۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے اور پھر وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ سے اُن کا حال بیان ہے اور شکوہ بیان کیا گیا ہے۔ یہ تو اپنے شفیع بناتے ہیں حالانکہ اگر اُن سے یہ سوال کرو کہ تمہارے معبودوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو کہیں گے اللہ نے پیدا کیا ہے تو دیکھو کہاں سے پھیرے جاتے ہیں اور وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ کا معنی یہ ہے بہت ہوا کہنا رسول کا یہ کلمہ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ اس کی تائید فَقَدْ دَعَا رَبَّهٗ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ہے پس حکم ہوا کہ اعراض کرو اور سلام متارکت اُن کے ساتھ کہو قریب ہے کہ جان لینگے۔ حاصل تقریر اور سورت کا وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ سے لے کر مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ تک تمہید ہے اور تخویف بتا کر مقصود ترغیب بتائی گئی اور وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے لے کر وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ تک سوال پیدائش کا کر کے اُن کے جواب پر تنویر ڈالی گئی اور دعوے اوّل یعنی سب کچھ کرنے والا وہی ہے ثابت کیا گیا اور دوسرا دعوی یعنی اُسی کی عبادت کرو اس دعوے کو وہ نہیں مانتے تھے لہٰذا وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا سے لے کر فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ تک شکوہ بیان کیا گیا اور پھر اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ سے لے کر لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ تک دلیل نقلی لائی گئی دوسرے دعوے پر اور بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ سے لے کر وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ تک شکوہ کفار بیان کیا گیا کہ ایسے سوال کرتے ہیں اور پھر اس سوال کے ساتھ کلام

لائی گئی۔ اور وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ تک متعلق دلیل نقلی لائی گئی یعنے پوچھو انبیاء سابقہ کے حال سے کہ آیا ہم نے کسی دین میں عبادت غیر اللہ کی جائز رکھی ہے اور پھر وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى سے وَمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ تک متعلق قَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لائی گئی یعنی ان کے سوال کے ساتھ اور بتلایا کہ موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی ایسے سوال کرتے ہیں اور پھر وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ سے لے کر فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ تک ان کا شبہ دور کیا گیا۔ جو وارد ہوتا تھا۔ وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا پر کیوں کہ وہ کہتے تھے کہ دیکھو کہ عیسےٰ علیہ السلام کی عبادت ہوتی چلی آتی ہے ان کے سوال کو دفع کیا گیا کہ وہ خود کہتا تھا کہ میں رب نہیں ہوں بلکہ ہم تمام کا رب ایک ہے مابعد کے لوگوں نے اختلاف کر دیا اور پھر تخویفات کے بشارت کیواسطے ذکر لائی گئیں اور پھر لَقَدْ جِئْنٰكُمْ سے لے کر لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ تک کفار کا شکوہ بیان کیا گیا اور قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ سے اَلَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ تک متعلق وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا کے کلام لائی گئی اور بعد وَهُوَ الَّذِيْ سے لے کر آخر تک ذکر دعویٰ اول اور مقصود اس سورۃ کا ذکر کیا گیا یعنی شفاعت کی نفی کی گئی پس خلاصہ یہ ہوا کہ ایک دعوے یعنی سب کچھ کرنے والا اور جاننے والا وہی ہے۔ یہ تو مانتے تھے اور اس کا ثبوت ان کے قول سے کیا گیا اور دوسرا دعویٰ یعنی اسی کی عبادت کرو۔ دلیل نقلی قصہ ابراہیم سے اور شکوہ میں عیسےٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء کا حال بیان کیا گیا کہ کسی نے یہ نہیں کہا کہ غیر اللہ کی عبادت کرو اور آخر سورت میں ان کا خیال رد کیا جو ان کا خیال شفیع بنانے کا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ دخان (مکیہ)

حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ اس طریقہ سے ہے کہ حٰم زخرف میں تو ان کا شفیع غالب ہونے کا رد کیا گیا تھا۔ یہ بھی بیان کیا جائے گا لیکن مقصود بالذات اس سورت میں ان کا دوسرا خیال رد کرنا ہے یعنی ہم نائب بھی نہیں کہتے اور شفیع غالب بھی نہیں کہتے بلکہ ہم ان کو پکارتے ہیں کہ ہمارے لئے دعا کریں۔ ان کی مرضی دعا کریں خواہ نہ کریں۔ اللہ کی مرضی ان کی دعا قبول کرے یا نہ کرے اس کو رد کیا سمیع لکل شیئ علیم بکل شیئ خاص حق تعالے ہے جب تمہارے معبود تمہاری دعائیں سنتے بھی نہیں تو پھر پکارتے کیوں ہو معلوم ہوا پکارنا منع ہے حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ اول پر تحقیق مفردات کا بیان کرتا ہوں۔ والکتاب المبین سے مراد یا تو یہ سورت ہے جیسا کہ صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ اس جگہ بھی کتب سے مراد سورتیں ہیں اور جواب قسم محذوف ہے قسم ہے کلام ظاہر کرنے والے کی کہ جائے شبہ تو نہیں ہے اور حق تو ظاہر ہے اور اگر مراد قرآن لیں وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ سے تو انزلناہ سے مراد شروع نزول لیں گے کما قالوا کیونکہ تمام قرآن کا نزول تو لیلہ مبارکہ میں نہیں ہوا اور جو حدیث میں آیا ہے کہ پہلے تمام قرآن شریف فلک سابعہ سے پہلے آسمان پر اترا ہے اور پھر آہستہ آہستہ نازل ہوتا رہا یہ ضعیف حدیث ہے۔ اور اگر یہی سورت مراد لیں تو کوئی تاویل کی ضرورت نہیں اور لیلۃ مبارکہ سے مراد شب قدر مراد لینا بالکل خلاف ہے

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ کے خواہ والکتاب المبین سے یہی سورۃ لیں یا تمام قرآن بلکہ رات سے مراد لیلۃ القدر ہے باقی لیلۃ القدر
عشرہ اخیرہ رمضان میں ہے اور تعیین کسی رات پر نہیں ہے یہ اعتراض کہ باوجود اتنی مبارک رات ہونے کے رسول اللہ صلعم کو خبر نہ تھی کہ کونسی
ہے۔ جواب یہ ہے کہ فرمایا ہے نبی علیہ السلام نے دفعۃً جتنی اس سے مراد یا بتلانا اس کا مراد ہے یا تعیین اس رات کی مراد ہے۔ اسی طرح
کئی واقعہ مشہور ہوتے ہیں بعد ایک دو سال کے اس کے دن کی تعیین معلوم نہیں ہوتی۔ جیسا کہ جلسہ میانوالی میں دربارہ خصوص علم غیب اللہ تعالےٰ بہت
بڑا جاری جلسہ ہوا تھا۔ لیکن اس کے دن کی تعیین کسی کو معلوم نہ ہو گی اور وہ رات رحمت باری تعالیٰ کا وقت تھا اور قرآن کا نزول بھی ایک رحمت
باری تعالیٰ کی تھی پس اسی سبب سے وہ رات جب آتی ہے تو اس پر آثار رحمت ظاہر ہوتے ہیں اگرچہ نزول قرآن تو پہلے ایک رات میں ہوا تھا
لیکن یہ جاری رہتا ہے کہ جس جگہ آثار رحمت الٰہی ظاہر ہوں تو پھر اسی جگہ اس وقت معین میں آثار رحمت الٰہی نازل ہوتے ہیں جیسا کہ عرفات
میں آثار رحمت تو آدم علیہ السلام کے وقت ظاہر ہوئے اس وقت آدم علیہ السلام نے دعا مانگی تو وہ منظور ہوئی۔ اسی طرح پیچھے بھی اسی وقت
معین پر رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے اور جن مقاموں پر رسول صلعم نے اقامت فرمائی تھی مکہ اور مدینہ کے درمیان میں اب بھی اس جگہ آثار رحمت ظاہر
ہوتے ہیں اسی طرح جس جگہ قوم ہود اور ثمود ہلاک کی گئی تھی اب بھی اس جگہ آثار نقمت الٰہی باقی ہیں جیسا کہ پانی سیاہ اب بھی اس بعض جگہ پر قدیم سے ہے
اور اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ سے تخویف ہے اور فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ بھی تخویف ہے۔ اور یفرق کا معنے یجب ہے (از مدارک) كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ
بڑے بڑے امور ہر ایک امر نہیں سمجھا جاتا۔ کیونکہ ملائکہ کو تمام امور کی خبر نہیں ہوتی بلکہ بڑے بڑے امر جو کہ ملائکہ کے حوالہ کئے جاتے ہیں
جیسا قحط مکے والوں پر اور جنگ بدر کا مثلاً اور اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ کا معنی یا تو یہ ہے کہ ہم مرسل ہیں ملائکہ کے یعنی ہم ملائکہ کو اپنے اپنے کاموں
میں بھیجتے ہیں اس وقت اس کا تعلق لیلۃ مبارکۃ کے ساتھ ہو جائے گا باعتبار معنی کے اور یا یہ معنی کہ ہم مرسل ہیں اس کتاب کو اس وقت
تعلق اس کا والکتاب المبین کے ساتھ ہو جائے گا اور رحمت پر دو قرائتیں آئی ہیں۔ ایک رفع یعنی رحمۃٌ یا نصب رحم رحمۃً بوجہ مفعول
مطلق ہونے کے اس وقت اس کا تعلق کتاب کے ساتھ ہو گا یعنی یہ کتاب رحمت ہے رب کی طرف سے اور یا نصب بوجہ مفعول لہ ہونے کے مرسلین
کے واسطے اس وقت اس کا تعلق اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ کے ساتھ ہو گا اور کتاب کے ساتھ نہ ہو گا اور رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ کے بعد اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ
اصل وصلے اس صورت کا بیان کیا گیا۔ بعد تخویف کے یعنی سمیع لکل شیئ اور علیم بکل شیئ وہی ہے۔ دوسرا کوئی نہیں اور رَبِّ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ بدل ہے ربک سے اور لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ تمام صفات ہیں واسطے رب السموات کے
اور ربکم ورب آبائکم الاولین کو جملہ لایا گیا ہے کیونکہ صفات اگر جملہ لائے جائیں تو فائدہ ہے کہ بعد اس کے مفرد نہیں لاتے بلکہ جملہ لاتے
ہیں اور بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ یَّلْعَبُوْنَ سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ جائے شبہ تو نہیں ہے بلکہ یہ لعب کرتے ہیں بصورت شک کے یعنی ان کو چاہیے
تھا کہ مان لیتے مانتے نہیں بلکہ لعب کرتے ہیں۔ در آنحال کہ داخل ہوتے ہیں صورت شک میں یعنی بکھیڑے کرتے ہیں یا یہ معنی کہ شبہ کرتے
ہیں پس اس وقت معنی فِیْ شَكٍّ یَّلْعَبُوْنَ کا ظاہر ہو گیا۔ پس اب تمام اس کلام کا بیان کرتا ہوں۔ قسم ہے اس کلام ظاہر کرنے والے کی یعنی یہ
کلام شاہد ہے کہ جائے شبہ نہیں اور بات ظاہر اور حق ہے پھر تخویف دی گئی کہ ہم نے نازل کیا ہے اس کتاب کو ایسی مبارک رات میں پس اب
بھی جنہوں نے نہ مانا تو ان کو عذاب دیں گے جیسا کہ مکے والوں پر قحط اور جنگ بدر کبھی آیا تھا اور ایسی رات ہے کہ جس میں بڑے بڑے امر

یعنی قحط وغیرہ دیکھے جاتے ہیں لہٰذا خوف کرو اور رب حق مان لو اور ہم اس کتاب کے بھیجنے والے ہیں واسطے رحمت کرنے کے اپنے آپ کے یا بھیجتے ہیں ملائکہ کو اپنے اپنے کاموں پر اور دعوے کیا ہے وہ یہ ہے کہ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اور پھر رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے بدل بیان کیا گیا ہے اور پھر لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے صفات بیان کئے گئے یعنی کونسا رب جو کہ لا الٰہ الا اللہ ہے دوسرا اور رب جو کہ یحیی ویمیت ہے وہ رب جو رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ہے اور پھر کہا گیا کہ جانے شبہ تو نہیں ہے بلکہ لعب کرتے ہیں صورت شک میں اور پھر فَارْتَقِبْ سے لے کر وَلَقَدْ فَتَنَّا تک تخویف بیان کی گئی یعنی اب تو نہیں مانتے۔ اچھا ذرا انتظار کر قحط اُن پر آنے والا ہے اب اعلان کیا گیا کفار کو اور يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ سے مراد بھی قحط ہے اور تمام کا حاصل یہ ہے کہ جس وقت قحط آئے گا۔ تو اس وقت کہیں گے اے رب کھول ہم سے عذاب کو ہم ایمان لانے والے ہیں اور فرمائے گا باری تعالیٰ کہ کہاں سے ہو سکتا ہے قبول کرنا نصیحت کا حالانکہ اُن کے پاس رسول مبین آیا تھا اُنہوں نے اعتراض کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ مجنون ہے۔ اچھا ہم تم سے کچھ تھوڑا سا عذاب کھولتے ہیں لیکن تم پھر بھی عود کرو گے شرک کی طرف پھر ہم پکڑیں گے تم کو سخت پکڑنا۔ مراد جنگ بدر کبریٰ ہے۔ پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ سے پہلے یقولون محذوف ہے پھر وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ سے مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ تک نمونہ عذاب کا بتلایا گیا پس اس کا تعلق فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ کے ساتھ ہو گا یعنی دیکھو کہ فرعون نے حکم نہ مانا موسیٰ علیہ السلام کا تو اس کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ اب آیات مشکلہ کا معنی جو کہ یہاں آئے ہیں بیان کیا جاتا ہے (۱) اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ ادا کرو طرف میرے مَا اَوْجَبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ بندے اللہ کے یعنی میرے کہنے کو مانو اور دوسرا معنی یہ ہے کہ حوالے کرو میرے یعنی چھوڑ دو غلام نہ بناؤ (دوم) اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ یعنی سرکشی نہ کرو اوپر اللہ کے یعنی امر اللہ کو تسلیم کرو اور میں تمہارے پاس حجت بین کو لے آیا ہوں پھر تمام قصے کو چھوڑ کر وَاِنِّيْ عُذْتُ سے رَبِّيْ تک بیان کیا گیا یعنی القصہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو مارنے پر تیار ہو گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے ساتھ پناہ مانگی (۳) فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ سے قُلْنَا فَاَسْرِ الخ یعنی ہم نے اُن کو کہا کہ تم میرے بندوں کو آج ہی کی رات میں لے جاؤ اور وہ تمہارے پیچھے آئیں گے باقی قصے کو تمام کیا اور بیان کیا گیا کہ جس وقت موسیٰ علیہ السلام دریا سے نکلے تو اُن کو یہ خواہش ہوئی کہ دریا جو کہ مثل طود عظیم کے ہوا تھا جاری ہو جاوے تو فرمایا کہ دریا کو اسی حالت میں رہنے دو پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ سے پہلے قُلْنَا محذوف ہے اور اُتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا کا معنی یہ ہے کہ القصہ جب پہنچ گئے فرعونی تو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ چھوڑ دو اور رہوًا حال ہے بمعنی ساکنًا ایسی جگہ پر ادماج ہوتا ہے اور اکثر جگہ پر قرآن میں ادماج ہوتا ہے۔ (چہارم) وَمَقَامٍ كَرِيْمٍ سے مراد محل اچھے ہیں (پنجم) كَذٰلِكَ کا معنی یہ ہے کہ بات تو اسی طرح ہے (ششم) فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ کا معنی یہ ہے کہ اُن پر آسمان نہیں رویا اور یہ کنایہ ہوتا ہے کہ کوئی بڑی بات نہ تھی فرعون کا ہلاک کرنا پھر نمونہ بتلا کر اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ سے لے کر اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ تک کفار مکہ کا شکوہ بیان کیا گیا اور اس شکوہ میں اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى کا معنی مشکل ہے اس لئے کہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ موت کو تو کفار بھی تسلیم کرتے تھے اور پھر حیات کو نہیں مانتے تھے لہٰذا مقتضی الحال کے مطابق اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الْاُوْلٰى کہنا مناسب تھا پس معنی اس آیت کا یہ ہے کہ نہیں ہے یہ حالت آنے والی مگر موت ہے جو کہ پہلے آنے والی ہے۔ ان دو میں سے اس کو ہم مانتے ہیں اور حیات دوسری جو ہے ہم اس کو نہیں مانتے اور پھر اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ سے لے کر كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ

ریفرنس بک ۔وھابی دیوبندی نجدی رشید گند گوہی اور حسین علی وھابی نجدی

تک تخویف بیان کی گئی ہے اور آخر تخویف میں بعینہٖ جملہ وہ لایا گیا جس کے ساتھ پہلے تخویف شروع کی گئی تھی پس آخر کو اول کے ساتھ مرتبط کر کے
اپنے دعویٰ کو بتلایا گیا اور اس تخویف میں مشکل معانی یہ ہیں اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ اِلخ یعنی اھم خیر فی القوۃ ام قوم تبع اور تبع میں نزاع ہے بعض نے کہا کہ نبی
تھا نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی اچھا اور نیک آدمی گزرا ہے اور رسول ہونے کا یقین نہیں ہے (دوسرا) مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ لے لا ظہار
حق مراد ہے اور (تیسرا) اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ کا معنی یہ ہے کہ تحقیق دن فیصلے والا یعنی قیامت وقت ہے تمام کا (چوتھا)
مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى کا معنی دوست ہے لیکن اَلْمُهْلُ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ
رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ کا معنی یہ ہے کہ طعام دوزخیوں کا مثل تانبا کے ہوگا۔ جوش مارے گا پیٹ ان کے میں مثل جوش مارنے گرم پانی کے
پھر کہا جائے گا کہ پکڑو اس کو اور کھینچو اس کو درمیان دوزخ کے اور پھر اس کا منہ اوپر کر کے مثل اونٹ کے اس کے منہ میں گرم پانی ڈالو یہ مراد نہیں
کہ ان کے سر پر ڈالو اور کہا جائے گا اس کو ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ یعنی چکھ تو بڑا عزیز کریم تھا دنیا میں (پانچواں) يَلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ
اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ فرق درمیان سندس اور استبرق کے یہ ہے کہ سندس باریک ریشم کو کہتے ہیں اور استبرق موٹے کو۔ حاصل تقریر اور سورۃ کا
یہ ہے کہ حٰمٓ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ سے لے کر بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ تک ترغیب اور تخویف بیان کی گئی ہے کہ اس دعوے کو مان لو یعنی سمیع
کل شیٔ وعلیم کل شیٔ وہی ہے اور تمہارے جو دوسرے معبود سمیع البصیر وغیرہ نہیں ہیں۔ کسی کو غائبانہ حاجات میں مت پکارو ورنہ عذاب آئے گا پھر
در لقب ہے کہ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ تک تخویف دنیوی بیان کی گئی ہے اور بعد اس کے وَلَقَدْ فَتَنَّا سے لے کر مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ تک نمونہ
عذاب کا بتلایا گیا فرعون والا قصہ اور پھر اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ سے لے کر اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ تک شکوہ کفار مکہ کا بیان کیا گیا اور اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ سے لے کر
فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی ہے اس طور پر تاکہ آخر اس کا اول تخویف کے ساتھ منطبق ہو جائے پھر خلاصہ یہ ہوا اگر تم کہو
کہ غائب بھی نہیں مالک شفاعت بھی نہیں بلکہ ہم پکارتے ہیں کہ اگر انہوں نے ہمارے لئے دعا کی اور اللہ نے منظور کر لی تو فبہا ورنہ خیر۔ یہ تمہارا
کہنا بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ہے باقی عذاب دنیوی اور اس کا نمونہ اور بعد اس کے شکوے بیان کر کے پھر عذاب
اخروی بیان کیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ حٰمٓ جاثیہ (مکیہ)

حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ پہلی سورت میں یہ بیان کیا گیا تھا
کہ تمہارا کہنا کہ ہم ان کو پکارتے ہیں خواہ وہ دعا کریں یا نہ کریں حق تعالیٰ قبول کرے یا نہ کرے یہ لغو ہے کیونکہ جب سنتے جانتے نہیں کریں
گے کیا۔ اب اس سورت میں یہ بیان ہے کہ اگر وہ کہیں کہ ہم نائب کہتے ہیں اور نہ شفیع کہتے ہیں اور نہ عالم الکل شیٔ کہتے بلکہ ہم ان کو پکارتے
ہیں اگر اللہ نے ان کو سنا دیا اور انہوں نے ہمارے لئے دعا کی تو اچھا ورنہ ہمارا پکارنا لغو ہے یہ شبہ اس میں رفع کیا گیا ہے۔ یہ اخیری شبہ ہے
اور ..... یہ شبہ رفع کیا گیا ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ کے ساتھ اور تحقیق اس

کی آگے کی جائے گی ان شاء اللہ تعالے جب یہ ظاہری شبہ تھا اس سورہ میں رفع کیا گیا لہذا دلائل عقلیہ توحید کے اس میں بہت بیان کی گئیں اور دلیل
نقلی بھی بیان کی گئی ہے اور سورۃ دخان میں دلائل بیان نہیں کیے گئے۔ پہلے جواب کی وضاحت سننی چاہیئے کہ غیر اللہ کو پکارنا بالکل حرام اور کفر ہے اگرچہ
یہ خیال ہو کہ سنتے نہیں ہیں اور جواب والی آیت میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ اور قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا بعد دلائل عقلیہ اور دلیل نقلی کے کہ سب کچھ کرنے
والا اور سب کچھ جاننے والا وہی ہے تو اس کے احکام تسلیم کرو۔ اللہ نے تمہارے واسطے واضح راستہ بنایا ہے اس کے تابع ہو اور خواہش
نفسانی کے تابع نہ ہو۔ اللہ تعالے نے تو یہ نہیں کہا کہ غیر کو پکارو پس غیر کو پکارنا بھی خواہش نفسانی سے ہوا یہ بھی قطعاً کفر ہوا۔ جیسا باقی آیات
سے معلوم ہوتا ہے۔ ہاں اگر کوئی غیر کو ندا کرے اور اس کلام کی معنی بحسب لغت یہ نہیں ہوتی کہ وہ سن رہے ہیں۔ وہ نہ کفر نہ حرام ہے وہ آیات
یہ ہیں (اول) بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ یعنی جو حکم ہم نے بتائے ہیں ان سے
تو ان کے دل غافل ہیں اور انہوں نے اپنی خواہش نفسانی کے مطابق دیگر افعال نکال لیے ہیں پکارنا غیر کا بھی انہیں میں سے ہے (دوسرا) سورۃ
بقرہ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ الخ یعنی اگر کہا جاتا ہے ان کو کہ ان کے تابع ہو جو کہ نازل
من اللہ ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تابع ہوتے ہیں اس کے کہ پایا ہم نے اوپر اس کے اپنے آباء اور اجداد کو۔ وہ پکارنا غیر کا تھا (۳) سورۃ مائدہ لَا تَتَّبِعُوا
أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِن قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ان سے بھی مراد پکارنے والے غیر کے ہیں یعنی ان کے تابع نہ ہو
جو کہ عیسیٰ علیہ السلام جو کہ غیر اللہ ہے اس کو پکارتے ہیں (۴) سورۃ مائدہ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوا حَسْبُنَا
مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا یعنی یہی کہتے ہیں کہ ہم اپنے آباء و اجداد کے تابع ہوں گے وہ غیر کو پکارتے تھے (۵) سورۃ لقمان وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا
أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ اس میں ماقبل سے ترقی ہوئی یعنی اگرچہ
شیطان عذاب سعیر کی طرف لے جائے تو پھر بھی اپنی بات سے نہیں ہٹتے (۶) سورت زخرف أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِّن قَبْلِهِ فَهُم بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ
بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّهْتَدُونَ (۷) سورۃ اعراف إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ
فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔ امثالکم یعنی وہ بھی ہمارے محکوم ہیں جیسا کہ تم ہو اب وہ آیات شروع ہیں جن میں صاف نفی آئی ہے کہ غیر کو مت
پکارو (۸) سورت فاطر وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ اس آیت میں تو صاف پکارنے غیر اللہ کو شرک کہا گیا ہے وَيَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ (۹)
سورۃ احقاف وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ وَإِذَا حُشِرَ
النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ اس آیت میں صاف صاف غیر کے بلانے والے کو کافر کہا گیا ہے اور معنی بعبادتہم
کا بدعائہم ہے بقرینہ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي (رحم مومن) اے دعائی منقول ہے ابن جریر سے حدیث نعمان کے ساتھ اور اس میں یہ
جگہ ماقبل کے قرینہ سے معنی دعا مراد لا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ کہا گیا ہے (۱۰) سورۃ یونس فَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا
بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِن كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ اے عن دعائکم لغافلین (۱۱) سورۃ حج ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ
هُوَ الْبَاطِلُ (۱۲) سورت شعراء قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ أَوْ يَنفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ۔

یعنی جواب دیتے کہ اگرچہ وہ سنتے بھی نہیں ہیں اور نفع بھی نہیں دیتے اور ضرر بھی نہیں دیتے لیکن پایا ہم نے ان پہلے آبا و اجداد کو کہ وہ اس طرح پکارتے
تھے ہم بھی پکارتے ہیں جیسا کہ آج کل والے لوگ کرتے ہیں یہ آیت نہایت ہی جواب میں ان کے سوال کے مطابق ہے کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ہم پکارتے
ہیں اگرچہ نہیں سنتے جواب ملا کہ یہ صاف کفر ہے جیسا کہ اس آیت میں سے معلوم ہوتا ہے۔ ع

بس کنم خود زیرکاں را این بس است

جواب کے واسطے یہی تحقیق کافی ہے۔ پھر اول سورۃ کی طرف اعادہ کیا جاتا ہے۔ اول سورت میں اولاً دلیل عقلی بیان کی گئی ہے کہ سب کچھ کرنے
والا وہی ہے لیکن پہلے یہ جاننا چاہئے کہ اس سورۃ میں بھی بیان سورت سابقہ کا ہوگا اسی واسطے دلائل عقلیہ اور نقلیہ جو آیت متعلق ہیں سورۃ سابقہ کے
اس میں بیان کئے گئے ہیں اور مقصود بالذات اس سورۃ کا درمیان میں ذکر کیا گیا ہے اس کی تحقیق ہو چکی ہے دلیل اول توحید علی سبیل الترقی اِنَّ
فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَفِیْ خَلْقِکُمْ وَمَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّۃٍ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ۔ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّہَارِ وَمَآ
اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِہِ الْاَرْضَ [illegible] اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ تِلْکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتْلُوْھَا عَلَیْکَ بِالْحَقِّ
فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَ اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ یعنی دیکھو تو یہی کہ دلیل توحید کے واسطے فقط آسمان اور زمین وغیرہ جو اشیاء ہیں کافی ہیں اور دوسری
آیت میں آیا ہے وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ (سورۃ روم) یعنی خود آسمان اور زمین کا قائم ہونا دلیل ہے توحید کی پھر
ترقی کی کہ اپنی پیدائش کو دیکھو۔ پھر ترقی کی کہ تمام دابہ اور چارپاؤں کا پھیلنا دیکھو پھر ترقی کی کہ اختلاف رات اور دن اور تربیت ان کی کے واسطے
رزق کا آنا دیکھو پھر کہا یہ آیات ہیں ان کو دیکھ کر بھی ایمان نہیں لاتے نہایت احمق ہیں دوسری جگہ کہا گیا ہَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰہِ یعنی ان میں سے
کس کو غیر اللہ نے پیدا کیا ہے وَیْلٌ لِّکُلِّ اَفَّاکٍ سے لے کر مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ تک تخویف اخروی بیان کی گئی ہے جو کہ متعلق ہے بالذات مقصود سورۃ
سابقہ کے کیونکہ نفی کی گئی ہے کہ تمہارے معبود تم کو آخرت میں کچھ فائدہ نہ دیں گے پھر اَللّٰہُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَکُمُ سے لے کر لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ تک
دلیل ثانی عقلی توحید کے واسطے بیان کی گئی ہے اور اس میں ایک دوسرا حال بتلایا گیا جو کہ پہلی آیات والے حوال سے ترقی میں ہے اور دو امر بیان
کئے جو ایک دوسرے سے ترقی کے ساتھ ہیں (۱) اول امر کہ دریا جیسی چیز تمہارے کام میں کر رکھی ہے اور اس میں کشتیاں چلتی ہیں اللہ کے امر کے
ساتھ (۲) دوسرا امر یہ کہ ہی ایک کی تخصیص نہیں ہے بلکہ سب کچھ اسی ہی نے کیا ہے پس اب یہ جاننا چاہئے کہ سَخَّرَ لَکُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْہُ پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جمیع ما فی السموات والارض پر حکم کرنا مسخر لکم والا صحیح نہیں ہے لیکن ہمارے معنی سے
اعتراض رفع ہو جاتا ہے یعنی جمیعا منہ کا فعل محذوف ہے ای اعتقد ذالک منہ او اخذ ذالک منہ حاصل یہ ہے کہ سب کچھ اسی نے دیا ہے اور
دوسرا کوئی نہیں دینے والا جیسا کہ کہا گیا وَمَا بِکُمْ مِّنْ نِّعْمَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ اور پھر قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰہِ لِیَجْزِیَ قَوْمًۢا
بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ سے لے کر ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی ہے اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ فرماؤ مومنوں کو در گذر کرو واسطے
ان لوگوں کے جو کہ اعتقاد نہیں رکھتے اَیَّامَ اللّٰہِ پر یعنی وہ دن جن میں عذاب دی جائیں گی پس اس سے معلوم ہو گیا کہ ایام اللہ ضرور آئیں گے ان کی
علت لِیَجْزِیَ سے لائی گئی ہے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یغفروا کا معنی درگذر کریں گے۔ ہے اور لا یرجون کا معنی یَعْتَقِدُوْنَ ہے اور لِیَجْزِیَ بِمَا
کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ علت نامزدگی ہے یعنی ایام اللہ ضرور آئیں گے تاکہ جزا دے اللہ کفار کو ان کے اعمالوں کی اور پھر وَلَقَدْ اٰتَیْنَا سے لے کر فِیْمَا

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ تک دلیل نقلی توحید کے واسطے لائی گئی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ہم نے توان کو بھی یہی دعوے کہا تھا لیکن باغیوں نے بغاوت کی وجہ سے اختلاف کر دیا اور ثم جعلناک سے لے کر لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ تک مقصود اصلی یعنی جواب شبہ کا ذکر کیا گیا اور ثم واسطے تعقیب ذکری کے ہے یعنی جب دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے توحید ثابت ہو گئی تو اس کے احکام کے تابع ہو اور خواہش نفسانیہ کے تابع نہ ہو سو ایک قاعدہ کلیہ ذکر کیا گیا اور اس جواب کی تحقیق ہو چکی ہے اور باقی اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ کی تائید سورۃ عنکبوت میں ہے۔ قولہٗ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور پھر اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ سے لے کر وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ تک شکوہ بیان کیا گیا ہے اور اجترحوا کا معنی حصلوا ہے اور پھر اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ سے لے کر اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ تک متعلق ہے فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ کے ساتھ درمیان شکوے کے اور بعد اس کے وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا سے لے کر وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ تک شکوہ بیان کیا گیا اور بعد شکوے کے وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خلاصہ تمام آیات مذکورہ توحید کا نکالا گیا اور پھر وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ سے وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ تک تخویف اُخروی بیان ہے اور بشارت بھی اور باقی معانی مُشکلہ یہ ہیں (۱) کل امۃ جاثیۃ کا گھٹنوں کے بل گرنے والے (۲) اور نَسْتَنْسِخُ کا معنی ہم لکھتے ہیں (۳) اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا کا معنی نہیں ظن کرتے مگر کچھ حقیر ظن کرتے ہیں (۴) وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا میں سیئات سے مراد عذاب ہے (۵) اور وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا کا معنی یہ ہے کہ ہم تم کو عذاب میں رکھیں گے کیونکہ تم نے اس دن کو بھلا دیا تھا اور ایمان نہ لایا تھا اس کے ساتھ پس معلوم ہوا کہ ننساکم کا معنی نسیان والا نہیں ہے کیونکہ اس معنی سے لازم آتا ہے کہ باری تعالیٰ کو تو بعض امور معلوم نہ ہوں اور پھر خلاصہ پر تفریع بیان ہے بقولہ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ یعنی جب سب کچھ کرنے والا وہی ہے تو حمد بھی اسی کے واسطے ہونا چاہیے پس حاصل سورۃ اور تقریر کا یہ ہوا کہ پہلے دلائل عقلیہ اور نقلیہ بیان کر کے اُن کے سوال کا جواب دیا گیا اور درمیان میں تخویف بیان کی گئی اور بعد جواب کے شکوہ بیان کر کے خلاصہ آیات توحید کا وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے بیان کیا گیا اور بعد اس کے تخویفات بیان کر کے تفریع بیان کی گئی خلاصہ پر فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ سے لے کر آخر تک "

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ احقاف (مکیۃ)

حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ اس سورت کا ربط ماقبل سے یہ ہے کہ سورت جاثیہ میں قرآن کا یہ شبہ رد کیا گیا کہ ہم پکارتے ہیں اگر انہوں نے سن لیا اور دعا کی تو فائدہ ہو جائے گا ورنہ ہماری دعا لغو جائے گی اس سورۃ میں یہ شبہ رد کیا گیا کہ ہمارے بلانے میں اُن کی تاثیر اور برکت تو ہے اگرچہ کرنے والا آپ اللہ ہی ہے۔ یہ شبہ پہلے شبہ سے ترقی کے ساتھ ہے اول تو بیان سورت سابقہ کا کیا گیا اور اس شبہ کا جواب سورت آخروی کے اخیر میں بقولہ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً سے دیا گیا یعنی اگر اُن کے بلانے میں کوئی تاثیر ہوتی تو ہمارے ہلاک کرنے میں وہ اُن کو خلاصی دیتے قولہٗ مُعْرِضُوْنَ تک تو ترغیب دی گئی اور پھر کفار کا شکوہ بیان کیا گیا یعنی اللہ تعالیٰ کا

تمام اشیاء کو پیدا کرنا واسطے اظہار حق کے اور فنا کے واسطے تھا ہمیشہ رکھنے کے واسطے نہ تھا لیکن سمجھانے کے لئے تھا مگر یہ کفار پھر بھی اعراض کرتے ہیں اور یقین نہیں کرتے اور قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ اس جگہ تک کفار سے دو دلیلیں طلب کی گئی ہیں عقلی اور نقلی یعنی یا تو عقلی دلیل لاؤ کہ کونسی چیز انہوں نے پیدا کی ہے یا کوئی نقل کسی کتاب کی یا بقیہ علم انبیاء سابقہ سے لاؤ اور پھر وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا سے لے کر بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ تک دلیل عقلی اپنے مدعا کے واسطے لائی گئی ہے اس کی تائید میں ہے كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ اور وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ سے لے کر هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ تک شکوہ ہے اور چند کلمات کے معانی جاننے چاہئیں (۱) قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ میں دلیل وحی کا بیان ہے یعنی افترا نہیں ہے بلکہ وحی من اللہ ہے (۲) فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا سے مراد من عذاب اللہ ہے (۳) هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے اس چیز کے ساتھ جس میں داخل ہوتے ہو تم یعنی تکذیب میں (۴) قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ کا معنی یہ ہے کہ میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں رسولوں سے بلکہ مجھ سے پہلے بھی رسول آئے ہیں (۵) مَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ جواب ہے کفار کے سوال کا۔ وہ کہتے تھے کہ بتلا ہمارے ساتھ کیا ہوگا تو جواب دیا کہ مجھ کو اپنے نفس کی خبر نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا بجز اس چیز کے کہ میرے پر وحی کی گئی ہے مجھ کو تمہاری کیا خبر ہے۔ خدا کو سب کچھ معلوم ہے (۶) قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ۔ اَلَسْتُمْ اَضَلَّ النَّاسِ محذوف ہے و شاہد سے مراد یا تو سردار حبشی تھا وہ یا مراد کہ مسلمان ہو گیا تھا یا مراد ایک یہودی ہے کہ مکے شریف میں کسی کام کے واسطے آیا اور اس نے ایمان لایا (از شاہ ولی اللہ صاحب) اور شاہد سے مراد عبداللہ ابن سلام نہیں کیونکہ وہ تو مدینہ میں تھا اور سورت مکی ہے اور ان کی جزا محذوف ہے۔ آیا تمہارے حق میں مضر ہوگا یا نہ اگر اللہ کی جانب سے ہوا اور تم نے کفر کیا اس کے ساتھ اور اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ علیحدہ جملہ ہے جزا نہیں ہے جیسا کہ سورت سجدہ میں قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ میں مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ علیحدہ جملہ ہے اور ان کی جزا محذوف ہے اور پھر مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى سے لے کر وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ تک دلیل نقلی لائی گئی ہے۔ توریت میں موجود ہے کہ آسمان اور زمین میں کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے اور کوئی پکار رس اس جگہ اور ثلاثہ پورے ہو گئے اور ان کے بعد اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ سے لے کر بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ تک بشارت بیان کی گئی ہے اور پھر وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ سے لے کر وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ تک مقابلہ بیان کیا گیا ہے ایک فرقہ کے واسطے ترغیب ہوگی دوسرے کے واسطے تخویف۔ حاصل یہ ہے کہ دو شخص ہیں جن کے اپنے والدین بھی ایمان لا نا کہتے تھے۔ اُن میں سے ایک نے آخر عمر میں ایمان لایا اللہ کی ذات اس کے ایمان کو منظور کر لیتی ہے اس کے واسطے تو بشارت بیان ہوئی۔ دوسرے ایمان نہ لایا والدین کے ساتھ مقابلہ کیا تو خاسر ہوا اس کے واسطے تخویف بیان ہے۔ اب تحقیق مفردات شروع ہوئی وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا کا معنی یہ ہے کہ نصیحت دی ہم نے انسان کو نیکی کرنے کی (۲) حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا معنی یہ ہے کہ اٹھاتی ہے ماں اس کو تکلیف کے ساتھ اور وضع حمل کرتی ہے تکلیف کے ساتھ (۳) حَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا معنی یہ ہے کہ اٹھانا اس کا اور جدا کرنا اس کا تیس ماہ میں ہوتا ہے اور حمل سے مراد حمل اصطلاحی نہیں ہے کیونکہ پھر حمل سے مراد ادنیٰ مدت حمل لینی پڑے گی اور فصال سے اکثر مراد یہ خلاف قیاس ہے۔ قال ابو حنیفہؒ المراد بالحمل

الحسن بالا کف (۴) حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ کا معنی یہ ہے کہ زندہ رہا پہنچ گیا بلوغ کو اب معنی حتےٰ کا صحیح ہو گیا۔ حتےٰ بمعنی الیٰ اور نا برلائے ابتدا و زمان و برائے انتہا و برلائے ربط قایم مقام کاف ربط و برلائے اختصار ۔ شعر

بلزمدو تا کار وا نان دوم   سوئے قید و قند نان مرزوم

و برلائے علت و برلائے بیان قایم مقام کاف بیانیہ آتی رہتی ہے (۵) وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً سے مراد بعد الاشد ہے یعنی بعد جوانی کے چالیس سال کو پہنچ گیا (۶) قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْ معنی یہ ہے کہ اے رب ہمت دے توفیق دے (۷) اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ مراد چالیس سال کے بعد ہے انی تبت الیک الان یعنی بعد الاربعین سنة (۸) اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا الخ یعنی یہ لوگ جو کہ بڑھاپے میں ایمان لاتے ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں پھر بھی ہم قبول کر لیتے ہیں (۹) وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدَانِنِیْٓ کلام مقابل شخص اول کے ہے اس کلام کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے شخص کو بھی اپنے والدین نے ایمان لانے کی نصیحت کی تھی اور سیاق کلام بھی اس پر شاہد ہے لیکن اس نے تو حکم مان لیا اور دوسرے نے نہ مانا۔ باری تعالےٰ فرمائے گا اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ (۱۰) وَهُمَا یَسْتَغِیْثٰنِ اللّٰهَ معنے فریاد کرتے ہیں حال ہونے ان کے یاد کرنے والے ہوتے ہیں اللہ کو (۱۱) اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ یعنی ایسے لوگ جو اپنے والدین کے کہنے پر ایمان نہیں لائے داخل ہونگے اُن اُمتوں میں اور گروہوں میں جو کہ پہلے گزر گئے ہیں اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ کا بیان ہے صفحہ ۶۰ سطر اور اس سے پہلے یدخلون محذوف ہے اے یدخلون فی امم (۱۲) وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَلِیُوَفِّیَهُمْ اَعْمَالَهُمْ یعنی واسطے ہر ایک کے خواہ کافر ہوں یا مومن درجات ہیں اپنے عملوں کے موافق یعنی کافروں میں بھی تفاوت ہوگا اور مومنوں میں بھی تفاوت ہوگا اور لیوفیہم متعلق ہے لکل درجات مما عملوا کی اور واؤ زاید ہے اور یا معطوف علیہ محذوف ہے۔ ای لیجزیہم ولیوفیہم اعمالہم اور پھر وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا سے لے کر بِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ تک تخویف اُخروی ہے اور اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ کا معنی یہ ہے کہ لے گئے تم یعنی کھا چکے ہو تم لذتیں اپنی دنیا میں اور پھر وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ سے مَا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ تک تخویف دنیوی کا بیان ہے۔ اس میں معانی مشکلہ یہ ہیں (۱) احقاف ریتلے تھل کو کہتے ہیں (۲) اور وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ کا معنی یہ ہے کہ اطراف والے بھی یہی کہتے گئے۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اور من بین یدیہ ومن خلفہ سے مراد گردو والے لوگ ہیں (۳) وَلٰكِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ یعنی تو جہالت کا کام کرنے والی ہو (۴) فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ الخ یعنی جب دیکھا انہوں نے اس عذاب کو در انحال کہ شکل بادل کی میں تھا اور اُن کی وادیوں کے سامنے آ رہا تھا تو انہوں نے کہا کہ یہ بادل ہے بارش دینے والا اور کہا گیا بزبان حال کہ یہ بادل نہیں ہے بلکہ یہ عذاب معہود ہے اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ سے پہلے قیل لے بلسان الحال محذوف ہے اور بل کے ساتھ اضراب کیا گیا ہے (۵) فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰىٓ اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ یعنی ہو گئے اس طور کہ نہیں دیکھا جاتا تھا مگر مساکن اُنکے اور اصبحوا کا معنی موضوع لہ مراد نہیں ہے کیونکہ آٹھ دن ہوا چلتی رہی تھی جیسا کہ کہا گیا تھا فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَةَ اَیَّامٍ (سورۃ الحاقہ) (۶) وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِیْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِیْهِ میں ما سے مراد نعمتیں ہیں باقی معنی ظاہر ہے اور پھر وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ سے لیکر مَا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی ہے بعد ایک مثال بیان کرنے کے اور ما حولکم سے مراد ثمود و عاد و حجر ہیں اگرچہ دور ہیں لیکن

حمل کئے گئے ہیں اور صَرَّفْنَا الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ سے مراد مکہ والے ہیں اور صرف لفظ بمعنے گوناگوں بیان کئے ہیں تجیر کم کا معنی پناہ دی تم کو۔ اس سورت میں مقصود بالذات فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ہے یہ جواب ہے اُن کے شبہ کا کہ ہم پکارتے ہیں اس پکارنے میں تاثیر ہوتی ہے اور برکت بھی کہ کام ہوجاتا ہے اگرچہ وہ سنتے نہیں ہیں جواب ملا کہ معبود غیر اللہ کچھ بھی نہیں کر سکتے دیکھو ہم نے اُن لوگوں کو ہلاک کیا اُن کے معبودوں نے اُن کو نہ چھڑایا۔ پھر وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ سے لے کر فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ تک یہ بیان ہے کہ ہم نے تیری طرف ایک گروہ جنوں کا بھیجا ہے جو کہ تیری کلام سن کر اپنی قوم کو بیان کرنے لگے اور اُنہوں نے بھی دلائل ثلثہ سے بیان کیا ہے اپنی قوم کو انہوں نے کہا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ الخ كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى سے دلیل وحی اور یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ بھی مقولہ جنات کا ہے معلوم ہوا کہ جنات نے بھی یہ دعوے مان لیا ہے اور تم نہیں مانتے ہو اور پھر اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ سے لے کر فَهَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ تک تخویف ہے۔ یعنی کیا وہ ذات پاک جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے ہیں اور تم کو بھی پیدا کرنے میں تھکتا نہیں تو پھر پیدا کرنے پر قادر نہیں اور كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ لَمْ یَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً الخ کا معنی یہ ہے کہ قیامت کے دن کہیں گے کہ ہم نہیں ٹھہرے دنیا میں مگر ایک ساعت، معلوم ہوگیا کہ لم یلبثوا سے پہلے یقولون محذوف ہے۔ اصل میں ضمیر متکلم لانی تھی لیکن اس تکلم کے وقت وہ غائب ہیں لہذا غائب لائی گئی ہے۔ حاصل تقریر اور سورت کا یہ ہوا کہ پہلے ترغیب اور شکوے بیان کر کے غیر اللہ کے پکارنے والوں سے دو دلیلیں ایک عقلی اور ایک نقلی طلب کیں اور اپنی طرف سے ادلہ ثلثہ بیان کئے۔ پھر ترغیب اور بشارت بیان کی کہ اللہ تعالٰے آخر عمر میں بھی اگر کوئی ایمان لاے تو قبول فرما لیتا ہے اگر نہ لائے تو اس کے واسطے عذاب تیار ہے اور اُخروی تخویف بیان کر کے ایک نمونہ تخویف دنیوی کا بیان کیا گیا۔ اس کے بعد مقصود بالذات سورت کا بیان کیا گیا کہ غیر اللہ کو پکارنا کوئی فائدہ نہیں دیتا اگر کوئی دیتا تو ہماری ہلاکت دینے کے وقت کیوں نہ خلاصی دی اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ ہمارا مدعا کہ جنات نے بھی تسلیم کر لیا ہے اور ادلہ ثلاثہ اُنہوں نے بھی اپنی قوم کو بیان کی ہیں پھر تخویف بیان کی گئی۔ سب حوامیم کا چھوٹا خلاصہ یہ ہے پہلی حم مومن میں تو یہ ثابت کیا گیا کہ ایک کو پکارو غیر کی عبادت نہ کرو اس کے بعد فرمایا کہ تم پر مصائب بھی آزمائش کے واسطے آئیں گے پھر بھی غیر کو نہ پکارنا اگر خواب میں دیکھو کہ یہ مصائب تیرے پر بسبب نہ پکارنے غیر اللہ کے آئے ہیں اُن کو پکار مصائب ہٹ جائیں گے۔ تمام شیطان کی گمراہی ہے کہ لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ اس کے بعد دفعیہ شبہات علیٰ سبیل الترقی ہے۔ حٰمٓ عٓسٓقٓ میں یہ شبہ دفع کیا کہ ہم کو رتبہ بالسبب پکارنا غیر اللہ کا ثابت ہوتا ہے کہ یہ تمام داعیوں کا بیان کیا ہوا ہے اس کے بعد اُن کا یہ شبہ کہ ہم اُن کو نہیں معبود بناتے اور نائب بھی اللہ کے نہیں بناتے بلکہ شفیع بناتے ہیں اس شبہ کا رد سورۃ کے آخر میں بیان کیا وَلَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ باقی تمام مضمون اول سورتوں والا بیان کیا گیا کیونکہ ہر ایک سورۃ لاحقہ میں بیان سورت سابقہ ضرور آتا ہے اور مقصود اس سورت کا بھی بیان ہوتا ہے بالذات جیسا کہ حج کے تین خطبوں میں بیان ہوتا ہے پھر اس کے بعد یہ شبہ اُن کا کہ ہم نائب اور شفیع نہیں بناتے بلکہ اُن کو پکارتے ہیں اگر انہوں نے ہمارے لئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے منظور کی تو فبہا ورنہ کوئی ضروری امر نہیں یہ شبہ اُن کا اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ سے رفع کیا گیا۔ اس کے بعد یہ شبہ اُن کا کہ ہم عالم الکل شیٔ نہیں کہتے بلکہ پکارتے ہیں اگر اللہ نے اُن کو سنوا دیا اور اُنہوں نے ہمارے واسطے دعا کی تو اچھا ورنہ ہمارا پکارنا لغو ہوگا اس کا رد ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِیْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ سے کیا گیا اس کے بعد یہ شبہ کہ ہمارے کہنے میں کوئی

تاثیر اور برکت ہو گی ہے کہ کام ہو جاتے ہیں اگرچہ کرنے والا اور جاننے والا فاعل اللہ ہی ہے تو اس کا رد بقولہ تعالیٰ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً بَلْ ضَلُّوا عَنْهُمْ کے ساتھ کیا گیا۔ ہاں البتہ چھوٹی چھوٹی باتیں واسطے استدراج کے غیر کے پکارنے کے وقت ہو جاتی ہیں قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ۱۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد فیقول حسین علی بن محمد بن عبداللہ ہذہ فوائد متعلقۃ بتفسیر القرآن الکریم اردت ان اکتب لنفع الطلاب۔ واللہ تعالیٰ اسئل ان یختم بخیر وان یجعلہ خالصاً لوجہہ الکریم وینفع بہ نفعاً عاماً بینا امین یارب العالمین اللّٰہم رب جبرائیل ومیکائیل فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادۃ انت تحکم بین عبادک فیما کانوا فیہ یختلفون۔ اہد نی لما اختلف فیہ من الحق باذنک انک تہدی من تشاء الی صراط مستقیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ حٰمٓ۔ فی الخازن عن ابن عباسؓ لکل شیء لباب ولباب القرآن الحوامیم وفی المدارک عن ابن عباسؓ حم اسم اللہ الاعظم قال تعالیٰ تَنزِيلُ الْكِتَابِ الخ وعظ اس طرح ہوتا ہے کہ پہلے کہا جاتا ہے کہ میں اب جو بیان کرتا ہوں یہ فلاں کی چیز ہے تو گویا رب تعالیٰ فرماتا ہے اب جو آگے بیان آئے گا وہ ایک حکم نامہ ہے بڑے عزیز یعنی غالب کا اور ہے بھی بڑے علم والا۔ لوگوں کی عادت ہے کہ کہتے ہیں یہ بادشاہ کا حکم ہے ضرور ماننا اور وہ بادشاہ بے علم بھی نہیں ہے کہ بے علمی بات کہے اور درگذر کرنے والا گناہوں کا ہے اور قبول فرمانے والا تمہارے رجوع کو اور سخت عقاب والا نہ ماننے والوں کے واسطے۔ ذِي الطَّوْلِ اے ذی السعۃ فی الاسود کلہا یعنی اس کو دسترس ہے بخشنے اور پکڑنے کی اور اُس کے سوا اور کوئی نہیں جو اس کے سوا اور کی طرف پناہ پکڑی جائے یا وہ چھڑا دے یا رزق دیوے اور اس سے بھاگ بھی تو کوئی سکتا نہیں یعنی إِلَيْهِ الْمَصِيرُ خلاصہ یہ کہ ایسے بادشاہ کا حکم نامہ ضرور ماننا اے برادر یہ خیال نہ کرنا کہ یہ ترجمہ ہے بلکہ یہ حاصل اپنی زبان میں بیان کر رہا ہوں قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا واے ستر دالحق عنادا قالہ صاحب المدارک فی موضع آخر یعنی یہ حکم نامہ بڑے بادشاہ کا ہے ضرور ماننا اور حکم الہاحق ہے اور ظاہر بھی ہے کہ اس میں معاند جدال کرے گا بغیر اس کے سب مان لینگے قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ یعنی مسئلہ آئندہ میں اگر جدال کرے کوئی تو اس کے عیش میں ہونے سے دھوکا نہ کھانا۔ کیونکہ یہ متاع قلیل ہے اور بوقت مشیت اس جہان میں بھی عذاب دے دیگا ؎

تو مشو مغرور از حلم خدا دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

اور آخرت کا عذاب بھی اُس کو ہو گا۔ یہاں قلت لفظ تقلب سے سمجھی گئی۔ القرآن یفسر بعضہ بعضا قال تعالیٰ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ الخ۔ وفی سورۃ الکہف وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ثم بین بعدہ العقاب الاخروی والثواب ثم قال وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ الخ بین فیہ العذاب الدنیوی۔ ثم قال وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔ بین فیہ قلۃ متاع الدنیا۔ قال تعالیٰ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ الخ یعنی اس حکم کو ماننا یہ حکم بڑے بادشاہ کا ہے اور مسئلہ بھی بین ہے غیر معاند جدال نہیں کرے گا اس میں اور جو نہ مانا حملۃ العرش اس کے لئے اور اس کے بال بچوں کیلئے دعائیں مانگیں گے۔ سوال فرشتوں کو کس طرح خبر ہے کہ فلاں نے ایمان قبول کیا جواب مطلب یہ ہے کہ حملۃ العرش کہتے ہیں فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ پس جان لیا کہ جو یہ حکم آتے مان لیگا اور یہ حملۃ العرش کے

نیچے آجائے گا۔ سوال حق تعالٰے نے یوں کیوں نہ فرمایا مَا یُجَادِلُ فِیْ هٰذَا الْحُکْمِ اِلَّا۔ جواب مطلب یہ ہے کہ کل آیات اللہ تعالٰی کی اس طرح ہیں کہ معاند جدال کرتا ہے لیکن اس جگہ اس کلیہ بیان کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کو اسی کے ساتھ ...... زیادہ تناسب ہے قال تعالٰی وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ یعنی ان کے ایمان تبعی پر بھی یہی رحم فرماؤ اگر فرزند ایمان لایا اس کے پیچھے ماں باپ عورت بال مسلمان ہوئے اگر وہ مسلمان نہ ہوتا تو یہ سب مسلمان نہ ہوتے۔ ان کا یہی تبعی ایمان منظور فرمائے اللہ پاک قال تعالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَکْبَرُ اسی جس نے نہ مانا اس پر اللہ تعالٰے کا مقت ہو جائے گا اور قیامت میں اس کو اعلام کیا جائے گا کہ جب تم بلائے جاتے تھے ایمان کی طرف تو تم ظلم کرتے تھے اپنے نفسوں پر اور سب عذاب اپنے نفسوں پر اختیار کرتے تھے اس پر اللہ تعالٰے کو مقت آیا تھا اور تم کو اللہ تعالٰے کا مقت ایمان کی طرف نہ جانے دیتا تھا۔ اسی حم مومن میں آگے آئے گا اَلَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِ اللّٰهِ بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰهُمْ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ وکذالک مبنی لذالک کما فی روح المعانی یعنی بسبب جدال کے طبع فرما دیتا ہے ع

این نہ جبر مبنی جباریست

جبر اس کو کہتے ہیں کہ اصلاً اختیار نہ دیوے اور جباریت کا اثر یہ ہے کہ اختیار دیا اور اس نے بسبب ظلم کے نہ مانا اور جدال کیا حق تعالٰے اس وقت ہٹ ایمان چھین لیتا ہے (سورت بقرہ) وَمَا یُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ قولہ تعالٰے فَالْحُکْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْکَبِیْرِ یعنی اللہ نہیں نکالتا اور نہ کوئی اور نکال سکتا ہے ففیہ ادماج وقال تعالٰی هُوَ الَّذِیْ یُرِیْکُمْ اٰیٰتِهٖ یعنی کیسا مہربان ہے آیات کو دکھلاتا ہے اور رزاق بھی وہی ہے اس کا حکم ضرور ماننا چاہیے۔ تائید قولہ تعالٰی اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ انابت کرے ضد نہ کرے۔ خلاصہ یہ کہ یہ مسئلہ آیت منزلہ بڑے بادشاہ کا ہے اور بیّن ہے یعنی ظاہر ہے اس میں خفا وغیرہ نہیں۔ معاند جدال کرے گا اور ماننے والے کو حملۃ العرش دعا کریں گے۔ نہ ماننے والے پر مقت اللہ اور طبع آئے گی اِذَا سَمِعْتُمْ هٰذَا فَاسْتَمِعُوْا وہ مسئلہ یہ ہے فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ ایک کو فاتحانہ حاجات میں پکارو وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ یہ چیز چھوٹی نہیں۔ ذوالعرش نے تمہاری طرف روح بھیجا ہے کہ آفات یوم التلاق سے اس کے ساتھ نجات پاؤ چنانچہ سورۃ حٰمٓ عٓسٓقٓ میں ہے وَکَذٰلِكَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔ مَا کُنْتَ تَدْرِیْ الخ قولہ یلقی الروح یعنی یہی روح کل انبیاء پر بھیجا ہے قال تعالٰے یَقْضِیْ بِالْحَقِّ یعنی اللہ تعالٰے سب کچھ آگے مقدر کر کے پیدا کرتا ہے۔ دوسرے کیا کرتے ہیں اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ قولہ الحق ظاہر لا یخفی علی احد۔ وقال اللّٰه تعالٰی۔ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ۔ وقال تعالٰے فی حٰم السجدۃ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وقال تعالٰے هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ خلاصہ یہ کہ جس کو پکارتے ہو وہ کیا چیز پیدا کرتے ہیں اور کیا چیز مقدر کرتے ہیں اور ہر شئے سننے والا اور ہر شئے جاننے والا فقط وہی ہے قولہ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا ڈراوا ہے عذاب عاجل کا قولہ تعالٰی وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی اِلٰی قَوْمِهٖ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ وفی الجلالین لیس له استجابة دعوة فی الحاجات الدنیا ولا فی الآخرة قولہ یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ وقولہ اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ بڑے بادشاہ کا منزلہ ہے ضرور ماننا اور مسئلہ صحیح بیّن ہے۔ معاند جدال کرے گا ماننے والوں کو حملۃ العرش دعائیں کریں گے نہ ماننے پر حق تعالٰے کا مقت آتا ہے وہ یہ ہے کہ فقط ایک اللہ ہی کو پکارو فاتحانہ حاجات میں یہ تمہاری طرف حق تعالٰے نے روح بھیجا ہے۔ بھلا دیکھو اللہ تعالٰے کا کرنا تو سچ مچ ہے جن کو تم بلاتے ہو وہ کیا کرتے ہیں ہر شئے کا گننے

ریفرنس بک -وھابی دیوبندی نجدی رشید گنگوہی اور حسین علی وھابی نجدی

والا دُور اور نزدیک سے ایک وہی حق تعالےٰ ہے فرعون اور اس کی قوم بھی تو اس مسئلہ کے برخلاف تھے ہلاک کر دیے گئے اور قیامت میں بھی ہلاک کیئے
فَادْعُوا الی قولہ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ نے سورۃ رعد لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ
اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ قولہٗ تعالیٰ اِنَّا لَنَنْصُرُ الخ تسلیۃ للرسول اللہ صلعم قولہٗ تعالیٰ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا
مُوْسَى الْهُدٰى یعنی موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہی ہدیٰ دیا گیا ہے نقال فی سورۃ بنی اسرائیل سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْۤ اِسْرَآءِيْلَ
اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِيْلًا یعنی جس مولا نے اپنے بندے بیان کنندہ توحید کو واسطے اثبات صداقت اُس کے کے یہ خارق عادت دکھایا یعنے
ایک رات میں مسجد اقصےٰ تک سیر کرایا۔ ایک رات میں سالہا دیکھنا خارق عادت ہے اور خارق عادت بھی اس طرح دیکھا کہ مکان مبارک کی سیر کی نہ
بے مکان کی پس اس مولیٰ کو منزہ مجھو شریک کارسے اس کا شریک کون ہو سکتا ہے سَمِيْعٌ لِكُلِّ شَيْءٍ وَبَصِيْرٌ لِكُلِّ شَيْءٍ جو وہی ایک ہے اور موسےٰ علیہ السلام
کو کتاب دی جس کا خلاصہ اجمالی یہ تھا۔ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِيْلًا قولہٗ تعالیٰ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ الیٰ قولہٖ
تعالیٰ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ڈراوا ہے کہ قیامت ضرور آجائے گی۔ مان لو ورنہ پچتاؤ گے پس لازم ہے ضرور مان لو جو خدا فرماوے اُدْعُوْنِیْۤ
اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنْ شِئْتُ ای لا مستجیب سوائی کما قال اللہ تعالےٰ فی سورت بنی اسرائیل عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ قولہٗ تعالےٰ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ روی ابن جریر مسنداً انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال عن عبادتی یعنے دعاءی یعنی جو استکبار کرتے ہیں اس امر سے کہ خاص
بندہ ہوں میرے بلانے پر سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ قولہٗ تعالیٰ اللہ الذی دلائل عقلیہ ہیں اس کلام میں حصر خبر ہے مبتدا میں یعنی اللہ ہی نے
یہ کام کئے ہیں قولہٗ تعالیٰ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یعنی ان کاموں والا اللہ تمہارا رب ہے اور وہی خالق ہے کل شئی کا یعنے
لیل سکون کے قابل اور نہار مبصر بنانے والا اور زمین کو لائق قرار اور آسمان اُس کا چھت اسی طرح کہ ان میں علاقہ ہو اور بارش ہو اور تم کو صورت لائق
کسب کرنے کے دی اور رزق دیا یہ سب خاص اُسی ہی نے دی ہیں اور کام سب ہی اُسی نے ہی کئے ہیں قولہٗ هُوَ الْحَیُّ اے الحی الَّذِیْ
لَا يَمُوْتُ ۔ فے سورۃ الفرقان وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَیِّ الَّذِیْ لَا يَمُوْتُ قولہٗ تعالےٰ قُلْ اِنِّیْ نُهِيْتُ یعنی ہیں اپنے آپ سے نہیں کہتا قولہٗ تعالےٰ
هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ یعنی پیدا بھی اُس نے کیا اور احیاء اور اماتت بھی اُس کے ہاتھ میں ہے سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے پس اُسی ہی کو بلاؤ اور
اس میں جدال نہ کرو اس جدال کے سبب سے خدا تعالےٰ گمراہ کرتا ہے فمعنی كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ یہ ہے اے لذالک الجدال یضل
اللہ الکافرین وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا الخ آگے بھی بہت رسول بیان کرتے آئے نہ ماننے والے ہلاک ہوئے اور انعام وغیرہ بھی اُسی نے بنائے ہیں پس کس
بھیر کے واسطے غیروں کو بلاتے ہو قولہٗ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ سب اپنے دین اور معلومات دینی اور عقاید بد کے یہی خیال کرنے میں کہ جن کو ہم
بلاتے ہیں وہ ہمارے مددگار ہونگے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ خلاصہ یہ ہے کہ ابتداء قرآن سے تا سورت زمر تک بیان توحید کے اور سورۃ زمر میں یہ
ہے کہ جب فاعل اللہ کوئی نہیں تو پس عبادت خاص اُسی کی کرو سورت مومن میں بیان فرمایا کہ خاص اُسی کو بلایا یہ بلانا دوسرے حاجات میں عبادت
ہے لے برادر مبدا شرک یہ ہے کہ خیال کرے کہ میری ندا ہر وقت پیر مرشد سنتے ہیں سفے الکافی الکلینی (الکلینی کا میزہ جو کتاب مذہب شیعہ
کی بڑی معتبر ہے ص۲۳ عن ابی عبد اللہ وللہ الاسماء الحسنےٰ فادعوہ بہا۔ قال نحن واللہ الاسماء الحسنےٰ لا یقبل اللہ من العباد عملاً الا بمعرفتنا

[illegible] کتب الشیعہ علیہم اللعنۃ افتروا علی ابی عبد اللہ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ خاص اللہ تعالے کو پکارو یہ کہتے ہیں اماموں کو پکارو
وقت حاجات کے پھر چونکہ یہ شبہ پڑتا ہے کہ غائبانہ کس طرح اماموں کو پکاریں کیونکہ وہ سنتے ہی نہیں اس واسطے لکھتے ہیں فی الکافی ص۱۵۸ عن عمار
قال سألت ابا عبد اللہ عن الامام یعلم الغیب فقال لا ولکن اذا اراد ان یعلم الشیئ اعلمہ اللہ ذالک ھذا مذھب فریق منہم وفی ص۱۵۹
ان الائمۃ علیہم السلام یعلمون علم ما کان وما یکون وانہ لا یخفی علیہم شیئ وفی ص۱۵۸ ان الائمۃ یعلمون متی یموتون وانہم لا یموتون
الا [illegible] بین موسیٰ والخضر لاخبرتہما انی اعلم منہما ولانبأتہما بما لیس فی ایدیہما انی لا علم ما فی السموات وما فی الارض
واعلم ما فی [illegible] واعلم ما کان وما یکون فرای ان ذالک کبر علی من سمعہ فقال علمت من کتاب اللہ فیہ تبیان کل شیئ ۔ عن ابی جعفر
اترون ان اللہ تعالیٰ افترض طاعۃ اولیاءہ علی عبادہ ثم یخفی عنہم اخبار السموات والارض فقال لہ حمران ارأیت ما کان من امیر علی ابن ابیطالب و
الحسن والحسین وخروجہم وقیامہم بدین اللہ وما اصیبوا من قتل الطواغیت ایاہم والظفر بہم حتی قتلوا و غلبوا ۔ فقال ابو جعفر یا حمران ان اللہ
تبارک وتعالیٰ قد کان قدر ذالک وحتمہ علی سبیل الاختیار فقدم علم علیہم الیہم یا حمران لو انہم سئلوا اللہ عز وجل ان یدفع عنہم لاجابہم
ودفع ذالک عنہم ثم کان انقضاء مدۃ الطواغیت وذہاب ملکہم اسرع من سلک منظوم انقطع وفی ص۱۶۲ قال ابو جعفر لو کان لالسنتکم
اوکیۃ لحدثت کل امرئ بما لہ وعلیہ قال ابو بصیر قلت لابی عبد اللہ من این اصاب اصحاب علی ما اصابہم مع علمہم بمنایاہم و بلایاہم قال اولئک
کانت علی افواہہم اوکیۃ وفی ص۱۴۶ عن ابی عبد اللہ قال عندنا الجفر وھو وعاء من ادم فیہ علم النبیین والوصیین وعلم العلماء الذین مضوا ثم
قال عندنا مصحف فاطمۃ علیہا السلام ھو مصحف فیہ مثل قرآنکم ثلث مرات واللہ ما فیہ من قرآنکم حرف واحد ثم قال عندنا علم ما کان وما
ھو کائن الی ان تکون الساعۃ وفی ص۱۳۶ عن ابی عبد اللہ کل کتاب نزل فھو عند اھل العلم ونحن ھم ۔ عن ابی الحسن الاول ان سلیمان ابن داؤد قال
للھدھد حین فقدہ وشک فی امرہ فقال ما لی لا اری الھدھد حین فقدہ وغضب علیہ وانما غضب علیہ لانہ کان یدلہ علی الماء فھذا
ھو طائر قد اعطی ما لم یعط سلیمان ۔ وقد کان الریح والنمل والانس والجن والشیاطین المردۃ لہ طائعین ولم یکن یعرف الماء وکان الطیر یعرفہ
وان اللہ تعالیٰ یقول ما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتاب مبین ۔ ثم قال اورثنا الکتٰب الذین اصطفینا فنحن الذین اصطفانا اللہ
واورثنا ھذا الذی فیہ تبیان کل شیئ ۔ قولہ کان یدلہ علی الماء ھذا من اکاذیب الشیعۃ وفی ص۱۴۰ عن عبد الاعلی قال سمعت ابا عبد اللہ
یقول واللہ انی لاعلم کتاب من اولہ وآخرہ کانہ فی کفی فیہ خبر السماء والارض وخبر ما کان وما یکون قال اللہ عز وجل فیہ تبیان کل شیئ
فی ص۱۳۵ ولو ان قرآنا سیرت بہ الجبال او قطعت بہ الارض او کلم بہ الموتیٰ وقد اورثنا نحن ھذا القرآن الذی فیہ ما تسیر بہ الجبال وتقطع
بہ البلدان وتحیی بہ الموتیٰ ونحن نعرف الماء تحت الھواء وان فی کتاب اللہ لآیات ما یراد بہا امر الا ان یاذن اللہ بہ مع ما قد یاذن اللہ مما کتبہ
الماضون جعلہ اللہ لنا فی ام الکتاب ان اللہ یقول وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ثم قال ثم اورثنا الکتٰب الذین اصطفینا
من عبادنا فنحن الذین اصطفانا اللہ عز وجل واورثنا ھذا الذی فیہ تبیان لکل شیئ وفی ص۱۳۹ عن جابر قال سمعت ابا جعفر یقول ما ادعی احد
من الناس انہ جمع القرآن کلہ کما انزل الا کذاب وما جمعہ وما حفظہ کما انزلہ اللہ الا علی ابن ابیطالب والائمۃ من بعدہ وفی ص۶۷۰ محمد بن
یحییٰ عن محمد بن الحسین عن عبد الرحمٰن بن ابی ھاشم عن سالم ابن سلمۃ قال قرأ رجل علی ابی عبد اللہ علیہ السلام وانا استمع حروفا من القرآن

لیس علی ما یقرء الناس فقال ابو عبد الله کف عن هذه القراءة اقرأ کما یقرء الناس حتی یقوم القائم علیه السلام فاذا قام القائم علیه السلام قرء کتاب الله عز وجل علی حده واخرج المصحف الذی کتبه علی علیه السلام وقال اخرجه علی علیه السلام الی الناس حین فرغ منه فکتبه فقال لهم هذا کتاب الله عز وجل کما انزل الله علی محمد صلعم جمعته من اللوحین فقالوا هو ذا عندنا مصحف جامع فیه القرآن لاحاجة لنا فیه فقال اما والله ما ترونه بعد یومکم هذا ابدا انما کان علی ان اخبرکم حین جمعته لتقرءوه قال ابو عبد الله ان کان ابن مسعود لا یقرء علی قرءتنا فهو ضال، عن ابی عبد الله قال ان القرآن الذی جاء به جبرائیل علیه السلام الی محمد صلی الله علیه وسلم سبعة عشر الف ایة و فی صفحہ عن احمد قال دفع الی ابو الحسن علیه السلام مصحفا وقال لا تنظر فیه ففتحته وقرأت فیه لم یکن الذین کفروا۔ فوجدت فیه اسم سبعین رجلا من قریش باسمائهم واسماء آبائهم فبعث الی بالمصحف ۔ ہر وقت ہر شے کا جاننا شیعہ کے نزدیک خاصہ خدا نہیں بلکہ امام جانتے ہیں ہر شے ہر وقت اور بعض کہتے ہیں ہر وقت نہیں جانتے لیکن ان کو قدرت ہے جس وقت چاہیں جان لیں یہ دونوں عقیدے کفر ہیں۔ اہل اسلام کہتے ہیں بعلہ ان الانبیاء والاولیاء لم یعلموا من المغیبات الا ما اعلمهم الله تعالی احیانا وقد ذکر الحنفیہ تصریحا بتکفیر من اعتقد ان النبی صلعم یعلم الغیب یعنی انبیاء اور اولیاء کو بعض وقت مولیٰ پاک کوئی چیز بوحی یا بکشف یا بالہام یا بخواب جتلا دیتا ہے سے لیک این در اختیار عبد نیست ۔ بندہ راجدے بجز در کسب نیست۔ این سر زور ما بفرمان خداست ۔ آئمہ کے حق میں تو شیعہ کا یہ عقیدہ ہے اور صلا میں ہے۔ قال بعضهم فان اثبتنا العلم لله فی الزمن الماضی فقد اثبتنا معه غیره ۔ فی باب النهی عن الاشراف علی قبر النبی علیه السلام انه رش عن الصعود لعشرة قبر النبی حین سقط سقف المسجد الذی یشرف علی القبر فقال ابو عبد الله ما احب لاحد منکم ان یعلوا فوقه ولا آمنه ان یری شیئا یذهب منه بصره او یراه قائما یصلی او یراه مع بعض ازواجه انتهی نعوذ بالله من اکاذیبهم ۔ باب عرض الاعمال علی النبی والائمة علیهم السلام محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن القاسم بن محمد عن علی ابن ابی حمزة عن ابی بصیر عن ابی عبد الله قال تعرض الاعمال علی رسول الله صلعم اعمال العباد کل صباح ابرارها وفجارها فاحذروها وهو قول الله عز وجل اعملوا فسیری الله عملکم ورسوله وسکت قال عبد الله بن الزیات قال الرضا اعمالکم تعرض علی فی کل یوم ولیلة فاستعظمت ذلک فقال لی اما تقرء کتاب الله عز وجل وقل اعملوا فسیری الله عملکم ورسوله والمؤمنون قال هو والله علی بن ابی طالب عرض اعمال مذہب شیعہ کا کسی حدیث میں نہیں اور جو سنن ابی داؤد باب کنس المساجد میں ہے عرضت علی اعمال امتی اس کا معنی یہ ہے کہ احوال عملوں کا دکھلایا گیا یعنی کہ فلاں شخص نے یوں کیا ترمذی نے لکھا کہ مطلب راوی اس حدیث کا جو ہے اس نے انس سے کوئی چیز نہیں سنی یہ منقطع ہے قابل احتجاج نہیں۔ فی صت اصول الکافی عن محمد بن الحسن بن ابی خالد قال قلت لابی جعفر الثانی جعلت فداک ان مشائخنا رووا عن ابی جعفر وابی عبد الله وکانت التقیة شدید فکتموا کتبهم فلم ترو عنهم فلما ماتوا صارت الکتب الینا فقال حدثوا بها فانها حق انتهی۔ لم اخذوا التقیة من مذهب الائمة مع قولهم ما فی ص۲۳ عن ابی جعفر ان اسم الله الاعظم علی ثلثة وسبعین حرفا وانما کان عند آصف منها حرف واحد عندنا من الاسم الاعظم اثنان وسبعون حرفا وحرف عند الله تبارک وتعالی استاثر به فی علم الغیب عنده والائمة اثنا عشر عندهم علی بن ابی طالب امیر المؤمنین الحسن بن علی الحسین بن علی علی بن الحسین بن علی هو الملقب بزین العابدین ۔ محمد باقر بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالب

الملقب بابی جعفر صادق۔ امام جعفر صادق ہو جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب و ہو الملقب بابی عبداللہ۔ موسٰی کاظم و ہو موسٰی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابیطالب۔ علی الرضا، و ہو علی بن موسٰی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب محمد بن علی بن موسٰی بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابیطالب۔ علی بن محمد بن علی بن موسٰی بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب۔ ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسٰی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب۔ صاحب الزمان ابن الحسن ہو المہدی الموعود آخر الزمان۔ امام اول علی ابن ابی طالب ولد بعد عام الفیل ثلثین سنۃ وقتل سنۃ اربعین من الہجرۃ حسن بن علی ولد سنۃ اثنین بعد الہجرۃ ومضٰی سنۃ تسع واربعین حسین بن علی ولد سنۃ ثالث من الہجرۃ کان بین ولادۃ الحسن والحسین ستۃ اشہر علی بن الحسین ولد سنۃ ثمان وثلثین من الہجرۃ وقبض فی خمس وتسعین محمد باقر ابو جعفر ولد سنۃ ست وخمسین وقبض سنۃ اربع عشر ومائۃ ودفن فی البقیع فی قبر ابیہ علی بن الحسین۔ امام جعفر صادق ولد سنۃ ثلث وثمانین ومضٰی سنۃ اربعین ومائۃ ودفن فی قبر ابیہ وجدہ موسٰی کاظم ولد سنۃ ثمان وعشرین ومائۃ وقبض سنۃ ثلث وثمانین ومائۃ ودفن فی بغداد فی مقبرۃ قریش۔ علی بن موسٰی الرضا ولد سنۃ ثمان واربعین ومائۃ وقبض سنۃ ثلث ومائتین ودفن بطوس محمد بن علی الملقب بابی جعفر ثانی ولد سنۃ خمس وتسعین ومائۃ وقبض سنۃ عشرین ومائتین ودفن فی بغداد عند قبر جدہ موسٰی۔ ابو الحسن الثانی علی بن محمد بن علی بن موسٰی ولد سنۃ اثنی عشر ومائتین ومضٰی سنۃ اربع وخمسین ومائتین ودفن بسر من رای۔ حسن بن علی ابو محمد ولد سنۃ اثنین وثلاثین ومائتین وقبض سنۃ ستین ومائتین وہو ابن ثمان وعشرین ودفن بدارہ بسر من رای مولد صاحب الزمان خمس وخمسین ومائتین ہو المہدی الموعود۔ فے اصول الکافی ص۲۰۷ قال ابو الحسن العسکری الخلف من بعدی ابنی الحسن فکیف لکم بالخلف من بعد الخلف فقلت لم جعلنی اللہ فداک قال انکم لا ترون شخصہ ولا یحل لکم ذکرہ باسمہ فقلت کیف نذکرہ فقال قولوا الحجۃ من آل محمد۔ قال ابو عبداللہ صاحب ہذا الامر لا یسمیہ باسمہ الا کافر۔ اے برادر یہ ان کے اکاذیب کیسے سخت ہیں۔ کہتے ہیں جو صاحب الزمان امام مہدی کا نام لیتے ہیں کہ اس کا نام محمد ہوگا۔ یہ کافر ہیں۔ اے برادر یہ عقیدہ کہ کافی سب کچھ جانتا ہے اور صبح شام کسی پر اعمال پیش ہوتے ہیں یہ عقاید شیعہ کے ہیں۔ اللّٰھُمَّ انی اعوذ بک من ہذہ العقائد۔ وفے اصول الکافی ص۲۱۲ عن موسٰی بن جعفر فے قول اللہ عزوجل قل ارأیتم ان اصبح ماؤکم غورا فمن یأتیکم بماء معین قال اذا غاب عنکم امامکم فمن یأتیکم بامام جدید وفی ص۲۱۳ عن علی بن عطا عن ابی جعفر قال قلت لہ ان شیعتک بالعراق کثیر وواللہ ما فی اہل بیتک مثلک فکیف لا تخرج فقال ما انا بصاحبکم قال قلت لہ فمن صاحبنا قال انظروا من عمی علی الناس ولادتہ فذلک صاحبکم انہ لیس منا احد یشار الیہ بالاصابع او یمضغ بالالسن الا مات غیظا او رغم انفہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حٰمٓ

حٰمٓ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنے بڑے رحمٰن رحیم نے یہ رحمت نازل کی ہے۔ یہ ایسا مکتوب ہے کہ کل فقرات اس کے کھلے ہوئے واسطے دل فہم والوں کے واسطے۔ ماننے والے کے لئے بشیر نہ ماننے والے کے لئے نذیر ہے۔ اس سورت میں اول تو کفار کے متعلق شکوہ ہے اور ان کے مال کا بیان ہے پھر قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ سے الی قولہ ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ تک توحید کے متعلق پھر ڈراوا عذاب دنیوی کا ہے وَیَوْمَ یُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰہِ سے ڈراوا عذاب اخروی کا بیان ہے پھر وَقَیَّضْنَا لَھُمْ قُرَنَآءَ سے تا فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ تک کفار کے حال کے متعلق بیان

وَمِنْ ثَمَارِتِہ الفتیل ۱۳ اُنَّہ علی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ توحید کے متعلق پھر اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ سے تا بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ڈراوا ہے پھر کفار کی شکایات اور حال کے متعلق بیان ہے اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ قولہ اِلَّا بِعِلْمِہٖ متعلق توحید کے ہے قولہ تعالیٰ یَوْمَ یُنَادِیْہِمْ تا قولہ مَا لَہُمْ مِنْ مَحِیْصٍ ڈراوا ہے۔ لَا یَسْئَمُ الْاِنْسَانُ سے حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَہُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ متعلق حال کفار کے ہے قولہ تعالیٰ اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ بیان توحید اَلَا اِنَّہُمْ فِیْ مِرْیَۃٍ ڈراوا ہے یعنی یہ مرتاب ہیں لینے آخذ الریب ہیں یعنی شک میں پڑے ہوئے سزا و مطال کرتے ہیں حق تعالےٰ ان کو مطیع سزا دے گا اور معنی قولہ تعالےٰ اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ ۔ ہمارا مدعا ہے ۔ آیا نہیں کافی رب تیرا یعنی یہ بات اس کی کہ وہ ہر شئے پر شاہد ہے اس سے کوئی چیز غائب نہیں قولہ تعالیٰ انہ علی کل شئ شہید بدل اشتمال من قولہ بربک یعنی اثبات توحید میں فقط یہ بات کافی ہے اس سے کوئی چیز چھپی نہیں بخلاف غیروں کے ۔ کذا فی المدارک او یقال ان المعنی اولم یکف فی توحید ربک انہ علی کل شئ شہید مطلع لا یغیب عنہ شئ فما ل کیف او علی کل شئ شہید تنکوا اور بیان حال کفار کے متعلق چار دفعہ بیان ہوا پہلے یہ کہ اعراض کرتے ہیں سنتے بھی نہیں الخ دوسری دفعہ یہ بیان ہوا کہ اُنکے لئے قرنا مقرر ہیں اور دوسری جگہ میں ہے وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطٰنًا فَہُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ وَاِنَّہُمْ لَیَصُدُّوْنَہُمْ عَنِ السَّبِیْلِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّہُمْ مُّہْتَدُوْنَ پس یہ کفار بسبب اضلال و وساوس قرناء کے کہتے ہیں اپنے یاروں کو لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ تیسری دفعہ یہ بیان ہوا کہ یا رسول اللہ تم پر جنا فا اعتراض کریں گے تنگ نہ ہونا من قولہ مَا یُقَالُ لَکَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِکَ الخ وَلَوْ جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ ۔ مثلاً اگر یہ سوال کریں اور کہیں لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْہِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَۃً وَّاحِدَۃً تو فَقُلْ اخْتُلِفَ فِیْ کِتَابِ مُوْسٰی اور اگر کہیں کہ عذاب کیوں نہ آیا فقل لَوْلَا کَلِمَۃٌ الخ پھر چوتھی دفعہ یہ بیان ہوا لَا یَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَیْرِ یعنی کفار اپنے معبودوں سے مانگتے ہیں جب کچھ حاصل نہیں ہوتا اُن سے بالکل مایوس اور قنوط آ جاتے ہیں ۔ سمجھ والا معلوم کر لیتا ہے کہ اُنکے ہاتھ میں کچھ نہیں ۔ معبود باطل ہیں پھر بھی حق تعالےٰ بسبب رحمت وسیعہ اپنی کے نعمت عطا فرما دے تو کہتے ہیں ۔ ھٰذَا لِیْ یا کہا اُوْتِیْتُہٗ عَلٰی عِلْمٍ عِنْدِیْ اور سورت مومن میں فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَہُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اور نعمت حاصل ہونے کے وقت مغرور ہو جاتے ہیں ۔ پھر اسی حالت فخر پر محکم تو نہیں ہوتا پھر تنگی کے وقت ذو دعا عریض اللہ تعالیٰ کے آگے ہوتا ہے ۔ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے اسی طرح آیات اُن کو آفاق اور اُن کے نفوس میں بہت دکھائیں گے ۔ تا کہ حق ظاہر ہو جاوے قولہ سَنُرِیْہِمْ اٰیٰتِنَا وَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاہُ ۔ وَاِذَا رَکِبُوْا فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ۔ لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ ھٰذِہٖ لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ قولہ تعالیٰ قُلْ اَرَءَیْتُمْ یعنی اگر یہ حق تعالےٰ کی طرف سے ہے اور تم نے نہ مانا تو تمہارے حق میں بہت ضرر ہوا ۔ تو مناسب ہے کہ سوچو اور تفکر کرو پھر فرمایا کہ یہ احمق ہیں سنتے بھی نہیں ۔ ضلال بعید میں ہیں ۔ توحید کے متعلق یہ آیات ہیں یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰـہُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِیْمُوْٓا اِلَیْہِ سے بالتوحید وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ قال ابن عباس لا یقولون لا الٰہ الا اللہ ۔ قُلْ اَئِنَّکُمْ لَتَکْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَہٗٓ اَنْدَادًا وفی المدارک قولہ للسائلین متعلق ہے بقولہ قدر ۔ من قولہ تعالےٰ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰـہُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ الی قولہ ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ بیان التوحید ۔ دوسری دفعہ میں ہے وَمِنْ اٰیٰتِہِ الَّیْلُ وَالنَّہَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنَّکَ تَرَی الْاَرْضَ خَاشِعَۃً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْہَا الْمَآءَ اہْتَزَّتْ تیسری دفعہ فرمایا اِلَیْہِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَکْمَامِہَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِہٖ چوتھی دفعہ فرمایا اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ وہی ہر چیز پر شاہد ہے غیر نہیں اَفَمَنْ ھُوَ قَآئِمٌ

عَلٰی کُلِّ نَفۡسٍۭ بِمَا کَسَبَتۡ (الرعد) خلاصہ ان آیات توحید کا یہ ہوا جس ذات پاک نے زمین پہاڑ پیدا کرے ان میں برکات اقوات رکھی اور آسمانوں میں معاملات جاری کئے اور لیل و نہار شمس و قمر بنائے ۔ ان کی تاثیرات زمین پر پڑتی ہیں زمین سے نباتات وغیرہ پیدا ہوتے ہیں یہ سب کرنے والا خدا ہے اس کا کوئی شریک بن سکتا ہے کوئی نہیں ۔ اس جیسا صاحب قدرت اسی طرح علم بھی کسی کو نہیں ۔ ثمرات کا علم حمل کے وضع کا علم وغیرہ سب اسی کو خاص ہے ۔ محصل بات یہ سوچنا چاہئے کہ فقط وہی ہر چیز پر مطلع ہے اور کوئی نہیں ۔ اثبات توحید میں یہ بات کافی ہے کسی کو بلانا نہ چاہئے غائبانہ حاجات میں وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا کَانُوۡا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ ڈراوا ہے پہلے فرمایا یَوۡمَ یُحۡشَرُ اَعۡدَآءُ اللّٰہِ اِلَی النَّارِ فَهُمۡ یُوۡزَعُوۡنَ فَاِنۡ یَّصۡبِرُوۡا فَالنَّارُ مَثۡوًی لَّهُمۡ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعۡدَآءِ اللّٰہِ النَّارُ لَهُمۡ فِیۡهَا دَارُ الۡخُلۡدِ دوسری دفعہ اَفَمَنۡ یُّلۡقٰی فِی النَّارِ اللهم انی اعوذبك من النار ومن غضب الجبار یعنی دوزخ بڑے عمیق میں پھینکا جائے گا کوئی راستہ ہی نکلنے کا نہیں ۔ تیسری دفعہ فرمایا یُنَادِیۡهِمۡ اَیۡنَ شُرَکَآءِیۡ قَالُوۡۤا اٰذَنّٰكَ مَا مِنَّا مِنۡ شَهِیۡدٍ وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا کَانُوۡا یَدۡعُوۡنَ مِنۡ قَبۡلُ وَظَنُّوۡا مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ چوتھی دفعہ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ سورت مومن کا یہ حاصل ہوا کہ کسی کو مت بلاؤ غائبانہ حاجات میں پس اگر کوئی شبہ کرے کہ ہم نے دیکھا ہے کہ شخص پکڑا جاتا ہے جب غیروں کو بلاتا ہے چھوٹ جاتا ہے یا مثلاً خواب دیکھا ہے کہ معبود باطل اس کو کہتا ہے کہ فلاں سختی تم پر ہمارے نہ بلانے سے آئی ہے یا کرتے نے ہماری نذر نیاز میں قصور کیا تو اس کا جواب یہاں سے سمجھا گیا کہ یہ قرار کی وجہ سے ہے شیاطین پکڑتے ہیں شرک کرنے سے چھوڑ دیتے ہیں ۔ شیاطین اضلال کے خواب دکھاتے ہیں ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حٰمٓ عٓسٓقٓ کَذٰلِكَ یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡكَ وَاِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِكَ اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ یعنی جو آگے مضمون آتا ہے وہی وحی ہوا ہے تمہاری طرف آگے سور سابقہ میں اور وحی ہوا ہے انبیاء سابقہ کو کذا فی المدارک اور ذالک نہ فرمایا اس واسطے کہ عبارت وہی نہیں اور یُوۡحِیۡۤ لفظ مضارع فرمایا واسطے بیان استمرار کے کذا فی جامع البیان ۔ خلاصہ یہ ہے کہ کل انبیاء کی طرف ہم نے وحی کیا ہے کہ کہو لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ یعنی اللہ کا شریک کوئی نہیں سو وہ بڑا عظیم ہے آسمان بھی ہیبت سے قریب ہیں کہ پھٹ جاویں اور فرشتے بھی پاکی بیان کرتے ہیں اللہ کی شرک سے اور کہتے ہیں سب حمد کے والی اللہ تعالیٰ ہے ۔ کیونکہ سب نعمت اس کے ہاتھ میں ہے اور جو شخص اس عقیدے کی طرف پھر آوے اس کے لئے ملائک استغفار کرتے ہیں فی سورۃ المومن فَاغۡفِرۡ لِلَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاتَّبَعُوۡا سَبِیۡلَكَ قوله تعالیٰ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡ فَوۡقِهِنَّ ۔ قال السعدی شعر

بہ تہدید اگر بر کشد تیغ حکم
بمانند کروبیاں صم بکم

وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہُ حَفِیۡظٌ ای محصی علیھم وَمَاۤ اَنۡتَ عَلَیۡهِمۡ بِوَکِیۡلٍ آپ وکیل نہیں آپ کو انذار اور حجت کے لئے بھیجا ہے اگر ہم چاہیں جبری ایمان تو کرا لیتے لیکن لِیَبۡلُوَکُمۡ قوله وَکَذٰلِكَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا یعنی یہی مضمون عربی بیان میں واضح کر کے بھیجا ہے اور جب وحی اس طرح واضح کر کے ہم نے ان کی طرف بھیجا پھر نہیں مانتے تو نہ ماننے والے دوزخ میں جاویں گے اور اگر جبراً ایمان میں چاہتا تو میں قادر تھا ولکن لِیَبۡلُوَکُمۡ ۔ فیدخل المومن الجنۃ ولما کان ایمانهم محتاجا الی مشیئۃ فقال تعالیٰ یُدۡخِلُ مَنۡ یَّشَآءُ فِیۡ رَحۡمَتِهٖ قوله تعالیٰ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ قال تعالیٰ فی موضع آخر فِطۡرَتَ اللّٰہِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡهَا یعنی فطرت میں زمین آسمان میں تعلق رکھا گیا جیسے نر و مادہ میں ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ جملہ انبیاء کی طرف یہ وحی ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا شریک کوئی نہیں اور انبیاء سابقہ کی طرف یہ حکم شروع ہوا اَقِیۡمُوا الدِّیۡنَ اَلۡاِسۡلَامَ

بعضے بسبب لغاوت کے خلاف اس کا کیا اور لکھا۔ پیچھے جو لوگ آئے اور ان کا لکھا ہوا دیکھا ان کے لئے سبب شک ہوا لیکن اعیان ثقات اور بڑے نیک عالم جب مان گئے کہ یہ امور مخترعہ میں اللہ کی کتاب نہیں تو اب پچھلے معذور نہیں کیونکہ ثقات مان گئے کہ کتاب اللہ کی بات نہیں قولہ من بعد ما استجیب لہ قال تعالیٰ اَوَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اور قرآن شریف نے نہایت کمال طور پر حق کو واضح کر دیا۔ الیما قرآن کہ میزان ہے درمیان حق والباطل قولہ الیٰ اَجَلٍ مُّسَمًّى اے الہلۃ الی اجل مسمی۔ پھر قولہ تعالے وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ قال تعالیٰ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا وھو فی سورۃ الروم۔ اس سورت میں دو دعوے ہیں اول یہ کہ سب انبیاء نے کہا کہ سب کچھ اللہ کا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ انبیاء سابقہ کو بھی یہ حکم ہوا تھا کہ اقیموا الدین الاسلام وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ پھر پہلے کے مطابق فرمایا لَهٗ مَقَالِیْدُ یعنی خاص اللہ تعالے لطیف رازق ہے۔ دوسرے امر کے مطابق فرمایا اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا قولہ تعالیٰ فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ فی سورۃ نساء وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا یعنی رسول صلعم جو بیان فرماتے ہیں حق ہوتے ہیں مثلاً بَیَّتَ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَیْرَ الَّذِیْ تَقُوْلُ وغیرذالک اور کوئی بیان ان کا جھوٹا نہیں نکلتا اگر غیر اللہ سے ہوتا کوئی بات جھوٹی نکلتی۔ پس بیان فرمایا اگر مفتری ہوتا تو حق تعالے اس کی اذ کیوں کرتا پھر پہلے امر کے مطابق فرمایا هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَهُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ قولہ تعالے لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ سے

کجا من شکر این نعمت گذارم که زور مردم آزاری ندارم

وقولہ تعالیٰ وَمَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ داخل تحت کونہ آیت کما فی قولہ تعالیٰ وَمِنْ اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ وفی سورۃ التغابن مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وفی سورۃ الحدید مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ وفی سورۃ آل عمران اَوَلَمَّاۤ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ قولہ تعالیٰ وَمَاۤ اَصَابَكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ نَافَقُوْا وفی موضع آخر فی الروم ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ قولہ وَمَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ یعنی جو مصیبت تم کو آتی ہیں وہ اللہ کی طرف سے آ اور بسبب تمہارے گناہوں کے بسبب آزمائش کے بے بہا آگے آتا ہے۔ وَیَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ پس اس جگہ کل مصیبت کل حیوان کل انسان کی مراد نہیں (رفافھم) قولہ یَنْتَصِرُوْنَ یعنی انتصار سے زیادتی نہیں کرتے قولہ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ فی سورت الواقعۃ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ یعنی کفور ہو جاتا ہے فقط لایقدر علی الانتقام ولا انتصار اِسْتَجِیْبُوْا لِرَبِّكُمْ متعلق بالامر الثانی قولہ تعالیٰ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ لایقدر احد علی دفعہ کذا فی الخازن من اللہ متعلق بیاتی وقیل غیر ذالک پھر پہلے امر کے متعلق فرمایا وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ یعنی جو غیر شرع ہمارے انبیاء کے ہے اقامت دین الاسلام کے سوا امر مخترع ہے وہ وحی کا نہیں۔ وحی کے تو یہ طریقے ہیں اور بحمد اللہ آپ ان میں سے ہیں پس یہ شبہ اگر کوئی کہے کہ تم کہتے ہو لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ پس لکھا ہے کتب سابقہ میں ندا غیر اللہ کو تو جواب یہ ہے کہ وہ باغیوں کا لکھا ہوا ہے پچھلوں کو موجب شبہ ہوتا ہے لیکن وہ معذور نہیں بعد استجابۃ تامۃ اعیان ثقات کے اور بیان تام کتاب اللہ کے جیسا کہ عجل کا خوار موجب عذر نہ ہوا۔ قال تعالیٰ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّهٗ لَا یُكَلِّمُهُمْ وَلَا یَهْدِیْهِمْ سَبِیْلًا اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِیْنَ اب احادیث ضعیفہ یا موضوعہ پیش کرنا لغو ہے جیسا حدیث یا محمد انی توجہت بک الی ربی پیش کرتے ہیں۔ راوی اس کا ابو جعفر مدائنی جیسا مستدرک

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ الخ قولہ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ پیغمبروں کا حال دیکھو۔ اور دوسرے امر کے متعلق فرمایا۔

کہ ایک روایت میں ہے اور ایک روایت میں ابو جعفر مدنی کہا جیسا مستدرک اور ابن ماجہ میں ہے اور ایک روایت میں ابو جعفر مدینی لکھا جیسا مسند احمد میں اور صحیح مسلم میں ہے ابو جعفر مدائنی جس کو مدنی کہتے ہیں وضاع ہے۔ ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث بغیر ابی جعفر کے کسی نے نہیں روایت کی اور یہ ابو جعفر خطمی نہیں۔ انتہی بیان الترمذی لغرض ثبوت حدیث اس کا جواب علماء نے بیان کیا ہے کہ یہ مخالف ہمارے دعوے کے نہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مصیبت کے وقت مجھے پکارو یہ اس طرح نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ اول تو ثبوت اس امر کا نہیں بہجۃ الاسرار والے کے حق میں شاہ ولی اللہ دہلوی نے فرمایا کہ مشائخ حدیث بہجۃ الاسرار والے کو معتبر نہیں سمجھتے مع ہذا اس نے جو سند لکھی ہے وہ ثابت کا پتہ نہیں کہ کیسے ہیں اصل عبارت یوں لکھتے ہیں اذکرونی اس کا معنی یہ ہے کہ توسل میرے دعا مانگو واللہ اعلم بالصواب اور بلاغ المبین میں ہے کہ یہ اندراج بعض جاہلوں فاسدوں کا ہے نہ کہ پیر صاحب کا فرمودہ ہے نہ بہجۃ الاسرار والے نے لکھا ہے اعلم ان حدیث اللهم انی اسالك واتوجه اليك بنبيك محمد نبي الرحمة رواه الترمذي عن ابي جعفر وقال ليس هو الخطمي وقال لا نعرفه من غير ابي جعفر وظن بعضهم انه هو الخطمي وروى هذا الحديث والبيهقي والطبراني وابن ماجه والترمذي واحمد في مسنده وابن السني في عمل اليوم والليلة ورواه ابوبكر بن ابي خيثمة في تاريخه قال ابن تيميه في كتابه المسمى بالقاعدة الجليلة في التوسل والوسيلة في ص ۱۲۲ رأيت في فتاوى الفقيه ابي محمد بن عبد السلام قال لا يجوز ان يتوسل الى الله باحد من خلقه الا برسول الله صلعم۔ ان صح حديث الاعمى فلم نعرف صحته انتهى وفي بعض الروايات ابو جعفر المدني وفي بعض ابو جعفر المديني وفي بعضها ابو جعفر المدائني وهذا اليس بالخطمي بل هو ابو جعفر المدائني الذي قال المسلم في خطبة صحيحه انه وضاع۔ وقال في التقريب لعله ابو جعفر الرازي ونص النسائي في صحيحه ص ۲۵۵ بان ابا جعفر الرازي ضعيف وفي غاية الاماني في الجلد الثاني ص ۳۲۲ في بيان حديث الاعمى قوله يا محمد يا نبي الله هذا وامثاله نداء يطلب به استحضار المنادي في القلب فيخاطب المشهود بالقلب كما يقول المصلي السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته والانسان يفعل مثل هذا كثيرا يخاطب من يتصوره في نفسه وان لم يكن في الخارج من يسمع الخطاب ۔ انتہی۔ یعنے نصب العین کر کے تکلم کرتا ہے چنانچہ بیت ؎

خیال یار پیش دیدہ بنشاند ۔ ہم از دیدہ ہم از لب گوہر افشاند
کہ اے پاکیزہ گوہر از چہ کانی ۔ کہ از تو دارم این گوہر فشانی

اس کا یہ معنی نہیں کہ یہ شخص منادی بالکسر منادی بالفتح کی شکل خیال کرے بلکہ اسی منادی کو بالفاظ خطاب ذکر کرتا ہے۔ واگرنہ تو لفظ ایہا النبی سے تحیہ میں نماز فاسد ہو جائے گی مثل قولہ۔ شعر

باللہ یا ظبیات القاع قلن لنا ۔ الیلای منکن ام لیلی من البشر

او مثل قول الشاعر ؎

الا یا منزلی سلمی سلام علیکما ۔ ھل الازمن اللاتی مضین رواجع

بلاغ المبین نے احکام رب العلمین میں ہے، درین حدیث دو طریق صحیح است۔ یکے اسلم از وقوع شرک دوئم سالم از ان۔ اول آں ست کہ

مخصوص بزمان حیات آن سرور نیست بلکہ ممکن است کہ آن ضعیف البصر قریب آن حضرت صلعم در مسجد نبوی دو رکعت نماز گذارد و دو دعائی خود بعد از نماز باسم مبارک
و یانبی اسند ندا کرد تا آن حضرت را بر وے ترحم آمد و دعا کرد و گفت کہ اے پیغمبر خدا متوجہ میگرانم تو سوے پروردگار خود در تقاضاے این حاجت خاص من
تا کہ روا کند ش پس ہرگاہ کہ آنحضرت صلعم متوجہ بشفاعت شدند سائل بجناب الٰہی عرض کرد بار خدایا شفاعت او قبول کن در حق من ۔ وطریق سالم
از شرک آنست کہ در حالت غیبت آنحضرت صلعم مجاز است و اطلاق مجاز را علاقہ ضرور باشد و آن علاقہ این است کہ ذات پیغمبر با وصف نبوت
کہ داخل دل ہر مومن است و مندرج در ایمان گویا داخل قلب ہر مسلمان است ۔ پس سائل بجناب الٰہی بایراد این ندا ظاہر میسازد کہ وسیلہ قریبہ
دعا نے من ایمان من است بہ پیغمبر تو ازین جا است کہ آن سرور صلعم بعد از لفظ یا محمد کلمہ یا نبی اللہ ہم تعلیم فرمودند لطافت این معنی و حقیقت این مجاز
اہل مذاق و شعراء خوب می دانند ۔ حافظ شمس الدین شیرازی میفرمایند ۔ اے نسیم سحر آرام گہ یار کجا است ۔ حاصل آنکہ بیشتر اوقات آدمی در
حضور این واقعے برائے حصول مرادات اضطراب ہائے تخیلے میکند ۔ و آن اضطرابی مادام کہ منجر بشرک نیست موجب مزید قبول میگردد ۔ و لیکن چون
این تخیل عوام را کشاں کشاں در ورطہ شرک مے اندازد آنحضرت صلعم علاج آن فرمودند ہم بر جائے دیگر و ہم در حدیث اللّٰھم فشفعہ درین
عبارت دلیل واضح است برانکہ این خطاب خطاب تخیلی است نہ خطاب حقیقی والا حاجت این دعا نہ افتاد کہ بار خدایا پیغمبر را در حق من شفیع
گردان بلکہ ہمان می بایست گفت کہ اے پیغمبر در حق من شفاعت کن و روی الطبرانی من حدیث اصبغ بن الفرج قال حدثنا عبداللہ
بن وھب عن شبیب بن سعید المکی عن روح ابن القاسم عن ابی جعفر الخطمی المدنی عن ابی امامۃ بن سہل بن حنیف عن عمہ عثمان بن حنیف
ان رجلا کان یختلف الی عثمان ابن عفان فے حاجۃ لہ فلقی عثمان بن حنیف فشکا الیہ ذٰلک فقال لہ عثمان بن حنیف ائت المیضأۃ
فتوضأ ثم ائت المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قل اللّٰھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبینا محمد صلعم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک
عزوجل فیقضی لی حاجتی وتذکر حاجتک وروح حتی اروح معک فانطلق الرجل فصنع ما قال لہ ثم اتی باب عثمان بن عفان فاجلسہ معہ
علی الطنفسۃ وقال ما حاجتک فذکر حاجتہ فقضاھا لہ ثم قال لہ ما ذکرت حاجتک حتی کانت ھذہ الساعۃ وقال ما کانت لک من حاجۃ
فائتنا ثم ان الرجل خرج من عندہ عثمان بن حنیف فقال لہ جزاک اللہ خیرا ما کان ینظر فے حاجتی ولا یلتفت الی حتی کلمتہ فے فقال
عثمان بن حنیف واللہ ما کلمتہ ولکن شہدت رسول اللہ صلعم واتاہ ضریر فشکا الیہ ذھاب بصرہ فقال لہ النبی صلعم افتصبر
فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لیس لی قائد وقد شق علی فقال لہ رسول اللہ صلعم ائت المیضأۃ فتوضأ ثم صل رکعتین
ثم ادع بھذہ الدعوات فقال عثمان بن حنیف فواللہ ما تفرقنا ولا طال بنا الحدیث حتی دخل علینا الرجل کانہ لم یکن بہ ضر قط انتھی
وشبیب ھذا روی عن روح ابن الفرج احادیث مناکیر ولفظ البیہقی عن شبیب بن سعید الحنظلی عن روح ابن القاسم عن ابی جعفر المدنی
وھو الخطمی عن ابی امامۃ بن سہل بن حنیف عن عثمان بن حنیف قال رسول اللہ صلعم وفے مستدرک الحاکم فے باب الدعا عن شبیب
بن سعید عن روح ابن القاسم عن ابی جعفر المدائنی کذا فے نسخ قلمیۃ صحیحۃ وھو الخطمی عن ابی امامۃ بن سہل بن حنیف عن عمہ عثمان
بن حنیف قال سمعت رسول اللہ صلعم وجاء رجل ضریر الخ در مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ثم اعلم
ان السید النعمان خیر الدین شہیر بابن الالوسی نقل عن البعض ان قصۃ حدیث عثمان بن حنیف بعد وفاتہ صلعم ان امارات الوضع لائحۃ

علیہا انتہی۔ پیاں ابوجعفر خطمی ہونا ثابت نہیں۔ اسی واسطے لکھا ابن تیمیہ من حدیث الاعمی لم یعرف صحتہ۔ عجب است کہ این حدیث کہ باوجود معجزہ بینہ بودن
الدیع یکی از صحابہ سوای عثمان ابن حنیف روایتہ نیامدہ واز رواۃ بجز ابوجعفر ہیچ کس روایت نکردہ پس اگر بر محمل صحیح کہ موافق قرآن وحدیث وفقہ باشد
حمل نکردہ شود چگونہ لائق اعتماد گردد عبداللہ بن سور ابوجعفر المدائنی وقد یقال المدنی فقد یقال المدینی فحدیث الاعمی جاء فی بعض الروایات مسند
احمد ابوجعفر المدینی وفی بعض روایات الحاکم المدائنی فاما ابوجعفر الخطمی لا یقال لہ المدائنی ولا المدینی۔ فبالجملۃ جاء نہی اللہ عادعن
الغیر فانما فی خمسین سورۃ فکیف یقابل بہذا الحدیث الموہوم ثبوتہ الموہوم معناہ الذی یریدون بہ فالقات جاء فی الحدیث علمت
ما فی السموات والارض ضعیف ام لا وعلی تقدیر صحتہ ما معناہ فاقول حدیث علمت ما فی السموات والارض ضعیف وان حمل علی عموم
فیخالف النص القرانی ۔ فی سورۃ ص مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ إِنْ يُوحَىٰ إِلَيَّ إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ ای لا انما انا
نذیر مبین (مدارک) وفی الخازن عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی ربی فی احسن صورۃ قال احسبہ قال فی المنام
فقال یا محمد هل تدری فیم یختصم الملأ الاعلی قلت لا قال فوضع یدہ بین کتفی حتی وجدت بردہا بین ثدیی فعلمت ما فی السموات
والارض قال یا محمد فیم یختصم الملأ الاعلی قلت نعم فی الکفارات وفی روایۃ فقلت لبیک وسعدیک۔ وفیہا فعلمت ما بین المشرق
المغرب وفی روایۃ فی المشکوۃ فی ص۶۹ عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ صلعم رأیت عزوجل فی احسن صورۃ قال فیم
یختصم الملأ الاعلی قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فعلمت ما فی السموات والارض وتلا وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ رواہ الدارمی مرسلا وللترمذی نحوہ عنہ وعن ابن عباس رض ومعاذ بن جبل وزاد فیہ قال یا محمد هل تدری فیم یختصم الملأ
الاعلی قلت نعم فی الکفارات انتہی مختصرا فی المشکوۃ فی ص۷۰ عن معاذ بن جبل قال احتبس عنا رسول اللہ صلعم ذات غداۃ عن صلوۃ الصبح
نترای عین الشمس فخرج سریعا فثوب بالصلوۃ فصلی رسول اللہ صلعم وتجوز فی صلوتہ فلما سلم دعا بصوتہ فقال لنا علی مصافکم کما انتم اما انی ساحدثکم
ما حبسنی عنکم الغداۃ انی قمت من اللیل وصلیت ما قدر لی فنعست فی صلوتی حتی استثقلت فاذا انا بربی تبارک وتعالی فی احسن صورۃ
فقال یا محمد قلت لبیک یا رب قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلت لا ادری قال فرأیتہ وضع کفہ بین کتفی فتجلی لی کل شیء وعرفت قال فیم
یختصم الملأ الاعلی قلت فی الکفارات قال ثم فیم یختصم قلت فی الدرجات رواہ احمد والترمذی انتہی مختصرا فی الخازن قال البیہقی ھذا
حدیث مختلف فی اسنادہ فرواہ زہیر بن محمد عن یزید بن یزید عن جابر عن خالد بن اللجلاج عن عبد الرحمن بن عائش عن رجل من اصحاب
رسول اللہ صلعم ورواہ جہضم بن عبد اللہ عن یحیی بن ابی کثیر عن زید بن سلام عن عبد الرحمن بن عائش الحضرمی عن مالک بن یخامر عن
معاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورواہ موسی بن خلف العمی عن یحیی عن زید عن جدہ ممطور وہو ابو سلام عن ابن السکسکی وہو
عبد الرحمن بن عائش الحضرمی السکسکی کذا فی التقریب عن مالک بن یخامر عن معاذ بن جبل وقیل فیہ غیر ذالک ورواہ ابو ایوب عن ابی
قلابۃ ای عن خالد عن ابن عباش ورواہ قتادۃ عن ابی قلابۃ عن خالد بن جلاج عن ابن عباس رض اقول ھذا منقطع بدلیل الروایۃ الاولی فان
خالد بن اللجلاج روی عن عبد الرحمن بن عائش الحضرمی عن رجل من اصحاب النبی صلعم فالروایات کلہا عن عبد الرحمن بن عائش الحضرمی السکسکی
قال البخاری عبد الرحمن بن عائش لہ حدیث واحد الا انہم یضطربون فیہ وھو حدیث الرؤیۃ قال البیہقی قد روی من طرق کلہا ضعیف وفی

ثبوتہ بلفظ انتہی عبارۃ الخانۃ۔ ویشہد کذلک الحدیث جابر ابن سمرۃ ایضًا ولفظہ فوجدت بردہ بین ثدیی فما سألنی عن شیٔ الاعلمتہ رواہ ابو ھریرۃ ولفظہ فعلمت الذی سألنی عنہ ورواہ ابو امامۃ ولفظہ فعلمت فی مقامی ذلک ما سألنی عنہ من امر الدنیا والاخرۃ ورواہ ثوبان ولفظہ فتجلی لی بین السماء والارض۔ اقول ھذا الکلام فی المنام فلا اشکال فانہ تعالی لیس لہ مثل ولہ مثال لعیری فی المنام فی عالم المثال ورواہ عدی ابن الحاتم ولفظہ اسری بی الی السماء السابعۃ ورواہ ابو عبیدۃ بن الجراح ولفظہ لما کان لیلۃ اسری بی فیفہم من ھذہ الروایات انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اعلم ببعض الاشیاء واما لفظ فعلمت علم الاولین والاخرین فی تفسیر روح البیان وختم بہ بین کتفی فعلمت علم الاولین والاخرین ولیس فی کتب الحدیث فاللفظ المحقق ھو لفظ یودی معنی فعلمت الذی سألنی عنہ والباقی تغیر من الرواۃ الضعاف وھذہ الروایات نقلتہ من الدر المنثور۔ واما لفظ علم الاولین والاخرین ان حمل علی العموم کما یستدل بہ الذین یثبتون جمیع المغیبات لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فیشکل علیھم علم الشعر فانہ قال تعالی وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ واما حدیث ای فی یا عباد اللہ فان للہ عبادًا لا نراھم کما رواہ الطبرانی عن عتبہ ولفظ ابی یعلی فان للہ فی الارض حاضرًا سیحبسہ علیکم وفی روایۃ فان للہ ملکا حاضرا یجیبہ وانہ فی المجربات للدیری لا یدل الا علی نداء من لا یراہ وھو یعلم انھم موجودون ھٰھنا وکلا یعم احد بل مثل ایضًا ینادی جویار حائی یقول ذی عمی وما یقرؤ فی المولد لا یراد منہ انہم بل ھو من قبیل المخاطبۃ علی سبیل نصب العین بطریق التخییل ولا ینفعلا احدًا۔ ومنہ الایا رسول اللہ کنت رحمانا وکنت بنا برًّا ولم تک جافیا وکذا الفاظ الندبۃ مثل یا محمداہ واحمداہ و ھذا ما یقال فی الصندیۃ من یوسف شالا پرحیلانی یا معقبر بہ یحسبان لا یراد منہ الاسماع ثم امر ورد عادۃ المداحین بالفاظ الخطاب علی نیۃ انھم یقرؤن فی حضورہ ثم شاع ھذہ العادۃ۔ وان مدحوا بعد وفاتہ ولیس مرادھم بہ سیمعون المسمع الا تری انھم یمدحون اھل الغیب بعد موتھم ویوردون الفاظ خطابیۃ فلما یمدحون ذا قرب فتدل علی دأب المداحین فی حلیتہم کذلک یوردون الفاظ الطلب علی طریق التمشق ثم انھم یوردون الفاظ الخطاب فی الکتابۃ اذا کتبوا الی احد کتابا مثل اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ الاسلام اسلم تسلم فانہ اذا ادی الکتاب کانہ خاطبہ او وقد یکون النداء بطریق نصب العین ؎

خیال یار پیش دیدہ بنشاند ❊ ہم از دیدہ ہم از لب گوہر افشاند

امام المتکلمین صدر الدین صنعانی ابطال نہج الباطل واہمال کشف العاطل میں فرمایا ہے من ضروریات الدین ان علم الغیب مختص باللہ تعالی۔ والنصوص القرآنیۃ والاحادیث فی ذلک کثیرۃ شہیرۃ فی المواھب۔ اللدنیۃ فی الحدیث انہ علیہ السلام قال واللہ انی لا اعلم الغیب الا ما علمنی ربی۔ روی البیھقی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا من زعم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخبر الناس ما یکون فی غد فقد اعظم علی اللہ الفریۃ واللہ تعالی یقول قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وکذا فی البخاری ولفظہ من زعم ان النبی علیہ السلام یعلم ما فی غد۔ الخ۔ وفی سنن ابن ماجہ حین قیل فینا نبی یعلم ما فی غد فقال علیہ السلام اما ھذا فلا تقولوہ ما یعلم ما فی غد الا اللہ۔ ۲ استفتاء۔ بعض پیران کا اعتقاد ہے کہ رسول صلعم ندا ہر قریب بعید کا سنتے ہیں۔ بیّنوا الجواب فی المسئلۃ لا یعلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکذا غیرہ من الانبیاء والاولیاء الا ما علمھم اللہ تعالی احیانا وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالی

قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ انتہیٰ پس اعتقاد علم غیب بغیر حق تعالیٰ الا ما اعلمہ اللہ تعالیٰ احیاناً مفضی اسے الکفر است
ہذا حاصل ما کتبہ المفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی ۱۳۴۴ھ ۱۰ محرم۔ ومثل ما فی المسامرہ ذکرہ علی قاری فی شرح الفقہ الاکبر ونحوہ فی البلاغ المبین
للشاہ ولی اللہ ونحوہ فی فتح العزیز فی مختار الفتاوی لو تزوج امرأۃ بشہادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد النکاح ویکفر لاعتقادہ ان النبی یعلم الغیب
وکذا فی التاتارخانیہ البحر الرائق والتجنیس لصاحب الھدایہ وکذا فی الفصول العمادیہ وقاضیخان والبزازیہ والعالمگیریہ الشامی وفی
الجواہر الاخلاطی من زعم ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب یکفر فما ظنک بغیرہ وفی البیری حاشیۃ الاشباہ فی الولوالجیۃ وغیرہا من کتب
المذہب رجل تزوج امرأۃ ولم یحضر شاھد فقال تزوجتک بشہادۃ اللہ ورسولہ یکفر لانہ یعتقد بان النبی علیہ السلام یعلم الغیب والا
الشہادۃ لمن لا علم لہ به ومن اعتقد ھذا کفر وبہ قال الشیخ ابو القاسم الصفار انتہیٰ۔ فتاوی رشیدیہ ص۱۲ میں ہے حضرت صلعم کو غیب نہ تھا
نہ کبھی اس کا دعوے کیا۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو سب علم غیب تھا صریح شرک ہے وکذا فی فتاوی مولوی عبدالحی فی مواضع متعددۃ فی المجلد
الاول ص۱۲۵، ۱۳۰، ۱۵۵ وفی المجلد الثانی ص۲۳ وفی المجلد الثالث ص۸ وفی البزازیۃ ص۳۲۶ علی ہامش الفتاوی الھندیہ ان امرأۃ شدادیعثت الیہ
سوراً علی ید اعرابیۃ فابطأت فتقاسمت زوجۃ معہ الی قولہ قال لھا تعلمین الغیب فقالت نعم فکتب شداد الی محمد بن الحسن فکتب الیہ
ان جدد النکاح ای بعد استتابتہا فانہا کفرت ع

بس کنم خود زیرکان را این بس ست

واما ما رواہ الطبرانی ان اللہ رفع لی الدنیا فانظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذا۔ ورواہ الطبرانی واحمد عن
ابی ذر وترجمتہ علی ما فی الانوار الساطعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم سے تشریف فرما ہوئے اور ہم کو بتا گئے ہر چیز اگر کوئی جانور بھی
ہوا آسمان میں اڑتا ہے وہ بھی ہم سے ذکر کر گئے اور کنز العمال میں باین لفظ بیان کیا۔ ما طار طائر ولا سقط ورق من شجرۃ یا اخی تدبر لا یمکن صدور
ھذا القول ان حمل علی ظاہرہ بمعنی انہ علیہ السلام اخبر ما عن طیران کل ذباب وسقوط ورق کل شجرۃ انما ھذا مبالغۃ فی بیانہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام اموراً عظاماً او ما رفع الدنیا ونظرہ علیہ السلام الیہا فھذا محمول علی انہم سئلوا عن اشیاء تعنتاً فمثلت لہ الاشیاء کل ما سئلوا
صورلہ علیہ السلام کما صور بیت المقدس دون دار عقیل کما فی الخازن ص۱۵ حین التبس علیہ السلام لما سألت کفار قریش عن نعت بیت
المقدس فی صحیح مسلم سألتنی قریش عن اشیاء لم اثبتہا فکربت کربۃ ما کربت مثلہا قط فرفعہ اللہ لی انظر الیہ الخ اور سورۃ فاتحہ سے لیکر
تا آخر حوامیم تک ہر سورت میں ذکر ہے کہ علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے اور سب ان سُور میں ہے کہ اور کو یعنی سوا حق تعالیٰ کے غائبانہ حاجت
میں نہ پکارو اور اسی پر محدثین فقہاء کا اتفاق ہے اور اس پر اجماع اُمّت ہے پھر اگر کوئی چیز مخالف نظر آوے تو اُس کی تاویل کرو یا وہ لائق رد ہوگی
فی بہجۃ الاسرار فی ص۱۰۲ اخبرنا ابو المعالی عبد الرحیم بن مظفر بن مھذب القرشی قال اخبرنا الحافظ ابو عبد اللہ محمد بن المحمود بن النجار البغدادی
قراءۃ علیہ وانا اسمع ببغداد قال کتب لی عبد اللہ الجبائی ونقلتہ من خطہ قال لقیت بھمدان رجلاً من اھل دمشق یقال لہ طریف قال
لقیت بشر القرظی فی طریق نیشاپور وقال خوارزم ومعہ اربعۃ عشر جملاً سکراً فقال لی نزلنا فی بریۃ مخوفۃ لا یقف فیہا الاخ من
من الخوف فلما حملنا الاحمال من اوائل اللیل فقدنا اربعۃ جمال محملۃ فطلبتہا فلم اجدھا ورحلت القافلۃ وانقطعت عنہا اطلب

الجمال فتعصب لی الجمال وعقت معی وطلبناها فلم نجدها فلما انشق الفجر ذکرت قول الشیخ یعنی الشیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ ان وقعت فی شدة فنادنی فانہا تنکشف عنک فقلت یا شیخ عبدالقادر جمالی سرقت یا شیخ عبدالقادر جمالی سرقت ثم التفت الی مطلع الفجر فرأیت فی ضوء الفجر اول ما انشق رجلا علی رابیة علیہ ثیاب شدیدة البیاض وھو یشیر الیّ بکمہ الی تعالی قال فلما صعدنا علی الرابیة لم نر احدا ثم رأینا الاربعة الجمال تحت الرابیة بارکة فی الوادی فاخذناها ولحقنا القافلة ۔ قال ابوالمعانی فاتیت الشیخ ابا الحسن علیہ الخباز رحمة اللہ تعالی وحدثتہ بھذہ الحکایة فقال سمعت الشیخ ابا القاسم عمر البزار یقول سمعت سیدی الشیخ محی الدین عبدالقادر یقول من استغاث بی فی کربة کشفت عنہ ومن نادانی باسمی فی شدة فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ تعالی فی حاجة قضیت لہ ومن صلی رکعتین یقرء فی کل رکعة بعد الفاتحة سورة الاخلاص احدی عشر مرة ثم یصلی علی رسول اللہ صلعم بعد السلام وسلم علیہ ویذکرنی ثم یخطو الی جہة العراق احدی عشر خطوة ویذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانہ تقضی باذن اللہ انتہی ۔ اقول لا نعلم حال الرواة وایضا کثیرا ما یقع الخلل فی الروایة بحسب ذکر الرواة الفاظا بحسب المعنی ولا یؤدون العبارة الاصلیة فما کان المراد الی مرام الشیخ اذکرنی ای یقول بحرمة الشیخ ویکون مراد الشیخ من قولہ نادنی ای نادی اللہ تعالی بوسیلتی ھذا المعنی بحسب نسخة نادِ ــــ لی بالیاء الجارة واما فی النسخة المطبوعة من لفظ نادانی فلعلہ من الراوی بحسب الروایة بالمعنی او یؤول النداء بمعنی النداء بنصب العین ولابد من التأویل ای تأویل او یقال بعدم الثبوت لئلا یخالف القطعیات ۔ فبلاغ المبین للشاہ ولی اللہ ان ھذا وامثالہا من مخترعات المجاورین لیس من الشیخ ولا من صاحب البھجة ادرجہ فی الکتاب بعض المجاورین المخترعین **واللہ اعلم بالصواب** وان نظرت فی بھجة الاسرار تجد اشیاء مخالفة للنصوص کذالک قال بن حجر قال ذاتک صاحب کشف الظنون ناقلا عن ابن حجر ویقول حسین علی رأیت فیہا اشیاء مخالفة للنصوص کما فی ص۱۵۴ قال الشیخ علی بن الہیتی ؓ لودبت نملة وھماء فی لیلة ظلماء علی صخرة سوداء وراء جبل قاف وسمیعلمنی بما دبی منہ الی بلا واسطة واطلعنی علیہا احیانا لتفطرت مرارتی علی ۔ **مصرعہ**

بس کنم خود زیرکاں را این بس ست

فی سورة الجن قل انما ادعو ربی خاصہ قل انی لا املک لکم ضرا اے ان لم تؤمنوا ولا بی لی رشد کر وھدایتکم جبرا قل انی لن یجیرنی من عذاب اللہ احد ان عصیتہ کقول صالح علیہ السلام فمن ینصرنی من اللہ ان عصیتہ ولن اجد من دونہ اے من عذاب اللہ ملتحدا ۔ فی تبارک الذی ینصرکم من دون الرحمٰن اے من عذاب الرحمٰن ۔ قل ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدا ۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا ۔ الاستثناء منقطع کما فی الجمل ناقلا عن السمین ۔ یعنی دفتر غیبی کسی کے حوالہ نہیں فرماتا ۔ فی الصواعق اظہار پیدا کردن و چیرہ گردانیدن ۔ پس بحسب معنے اول الظہر شئ علیہ ۔ کما فی سورة التحریم وبحسب معنی ثانی لیظہرہ علی الدین ودرین جا معنی ثانی است ۔ والا فکان یناسب فلا یظہر غیبہ علی احد کذا فی تفسیر العزیزی فی سورة آل عمران وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب فی الصراح الاطلاع واقف دادن کسے را بر سرے درینجا ہم ہمان مراد است یعنی بر سر غیبے و دفتر غیب ہیچکس واقف نیست پس استثناء منقطع است کما نقل صاحب الجمل عن السمین فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا فی الصراح لے

[illegible] ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد - وفي سورة الانعام قل لا اقول لكم عندي خزائن الله ولا اعلم
الغيب ولا اقول لكم اني ملك ان اتبع الا ما يوحى الي ما عندي ما تستعجلون به ان الحكم الا لله قل لو ان عندي ما تستعجلون به لقضي
الامر بيني وبينكم وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو قل انما الآيات عند الله وما يشعركم انها اذا جاءت لا يؤمنون - في سورة الاعراف
يسئلونك عن الساعة ايان مرسها - قل انما علمها عند ربي لا يجليها لوقتها الا هو يسئلونك كانك حفي عنها قل انما علمها عند الله
قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت من الخير وما مسني السوء ان انا الا نذير
وبشير واذا لم تأتهم بآية قالوا لولا اجتبيتها قل انما اتبع ما يوحى الي من ربي - سورة انفال واذ يريكهم الله في منامك قليلا ولو
اريكهم كثيرا لفشلتم واما تخافن من قوم خيانة فانبذ اليهم على سواء - وآخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم - سورة
توبة عفا الله عنك لم اذنت لهم حتى يتبين لك الذين صدقوا وتعلم الكذبين - وممن حولكم من الاعراب منافقون ومن
اهل المدينة مردوا على النفاق لا تعلمهم نحن نعلمهم - سورة يونس ويقولون لولا انزل عليه اية من ربه فقل انما الغيب لله ف
انتظروا اني معكم من المنتظرين - ويقولون متى هذا الوعد ان كنتم صدقين - قل لا املك لنفسي ضرا ولا نفعا الا ما شاء الله
لكل امة اجل ولا تدع من دون الله ما لا ينفعك ولا يضرك فان فعلت فانك اذا من الظلمين (سورة هود) قل لا اقول لكم عندي
خزائن الله ولا اعلم الغيب ولا اقول لكم اني ملك - فأتنا بما تعدنا - قال انما يأتيكم به الله ان شاء - تلك من انباء الغيب نوحيها
اليك ما كنت تعلمها انت ولا قومك من قبل هذا - نكرهم واوجس منهم خيفة قالوا لا تخف انا ارسلنا الى قوم لوط - يالوط انا رسل
ربك لن يصلوا اليك - وقل للذين لا يؤمنون اعملوا على مكانتكم انا عاملون وانتظروا انا منتظرون - ولله غيب السموات والارض
(سورة يوسف) بما اوحينا اليك هذا القرآن وان كنت من قبله لمن الغفلين - ذلك من انباء الغيب نوحيه
(سورة ابراهيم) فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله (سورة نحل) ولله غيب السموات والارض (سورة بني اسرائيل) ويسئلونك
عن الروح قل الروح من امر ربي ولئن شئنا لنذهبن بالذي اوحينا اليك (سورة الكهف) قل انما انا بشر مثلكم يوحى الي انما
الهكم اله واحد (سورة مريم) اطلع الغيب ام اتخذ عند الرحمن عهدا (سورة طه) اذ اوحينا الى امك ما يوحى - كذلك نقص عليك
من انباء ما قد سبق وقد اتيناك من لدنا ذكرا - ولا تعجل بالقرآن من قبل ان يقضى اليك وحيه وقل رب زدني علما (سورة انبياء)
قل انما يوحى الي انما الهكم اله واحد وان ادري لعله فتنة لكم ومتاع الى حين (سورة مومن) قل رب اما تريني ما يوعدون رب
فلا تجعلني في القوم الظلمين (سورة النمل) قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله وما يشعرون ايان يبعثون (سورة
كهف) ولا تقولن لشيء اني فاعل ذلك غدا الا ان يشاء الله واذكر ربك اذا نسيت - قل الله اعلم بما لبثوا له غيب السموات
والارض ابصر به واسمع ما لهم من دونه من ولي ولا يشرك في حكمه احدا (سورة القصص) وما كنت بجانب الغربي اذ قضينا
الى موسى الامر وما كنت من الشاهدين - وما كنت ثاويا في اهل مدين ولكنا كنا مرسلين - وما كنت بجانب الطور اذ نادينا ولكن
رحمة من ربك لتنذر قوما ما اتاهم من نذير (سورة العنكبوت) وقالوا لولا انزل عليه ايات من ربه قل انما الايات عند الله

وانما انا نذير مبين - قل كفى بالله بيني وبينكم شهيدا يعلم ما في السموات والارض (سورة لقمن) ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث
ويعلم ما في الارحام وما تدري نفس ماذا تكسب غدا - وما تدري نفس باي ارض تموت ان الله عليم خبير (سورة السجده) ذالك عالم
الغيب والشهادة (سورة الاحزاب) ان الله كان على كل شيء شهيدا يسئلك الناس عن الساعة قل انما علمها عند الله (سورة سبا) عالم
الغيب لا يعزب عنه مثقال ذرة في السموات ولا في الارض - الا في كتاب مبين وهو على كل شيء شهيد ان ربي يقذف بالحق
علام الغيوب (سورة ص) ما كان لي من علم بالملا الاعلى اذ يختصمون - ان يوحى الي الا انما انا نذير مبين (حم مومن) فاصبر ان وعد
الله حق - منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك (حم السجده) قل انما انا بشر مثلكم يوحى الي انما الهكم اله واحد
واما ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله - وما تحمل من انثى ولا تضع الا بعلمه - اولم يكف بربك انه على كل شيء شهيد
(سورة الاحقاف) قل ما كنت بدعا من الرسل وما ادري ما يفعل بي ولا بكم ان اتبع الا ما يوحى الي وما انا الا نذير مبين - فاصبر
كما صبر اولوا العزم من الرسل ولا تستعجل لهم (سورة محمد) ولو نشاء لاريناكهم فلعرفتهم بسيماهم ولتعرفنهم في لحن القول (سورة
طور) ام لهم سلم يستمعون فيه فليات مستمعهم بسلطان مبين - ام عندهم الغيب فهم يكتبون (سورة المنافقون) واذا رايتهم
تعجبك اجسامهم وان يقولوا تسمع لقولهم كانهم خشب مسندة - يحسبون كل صيحة عليهم هم العدو فاحذرهم قاتلهم
الله انى يؤفكون - سواء عليهم استغفرت لهم ام لم تستغفر لهم لن يغفر الله لهم (سورة التحريم) يا ايها النبي لم تحرم ما احل الله
لك تبتغي مرضات ازواجك - واذ اسر النبي الى بعض ازواجه حديثا - فلما نبات به واظهره الله عليه عرف بعضه واعرض عن بعض فلما
نباها به قالت من انباك هذا قال نبانى العليم الخبير (سورة القلم) فاصبر لحكم ربك ولا تكن كصاحب الحوت اذ نادى وهو مكظوم
(سورة الحاقة) ولو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين - ثم لقطعنا منه الوتين فما منكم من احد عنه حاجزين -
(سورة الجن) قل اوحي الي انه استمع نفر من الجن (سورة النازعات) يسئلونك عن الساعة ايان مرسها - فيم انت من ذكرها
الى ربك منتهها - انما انت منذر من يخشها (سورة عبس) عبس وتولى ان جاءه الاعمى وما يدريك لعله يزكى الخ (سورة
التكوير) انه لقول رسول كريم ولقد راه بالافق المبين وما هو على الغيب بضنين وما هو بقول شيطن رجيم (سورة والضحى)
ما ودعك ربك وما قلى - اعلم يا اخي لم يوجب استثناء من الغيب في هذه الايات كلها واما قوله تلك من انباء الغيب نوحيها اليك
فلم يسم علم الوحي علم الغيب - نعم قسم ان الله تعالى يوحي من انباء الغيب الى الانبياء وكذا الى غيرهم قال تعالى اوحينا الى امك ما يوحى
ولا يوحي الى الانبياء الا ما شاء الله تعالى (قال تعالى في سورة البقرة) ولا يحيطون بشيء من علمه الا بما شاء - والوحي الى الانبياء
لانه قال تعالى في سورة ص آمر للنبي صلعم ان يقول ما كان لي من علم بالملا الاعلى اذ يختصمون ان يوحى الي الا انما انا
نذير مبين - وفي سورة القصص - وما كنت بجانب الغربي اذ قضينا الى موسى الامر وما كنت من الشاهدين - وما كنت ثاويا في
اهل مدين ولكنا كنا مرسلين. وما كنت بجانب الطور اذ نادينا ولكن رحمة من ربك لتنذر قوما ما اتاهم من نذير
واما آية آل عمران وما كان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء - فاعلم ان معناه ما كان الله ليذر

الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ - اے بالابتلاء والجهاد فان توهم متوهم ان القيز يحصل بان يطلع النبي والمؤمنين
فقال الله تعالى ما كان الله ليطلع محمدا صلعم على الغيب فيخبركم بالمؤمن والكافر كذا في الخازن - ولكن الله يجتبي من يشاء حال كونه
من رسله لابلاغ احكام الجهاد فيميز الخبيث من الطيب فلم يحصل الاستثناء من الغيب ومعنى قوله تعالى وَإِنْ أَدْرِي أَقَرِيبٌ
مَّا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّي أَمَدًا عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا - ای چیرونمی گرداند ہیچ کس را بردفتر غیبی خویش ہر چیز یکہ بخواهد
ہمید - لکن یرسل الی رسله ملائکة بالوحی للامور الشرعیة ومایتعلق بها - والاستثناء فی اِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ منقطع کما فی السمین نقله
صاحب الجمل - ولا یوحی کل امر فی سورة ص اِن یُوحٰی اِلَیَّ اِلَّا اَنَّمَا اَنَا نَذِیرٌ مُّبِینٌ - والذین حملوا علی الاستثناء المتصل کما قال بعض المفسرین
قالوا ان المعنى لا يظهر غيبه على احد الا لبعض الغيبات المتعلقة بالارسال على رسله وقالوا ان سأل سائل بان الله يظهر لبعض المغيبات
على الاولياء - فاجابوا بان هذا ظن الغيب لا علم الغيب -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ زخرف (مکیہ)

حاصل اس سورۃ کا یہ ہے - ان سے پوچھو کس نے پیدا کیا آسمان زمین کو - کہیں گے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے - جب یہ مانیں گے تو سب تصرف
حق تعالے کا مانیں گے تو ضرور ہی کہینگے کہ ہمارا پکارنا اس سبب سے ہے کہ یہ شفعاء ہیں تو ان کو کہو کہ یہ مالک شفاعت نہیں ہیں مگر شہادت
حق کی دیں گے پھر اگر کہیں کہ گرچہ مالک نہیں ہم ان کو پکارتے ہیں تاکہ ہمارے لئے دعا کریں تو اس کا جواب سورۃ دخان میں ہے - سورۃ دخان
کا حاصل یہ ہے کہ سمیع کل شئے سوا خدا کے کوئی نہیں حٰمٓ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ یعنی قسم ہے کتاب مبین کی کہ حق ظاہر ہو جائے گا - قال تعالے
فی سورۃ النساء يَشْهَدُ بِمَا أَنزَلَ إِلَيْكَ أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ یعنی حق تعالے شہادت اسی کلام پاک کے ساتھ دیتا ہے اس امر کی کہ یہ منزل من عنداللہ ہے
یعنی یہی کلام دال ہے اس امر پر کہ یہ حق تعالے کی طرف سے ہے - غیر اللہ کی طاقت سے دور ہے کہ اسی طرح کلام کہہ سکے - قسم بمعنی او اشهاد
واثبات مدعا کے آتی ہے - جیسا کہ اقسمت بالقمر المنشق ان له - من قلبه نسبة مبرورة القسم ✽ وما حوى الفلاء من خبر ومن کرم -
وکل عرف من الکفار عنه زعمی ✽ اور کبھی قسم اس طور پر آتی ہے کہ عظیم کا نام ذکر کیا کہ اس کے خوف سے میں جھوٹ نہیں کہوں گا - یہ قسم لغیر
اللہ ناجائز - فی الحدیث من حلف لغیر اللہ فقد کفر وفی روایة فقد اشرك - رواہ الحاکم وغیرہ - اور کبھی قسم اس طرح ہوتی ہے
عدمت بنیتی ان لم تروها - تثیر النقع من طرفی کداء ✽ یہ شعر حسان کا ہے مکما فی مسلم - اور رسول صلعم نے بوقت جنگ فتح کرکے
زنایا واسطے پورے کرنے حلف حسان کہ گھوڑوں کو کداء سے لے جانا - جہاں سے حسان نے کہا ہے - پس قسم اثبات مدعی واداء شہادت والی شرک
نہیں اور نہ یہ قسم منع ہے - پس جو عورتیں کہتی ہیں رد دودھ پتر دی قسم لے یعنی اگر جھوٹ کہوں تو حق تعالے مجھ سے یہ نعمت واپس لے لے یہ
شرک نہیں - اقسام ربع قسم کتاب اللہ تعالے تمام از قسم اثبات مدعی کے ہیں - قوله تعالى وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ - واحسن الشهادات ماشهد به الاعداء - اور عقل بھی یہی کہتا ہے کہ اس کا شریک کوئی نہیں اور نقل بھی یہی کہتی

ہے۔ یاد کرو ابراہیم نے کیا کہا اور کیا حق تعالےٰ نے اس توحید کو کام باقی اس کی اولاد میں یعنی نبی اور مبلغ اس توحید کے باقی چھوڑے لعلھم یرجعون
فاستمسک بالذی اوحی الیک۔ واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا اجعلنا من دون الرحمٰن الھۃ یعبدون یعنی کسی نبی کے دین میں عبادت
غیر اللہ کی آئی ہے۔ اور اگر طعن کریں عیسےٰ بن مریم کے معبود ہونے کا تو اس کا جواب یہ ہے کہ عیسےٰ نے تو نہیں کہا کہ میری عبادت کرو لوگ
مختلف ہوئے بعض نے بسبب بغاوت کے یہ کہا قولہ تعالیٰ ءالھتنا خیر یعنی ہمارے معبود ملائکہ ہیں وہ اچھے ہیں۔ قولہ تعالیٰ ولو
نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ یعنی ہم اگر چاہیں تو تم سے ملک پیدا کریں کما فی ترجمۃ الشاہ عبدالقادر۔ ملک ہونا جائز کرنے والا عبادت کا نہیں۔
قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین۔ وھو الذی فی السماء الٰہ وفی الارض الٰہ۔ تبارک الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض
ولا یملک الذین یدعون من دونہ الشفاعۃ۔ یعنی پیدا بھی حق تعالیٰ نے کیا۔ اور کارکن آسمان زمین میں بھی وہی ہے اور برکت دینے والا
بھی وہی ہے اور جن کو پکارتے ہیں۔ وہ مالک اور خود مختار شفاعت نہیں پس خلاصہ یہ ہوا اگر پکارتے اس غرض سے ہیں کہ ھٰؤلاء شفعاؤنا
عند اللہ پس یہ پکارنا نہ چاہیے۔ اگر ان سے پوچھا جاوے کہ ان معبودوں کو کس نے پیدا کیا ہے لیقولن اللہ۔ تعجب ہے ان کے عناد سے
قولہ تعالیٰ وقیلہ قسم ہے اس کے کہنے کی یعنی اس کے اس کہنے اور اس کے ابرؤ عالمنگنے کے سبب سے کہ میں ان کو سزا دوں گا۔
فی حٰمٓ الدخان۔ فدعا ربہ ان ھٰؤلاء قوم مجرمون۔ پس یہ کہنا بددعا ہے۔ پس دعویٰ جو حٰمٓ میں ہے یعنی ایک اللہ تعالےٰ کو
پکارو حاجات میں اس پر اگر کوئی سوال کرے اور کہے کہ ہم ان کو پکارتے ہیں کہ شفاعت کریں۔ ان کا جواب یہ ہے کہ مالک شفاعت نہیں مگر
شفاعت کریں گے باذن اللہ جس کے لئے خدا امر فرمائے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حٰمٓ والکتاب المبین لے نزل من اللہ تعالیٰ سیظھر الحق انا انزلنٰہ فی لیلۃ مبٰرکۃ۔ انا انزلنا ھذا الحکم الاٰتی فی لیلۃ
مبارکۃ وعلیکم ان تاترہ وتنذرکم من عذا الفتر فی ھذا اللیلۃ افرق عذاب من لم یؤمن بھذا الحکم الاٰتی عن تہیب وانزلنا ھذا
الحکم رحمۃ وھو انزھو التعمیم لکل شیٔ لا غیرہ۔ حق تعالےٰ نے نہایت اپنے رحم و کرم سے یہ حکم بھیجا۔ اس وقت کرم کے آثار ہمیشہ ابد الآباد
تک قائم رکھے چنانکہ لیلۃ القدر جو ہزار ماہ کی عبادت سے اس ایک رات کی عبادت زیادہ ہوگی۔ تنبیہ۔ لیلۃ القدر اس امت کو ملی کما فی
موطا مالک۔ حق تعالےٰ نے نہایت رحم کے وقت یہ کلام بھیجی بڑی رحمت کی اور انذار کیا۔ اور ایسا رحم کا وقت کہ اس میں یفرق کل امر حکیم
حق تعالےٰ نے کرم کیا۔ انذار کیا۔ ارسال کیا قولہ تعالیٰ رحمۃ من ربک فی قراتہ برفع رحمۃ خبر مبتدا محذوف ای المنزل رحمۃ
وفی قراتہ بالنصب مفعول مطلق قالہ البیضاوی وقیل غیر ذالک قولہ تعالیٰ انہ ھو السمیع العلیم یعنی المدعی لا سمیع لکل شیٔ
ولا علیم بکل شیٔ الا ھو۔ یہ بیان کرنا بڑی رحمت ہے رب تعالیٰ کی طرف سے جو رب السماء والارض سے جو ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی الٰہ
نہیں جو ایسا ہے کہ رب ہے پہلوں اور پچھلوں کا۔ قولہ بل ھم فی شک یلعبون ان کو ماننا چاہیے تھا مانتے تو نہیں بل ھم یلعبون والخلق
فی صورۃ شک بات تو ظاہر ہے بلکہ لعب بنانے میں شک کی صورت بنا کے فارتقب یوم تاتی السماء الخ قولہ لعبین۔ قولہ ما خلقنٰھما
الا بالحق وقولہ ھل من خالق غیر اللہ۔ وقال تعالیٰ لو اردنا ان نتخذ لھوا لاتخذنٰہ من لدنا ان کنا فاعلین بل نقذف بالحق

علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز الحکیم ۔ دلائل عقلیہ اس میں بیان ہیں
ان فی السموات والارض لآیات للمؤمنین ۔ وفی خلقکم وما یبث من دابۃ آیات لقوم یوقنون ۔ واختلاف اللیل والنھار
وما انزل اللہ من السماء من رزق فاحیا بہ الارض بعد موتھا آیات لقوم یعقلون اگر کچھ عقل ہو تو یہی بیان کافی ہے اللہ الذی سخر
لکم البحر لتجری الفلک فیہ بامرہ وسخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منہ ۔ ولقد اوتی بنی اسرائیل ھذا الحکم فما
اختلفوا الا الباغین ۔ الدلیل العقلی ظاہر وقد ادحی فی بنی اسرائیل مثل ھذا ۔ ثم اوحینا الیک ایضا ھذا الامر انظاھر وبینا ۔
فاتبع ما اوحینا الیک ۔ یعنی جو طریقہ ہم نے تیری طرف بھیجا ہے اس کی تابعداری کرنی چاہئے پس اگر کوئی کہے ہم بلاتے ہیں غیر کو یہ ہمارا خیال ہے
کہ وہ سنتے نہیں لیکن رسم ہے ہم بطریق رسم کے کرتے ہیں ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حق تعالٰے فرماتا ہے کہ ہمارے طریقے بیان کئے ہوئے کی
تابعداری کرو ۔ قولہ تعالٰی افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ واضلہ اللہ علی علم قولہ تعالٰی علی علم قیل حال من ضمیر المفعول فی اضلہ
یعنی حالانکہ جانتا ہے کہ جن کو بلاتا ہوں سنتے نہیں پھر بھی بلاتے ہیں پس اس کو ایسا سمجھو کہ باوجود علم خدا کی قہر اور اضلال کے نیچے آگیا ۔ حاصل
سورۃ جاثیہ ۔ کہ جمیع اشیاء اللہ کی طرف سے ہیں ۔ نہ کوئی کرنے والا ہے نہ کوئی کر دینے والا ہے ۔ پس ہماری شریعت بتائی ہوئی کا تابع ہو
فللہ الحمد خاص اس کا حمد کرو شرک نہ کرو ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ حم ۔ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز
الحکیم قولہ وما خلقنا السموات والارض وما بینھما الا بالحق واجل مسمی ۔ یعنی ہر چیز دال ہے اس امر پر کہ کوئی خالق سوائے حق
تعالٰے کے نہیں اور ہر چیز دال ہے فنا پر ۔ کافر معرض ہیں اس چیز سے جو ڈرایا گیا ان کو اس چیز سے قال تعالٰی قل ارایتم ما تدعون
جس چیز کو تم بلاتے ہو سوا اللہ کے تو اس کے بلانے کی لیاقت پر کوئی دلیل نہیں یعنی نہ تو وہ خالق ہیں ۔ نہ تمہاری دعا کو سنتے ہیں اور نہ دلیل نقلی
اس پہ ہے اور نہ بلانے پر دلیل عقلی موجود ہے ۔ اور وہی پیرے پڑا تا ہے کہ انکے بلانے پکارنے کی کوئی دلیل نہیں اور موسٰی نے بھی یہی
کہا ہے ۔ قولہ تعالٰی ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ الخ فی سورۃ یونس ، ویوم نحشرھم جمیعا ثم نقول تا قولہ فکفی
باللہ شھیدا بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغافلین (وفی سورۃ فاطر) ان تدعوھم لا یسمعوا دعاءکم ولو سمعوا ما استجابوا
لکم ویوم القیامۃ یکفرون بشرککم ولا ینبئک مثل خبیر (وفی سورۃ سبا) ویوم یحشرھم جمیعا ثم یقول للملائکۃ اھؤلاء
ایاکم کانوا یعبدون الخ خلاصہ یہ کہ جن کو بلاتے ہو نہ وہ قادر ہیں خلق پر نہ ان کو تمہارے پکارنے کی کوئی خبر ہے ۔ پھر ان بلانے والوں سے بڑھکر
زیادہ کافر کون ہے سجھے اپنے آپ کی کوئی خبر نہیں وہی سے کہہ رہا ہوں اور آگے کتاب بھی یہی مطلب بیان کر گئی ہے ۔ انسان پر حق ہے
والدین اور اساتذہ کا پس اگر دعوٰی حق کے کہنے سے بعد جوانی اور جوانی سے پیچھے چالیس برس پہنچنے کے بعد بھی اگر تائب ہو جاوے تو بھی قبول ہے
اگر اتنے عمر ہوتے ہی ایمان نہ لاوے تو قہر الٰہی لگ جاتی ہے ۔ عاد وغیرہ کو جب ہلاک کیا ان کو کیوں نہ مدد دی انہوں نے جن کو بلاتے تھے اور
کما تھا جنوں نے بھی جب سنا تھا قرآن کو کہ یہ کتاب مصدق ہے کتب سابقہ کی اور راہ دی ہے فی الواقع صراط مستقیم کی طرف ۔ امام رازی نے
سورۃ ذاریات کی تفسیر میں فرمایا ہے ان الایمان التی حلف اللہ تعالٰی بھا کلھا دلائل اخرجھا فی صورۃ الایمان مثالہ قول القائل لمنعمہ
حق نعمک الکثیرۃ انی لا ازال اشکرک فیذکر النعم وھی سبب مفید لدوام الشکر ۔ وفی تفسیر ابن جریر جلد (۳) صفحہ ۱۵۴ اقسم ربنا بالتین

وَالزَّيْتُونِ والمراد من الكلام القسم بمنابت التين ومنابت الزيتون ۔ وروى ابن جرير عن كعب الزيتون بيت المقدس وعن ابن عباس الزيتون بيت المقدس ۔ مراد یہ نہیں کہ زیتون بیت المقدس کا نام ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ زیتون سے منابت زیتون جو بیت المقدس ہے، مراد ہے جو مولد عیسٰے و مہاجر ابراہیم ہے ۔ کما فی الکمالین ۔

لُبَابُ قرآن کا یہ ہوا کہ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اور ہر سورۃ میں فاتحہ سے لیکر تا آخر حوامیم تک یہ مسئلہ مذکور ہے اب انشاء اللہ ہر سورۃ کا خلاصہ لکھکر پیش کرتا ہوں معلوم ہوجائے گا انشاء اللہ تعالی کہ ہر سورۃ کا اصل مقصد یہ ہے اور مسائل اور احکام تبعی ہیں ۔ وها انا اشرع بعون الله تعالے ۔ بحیث یحل المشکلات ایضًا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

الحمد لله ۔ قال صاحب الخازن نے اول تفسیر سورۃ النساء معناه ان كل نعمة من الله فهو الحقيق بان يحمد ۔ اللهم صل على سيدنا محمد وعلى ال سيدنا محمد وبارك وسلم عليه وعليهم اجمعين ۔ بسم الله الرحمن الرحيم اى استعين فمتعلقه محذوف مؤخر اليفيد الحصر اے استعين بذكر اسمه وثمنا عاتى اياه فی سُوْرَةُ الْفَاتِحَة اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اے قولوا اياك نستعين اے خاص از حق تعالے مدد طلب میکنیم اے غائبانہ اور اور حاجات میخواہم ۔ فی سورۃ الاعراف وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وفی تلك السورة وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا اى ادعوه خاصة وفی تلك السورة وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا و فی سورۃ بنی اسرائیل قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى وفی سُوْرَةِ الْبَقَرَة وَلَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۔ در تفسیر عزیزی صفحہ ۲۵۴ اگر در سحر قولی یا فعلی کہ موجب کفر باشد مثل ذکر شیاطان و ارواح خبیثہ یہ تعظیمی کہ شایان حضرت رب العزت است مثل اثبات عموم علم و قدرت و غیب دانی ۔ و مثل کشانی یا ذبح بغیر اللہ یا سجدہ بغیر اللہ و غیر ذالک واقع شود بلا شبہ آن سحر کفر است و صاحب آن مرتد میشود و ہم چنین کسے کہ این نوع سحر برائے مطلبی از مطالب خود بجا آورده و دانستہ کافر مے گردد ۔ احکام ارتداد بروے جاری اند ۔ او را باید کشت و در مقابر مسلمین او را دفن نباید کرد ۔ برائے او فاتحہ و درود و صدقات نباید فرستاد انتہی ۔ در الفاظ دعوت قمری نوشتہ اند ايها الملك الكريم والسيد الرحيم مرسل الرحمة ومنزل النعمة ده ده حرة عطار وكل ما حصل لى من الخير فهو منك وكل ما يندفع من الشر عنى فهو منك ونیز گوید ايها السيد الفاضل الناطق العالم بخفيات الامور المطلع على المستاثر وعلى هذا القياس در در المعارف صفحہ ۵۴ حضرت ایشان یعنی حضرت شاہ غلام علی صاحب فرمودند کہ دعا کردن و ندا نمودن غیر از حق جل و علٰے البتہ در شریعت نا روا است ۔ راقم گوید عفی عنہ حضرت فرمودند کہ من ورد سے میگفتم یا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی شیئًا للہ آواز از غیب بسمع لاریب من رسید کہ بگو یا ارحم الراحمین ۔ انتہی کلام در المعارف ۔ میگوید حسین علی در کلمات کفریہ سحر تاثیر حاصل می شود برائے استدراج در سورۃ البقرۃ است وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۔ پس ندا نمودن غیر حق تعالے را غائبانہ بزعم عموم علم ممنوع است سے فی

آیۃ الکرسی مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔ وفی سورۃ
آلِ عمران اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ۔ عند رد علی النصاری فی الخازن قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ألستم تعلمون
الا ما علمہ اللہ تعالیٰ احیانًا قالوا لا فنزلت قال تعالیٰ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ کما قال تعالیٰ هو الحی القیوم [illegible] وقال ان اللہ لا یخفی
علیہ شیئ ای خاصۃ فقال قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ یعنی علیکم ان تدعوہ خاصۃ فتقولوا یا اللہ یا مالک [illegible] تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ
وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ ... وَتُوْلِجُ النَّهَارَ
فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ اعنی مسئولی فعلم تعالیٰ طریق الدعاء وقال
اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ فقولوا ھکذا ای اللّٰهم [illegible] خاصۃً وفی سورۃ الزمر قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ
الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْ مَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ فی الخازن ناقلا عن صحیح مسلم کان علیہ السلام یقول اللّٰهم رب [illegible]
ومیکائیل فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ اهدنی لما اختلف فیہ من الحق باذنک فقولوا اھدنی مقصود بالتذ
پس خلاصہ آیات ابتداء آل عمران کہ برائے رد نصاریٰ نجران نازل اند این کہ حی لا یموت حق تعالیٰ است خاصۃ قیوم حق تعالیٰ است خاصۃ ذاتی کہ بروے چیزے
مخفی نیست حق تعالیٰ است پس خاص او را ندا کنید [illegible] خاص عبادت [illegible] ندا غائبانہ عبادت است و عیسیٰ علیہ السلام را نخوانید در حاجات بیشک
آدم و نوح و آل ابراہیم و آل عمران مصطفیٰ بودند لکن این ہمہ ذریت بودند یعنی مخلوق بودند و بعض از بعض بودند و اللہ سمیع علیم خاصۃ پس چرا عبادت دیگر ان
میکنید و میخوانید۔ وفی سورۃ النساء یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وفی الخازن ص ۳۶۶ قیل الجبت والطاغوت کل معبود دون اللہ
تعالیٰ وقیل ھما صنمان کانا لقریش الخ پس محاکمہ بردن نزد بتان این طور کہ مال شخص نزد بت بنہند و مجوبید دیگرے را اگر حق تو ہست بگیر اگر بطریق ناحق گرفتی
بت ترا ہلاک خواہد کنانید و بت کہ ما میخواہند کہ مبطل را ہلاک کند یا کنانند و امثال این محاکمات در این داخل است۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ
اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا وَاِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا
مَّرِیْدًا۔ فی الخازن کل من عبد شیئا فقد دعاہ لحاجتہ۔ وفی سورۃ المائدۃ اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ مَا الْمَسِیْحُ
ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّیْقَةٌ كَانَا یَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَیْفَ نُبَیِّنُ لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ
قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ عیسیٰ و مریم سمیع و علیم نیستند پس عبادت ایشان و خواندن ایشان
چگونہ صحیح باشد۔ چنانچہ خواندن غیر ناجائز است ازین جہت کہ سمیع و بصیر نیستند و قسم بغیر اللہ ناجائز است زیرا آنکہ قسم بچیزے ازین جہت میکنند
کہ اگر دروغ بگویم آن مقسم بہ مرا خواہد گرفت چون غیر نہ سمیع العلیم است و نہ قادر پس چگونہ قسم باو درست شود۔ فی الترمذی امر رسول اللہ صلعم ان
یتحلفوا بما یعلم علی اھل دینھم فنزل شھادۃ بینکم الی قولہ فیقسمان باللہ الخ یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا
بعدو ذا تنا و لا نعلم ما احدثوا من بعدنا و منہ ما اخبر اللہ تعالیٰ عن عیسیٰ علیہ السلام کنت علیھم شھیدا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت
الرقیب علیھم۔ و منہ ما روی عن انس ان رسول اللہ صلعم قال یردون علی الحوض رجال ممن صاحبنی حتی اذا رفعوا الی اختلجوا دونی فلاقولن ای
رب اصحابی فیقال لی انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقا لمن بدل بعدی اخرجاہ فی الصحیحین کذا فی الخازن ص ۵۰۲ وے

سورۃ الانعام وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا
... إِنِّي مَلَكٌ۔ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ۔ قُلْ أَنَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وفی سورۃ الاعراف
قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ قولہ بالقسط قال ابن عباس بلا الہ الا اللہ قولہ فاقیموا
وجوهکم ... معناہ اجعلوا سجودکم للہ خالصاً کذا فی الخازن وفی سورۃ الاعراف ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً کما تدعون غیرہ فالان لا تدعوا
غیرہ ... یحب المعتدین ای الکافرین وفی سورۃ الانعام وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ
... وفی ... قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ استثناء منقطع ای لکن وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ
السوء إن أنا إلا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ
وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ سورۃ التوبہ عادت کفار است کہ عبادت غیر میکنند وغیر را در
عبادت ... نا نہ بیجا انداز لازم است بر مومنین کہ مضاہات ومشابہت ورسم کفار وکفر ... قال تعالیٰ فی سورۃ التوبہ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ
وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ۔ اتَّخَذُوا
أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ
وفی سورۃ یونس وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاؤُكُمْ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاؤُهُمْ مَا كُنْتُمْ
إِيَّانَا تَعْبُدُونَ۔ فَكَفَىٰ بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغَافِلِينَ۔ قولہ تعالیٰ وَشُرَكَاؤُهُمْ من عبدوہ من دون اللہ من اولی العقل
کذا فی المدارک۔ وفی سورۃ السبا وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ
وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا وفی سورۃ یونس وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ
يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ شُرَكَاءَ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ۔ أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَأَنْ أَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا
وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ۔ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللّٰهُ
بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ وفی سورۃ الہود ذَٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْقُرَىٰ نَقُصُّهُ عَلَيْكَ مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيدٌ
وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ آلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَمَّا جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ وَمَا زَادُوهُمْ
غَيْرَ تَتْبِيبٍ ... وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ثبت فی
سورۃ یوسف من قصۃ یعقوب علیہ السلام ان الانبیاء علیہم السلام کانوا لا یعلمون الغیب الا ما علمہم اللہ تعالیٰ احیاناً وما کانوا یملکون الامر
ثبت المدعی السابق فی سورۃ ھود اے لا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک وللہ غیب السموات والیہ یرجع الامر
وفی سورۃ الرعد لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ
وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ
وفی سورۃ ابراہیم الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ وفی سورۃ البقرۃ فی دعاء ابراہیم

واسمعیل. رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ فالاقرار بانہ لا یسمع لکل شیء ولا یعلم بکل شیء الا ھو۔ موجب لاستجابۃ الدعاء لانہ ولہ
الایمان۔ فی سورۃ آل عمران فی دعاء امرأۃ عمران۔ فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وفی دعاء ذکریا اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ وفی سورۃ
المائدۃ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ۔ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ
لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ قولہ تعالی اَتَعْبُدُوْنَ الاولی ان یقال معناہ اتدعون من دون اللہ عیسی وامہ والحال انہ لا سمیع
ولا علیم الا ھو۔ وبھذا یظھر وجہ ایراد قولہ تعالی وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ بلفظ الحصر۔ وفی سورۃ الحجر فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ
الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ وَاعْبُدْ
رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ وفی سورۃ النحل وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا
يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ شاہ عبد القادر نے لکھا شاید ان کو فرمایا کہ جو مرے ہوئے بزرگوں کو پوجتے ہیں وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا
رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ۔ وفی سورۃ بنی اسرائیل وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا
اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا
تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى وفی سورۃ الکہف فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا۔ قُلِ
اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ... وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا۔ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ
فاستغاثوا بھم فلم یستجیبوا لھم ای لم یغیثوھم وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ای بین المعبودین والعابدین ومن المعبودین ...
... وفی سورۃ مریم وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا وفی سورۃ
طٰہٰ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَقَدْ
خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا۔ وفی سورۃ الانبیاء قَالَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ... اِنَّهُمْ كَانُوْا
يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ۔ وفی سورۃ الحج يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ذٰلِكَ
هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ
يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ۔ وفی سورۃ المؤمنون وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ وفی
سورۃ النور اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ومعنی التسبیح التنزیہ عن لیاقۃ عبادۃ الغیر ...
... وما یناسبہ سبحانہ تعالی عما یشرکون سبحان اللہ عما یصفون فی آخر سورۃ الاعراف اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ
وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ وفی سورۃ الفرقان وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا
وفی سورۃ الشعراء فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ

إنه هو السميع العليم ۔ وفي سورة النمل قل لا يعلم من في السموات والأرض الغيب إلا الله وما يشعرون أيان يبعثون ۔ فتوكل على الله
إنك على الحق المبين ۔ وأمرت أن أكون من المسلمين ۔ وفي سورة القصص وادع إلى ربك ولا تكونن من المشركين ۔ ولا تدع مع الله إلها
آخر لا إله إلا هو كل شيء هالك إلا وجهه له الحكم وإليه ترجعون ۔ وفي سورة العنكبوت مثل الذين اتخذوا من دون الله أولياء
كمثل العنكبوت اتخذت بيتا وإن أوهن البيوت لبيت العنكبوت لو كانوا يعلمون ۔ إن الله يعلم ما يدعون من دونه من شيء و
هو العزيز الحكيم ۔ وفي سورة الروم وله من في السموات والأرض كل له قانتون ۔ وإذا مس الناس ضر دعوا ربهم منيبين إليه ثم
إذا فريق منهم بربهم يشركون ۔ أي يدعون غيره ۔ هل من شركائكم من يفعل من ذلكم من شيء سبحانه وتعالى عما يشركون ۔ و
في سورة لقمان ذلك بأن الله هو الحق وأن ما يدعون من دونه هو الباطل وأن الله هو العلي الكبير ۔ وإذا غشيهم موج كالظلل دعوا الله
مخلصين له الدين فلما نجاهم إلى البر فمنهم مقتصد وما يجحد بآياتنا إلا كل ختار كفور ۔ إن الله عنده علم الساعة وينزل الغيث
ويعلم ما في الأرحام وما تدري نفس ماذا تكسب غدا وما تدري نفس بأي أرض تموت ۔ إن الله عليم خبير ۔ في الخازن عن ابن
عباس هذه الخمسة لا يعلمها ملك مقرب ولا نبي مصطفى فمن ادعى أنه يعلم شيئا من هذه فإنه كفر بالقرآن لأنه خالفه انتهى ۔ في التفسير
المظهري ليس المراد حصر علم هذه الأشياء بل المراد نفي علم الغيب مطلقا ۔ وفي سورة السجدة إنما يؤمن بآياتنا الذين إذا ذكروا بها خروا
سجدا وسبحوا بحمد ربهم وهم لا يستكبرون ۔ تتجافى جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفا وطمعا أي يدعون الرب لا غيره
وفي سورة الأحزاب اتق الله ولا تطع الكافرين والمنافقين ۔ واتبع ما يوحى إليك من ربك ۔ قالوا للنبي صلعم ارفض ذكر آلهتنا اللات
والعزى ومناة وقل إن لها شفاعة لمن عبدها وندعك وربك فنزلت ۔ خدا بنانے سے خدا نہیں بنتا ۔ لڑکا متبنٰی سے ابن نہیں ہو جاتا ۔ بیوی کے
ظہار کے ماں نہیں ہو جاتی ۔ ولا تطع الكافرين والمنافقين ودع أذاهم وتوكل على الله وكفى بالله وكيلا ۔ سورة السبا قل ادعوا الذين
زعمتم من دون الله لا يملكون مثقال ذرة في السموات ولا في الأرض وما لهم فيهما من شرك وما له منهم من ظهير ۔ ولا تنفع
الشفاعة عنده إلا لمن أذن له حتى إذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربكم قالوا الحق وهو العلي الكبير ۔ ويوم يحشرهم جميعا ثم
يقول للملائكة أهؤلاء إياكم كانوا يعبدون ۔ قالوا سبحانك أنت ولينا من دونهم بل كانوا يعبدون الجن أكثرهم بهم مؤمنون
فاليوم لا يملك بعضكم لبعض نفعا ولا ضرا ۔ وفي سورة فاطر ذلكم الله ربكم له الملك والذين تدعون من دونه ما يملكون من قطمير
إن تدعوهم لا يسمعوا دعاءكم ولو سمعوا ما استجابوا لكم ۔ أي ما نفعوكم ۔ ويوم القيامة يكفرون بشرككم ولا ينبئك مثل خبير ۔ قل
أرأيتم شركاءكم الذين تدعون من دون الله أروني ماذا خلقوا من الأرض أم لهم شرك في السموات والأرض أم آتيناهم كتابا
فهم على بينة منه بل إن يعد الظالمون بعضهم بعضا إلا غرورا ۔ وفي سورة يس واتخذوا من دون الله آلهة لعلهم ينصرون
لا يستطيعون نصرهم وهم لهم جند محضرون ۔ أي الآلهة للكفار جند في زعم الكفار كذا في الجلالين وقال تعالى في موضع آخر ۔ لا
يستطيعون نصر أنفسهم ولا هم منا يصحبون ۔ وفي سورة الصافات أتدعون بعلا وتذرون أحسن الخالقين ۔ الله ربكم ورب
آبائكم الأولين ۔ وفي سورة ص وظن داود أنما فتناه فاستغفر ربه وخر راكعا وأناب ۔ ولقد فتنا سليمان وألقينا على كرسيه

جسدًا ثُمَّ اَنَابَ ۔ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۔ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۔ وفى
سورة الزمر قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِىَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِىْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ
رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۔ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا
كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۔ استفتح الله بذكر هذه الصفات ثم اذكر المقصود بالنداء ومن دعائه عليه السلام اللهم رب جبرائيل وميكائيل فاطر السموات
والارض عالم الغيب والشهادة انت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون ۔ اهدني لما اختلف فيه من الحق باذنك انك تهدي من
تشاء الى صراط مستقيم ۔ وفي سورة المؤمن ما ملخصه هذا الحكم الالٰهي منزل من عزيز عليم غافر الذنب وقابل التوب شديد العقاب
ذي سعته في الامور كلها ۔ وهذا الحكم بيّن لا يجادل فيه الا معاند ومن صدق دخل تحت دعاء حملة العرش ومن حوله ۔ الحكم هذا فَادْعُوا
اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۔ وهذا ادعى الغاية رفيع الدرجات ذو العرش الى من شاء من عباده ۔ والله يقضي بالحق والذين يدعون
من دونه لا يقضون بشيء ۔ ان الله هو السميع البصير ۔ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِىْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ استجابة
دعوة في الدنيا والاخرة ۔ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِىْ اي عن دعائي كذا فسره رسول الله صلعم اورده
ابن جرير في تفسيره في حديث مرفوع وفي الحديث الدعاء هي العبادة وقرء وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ
عِبَادَتِىْ ۔ هُوَ الْحَىُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۔ قُلْ اِنِّىْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ
تُشْرِكُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ۔ فلباب السور السابقة تدعو ادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۔ و
في سورة السجدة فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ اي لا يقولون لا اله الا الله كذا قال ابن عباس
وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ الخ ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ الخ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِىْ
قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۔ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ الخ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۔ المعنى اولم يكف
في توحيد ربك انه على كل شيء شهيد ۔ مطلع لا يخفى عليه شيء لا غيره ۔ وفي حم عسق اوحى اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اِنَّ اللّٰهَ
لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَلِىُّ الْعَظِيْمُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ الانبياء السابقين ۔ اَنْ اَقِيْمُوا
الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۔ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِىْ شَكٍّ ۔ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ
لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔ فالدين هو العبادة ومخ العبادة الدعاء واقامته اخلاص الدعاء لله وحده وفي سورة الزخرف
سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَهُوَ الَّذِىْ فِى السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِى الْاَرْضِ اِلٰهٌ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ وَلَا
يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۔ وفي سورة حم دخان اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ
هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ فهذه رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۔ وفي سورة الجاثية ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ
مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ قوله على علم حال
من الضمير المفعول في اضله وختم على سمعه وقلبه وجعل على بصره غشاوة فمن يهديه من بعد الله ۔ وفي سورة الاحقاف قل

أَرَءَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِّن قَبْلِ هَٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۔ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۔ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً بَلْ ضَلُّوا عَنْهُمْ وَذَٰلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ وماحصل بهم من المنافع فی امور صغیرة استدراج ۔ فی سورة نون سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ و فی سورة الجن فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا و در درالمعارف حضرت ایشان فرمودند که دعا کردن و ندا کردن غیر از جناب الٰہی البتہ در شریعت ناروا ست اما استمداد خواستن از دوستان خدا اگر بسبب تقریب خداست رواست ۔ گوید علی عنہ وعن جمیع ساداتہ واسلافہ کہ کارے از بزرگان خواستن خطاست و نا مرضی کبریاست ۔ وحل مشکلے از حق تعالےٰ طلب نمودن بتوجیہ بزرگان بجاست و عین رضا است والیضاً حضرت ایشان فرمودند کہ من روزے میگفتم یا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ آواز غیب بسمع لاریب من رسید کہ بگو یا ارحم الراحمین ۔ انتہیٰ ۔ و نیز در درالمعارف صـ۱۶۱ حضرت ایشان ارشاد فرمودند کہ از اکثر اولیاء اللہ حل مشکلات مردمان میشود ایشان از آن خبر ندارند انتہیٰ ۔ بدان اے برادر گفتن یا رسول اللہ بطریق تعشق و توسل خارج از بحث است ۔ وحضرت شاہ ولی اللہ بیان مدح وثنا رسول اللہ صلعم فرمودند فاغثنا یا من ھو الغوث والغیث اذا اجھدا لو بی الازواء ۔ ترجمہ جب تنگ کردیا خلق کو سختی نے ادرز لیخاست ؎

خیال یار پیش دیدہ بنشاند ✦ ہم از دیدہ ہم از لب گوہر افشاند
کہ اے پاکیزہ گوہر از چہ کانی ✦ کہ از تو دارم این گوہر فشانی

حضرت شاہ احمد سعید قدس اللہ سرہٗ در حق المبین نوشتہ کہ وجہ ندا در السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ خطاب کردن بطریق نصب العین است ۔ واز ینجا استخراج کردہ اند ۔ رابطہ مشائخ ۔ انتہیٰ ۔ واین ندا اکثر در کلام شعرا واقع میشود وآنرا حمل کردن کہ حاضر ناظر میداند بعید است ۔ اب صدیق حسن خان گفتہ ع

شیخ سنت مددی قاضی شوکاں مددی

بعضے دعا باشد چنانچہ در ہندی گویند انشاء اللہ مدد ہووے پیر جیلانی بعضے میگویند کہ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس اللہ سرہ یا شیخ را جائز نوشتہ در مکتوبات معصومیہ وآن غلط است ۔ وعبارت مکتوبات این ست آن سہ دعائے ماثورہ نیست یکی الٰہی بحرمت الحسن الخ ۔ دوم بشیخ عبدالقادر الخ سوم نادعلیاً الخ دو اول گنجائش دارند کہ بخوانند منع نبکنم دعا سوم از شعار اہل سنت نیست موقوف باشد انتہیٰ از جواز یا شیخ جواز یا شیخ فہمیدن بعید است ۔ لازم است کہ از شرک وموہم شرک اجتناب کردہ شود ہم چنین از امور شرعیہ ۔ در تسبیح سیارہ صـ۵ است ۔ تصویرات اکابر بزیارت آنہا توسل جناب کبریا میخواہند از اسلام نیست آنحضرت صلعم تصویر حضرت ابراہیم بدست مبارک خود شکستہ اند باین عمل مبادا این آیت شریفہ صادق آید وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ۔ سنگ تراشیدہ آنرا قدم شریف پیغمبر صلعم قرار دادن این ہم مانند تصویر پرستی است کیفیت حال وکشف وخرق عادت کفار راہم می باشد ۔ وریاضت واشتغال کہ سبب تسخیر جاہلان میگردد اعتباری ندارد و انتہیٰ کلام تسبیح سیارہ مع الاختصار و در صـ۸ مرقوم وخلاف شرع بمراقبہ ہمہ اوست گمان توحید بستن از کفر است ۔ و در صـ۹۲ سطر ۱۵ ۔ کلمات طیبات است اہل استدراج رانیز احوال واذواق دست

سیدہ وکشف توحید و مکاشفہ و معاینہ کہ در مرایا صور عالم بظہور آید حکماء یونان و براہمہ ہند درین معنی شریک اند۔ علامت صدق موافقت علوم شرعیہ است با اجتناب از امور محرمہ و مشتبہ انتہی۔ و در کلمات طیبات صت ۱۲۳ سطر ۱۷۔ خرق عادت کہ بریاضت "کسب است از جوگیہ ہم بظہور می آید و در کلمات طیبات صت ۱۲۳ رویت عالم مثال کہ آنرا صوفیہ بکشف تعبیر میکنند از قبیل رویا در منام است اولیاء اللہ گفتہ اند کہ آنچہ بکشف معلوم می شود آنرا بمعیار شرع باید سنجید۔ اگر موافق شرع است آنرا قبول باید کرد و آنچہ مخالف شرع است آنرا رد باید کرد زندقہ باید دانست و آنچہ شرع ازان ساکت است آنرا قبول باید کرد باحتمال غلط۔ دعا بمعنی خواندن و مطلق خواندن کسے را منع نیست مراد خواندن کسے را غائبانہ در حاجات است لہذا مفسرین تفسیر بعبادت می کنند۔ حضرت شاہ ولی اللہ در فوز کبیر فرمودہ اند مفسرین حاصل بطریق افہام بیان میکنند۔ مردمان ناواقف گمان میکنند لفظے معنی کردہ اند در ملفوظات حضرت حاجی دوست محمد قندھاری است۔ اولیاء را علم غیب نباشد مگر آنچہ از مغیبات بطریق خرق عادت یا الہام آنہا را خدا تعالے اعلم دہد علم غیب مراد اولیاء را گفتن کفر است انتہی کلامہ۔ و در ارشاد الطالبین مصنفہ قاضی ثناء اللہ خواندہ ام نزد پیر خویش خواجہ محمد عثمان قدسنا اللہ بسرہ المقدس اولیاء را علم غیب نباشد مگر از مغیبات بطریق خرق عادت بکشف یا الہام آنہا را علم دہند و علم غیب مراد اولیاء را گفتن کفر است۔ قال اللہ تعالیٰ قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَ لَاۤ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ وقال اللہ تعالیٰ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ و دیگر آیات شاہد این مدعا اند۔ مسئلہ دعا از اولیاء مردگان یا زندگان و از انبیاء روا جائز نیست۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرمود الدعاء ھو العبادۃ وقرء وقال رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ آنچہ جہال میگویند یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ و یا خواجہ شمس الدین پانی پتی شیئاً للہ جائز نیست شرک است۔ انتہی کلام قاضی ثناء اللہ۔ شیخ عطار فرمودہ

عزت سلطان ہر چہ خواہد آن کند — عالمی را در دمی ویران کند
ہست سلطانی مسلم مر ورا — نیست کس را زہرہ چون و چرا
قرۃ العینی جہان برہم زند — کس نمی آرد کہ آنجا دم زند
از تن صابر بکرمان قوت داد — ہم زیونس لقمہ را حوت داد
در بلا یاری مخواہ از ہیچکس — زانکہ نبود جز خدا فریادرس
از خدا خواہ ہر چہ خواہی اے پسر — نیست در دست خلائق خیر و شر
غیر حق را ہر کہ خواند اے پسر — کیست در عالم ازو گمراہ تر
ہر کرا بینی براہ ناصواب — سر ز راہش آر تا یابی ثواب
دشمن حق را نباید داشت دوست — بازگشت جملہ چون آخر باوست
ہر کہ آرد این نصیحت را بجائے — در دو عالم راحتش بخشد خدائے
رحمت حق باد بر جان کسے — کین نصیحت را بخواند او بسے

شیخ سعدیؒ فرمودہ

چو بینی پسند آیدت از ہزار — بمردی کہ دست از تعنت بدار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

در تفسیر عزیزی صت ۱۳۰ باحادیث متواترہ سجدہ تعظیم منع است و در فتاوی عزیزیہ اجماع بر تحریم سجدہ تعظیم نوشتہ وکذا شیخ عبد الحق در ترجمہ مشکوۃ شریف در تفسیر خازن نوشتہ ان المساجد للہ لا تسجد لغیر اللہ وکذا فی المعالم والکبیر عن سعید بن جبیر احادیث منع سجدہ ابوداؤد از قیس مرفوعاً آوردہ احمد از انس آوردہ مرفوعاً لا یصلح لبشر ان یسجد لبشر از عائشہؓ لعنۃ اللہ علی الیہود والنصاری اتخذوا قبور انبیاءہم

مساجد متفق علیہ و مسلم از ابوہریرہؓ آوردہ مرفوعاً و مسلم از ابن عباسؓ مرفوعاً آوردہ ۔ ابن ابی شیبہ از عمرؓ و علیؓ و سلمانؓ مرفوعاً منع سجدہ تعظیم آوردہ و ابن ابی شیبہ از معاذؓ و عائشہؓ و جابرؓ مرفوعاً آوردہ و در مسلم انی انھاکم عن ذالک و در جامع الرموز صفحہ ۳۳۵ تقبیل ارض منع نمودہ و کذا جامع الصغیر کذا فی عالمگیری و کذا فی درالمختار ۔ فی فتاوی عالمگیری تقبیل بین یدی العظیم حرام نوشتہ و گفتہ لا یکفر و سجدہ تعظیم را جامع الرموز کفر گفتہ ۔ از مبسوط و ظہیریہ نقل کردہ ۔ و در احیاء العلوم و فتاوی عبدالحی و انواع محمدی و در فتاوی ملاعلی و خلاصہ کفر گفتہ و در تفسیر کبیر و فتاوی بزازیہ کفر گفتہ و در تفسیر صغیری کفر گفتہ ۔ در فتاوی عالمگیری جلد ۵ س من قبیل الارض لا یکفر و لاکن یاثم و سجدہ را کفر گفتن نقل از جواہر اخلاطی کردہ شامی ہم ۔ و تعظیم را کفر گفتن از شمس الائمہ نقل کردہ ۔ در مکتوبات شریف دفتر اول صفحہ ۱۱۱ امر منع کردن سجدہ فرمودہ و جواز سجدہ تعظیم در ہیچ کتاب فقہ از مذاہب اربعہ و در ہیچ کتاب حدیث نیامدہ ۔ در ملتقط سجدۃ التواضع بغیر اللہ حرام نوشتہ و نسبت جواز بطرف ملتقط و تیسیر غلط است و در تفسیر تیسیر مطبوعہ جواز نہ نوشتہ و در بحر الرائق جلد ۵ صفحہ ۱۲۲ و ما یفعل من السجود بین یدی السلطان فحرام والفاعل والراضی بہ یاثمان و قال شمس الائمۃ السرخسی السجود لغیر اللہ علی وجہ التعظیم کفر کفر فقط و اخر دعوانا عن الحمد للہ و الصلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اصحابہ اجمعین ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُورۃ محمد مدنیۃ

پہلے ابتداء قرآن سے لے کر اس جگہ تک توحید کا بیان علیٰ وجہ الکمال مع الدلائل والتخویفات الدنیویہ والاخرویۃ کے کیا گیا اس سے بعد تا آخر قرآن یہ حصہ علیحدہ اس میں احوال آخرت کے بیان کئے گئے ہیں اور اصل مدعا یعنی توحید کو بھی ہر سورت میں کچھ نہ کچھ بیان کیا گیا ہے پھر اس حصے کے بہت حصے ہیں باعتبار تعلق مضمون کے ایک تو سورۃ محمد سے لے کر سورۃ ق تک ایک مضمون ہے ۔ پہلے قتال کا حکم ہے پھر جس وقت آزمائش کی گئی تو سورۃ فتح میں وعدہ فتوحات کا دیا گیا اور بعد اس کے کہ جب توحید علیٰ وجہ الکمال بیان کی گئی اور اطراف میں اسلام پھیل گیا اور آزمائش کے بعد فتوحات بھی مل گئے تو آداب اور قواعد بتلائے گئے علی الطریق الکمال پھر دوسرا حصہ ق سے لے کر سورۃ قمر تک احوال آخرت اور ثبوت الآخرۃ علی سبیل الترقی مع التوجہ علیٰ سبیل الترقی کا بیان ہوا اور اصل میں احوال قیامت سورۃ ق سے تا آخر قرآن تک ہیں پھر سورۃ قمر سے لے کر سورۃ حدید تک توحید اور نفی شرک برکتی کا بیان علیٰ وجہ الکمال ہے مع التخویفات الاخرویہ یہ تین حصے بیان کئے گئے ہیں ۔ باقی اپنی اپنی جگہ بیان کئے جائیں گے ۔ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے لے کر كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ تک تخویف دنیوی کفار کے اور بشارت واسطے مومنوں کے ذکر کی گئی ہے (فائدہ) صَدُّوْا لازمی اور متعدی دونوں کے معنی میں آتا ہے اور پھر فَاِذَا لَقِيْتُمُ سے لے کر اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ تک حکم جنگ ہے درمیان میں ترغیب دی گئی جنگ کی دو طریقوں کے ساتھ ایک تو مقتول فی سبیل اللہ کے واسطے جنت مقرر کر رکھی ہے اور دوسرا مومنوں کے واسطے مددگار ہے کیونکہ غرض اعلاء کلمات اللہ کی ہے اور پھر وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ سے نبی علیہ السلام کو تسلی دے کر اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ تک تخویف اخروی اور بشارت

بیان کی گئی اس کے بعد علت قتال بیان کی گئی ہے کہ کیوں فرض ہوئی فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ اللّٰهُ
یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ یعنی غرض قتال سے توحید ہے یعنی معبود ایک ہے غیر نہ پکارو پھر یَقُوْلُ الَّذِیْنَ سے لے کر فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ تک شکوی منافقوں کا
اور زجرات اور تخویفات واسطے منافقوں کے ذکر کیے گئے اس کے بعد یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ سے لے کر آخر تک تشجیع علی القتال بیان ہے
اور ترغیب بیان کی گئی کہ دنیا کچھ چیز نہیں بہ نسبت آخرت کے۔ حاصل یہ ہوا کہ اس سورت میں جنگ کرنے کا حکم کیا گیا اور ترغیب دی گئی پھر جنگ کرنے
کی علت فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے بیان کی گئی جو کہ اصلی مقصود تھا اور پھر منافقوں پر شکوی اور زجرات بیان کر کے ترغیب علی القتال بیان کی پس
پس حاصل حکم قتال کا ہوا۔ باقی تحقیق جمل ومفردات کی یہ ہے (۱) فَضَرْبَ الرِّقَابِ ای فاضربوا اضرب الرقاب یعنی گردنوں کا مارنا (۲) حَتّٰۤى اِذَاۤ
اَثْخَنْتُمُوْهُمْ ای قهرتموهم یعنی اس حد تک کہ کثرت خونریزی ہو جائے (۳) حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا علت ہے فضرب الرقاب کی یعنی
واسطے اس غرض کے کہ تا ہو چھوڑ دیں حرب والے یعنی کفار ہتھیار اپنے کو یعنی ضعیف اور مغلوب ہو جائیں (۴) لَوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَ لٰكِنْ
لِّیَبْلُوَاۡ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ای لکن یرید لیبلو کم یعنی اگر اللہ چاہتا تو ان کو ہلاک کر دیتا لیکن ارادہ کرتا ہے آزمائش تمہاری کا (۵) وَ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَنْ یُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ سَیَهْدِیْهِمْ وَ یُصْلِحُ بَالَهُمْ سیهدیهم کا تعلق وَالَّذِیْنَ قُتِلُوْا کے ساتھ نہیں ہو سکتا کیونکہ مقتول ہونے
کے بعد ہدایت دینے کا کوئی معنی نہیں بن سکتا لہذا اس کو علیحدہ جملہ قرار دیں گے اور ہدایت کا حکم باقی مومنوں کے واسطے ہوگا یا اس کے ساتھ متعلق ہوگا
لیکن معنی سَیَهْدِیْهِمْ یهدیهم الی الجنة ہوگا۔ بقرینہ یُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ معنی عرفها اے مقرر کر رکھا ہے اس جنت کو (۶) وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
فَتَعْسًا لَّهُمْ یعنی ہلاکت ڈالی گئی ہے واسطے کفاروں کے (۷) دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ اے ہلاکت ڈالی ہے اللہ تعالی نے ان پر (۸) اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى
بَیِّنَةٍ اے علی بیان وفهم من الله كَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ ای زین بقهر الله تعالی (۹) فِیْهَاۤ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَیْرِ اٰسِنٍ معنی آسن کا گندہ ہوا
(۱۰) وَ سُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ معنی امعاء کا روده (۱۱) فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ معنی یہ کہ کہاں سے ہوگا قبول کرنا نصیحت کا
جس وقت آ جائے گی اس معنی سے ذکراهم کا تعلق باعتبار معنی مقدم ہے اذا جاءتهم سے (۱۲) مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ بجائے تقلب دنیا میں اور
مثواكم فی الآخرة مراد ہے (۱۳) یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ نَظَرَ الْمَغْشِیِّ عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ یعنی مثل اس شخص کی کہ جس پر غشی موت کی آئی ہو فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ
فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ معنی صدق راست گفتن اور راست کردن از صراح یعنی جس وقت جنگ کا اعلان ہو جائے تو اس وقت یہ منافق کہنے اور کرنے میں
صدق کرتے تو ان کے لئے اچھا ہوتا (۱۴) سَوَّلَ لَهُمْ وَ اَمْلٰى لَهُمْ معنی املی کا مہلت ہے (۱۴) اَضْغَانَهُمْ کا معنی کینہ اور غصہ (۱۵) فِیْ لَحْنِ
الْقَوْلِ اے باتوں میں (۱۶) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ اے لا تبطلوا بعدالله والرسول یعنی اے
مومنو اطاعت اللہ اور رسول کی کر قائم کرو اگر نہ قائم رکھا اور شرک کیا تو تمہارے اعمال سابقہ باطل ہو جائیں گے یہ معنی سیاق کے موافق ہے باقی فقہ اور
اصول والوں کا یہ مسئلہ اس سے نکالنا کہ صلوۃ نافلہ کو شروع کرنے کے بعد فاسد کرے تو صلوۃ واجب ہو جاتی ہے یہ سیاق کے مخالف ہے۔ (۱۷)
لَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَ اللّٰهُ مَعَكُمْ وَ لَنْ یَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ۔ تَدْعُوْا علت تَهِنُوْا ہے اور معنی لَنْ یَّتِرَكُمْ یعنی نہ ضائع
کرے گا عمل تمہارے کو یعنی تم صلح کا اعلان نہ دو اللہ تمہارے ساتھ ہے اِنْ یَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَیُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا۔ فَیُحْفِكُمْ علت ہے یَسْـَٔلْكُمُوْهَا کا اور تَبْخَلُوْا
جزاء ہے معنی یہ ہوگا کہ اگر اللہ تعالے سوال کرے اور مبالغہ کرے سوال میں یعنی سب کے لئے لینے کا تو تم بخل کرو گے۔ فقط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُورۃ فتح

اس سورۃ میں وعدہ فتوحات کا دیا گیا ہے۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا سے لے کر وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا دو خوشخبریاں دی گئی ہیں ایک تو فتح ہوگی اور دوسرا اللہ تعالے مومنوں کے دل میں تسلی اور کافروں کے دل میں خوف ڈال دے گا اور اس کی علتیں بیان کی گئی ہیں اور اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا یہ دعویٰ بیان کیا گیا یعنی جب کہ تمہارے واسطے اللہ تعالےٰ نے یہ دو خوش خبریاں دی ہیں تم اس کی تسبیح کرو یعنی نفی شرک کی کرو۔ یہ ترقی ہے سورۃ محمد سے کیونکہ اس میں تو محض فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کہا گیا اور اس میں ترقی کر کے تُسَبِّحُوْهُ کہا گیا یعنی نفی شرک کی کرو۔ پھر اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ سے کچھ ترغیب ہے سَیَقُوْلُ لَکَ الْمُخَلَّفُوْنَ سے لے کر یُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِیْمًا تک علت کو بیان اور تخویف کی لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی سے آخر تک بیان کیا معذور معاف ہیں پھر مخلفین کا شکوی کیا کہ جس وقت جنگ کا شبہ ہو تو عذر کرتے ہیں تاکہ جنگ سے رہ جائیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ مسلمان مارے جائیں گے اور دوسرا حال ہے کہ جس وقت غنیمت کا موقعہ آجائے تو اس وقت کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ جاتے ہیں پھر لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ کو اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ کے متعلق خوشخبریاں بتلائی گئیں غنیمت خیبر والی جو ابھی دی جاوے گی اور باقی ملکوں والی غنیمتوں کی خوشخبریاں بھی دی گئیں اور بیان کیا کہ تمہارے دل کا صدق دیکھا تو تم کو تسکین اور اطمینان عطا کیا اور فائدہ صلح کا بیان فرمایا کہ صلح کا ہونا باوجود اس بات کے کہ ستر آدمی حملہ کرنے کے لئے تم پر آئے اور تم نے ان کو پکڑا اور پھر چھوڑ دیا اور اس کی علت اس کے بعد رکوع میں فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا کے ساتھ بیان کی گئی ہے یعنی اللہ تعالےٰ جانتا تھا کہ اس صلح میں کئی کافر مسلم ہو جائیں گے بیان اس کا یہ ہے کہ صلح کی بدولت میں گئی کافر تمہاری طرف آئینگے اور ان کو اسلام کی طرف رغبت دی جاوے گی تو وہ مسلمان ہو جاویں گے اور لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ سے خواب رسول اللہ کے اوپر جو اعتراض کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب دیکھا تھا کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہونگے اور تقصیر اور تحلیق کریں گے حالانکہ صلح ہو گئی اور مسجد حرام میں داخل ہوئے اور تقصیر اور تحلیق نہ ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کو رفع کیا کہ وہ خواب صحیح ہے اور وہ سب افعال ہونگے لیکن تعیین اس سال میں تو رسول اللہ صلعم نے نہ فرمائی تھی اور اصحاب کی صفت بیان کی گئی تاکہ باقی لوگ اپنے نفس میں انہیں جیسے اعمال پیدا کرنے کی کوشش کریں ماحاصل یہ ہوا کہ پہلے دو خوشخبریاں بتلا کر پھر ان کی تعیین کی گئی بعد ذکر کرنے مخلصین اور غیر مخلصین کے پھر خواب کی صداقت کے واسطے کلام تعالیٰ لائی گئی اور صلح بھی اس طرح ہوئی تھی کہ مسلمانوں سے وعدہ لیا گیا کہ اگر ہمارے کافروں میں سے کوئی مسلمان ہو کر تم کو آملے تو اس کو ہمیں واپس کر دو اور تمہارا مسلمان جب مرتد ہو کر ہماری طرف آئے گا تو ہم بالکل نہ چھوڑیں گے لہٰذا ایسی صلح کے سبب سے مومنوں کے دل میں بہت تنگی ہوئی اور گھبرائے۔ اللہ تعالےٰ نے تسلی دی اور اس کی علت بیان کی گئی ہے۔ باقی تحقیق جمل و مفردات کی یہ ہے:۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ وَیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْکَ وَیَهْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا اِنَّا فَتَحْنَا سے حکمنا بالفتح ہے یا تو اس سے خاص صلح حدیبیہ مراد ہے کہ اس صلح کو فتح کہا گیا ہے یا مراد عام فتح ہے اور لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ کا لام الا دعا

ہے اسی ارادہ غفران ذنب کا سوا تقدم او تاخر یعنی بعد لام ان مصدریہ مقدر ہے اور فعل اراد محذوف ہے اور یَھْدِیَکَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا کا مراد
اصل موضوع نہیں ہے بلکہ مراد یثبت ہے یعنی مضبوط رکھیگا اللہ تعالے راستے سیدھے پر هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ
یعنی دیکھو تمہارے ارادہ کو محکم کیا اسی طرح تم کو محکم کر کے فتح دوں گا۔ اور کفار کے دل میں رعب ڈالوں گا جیسا کہ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا
الرُّعْبَ سے واضح ہے اور پھر اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ کے واسطے علتیں بیان کی گئیں اول لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ اور دوسری لِیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ
مع معطوف اس کے یعنی یُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ اور تیسری وَیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ سے بیان کی گئی ہے حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالے مومنوں کو
تسلی بخشے گا اور کافروں کے دل میں خوف ڈالے گا کہ مومنوں کا دل پکا ہو جائے تاکہ اُن کو جنات میں داخل کرے اور ان کے سیئات کو بخشے اور
منافقوں کو عذاب دے اور درمیان میں وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جملہ معترضہ بیان کیا گیا ہے مراد اس سے فتح دینی مقصود ہے۔ قولہ
اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ شاہد کا معنی ہے بتلانے والا حق کا از شاہ ولی اللہ صاحب اور حاضر ناظر مراد نہیں ہے تاکہ
علم غیب کے ثبوت کی دلیل بنے اور لتؤمنوا پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ مناسب لیؤمنوا تھا یعنی تجھ کو بشیر اور نذیر کر کے بھیجا ہے تاکہ لوگ ایمان لائیں
لیکن جواب یہ ہے کہ مراد لتؤمنوا سے نبی علیہ السلام ہیں کیونکہ ہر نبی کو پہلے اپنی نبوت اور رسالت کے ساتھ ایمان لانا ضروری ہوتا ہے۔ جمع
مخاطب اس واسطے لایا گیا کہ ایک کے مخاطب ہونے سے لفظ جمع مخاطب کا لایا جاتا ہے اور تعزروہ کا معنی امداد دو اور توقروہ کا معنی تعظیم کرو تم
اس کی اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ کا معنی یہ ہے کہ جو لوگ وعدہ اور بیعت کرتے ہیں تیرے ساتھ وہ اصل میں وعدہ اور بیعت
خدا کے ساتھ کرتے ہیں قولہ سَیَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا مراد جو لوگ پیچھے چھوڑے گئے ہیں نہ اس
وجہ سے کہ رسول علیہ السلام نے اُن کو چھوڑا ہے بلکہ بسبب قہر اللہ تعالے کے بقرینہ وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ کے کہیں گے ہم اس واسطے نہیں آ
سکے کہ ہم کو مال اور اہل مشغول کر دیا ہے یعنی پیچھے ہمارے ان کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ تھا اور گھر ننگے رہتے تھے بقرینہ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ
کے اور یہ کلام رسول اللہ صلعم کو واپسی کی حالت میں ہوا تھا یعنی جس وقت واپس ہو کر جاؤ گے تو منافق یہ عذر کریں گے اور یَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ
مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ سے منافقت ان کی بیان کی گئی اس کے بعد تفسیر اس کی بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِیْهِمْ
سے کی گئی ہے یعنی پیچھے رہنے کا سبب وہ نہ تھا جو بیان کرتے ہیں بلکہ اس کا یہ سبب تھا کہ اُنہوں نے گمان کیا تھا کہ مسلمان مارے جائیں گے
اور درمیان تفسیر اور مفسر کے قُلْ فَمَنْ یَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ای من عذاب اللہ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا جملہ معترضہ بیان کیا گیا ان کے خیال کو رد کرنے کے واسطے یعنی نفع اور ضرر دینا اللہ کے ہاتھ میں ہے اگر تم کو اللہ تعالے ضرر
دے تو تم کو کون بچائے گا یہ نہیں کہ تم پیچھے رہ گئے تو عذاب اللہ سے بچ جاؤ گے بلکہ اگر عذاب دینا ہو تو پیچھے بھی دے سکتا ہے اگر تم کو نفع دے
کون منع کر سکتا ہے بلکہ کوئی اللہ تعالی کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالے تمہارے اعمال کا واقف ہے جزا دے گا پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا
کہ او اراد بکم نفعا سے پہلے فمن یمنع النفع مقدر ہے بقرینہ سیاق سَیَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ سے اللہ تعالے نے ان کو پیچھے چھوڑ دیا ان کو
ہمت تمہاری رفاقت کی نہ دی اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ مراد اس سے خیبر والی غنیمتیں ہیں یعنی جس وقت تم خیبر کی طرف جاؤ گے تو منافق کہیں گے
ہم کو چھوڑ دو ہم بھی جاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالے بطور وحی غیر متلو کے رسول اپنے کو حکم کر چکا تھا کہ جو مومن حدیبیہ کو آئے ہیں وہی خیبر کی طرف جائیں پس

تبدیل کرتے ہیں کلمے اللہ تعالے کو یہی معنی ہے اَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلَامَ اللّٰہِ کا پس اس جگہ جو اعتراض وارد ہوتا ہے کہ قرآن میں تو کہیں یہ حکم نہیں ہے کہ خیبر کو بھی ہی جاویں گے رفع ہو گیا۔ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ اس سے مراد طائف والا ثقیف ہے قولہٗ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ یعنی حدیبیہ میں نیچے درخت کے وعدہ کیا تھا رسول اللہ صلعم کے ساتھ اور ۱۴۰۰ آدمی تھے۔ قولہٗ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ السَّکِیْنَۃَ وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا یعنی آثابہم کا بدلے اس کے اللہ تعالے حکم دے چکا ہے فتح خیبر اور خیبر میں کوئی بڑا جنگ نہ ہوا تھا۔ قولہٗ وَمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا وَعَدَکُمُ اللّٰہُ محذوف ہے بقرینہ وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً کے اے وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ فَعَجَّلَ لَکُمْ ھٰذِہٖ سے مراد خیبر والی غنیمتیں ہیں یعنی یہ اللہ تعالے نے تم کو پہلے عطا کر دیں قولہٗ وَکَفَّ اَیْدِیَ النَّاسِ عَنْکُمْ اور بعد اس کے ھُوَ الَّذِیْ کَفَّ اَیْدِیَھُمْ عَنْکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ عَنْھُمْ بِبَطْنِ مَکَّۃَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَکُمْ عَلَیْھِمْ سے مراد یہ ہے کہ حدیبیہ میں کافروں نے رات کے وقت مسلمانوں پر حملہ کیا تو مسلمانوں نے پکڑ لیا اللہ نے پھر چھوڑ بھی دیا اور حدیبیہ آٹھ کوس پر ہے مکہ سے قولہٗ وَصَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْھَدْیَ مَعْکُوْفًا اَنْ یَّبْلُغَ مَحِلَّہٗ ای من ان یبلغ محلہ مَعْکُوْفًا کا معنی باندھے ہوئے وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْھُمْ اَنْ تَطَئُوْھُمْ فَتُصِیْبَکُمْ مِّنْھُمْ مَّعَرَّۃٌۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ لِیُدْخِلَ اللّٰہُ فِیْ رَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ لَوْ تَزَیَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْھُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمُ الْحَمِیَّۃَ حَمِیَّۃَ الْجَاھِلِیَّۃِ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلْزَمَھُمْ کَلِمَۃَ التَّقْوٰی وَکَانُوْٓا اَحَقَّ بِھَا وَاَھْلَھَا ترکیب یہ ہے اَنْ تَطَئُوْھُمْ بدل اشتمال ہے رجال مومنون سے فَتُصِیْبَکُمْ معطوف ہے ان تطئوھم پر۔ لیدخل اللہ فی رحمتہ بیان میں علت ہے ترکنا العذاب محذوف کی لَوْ تَزَیَّلُوْا کا معنی لَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ اور اعادہ کیا واسطے بعد عہد کے اور فاعل تزیلوا کا رجال مومنون ہے اور لعذبنا الذین جواب لولا ہے۔ اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ظرف متعلق لَعَذَّبْنَا کے ہے اور اس کی علت ہے اور کَلِمَۃَ التَّقْوٰی یعنی ایمی ہے مراد اس سے جنگ نہ کرنا ہے اور اھلھا میں ضمیر کا مرجع کلمۃ التقوی ہے پس اب یہ معنی ہوگا کہ اگر مرد اور عورتیں مسلمان نہ ہوتیں تو ہم ان کو عذاب دیتے اور مسلمانوں کو کفار کے بیچ میں رکھنا تاکہ عذاب نہ آوے کوئی کفار سے شاید مسلمان ہو جائے اور عذاب کیوں نہ دیتے اور حال یہ ہے کفار اپنی جاہلیت کے سبب سے اکڑتے تھے یعنی اس غرور و نخوت کے سبب لائق عذاب کے تھے اور عورتیں اور مرد نہ ہونے کا یہ مطلب ہے۔ کہ یہ یہ خوف دیتا کہ تم ان کو بھی بے علمی کے روند نہ دیتے پھر کفار نے تو اکڑ دکھائی لیکن اللہ تعالے نے مومنوں کے دل میں تسکین ڈال دی اور جنگ نہ کرنے دیا اور مسلمان ہی تسکین کے لائق تھے اور اہل تھے لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّءْیَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ الخ لتدخلن بیان ہے درج رؤیا کا قولہٗ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَہٗ فَاٰزَرَہٗ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِہٖ ترکیب یہ ہے کہ کزرع خبر ہے واسطے مبتدا محذوف کے ای ھم کزرع ضمیر مرفوع اخرج کی راجع ہے طرف زرع کے فاستغلظ کی ضمیر راجع ہے طرف شطاء کے اور فاستوی کی ضمیر بھی راجع ہے طرف شطاء کے اب معنی یہ ہوگا کہ یہ مثل کھیتی کے ہوں گے جو نکالتی ہے سوئی اپنے کو پس قوی کرتا ہے وہ زرع اس سوئی کو پس یہ شطاء مضبوط ہو جاتا ہے اور جڑ جاپی سکے ۔ فقط ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ حجرات (مدنیۃ)

اس سورۃ میں اول تو چند آداب بیان کیے گئے پھر موالے اصل سورۃ سابقہ سے ترقی کے ساتھ ذکر کیا گیا چنانچہ سورت محمد میں تو لا الٰہ الا اللہ ذکر کیا گیا پھر ترقی کے ساتھ سورۃ فتح میں تسبحوہ کہا گیا یعنی معبود بھی وہی ہے اس کا شریک نہ بناؤ کیونکہ عالم الغیب وہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے یہ آخر سورت میں ان اللہ یعلم غیب السموات والارض ذکر کیا گیا۔

سب قانون علی سبیل الترقی ذکر کئے گئے ہیں پہلے میں تو یہ ذکر ہے کہ رسول علیہ السلام کے ساتھ تمہاری گذران جو کہ امر ضروری ہے کس طرح ہونا چاہیے یایھا الذین امنوا لا تقدموا سے لے کر واللہ غفور رحیم تک بیان کیا گیا ہے یعنی اول تو یہ ضروری ہے کہ رسول اللہ صلعم کی مخالفت نہ کرو۔ اور دوسرا البتہ آواز رسول اللہ صلعم کے سامنے نہ کرو کیونکہ یہ بھی موجب بے ادبی ہے جیسا کہ کسی بادشاہ کے سامنے آج کل بھی بلند آواز نہیں کیا جاتا۔ اور تیسرا ان الذین ینادونک سے بیان کیا گیا کہ بادشاہوں کے سامنے ادب کیا جاتا ہے۔ تم بھی رسول علیہ السلام کو بھرو شور سے نہ بلاؤ اعرابیوں کی طرح یہ تمام امور جو کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ضروری تھے پہلے قانون میں بیان کیے گئے اور پھر دوسرا قانون یایھا الذین امنوا ان جاءکم فاسق سے لے کر علی ما فعلتم نادمین تک بیان کیا گیا ہے یعنی جب کہ امور ضروری رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھے تمہارے واسطے جب تم ان پر عمل درآمد ہوئے اس کے بعد تمہارے واسطے یہ امر ضروری ہے کہ ہر امر اور خبر کی تحقیق کیا کرو اور تیسرا قانون واعلموا ان فیکم رسول اللہ سے لے کر واللہ علیم حکیم تک بیان کیا گیا ہے اصل میں یہ قانون بھی بعد قانون اول کے ہے یعنی مخالفت رسول اللہ صلعم نہ کرو۔ اور اطاعت تمہاری رسول اللہ علیہ السلام پر کوئی نہیں ہے بلکہ تم پر اطاعت رسول اللہ صلعم کی واجب ہے اور درمیان میں دوسرے قانون کے ساتھ تحقیق امر کی بتلائی گئی (چوتھا قانون) وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا سے لے کر لعلکم ترحمون تک بیان کیا گیا ہے یعنی جب تم عمل کر لئے مخالفت رسول اللہ صلعم کی نہ کی اور امور موجب بے ادبی کے نہ کئے اور ہر ایک امر کی تحقیق بھی اور اطاعت بھی رسول علیہ السلام کی کی تو اب یہ امر ضروری ہے کہ اگر دو گروہ مومنوں کے آپس میں جنگ و قتال وغیرہ شور و شر کریں تو تمہارے اوپر اصلاح ان کی عدل کے ساتھ ضروری ہے تب تم میں اتفاق پیدا ہوگا۔ پانچواں قانون۔ یایھا الذین امنوا لا یسخر سے لے کر فاولئک ہم الفسقون تک بیان کیا گیا ہے یعنی بعد امور مذکورہ یہ بھی ضروری ہے کہ آپس میں عیب کے ساتھ ایک دوسرے کو اہل دینوں سے نہ بلاؤ اور ایسے نام سے نہ بلاؤ جس کے سبب سے قائل بعد ایمان کے فسق میں پڑ جائے۔ چھٹا قانون یایھا الذین امنوا اجتنبوا سے لے کر ان اللہ تواب رحیم تک یہ بیان ہے کہ اپنے نفس میں ظن نیک عمل نہ کرو کیونکہ اکثر ظن جھوٹ ہوتے ہیں اور غیبت اور جاسوسی وغیرہ نہ کریں کیونکہ یہ شخص کھانے گوشت برادر اپنے مردے کے ہے جیسا کہ اس کو مکروہ سمجھتے ہو اسی طرح غیبت وغیرہ کو بھی چھوڑ دو۔ ساتواں قانون یایھا الناس انا خلقنکم سے لے کر ان اللہ علیم خبیر تک بیان کیا گیا ہے کہ اپنے نسب پر فخر نہ کرو کیونکہ بڑے ہونے کی دارمدار اللہ کے نزدیک پرہیزگاری پر ہے نسب پر موقوف نہیں ہے پھر ان قانون کے بعد قالت الاعراب سے آخر تک شکوہ اعرابیوں کا بیان کیا گیا ہے یعنی ایمان کامل کا دعوے نہ کرو ہاں نفس اسلام کا دعوے کرو کیونکہ ایمان کامل اور اسلام میں

ریفرتس بک ۔وھابی دیوبندی نجدی رشید گند گوہی اور حسین علی وھابی نجدی

فرق ہے بیان کر فرمایا۔ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ یعنی ایمان کامل والے یہی ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ اسلام لانے سے میرے پر احسان نہ کریں بلکہ اللہ کا احسان ہے تم پر جو کفر سے نکال کر اسلام کی طرف لے آیا۔ پس حاصل یہ ہوا کہ سات قانون بیان کئے گئے ہیں جو قوم کہ ان پر عمل درآمد کرے گی تو ہمیشہ دنیا میں فتحیاب ہوگی اور آخر میں شکوئی بیان کیا گیا غرض یہ ہے کہ اسلام لانے سے اللہ کا شکریہ ادا کریں اور آخر میں اصل دعوے توحید بیان کیا گیا ہے۔

تحقیق مفردات: لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ یعنی پیش دستی اور مخالفت نہ کرو۔ لَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ ای لان لا تحبط اعمالکم۔ قولہ إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ یعنی آہستہ کرتے ہیں آوازوں کو۔ قولہ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ ای لان لا تصیبوا یعنی تحقیق کیا کریں تاکہ نہ پہنچو قوم کو سوائے علم کے یعنی ضرر دو ان کو سوائے علم کے۔ قولہ لَعَنِتُّمْ یعنی مشقت میں پڑ جاؤ گے وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ۔ لکن باعتبار موضوع لہ کے ماقبل کے ساتھ مرتبط نہیں ہوسکتا لہذا معنی یہ ہوگا سیاق سے مراد لیکن اللہ نے اطاعت رسول علیہ السلام کی کرنی تم پر واجب کی ہے اور تمہاری اطاعت اللہ پر کوئی واجب نہیں اور محبوب کیا ہے اللہ نے ایمان اور امانہ یہ دلوں میں قولہ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ معنی یہ ہے کہ نہ بلاؤ عیب کے ساتھ ہم دینوں اپنے کو اور نہ بلاؤ نام برے کے ساتھ اور برا ہے نام ہو کہ موجب فسق قائل کا ہو بعد ایمان قائل کے۔ قولہ اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا معنی یہ ہوا کہ بچو اکثر ظنوں سے یعنی ظن کے ساتھ عمل نہ کیا کرو کیونکہ بعض ظن گناہ ہوتے ہیں اور جاسوسی اور غیبت بھی نہ کرو۔ قولہ فَكَرِهْتُمُوهُ جیسا کہ گوشت کھانا اپنے بھائی کا مکروہ جانتے ہو اور نہیں کھاتے اسی طرح غیبت کو بھی چھوڑ دو۔ قولہ خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ معنی یہ ہے کہ منی سے پیدا کیا ہے وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ یعنی بڑے قبیلے اور چھوٹے قبیلے قولہ قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا امراء ایمان کامل ہے قولہ لَا يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ای نہ کم کرے گا تمہارے عملوں میں سے کچھ شیء۔ فقط۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

سُورَةُ قٓ (مکیہ)

اس سورت سے لے کر وَنَبِیٌّ سَمِیعُ اللہِ تک احوال قیامت اور تخویفات اخرویہ بھی کثرت کے ساتھ ذکر کئے جائیں گے اور پہلے ثبوت قیامت علی سبیل الترقی ہوگا تا سورت قمر اور توحید جو کہ اصل مطلب ہے وہ ذکر کیا جائے گا ہر سورت میں تھوڑا تھوڑا۔ اس سورت میں دو دلیلیں ہیں ایک میں دعوے نبوت آنحضرت کو ثابت کیا اور دوسری دلیل کے بعد توحید کی ترقی بیان کی گئی قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ بَلْ عَجِبُوا سے لے کر فَهُمْ فِي أَمْرٍ مَّرِيجٍ تک تخویف بیان کی گئی ہے قسم ہے کلام مجید والے کی یعنی یہ شاہد ہے کہ تو سچا رسول ہے معنی مجید کا صفات جلالیہ ہے ایسے مجید کے ساتھ کلام کرنی والا ہے تو صداقت کہہ رہا ہے اور تو سچا رسول ہے اور قیامت بھی ضرور آئے گی جائے شبہ تو نہیں ہے بلکہ یہ کفار تعجب کرتے ہیں اس پر کہ ان کے پاس منذر آیا ہے پھر أَفَلَمْ يَنظُرُوا سے لے کر كَذَٰلِكَ الْخُرُوجُ تک ثبوت قیامت کے دلیل اول لائی گئی ہے اور دلیل کے آخر میں نتیجہ یعنی كَذَٰلِكَ الْخُرُوجُ تو ذکر کیا گیا اس دلیل میں ادلہ ثلاثہ انفسیہ بیان کی گئی ہیں اول تو آسمان کو پیدا کیا اور اس میں کوئی بھی پیدا کئے

ان کے ساتھ اس کو مزین کیا اور دیکھو دوسری زمین کو پھیلایا اور اس پر پہاڑ پیدا کئے اور تیسرے پانی نازل کرکے آسمان سے باغ اور کھجور اور زرع کو پیدا
کیا اسی طرح سے تم کو بھی پیدا کریں گے اور پھر كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ سے لے کر فَحَقَّ وَعِيدِ تک تخویف دنیوی بیان کی گئی ہے۔ بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ
بلکہ تکذیب کرتی ہیں ساتھ اس چیز کے کہ ظاہر بین ہے پس یہ بھی تکذیب کرتے ہیں اسی طرح قوم نوح وغیرہ نے تکذیب کی تھی ان پر عذاب دنیوی آگیا
تھا اسی طرح ان پر بھی آجائے گا اور پھر أَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ سے لے کر أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ تک شکوی بیان کیا گیا۔ پھر وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ
سے دلیل انی لائی گئی اور بعد اس کے توحید کی ترقی کی گئی ہے کیونکہ سورۃ محمد میں لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ کہا گیا اور سورۃ فتح میں تُسَبِّحُوهُ کہا گیا اور اس میں
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ کے امر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قاعدہ ہے قرآن شریف میں کہ جس وقت عذاب کے تو امر کیا جاتا ہے عبادت
کا اور احسان کرنے کا اور ظلم نہ کرنے کا یعنی پاکی اللہ کی شرک سے کرو حالانکہ تسلیس ہو ساتھ حمد کے یعنی کہو کہ سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے اور اس سے
پہلے سورت حجرات میں علت بیان کی گئی ہے کیونکہ سب کچھ جاننے والا وہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے اور اس دلیل کے بعد پھر کچھ تخویف اخروی
بیان کی گئی ہے۔ حاصل یہ ہوا واسطے ثبوت آخرت کے ادلہ ثلثہ بتا کر نتیجہ ذَٰلِكَ الْخُرُوجُ کو ثابت کیا گیا اور توحید کو علے سبیل الترقی سور سابقہ سے
ذکر کیا اور باقی تخویفات ذکر کئے گئے ہیں۔ **تحقیق جمل و مفردات۔** قولہ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا اس کے بعد حشر محذوف ہے یعنی کہ
مرنا تو تسلیم کرتے تھے لیکن حشر کو نہیں مانتے تھے اس واسطے کہتے تھے ذَٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ ای بعید من العقل قولہ عَلِمْنَا مَا تَنقُصُ الْأَرْضُ
مِنْهُمْ وَعِندَنَا كِتَابٌ حَفِيظٌ۔ ماتنقص میں ما مصدریہ ہے اور حفیظ کا معنی محفوظ اعمال ان کے یہ معنی یہ ہوگا کہ ہم جانتے ہیں کم کرنا زمین کا
ان کو یعنی کفار کے مرنے کے بعد زمین ان کو کم کرتی جاتی ہے اور ہم جانتے ہیں پھر ہم ان کے جمع کرنے پر قادر ہیں اور اٹھانے پر ہم کو کوئی عجز نہیں
ہے۔ ابن عباسؓ نے یہ معنی کیا ہے کہ ما تاکل الارض من لحومهم من بعد موتهم قولہ بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ ای بالامر الظاهر یعنی حشر تو ظاہر
بات ہے اس کی انہوں نے تکذیب کی ہے فَهُمْ فِي أَمْرٍ مَّرِيجٍ ای فاسد کما قیل مرجت امانات الناس۔ ای فسدت اصل و مالها
مِن فُرُوجٍ یعنی کوئی سوراخ آسمان میں نہیں ہے مِن كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ یعنی ہر قسم تازہ تازہ سے۔ تَبْصِرَةً وَذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ یعنی ہم نے پیدا
کیا ہر قسم سے تازہ تازہ واسطے سمجھانے اور نصیحت کرنے کے واسطے بندے کے جو ارادہ سمجھنے کا رکھتا ہو۔ مَاءً مُّبَارَكًا پانی برکت رکھا ہوا۔ حَبَّ
الْحَصِيدِ دانے کٹے ہوئے کی۔ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ نخل حال ہولے اس کے کہ بلند ہونے والی ہے واسطے اس کے خوشے تہ
بہ تہ ہوتے ہیں بَلْدَةً مَّيْتًا مراد اس سے زرع ہے یعنی جس جگہ زرع نہیں اس پانی سے اس کو پیدا کرتے ہیں یہ مجاز ہے أَصْحَابُ الرَّسِّ
یہ ایک کنواں تھا اس میں کافروں نے اپنے پیغمبر کو پاؤں آسمان کی طرف کرکے لٹکایا تھا پھر وہ تمام قوم ہلاک ہو گئی تھی وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ ایکہ
ایک شہر تھا اس میں درخت بہت تھے أَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ معنی یہ ہے کہ ہم ماندے ہو گئے ہیں یعنی ماندے
نہیں ہوئے نہیں بلکہ ان کو خلق جدید میں شک ہے یہ مثل استہزا ہے۔ قولہ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ اس کے بعد محاسبہ محذوف
ہے یعنی ہم جانتے ہیں جو کچھ نفس انسان کا خیال کرتا ہے ہم حساب کریں گے۔ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ میں اضافت بیانیہ ہے یعنی دل کی رگ جو کہ حلق
کے پاس ہوتی ہے۔ إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ۔ اذ متعلق ہے اقرب کے ساتھ اب معنی یہ ہوگا ہم قریب ہوتے
ہیں جس وقت اٹھا لینے میں اٹھانے والے یعنی لکھ لیتے ہیں ایک یمین کی طرف اور ایک شمال کی طرف بیٹھنے والا ہوتا ہے۔ مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ

اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ عتید کا معنی تیار ہے۔ معنی یہ کہ نہیں بولتا انسان کوئی قول مگر اس کے پاس ایک نگہبان تیار ہے۔ قولہٗ وَجَآءَتْ سَکْرَۃُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ معنی یہ ہے۔ آئی ہے شدت موت کی اور یہ بات ظاہر ہے پس معلوم ہوا کہ بالحق خبر ہے مبتدا محذوف کی اے ہذا بالحق قولہٗ ذَالِکَ مَا کُنْتَ مِنْہُ تَحِیْدُ ای یقال ذالک اور تحید کا معنی بھاگتا تھا تو یعنی کہا جاوے گا یہ وہ امر ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ قولہٗ سَآئِقٌ وَّشَهِیْدٌ یعنی چلانے والا اور گواہ قولہٗ لَقَدْ کُنْتَ فِیْ غَفْلَۃٍ مِّنْ ھٰذَا ہذا سے مراد اعمال نامہ ہے فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ حدید کا معنی تیز ہے اَلْقِیَا فِیْ جَھَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیْدٍ ۔ اَلْقِیَا تثنیہ واسطے تکرار کے نہیں ہے جیسا کہ مشہور ہے بلکہ واسطے معنی موضوع لہ کے ہے یعنی دو فرشتے پکڑیں گے بقرینہ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ کے سورۃ الرحمٰن۔ قولہٗ مَنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ ای متجاوز عن الحد اَلَّذِیْ جَعَلَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ الخ سے اشارہ کیا طرف ۔ قَالَ قَرِیْنُہٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَیْتُہٗ اس قرین سے مراد شیطان ہے اور قَالَ قَرِیْنُہٗ ھٰذَا مَا لَدَیَّ عَتِیْدٌ میں مراد ملائکہ ہیں یعنی ملائک کہیں گے یہ اعمال نامہ اس کا میرے پاس تیار ہے۔ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ القول میں الف ولام عہد خارجی ہے یعنی اَلْقِیَا فِیْ جَھَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیْدٍ یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَھَنَّمَ الخ مطلب یہ ہے ڈراؤ اس دن سے جس دن ہم دوزخ کو کہیں گے ھَلِ امْتَلَئْتِ ۔ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ معنی ازلفت کا نزدیک کی جاوے گی۔ لہٰذا غیر بعید تاکید ہے واسطے ازلفت کے مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبِ ادْخُلُوْھَا مَنْ منادی بحذف حرف ندا ای یا مَنْ خَشِیَ الرَّحْمٰنَ اور ادخلوا مقصود بالنداء ہے ھُمْ اَشَدُّ مِنْھُمْ بَطْشًا البطش کا معنی دسترس ہے فَنَقَّبُوْا فِی الْبِلَادِ ھَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ اس کے دو معنی ہیں اول ای موریاں کرتے تھے شہروں میں یعنی حیلے کرتے تھے واسطے شہروں کے یعنی تابع کئے انہوں نے اس وقت ھَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ علیحدہ جملہ ہوگا واسطے بیان کرنے اس امر کے کہ انہوں نے تو کئی شہر تابع کئے تھے لیکن آیا انہوں نے ہم سے خلاصی پائی اور دوسرا معنی جس وقت ہمارا عذاب آیا تو شہروں میں حیلے کرنے لگے واسطے نکلنے کے اس وقت ھَلْ مِنْ مَّحِیْصٍ اقبل کے ساتھ مربوط ہوگا یعنی عذاب کے وقت نکلنے کے حیلے کئے کہ خلاصی ہو لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْدٌ معنی یہ ہوگا کہ یا تو عقل ہو اگر عقل نہ ہو تو متوجہ ہو کر کان رکھے اور سنے۔ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ سے مراد نفل ہے۔ وَاسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ ۔ استمع کا مفعول مابعد ہے یعنی سن پچھلی بات مِنْ مَّکَانٍ قَرِیْبٍ یعنی جس وقت ندا کرنے والا ندا کرے گا تو ہر ایک خیال کرے گا کہ نزدیک ہے فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ یعنی جو طعن کرتے ہیں فقط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰت (مکیۃ)

یہ سورت سابقہ سورت یعنی قٓ کا بعض امور میں برعکس ہے اور بعض اس کا اجمال ہے اور اس میں دو دعوے علی سبیل الترقی ذکر کئے گئے ہیں کیونکہ دعوے ثبوت آخرت والے ہیں تو محض ذٰلِکَ الْخُرُوْجُ کہا گیا اور اس میں ترقی کی گئی اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ وَّاِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ کہا گیا یعنی حشر بھی ہوگا اور جزا بھی دی جاوے گی اور دوسرا دعوے یعنی توحید کی ترقی فَفِرُّوْآ اِلَی اللّٰہِ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ اس سے بیان کی گئی ہے کیونکہ سورۃ قٓ میں تو سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ کا کہا گیا اور اس میں کہا گیا کہ پاکی شرک سے بھی کرو اور ایک ہی کی طرف دوڑو اور اسی کو پکارو وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ وَّاِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ

یعنی قسم ہے ہوا کی جو شاہد ہے یعنی ہوائیں جو اٹھاتی ہیں اٹھانا اور اٹھاتی ہیں بادلوں کو اور پھر آہستہ آہستہ لے جاتی ہیں اور اس کے بعد امروا
یعنی ما حکمہ اللہ کو تقسیم کرتی ہیں یعنی کسی جگہ زور از الو سے اولے برساتی ہیں اور کسی جگہ محض بارش ہوتی ہے اور کسی جگہ کچھ بھی نہیں ہوتا یہ تمام شاہد ہیں
وَمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٌ وَّاِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ یہ دو نو باتیں ان سے نکل سکتی ہیں یعنی جس طرح ہوا بادلوں کو اٹھاتی ہے اسی طرح تم بھی اٹھائے جاؤ گے
یہ ایک نمونہ بتلایا گیا دنیا میں اور پھر جس طرح یہ ہوا بادلوں کو اٹھا کر کس جگہ اولے اور کس جگہ بارش اور کسی جگہ کچھ بھی نہیں ہوتا اسی طرح جزا بھی دیئے جاؤ گے
یعنی مومنوں پر مثل بارش کی رحمت ہوگی اور کافروں پر عذاب مثل اولے کی یہ بھی ایک نمونہ ہے دنیا میں جزا کا پس ہر دو نو باتیں ان شواہد سے ماخوذ ہونگی
قولہ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ جواب قسم اس جگہ محذوف ہے ای لَتُحْشَرُنَّ یعنی قسم ہے آسمان صاحب حسن کی یعنی آسمان جالیدار شاہد ہے کہ تم اٹھائے
جاؤ گے یعنی جس طرح آسمان پر تارگان کوکب مثل جالی کے آتے ہیں اسی طرح تم بھی نکل آؤ گے یہ ایک نمونہ ہے حشر کے واسطے دنیا میں لیکن افسوس ان
احمقوں پر کہ ایسے نمونے دیکھ کر پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔ اس جگہ تک دعوے ثبوت قیامت والا علی سبیل الکمال بیان کیا اور پھر اس کے بعد انکم
ے بہ تستعجلون تک زجر اور تخویف کفار کے واسطے بیان کی گئی اور پھر ساتھ ہی اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ سے لے کر وَالْمَحْرُوْمِ تک بشارت واسطے مومنوں کے
بیان کی گئی پھر تخویف اور بشارت کے بعد دلیل واسطے آخرت کے وَفِی الْاَرْضِ سے لے کر مِثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ تک بیان کی گئی یہ دلیل بعینہ سورۃ
ق والی کا اجمال ہے لیکن اس میں تھوڑی سی ترقی کی گئی لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ کے ساتھ اور ما زائدہ ہے اور یہ دوسری دلیل انی بھی بیان
کر دی یعنی جس طرح تم بستے ہو اور منہ سے الفاظ نکالتے ہو اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے (نوٹ ضروری) لیکن ذرا خیال کرنے کا مقام ہے
کہ یہ سورۃ سورۃ ق کے برعکس ہے کیونکہ سورۃ ق میں کوئی نمونے نہیں دکھائے گئے اور محض کفار کا شکوہ ہی بیان کیا گیا تھا اور پھر اس کے بعد دلیل
میں ہیں اور ثلثہ اقسام بیان کی گئی ہیں اور اس سورت میں اولا نمونے علی سبیل التفصیل والکمال بیان کئے گئے پھر اس کے بعد کفار کو زجر اور مومنوں
کے واسطے بشارت بیان کی گئی۔ پھر اس کے بعد دلیل سورۃ ق والی کا اجمال کر کے تھوڑی سی ایک چوتھی دلیل اپنی عجیب بتلائی گئی جو ہر انسان کے ساتھ
ہے اور اسی طرح سورۃ ق میں بعد دلیل اول کے تخویف اخروی بیان کی گئی علی سبیل التفصیل اور اس سورت میں تخویف دنیوی دلیل اول کے بعد هَلْ اَتٰكَ
سے لے کر كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ علی سبیل التفصیل پانچ نمونے بتلا کر بیان کی گئی اور سورۃ ق میں دوسری دلیل میں اجمال کیا گیا کیونکہ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ بیان کیا گیا اور اس سورت میں اسی دلیل کی وضاحت کی گئی وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا بِاَیْدٍ
وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ کے ساتھ اور تھوڑی سی زیادتی کی گئی وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ
ساتھ میں کہ دلیل میں زیادتی کی گئی تھی اور پھر فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ والے
دوسرے دعوی کی ترقی کی گئی اور پھر كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِیْنَ سے لے کر رسول کو تسلی دی گئی کہ ان کفار کا یہی طریقہ ہے کہ ہر رسول کو ساحر اور مجنون کہتے ہیں
بس تم نے اپنا حق ادا کر دیا۔ یعنی پوری تبلیغ کر دی پس ان سے اعراض کرو اور مومنوں کو امر عبادت کرتے رہو اور وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ
سے علت بیان کی گئی یعنی میں نے انکو عبادت ہی کے واسطے پیدا کیا ہے کوئی رزق تو ان سے نہیں چاہتا ہوں اور کفار کے واسطے تھوڑی سی تخویف
بیان کی ہو (حاصل تقریر اور سورۃ کا) اول تو نمونے حشر اور نشر کے بتلا کر تخویف اخروی اور بشارت سے کر دلیل اول اور اس کے بعد اس کے تخویف
دنیوی سے کر دلیل ثانی اور پھر تسلی بیان کی گئی اور شروع والا عکس کیا گیا اور پھر دعوی یعنی ثبوت قیامت اور توحید کو علی سبیل الترقی بیان کئے گئے

(تحقیق حبل اور معزولت ہے) انکم لفی قول مختلف یوفک عنہ من افک یعنی قول ناموافق میں ہو پھرا جاتا ہے اس سے وہ شخص جو درگاہ سے پھرایا ہے۔ قولہٗ قتل الخراصون یعنی لعنت کئے گئے ہیں اٹکل کرنے والے ہم فی غمرۃ ای فی غفلۃ۔ ساھون بھولنے والے کانوا قلیلا من اللیل مایھجعون ما زائدہ ہے یعنی یہ کہ رات میں تھوڑا سوتے ہیں قولہٗ فورب السماء والارض یعنی قسم ہے رب آسمان اور زمین کی یعنی آسمان اور زمین شاہد ہیں جیسا کہ ومن آیاتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ سے معلوم ہوتا ہے قولہٗ وفی السماء رزقکم وما توعدون ۔ ما توعدون سے مراد اولے ہیں یعنی اللہ تعالٰے آسمان سے بارش برساتا ہے اور زمین سے زرع وغیرہ پیدا ہوتی ہے جو کہ تمہارا رزق ہے اور اولے بھی آسمان سے برساتا ہے۔ قولہٗ فراغ الی اھلہ ای ذھب فاوجس منھم خیفۃ معنی پس پالیا خوف کو ابراہیمؑ نے اُن سے کیونکہ اس زمانہ میں رسم تھی کہ جو شخص دوسرے شخص کو ضرر دینے کا ارادہ رکھتا تھا وہ ہاتھ بھی اس کو نہیں دیتا تھا اور اس سے روٹی بھی نہیں کھاتا تھا قولہٗ فاقبلت امراتہ فی صرۃ فصکت وجھھا وقالت عجوز عقیم معنی یہ ہے پس متوجہ ہوئی عورت اس کی درآں حال کہ شروع ہونے والی تھی آواز میں پس تھوڑا سا ہاتھ مارا منہ کو تعجب کی وجہ سے جیسا کہ آج کل عورتیں کرتی ہیں اور کہنے لگی کہ میں ایک تو بڑھی ہوں اور دوسری عقیم بھی ہوں یعنی بندہ۔ قولہٗ فما وجدنا فیھا غیر بیت من المسلمین مراد بیت سے لوط علیہ السلام کا گھر ہے قولہٗ وترکنا فیھا آیۃ للذین یخافون العذاب الالیم یعنی نشانی اس جگہ چھوڑی واسطے خوف کرنے والوں کے وہ پانی سخت سیاہ اس جگہ اب بھی موجود ہے قولہٗ وفی موسیٰ کے بعد آیۃ محذوف ہے بقرینہ ترکنا فیھا آیۃ۔ اسی طرح نہ علاوہ تمود اور قوم نوح منصوب مفعول فعل محذوف ہے قولہٗ اتواصوا بہ بل ھم قوم طاغون معنی یہ ہے کہ آیا پہلے لوگوں نے انکو وصیت کی ہے بلکہ یہ خود قوم سرکشی کرنے والی ہے قولہٗ فتول عنھم فما انت بملوم پس اعراض کر تو ان سے اور اوپر تیرے کوئی ملامت نہیں ہے۔ کیونکہ تم نے اپنا حق ادا کر دیا ہے قولہٗ فان للذین ظلموا ذنوبا مثل ذنوب اصحابھم یعنی ان کے واسطے حصے عذاب کے ہیں مثل سابقوں کی۔ فقط

سُورَةُ الطُّور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت میں دلائل نقلیہ اور وحی اور عقلیہ بیان کی گئی ہیں واسطے ثبوت آخرت کے لہٰذا اس میں یہ بھی ترقی ہوئی کیونکہ سورۃ ق اور ذاریات پس دلیل نقلیہ اور وحی بیان نہیں کی گئی اور ثبوت آخرت میں بھی ترقی کی گئی ان عذاب ربک لواقع مالہ من دافع کے ساتھ اور ان عذاب ربک لواقع تو سورہ سابقہ سے بھی ثابت ہو سکتا تھا ترقی کی وجہ یہ ہے کہ سورۃ ق میں تو محض کذالک الخروج کو ثابت کیا اور سورۃ ذاریات میں ترقی کر کے جزا کو بھی ثابت کیا بعد حشر کے اس سورت میں ترقی کر کے مالہ من دافع کہا گیا اس واسطے مالہ من دافع کے واسطے دو دلیلیں نقلی واضح بیان کی گئی ہیں یعنی حشر بھی ہوگی اور جزا ہوگی اور کوئی اس عذاب سے بھاگ نہیں سکے گا پس اس سے معلوم ہوا کہ لہٗ کا معنی عنہ ہے اور دافع کا معنی بھاگ جاتا ہے یہ معنی کہ اس کو یعنی عذاب کو دفع نہ کر سکیں گے وھذا ھو الظاھر بظاھر لفظ والاول ھو الظاھر باعتبار القسم الشاھد اور دوسرے دعوے میں یعنی توحید بھی ترقی کی گئی۔ کیونکہ سورۃ ذاریات میں تو حکم کیا گیا تھا ففروا الی اللہ ولا تجعلوا مع اللہ الٰھا اخر کے ساتھ اور اس سورت میں تعجب کر کے ام لھم الٰہ غیر اللہ سبحان اللہ عما یشرکون کہا گیا یعنی ہم نے قرآن کو مکمل ففروا الی اللہ ولا تجعلوا مع اللہ الٰھا اخر کے ساتھ کیا ہے

اچھا ان کے واسطے کوئی دوسرا الٰہ بھی آیا ہے پس بیان میں ترقی ہوگی اور اسی سورت میں بھی مضامین شرح بیان کیا گیا اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ اسی طرح
سے یعنی شرح یہ نکلا یا کہ جو کچھ تو نہ پکارو ۔ حاصل یہ ہے کہ دلائل میں بھی اس سورت میں ترقی کی گئی اور دعوے ثبوت آخرت والے میں ترقی کی گئی
اور دعوی توحید میں بھی ترقی بیان کی گئی پھر یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا سے لے کر مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک تخویف اخروی کفار کے واسطے بیان کی
گئی اور اس سورت میں تخویف سورۃ ذاریات سے زیادہ بیان کی گئی ہے اور بعد اس کے اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ سے لے کر اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ تک
بشارت زیادہ سورۃ ذاریات سے بیان کی گئی اور سورۃ ذاریات میں بھی بشارت اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ سے شروع کی گئی پس معلوم
ہوگیا کہ اس سورت کی تخویف اور بشارت تتمہ ہے واسطے تخویف اور بشارت سورۃ ذاریات والی کے ۔ اور پھر فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ سے لے کر آخر
تک شکوی علی سبیل التفصیل اور تخویف ذکر کیے گئے اور آخر میں فَاصْبِرْ سے رسول علیہ السلام کو تسلی دی گئی ہے ۔ حاصل تقریر اور سورۃ
کا یہ ہے کہ دلائل ثلثہ واسطے ثبوت دعوی آخرت کے بیان کی گئی اور پھر تخویفات اور بشارت بیان کی گئیں اس کے بعد شکوی بیان کیا گیا اور
تسلی آخر میں دی گئی ۔ حاصل یہ ہے کہ اس سورت کے دلائل اور تخویف اور بشارت اور شکوی تتمہ ہیں واسطے سورۃ ذاریات کے اور پھر دونو
دعووں میں یعنی دعوے توحید اور دعوی ثبوت آخرت میں ترقی کی گئی سورۃ سابقہ سے یعنی ذاریات سے تحقیق جمل و مفردات وَالطُّوْرِ وَكِتٰبٍ
مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ اس میں وَالطُّوْرِ
وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ سے دلیل نقلی بیان کی گئی ہے یعنی قسم ہے ۔ یعنی گواہ ہے کوہ طور جس جگہ وحی نازل ہوئی تھی موسی علیہ السلام
پر مراد وحی سے مایوحی ہے ذکر مکان ارادہ مکین کے قبیلے سے ہے اور قسم ہے کتب سابقہ کی یعنی وہ بھی شاہد ہیں یہ دو دلیلیں نقلی ہیں ۔ اور
وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ سے دلیل وحی ہے یعنی قسم ہے یعنی گواہ ہے بیت اللہ جس جگہ پر رسول اللہ پر وحی آتی تھی اور وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ وَالْبَحْرِ
الْمَسْجُوْرِ سے دو دلیلیں عقلی بیان کی گئی ہیں یعنی یہ پانچ شاہد ہیں اس بات پر کہ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ اول تین تو ظاہر ہیں کہ
موسی علیہ السلام پر بھی یہی وحی ہوا کہ جو اللہ کا شریک بنائے گا اس پر عذاب آئے گا اور کتب سابقہ میں یہی ہے اور وحی بَيْتِ الْمَعْمُوْرِ میں بھی یہی حکم
تھا باقی دو کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح آسمان بلند کے احاطے سے نکل نہیں سکتے ہو اور دریا پر شدہ بھی ہر طرف سے اس نے بھی تم کو ہر طرف سے گھیرا ہے
اسی طرح عذاب سے نہ نکل سکو گے اس کی تائید سورۃ رحمن میں ہے فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ سے ذکر کی گئی ہے ۔ قولہ يَوْمَ تَمُوْرُ
السَّمَآءُ مَوْرًا میں يَوْمَ ظرف ہے وَيْلٌ کے واسطے اور معنی یہ ہے پس ہلاکت ہے واسطے کاذبین کے جس دن ہلے گا آسمان ہلنا اور اٹھائے جائیں گے پہاڑ
اٹھائے جانا قولہ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ خوض کا معنی بیہودہ گوئی ہے ۔ قولہ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ الخ يقال پہلے محذوف ہے یعنی کہا جاویگا
جس دن دھکے جائیں گے طرف آگ کے هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ اِصْلَوْهَا وَ قولہ كُلُوْا هَنِيْٓـًٔا معنی
هَنِيْٓـًٔا کا سہتا اور معنی مَرِيْٓـًٔا کا پچنے والا ہے ۔ قولہ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۔ حور جمع حوراء کی ہے معنی یہ ہے کہ سیاہی کی جگہ سیاہی زیادہ ہو اور
سفیدی کی جگہ سفیدی زیادہ ہو اور عین جمع عیناء کی ہے معنی موٹی آنکھیں والی وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ
ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ الخ بایمان متعلق ہے وَاتَّبَعَتْهُمْ کے ساتھ اور مَآ اَلَتْنٰهُمْ کی ضمیر غائب کا مرجع اور اَلْحَقْنَا بِهِمْ
کا مرجع وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ہے معنی یہ ہے جو کہ مومن ہیں اور اولاد ان کی بھی تابع ہوئی ان کے ایمان میں پس اولاد ان کی کو ان کے لاحق کریں گے

یعنی اولاد کو بھی آباؤ اجداد والے درجے دیں گے اس کی تائید میں ہے اُدۡخِلُوا الۡجَنَّةَ اِلیٰ قولہ وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَ اَزۡوَاجِہِمۡ وَ ذُرِّیّٰتِہِمۡ وَالۡاِلۡتِ (رتن) اور نہ کم کریں گے آباد کے عمل سے کسی چیز کو باعتبار جزا کے قولہ یَتَنَازَعُوۡنَ فِیۡہَا كَاۡسًا لَّا لَغۡوٌ فِیۡہَا وَلَا تَاۡثِیۡمٌ معنی یہ ہے یتداولون فیہا ای ایک دوسرے کو دیں گے پیالہ میں ہیں دہ پیٹ کا صدہ ہوگا اور نہ بے ہوشی ہوگی مُشۡفِقِیۡنَ کا معنی خوف کنندہ ہے رَیۡبَ الۡمَنُوۡنِ یعنی حادثہ موت اَمۡ تَاۡمُرُہُمۡ اَحۡلَامُہُمۡ بِہٰذَاۤ اَمۡ ہُمۡ قَوۡمٌ طَاغُوۡنَ ام کا معنی بل والا ہے معنی یہ ہے کہ آیا امر کیا ہے انہوں کو عقل نے اس کے ساتھ نہیں بلکہ یہ خود قوم سرکشی کرنے والی ہے قولہ اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ کیا کہتے ہیں کہ اختراع کیا اس نے اَمۡ ہُمُ الۡمُصَۜیۡطِرُوۡنَ آیا یہ داروغے ہیں رحمت رب کے اور پھر جس کو چاہیں اسی کو دیں مِّنۡ مَّغۡرَمٍ مُّثۡقَلُوۡنَ پس وہ چٹی سے بھاری ہیں وَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ وَمِنَ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡہُ وَ اِدۡبَارَ النُّجُوۡمِ حین تقوم سے مراد دن کا اٹھنا ہے اور من اللیل سے مراد لیل کا ٹکڑا ہے اور ادبار النجوم سے مراد دوسرا دن ہے جیسا کہ یَتَوَفّٰکُمۡ بِالَّیۡلِ وَیَعۡلَمُ مَا جَرَحۡتُمۡ بِالنَّہَارِ ثُمَّ یَبۡعَثُکُمۡ فِیۡہِ میں اسی فے الیوم الآخر اول ہے سورۃ انعام ما حاصل یہ کہ تسبیح کرو جس وقت اٹھو دن کو اور پھر اس کے بعد رات میں بھی تسبیح کہو اور اس کے دوسرے دن میں بھی تسبیح کہو۔ یہ دلیل ہے حشر کی۔ فقط ۔

سُوۡرَۃُ النَّجۡمِ (مکیۃ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس سورت میں مقصود بالذات نفی شفاعت غالبہ کی ہے اور یہ سورۃ متفرع ہے سور سابقہ پر یعنی جب توحید ثابت ہو گئی علی سبیل الکمال تو بتلایا گیا کہ کوئی شفیع غالب نہیں۔ نہ لات نہ عزیٰ نہ منات اور نہ کوئی ملائکہ اس سورت میں پہلے وَالنَّجۡمِ اِذَا ہَوٰی سے لے کر مِنۡ اٰیٰتِ رَبِّہِ الۡکُبۡرٰی تک صداقت رسول کے واسطے تمہید بیان کی گئی اس جگہ کے معانی کی تحقیق پیچھے کی جائے گی اور مطلب بھی پیچھے بیان کیا جاوے گا پھر اَفَرَءَیۡتُمُ اللّٰتَ وَالۡعُزّٰی دو دعوے کفار کے جو کرتے تھے ان کا شکوی کیا گیا ایک تو یہ کہ لات وعزیٰ و منات کو معبود بنایا ہوا تھا اور دوسرا ملائکہ کو خدا کی بنات اور شفیع بنایا ہوا تھا لیکن یہ جاننا چاہئے کہ اَفَرَءَیۡتُمُ اللّٰتَ سے توحید میں ترقی کی گئی ہے۔ سورۃ والطور سے کیونکہ اس میں تو کہا گیا تھا اَمۡ لَہُمۡ اِلٰہٌ غَیۡرُ اللّٰہِ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ آیا ان کے واسطے کوئی دوسرے الٰہ ہیں اور اس سورت میں وہ بیان کر کے شکوی کیا گیا اَفَرَءَیۡتُمُ سے لے کر لَا یُغۡنِیۡ مِنَ الۡحَقِّ شَیۡئًا تک پس معلوم ہوا کہ یہ متعلق ہے سورۃ والطور سے لیکن اَفَرَءَیۡتُمُ اِلیٰ اٰخرہ تک پہلا دعوی ان کا بیان کر کے شکوی کیا گیا اور پھر اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَہُ الۡاُنۡثٰی سے دوسرے دعویٰ کا شکوی کیا گیا ہے اور پھر تِلۡکَ اِذًا قِسۡمَۃٌ ضِیۡزٰی سے رد کیا ان کے دعوی کو اور اِنۡ ہِیَ سے لے کر فَلِلّٰہِ الۡاٰخِرَۃُ وَالۡاُوۡلٰی تک بیان متعلق دعوے اول کے کیا گیا اور پھر کَمۡ مِّنۡ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ سے لے کر لَا یُغۡنِیۡ مِنَ الۡحَقِّ شَیۡئًا تک متعلق دعوی ثانی کے بیان کیا گیا پھر فَاَعۡرِضۡ عَنۡ مَّنۡ تَوَلّٰی سے ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی تک زجر واسطے کفار کے اور تھوڑی سی بشارت بیان کی گئی اور اَفَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ تَوَلّٰی سے لے کر آخر تک شکوی کیا گیا ایک کافر کا جو کہ پہلے کچھ حق بیان کرنے لگا تھا پھر بند ہو گیا تھا لیکن درمیان میں لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ سے جملہ معترضہ واسطے توحید کے بیان کیا گیا اور دلیل نقلی من الانبیاء سابقہ بیان کی گئی واسطے توحید کے اور آخر میں پھر توحید فَاسۡجُدُوۡا لِلّٰہِ وَاعۡبُدُوۡا والے بیان کی گئی یعنی فاسجدوا للہ فقط واعبدوا واللہ کا مثلا اللات والعزی والمناۃ

* لا یغنی من الحق شیئا تک اول دونوں دعووں کو رد کیا گیا ہے پھر پیچھے ذکر کو بعادہ کیا علی سبیل اللف والنشر المرتب کیونکہ ان ہی سے لیکر

ریفرنس بک ۔وھابی دیوبندی نجدی رشید گنگوہی اور حسین علی وھابی نجدی

(تحقیق و حل مفردات) وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی
یعنی قسم ہے ستارے کی جس وقت نیچے آتا ہے یعنی ستارے کا نیچے آنا شاہد ہے کہ رسول علیہ السلام پر فرشتہ کا آسمان سے آنا بعید نہیں اور اس کا
کہنا کہ مجھ پر فرشتہ آتا ہے یہ کچھ غلطی نہیں اور فرق درمیان ضل وغوٰی کے یہ ہے کہ ضل اس کو کہتے ہیں کہ جس کو کوئی رستہ نہ ملے اور غوٰی اس کو کہتے
ہیں کہ راستے پر چلتا ہو لیکن کجروی کرتا ہو یعنی رسول علیہ السلام اُلٹے رستے پر نہیں ہے کیونکہ جس طرح ستارا نیچے آسکتا ہے اسی طرح ملائکہ نیچے آ
سکتے ہیں وحی کے کہانے کے واسطے پس ستارے کا نیچے آنا ایک نمونہ ہے ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰی وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ
قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی معنی یہ ہے کہ وہ جبرائیل اچھی صورت والا اور اچھی قامت والا تھا پس قائم ہوگا در آنحال کہ اونچے کنارے آسمان میں تھا
پھر قریب ہوا پس ہوگیا مثل مقدار دو کمان کے معنی یہ کہ نہایت قریب ہوگیا اور یا قاب قوسین اصل میں قاب قوس تھا پھر اس کو تثنیہ کیا تو مرکب کو جس وقت
تثنیہ کیا جائے تو کبھی بعض دوسری جزو کے ساتھ علامت تثنیہ کی متصل کی جاتی ہے اور کبھی دونوں کے ساتھ اور اس جگہ دوسرے کے ساتھ متصل کی
قاب قوسین ہوگیا لہٰذا اصل قابا قوسین کہنے کی کوئی ضرورت نہ پڑی ۔ اور یہ قاعدہ تھا عرب میں کہ جس وقت دو آدمی آپس میں دوستی کرتے تھے
اور اتفاق کرتے تھے تو دو کمانوں کی دو قاب کو متصل کیا کرتے تھے پس اب معنی مطابق حدیث کے فکان قوسین او ادنی کا یہ ہوگا پس ہو
گیا جبرائیل علیہ السلام نبی علیہ السلام کے ساتھ مثل اتصال دو قوسوں کے اور ادنی فضعتہ ای دبالیا نبی علیہ السلام کو یعنی بہت نزدیک ہوگیا ۔ قولہ
فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی معنی یہ ہے پس وحی کی جبرائیل نے طرف بندے اللہ کے وہ جو کہ اللہ تعالےٰ نے وحی کی تھی طرف اسی بندے کے مَا كَذَبَ
الْفُؤَادُ مَا رَاٰی اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی نہ انکار کیا دل رسول اللہ نے اور نہ شک کیا اس امر میں جس کا معائنہ کیا رسول اللہ نے آیا نزاع کرتے ہو اور جھگڑا
کرتے ہو اس امر میں جو رسول اللہ نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے یعنی کفار کہتے تھے کہ محض خواب کی باتیں کرتا ہے لہٰذا اس کی باتیں صحیح نہیں ہیں ان کو اس
کلام سے رد کیا گیا ہے وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی ۔ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی
سے مراد معراج والا دیکھنا ہے کیونکہ رسول صلعم نے کہا کہ میں نے دو بار آنکھوں سے دیکھا ہے ۔ جبرائیل کو اصلی صورت میں دوسری بار یہ دیکھنا معراج
والے دیکھنے کا ذکر ہے اور پہلی بار دیکھنے کا ذکر پہلے آچکا ہے ۔ اور سدرۃ المنتھی سے مراد کوئی مثل بیری کے ہے اور جبرائیل کے رہنے کی جگہ
اس کے نزدیک ہے اور اذ یغشی السدرۃ ما یغشی میں یعنی اس بیری کو غشی کی ہوئی تھی کسی بڑی چیز نے معلوم ہوا کہ ما یغشی فاعل ہے اذ یغشی
کا اور اذ یغشی متعلق ہے ولقد راٰہ نزلۃ اخرٰی کے ساتھ قولہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی معنی یہ ہے کہ نہ بند ہوئی آنکھ دیکھنے سے اور نہ آگے
بڑھی مقصود کے دیکھنے سے قولہ اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی یہ شیئ غالب کب بن سکتے ہیں اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰی
آیا تم نے ملائکہ کو بنات اللہ بنا رکھا ہے ۔ قولہ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِیْزٰی ۔ ضیزیٰ کا معنی ناقص ہے قولہ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰی آیا ثابت ہے انسان
کے واسطے جس چیز کی وہ خواہش کرے یعنی جس چیز کی وہ خواہش کرے یعنی جس چیز کو معبود بنائے وہ معبود اور حاجت روا کنندہ بن سکتا ہے جیسا کہ
لات اور عزّٰی وغیرہ کو اپنے خیال سے معبود بنایا ہے قولہ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰی یعنی خاص اسی کے ہاتھ میں سب کچھ ہے آخرۃ اور اولی
ہیں ۔ قولہ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰی وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوْا
بِمَا عَمِلُوْا وَیَجْزِیَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا الخ وللہ ما فی السمٰوٰت والارض جملہ معترضہ ہے درمیان میں معنی یہ ہوگا تحقیق رب جان رہا ہے دونوں کو

اور اس کی بلت لِیَجْزِیَ الَّذِیْنَ کے ساتھ بیان کی گئی اور لِیَجْزِیَ میں لام عاقبت کی ہے اعلم کے واسطے قولہ اللمم کا معنی گناہ صغیرہ ہے قولہ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّۃٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّھٰتِکُمْ یعنی جس وقت تم اپنی ماں میں بچے تھے اس وقت بھی تم کو اللہ تعالےٰ جانتا ہے فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ یعنی اپنے نفسوں کے اوصاف نہ بیان کرو اور اچھا نہ کہو۔ اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی وَاَعْطٰی قَلِیْلًا وَّاَکْدٰی یعنی دیکھ تو اس شخص کو جس نے اعراض کیا ہے اَعْطٰی قَلِیْلًا یعنی تھوڑا حق بیان کیا اور پھر سخت ہو گیا یعنی بند ہو گیا حق بیان کرنے سے یہ ایک کافر قریش تھا۔ اَعِنْدَہٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَھُوَ یَرٰی یعنی آیا یہ دیکھ آیا ہے کہ لاگ خلاصی کریں گے اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی وَاِبْرٰھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰٓی اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ سے لے کر اِنَّہٗ اَھْلَکَ عَادًا الْاُوْلٰی تک تو بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی وَاِبْرٰھِیْمَ کا بیان ہے اور اس کے بعد ابراہیم کے مال نہیں بن سکتے کیونکہ وَالْمُؤْتَفِکَۃَ اَھْوٰی میں ہلاکت قوم لوط علیہ السلام کا ذکر ہے اور وہ ابراہیم کی صحف سے بعد میں ہوئے ہیں اور اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ انسان کو دوسرے کی دعا فائدہ دیتی ہے تو اِلَّا مَا سَعٰی کا معنی صحیح نہ ہوگا تو کہتے ہیں کہ ابن عباس نے کہا ہے کہ یہ منسوخ ہے یہ حکم ادیان سابقہ میں تھا اس دین محمدی میں منسوخ ہے لیکن امر حق یہ ہے کہ معنی اس طرح پر ہے کہ مَا سَعٰی سے مراد ایمان ہے یعنی اپنے ایمان کے سوا کچھ دعا فائدہ نہیں دیتی یعنی جب تک ایمان شخص میں نہ ہو تو دوسرے کی دعا وغیرہ بھی فائدہ کچھ نہیں دیتی پس مدار اس جگہ ایمان پر ہو گیا۔ یا اور تاویلیں کرو جو تفسیروں میں ہیں۔ رَبُّ الشِّعْرٰی شعری ایک ستارہ ہے کافر اس کی عبادت کرتے تھے وَالْمُؤْتَفِکَۃَ اَھْوٰی۔ اہوٰی کا معنی گرائی گئی ہے فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکَ تَتَمَارٰی معنی شک کرتا ہے۔ اَزِفَتِ الْاٰزِفَۃُ معنی قریب آئی ہے آنے والی۔ لَیْسَ لَھَا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَاشِفَۃٌ کاشفہ مصدر ہے اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ یعنی تم غافل ہو قولہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی دعا و استغفار میں تو کسی کا تنازعہ نہیں صَلِّ عَلَیْھِمْ اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ پس معنی یہ ہے کہ ایک شخص کا عمل دوسرے کا عمل نہیں بن سکتا اکثر لوگ جو مال اور مادہ میں بیچتے کسی کے لئے کہتے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہوتا ہے یہ مال فقیروں اور مسکینوں کو جو ہم دیتے ہیں یہ عمل اپنے پیشواؤں کے لئے کرتے ہیں۔ گویا یہ عمل ہمارا ان کا عمل ہوا ہم نے ان کے لئے کیا۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ ثواب ایک کے عمل کا دوسرے کو نہیں ملتا ابن قیم نے لکھا ہے حدیثوں میں جو آیا ہے سب غیر کی طرف سے عتق کرنا اس کا معنی یہ ہے عتق کر کے دعا مانگنا ہے۔ اس کے واسطے اور اکثر آئمہ ثواب بخشنا عبادت مالی کا مانتے ہیں اور احناف کی کتب میں ثواب قرأت کا ملتا ہے لکھا ہے فتح القدیر اس میں چند احادیث لکھی ہیں اصحاب الشافعی وغیرہ ان احادیث کو قوی نہیں جانتے اور جو قرآن شریف میں آیا ہے وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا فَقَالُوْا ھٰذَا لِلّٰہِ بِزَعْمِھِمْ وَھٰذَا لِشُرَکَآئِنَا اس کا مطلب ہے کہ حاجت وا فیر سمجھ کے انکے لئے حصے کرتے ہیں یہ شرک اکبر ہے ۱۲ فقط

سُوْرَۃُ الْقَمَرِ مکیۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورۃ سے لے کر سورۃ حدید تک ایک مضمون توحید و نفی شرک برکتی پس مجموعہ تین سورتوں کا گویا کہ ایک مضمون ہے اس سورۃ میں تو یہ ثابت کیا کہ ہر شئے کو پیدا کرنے والا میں ہوں کما قال اللہ اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ اور اس کے بعد سورۃ الرحمٰن میں یہ ثابت کیا کہ جیسا پیدا کرنے والا ایک ہے تو برکات دہندہ بھی وہی ہے کما قال اللہ تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ پھر اس کے بعد سورۃ واقعہ میں یہ نتیجہ نکالا گیا۔ جب برکات دہندہ

ہوا ہے تو پاکی شرک برکتی ہے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ کے ساتھ کی گئی اور تسبیح کا یہ معنی القرینہ سوال قابل کے ہے جیسا کہ اس میں کہا تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ یعنی پاکی بیان کر اللہ کی شریک برکات دہندہ سے کیونکہ جب سورۃ رحمٰن میں ذکر برکات کا ہوا کہ برکات دہندہ وہی ہے سورۃ واقعہ میں شریک کی ہوئی کی نفی کی پھر پہلے اس سے سورۃ قمر میں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ کے ساتھ یہ کہا گیا کہ دیکھ آگئی قیامت جیسا کہ ایک نمونہ قیامت کے ہونے کا دکھلایا گیا یعنی جس طرح کہ چاند کا چہرہ ہو گیا ہے اسی طرح تم بھی فنا ہو جاؤ گے غرض یہ کہ جب یہ نمونہ دنیا میں دکھلایا گیا ہے تو اسی طرح قیامت بھی قریب آنے والی ہے والصحیح هٰذا یعنی جیسا والنجم میں درج تھا کہ فرشتہ آتا رسول صلعم پر جھوٹی بات نہیں یہ وہم دفع کر کے اصلی مطلب یعنی لات وعزیٰ وملائکہ کا شفیع نہ ہونا جس طرح کفار کہتے تھے بیان کیا گیا یہاں سورۃ قمر میں اثبات رسالت ساتھ معجزہ انشقاق القمر بیان فرما کے تفصیل عذاب ثواب آخرت کا بیان فرمایا گیا وَإِنْ يَرَوْا آيَةً سے لے کر هٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ تک شکوی اور تخویف اخروی بیان کی گئی ہے اور درمیان میں فَتَوَلَّ عَنْهُمْ سے تسلی دی گئی ہے نبی علیہ السلام کو اور بعد اس کے كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ سے لے کر أَخْذَ عَزِيزٍ مُقْتَدِرٍ تک تخویف دنیوی کی گئی ہے اور متعلق ہے وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ کے ساتھ یعنی یہ تکذیب کرتے ہیں دیکھو ہم نے تکذیب کرنے والوں کی ساتھ دنیا میں کیا کچھ کیا یعنی تمام کو عذاب سے ہلاک کیا اور ماقبل میں تخویف اخروی بھی بیان کر دی اور پھر أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِنْ أُولٰئِكُمْ سے آخر تک شکوی اور کچھ تخویف بیان کی گئی اور درمیان میں اصلی مدعا سورت کا ذکر کیا گیا اور شکوی کو ایسا بیان کیا تا کہ ماقبل کے ساتھ مرتبط ہو جائے یعنی آیا یہ کفار اقوام سابقہ سے اچھے ہیں یا کہ ان کے پاس کوئی براۃ نامہ ہے آیا یہ کہتے ہیں ہم جماعت بدلا لینے والے ہیں (حاصل تقریر اور سورت کا یہ ہے) کہ ثبوت آخرت کا جب سورۃ سابقہ سے ہو چکا تھا تو اس جگہ کہا گیا کہ قیامت آ گئی ہے اس کا ایک نمونہ بتلایا گیا اور بعد اس کے شکوی اور تخویف اخروی اور دنیوی بیان کر کے پھر شکوی متعلق ساتھ تخویف دنیا کے بیان کیا گیا اور اصلی مدعا توحید والے کو بعد میں ذکر کیا گیا۔ **تحقیق جمل و مفردات**۔ مستمر ای جاوید ہا۔ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقِرٌّ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْأَنْبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُكُرٍ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُنْتَشِرٌ اس آیت میں كُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقِرٌّ کا معنی ہر امر ہونے والا اپنے وقت پر اور مُزْدَجَرٌ مصدر میمی ہے معنی اس کا نصیحت ہے اور حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ کا معنی دانش کمال کو پہنچی ہوئی اور فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ نذر کا معنی مصدر والا ہوگا اور جمع والا نہیں ہے یہ متعلق اور مرتب وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ پر ہے یعنی کافر تابع اپنی خواہشوں کے ہیں پس ان کو ڈرانا فائدہ نہیں دیتا اور فَتَوَلَّ عَنْهُمْ مرتب ہے فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ پر یعنی جب ان کو ڈرانا فائدہ نہیں دیتا پس اعراض کر تو ان سے یا رسول اللہ اس کی تائید سورۂ نجم میں ہے کما قال اللہ تعالیٰ فَأَعْرِضْ عَنْ مَنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا اور يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ سے مراد یوم القیامت ہے اور ظرف ہے واسطے يَخْرُجُونَ متاخر کے اور شیء نکر کا معنی شیء ناخوش ودہشت کی وجہ سے کہ تمام کے واسطے ہوگی خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ حال مقدم ہے يَخْرُجُونَ کی ضمیر سے اور معنی اس کا عاجز ہوں گی آنکھیں ان کی اور مِنَ الْأَجْدَاثِ کا معنی مِنَ الْقُبُورِ ہے جَرَادٌ مُنْتَشِرٌ کا معنی ٹڈی پراگندہ معنی یہ ہوگا کہ نکلیں گے قبروں سے دن قیامت کے درآنحال عاجز ہوں گی آنکھیں ان کی اور مثل ٹڈی پراگندہ کے ہوں گے۔ مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ کا معنی دوڑنے والے ہوں گے طرف بلانے والے کے وَازْدُجِرَ میں وازدجر کا معنی جھڑکا گیا ہے اور بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ کا معنی ریزندہ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا ای فَجَّرْنَا عُيُونَ الْأَرْضِ عُيُونًا ہے پس اب تمیز والے معنی کی ضرورت نہ ہوگی معنی یہ ہوا جاری کیے ہم نے چشمے زمین سے فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلٰى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ علیٰ کا معنی فارسی میں بنا بر اور اردو میں واسطے کا ہوتا ہے۔ پس

معنی یہ ہوگا پس جمع ہوگیا پانی واسطے پورا کرنے امر کے ایسا امر جو مقدر کیا ہوا تھا۔ ہذا قال الشاہ ولی اللہ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ۔ دسر کا معنی
میخاں ہیں۔ تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ۔ ای فعلنا ذٰلک جزاء اور کان کفر سے مراد نوح علیہ السلام ہے یعنی جزا دی گئی واسطے اس شخص کے کہ انکار
کیا گیا تھا۔ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَاۤ اٰيَةً ضمیر مؤنث کا مرجع یہی قصہ ہے فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ معنی نصیحت قبول کرنے والا۔ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْ یَوْمِ
نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ معنی صرصر کا تند ہے اور مستمر یا تو صفت واسطے یوم کے ہے ای مستمر نحوست یعنی ہمیشہ تھی نحوست اس کی۔ اور یا نحس کے صفت ہے
تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ۔ تنزع کا معنی اکھاڑتی تھی اور نخل جنس ہے اسی واسطے کبھی اس کی صفت مذکر آتی ہے باعتبار لفظ کے
جیسا کہ اس جگہ آگئی ہے اور کبھی مؤنث آتی ہے باعتبار معنی کے جیسا کہ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ سورۃ الحاقہ قولہ اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗ
بشر منصوب علی شریطۃ التفسیر کے ہے معنی یہ ہے کہ آیا ہم تابع ہوں ایک بشر کے جو کہ ہم میں سے ہے قولہ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ۔ سعر کا معنی
جنون ہے بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ۔ اشر کا معنی متکبر ہے سَیَعْلَمُوْنَ غَدًا ای قیل لہم بلسان الحال سیعلمون غدا۔ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ۔ معنی
شرب کا حصہ پانی اور دن پانی دونوں آتے ہیں لیکن مراد آخیر ہے بقرینہ محتضر کے کیونکہ محتضر صیغہ ظرف کا ہے معنی یہ ہوگا ہر دن وقت حاضر ہونا پانی کا
ہے یعنی ایک دن واسطے ناقہ کے اور دن واسطے مویشی لوگوں کے ہونگے فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ۔ تعاطی کا اخذ السیف ہے اور عقر کا بازو کاٹ لینے کا ہے
لوگوں کی عادت تھی کہ پہلے بازو کاٹتے تھے فَكَانُوْا كَهَشِیْمِ الْمُحْتَظِرِ۔ یہ تین الفاظ ہیں ایک حظیرہ دوسرا ہشیم تیسرا محتظر۔ حظیرہ بکریاں کے واڑے
کو کہتے ہیں ہشیم اس کو کہتے ہیں جو کہ کانٹے اس واڑے سے بکریاں کی وجہ سے گرتے ہیں اور محتظر اس کو کہتے ہیں جو شخص ان کو جمع کرنے والا
ہوتا ہے۔ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ حَاصِبًا معنی حاصبا کا پتھر ہے۔ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ۔ نذر سے مراد صیغہ جمع کا ہے۔ معنی یہ
کہ لوط علیہ السلام نے ان کو ہمارے پکڑنے سے ڈرایا پس انہوں نے نذیروں کے ساتھ جھگڑا کیا وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ
معنی یہ کہ فجر کے وقت ان کو عذاب مستقر مل گیا اور بکرۃ واسطے تاکید صبحھم کے ہے اور تجرید وغیرہ کی حاجت نہیں ہے کوئی تجرید کا قول کرتے ہیں
وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَیْفِهٖ معنی یہ کہ انہوں نے لوط سے مہمان اس کے اور اصل میں یہ گفت شنید کی انہوں نے در آنحال ہٹانے والے تھے لوط علیہ السلام
کو حفاظت اپنے مہمانوں سے فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ یعنی پکڑنا بادشاہ قادر کا اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِی الزُّبُرِ آیا تمہارے واسطے کوئی براۃ نامہ کتابوں
میں ہے۔ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ ہم جماعت بدلا لینے والے ہیں سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ شکست دیے جائیں گے بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ یعنی یہ کیا عذاب
ہے بلکہ قیامت وقت ہے عذاب کا۔ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ داھیہ بمعنی سخت۔ معنی یہ کہ قیامت بڑی سخت ہے یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ
یقال محذوف ہے ابتدا میں معنی یہ ہوگا کہ کہا جائے گا اس دن کہ کھینچے جائیں آگ میں منہ کے بل پر ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ یعنی یہ کہا جائے گا کہ چکھو پہنچنا
آگ کا۔ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ معنی یہ کہ ہم نے تمام اشیاء کو پیدا کیا اندازے کے ساتھ اور معتزلہ وغیرہ کا کوئی اس جگہ رد نہیں ہے کیونکہ
سورۃ کا سیاق اس پر دلالت نہیں کرتا۔ وَمَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ نہیں ہوتا چیز کا مگر ایک کلمہ کن کے ساتھ جو کہ مانند لمحہ بصر کے ہے یعنی جلدی ہو
جاتا ہے وَلَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْیَاعَكُمْ ای امثالکم۔ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ یعنی سچ جگہ سچ کے نزدیک بادشاہ قادر کے لفظ

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ برکات دہندہ وہی ہے دوسرا کوئی نہیں ہے اصلی مدعا اخیر میں ذکر کیا گیا ہے تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کے ساتھ اس سورت کے تین رکوع ہیں پہلے رکوع میں توحید ثابت کی یعنی ہر چیز پیدا کرنے والا وہی حق تعالے ہے کس نعمت کے ساتھ تمہارا تکذیب کہ اللہ تعالے نے یہ نعمت نہیں دی کسی اور نے دی ہے دوسری میں تخویف اخروی اور تیسری میں ترغیب دی گئی ہے پھر آخر میں مدعا ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے رکوع کی تحقیق اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ یعنی رحمت والے بادشاہ نے اوپر سے قرآن سکھایا ہے اور نیچے سے انسان کو پیدا کر کے کلام سمجھنے کی طاقت دی اور دلائل اور اشیاء دالہ اس طرح پیدا کیں۔ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ یعنی اوپر سے سورج کو اور چاند کو ایک حساب کے ساتھ چلایا ہوا ہے اور چھوٹی اور بڑی بوٹیاں میں ان سے تاثیر قبول کرنے کی طاقت اور قوت رکھدی ہے اوپر کا حال ذکر کیا بقولہ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ یعنی اوپر آسمان کو اونچا کیا ہے اور اس کو اونچائی میں ایک خاص انداز سے رکھا ہے یہ بھی دال ہے کہ اس کے سوا برکات دہندہ کوئی نہیں ہے پھر ترقی کر کے وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ کہا یعنی نیچے سے زمین تیار رکھی ہے واسطے مخلوقات کے جس میں میوہ جات وغیرہ رکھدیئے ہیں یہ بھی دال ہے کہ برکات دہندہ وہی خدا تعالے ہے یعنی یہ تمام امور رکوع اول میں ذکر کئے گئے ہیں یہ تمام دال ہیں آثار قدرت پر اور اس پر کہ سوائے خدا تعالی کوئی برکات دہندہ نہیں ہے اور درمیان میں اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ کے ساتھ ایک تمثیل بیان کی گئی ہے یعنی جس طرح میزان تولنے میں تین قسم کا نقصان کرتا ہے ایک تو میزان یعنی ترازو میں نقصان رکھتے ہیں اور دوسرا میزان میں تو کوئی نقصان نہیں ہے لیکن تولنے میں ہاتھ کے ساتھ ایک طرف اونچا کر دیتا ہے اور تیسرا تولنے میں ہاتھ کو اونچا نہیں کرتا لیکن تولتا کم ہے انصاف کی نظر سے ان امور مذکورہ کو دیکھو اور میزان یعنی میزان عقل میں پورے انصاف کا خیال کرو کہ آیا کوئی برکات دہندہ سوا باری تعالی کے کوئی دوسرا بھی ہے باوجود اس امر کے تمام یہ امور مذکورہ خاص طریقے کے ساتھ تمہارے لئے پیدا کئے ہیں اسی واسطے درمیان میں فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ سے بیان کیا کہ اے جن وانسان اب بھی تم کو کسی نعمت میں انکار ہے اور شک ہے کہ کسی غیر نے دی ہے اس تقریر سے بہت سے امور معلوم ہو گئے (۱) تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ متعلق باعتبار ربط کے رکوع اول کے بعد ہوگا (۲) دوسرا یہ کہ اس رکوع میں ہر ایک لاحق میں ترقی کی گئی ہے سابق سے (۳) تیسرا میزان سے مراد واقعی میزان مراد نہیں ہے اس آیت میں اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ کنایہ ہے کہ انصاف سے ذرا تو اس بات کو کہ ایسے امور کرنے والے کے سوا کوئی برکات دہندہ دوسرا ہو سکتا ہے۔

حاصل تقریر اور سورت کا: پہلے رکوع میں پھر امر علی سبیل الترقی ذکر کیا گیا واسطے ثبوت دعوے کے یعنی تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اور دوسرے رکوع میں تخویف اخروی بیان کی گئی اور تیسرے میں بشارت اور ترغیب دی گئی ہے لیکن یہ جاننا چاہئے کہ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ کا معنی پہلے رکوع میں یہ ہوگا کہ یہ تمام امور مذکورہ فی ہذا الرکوع تو اللہ تعالے نے پیدا کئے ہیں تم کو کونسی نعمت میں شک ہے کہ غیر اللہ

نے پیدا کی ہے اور دوسرے تیسرے رکوع میں یہ معنی ہوگا کہ مان لو درمیان تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ یعنی یہ دعویٰ ہے کہ برکات دہندہ کوئی نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اگر نہ مانو تو آخرت میں ختم کر عذاب دیں گے اگر مان لیا تو آخرت میں یہ نعمتیں دیں گے اور ہر جگہ آلاء سے مراد دنیاوی نعمتیں ہیں۔ پہلے رکوع میں لو بار بار تکرار کیا گیا کہ بتاؤ تو سہی یہ نعمتیں کسی اور نے دی ہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ **تحقیق جمل و مفردات۔** پہلے رکوع کے معانی اکثر بیان کئے گئے ہیں لہٰذا ان کے کرنے کی ضرورت نہیں قولہ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ معنی یہ کہ دانے صاحب گھاس کے جیسے گندم سے بھوسہ نکلتا ہے اور خوشبوئیں پیدا کی ہیں خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ یعنی پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو بجتی آواز کرنے والی سے جو کہ مانند ٹھیکریوں کے تھی وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے جنات کو شعلے آگ سے مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ چلایا اللہ تعالیٰ نے دو دریاؤں کو لَا يَبْغِيٰنِ نہیں تعدی کرتے ایک دوسرے پر يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ یعنی نکلتے ہیں ان دونوں دریاؤں سے مرجان اور موتی اور مرجان عربی میں چھوٹے موتی کو کہتے ہیں اس جگہ بھی یہی مراد ہیں اور فارسی میں مرجان بیخ مرجان و شاخ مرجان کو کہتے ہیں اس جگہ یہ مراد نہیں ہیں۔ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ یعنی جو بیڑیاں مثل پہاڑ کی دریا میں چلتی پھرتی ہیں یہ بھی اسی کے حکم سے جاری ہیں يَسْئَلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ یعنی اللہ تعالیٰ ہی سے سب مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر دن کام میں ہے جیسا کہ احیاء اور اماتت اور ترزیق وغیرہ فعلوں میں ہے سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ معنی یہ ہے کہ میں فارغ ہوگیا تمہارے واسطے اے جن وانس اس سے کنایہ یہ ہے کہ میں اب عذاب دوں گا جیسا کہ عرف میں کہا جاتا ہے اور یہی مراد لیتے ہیں يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ڈالے جائیں گے ان کے اوپر شعلے آگ کے اور تانبے کے اور بدلا نہ لے سکیں گے۔ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ پس ہو جائے گا مثل چمڑے رنگے ہوئے کے فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ اصل میں فیومئذ کی فا یعرف پر تھی اور یومئذ ظرف متعلق ہے یعرف کا معنی یہ ہوگا کہ پہچانے جائیں گے مجرم لوگ علامات سے اور ایک فرشتہ اس کو سر سے اور دوسرا پاؤں سے پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیں گے اس دن انکے گناہوں سے پوچھا نہ جائے گا کہ آیا ان میں کون کون سے گناہ ہیں کیونکہ پہلے ان پر سیمائے جہنمی یعنی نمبر لگائے ہوئے ہونگے اور يُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ تائید ہے معنی تثنیہ اَلْقِيَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ کی اور تثنیہ تکرار کے واسطے نہیں ہے (ق) يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ اس کے معنی کی تائید میں ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ہے (صٰفٰت) وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ مراد دو باغ نہیں بلکہ معنی یہ کہ قسم قسم کے باغ ہونگے واسطے خوف کرنے والے اللہ تعالیٰ سے۔ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ یعنی باغ جو کہ سبز شاخوں والے ہونگے فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ معنی یہ کہ ان باغوں میں گوناگوں چشمے جاری ہونگے تثنیہ واسطے ایسے معنی کے بھی ہوتا ہے وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ان پھنا میووں کا قریب اور آسان ہوگا كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ یعنی حوریں رنگ میں مثل ان کے ہونگی۔ مِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ تثنیہ واسطے تکرار کے ہے مُدْهَآمَّتٰنِ معنی سخت سیاہ ہے فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ان دونوں باغوں سخت سیاہ میں گوناگوں چشمے ہونگے جوش مارنے والے مثل فوارے کے نَخْلٌ وَّرُمَّانٌ رمان کا معنی انار ہے فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِيَامِ حور مبتدا مؤخر ہے۔ فیہن خبر مقدم ہے یعنی حوریں بند کی ہوئیں خیموں میں اچھی خوبصورت ہونگی مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ معنی رفرف خضر کا دریاں سبز۔ اور عَبْقَرِیٍّ کا معنی غالیچے پتلے یعنی نیچے دریاں سبز ہوں گی اور اوپر غالیچے پتلے ہونگے۔ فقط

(مکیۃ)

سُوْرَۃُ الْوَاقِعَۃِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ماقبل کے ساتھ ربط یہ ہے کہ سورت رحمٰن میں یہ ثابت ہوا تھا۔ کہ برکات دہندہ وہی ہے اس سورت میں اس پر نتیجہ اور تفریع بیان کی گئی یعنی جب برکات دہندہ وہی ہے تو اللہ تعالے کو پاک سمجھو شریک فی البرکات سے اس دعوے کو اس سورت میں دو دفعہ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ سے بیان کیا گیا اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ سے لے کر وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ تک حال آخرت کا بیان کیا گیا ہے یعنی جس وقت زمین ہلائی جائے گی اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے کیے جائیں گے وہ وقت قیامت کا ہوگا اس کے ہونے میں شک نہیں ہے اس وقت لوگ تین قسم کے ہونگے فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ سے لے کر وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ تک بیان کیا ہے اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ سے ان کا حال علے طریق اللف والنشر الغیر المرتب بیان کیا گیا اول اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ سے لے کر اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا تک احوال گروہ اخیر کے یعنی السّٰبِقُوْنَ سے مراد اکثر اصحاب اور باقی بعض مراد ہیں اور سابقون کے تو مال بیان کیے (۱) اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ (۲) فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ (۳) ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ (۴) عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ اسی طرح باقی بیان کیے گئے اور اس گروہ کے بعد اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ سے لے کر وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ تک اول گروہ یعنی اصحاب الیمین والے کے حال تو بیان کیے گئے (۱) فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ (۲) وَطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ (۳) وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ اسی طرح باقی بھی بیان کیے گئے ہیں یہ جاننا چاہیے کہ اس فریق میں ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ اور اول فریق میں ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ کہا گیا وجہ یہ ہے کہ السابقون سے مراد مقابل باقی دو فریقوں کے ہیں یعنی جن کا کوئی حساب نہ ہوگا اور باقی دو فریق یعنی اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ و اَصْحٰبُ الشِّمَالِ کا حساب ہوگا اور جن کا حساب نہ ہوگا وہ صحابیوں میں سے اکثر ہونگے اور صحابیوں کے بعد کے لوگ کم ہونگے یہی معنی ہے ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ کا اور اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ والے یعنی جن کا حساب ہوگا اور اعمال نامے اُن کو دست راست میں دیئے جاویں گے وہ پہلے لوگوں سے بھی زیادہ ہونگے یعنی اصحاب بھی زیادہ ہونگے ان کے بعد کے لوگ بھی زیادہ ہونگے یہی معنی ہیں ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ کا اور پھر اَصْحٰبُ الشِّمَالِ سے لے کر اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ تک دوسرے گروہ کا بیان ہے یعنی اصحاب المشئمۃ والے کا حال دنیوی بیان کیا گیا کہ یہ احمق ایسی باتیں کرتے تھے دنیا میں (۱) اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ (۲) وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ (۳) وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ (۴) فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ اور پھر قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ سے هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ تیسرے گروہ کے احوال اُخروی بیان کیے گئے اور پھر ان کے تمام فریقوں کے حال بیان کر کے نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ سے لے کر مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ تک دلائل اربعہ واسطے توحید کے بیان کی گئیں ہر ایک کے اَفَرَءَيْتُمْ سے شروع کیے گئے واسطے تنبیہ کرنے کے کہ بالکل بات ظاہر ہے اور ایک بطور ترقی کے ذکر کی گئی ہے اول دلیل فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ تک بیان کی گئی ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ تم اپنی پیدائش کو دیکھو کہ آیا تم خود اپنے نفسوں کو پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں اور جو مدت ہم نے تمہاری موت کے واسطے مقرر کی ہے اس سے آگے تم نوت نہیں کر سکتے اور دوسری دلیل اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ سے لے کر بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ تک بیان کی گئی اور اس میں پیدائش زرع کا بیان کیا گیا ہے جس سے تمہاری تربیت

ہوتی ہے یعنی تم دانے بوتے ہو آیا زرع کو کون پیدا کرتا ہے اور اگر تمہارے اختیار میں زرع کا پیدا ہونا ہوتا تو ہمیشہ زرع پیدا ہوتی ۔ بلکہ جس وقت ہم چاہتے ہیں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں اور تم کہتے ہو کہ ہائے ہم مارے گئے اور تیسری دلیل اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآءَ سے لے کر فَلَوْلَا تَشْکُرُوْنَ تک اس میں بیان پانی کا کیا گیا ہے جس سے تمہارے واسطے زرع پیدا ہوتی ہے یعنی آیا اس پانی کو ہم برساتے ہیں بادلوں سے یا تم اگر تم کرتے ہو تو کئی دن بارش مانگتے رہتے ہو تو اس وقت نازل کیوں نہیں کر لیتے اور چوتھی دلیل اَفَرَءَیْتُمُ النَّارَ سے لے کر لِلْمُقْوِیْنَ تک آگ کا بیان ہے اور ادلہ اربعہ بیان کرکے بعد دعوے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْمِ تک بیان کیا گیا اس کے بعد ایک نمونہ بتلایا گیا واسطے ثبوت آخرت کے اور کہا گیا کہ یہ دعویٰ توحید والا بہت بڑی چیز ہے ۔ معمولی چیز نہیں ہے فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ وَاِنَّہٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ یعنی قسم ہے گرنے کواکب کی یعنی گرنا اور فنا ہونا ستاروں کا شاہد ہے کہ سب اشیاء فنا ہو جاویں گی ۔ اور پھر اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ سے لے کر مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ تک قرآن کی تعریف کی گئی اَفَبِھٰذَا الْحَدِیْثِ سے تُکَذِّبُوْنَ تک شکوہ بیان کیا گیا یعنی احسن تو باوجود اس کے کہ یہ ایسی اوصاف والی کتاب ہے اور تم اس میں شک کرتے ہو اور سستی کرتے ہو اور تم نے تکذیب اس کتاب کی کی اپنا نصیب بنا دیا ہے اور پھر فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ سے لے کر اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک زجر بیان کی گئی ہے یعنی اگر تم صادق ہو تو جس وقت تمہاری روح حلقوم کو پہنچ جاتی ہے تو تم اس کو واپس کیوں نہیں لاتے اور فَاَمَّآ اِنْ کَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ سے لے کر لَھُوَ حَقُّ الْیَقِیْنِ تک پھر تین قسموں کا اعادہ کیا گیا مع حال ان کے علی طریق اللف والنشر الغیر المرتب لیکن اس جگہ اجمال کیا گیا ہے اور پہلے تفصیل کی گئی ہے (حاصل سورۃ وتقریر) جب کہ برکات دہندہ وہی ہے تو اس کو پاک سمجھو شریکوں برکات دینے والوں سے اور پھر قیامت کا حال بیان کیا گیا اور کہا گیا کہ تین فریق ہوں گے پھر ان کے احوال علی طریق اللف والنشر الغیر المرتب بیان کئے گئے ۔ بعد میں ادلہ اربعہ واسطے توحید کے بیان کی گئیں علی سبیل الترقی پھر فنا کا ایک نمونہ بتلایا گیا پھر قرآن کی صفت کر کے کفار پر شکوہ اور زجر بیان کیا گیا اور پھر تین فریقوں کے حال اجمالاً علی طریق اللف والنشر الغیر المرتب بیان کیا گیا ۔ **تحقیق جمل ومفردات** ۔ لَیْسَ لِوَقْعَتِھَا کَاذِبَۃٌ جملہ معترضہ ہے اور کاذبہ مصدر ہے اور معنی یہ ہے کہ اس کی خبر وقوع میں کچھ جھوٹ نہیں ہے خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ یعنی نیچے کرنے والی بعض قوم کو اور اونچا کرنے والی بعض قوم کو ۔ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَکَانَتْ ھَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۔ یہ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ بدل ہے اور اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَۃُ کی جواب خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ تھی لہٰذا اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ کی جزا لانے کی کچھ ضرورت نہ تھی ۔ معنی یہ ہے کہ جس وقت ہلائی جائے گی ہلایا جانا اور ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں گے پہاڑ غبار پھیلے ہوئے ۔ اور ہو میں کُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَۃً الازواج بمعنی قسم ہے فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَۃِ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَۃِ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ معنی یہ ہے کہ اصحاب یمین کا کیا حال اچھا ہوگا اور اصحاب شمال کا کیا برا ہوگا اور سابقون تو سابقون ہوئے یعنی ان کا تو حساب بھی نہ ہوگا ثُلَّۃٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ معنی ٹولے اولین سے ہوں گے عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَۃٍ یعنی زربافتہ یَطُوْفُ عَلَیْھِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ یعنی ایسے بچے کہ ہمیشہ لڑکپن کی حالت میں رہیں گے بِاَکْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ وَکَاْسٍ یعنی چھوٹے گلاس بلا عروہ اباریق عروہ والے کاس پیالے مِّنْ مَّعِیْنٍ یعنی شراب خالص لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْھَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ معنی یہ کہ نہ سر دردی ہوگی ان کو اور نہ بے ہوش ہوں گے اس شراب خالص سے وَفَاکِھَۃٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ یعنی میووں سے جو پسند کریں گے وَحُوْرٌ عِیْنٌ ای لھم حور عین ۔ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْھَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِیْمًا معنی لغو کا بیہودہ باتیں اور تاثیماً کا معنی گناہ کی باتیں اِلَّا قِیْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا قیل بمعنی قول ہے ۔ فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ای بیرایاں جن میں کانٹے

نہ ہوں گے۔ وَطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ای کیلے تو بتو بھرے ہوئے۔ وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ یعنی لذت سایہ جیسی ہوگی۔ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ جاری کیا ہوا۔ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ یعنی میوے ہر موسم میں ہونگے اور منع بھی نہ کئے جائیں گے ان کے کھانے سے کسی وقت فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ای ذات فرش مرفوعۃ القدر اور ان سے مراد حوریں ہیں بقرینہ مابعد کے عُرُبًا اَتْرَابًا یعنی محب وہم عمر۔ فِیْ سَمُوْمٍ گرم ہوا میں فَظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ یعنی سایہ دھوئیں کے سے عَلَی الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ یعنی گناہ بڑا وَكَانُوْا یَقُوْلُوْنَ الی قولہ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ الخ یعنی دنیا میں کافر لوگ یہ بات کہتے ہیں فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ یعنی پیاسا اونٹ پیاسے کا۔ مَا تَحْرُثُوْنَ یعنی جو بوتے ہیں فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ یعنی تفزلون۔ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ہائے ہم مارے گئے اور لوٹے گئے بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ بلکہ ہم محروم ہوگئے مَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ ای للمسافرین فَلَآ اُقْسِمُ لا زائدہ ہے اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ یعنی گر فکر کرو تو یہ قسم بڑی عظیم ہے اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ کو بمنزلہ مستانفہ ہے لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ مراد ملائکہ ہیں باقی بے وضو ہاتھ لگانا امام بخاری کہتا ہے جائز ہے اور حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ مفعول ہے یعنی کرتے ہو تم نصیب اپنا تکذیب قرآن کی فَلَوْلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ وَاَنْتُمْ حِیْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ فَلَوْلَاۤ اِنْ كُنْتُمْ غَیْرَ مَدِیْنِیْنَ تَرْجِعُوْنَهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ فَلَوْلَاۤ اِنْ كُنْتُمْ اعادہ لولا کا بعد عہد کے واسطے کیا گیا ہے اسی واسطے فَلَوْلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ میں جواب لولا کا ذکر نہیں کیا گیا اور فَلَوْلَاۤ اِنْ كُنْتُمْ میں تَرْجِعُوْنَهَاۤ جواب لولا ذکر کیا گیا ہے اور معنی غَیْرَ مَدِیْنِیْنَ کا غیر مقہورین ہے (محاورہ۔ دان السلطان الرعیۃ اذا ساسہا) پس معنی یہ ہوگا کہ اگر ہو تم غیر مقہور تو اپنے روح کو واپس کیوں نہیں لاتے جس وقت حلقوم کو پہنچ جاتے ہیں اور اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تاکید ہے اِنْ كُنْتُمْ غَیْرَ مَدِیْنِیْنَ کی قولہ فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ ای فلہ روح وریحان اور معنی روح کا راحت ہے اور ریحان کا معنی خوشبوئی ہے فَسَلٰمٌ لَّكَ ای یقال سلام لک مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ای انت من اصحاب الیمین۔ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِیْمٍ ای فلہ نزل من حمیم۔ یعنی واسطے اس کے مہمانی گرم پانی کی ہوگی۔ فقط

سُوْرَةُ حَدِیْد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اوّل یہ بات جاننی چاہیئے کہ اس سورت سے لے کر تبارک الذی تک اب علیحدہ مضمون شروع ہوا ہے سب مضمون متعلق قتال کے یعنی زجرات ہونگی قتال نہ کرنے پر اور حرج نہ کرنے پر قتال میں اور زجریں ہیں منافقین کو جو ظاہر النفاق ہیں پھر زجر ہے ان کو جو نفاق ان کا خفی تھا پھر زجریں ہیں مومنوں کو چند کاموں پر بطریق التنزل یعنی پہلے ان کو زجر ہے کہ ان کا کام زیادہ بد تھا پھر اُن کو جو اُن سے کم تھے بدی میں اس مضمون کے واسطے مبدا سورۃ حدید ہے اور منتہی سورۃ تحریم ہے سورۃ حدید میں دو اُمور آئیں گے پہلے توحید پھر ترغیب علی الانفاق فی القتال دی جاویگی یہ دو مضمون اس سورت میں ذکر کئے گئے۔ حاصل یہ ہے کہ سورۃ حدید میں دو مضمون آئیں گے اوّل توحید دوسرا ترغیب علے الانفاق۔ پھر ان دو مضمونوں پر زجرات بیان ہونگے۔ لیکن زجرات دو قسم کے ہونگے اوّل تو منافقین کے واسطے علی سبیل التنزل ذکر ہونگی اور پھر مومنوں کیلئے بھی علے سبیل التنزل ذکر ہونگے پھر سورۃ جمعہ سے تحریم تک زجرات متعلق انفاق نہ کرنے کے ذکر ہونگی پھر سورۃ تحریم میں جو کہ منتہی ہے اس میں دونوں مضمونوں کا اعادہ کیا جائے گا علے سبیل اللف والنشر الغیر المرتب اولاً مضمون متعلق انفاق فی القتال کے اعادہ کیا جائے گا۔ پھر قتال کے متعلق بھی

سورۃ حدید میں ذکر ہوگا لیکن زبرات دو قسم یعنی دونوں قسموں کا اعادہ علی سبیل اللف والنشر المرتب ہوگا۔ لیکن یہ جاننا چاہئے کہ ترغیب علی الانفاق اور قتال سے اصلی دعویٰ کا ثبوت مقصود ہے کہ اللہ کا شریک نہ بنانا اور توحید کو ثابت کرنا ہے اسی واسطے سورۃ حدید میں پہلے پہل توحید کا ذکر کیا گیا پھر سورۃ مجادلہ کے بعد سورۃ حشر میں بھی اصلی مدعا کو ذکر کیا گیا تاکہ اصلی مدعا سے بھی غافل نہ ہونا چاہئے اسی طرح ایک سورۃ کو چھوڑ کر دوسری میں اصلی مدعا ذکر کیا گیا ساتھ سبح یا یسبح کی ہر چیز اللہ کی پاکی شرکا سے سمجھاتی ہے پس شریک نہ بناؤ تاکہ اصلی دعویٰ کو بھی نگاہ رکھا جائے پھر سورۃ جمعہ اور سورۃ تغابن دونوں میں اصلی مدعا بھی ذکر کیا گیا۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس سورت میں اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ سے فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ تک مضمون ترغیب علی الانفاق ہوگا اس میں پانچ وجوہ ترغیب کے علی سبیل الترقی بیان کئے گئے ہیں اور لَقَدْ اَرْسَلْنَا سے لے کر آخر تک ترغیب علی القتال کا مضمون ہوگا اور اول میں سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بیان کیا گیا کہ ترغیب علی الانفاق فی القتال اور ترغیب علی القتال کی وجہ یہ ہے تاکہ اعلاء کلمۃ اللہ ہو جائے اور توحید ثابت بھی ہو جائے کہ سب چیزیں دال ہیں اللہ کی توحید پر تم اللہ کو پاک سمجھو اور پاک جانو شریک سے سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا حاصل یہ ہے کہ سب چیزیں دال ہیں کہ وہی مالک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے جیسا کہ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ سے ثابت ہوتا ہے اور پھر لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تک تین مراتب بیان کئے گئے ہیں سورۃ حشر کے برعکس لیکن اس سورت میں مراتب ترتیب وار بیان کئے گئے ہیں۔ اول مرتبہ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ سے لے کر وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ تک اس مرتبہ میں مبادی بتلائے گئے ہیں یعنی مالک وہی ہے احیاء اماتت اسی کے ہاتھ میں ہے اور قادر وہی ہے ہر طرح سے متصرف بھی وہی ہے اس کے مقابلے میں سورۃ حشر کے آخر میں هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ سے لے کر وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ تک بیان کیا گیا ہے اول مایکون خلقا ثم برء ثم تصویرا۔ برء معنی فساد سے بچا رکھنا ثم تصویرا یعنی صورت دینی یعنی یہی مبادی وہی کرتا ہے (۲) مرتبہ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سے لے کر بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ تک ہے یعنی بادشاہی تخت پر آپ ہے۔ اور سب کچھ آپ کرنے والا ہے اس کے مقابلے میں سورۃ حشر میں کہا هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ سے لے کر سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ تک یعنی بادشاہی تخت پر خود آپ ہے (۳) مرتبہ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لے کر وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تک یعنی متصرف بھی وہی ہے اور ترقی کی وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ سے جب کہ متصرف وہی ہوا تو اس کی طرف امور رجوع کریں گے اور پھر ایک مثال بیان کی گئی يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ تاکہ باقی کو اس پر قیاس کرلیں اس کے مقابلہ میں سورۃ حشر هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ سے لے کر الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ تک ہے یعنی متصرف وہی ہے اس جگہ کوئی مثال نہیں بتلائی گئی اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ سے لے کر لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ تک پہلی وجہ انفاق کی بیان کی گئی ہے حاصل اس وجہ کا یہ ہے کہ مال بھی میرا ہے اور میں نے تم کو اس مال کا جانشین کیا ہے اس سے تم خرچ کرو تو اجر بھی دوں گا کیا وجہ ہے کہ تم خرچ نہیں کرتے حالانکہ رسول تم کو بلاتا ہے کہ اپنے پالنے والے کو مانو اور تم نے وعدہ بھی کیا تھا ساتھ رسول کے وقت بیعت کے کہ ہم احکام مانیں گے حالانکہ ایسا ایمان والا رب اور بادشاہ ہے اس کا حکم کیوں نہیں مانتے لیکن یہ جاننا چاہئے کہ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کا معنی اگر وجہ انفاق والی کے ساتھ لگائیں تو معنی یہ ہوگا کہ احکام مانو اللہ کے اور ایمان کا معنی حقیقی مراد نہ ہوگا۔ اور اسی طرح تمام سورت میں ایمان سے مراد احکام ماننا ہوگا اس وقت اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ تفسیر ہوگی اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کی اور اگر سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے ساتھ لگادیں تو معنی حقیقی مراد ہوگا یعنی توحید مراد

ہوگی۔ دوسری وجہ مَا لَکُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سے لے کر بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ تک ہے اور پہلی سے ترقی کے ساتھ ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ مال میرا ہے خرچ کرو اجر ملے گا۔ اور اب ترقی کی اور کہا کیا وجہ اور کیا فائدہ ہے کہ خرچ نہیں کرتے حالانکہ آخر تم نے مرجانا ہے اور باقی والا مالک یعنی آسمان اور جس جگہ سے تم کھانے کھاتے ہو یعنی زمین یہ بھی میرے پاس رہ جائے گی کچھ خرچ کر کے نفع حاصل کرلو۔ اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے فتح اسلام کے خرچ کرنے والا اور نہ خرچ کرنے والا برابر نہیں ہیں آؤ خرچ کرو وقت ہے یہ وقت ہاتھوں سے چلا جائے گا تو پھر افسوس کروگے تیسری وجہ مَنْ ذَا الَّذِیْ سے لے کر وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ تک ہے اور دوسری سے ترقی میں ہے۔ حاصل تمام مذکورہ کا یہ ہے کہ مال میرا ہے۔ خرچ کرو اجر ملے گا کیوں نہیں خرچ کرتے مرجاؤ گے سب کچھ میرے پاس رہ جائے گا۔ وقت ہے ہاتھ سے چلا جائے گا اور اس میں یہ بیان کیا گیا کہ تسلیم کرلیا کہ مال میرا نہیں ہے تیرا ہی ہی تُو نے خود ہی کمایا ہے یا تیرے باپ دادا کا کمایا ہوا ہے لیکن بطور قرض کے دو دُنیا میں اس کا دُگنا دُوں گا جیسا کہ ایک مفضل کے بعد دوسرا افضل دوگنا کروں گا اور آخرت میں بھی اجر دُوں گا جس دن مومنوں کے نور جو کہ بوجہ صدقات کے ان کے آگے دوڑیں گے اور پھر یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ کو یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ سے بدل لاکر اس میں منافقوں کو زجر کی گئی ہے کہ اس دن منافق افسوس کرینگے اور نور طلب کریں گے مومنوں سے جواب ملیگا کہ نور حاصل کرنے کی جگہ تو دُنیا تھی اس جگہ تم نے حاصل نہیں کیا۔ اس جگہ نہیں مل سکتا یہ منافق کفار جیسے درجے میں ہونگے جیسا اللہ تعالٰی نے فرمایا فَالْیَوْمَ لَا یُؤْخَذُ مِنْکُمْ فِدْیَۃٌ وَّلَا مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے معلوم ہوتا ہے اور اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے ترغیب دی گئی اور پھر اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِی الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا کو مَنْ ذَا الَّذِیْ کے ساتھ کیا گیا ہے یہ ایک نمونہ مضاعف ہونے کا دُنیا میں بتلایا گیا ہے یعنی دیکھو پہلے جب بارش نہیں ہوتی تو کچھ بھی زمین سے حاصل نہیں ہوتا۔ پھر بارش کے سبب سے اللہ تعالٰی تم کو بہت رزق دیتا ہے اس سے بتنا تم بوتے ہو۔ یہ نمونہ بتلا کر اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ سے ترغیب علی الانفاق دی گئی۔ چوتھی وجہ اِعْلَمُوْا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا سے لے کر وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ تک در ترقی کی گئی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ مال میرا خرچ کرو تم کو اجر ملے گا کیوں خرچ نہیں کرتے وقت ہے پھر افسوس کروگے سب کچھ میرے پاس رہ جائے گا فرضًا مان لیا کہ یہ مال دنیاوی میرا نہیں تیرے باپ دادا کا کمایا ہے آ مجھے قرض دے اس کا بدلہ دُنیا میں دُوں گا اور آخرت میں بھی جس دن تو محتاج ہوگا اور منافق افسوس کریں گے اس میں ترقی کر کے بیان کیا کہ مان لیا کہ دنیا میں یا قرض کچھ بھی نہ ملے گا تو یہ خیال کر کہ دنیا کیا چیز ہے محض ایک کھیل اور جی بہلانا ہے اور کثرت مال کا دکھانا ہے آپس میں تم کو اور تمام مصادر واسطے قلت کے لائے گئے ہیں پھر ایک مثال کَمَثَلِ غَیْثٍ سے بیان کی گئی واسطے قلت کے اور اگر دُنیا میں کچھ نہ ملا تو اس کے بدلے آخرت میں مربعے ملیں گے جو کہ دنیا والے مربعوں سے کتنے ہی زیادہ ہیں۔ پانچویں وجہ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ سے لے کر یَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ تک ہے اس میں تیسری سے ترقی کی گئی ہے حاصل یہ ہے کہ اگر تو نے یہ مال واسطے دفع کرنے مصیبت کے رکھا ہو تو مصیبت کا دفع ہونا اس مال سے نہیں ہوسکے گا۔ یہ خیال غلط ہے جو مصیبت میں نے لکھی ہے ضرور وہ مل گا۔ یہ پانچ وجوہ بیان کر کے اللہ تعالٰی نے فرمایا وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ یعنی جو کوئی اب بھی نہیں مانتا تو کہہ ورنہ پھٹے تیرا اسورا) پنجابی میں مثل مشہور ہے۔ جزا محذوف ہے اور فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ دال ہے بر جزا محذوف کے۔ حاصل تمام کا یہ ہوا کہ اتنے بیان اگر کوئی نہ مانے تو تف ہے اُس پر کیونکہ اس کے انفاق کرنے میں میرا کچھ فائدہ نہ تھا اسی کا اپنا فائدہ تھا میں یعنی اللہ تعالٰی تو غنی ہوں بے پرواہوں مجھے تو کسی چیز کی حاجت نہیں ہے اور پھر وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا سے لے کر آخر تک

اللہ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ تک دوسرے مضمون کے متعلق یہ بیان کیا کہ ہم نے رسولوں کو بھیجا اور ساتھ ہی تلوار وغیرہ بھی پیدا کی لوہے سے تاکہ دیکھیں کہ رسول کے ساتھ ہو کر کون جنگ کرتا ہے اللہ کے رستے میں اور توحید کو پھیلاتا ہے یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ سوا اس کے ہلاک نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہی قوی اور غالب ہے پھر دوسرے مضمون کے متعلق وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا سے لے کر مِنْهُمْ فَاسِقُوْنَ تک بیان کیا کہ ہم نے تمام رسولوں کو بھیجا حتےٰ کہ عیسٰے کو بعد کئی رسولوں کے بھیجا اس کے ساتھ بعضوں نے مل کر لڑائی کی اور اکثروں نے گوشہ نشینی اختیار کی اور تسبیح ہلائی غرض یہ کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے واسطے امداد نہ کی اور فقیر بن کر گوشے میں بیٹھ گیا حالانکہ فقیری تو یہ تھی کہ اولا اللہ تعالیٰ کے رستے میں اللہ تعالیٰ کی توحید کیلئے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جنگ کرتے۔ اور اس کے لئے امداد دیتے مگر چونکہ انہوں نے جنگ نہ کیا تو رہبانیۃ اور فقیری کا حق ادا نہ کیا اور رضا اللہ تعالیٰ کی انہوں نے نہ طلبی چاہیے اگر اس کام سے فرصت ملتی تو فقیری اور رہبانیت اختیار کرتے تسبیح گھماتے۔ اس جگہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ عیسٰے علیہ السلام کے زمانہ میں تو جنگ کوئی نہ ہوا تھا۔ حالانکہ تم کہتے ہو کہ عیسٰے کے ساتھ مل کر بعض نے جنگ کیا تھا اسی اعتراض کی وجہ سے بعض مفسرین نے فَاٰتَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُوْنَ سے وہ لوگ مراد لیتے ہیں جو کہ عیسٰے کے زمانے سے پیچھے ہوئے ہیں اور حواریوں سے معنی دھوبیوں کا لیتے ہیں بلکہ حق بات یہ ہے کہ حواریین تو بادشاہ ہی تھے راز تفسیر کبیر، اور لڑائی بھی ہوئی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ صف میں فرماتا ہے کما قال عیسٰے ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیِّیْنَ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ اور سورۃ آل عمران سے بھی معلوم ہوتا ہے فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ اور جن مفسرین نے یہ لڑائی کی بات نہیں کہی تو وہ ان آیات کی تاویلیں کریں گے لیکن حق یہ ہے کہ جو کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور پھر یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ سے لے کر آخر تک ترغیب علی القتال اہل کتاب کو دی گئی ہے یعنی اے اہل کتاب پہلے تو تم کہتے تھے کہ رسول خاتم النبیین جو کہ آنے والے ہیں ان کے ہمراہ ہو کر جنگ کریں گے اس رسول کے وسیلے سے فتح کی دعا مانگتے تھے جیسا کہ قال تعالیٰ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الآیہ اب وہ رسول آخر الزمان آگیا ہے اللہ کے راستے میں اس کے ساتھ ہو کر جنگ کرو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے دو حصے اجر دے گا (**حاصل سورۃ و تقریر مختصر**) اس سورۃ میں دو مضمون بیان ہیں ایک تو ترغیب علی الانفاق فی القتال اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ سے لے کر وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا تک اس میں پانچ وجہ سے ترغیب دی گئی ہے۔ حاصل تمام کا یہ ہے کہ مال میرا اور دیا ہوا میرا خرچ کرو۔ اجر دوں گا۔ اور کیا فائدہ ہے کہ خرچ نہیں کرتے ہو۔ حالانکہ تم مر جاؤ گے یہ سب کچھ میرے پاس رہ جائے گا اب تم نے پہچان لیا کہ میرا نہیں۔ تیرا یا تیرے باپ دادے کا کمایا ہوا ہے۔ مجھے قرض دو تم کو بہت دوں گا دنیا میں اور آخرت میں بھی جب کہ جس دن تو محتاج ہوگا اور منافقین افسوس کریں گے پھر دو چند دینے کا نمونہ دنیا میں بتلایا گیا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے زمین خشک سے تم کو پھر کئی حصے زیادہ رزق دیتا ہے اسی طرح خرچ کرنے سے دو چند دوں گا ہاں اچھا بالفرض دنیا میں بدلہ کچھ نہ ملے تو دنیا آخرت کی نسبت تو کچھ چیز نہیں محض جی بہلانا ہے۔ آخرت میں اس کے بدلے کتنے حصے زیادہ مربعے ملیں گے۔ اگر تو نے اس غرض کے واسطے مال جمع کر رکھا ہے کہ مصیبت کے وقت کام آئیگا تو یہ بھی غلط خیال ہے کیونکہ جو مصیبت لکھی ہوئی ہے وہ ضرور آئے گی اور یہ ضروری نہیں کہ اس مال سے وہ مصیبت دفع ہووے شاید مال کسی دوسرے سبب سے ہلاک ہو جائے اور پھر وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا سے آخر تک دوسرے مضمون کے متعلق کلام لائی گئی کہ دیکھو ہم نے رسولوں کو بھیجا اور ساتھ ہی

تلوار وغیرہ کو پیدا کیا۔ تاکہ دیکھیں کہ کون رسولوں کے ساتھ ہو کر قتال فی سبیل اللہ کرتا ہے اور اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجا اس نے جنگ کے لیکن اکثروں نے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ لڑائی نہ کی۔ پھر اہلِ کتاب کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہی رسول جس کو تم طلب کرتے تھے آگیا ہے اس کے ساتھ ہو کر قتال فی سبیل اللہ کرو۔ اور نصرت وغیرہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اول سورت میں سَبَّحَ لِلّٰہِ سے بیان کیا گیا کہ ترغیب علی الانفاق اور قتال کی وجہ یہ ہے کہ سب چیزیں دال ہیں کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں لہٰذا انفاق اور قتال کر کے شرک کو دور کرو اور توحید کو پھیلاؤ (تحقیق جمل ومفردات) لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ معنی یہ ہے کہ وہی مالک ہے بعد اس کے اِلَی اللّٰہِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ اعنی مالک بھی وہی ہے اور متصرف بھی وہی ہے ہُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاہِرُ وَالْبَاطِنُ معنی اصلی یہ ہے کہ وہی متصرف ہے یعنی اول اور آخر میں اور امور ظاہری و باطنی میں بھی وہی متصرف ہے یا یہ معنی ہے کہ ظاہر ہے باعتبار آثار کے اور باطن ہے باعتبار حقیقت کے مُسْتَخْلَفِیْنَ فِیْہِ۔ فیہ کا مرجع مال ہے یعنی جانشین کیا اس مال میں تم کو مَا لَکُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ ای لا تنفقون فی سبیل اللہ یعنی کیا وجہ ہے کہ احکام اللہ کے پوری پوری نہیں مانتے یعنی الانفاق فی القتال نہیں کرتے لیکن یہ جاننا چاہیے کہ اس سورت میں تو مومنوں کا معنی احکام کا ماننا ہوگا یعنی الانفاق فی القتال اور قتال ہوگا اور معنی حقیقی بیان ہوا لازم ہوگا قَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ جزا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ کی اَنْفِقُوْا محذوف ہے کیونکہ پہلے تو کوئی کلام جزا نہیں بن سکتی اور میثاق کے دو معنی ہیں مشہور ایک تو یہ کہ آدم علیہ السلام کے پشت سے تمام نکالے گئے تھے اور ان سے وعدہ لیا گیا تھا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک اعتبار فطرت کے دلالت کرتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے اور واحد لا شریک بھی ہے۔ اس جگہ معنی حقی مطابق سیاق کلام کے یہ ہے کہ جو عہد کرتے تھے وقت بیعت کرنے کے ساتھ رسول اللہ صلعم کے مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ یعنی ظلمت غفلت سے طرف ہدایت کے وَمَا لَکُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا کے معنی ہیں یعنی کونسا فائدہ یا کونسی وجہ ہے نہ خرچ کرنے کی وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ جملہ حالیہ ہے مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ۔ فتح سے مراد عام ہے یعنی فتح اور اسلام خاص فتح مکہ کی مراد نہیں ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ۔ من مبتدا ہے اور ذا خبر موصوف ہے اَلَّذِیْ یُقْرِضُ اس کی صفت ہے اور قَرْضًا حَسَنًا کا معنی جو خوشی دل کے ساتھ قرض دیا جائے اور فیضعفہ منصوب ہے بتقدیر اَن کے سات اشیاء کے بعد ان مقدر ہوتا ہے فائدہ ہے کہ ان کے بعد کا عطف یعنی مصدر کا عطف پہلے فعل کے مصدر پر عطف ہوتا ہے جیسا کہ اسلم فتدخل الجنۃ یعنی اسلام کا لانا اور اس پر جنت کا مرتب ہونا ہے لہٰذا اب یہ معنی ہوگا کون ہے وہ ایسا جس سے قرض کا دینا ہو اور اس پر دو چند کا مرتب ہونا ہو وَلَہٗ اَجْرٌ کَرِیْمٌ یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ الیوم ظرف ہے واسطے لَہٗ اَجْرٌ کَرِیْمٌ کے یَسْعٰی نُوْرُہُمْ یعنی وہ نور جو کہ بسبب انفاق کے ہوگا بُشْرٰکُمُ الْیَوْمَ ای یقال بشراکم الیوم یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ الیوم بدل ہے یَوْمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ سے اور بدل لانے کی غرض زجر علی المنافقین ہے اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِکُمْ انظرونا کے دو معنی ہیں ایک تو نظر کرنے کا معنی ہے اور دوسرا معنی انتظار کا ہے اور نقتبس کا مجزوم بحذف شرط ہے ای ان تنظروا نقتبس۔ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَکُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا۔ وراءکم معنی پیچھے تمہارے ہے معنی یہ ہوگا کہ رجوع کرو طرف دنیا کے اور طلب کرو نور اس جگہ سے کیونکہ نور صدقات کی جگہ دنیا ہے فَتَنْتُمْ اَنْفُسَکُمْ یعنی ڈالا ہے تم نے اپنے نفسوں کو وَتَرَبَّصْتُمْ یعنی انتظار کرتے تھے تم مومنوں کے حق میں کہ یہ قتل کئے جائیں گے الغرور اگر بفتح العین ہو تو صفت صیغہ مشبہ کا ہوگا اور جہاں بالضم ہو تو مصدر ہوگی اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُہُمْ لِذِکْرِ اللّٰہِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا یَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ الخ ان تخشع فاعل ہے اَلَمْ یَاْنِ کا اس واسطے وقت محذوف ہے اور مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ کا عطف ذکر اللہ پر ہے اور وَلَا یَکُوْنُوْا

کا عطف اَنْ تَخْشَعَ پر ہے اور یا علیحدہ جملہ ناہیہ ہوگا اب معنی یہ ہوگا کیا نہیں آیا مومنوں کو وقت خشوع کرنے ان کا واسطے نصیحت اللہ کے اور
مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ کے اور نہیں آیا وقت نہ ہونے ان کا مثل ان لوگوں کے جن کو پہلی کتابیں دی گئی ہیں یا یہ معنی ہوگا ولا یکونوا کا کہ چاہیے نہ ہوں
مثل سابقوں کے۔ حاصل یہ ہے کہ اتنے بیان تک رہیں مثل پہلے لوگوں کے نہ ہوں فطال علیہم الامد ای بوجہ تمتع دینی ان کے
انقطاع رسل اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ۔ الف ولام بمعنی الذی مشابہ مثال کے ہوتا ہے جو کہ اسم فاعل پر داخل ہوتا ہے۔ اسم
فاعل بمعنی ماضی معلوم کے ہوتا ہے ای الذین صدقوا پس اب اقرضوا اللہ کا عطف صدقوا پر ہوگا اور یہ الف لام اسمی ہوتا ہے اور صورت
ہوتی ہے لہذا اس کا مدخول بھی ایسے لائیں گے جو کہ لفظاً مفرد ہو اور معنی جملہ ہوگا اور معنی جملہ ہونے کے واسطے یہی دلیل ہے کہ واقرضوا
عطف المصدقین پر اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ یا یہ معنی ہوگا کہ یہ لوگ بہ اتفاق فی القتال کرنے والے ہیں
صدیقوں اور شہداؤں کے ہونگے درجہ کہ تائید اس معنی کی سورۃ نساء پارہ ۵ میں ہے۔ قال تعالٰی مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ
الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ الخ کیونکہ اس میں کلمہ مع کا لایا گیا ہے یعنی مطیع لوگ ان کے مراتب میں ہونگے اور وہ خود صدیق
بن سکتے کیونکہ نبیین کا ذکر بھی آیا ہے۔ یا خود بخود صدیق شہید ہوں گے یعنی حاضر ہونگے آگے رب اپنے کے اور حال بتلانے والے ہونگے
تائید سورت حجرات پارہ ۲۶ میں ہے قال تعالٰی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ قولہ كَمَثَلِ غَيْثٍ یہ تمثیل ہے یعنی تشبیہ مرکب کی مرکب کے ساتھ ہے وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ
عرض کا معنی فراخی ہے قولہ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا یعنی پہلے پیدا کرنے مصیبت کے لِكَيْلَا تَاْسَوْا ای اخبرکم یعنی خبر دی اللہ نے تم کو تاکہ نہ
مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ای دنیا کے چیزنے والا اور فخر والا۔ قولہ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ میزان کا عطف کتاب پر تفسیری ہے اور
معنی یہ ہے کہ عطف الاسم علی الاسم یعنی یہ نام لوہا یہ نام اور چیز ایک ہوتی ہے جیسا کہ طحاوی والے جواب دیا ہے اس سوال کا
حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى میں صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد صلوٰۃ عصر کا لینا غلط ہے کیونکہ دوسری قراءۃ میں آیا ہے کہ حافظوا
والصلوٰۃ الوسطیٰ والصلوٰۃ العصر اور معطوف و معطوف علیہ مغایر ہوتے ہیں طحاوی والے جواب دیا کہ یہ عطف تفسیری ہے یعنی عطف
الاسم ہے یعنی یہ دو نام ہیں قولہ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ الخ بالقسط کا معنی لا الٰہ الا اللہ ہے (ابن عباس) یعنی رسولوں کو بھیجا تاکہ توحید
وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ یہ علت ہے انزال کتاب کی اور تلوار وغیرہ کی حاصل یہ ہے تاکہ ظاہر کرے اللہ تعالیٰ
جو کہ مدد کرتا ہے اللہ اور رسول اس کے کو باوجود غیب ہونے اللہ کے قولہ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ یعنی بھیجتے رہے اور پیچھے رسول
رسول اپنے یعنے پئے در پئے بھیجتے رہے وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا ای اخترعوہا اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ ای اخترعوا لابتغاء رضوان اللہ
تو انہوں نے اختراع کی تھی واسطے رضامندی اللہ تعالیٰ کے لیکن پھر اس کی رعایت کما حقہ نہ کی۔ وَكِفْلَيْنِ کا معنی دو حصے ہیں
اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ای اعلموا ان الفضل بید اللہ فقط ۱۲ لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ
جیسے رہیں اہل کتاب اس امر کو کہ ہم اب کچھ جہاد نہیں کر سکتے کہ ہمارا امام کوئی نہیں اب تو پیشوا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیا
مثل اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ (ترجمہ) تاکہ نہ ہلتی رہے ساتھ تمہارے۔ فقط

سُوْرَةُ مُجَادِلَة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت میں ہر دو مضمون سورۃ حدید والے یعنی زجر علی عدم الانفاق والقتال کو اعادہ کیا گیا ہے علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب یعنی اس سے لے کر سورۃ جمعہ تک زجرات علی سبیل التنزل متعلق دوسرے مضمون یعنی عدم قتال کے ذکر ہونگیں لیکن پہلے زجرات منافقوں کے علاوہ تنزل ہوں گی سورۃ ممتحنہ تک یعنی پہلے اس سورۃ میں بڑے منافقوں کو کہ جو برملا جلسے کرتے تھے۔ ان کو زجرات دی جائے گی اس کے بعد منافقوں کو قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا الخ منافقوں کے واسطے تو ۲۱ میں زجر اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَادُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سے شروع بعد ان کی طعن کی باتیں پر زجرات اِنَّ الَّذِیْنَ سے شروع ہوتی ہیں پہلے ایک امر جو سبب طعن منافقوں کا تھا اس کو دفع کیا گیا پہلے کفار میں رسم ظہار والی عورت مثل والدہ کے سمجھتے تھے لہذا جب ایک عورت بڑھی کا ظہار کیا گیا وہ نہایت پریشان ہوئی کہ میں ظہار کی وجہ سے نکل گئی اب گذارہ کس طرح کروں گی اللہ تعالیٰ نے حکم کیا کہ ظہار والی عورت والدہ نہیں ہوتی کیونکہ ماں بنانے سے ماں نہیں بن جاتی۔ لہذا اس حکم پر منافقوں نے بڑے بڑے طعن کئے اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِیْنَ سے لے کر وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ زجرات بیان کرنے سے پہلے منافقوں کا حکم بیان کیا گیا کہ دنیا میں بھی ذلیل کئے گئے ہیں اور آخرت میں بھی عذاب عظیم ہو گا جیسا کہ زجرات پر بیان کیا گیا اسی طرح آخر میں بھی اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سے ان کا حکم بیان کیا گیا اور مومنوں کو بشارت دی گئی۔ اور باقی اس سورت میں چار دفعہ کی گئی ہیں۔ اوّل زجر اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک یعنی اے اہل اسلام کے مشورے کرتے ہو آیا تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب مافی السمٰوٰت ومافی الارض کو جانتا ہے تمہارے مشورے کو نہ جانتا اس میں ذکر تین عدد اور پانچ عدد کا آیا ہے اور اربعہ اور اثنان کا نہیں آیا۔ اسی واسطے کہ طاق ہو کر مشورے کرتے تھے۔ دوسری زجر اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ نُهُوْا سے لے کر فَبِئْسَ الْمَصِیْرُ تک ہے اس جگہ تین امور پر زجر ہو گی اوّل جس امر سے منع کئے جاتے یعنی مشورے تو اس سے بند نہیں ہوتے تھے دوسرا امر جس وقت نبی علیہ السلام کے پاس آتے تھے تو بجائے السلام علیکم کے السام علیک کہتے تھے اور تیسرا امر یہ کہ منافق کہتے تھے الٹا کہ ہم السام علیک کہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم کو عذاب کیوں نہیں دیتا۔ آخر میں ان کا حکم فرمایا۔ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ یَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِیْرُ تیسری زجر یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر وَعَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ تک لیکن یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ سے مراد منافق ہیں یعنی ظاہر مومن زبان سے کہنے والے سیاق سورۃ کے ساتھ بھی مربوط ہوتا ہے اور بعض مفسرین نے ان سے مراد مومن لئے ہیں حاصل اس جگہ ان کے مشورت کرنے کی علت تبلائی گئی ہے کہ یہ منافق اس واسطے مشورے کرتے ہیں کہ مومن غمناک ہو جائیں، دوسرا امر ان کو تسلی دی گئی ہے تمہارے مشورے ان کے سے کہ یہ شیطان کی وجہ سے ہیں کہ شیطان ان کو برانگیختہ کرتا ہے تم اللہ پر توکل کرو تم کو نقصان نہ دے سکیں گے پھر تیسری زجر کے بعد چوتھی زجر تک دو قاعدے بیان کئے واسطے دفع کرنے دو امروں کے جو کہ مسلمانوں کے لئے۔ اوّل قاعدہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ تک یہ مومنوں کو خطاب ہے یعنی جب کئی امور متعلقہ مومنوں

کو بتلانے کی غرض ہوتی تھی تو ان کو مجلس سے علیحدہ کرکے تو ہنیں بتلائے جاتے تھے اور مجلس میں منافق بیٹھے ہوئے ہوتے تھے ان کے سامنے مومنوں کو بتلانا مضر معلوم ہوتا تھا اور ان کو نکالا بھی نہیں جاتا تھا لہذا یہ قانون مقرر کیا گیا کہ اے مومنو جس وقت اُٹھنے کا حکم دیا جائے تو اُٹھ کر چلا کرو تاکہ منافق بھی نکل جائیں تاکہ پھر دوسرے موقعہ پر امور مختفہ مومنوں کو بتلائے جاویں۔ دوسرا قاعدہ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ سے لے کر وَاللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ تک یہ خطاب منافقین کو جو کہ ظاہر میں مومن کہلاتے تھے اور منافق رسول صلعم کو علیحدہ کرکے بہت مشورے کرتے تھے مومنوں کے دل میں آتا تھا کہ یہ بڑے محب ہیں رسول صلعم کے جو کہ اتنے مشورے کرتے ہیں یہ بھی مومنوں کے واسطے مضرات تھی کہ منافقوں کو اپنا محب فرض کرکے رسول صلعم اپنے امور مختفہ سے ان کو اطلاع دے دیں گے لہذا یہ قانون مقرر کیا گیا کہ اگر مشورے کرے تو پہلے صدقہ دے کر مشورے کرے اور اگر کسی کے پاس نہ ہو تو بے شک صدقہ کرے پھر اس قانون سے منافق مشورہ کرنے سے رک گئے جیسا کہ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ مراد فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا سے فعل الصدقات ہے لہذا اللہ تعالے نے اس حکم کو ہٹا دیا اور مہربانی کی جیسا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ سے معلوم ہوتا ہے یعنی مہربانی اور عفو کی اللہ تعالے نے اور صدقات والے حکم کو ہٹا دیا لہذا منافق مشورہ کرنے سے رک گئے تھے کیونکہ ان کو شرم آتی تھی کہ صدقات کے حکم کے وقت مشورے ہم نہیں کرتے تھے اب بھی نہ کریں چوتھی زجر اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا سے فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ تک یعنی منافق یہود کو دوست بناتے ہیں اور یہ بھی بتلایا گیا کہ یہ ہر طرف سے منافق ہیں کیونکہ نہ تو ان کے دست میں جیسا کہ تمہارے نہیں ہیں اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا دیا ہے اور آپ بھی راستے حق سے ہٹ گئے ہیں اور لوگوں کو بھی ہٹاتے ہیں پھر اس کے بعد حال اُخروی بتا کر اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کو پھر اعادہ کیا اور کہا کہ منافق ذلیل ہیں دنیا میں لیکن اس جگہ حال اُخروی اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سے پہلے ذکر کر دیا اور ابتداء زجرات میں ہر دونوں اکٹھے ذکر کئے گئے اور اس جگہ مومنوں کو بشارت دی گئی دنیوی اور اُخروی یعنی دنیا میں آخرکار اپنے رسول کو فتح دے گا اور آخرت میں بھی تمہارے واسطے جنات تیار ہیں سو حاصل سورۃ اور تقریر کا یہ ہے کہ پہلے قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ سے لے کر لِلْكٰفِرِیْنَ تک سبب طعن منافقوں کا دفع کیا گیا کیونکہ ظہار کے حکم دینے پر کفار اور منافق طعن کرتے تھے لہذا اس کو مبداء سے رفع کیا گیا پھر زجروں سے پہلے حال دنیوی اور اُخروی منافقوں کا بیان کیا گیا۔ پھر چار زجریں واسطے منافقین کے ذکر کی گئیں درمیان میں دو قاعدے بیان کئے گئے واسطے اصلاح مومنوں کے اور پھر آخر میں منافقوں کا حال دنیوی اور اُخروی بیان کیا گیا اور مومنین کو بشارت دنیوی اور اُخروی بتائی گئی (تحقیق جمل و مفردات) تُجَادِلُكَ یعنی جھگڑا کرتی ہے تیرے ساتھ وَتَشْتَكِیْٓ اِلَى اللّٰهِ اظہار عاجزی کرتی ہے طرف اللہ تعالے کے وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا یسمع مضارع ماضی استمراری کی جگہ بولا گیا ہے معنی یہ کہ اللہ تعالے سن رہے جواب وسوال تمہارے۔ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا ای لنقض ما قالوا اور کبھی محاورہ عرب میں لاثبات ما کا بھی آتا ہے جیسا کہ یَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا ای لاثبات ما نهوا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ ای فعلیکم تحریر رقبة ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ اس حکم کے ساتھ ای لوگ وعظ کئے جاتے ہو تم۔ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ ای لیظهر ایمانکم اگر مضاف محذوف کریں ورنہ معنی یہ ہوگا تاکہ تم مان لو اللہ اور رسول کو اور عمل کرو احکام پر جاننا چاہیئے کہ علم معلوم بذات عمل ہوتا ہے اور عمل سے مطلوب علم ہوتا ہے پہلا تو ظاہر ہے اور ثانی کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت کسی شخص نے عمل کیا تو معلوم ہو گیا کہ اس شخص نے اللہ کے احکام مان لئے ہیں اور اگر نہ کیا تو معلوم ہوگا کہ اس شخص نے اللہ کے احکام کی تعمیل نہ کی اور اللہ تعالے کی ذات

کیا تھا جس نے نہ ... قولہ ان الذین یحادون اللہ یعنی جو مخالفت کرتے ہیں اللہ کی اور رسول کی کبتوا کما کبت الذین یعنی ذلیل کئے گئے
ولکافرین عذاب مہین یوم یبعثہم اللہ یوم ظرف متعلق عذاب مہین کے ہے الم تر ان اللہ یعلم یعنی اس کے ہوتے ہیں آیا نہیں دیکھا
تو نے یعنی دیکھا یا نہیں دیکھا تو نے یعنی اب دیکھ ... جس وقت استفہام دونو مفعول باب علمت کے
پہلے آ جائے جیسا کہ علمت ازید قائم کا تو اس وقت بندہ از عمل ہو جاتا ہے اور معنی یہ کہ جانتا ہوں میں ازید قائم کے جواب کو اور اگر استفہام ثانی
مفعول پر داخل ہو تو اعمال و الغا دونو جائز ہیں لیکن اولی الغا ہے بخلاف ارئیت کے کیونکہ یہ ملغی نہیں ہوتا بلکہ اس وقت ایک مفعول کو
طلب کرتا ہے جیسا کہ ارئیت زیدا ما صنع اس میں زید مفعول ہو گا رئیت کا اور ما صنع علیحدہ جملہ ہو گا اور جواب ہو گا سوال کا یعنی جس وقت
ارئیت زیدا ایک شخص نے کہا تو دوسرا سوال کرے گا کیا کہتا ہے تو اس کو تو پہلا شخص کہے گا کہ ما صنع ای اخبرنی ما صنع یعنی خبر دے تو مجھ کو
کیا کرتا ہے زید لہذا معلوم ہوا کہ علیحدہ جملہ ہے ما صنع اور اخبرنی محذوف ہوتا ہے اور مفعول رئیت کا نہیں ہوتا اور کبھی اس وقت مفعول
کو حذف کیا جاتا ہے تو پھر بھی ما صنع علیحدہ جملہ ہو گا اور معنی مفعول کا ہو گا جیسا کہ رئیت ما صنع ای رئیت زیدا ما صنع اور جس وقت استفہام رئیت
پر داخل ہو جائے جیسا کہ ارئیت میں تو اس وقت بھی ایک مفعول کو طلب کرتا ہے اس وقت کبھی وہ بھی حذف کیا جاتا ہے لیکن کبھی نسیا منسیا
حذف کیا جاتا ہے اور کبھی منوی اور اس کے بعد استفہام ضرور آتا ہے اس وقت خواہ ظاہر خواہ مقدر اور کبھی مع الشرط آتا ہے اور کبھی بدون الشرط
امثلہ ان کی یہ ہیں۔ اور کبھی ارئیت تکرار کے ساتھ لایا جاتا ہے اور اگر اس وقت ہر ایک شرط ہو تو تمام شرطیں مجموعہ باعتبار معنی کے ایک بنا کر
ان کے بعد میں جزا ہوتی ہے جیسا کہ ارءیت الذی ینہی عبدا اذا صلی ارءیت ان کان علی الہدی او امر بالتقوی۔ ارءیت ان کذب
وتولی الم یعلم بان اللہ یری۔ لہذا اس کا معنی یہ ہو گا خبر دی تو مجھ کو جس وقت شخص نماز پڑھے اور آیا ہدی پر ہو یا تکذیب کرے آیا نہیں
جانتا کہ اللہ تعالے دیکھ رہا ہے اور استفہام ظاہر کی مثال یہ ہے ارءیتکم ان اتاکم عذاب اللہ ہل یہلک الخ اور ارءیتکم ان اتاکم
عذاب اللہ بغتۃ او جہرۃ اور مثال استفہام مقدر کی یہ ہے ارءیتک ہذا الذی کرمت علی لئن اخرتن ای ارءیتک ہذا المکرم
لم کرمتہ اور لئن اخرتن کلام مستانف ہے ان موضعوں میں کم ضمیر نہیں ہے اور مفعول بھی نہیں ہے بلکہ مفعول محذوف ہے اور کم حرف خطاب واسطے
بیان کرنے تا خطاب کے یعنی افراد اور تثنیہ اور جمع اور مذکر اور تانیث اس کی بیان ہوتا ہے اور یہ الم تر کبھی ابتدا کلام میں آتا ہے اس
وقت اس کے دو معنی ہوتے ہیں آیا نہیں دیکھا یعنی دیکھ اور سن جیسا کہ طحاوی سے معلوم ہوتا ہے باب ... کیف الحکم عن عائشۃ
قالت دخل علی نبی فقال الم تری ان مجززا نظر انفا الی زید الخ رسول علیہ السلام نے بی بی عائشہ رض کو کہا آیا نہیں دیکھا تو نے یعنی دیکھ
اور سن مجھ سے کہ مجزز نظر الی زید الخ یا معنی یہ ہوتا ہے آیا نہیں دیکھا ہے تو نے یعنی مجھ کو دکھا۔ اور سنا اور کبھی ابتدا کلام میں نہیں آتا
مربوط آتا ہے ماقبل کے جیسا سورۃ بقر پارہ ۲ میں اور کبھی کبھی الم تر کا مفعول حذف کیا جاتا ہے اور اس کے بعد کلمہ الی مع المدخول
ہوتا ہے جیسا کہ الم تر الی الذین نہوا عن النجوی اس وقت معنی مفعول والا نہیں ہوتا قولہ انما النجوی من الشیطان الف لام
خارجی کا ہے یعنی مشورہ خاص جو کہ واسطے ایذا دینے مومنوں کے کرتے تھے قولہ تفسحوا فی المجالس یعنی فراخی کرو تم مجالس میں قولہ
فان لم تجدوا یعنی اگر مال نہ ہو تو صدقہ نہ دیں فاذ لم تفعلوا ای فعل الصدقۃ تاب اللہ علیکم مہربانی کی اللہ نے اور عفو کر دیا صدقے والے حکم کو

اور اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا الَّذِيْنَ سے مراد منافق ہیں اور قومًا سے مراد یہودہیں جُنَّةً ای ڈھال فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لازمی اور متعدی دونو آتا ہے يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ظرف متعلق کن تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ کے اور خالدون کے ساتھ نہیں ہے کیونکہ معنی نہیں بن سکتا۔ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ غالب کیا شیطان نے ان پر كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ یعنی انجام کار رسول کو منصور وفتح ہوگی اگرچہ کسی موقعہ پر شکست بھی ہو جائے اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ یعنی قبیلہ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ یعنی پکا کیا اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ یعنی فیض غیبی کے ساتھ انکو تائیدی اللہ نے فقط

سُوْرَۃُ حَشْر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت میں زجرات منافقوں کی ہونگی۔لیکن یہ منافق کمتر ہوں گے اصل زجر اور تخویف اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا سے شروع ہوتی ہے اور اول میں هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے نمونہ واسطے تخویف کے بتایا گیا ہے سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ سے دعویٰ اصلی کو اعادہ کیا تاکہ مومنوں کے خیال میں آجاوے کہ قتال وغیرہ سب واسطے ثبوت اسی دعوے کے فرض کئے گئے ہیں هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ سے لے کر وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ تک ایک نمونہ تخویف کا بتلایا گیا یعنی دیکھو یہود بنی النضیر کہ مدینے کی اطراف میں رہتے تھے مومنوں نے ان یہود بنی النضیر پر چڑھائی کی۔یہود نے خیال کیا ہوا تھا کہ قلعے ہمارے دشمنوں کی ایذاء سے مانع ہوں گے تو اللہ تعالےٰ نے ان کے دل میں مومنوں سے خوف ڈال دیا رسول صلعم نے ان کو جلاوطنی کا حکم دیا اور جنگ وغیرہ نہ ہوا حکم ہوا کہ جو کچھ لے جاسکتے ہو لے جاؤ اور نکل جاؤ اس جگہ سے اور پھر مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ تک حکم اس مال کا فرمایا اور پھر لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ سے لے کر اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ تک ترغیب دی گئی کہ جو محتاج ہوں ان پر مال خرچ کیا کرو جیسا کہ اللہ نے کہا ہے وہ تین فریق تھے ایک تو مہاجرین دوسرے انصار جو محتاج تھے اور تیسرے وہ مومن محتاج جو کہ مومنین موجودہ کے بعد آئیں گے اگرچہ مضمون تو سورۃ جمعہ تک قتال والا تھا لیکن تھا دوسرا مضمون یعنی ترغیب علے الانفاق کو ذکر کیا گیا اور پھر اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا سے لے کر جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ تک زجر اور تخویف مقصودی ذکر کی گئی اول یہ منافق یہود سے وعدہ کرتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے اور اگر قتال ہوا تو تمہارے ہمراہ ہو کر قتال بھی کریں گے پھر بیان کیا کہ یہ کسی کے دوست نہیں ہیں سب جھوٹ کہتے ہیں (۲) اور مومنوں کو لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً سے تسلی دی گئی کہ منافق تم سے بہت ڈرتے ہیں تمہارے ساتھ کبھی لڑائی نہ کریں گے کیونکہ ہم نے آپس میں بھی ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا (۳) پھر ان کی ایک مثال ذکر کی گئی كَمَثَلِ الَّذِيْنَ سے لے کر آخر تک پس معلوم ہوا کہ اس رکوع میں ان کے چار حال ذکر کئے گئے پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ سے لے کر لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ تک نے جو منافقوں کی جو پہلے سے کرتے تھے اور ترغیب علی القتال واسطے مومنوں کے ذکر کئے گئے یعنی اے منافقو نہ ہو تم مثل ان لوگوں کے جنہوں نے اپنے نفسوں کیواسطے نفع اور ضرر کا خیال نہ کیا اور پھر هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ سے لے کر هُوَ الْعَزِيْزُ تک متعلق دعوئے اصلی یعنی سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کے لایا گیا یعنی معبود اور لائق عبادت کے سوا اللہ تعالےٰ کے کوئی نہیں ہے اس دعویٰ کی تین علتیں بیان کیں ایک تو عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ سے ای ہو عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ یعنی وہی ہے عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ کا پس عبادت کے لائق بھی وہی ہوگا اور دوسری علت اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ

سے بیان کی اسے ھُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ الخ یعنی وہی مالک ہے اور تخت شاہی پر بھی آپ ہی اس کی بادشاہی ... میں کبھی نقصان نہیں آتا وہی عبادت کے لائق ہے۔ تیسری علت ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ سے بیان کی کہ سب مبادی بھی کرنے والا وہی ہے پس وہی لائق عبادت کے ہے یہ تین مرتبے سورۂ حشر میں ہیں پس تمام متعلق ہیں سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے ساتھ یعنی شریکوں سے پاک بجھو کیونکہ معبود اور لائق عبادت کے وہی ہے اس کی تین علتیں بیان کی گئیں (حاصل تمام تقریر اور سورۃ کا) ایک نمونہ تخویف کا بیان کرکے علت بیان کی گئی اس کی کہ اللہ تعالٰے سوا جنگ کے تم کو مال کیوں دیا ہے اور تبعاً پھر ترغیب علے الانفاق بھی بیان کی گئی پھر زجر اور تخویف مقصودی بیان کی گئی پھر چھوٹے منافقوں کے واسطے زجر بیان کی گئی ہے اور اصلی دعوی بھی بیان کیا گیا کہ اس کا شریک کوئی نہیں سوا اس کے عبادت کے لائق بھی کوئی نہیں اس کی تین علتیں بیان کی گئیں (تحقیق جمل و مفردات) ھُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ۔ اول حشر کا معنی یہ ہے کہ ایک ہی چڑھائی سے جلاتے ہے اور مقابلہ نہ کرسکے دوسری کی حاجت نہ رہی۔ یہ معنی نہیں کہ ایک بار رسول صلعم نے ان کو نکالا اور دوسری بار حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے جیسا کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے کیونکہ عادۃ اس طرح نہیں ہوتا۔ اور دوسرا یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اپنی دیار مدینے والی سے تو نکالے نہ گئے تھے بلکہ خیبر سے نکالے گئے مَانِعَتُھُمْ حُصُوْنُھُمْ مِّنَ اللّٰہِ الخ یعنی انہوں نے گمان کیا ہوا تھا کہ ہمارے قلعے ہم کو اللہ سے بچائینگے اگر کہا جاوے کہ انکا زعم تو یہ تھا کہ قلعے ہم کو مسلمانوں سے بچائیں گے تو جواب یہ ہے کہ جب ان کا یہ زعم ہوا تو گویا انہوں نے یہ زعم کیا کہ مانع ہونگے اللہ سے قولہٗ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَھُمْ بِاَیْدِیْھِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ کیونکہ مومنوں کو بھی کہتے تھے کہ فلانی چیز اور فلانی لکڑی ہمارے گھر سے نکالو ہم لے جاویں وَلَوْلَآ اَنْ کَتَبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَھُمْ فِی الدُّنْیَا معنی یہ ہوگا کہ اگر اللہ تعالٰی نے ان پر جلاوطنی کا حکم نہ کیا ہوتا تو ان کو اس جگہ عذاب دے دیتا اور ہلاک کر دیتا مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ جو قطع کیا تم نے اے مومنو کوئی درخت وہ ساتھ اذن اللہ کے ہے وَلِیُخْزِیَ الْفٰسِقِیْنَ علت ہے قطع کرنے کی واؤ زاید ہے اور لیخزی کا معطوف الیہ محذوف ہے مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ سے کر فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ تک یہ ترکیب ہے کہ ثانی ما افاء اللہ اعادہ ہے پہلے کا واسطے بعد عہد کے لہذا پہلے کی خبر نہیں ذکر کی گئی اور دوسرے کی خبر فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ ہے معنی یہ ہوگا یہ وہ چیز ہے جو پھیری ہے اللہ نے اوپر رسول اپنے کے وہ واسطے اللہ اور رسول اس کے کے ہے اور درمیان میں فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ کا معنی یہ ہوگا کہ نہیں دوڑائے تم نے اس پر کوئی گھوڑے اور نہ کوئی اونٹ قولہٗ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ یہ علت ہے محذوف کی کہ اللہ نے سوا جنگ کے کیوں مال پھیر دیا اس واسطے کہ نہ ہووے تقسیم کیا ہوا اغنیاء کے درمیان۔ لِلْفُقَرَآءِ الْمُھٰجِرِیْنَ ای الفیء للفقراء اور وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ پر اور وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِھِمْ پر یہ عطف ہیں وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ۔ الایمان معمول ہے فعل محذوف کا ای جعلوا الایمان من قبیل علفتھا تبنا و ماء باردا کیونکہ تبوء کا معمول نہیں بن سکتا اب معنی یہ ہوگا وہ لوگ جو پکڑے بیٹھے ہیں دار کو یعنی انصار مدینہ اور داخل کیا انہوں نے ایمان کو لَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا ای المہاجرین حاجت کا معنی تنگی یعنی وہ انصار جو کہ دل میں تنگی نہیں لاتے اگر مال مہاجرین کو دیا جائے وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَةٌ معنی یہ ہوگا کہ یہ انصار مہاجرین کو ایثار کرتے ہیں اپنے نفسوں پر اگرچہ ان کو احتیاج ہو وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ یعنی جو شخص بچایا گیا ہے بخل نفس کے سے غِلًّا ای کینہ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے مراد عام مومن ہیں فقط پہلے مراد نہیں ہیں یَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِھِمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ ان سے مراد یہود بنی قریظہ ہیں کیونکہ بنی نضیر تو آگے نکالے گئے تھے لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَھْبَةً

اصل میں لانتم اشد تھا لیکن پہلے رسم تھی کہ زبر کو الف کے ساتھ لکھدیتے تھے۔ لہٰذا یہ بھی پہلے رسم خطی پر لکھا گیا ہے لَا یُقَاتِلُوْنَکُمْ جَمِیْعًا یعنی اکٹھے ہوکر بَاْسُهُمْ بَیْنَهُمْ شَدِیْدٌ علیحدہ جملہ ہے معنی یہ ہے کہ دوسری بات یہ ہے کہ ان کے درمیان ہم نے مخالفت ڈال دی ہے تو ان کو گمان کریگا کہ متفق ہیں حالانکہ دل اُن کے مختلف ہونگے کَمَثَلِ الَّذِیْنَ وَ کَمَثَلِ الشَّیْطٰنِ ای حالھم کحال الذین ۔ فَکَانَ عَاقِبَتَهُمَا پس ہوجائے گی عاقبت ہردو کی آگ میں نَسُوا اللّٰهَ یعنی چھوڑا اُنہوں نے اللہ کو۔ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ یعنی اپنے نفسوں کا بچاؤ نہ کیا یعنی ضرر اور نقصان کا خیال نہ کیا مُتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ یعنی پاٹنے والا بوجہ خوف الٰہی کے یہ ایک تمثیل ہے یا یہ معنی کہ اگر اللہ تعالےٰ پہاڑ کو عقل دے تو پھٹ جائے گا نزول قرآن سے۔ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ یعنی پاٹنا پہاڑ کا۔ الْقُدُّوْسُ یعنی اس کی بادشاہی ماضی میں کچھ فرق نہیں آیا۔ السَّلٰمُ یعنی زمانے مستقبل میں بھی اسکی بادشاہی میں کچھ نقصان نہ آئے گا۔ الْمُؤْمِنُ امن دینے والا۔ الْمُهَیْمِنُ نگہبان۔ الْمُتَكَبِّرُ البلیغ فی الکبریاء۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ ای اول ماخلق خلق۔ الْبَارِئُ یعنی فساد سے بچانے والا۔ الْمُصَوِّرُ ای تم صور یعنی پھر صورت دینے والا۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ سے لے کر هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ تک جو بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کے صبح و شام پڑھے اس کے واسطے وہ فرشتے دُعا کرتے ہیں جو کہ وقت نازل ہونے اس آیت کے آئے تھے اسی طرح سورۃ انعام کے اول کی تین آیتوں کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ سُورۃ حشر والی آیتیں ان کا عکس ہے۔ فقط

سُوْرَۃ مُمْتَحِنَه
(مدنیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سُورت سے لے کر سورۃ جمعہ تک مومنوں کے واسطے زجریں علیٰ سبیل التنزل بیان ہونگی۔ اس سُورت کے اول رکوع میں دو امر بیان کئے گئے اول زجر اور دوسرا زجر ہے کہ بتلایا گیا کہ تمہارے واسطے یہ امر ضروری ہے اس کو اختیار کرو اور دوسرے رکوع میں بھی دو امر ذکر کئے گئے پہلے تو واسطے مومنوں کے جن میں سے پہلا قاعدہ متعلق پہلے امر پہلے رکوع والے کے ساتھ ہوگا اور ایک قاعدہ واسطے نبی علیہ السلام کے اور دوسرا امر زجر کا لایا گیا پس اس سُورت کے ابتداء اور انتہا میں زجر ہے واسطے مومنوں کے اور باقی قواعد ضروریہ بیان کئے گئے ہیں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ سے لیکر وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ تک زجر ہے کہ تم اپنے اہل و اولاد جو کہ کافر ہیں ان کی شفقت کیواسطے کفار کی طرف پیغام دوستی پوشیدہ نہ بھیجیں یہ کام منافقوں والا اختیار نہ کریں جیسا صحابی حاطب بن بلتعہ نے قریش مکہ کو ایک عورت کے ذریعے پیغام بھیجا تھا کہ تم پر عنقریب رسول اللہ صلعم حملہ کرنے والے ہیں اور یہ قصہ خاص اس جگہ کا نہیں ہے یہ بھی ایک قصہ مثلث مثلاً واقع ہوا تھا حاصل یہ ہے کہ جب تم نبی علیہ السلام کے ساتھ مکہ سے نکالے گئے ہو تو دوستی کے پیغام کافروں کی طرف نہ بھیجا کرو۔ دو امر ذکر کئے گئے ہیں ایک تو یہ کہ اگر ان کو تم پر دسترس ہوجاوے تو تم کو مار ڈالیں گے دوسرا یہ ہے کہ اولاد اور ارحام تمہارے جن کی وجہ سے کفار کی طرف پیغام روانہ کرتے ہو دن قیامت کے تم سے علیحدہ کئے جائیں گے اور ایک دوسرے کو کچھ فائدہ نہ دے سکیں گے پھر قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ سے لے کر فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ تک یہ امر ضروری بیان کیا گیا کہ تمہارے واسطے پیغام روانہ کرنا طرف کفار بوجہ اہل اولاد کے تو مناسب نہیں بلکہ تمہارے واسطے تو اتباع ابراہیم علیہ السلام کی ضروری ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تمام اپنے اہل و اولاد سے قطع رحمی کردی تھی تم بھی اسی طرح کرو لیکن ابراہیم علیہ السلام کے ایک

قول جو کہ باپ کو اس نے کہا تھا۔ کہ میں تیرے لئے مغفرت کی طلب کرونگا اس میں اس کی اتباع نہ کرو کیونکہ اس کا تو گمان تھا کہ شاید میرا والد ایمان لے آئیگا اور پھر وحی سے معلوم ہو گیا کہ اس کو ایمان نصیب نہیں تو پھر ابراہیم علیہ السلام دعا ہدایت و غفران سے بند ہو گیا کذا فی المدارک فی سورۃ التوبہ اور پھر وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ سے یہ بیان ہے کہ جو مومن اتنے بیان سے منع نہ ہو تو تحقیق اس پر اللہ کو کیا پرواہ ہے اس کا اپنا نقصان ہے اور عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ سے لے کر هُمُ الظّٰلِمُوْنَ تک ایک قاعدہ جو کہ متعلق زجر کے تھا بیان کیا یعنی تم احسان کرتے ہو تو ان کفار سے کرو جنہوں نے تم کو گھر سے نہیں نکالا تھا اور جنہوں نے نکالا ہے ان کے ساتھ دوستی کے پیغام اور احسان وغیرہ نہ کریں اور يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الخ سے لے کر اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ تک دوسرا قاعدہ بیان کیا واسطے مومنوں کے یعنی حدیبیہ میں تو تمہاری کفار کے ساتھ یہ صلح ہوئی تھی کہ اگر ہمارا کوئی مومن مرتد ہو کر تمہاری طرف چلا آیا تو اس کو بالکل واپس نہ کریں اور تمہارا اگر کوئی مسلمان ہوا تو ہم واپس کر دیں گے لیکن فساد کا کوئی ذکر نہ ہوا تھا۔ لہٰذا یہ قاعدہ واسطے فساد کے بیان کیا گیا کہ اگر کوئی عورت آئے تو ان سے امتحان ظاہری زبان کے ساتھ واسطے ایمان کے لے لیں جس وقت زبان سے وہ اقرار بالایمان کریں تو تم ان کے ساتھ بے شک نکاح کر لیں اور اسی طرح اگر تمہاری کوئی عورت کفار کی جگہ رہ جائے جیسا کہ حضرت عمرؓ کی عورتیں رہ گئی تھیں تو تم بھی ان کو جانے دو وہاں تم ان سے اپنا حق طلب کرو اور وہ تمہارے سے حق طلب کریں۔ تو ایک دوسرے کا حق ادا کرو اگر وہ تم کو نہ دیں تو تم بھی ان کو نہ دو بلکہ ان کے بدلے اس شخص کو دے دو کہ جس کا تم میں سے انہوں نے حق ادا نہیں کیا۔ پھر يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ سے لے کر اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک قاعدہ واسطے نبی علیہ السلام کے بیان کیا گیا کہ ان کی عورتیں اگر تیری اقتداء کریں اور نفی شرک وغیرہ کا مثلث مثلاً اقرار کریں یہاں تک کہ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ ذکر کیا یعنی کسی امر شرعی میں تیری مخالفت نہ کریں تو بے شک آپ ان کو بیعت کریں پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ تک مومنوں کو خطاب کیا گیا اور زجر بیان کی گئی جیسا کہ سورت کے ابتداء میں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ خطاب مومنوں کو کیا گیا تھا اور زجر بیان کی گئی تھی حاصل یہ ہے کہ تم کفار کے ساتھ دوستی کے پیغام نہ روانہ کرو اور سورۃ کا حاصل مختصر اور تقریر کا بھی ابتداء میں مذکور ہے اعادہ کی حاجت نہیں۔ (تحقیق جمل ومفردات)

اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ معنی یہ ہے کہ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ بیان ہے اَوْلِيَآءَ کا بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب مومنوں کو حکم ہوا۔ کہ کفار کو دوست نہ بناؤ انہوں نے کہا ہم دوست ان کو نہیں بناتے تو اس کا جواب اس بیان سے کیا گیا یعنی پیغام روانہ کرنا یہ بھی ایک دوستی ہے باقی تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ یا حال ہو گا یا نہ اگر حال ہو گا تو تابع ہو گا اور حکم مقصودی نہ ہو گا لہٰذا اس معنی کے مطابق معنی یوں ہو گا کہ انہوں نے دوستی پکڑی تھی حکم پہلے ہی سے کیا گیا تھا۔ اگر نہ بنائیں تو حکم مقصودی ہو گا۔ اس معنی کے مطابق انہوں نے دوستی پکڑی ہو گی۔ حکم کیا گیا کہ دوستی نہ پکڑو جیسا کہ ایک صحابی کا قصہ بھی مشہور ہے تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ یہ بیان ہے تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ کا۔ اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً یعنی وہ کفار اگر تم کو پالیں تو تمہارے دشمن ہو جاتے ہیں لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ اس جگہ سیاق کے مطابق تو مراد ارحام و اولاد سے مراد کفار ہیں تو اس وقت يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ کا معنی ظاہر ہو جائے گا یعنی کفار اور مومنوں کے درمیان آخرت میں جدائی ہو گی اور اگر ارحام اور اولاد مومن ہوں جیسا کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے تو معنی یہ ہو گا کہ قیامت میں دہشت کی وجہ سے ہر ایک ایک سے جدا ہو جائیں گے اس کی تائید میں ہے يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ الخ سورۃ معارج سپارہ ۲۹ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی اتباع اچھی

رَبَّنَا عَلَیْكَ تَوَكَّلْنَا ای قو ادینا الخ اِنْ تَبَرُّوْهُمْ یعنی احسان کرو تم ان کے ساتھ فَامْتَحِنُوْهُنَّ یعنی امتحان لیا کرو اگر زبان سے کہدیں کہ ہم تو مومن
ہیں تو کافی ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ ای فی القلب لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ یعنی نہ پنجہ مارو ساتھ نکاح کافرہ عورتوں کے وَاِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ
مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا عاقبتم کا معنی اصلی تو یہ ہے کہ جس وقت کہ نوبت والے ہوئے
یعنی تمہارے دینے کی باری آئی تمام آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر فوت ہو گیا ہو مہر تمہارا عورتوں تمہاری سے کفار کی طرف یعنی انہوں نے ادا نہ کیا ہو
تو جس وقت تمہارے دینے کی باری آ جائے تو تم بھی ان کو نہ دو بلکہ ان کے بدلے اس مومن کو دو جس کو کفار نے دینا تھا اور نہ دیا یا معنی عاقبتم
کا غنمتم ہے جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے معنی یہ ہو گا کہ جس وقت مال غنیمت کا تم کو ملے تو اس مال سے اس مومن کو دے دیں جس کو کفار نے
نہیں دیا تھا حق اس کا عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ یہ امور تمام شرائط مثلاً ذکر کیے گئے اور مقصود تمام وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ میں ہے قَدْ یَئِسُوْا
مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا یَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ اس کی ترکیب یہ ہے کہ من اصحاب القبور بیان ہے الکفار کا معنی یہ ہو گا تحقیق ناامید ہو گئے
ہیں یہ یہود ثواب آخرت سے جیسا کہ پہلے کفار جو کہ مر گئے ہیں ناامید ہو گئے ہیں جنت سے **فقط** ۔

سُوْرَةُ الصَّفّ

(مدنیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس کا ربط ماقبل سورت کے ساتھ یہ ہے کہ اس سورت میں زجر ان مومنوں پر کی گئی ہے جو کہ پہلے مومنوں سے کمتر تھے اور منافقوں والی باتیں کرتے
تھے کیونکہ سورت ممتحنہ میں تو ان کے واسطے زجر بیان کی گئی جو کہ کفار کی طرف پیغام دوستی کے روانہ کرتے تھے اور اس میں ان سے جو کمتر تھے ان کو
کی گئی یعنی جو زبان سے کہتے تھے کہ قتال کریں گے اور کرتے نہیں تھے سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ کو پھر اعادہ کیا واسطے یاد دلانے
دعوے توحید کے یعنی ہر چیز دال ہے کہ اللہ کا شریک کوئی نہیں هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ ۔ اس سورت میں تین خطاب ہیں مومنوں کو اور دو قصے
انبیاء سابقہ کے اول خطاب میں زجر ہے اور دو باقی میں ترغیب علی القتال ہے اسی طرح ایک قصہ واسطے زجر کے اور ایک واسطے ترغیب علی القتال
کے ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ تک زجر کی گئی ان مومنوں کو کہ جو زبان سے کہتے تھے کہ جنگ کریں گے اور کرتے
اور کہا گیا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ اللہ کا غضب اس پر بہت ہوتا ہے جو کہ زبان سے کہے اور کرے نہیں اور اللہ کے محب تو وہ ہیں جو
قتال فی سبیل اللہ کرتے ہیں پھر وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی سے لے کر الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ تک زجر کے متعلق ایک قصہ سابقہ بیان کیا کہ دیکھو موسیٰ علیہ السلام
کی قوم نے موسیٰ کے ساتھ عصیان کی یعنی قتال نہ کیا اور کہا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے
ان پر غضب کی مہر مار دی پس تم بھی ان کی طرح نہ ہو ورنہ تمہارا بھی وہی حال ہو گا ۔ پھر وَاِذْ قَالَ عِیْسٰی سے لے کر وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ تک ترغیب
علی القتال بیان کے بعد زجر کے ذکر نے قتال پر یعنی دیکھو کہ عیسےٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے رسول علیہ السلام کی صداقت کی پھر جب
وہی رسول ان کے پاس آیا تو جادو گر کہنے لگے اور اللہ اور اللہ کے رسول کے مخالف باتیں فاسد کرنے لگ گئے اور ارادے فاسد اور
گرنے اسلام کے کرنے لگے لہذا ان کے ساتھ تو قتال کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ اسلام کو فتح دے گا اگرچہ کفار مکروہ جانیں پھر یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ

سے لے کر وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ تک دوسرا خطاب مومنوں کو واسطے ترغیب علی القتال کے کیا گیا لہذا یہ خطاب اور مابعد اس کا ہر دو خطاب متعلق ہوئے دوسرے قصے کے ساتھ۔ حاصل یہ ہے کہ اگر تجارۃ منجی من النار حاصل کرتے ہو تو جہاد فی سبیل اللہ کرو اس کے بدلے اللہ آخرت میں تم کو جنات دے گا اور دنیا میں فتح علی الکفار دے گا پھر يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ سے لے کر فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ تک دوسرا خطاب واسطے ترغیب علی القتال کے کیا گیا یعنی دیکھو کہ جس طرح عیسےٰ نے حواریوں سے کہا کہ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ یعنی کون مجھ کو مدد دے گا فی سبیل اللہ قتال میں حواریوں نے کہا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ بعض نے عیسےٰ کے ہمراہ ہو کر جنگ کیا اور بعض نے نہ کیا جنہوں نے عیسےٰ علیہ السلام کا ساتھ دیا اللہ تعالےٰ نے اس فریق کو فتح دی اسی طرح تم رسول علیہ السلام کے ساتھ ہو کر جنگ کرو اللہ تعالےٰ تم کو بھی فتح دے گا۔ امیر حوار یون بادشاہ تھے تفسیر کبیر والے نے سب اقوال نقل کئے آخر قول رابع ہے اسی کو ترجیح دی ہے اور دھوبی وغیرہ کوئی نہیں تھے اور عیسےٰ کو لڑائی بھی کرنا ہے جو نفی مفسرین کہتے ہیں کہ لڑائی کوئی نہیں ہوئی وہ ان آیات کی تاویلیں سیاق قرآن کے کرتے ہیں باقی اس سورت کا حاصل پہلے مذکور ہوا ہے۔ اعادہ کی حاجت نہیں ہے (تحقیق جمل ومفردات) لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ یعنی مومن کہتے تھے کہ اگر وہ امر ہم کو معلوم ہو جس پر خدا راضی ہوئے۔ اس کو ہم کرتے ہیں لہذا زجر کی گئی بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ یعنی محکم فَلَمَّا زَاغُوْۤا یعنی کجروی کی انہوں نے اور قتال نہ کیا اور کہا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ۔ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ اظہار یعنی چیرہ گردانیدن یعنی غالب کردن سعلی ... علٰی تجارۃ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔ تؤمنون باللہ تفسیر ہے تجارۃ کی اور تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ کی تفسیر وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ سے کی گئی ہے کیونکہ یہ سورت پہلے مضمون یعنی ترغیب علی القتال کے ساتھ متعلق ہے وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا۔ اخرٰی معمول فعل المحذوف کا ہے ای یعطیکم اخرٰی یعنی دنیا میں فتح علی الکفار دیں گے۔ فقط۔

سُوْرَةُ جُمُعَة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت سے لے کر سورۃ تحریم تک مضمون دوسرا شروع ہے یعنی ترغیب علی الانفاق اور انفاق نہ کرنے پر زجریں آئیں گی اور اس سورت میں پھر جو کہا یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کا باوجود اس بات کے کہ سورۃ صف میں بھی کہا گیا تھا وجہ یہ ہے کہ اس سورت سے علیحدہ مضمون علیہ الزیز ہوا ہے اولاً یہ جاننا چاہئے کہ یہ سورۃ دوسرے مضمون کے واسطے مبدا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ یہ سورۃ جمعہ سو الحقہ کے مثبتہ مضمون دوسرے کے ہونگے هُوَ الَّذِيْ سے لے کر اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ تک توحید کا بیان کیا گیا۔ اول ہی هُوَ الَّذِيْ سے لے کر وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ تک ترغیب وحی اور توحید اور صداقت رسول کی دلیل ضمناً بیان کی گئی ہے۔ حاصل یہ کہ میں خود اپنے نفس سے دعوے توحید والا نہیں کرتا بلکہ پھر خدا ہی نے وحی کیلئے دوسرا یہ کہ ایک شخص خبریں صادق کہتا ہے جو کہ کتب سابقہ اور واقعہ کے مطابق ہیں لہذا معلوم ہوا کہ ان خبروں والا نبی میں صادق ہے اور ساحر مجنون نہیں اور پھر مَثَلُ الَّذِيْنَ سے لے کر لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ تک زجر بیان کی یعنی تم حمار کی طرح نہ بن جاؤ جیسا کہ اگلے لوگ توراۃ دیئے گئے تھے اس پر انہوں نے عمل نہ کیا۔ پس وہ مثل حمار محمول الکتب کے ہوئے تم بھی ان کی طرح نہ ہو کیونکہ تمہارے

پاس رسول صادق آیا اور قرآن شریف بھی آگیا اور پھر بھی اگر تم نے دعوے نہ مانا تو مثل حمار کے ہو جاؤ گے پھر قُلْ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ ھَادُوْا سے لے کر اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک یہود موجودہ کو کہا گیا کہ پہلے تم اس نبی کے آنے کے ساتھ کا نزول پر فخر کرتے تھے اب وہی رسول آگیا ہے پھر اگر تم نے ایمان نہ لایا تو آؤ مباہلہ کریں جو کاذب ہے اس کو خدا ہلاک کرے۔ جب تم صادق ہو تو موت سے کیوں ڈرتے ہو مباہلہ سے تو کاذب کو فوت ہونا ہوگا اس جگہ تک توحید کا بیان آیا صاحب جامع البیان نے ابن عباس سے نقل کیا کہ موت سے مراد مباہلہ ہے جو یہاں اور سورۃ بقرہ میں ہے پھر قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ سے لے کر بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک ترغیب علی القتال جو کہ پہلا مضمون تھا اس کے متعلق بیان لایا گیا یعنی اے مومنو قتال فی سبیل اللہ کرو موت سے نہ ڈرو موت خواہ مخواہ آئے گی۔ اس سے بچ نہ سکو گے جہاد میں اگر مر جاؤ گے تو آخرت میں اللہ کی طرف پھیرے جاؤ گے اور دیتے بھی نہیں گے اور شاہ عبد القادر صاحب نے اس کو قُلْ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ ھَادُوْا کے ساتھ متعلق کیا ہے اور معنی کیا کہ آؤ مباہلہ کرو موت سے نہ ڈرو اگر مارے گئے تو تمہارے زعم کے مطابق آخرت میں بھی تمہارا کام اچھا ہوگا اور تم کو عذاب نہ ملے گا لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ مباہلہ کرنے سے صادق کو موت نہیں آتی جب ان کا زعم اپنی صداقت کا تھا تو ان کو موت نہ آئے گی اور ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ اس تقریر سے مطابق نہ ہوگا۔ پھر یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ تک ترغیب ذکر اور تعلم کی ہے۔ جمعہ کے دن یعنی ساتویں دن تمام جمع ہو کر کوئی مشورہ وغیرہ قتال کے لئے کیا کرو اور انفاق وغیرہ کے مسئلے سن کر عمل کرو یعنی خرچ کرو باقی مسائل کوئی جمعہ میں تو بتلانے ضروری نہ تھے کیونکہ وہ مسائل تو سوا جمعہ کے بھی سیکھ سکتے تھے لہٰذا جمعہ محض کسی بڑے امر اتفاق کیلئے اور قتال اور انفاق فی الجہاد وغیرہ مسائل بتلانے کے لئے مقرر ہوا تھا۔ پھر اِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً ان کا شکوہ ہے کہ خطبہ پڑھتے وقت چھوڑ جاتے ہیں تجارت کی طرف حالانکہ ان کے واسطے تو یہ مناسب نہ تھا حاصل تقریر اور سورۃ کا پہلے توحید اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک پھر قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ ترغیب علی القتال پھر یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے ذکر و تعلم اور انفاق پر ترغیب کی گئی پھر اِذَا رَاَوْا سے شکوہ بیان کیا گیا (تحقیق جمل ومفردات) یُزَکِّیْھِمْ پاک کرتا ہے انکو خصائل قبیحہ سے۔ مومن دو فریق ہوئے ایک اعلیٰ یعنی جو اولاً ایمان لائے دوسرا جو کہ معاملہ دیکھ کر ایمان لائے جیسا کہ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰی اور یَذَّکَّرُ فَتَنْفَعَہُ الذِّکْرٰی سے* مراد دوسرے فریق والے ہیں۔ پہلے فریق کی تائید میں اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ اور دوسرے کی تائید میں یَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ ہے اور اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ذُطَھَرِکِتَابُہٗ محذوف ہے من قبیل علفتھا تبناً وماءً بارداً کیونکہ اس جگہ یُزَکِّیْھِمْ مناسب نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ لوگ پہلوں سے پیچھے آنے والے ہیں ان کو رسول کا تزکیہ نہیں ہو سکتا۔ لَا یَتَمَنَّوْنَہٗٓ اَبَدًا یعنی مباہلہ کرو وہ کبھی تیرے ساتھ مباہلہ نہ کریں گے۔ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ الخ تائید اس کی اَیْنَمَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ الخ ہے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ سے نصیحت یا قرآن یا رسول۔ قرآن میں ہر جگہ ان میں سے ایک مراد ہوتا ہے۔ تَرَکُوْکَ قَآئِمًا اصل میں مراد قائم فی الخطبۃ ہے یا فی الصلوٰۃ ہے انفضوا الیھا یعنی بھاگتے ہیں تجارت کی طرف فقط الخ

---

* معلوم ہوتا ہے یَزَّکّٰی سے مراد اول فریق والے ہیں اور یَذَّکَّرُ فَتَنْفَعَہُ الذِّکْرٰی سے

سُورۃ مُنافقون (مدنیۃ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت کا خلاصہ تو یہ ہے کہ خود خرچ کرو منافقوں کے محتاج کیوں ہوتے ہو۔ اس سورت میں بھی مومنوں کو زجر ہوئی کہ منافقوں کے کہنے پر عمل درآمد کیوں کرتے ہو اور اپنے بھائیوں مومنوں پر انفاق کیوں نہیں کرتے۔ منافق تمہارے مومن بھائیوں کو نکالنے کے واسطے تیار ہو رہے ہیں۔ پس جب کہ منافقون کا خیال تھا مومنوں پر خرچ نہ کرنے کا۔ اس واسطے مومنوں کو ترغیب علی الانفاق دی گئی ہے لہٰذا پہلے منافقوں کے شکوہ بیان کئے تاکہ مومنوں کو منافقوں سے نفرت پیدا ہو اور اپنے مومنوں بھائیوں پر آپ ہی خرچ کریں اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ سے لے کر لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ تک چار شکوے منافقوں کے واسطے بیان کئے گئے ہیں واسطے قباحت منافقوں کے (۱) یہ کہتے تھے کہ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ یہ بھی دل سے نہیں کہتے تھے (۲) انہوں کے دلوں پر اللہ تعالےٰ نے مہر جباریت لگا دی ہے اس واسطے انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا دیا ہے۔ تاکہ لوگوں کو بھی سبیل اللہ سے روکیں یا خود ہٹ جائیں اور سبیل اللہ سے مراد یا اسلام ہے یا قتال ہے (۳) اے اگر تم ان کی طرف دیکھتے ہو تو تجھ کو ان کے جسم بڑے قوی معلوم ہوتے ہیں اسی طرح باتیں بھی بڑی دلیری والی کرتے ہیں تو ان کی باتیں کان رکھ کر سنتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ گویا لکڑیاں سندھ ہیں جیسا کہ ان سے کچھ نفع نہیں ہوتا اسی طرح ان سے بھی کوئی نفع نہیں ان سے اعراض کر اور واقعہ میں بھی دشمن ہیں (۴) اگر ان کو کہا جاوے آؤ اللہ سے مغفرت طلب کرو تو سروں کو پھیرتے ہیں کہ ہم کو کچھ نہ کہو اور سرکشی کرتے ہیں آخر میں نبی علیہ السلام کو کہا گیا کہ اگر ان کیلئے طلب مغفرت کی کریں یا نہ اللہ تعالےٰ ان کو کبھی نہ بخشے گا کیونکہ ان پر مہر جباریت والی لگا دی گئی ہے ہدایت پر نہ آئیں گے هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا سے لے کر لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ تک شکوہ بیان کیا گیا ہے منافقوں کا جس وقت رستے میں مہاجرین اور انصار کا آپس میں اونٹ کے پانی پلانے پر نزاع ہوا تھا تو عبداللہ بن ابی کہنے لگا انصار کو یہ مہاجرین ہم سے لے کر کھاتے ہیں اگر ہم ان کو نہ دیں تو بھوک کے مارے مرتے چلے جائیں گے منافقوں کا شکوہ کیا گیا کہ آیا خزائن اللہ کے ان کے نزدیک ہیں کہ بند کر دیں گے لہٰذا مومنوں کو کہا گیا کہ خود خرچ کرو اور منافقوں کے محتاج نہ ہونے دو اور پھر يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے لے کر وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ تک ترغیب علی الانفاق دی گئی ہے یعنی اے مومنو تم کو مال اور اولاد ذکر اللہ سے غافل نہ کرے اور مراد ذکر اللہ سے انفاق فی القتال ہے اور اس کی تفسیر وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ سے کی گئی ہے اب وقت ہے انفاق کا جب وقت چلا گیا تو پھر افسوس کرو گے۔ (حاصل سورۃ اور تقریر یہ ہے) کہ منافق بہت برے ہیں دیکھو تمہارے ساتھ کس حد تک نفاق رکھا ہوا ہے لہٰذا اس کے بیان کے واسطے پہلے ان پر زجریں بیان کی گئیں پھر شکوہ ان کا کیا گیا کہ یہ کہتے ہیں کہ مومنوں پر انفاق مت کرو آیا خزائن اللہ کے انہی کے پاس ہیں کہ بند کر لیں گے پھر مومنوں کو انفاق پر ترغیب دی گئی پس خلاصہ یہ ہوگا کہ منافقوں کے محتاج نہ ہو۔ اور خود ہی خرچ کرو مومنوں پر لہٰذا اس سورت میں بھی زجر ضمناً واسطے مومنوں کے جو کہ منافقوں کے کہنے پر عمل درآمد ہوئے تھی۔ (تحقیق جمل ومفردات) اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ یعنی نشہد کہتے ہیں کاذب ہیں کیونکہ شہادت وہ ہوتی ہے جو کہ صمیم قلب سے ہو اور یہ منہ سے کہتے تھے اور دل میں ان کو یقین نہ تھا۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ ای بند ہونا یا بند کرنا ان کا راستے اللہ سے بوجہ اس بات کے تھا کہ ایمان لائے پھر

کفر کیا انہوں نے تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ یعنی خوش معلوم ہوتے ہیں جسم اُن کے کَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ یہ جملہ علیحدہ ہے یعنی یہ منافق مثل لکڑیاں کے ہیں جو کسی دیوار وغیرہ سے تکیہ کر کے رکھے گئے ہوں جیسا کہ ان سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا اسی طرح ان سے بھی کچھ فائدہ نہیں ہے۔ هُمُ الْعَدُوُّ یہ بھی علیحدہ جملہ ہے یعنی یہ منافق دشمن ہیں تمہارے تَعَالَوْا یعنی آؤ۔ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ یہ علت ہے سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ الخ یعنی تجھ کو ان کے لئے بخشش مانگنا نہ مانگنا برابر ہے اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشیگا حَتّٰى يَنْفَضُّوْا اسی کے ینفضوا کی لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ اکن مجزوم ہے عطف اصدق پر نہیں ہے کیونکہ اصدق منصوب ہے بتقدیر اَنْ لہذا شرط مع جزا معطوف علیہ اکن کی محذوف ہے ای ان اخرتنی اَصَّدَّقْ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ یعنی اگر مؤخر کیا تو بھی مجھ کو تو صدقہ دونگا اور ہونگا میں صالحین سے۔

سُوْرَةُ تَغَابُن (مدنیۃ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ الخ اس کا پھر اعادہ کیا گیا تاکہ اصلی مدعا سے غافل نہ ہو جائیں اور یہ بھی جان لیں کہ قتال اور انفاق نفے القتال کا حکم اسی دعوے کے ثابت کرنے کے لئے ہے اور سورۃ جمعہ میں بھی توحید کے متعلق بیان زیادہ کیا گیا کیونکہ وہ مبدء مضمون علیحدہ کا تھا درمیان میں سورۃ منافقون میں توحید کے متعلق کچھ بیان نہ کیا لہٰذا پھر اس سورت میں توحید کے متعلق بیان کیا گیا هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ سے لے کر وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تک یہ بات بتلائی گئی کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس کو شریک سے پاک سمجھو جیسا کہ سب مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بھی دال ہیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اب علت بتلائی گئی کہ خالق کل شئی بھی وہی ہے اور عالم بکل شئی بھی وہی ہے پس اس کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دونوں علتیں کسی دوسرے میں موجود نہیں ہیں اور درمیان میں فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ سے ضمنًا شکوہ کیا گیا کہ اس نے تم کو پیدا کیا ہے لہذا تمہارے واسطے یہ مناسب نہ تھا کہ کوئی کافر ہو اور کوئی مومن تم میں سے تم سب کو مومن ہونا چاہیئے تھا حالانکہ آسمان اور زمین بھی واسطے اظہار حق کے پیدا کئے ہیں کما قال اللہ تعالیٰ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ پھر اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ سے لے کر وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ تک توحید کے متعلق تخویف بیان کی گئی کہ شرک مت کرو دیکھو ہم نے شرک کی وجہ سے پہلے کفار کو ہلاک کیا پیچھے تخویف بیان کر کے فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ سے مومنوں کو کہا گیا کہ ایمان کامل رکھو اور اللہ کے احکام کی پوری تعمیل کرو اور بشارت بھی بیان کی پھر مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ سے لے کر فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ تک یہ بیان کیا گیا کہ اگر کوئی مصائب تم کو کفار سے پہنچیں تو مت ڈرو کیونکہ سب مصائب من جانب اللہ آتے ہیں۔ اللہ پر توکل کرو۔ مصائب آزمائش کے واسطے آتے ہیں پھر يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا سے لے کر الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ دو امر ذکر کئے گئے (اوّل) یہ کہ تم آپس میں انتظام اچھا رکھو تاکہ کفار کے ساتھ مقابلہ کر سکو۔ اگر تمہارا آپس میں اتفاق نہ ہوا۔ تو دشمن کے ساتھ مقابلہ نہ کر سکو گے لہذا بیان کیا گیا۔ کہ تمہارا اچھا انتظام ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر تمہارے اہل و اولاد کو کوئی مومن بھائی الفاظ قبیح کہے تو تم اس کے ساتھ جنگ پر تیار نہ ہو جایا کرو دل سے درگذر کیا کرو یہ تمہارے اہل و اولاد محض آزمائش ہیں۔ دوسرا یہ کہ انفاق فے القتال کریں دل کی خوشی کے ساتھ تم کو اجر ملے گا۔ تمہارے واسطے اچھا ہوگا۔ اصلی دعوے انفاق والا آخر میں ذکر کیا گیا۔ دحاصل سورۃ

ولقریر کا یہ ہے) کہ اس سورت میں تین امر ذکر کئے گئے ہیں اوّل توحید کے متعلق بیان کیا گیا اور اس کے واسطے ایک تخویف بھی بیان کی گئی۔ پھر مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ سے دوسرا امر ذکر کیا گیا یعنی اگر کوئی مصائب واسطے آزمائش کے آویں تو توکل اللہ پر کرو اور تیسرا امر یہ ہے کہ اپنا انتظام اچھا کریں تاکہ کفار کے ساتھ مقابلہ اچھی طرح کر سکیں اور اصلی ہوئے یعنی انفاق فی القتال آخر میں بیان کیا گیا۔ (تحقیق جمل و مفردات) ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ فَمِنْکُمْ کَافِرٌ وَّمِنْکُمْ مُّؤْمِنٌ اس کا معنی یہ ہے کہ پیدا تو اس نے کیا ہے پھر یہ تو مناسب نہ تھا کہ بعض کافر ہو جاویں اور بعض مومن سب کو مومن ہونا چاہیے تھا۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ای لاظہار الحق یعنی یہ بھی واسطے اظہار توحید کے پیدا کئے ہیں یا یہ معنی کہ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰہِ۔ وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَی اللّٰہُ یعنی وہ کافر پھرے پس اللہ نے بھی ان سے اعراض کیا یَوْمَ یَجْمَعُکُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِکَ یَوْمُ التَّغَابُنِ۔ ذالک یوم التغابن سے پہلے یتغابنون بقرینہ ذالک الیوم التغابن کے محذوف ہے یعنی اس دم تم ہارے جاؤ گے اور افسوس کرو گے جبکہ تم نے اللہ کی اطاعت اور رسول کی نہ کی دنیا میں وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا معنی یہ ہے کہ اگر مقابلہ بھی نہ کرو اور توبیخ دینے سے اعراض کرو اور دل سے بھی درگذر کرو تو اچھا ہوگا اَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِکُمْ ای انفقوا واقصدوا خیرا لانفسکم یا یکن خیرا لانفسکم۔ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِہٖ جو شخص بچایا گیا اپنے نفس کے بخل سے۔ فقط۔

سُوْرَۃُ الطَّلَاقِ (مدنیہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورۃ کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ سَیَجْعَلُ اللّٰہُ بَعْدَ عُسْرٍ یُّسْرًا تک اور دوسرا حصہ وَکَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ سے لے کر آخر تک پہلے حصے میں چند امور ذکر کئے گئے ہیں جن سے انتظام مومنوں کا ٹھیک ہے لہٰذا پہلا حصہ اس سورت کا سورت تغابن کے اخیری حصے کے ساتھ یعنی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِکُمْ کے ساتھ متعلق ہوگا کیونکہ وہ بھی انتظام مومنوں کے واسطے بیان ہے یہ بھی انتظام مومنوں کے واسطے بیان ہے لیکن صرف فرق اتنا ہے کہ سورۃ تغابن میں انتظام بتلایا گیا تاکہ کفار سے غلبہ حاصل کریں اور اس سورت میں اپنے گھر کے انتظام کے متعلق بیان کیا گیا اور اس سورت کا دوسرا حصہ سورۃ تغابن کے دوسرے حصے کے ساتھ یعنی اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ سے لے کر وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ تک کے ساتھ متعلق ہے کیونکہ دونوں میں تخویف بیان کی گئی کہ دیکھو ہم نے پہلے کفار کے ساتھ کیا کیا کیونکہ انہوں نے ہمارا حکم نہ مانا تھا اور شرک کیا تھا اور دونوں میں کہا گیا کہ اللہ کے پورے احکام مانو حاصل یہ ہے کہ یہ سورۃ تتمہ ہے سورۃ تغابن کا اوّل انتظام کے متعلق بیان کیا گیا کہ آپس میں اس طرح اتفاق کریں اور تخویف بیان کی گئی کہ شرک سے بچو اور پورے احکام مانو۔ دیکھو ہم نے پہلے کفار کے ساتھ کیا کیا۔ لہٰذا جب یہ سورۃ تتمہ ہوئی سورۃ تغابن کے واسطے لہٰذا اس میں انفاق فی القتال کے متعلق ذکر نہ کیا پس یہ سورۃ اور سورۃ تغابن مل کر بمنزلہ ایک سورۃ کے ہیں اور ذکر سورۃ تغابن میں انفاق فی القتال کے متعلق کر دیا۔ (تحقیق جمل و مفردات) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ ای یا ایہا النبی قل لامتک ہذا الحکم لہٰذا اس معنی کے مطابق خاص نہ ہوگا بلکہ خطاب عام ہے اگرچہ بظاہر نبی علیہ السلام کو خطاب کیا گیا فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ لام عاقبت کا ہے جیسا کہ لِیَکُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا میں ہے معنی یہ ہوگا طلاق دو تم پس طلاق دینی تمہاری ملابس ہو عدت بٹھانے کو نہ یہ کہ گھر سے نکال

دیں اقرینہ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ کے غرض یہ ہے کہ طلاق دیکر ان کو گھر سے نہ نکال دیا کریں یہ معنی ہے سیاق کے مطابق باقی دو معنے نزد شافعیہ اور حنفیہ کے ہیں لیکن وہ سیاق کے مطابق نہیں ہیں۔ اوّل معنی یہ ہے پس طلاق دو تم بیچ زمانے عدت کے کہ طہر ہے نزدیک شافعیہ کے طلاق بھی اُن کے نزدیک طہر میں ہونی چاہیئے اس معنی سے لام بمعنی فی کے ہوگا۔ اور دوسرا معنی یہ ہے کہ طلاق دو تم قبل زمانے عدت کے کہ حیض ہے نزدیک حنفیہ کے ان کے نزدیک حیض سے پہلے طہر میں طلاق دو پس دونوں کا اتفاق ہوا کہ طلاق طہر میں ہونی چاہیئے لیکن خلاف زمانے عدت میں ہے اس وقت لام بمعنی قبل کے ہوگا وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ فاحشہ مبینہ سے مراد خود ان کا نکلنا ہے لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا یہ علت ہے حکم سابق کے واسطے یعنی نہ نکلنے کا حکم اس واسطے دیا ہے تاکہ تہمت سے بچ جائے کیونکہ عورت اگر باہر نکل جائے عدت میں اگر حمل ظاہر ہو جائے تو تہمت آئے گی۔ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ یعنی جو ایمان باللہ نہ لائے اس کے واسطے یہ احکام نہیں ہیں يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا یعنی سبب إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهٖ یعنی جو ارادہ کرتا ہے پورا کر سکتا ہے إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ أَشْهُرٍ یعنی اگر تم کو شک ہو ان کی عدت میں یعنی معلوم نہیں ہے کہ کتنی ہے تو ثلثۃ اشہر کا حکم ہے۔ وَيُعْظِمْ لَهٗ أَجْرًا یعنی بڑا کرے گا اللہ اس کے واسطے اجر کو مِنْ وُّجْدِكُمْ یعنی طاقت اور ہمت وَأْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ ای معاملہ کرو درمیان اپنے مطابق حکم شرع کے۔ وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ یعنی اگر آپس میں تنگی کرتے ہو رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ ای ارسل رسولا اتیلو علیکم وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ مراد یہ ہے کہ آسمان زمین ہر دو سات سات ہیں لیکن السمٰوٰت طباقا والارض منبسطہ یعنی آسمان ایک دوسرے پر تہ بہ تہ ہیں کیونکہ قرآن میں آسمان کے واسطے لفظ طباق کا آیا ہے بخلاف زمین کے بلکہ سات حصے زمین کے بنے ہوئے ہیں جیسا کہ عام مشہور ہے آجکل انگریزوں نے بھی سات حصے بنائے ہیں۔ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ جنوبی امریکہ۔ شمالی امریکہ۔ آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ یعنی جاری ہیں حکم درمیان ان کے لِتَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ای اخبرکم لتعلموا یعنی آسمان اور زمین کو بتلانے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالے ایسی اشیاء کو پیدا کرنے والا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ ہر شئے پر قادر ہے اور عالم ہے۔ فقط ◆

سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ (مدنیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورۃ تتمہ ہے دو مضمونوں کا یعنی سورۃ محمد میں قتال کا بیان ہے۔ پھر تخویف سورۂ حدید میں الفاق من القتال سے پھر زجریں ہیں منافقوں کو تا سورۃ حشر پھر حشر سے مومنوں کو ترغیب و زجر ہے پس سورۃ تحریم میں پہلے آداب فرما کر فرمایا قُوْا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا متعلق مومنوں کے پھر فرمایا جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ کفار اور منافقین کے متعلق۔ اور يٰۤأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ أَحَلَّ اللّٰهُ سے خطاب نبی کو ہے اور اس کا ربط يٰۤأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ کیساتھ ہے حاصل یہ ہے کہ ازواج مطہرہ نے پوشیدہ صلاح رسول صلعم کے واسطے کی تھی کہ رسول صلعم کو کہیں کہ تمہارے سے بُو مغافیر کی آتی ہے جب وہ کہیں گے کہ میں نے تو شہد پیا ہے تو ہم یہ کہیں کہ شاید شہد کی مکھیاں نے عرفط کے درخت سے کھایا ہوگا اسلئے آپ سے بُو آتی ہے مغافیر کی مغافیر گوند عرفط نام درخت کا ہے اور رسول علیہ السلام بُو سے نہایت پرہیز کرتے تھے کیونکہ ملائکہ بدبو کی وجہ سے ان کے پاس نہیں آتے تھے یہ قصہ اجمالی ہے اور تفصیل اس کی کتب تفاسیر

اور احادیث میں ہے۔ تقریر ربط کی یہ ہے کہ ازواج مطہرو نے جو ریصلاح تیرے واسطے کی ہے یہ موجب عادم رضا کا ہے یہ مستحق صغت قلوبکما
کی ہوئی ہیں الہذان کورو کوا ایسے فعل سے پس فرمایا اے مومنو نار کے موجب جو کام ہو اس سے اپنے نفسوں کو اور اہل کو بچاؤ (تحقیق جمل
ومعرجات) اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ ظاہر کیا اللہ نے رسول پر اس بات کو عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ یعنی جتلایا رسول صلعم نے بعض اس بات
کا بعض سے اعراض کیا۔ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا۔ جزاء شرط کی محذوف ہے یعنی ان تتوبا ای قبلتو التوبۃ لکما۔ سَآئِحٰتٍ
روزہ رکھنے والیاں غِلَاظٌ شِدَادٌ سخت خوئی اور بڑی ہمت والے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ای یقال یا ایہا الذین کفروا۔ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ای بھرپا خالص
نُوْرُهُمْ یَسْعٰى یعنی نور صدقات والا۔ قولہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا اپنا عمل کام آئے گا۔ نوح اور لوط علیہما السلام نے
کافرہ عورتوں کو کچھ فائدہ نہ دیا۔ فرعون کے کفر اور کفر منافقین مریم کے جو اقربا تھے امرۃ فرعون اور بی بی مریم کو کچھ ضرر نہ کیا۔ فقط

سورۃ ملک (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت سے لے کر سورۃ مزمل تک علیحدہ مضمون ہے یعنی برکات دہندہ وہی ہے اس میں بیان کیا گیا کہ برکات دہندہ وہی ہے اور
سورۃ قلم میں کفار کے واسطے تخویف بیان کی گئی ہے اور رسول صلعم کو کہا گیا کہ اس مسئلے میں سست کرنا اور سست نہ ہونا وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ
فَیُدْهِنُوْنَ آپ کی مداہنت چاہتے ہیں فَهُمْ یُدْهِنُوْنَ اولا اس کے بعد سورۃ الحاقہ میں تخویف بیان کر کے پھر اصلی مدعا کو فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ
الْعَظِیْمِ سے ذکر کیا گیا یعنی اللہ کو شریک برکات دہندہ سے پاک سمجھو اور سورۃ معارج میں تخویف کر کے سورہ نوح میں تخویف بھی ہے اور دلائل عقلیہ
اور نقلیہ بیان کی گئیں۔ کہ ایک کو پکارو طلب برکت کیلئے کہ برکات دہندہ وہی ہے پھر سورۃ جن میں خلاصہ نکالا گیا کہ دیکھو کہ جن بھی اپنی قوم کو
وعظ کرتے ہیں اور پکارتے ہیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں اور آخر میں فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا
سے خلاصہ بیان کیا گیا اور مضمون ختم کیا گیا۔ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ اس سورۃ میں نفی شرک برکتی کی علی سبیل التفصیل
ثابت کی گئی ہے اور اس دعوے کے واسطے تین دلائل عام اور آٹھ خاص لائے گئے ہیں کل گیارہ دلائل واسطے ثبوت اس دعوے کے لائے گئے
ہیں۔ (دلائل عام یہ ہیں) پہلے تَبٰرَكَ الَّذِیْ دعوی کا ذکر ہے یعنی برکت از دست برکات دہندہ وہی ہے اور تین دلائل عقلیہ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ
تک ذکر کئے گئے۔ اول بِیَدِهِ الْمُلْكُ سے یعنی ملک تو اس کے ہاتھ میں ہے آیا برکات دہندہ کوئی دوسرا ہوگا۔ دوم وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ
ہر شئے پر قادر وہی ہے آیا برکات دہندہ کوئی دوسرا ہوگا (۳) اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ
الذی اسم موصول مع الصلۃ علت ہوا کرتا ہے پہلے حکم کے واسطے اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا ای الذی سرق یہ علت ہے حکم
قطع الید کے واسطے حاصل اس دلیل کا یہ ہے کہ موت اور حیات تو اللہ نے پیدا کی ہے واسطے حساب لینے کے اور آزمائش کرنے کے تا کہ پوری
پوری جزا دے گا اور برکات دہندہ کوئی اور ہوا اور حساب اللہ پاک کرے۔ اور اس سے لے کر آخر تک آٹھ دلائل عقلیہ خاص علی سبیل الترقی
ذکر کئے گئے کہ آیا برکات دہندہ کوئی دوسرا ہو سکتا ہے (اول) دلیل اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا سے بیان کی گئی ہے پہلے آسمان

کی ذات کا حال بتایا کہ اپنے اوپر دیکھو کہ سات آسمانوں کو میں نے پیدا کیا ہے تدبیر کرنے والا کوئی دوسرا ہے پس معلوم ہوا کہ برکات دہندہ بھی وہی ہے پھر مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ سے لے کر وَ هُوَ حَسِیْرٌ تک خلق کے متعلق بیان لایا گیا ہے۔ یعنی دیکھو کہ آسمان تو میں نے پیدا کیا ہے لیکن اس کی پیدائش کی طرف نظر کرو کہ کوئی اس میں نوتیدگی اور قصور نظر آتا ہے پھر اپنی آنکھ کو بار بار اُٹھا کر دیکھ کوئی شگاف وغیرہ نظر آتا ہے نہیں نہیں بلکہ تیری آنکھ شرمندہ اور ماندہ ہو کر واپس آئے گی لہذا مَا تَرٰی سے لے کر وَ هُوَ حَسِیْرٌ تک تتمہ ہے واسطے خلق کے جیسا پہلی پیدائش میرے ہاتھ میں ہے اور صاف کرنا اور شگاف نہ ہونے دینا بھی میرے ہاتھ میں ہے اسی طرح پیدائش بھی میرے سے ہے اور برکات بھی میرے سے ہیں۔ دوسری دلیل وَ لَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ سے ذکر کی اور اس میں ترقی کی پہلی دلیل سے کیونکہ پہلی تو ذات آسمان سے دلیل لائی گئی اس میں ترقی کر کے کہا کہ دیکھو آسمان کو تو میں نے پیدا کیا اس کو مزین ستاروں کے ساتھ کسی دوسرے نے کیا نہیں ہرگز نہیں۔ اسی طرح برکات دہندہ کوئی دوسرا نہیں ہے وَ جَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا سے عَذَابَ السَّعِیْرِ تک تیسری دلیل لائی گئی یہ بھی ان کا حال ہے لیکن تعلق بالغیر ہے لہذا ما قبل سے ترقی کی گئی یعنی دیکھو کہ کواکب تو میں نے پیدا کیے اور دور کرنے والے شیاطین کے کسی دوسرے نے ان کو نہیں بنایا۔ اسی طرح برکات دہندہ کوئی دوسرا نہیں ہے اس جگہ تک تین دلائل عقلیہ اوپر کے احوال کے متعلق یعنی آسمان کے احوال سے بتایا پھر اس کے بعد وَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ سے لے کر وَ اَجْرٌ كَبِیْرٌ تک تخویف اخروی کفار کے واسطے فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ تک بیان کی اور اس کے بعد بشارت واسطے مومنوں کے ذکر کی گئی پھر اس کے بعد وَ اَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ثمرہ بیان کیا یعنی دلائل عقلیہ جو متعلق آسمان کے تھے بیان کر کے ثمرہ نکالا گیا کہ اگر اس کو آہستہ بلاؤ یا کہ اونچے آواز سے وہ سنتا ہے اس کی علت اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ سے بیان کی یعنی وجہ یہ ہے کہ تمہاری ان باتوں کو بھی جانتا ہے جو کہ تعلق رکھتی ہیں ساتھ سینوں کے پھر اس کی علت بیان کی اس تنبیہ سے اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ یعنی پیدا تو تم کو اس نے کیا پھر بھی تمہارا حال وہ نہیں جانتا اور وہ باریک بین اور اس کو ہر چیز کی خبر ہے (۴) اس کے بعد چوتھی دلیل جو زمین کے متعلق تھی بیان کی هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا یعنی اوپر کے احوال تو تم نے دیکھ لئے ہیں اور سن لئے ہیں۔ اب نیچے نظر کرو زمین کو تو ہم نے پیدا کیا اور اس کو نرم کسی دوسرے نے نہیں بنایا۔ نہ ایسی نرم ہے کہ انسان وغیرہ چلتے وقت نیچے چلا جائے اور نہ ایسی سخت جو کہ چلنے میں تکلیف دے برکات دہندہ بھی وہی ہے پھر دلیل زمین والی بیان کر کے فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ سے ترغیب دی گئی کہ دیکھو چلتے ہو اطراف زمین میں اور اس کے رزق سے کھاتے ہو لیکن یہ بھی سن لو کہ وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ یعنی اس کی طرف منقلب ہے یعنی تخویف اخروی بتلائی گئی اور پھر ءَاَمِنْتُمْ سے لے کر فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ تک تخویف دنیوی بیان کی گئی۔ جب ادلہ زمین و آسمان والے ختم ہو گئے تا بین السماء والارض سے دلیل ۵ لائی اَوَ لَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ سے لے کر الرَّحْمٰنُ تک یعنی اور درمیان آسمان کے دیکھو کہ پرندے کبھی پروں کو پھیلاتے ہیں اور کبھی اکٹھے کرتے ہیں جیسا پرندوں کو میں نے پیدا کیا اسی طرح درمیان آسمان و زمین میں ان کو قائم رکھنا یہ بھی میری قدرت سے ہے اسی طرح برکات دہندہ کوئی دوسرا نہیں پھر دلیل زمین اور زمین آسمان کے بیچ والی کے بعد ثمرہ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ سے نکالا اور اس کے بعد اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ سے لے کر عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تک ڈرایا ہے یہ بتلاؤ کوئی ایسا ہے جو تم کو عذاب رحمٰن سے مدد دے سکے۔ دوسرا اگر اللہ تعالےٰ تمہارا رزق بند کرے کوئی دوسرا ہے برکات دہندہ جو تم کو رزق دے پھر کہا کہ

کہ جب کوئی عذاب رحمٰن سے امن دے۔ اللہ ہی دوسرا رزق دینے والا ثابت ہوا پھر جس نے اس حکم کا خلاف کیا مثال اس کی اس شخص کے ہے جو فکر کرکے نہ چلے بلکہ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر بغیر راہ ہدایت سوا سوچنے کے چلے جدھر اس کا منہ آجائے ادھر ہی چلا جائے اور جو دوسرا شخص جو اس کے مقابلے میں یَمْشِیْ مُکِبًّا ہو کر نہیں چلتا بلکہ سَوِیًّا ہو کر چلتا ہے اور عَلٰی وَجْھِهٖ ہو کر یعنی جدھر منہ آجائے ادھر نہیں چلتا بلکہ صراط مستقیم دیکھ کر چلتا ہے۔ ان دونوں شخصوں میں کون اھدیٰ ہوگا

کور کورانہ مرو در کربلا تا نیفتی چوں حسینؓ اندر بلا

لیکن یہ جاننا چاہیے کہ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا سے دنیا کا کل حال بتلایا گیا یعنی ایسے دو شخص دنیا میں ہوں ان میں سے کون اھدیٰ ہوگا اور آخرت کا بیان نہیں ہے جیسا کہ مفسرین نے سمجھا ہے اور جو باقی حدیث میں آیا ہے کافر منہ کے بل چلائے جائیں گے وہ اس آیت کا معنی اور مراد نہیں ہیں بلکہ وہ تو ایک حال قیامت کا بتلایا گیا ہے۔ پھر چوتھی دلیل هُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ سے لے کر تَشْكُرُوْنَ تک بیان کیا کہ اوپر آسمان کا حال اور زمین کا حال اور جو نیچے آسمان کے ہے اس کا حال دیکھا یعنی اب تم جو اوپر زمین کے رہتے ہو اپنی جان کو دیکھو پیدا تم میں لے کیا آیا کان اور آنکھیں اور دل وغیرہ کسی دوسرے نے دیے ہیں پھر بھی شک ہے کہ برکات دہندہ کوئی دوسرا ہے اور پھر ایک دلیل ساتویں انسان کے متعلق پہلے سے ترقی کے ساتھ ذکر کی قُلْ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ سے بیان کی یعنی آیا یہ بتلاؤ کہ تم کو میں نے پیدا کیا تم کو پھیلایا کس نے ہے پھر بھی شک ہے کہ برکات دہندہ کوئی اور ہے پھر ان دلیلوں کے بعد اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ سے تخویف اخروی دی گئی اور پھر یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ سے لے کر مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ تک شکوی کفار کا اور تخویف بھی بیان کی اور پھر قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ یَّاْتِیْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ سے دلیل آٹھویں بیان کی کہ تم نے تمام احوال زمین آسمان اور دونوں کے درمیان کے احوال اور زمین کے اوپر کے احوال تو معلوم کر لئے۔ اب زمین کے بیچ کے احوال تو دیکھو کہ ایک کنویں سے پانی اور آبا و اجداد تمہارے اور مال مویشی پیتے چلے آتے ہو اور کم نہیں ہوتا اور یہ بھی ہوتا ہے کہ پہلے تو پانی میٹھا آتا ہی نہیں جیسا کہ مخدومی و مرشدی کے کنووں میں میٹھا پانی نہ آیا تھا نیچے زمین سخت آگئی تھی پھر ٹکا لگانے سے پانی میٹھا آگیا تھا بھلا یہ تو بتلاؤ کہ یہ میٹھا پانی کہاں سے آگیا کوئی نیچے دریا ہے۔ یا کیا چیز ہے بلکہ نیچے تو سخت زمین تھی اس سے نیچے خشک زمین آگئی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے برکتی ہونے میں بھی شک ہے بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ اس پانی کو نیچے لے جائے تو تم کہاں سے پانی لاؤ گے اس کے مقابلے میں کافر محمد زکریا متطبب نے کہا کہ آلات کھودنے والوں سے آئیں گے تو اللہ نے اس کو آنکھوں سے اندھا کر دیا۔ اچھا پہلے تو پانی لے آ۔ جس میں آلات وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑتی آزمان لو یہ بات کہ برکات دہندہ سوائے اللہ کے کوئی نہیں ہے (خلاصۃ مختصر تقریر کا) دعویٰ سورۃ یہ ہے کہ برکات دہندہ وہی ہے اس کو علیٰ سبیل الکمال ثابت کیا اس کے بعد ادلۂ خمسہ عشرہ بیان کیں۔ اول ادلۂ ثلثہ عام بیان کیں اور پھر ادلۂ ثانیہ خاصہ علیٰ سبیل الترقی بیان کیں اور درمیان میں ادلۂ ثلثہ علیٰ سبیل الاعتراف من الخصم کے ذکر کیں اور ادلۂ ثمانیہ میں احوال آسمان کے بتلائے گئے پھر زمین کے اوپر کے اور پھر زمین کے نیچے کے بتلائے آیا پھر بھی شک ہے کہ برکات دہندہ کوئی دوسرا ہے درمیان میں تخویفات اور بشارات اور شکوہ بیان ہوئے (تحقیق جمل و مفردات) هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ یعنی ہمت والا ہے اور غفور ہے یعنی تقصیر سے انعام چھین نہیں لیتا بلکہ بخشش بھی کر دیتا ہے۔ تفاوت فرتید گی اور وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کا عطف بِیَدِهِ الْمُلْكُ پر

ہے اور الَّذِیْ کے نیچے ہیں اور موصول مع الصلہ علت ہیں سما کے واسطے من فطور نگاہ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ پھر لوٹا آنکھ کو بار بار اس جگہ کرّتین
واسطے تکرار کے ہے يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ پھرے گی طرف تیرے آنکھ عاجز ہو کر اور ماندہ ہو کر۔ رُجُوْمًا دور کرنے والے وَاَعْتَدْنَا
لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ اور تیار کیا ہے واسطے شیاطین کے عذاب یعنی آگ جو کہ ستاروں سے نکلتی ہے دوزخ والی آگ مراد نہیں ہے شَهِيْقًا
وَّهِيَ تَفُوْرُ یعنی سخت آواز کرنے والی اور جوش مارنے والی۔ تَكَادُ تَمَيَّزُ قریب ہے کہ پھٹ جائے فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ای اللعنۃ لاصحاب السعیر
فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا اے اطرافہا یعنی راستے وحاصبًا پتھر صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ در آنحال کہ ... پروں کو کبھی پھیلاتے ہیں اور کبھی اکٹھا کرتے
ہیں فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ای نکیری امنی مصدر مضاف الی یا متکلم ہے۔ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ یعنی کوئی نہیں رزق دینے والا اگر اللہ تعالے اسکو
بند کرے بلکہ یہ کافر ورسے داخل ہوتے ہیں سرکشی میں اور بھاگتے میں ایمان لانے سے اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا الخ یعنی جو شخص منہ نیچے کر کے
چلے عَلٰى وَجْهِهٖ یعنی حال ہونے اس کے چلنے والا جدھر اس کا منہ آجائے۔ فی سورۃ الحج۔ انقلب علی وجہہ فی المدارک یقال طار الطیر علی
وجہہ۔ ذراکم ای نشرکم۔ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ۔ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ کی جزا محذوف ہے یعنی لیس لنا غیرہ
یعنی اگر اللہ تعالیٰ ہلاک کرے یا رحم کرے ہمارے واسطے تو سوائے اللہ کے کوئی اور دوسرا نہیں ہے غَوْرًا بمعنی غائرًا نیچے جانے والا بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ
معین یا بمینہ صفت مشبہ کا ہوگا معن سے اور یا زائدہ ہوگی تو معنی چلنے والا ہوگا اور اگر عین سے مشتق ہو تو صیغہ اسم مفعول کا ہوگا۔ اور یا اصلی ہوگی
تو معنی دیکھا ہوا ہوگا۔ جب اس سورت میں نفی شرک برکتی کی ہے۔ لہٰذا جو شخص اس کو پڑھتا ہے اُسے فتنہ قبر نہ ہوگا۔ جب فتنہ قبر نہ ہوگا۔ تو
اگلے عذاب سے بھی محفوظ رہے گا فقط۔

سُوْرَةُ الْقَلَمِ (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورت تبارک الذی میں تو یہ ثابت ہوا کہ برکات دہندہ وہی ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اس امر میں اب اس سورت میں یہ کہا
گیا۔ خبردار مداہنت سست کرنا اور سست مت ہونا۔ اس دعوے میں وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ مَآ اَنْتَ
بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ قلم اور وہ چیز جو کہ کاتب لکھتے ہیں شاہد ہیں اس بات پر کہ تو بحمد اللہ مجنون نہیں ہے یعنی
کاتبوں سے پوچھو یا مجنون کی ایسی عبارتیں ہوتی ہیں جس طرح تو کہہ رہا ہے بلکہ تم اپنے کام پر محکم رہو آپ کے واسطے اجر کثیر ہوگا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ
عَظِيْمٍ سے بیان کیا گیا کہ تم مجنون نہیں ہو بلکہ تم اور پڑھے بڑے سے کہ ہو فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ یعنی قریب ہے کہ تو اور وہ دیکھوگے
کہ کس کے ساتھ دیوانگی ہے اور مفتون مصدر ہے اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ یعنی اللہ تعالیٰ دونوں کو جانتا
ہے فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ۔ فاستفرع ہے مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ پر یعنی جب تیرے ساتھ جنون کوئی نہیں ہے پس کفار مکذبین کی اطاعت
مت کرو جو کہ تجھ کو مجنون کہتے ہیں وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ اصل میں فہم یدہنون ہے۔ ورنہ فید ہنوا ہونا چاہیے تھا بتقدیر ان معال
یہ ہے کہ یہ تو اب بھی نرم ہوتے ہیں تاکہ تو نرم ہو جاوے تو نرم نہ ہو اور اپنا کام بطور کامل کرتے رہنا اور کفار کی نرمی یہ تھی کہ اے رسول ہمارے

معبودوں کو پہنچ کہو اور باقی ہے تک اپنے کام کو بیان کرتے رہو تو حکم ہوا کہ خبردار سست مت ہونا۔ اچھی طرح اپنی تبلیغ کرتے رہو وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ
مَّهِينٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ کل صلات بمنزلہ علت کے ہے واسطے لا تطع کے معنی یہ ہوگا نہ
تابعداری کر ان میں سے کسی ایک کی کیونکہ سب حلاف ہیں یعنی قسم اٹھاتے ہیں کہ ہم نے فلانے صنم وغیرہ کو پکارا ہے ہمارا کام ہو گیا ہے اور ھماز
یعنی عیب جو ہیں اور مشاء بنمیم یعنی چلنے والے ساتھ چغلیوں کے اور منع کرنے والے نیکی سے اور حد سے بڑھنے والے اور گنہگار ہیں اور عتل
یعنی بدزبان ہیں بعد ذالک زنیم یعنی بعد اس کے کہ معروف بالشر بھی ہیں لیکن یہ جاننا چاہیے کہ اس جگہ کوئی خاص شخص مراد نہیں ہے
جیسا کہ مفسرین نے لکھا ہے بلکہ تمام مراد ہیں کوئی کافر ہو أَن كَانَ ذَا مَالٍ وَبَنِينَ یہ علت ہے منفی لا تطع کی یعنی اطاعت اگر تو کرے ان کی تو
ان ہی کی وجہ سے کرے گا کہ یہ صاحب مال ہیں بالکل اطاعت ان کی نہ کرو اور اپنا کام تبلیغ والا کرتے رہو إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ
الْأَوَّلِينَ سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرْطُومِ الخرطوم میں ضمیر غائب راجع ہے طرف کل صلات کے یعنی سب حلاف کہتے کہ اگر محمد صلعم کی باتوں کے تابع ہوں
تو شرم کی وجہ سے ایسا ہے جیسا کہ ناک کٹی جاتی ہے اچھا ہم ان کے ناک پر داغ لگائیں گے۔ إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا
لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ یعنی اب ہم نے ان پر قحط دنیا میں ڈال دیا ہے اپنے معبودوں برکات دہندہ کو بلائیں تاکہ ان کو اس عذاب سے خلاص کریں
پھر ایک نمونہ بتلایا کہ جو کوئی اللہ کا شریک بنائے اس کا یہی حال ہوتا ہے جیسا کہ ہم نے اصحاب الجنۃ کے ساتھ کیا تھا کیونکہ انہوں نے تو خیال کیا
تھا کہ اپنے باغ سے میوہ جات وغیرہ حاصل کریں گے کسی کو نہ دیں گے اور شرک کرتے تھے جیسا کہ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا سے معلوم ہوتا ہے
اور اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ انہوں نے انشاء اللہ نہیں کہا تھا۔ اب ہلاکت کے وقت انشاء اللہ کہنے لگے تھے بقرینہ وَلَا يَسْتَثْنُونَ کے یہ معنی
مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ انشاء اللہ نہ کہنے سے اللہ تعالے دنیا میں اتنا عذاب نہیں دیتا اور دوسرا یہ ہے کہ قرآن میں دو فریقوں ملنے کا حال آتا ہے
یا مومن کامل کا یا مشرک کا باقی کے حال معاینہ پر ترک کیا جاتا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ یہ ایک نمونہ بتلانا ہے کفار مکہ کیلئے یہ سب امور دال ہیں
کہ ان سے مراد وہ جو کہ مشرک تھے اور جو مفسرین نے معنی کیا ہے کہ انشاء اللہ نہ کہنے سے عذاب آیا غلط ہے اور معنی لَوْلَا تُسَبِّحُونَ کا وَلَا
يَسْتَثْنُونَ کو بالقرینہ وَلَا يَسْتَثْنُونَ کے غلط ہے بلکہ معنی لَا يَسْتَثْنُونَ کا یہ ہے کہ اللہ کا خیال نہیں کرتے اور خود اپنے نفس کو قادر سمجھتے
تھے کہ ہم میوہ جات کو ضرور لے آئیں گے اور اس قصے میں معانی الفاظ مشکلہ کے یہ ہیں لَيَصْرِمُنَّهَا ضرور قطع کریں گے باغ کو فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ
پس ہو گیا باغ مثل قطع کی ہوئی چیز کے أَنِ اغْدُوا عَلَىٰ حَرْثِكُمْ إِن كُنتُمْ صَارِمِينَ چلو اور سویرے اپنی کھیتی کے وَهُمْ يَتَخَافَتُونَ أَن لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ
عَلَيْكُم مِّسْكِينٌ آہستہ آہستہ باتیں کرتے تھے تاکہ نہ داخل ہوں ان پر آج دن کوئی مسکین وَغَدَوْا عَلَىٰ حَرْدٍ قَادِرِينَ گئے درانحالیکہ ملتبس
تھے ساتھ بخل کے اور قادر قطع بزعم خود إِنَّا لَضَالُّونَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ یعنی ہم بھول گئے ہیں اپنے باغ سے نہیں بلکہ باغ تو ہمارا ہے
لیکن محروم ہو گئے نصیب قَالَ أَوْسَطُهُمْ کہا اچھے انکے نے كَذَٰلِكَ الْعَذَابُ ... وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ یعنی یہ عذاب تو دنیا
میں ہے اور آخرت میں سخت عذاب ہوگا یہ کفار مکہ کو کہا گیا۔ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ آیا ان کا کیا خیال ہے کہ ہم مومنوں کو مثل ان
کا کریں گے أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ۔
سَلْهُمْ أَيُّهُم بِذَٰلِكَ زَعِيمٌ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِن كَانُوا صَادِقِينَ آیا ان کے واسطے کوئی کتاب ہے انہوں نے اس کتاب

میں یہ پڑھ لیا ہے اور اسی کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ جو کچھ تم پسند کرو تم کو ملے گا یا آیا تمہارے واسطے وعدے پکے ہیں ہم پر کہ تم جو کچھ کہو وہی ہو جاوے اور جو کچھ حکم کریں وہ ان کرلی جائے گا۔ اور سوال کرنے کا کون ذمہ دار ہے آیا ان شرکا کا خیال کر رکھیں ان کا کچھ کمال دکھائیں یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سے لے کر وَقَدْ کَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ وَھُمْ سَالِمُوْنَ تک معنی یہ ہے اس دن کہ کشف کیا جائیگا ساق سے یہ کنایہ ہے شدت حال سے کیونکہ جس وقت انسان پر کوئی سخت کام آتا ہے تو وہ کپڑے کو ساق سے اونچا کرتا ہے حاصل یہ ہے کہ دن قیامت میں شدت حال کی ہوگی اور اس دن کہا جائے گا انسانوں کو کہ سجدہ کرو اور سجدہ کرنے کے واسطے طاقت نہ رکھیں گے کیونکہ پیٹھ کی ہڈی خم نہ ہو سکے گی پنیچے ہونے کی طاقت نہ رکھیں گے اور حالانکہ دنیا میں سجدہ کی طرف بلائے جاتے تھے گو کر سکتے تھے لیکن نہیں کیا تھا فَذَرْنِیْ وَمَنْ یُّکَذِّبُ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ سَنَسْتَدْرِجُھُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ معنی ذَرْنِیْ وَمَنْ یُّکَذِّبُ کا یہ ہے کہ مجھکو اور جو تکذیب کرتا ہے ہم دونوں کو چھوڑ یہ کنایہ ہوتا ہے کہ تو اے رسول صلعم فکر مت کر میں ان کو عذاب دوں گا اور ان کو درجے بدرجے لے جائیں گے گمراہی میں اسی طریقے کے ساتھ کہ نہ معلوم کر سکیں گے وَاُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ مہلت دی ہے میں نے ان کو اور حیلہ میرا کام ہے اَمْ تَسْئَلُھُمْ اَجْرًا فَھُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ آیا تو ان سے اجر مانگتا ہے کہ یہ اس تاوان سے بھارے ہیں اَمْ عِنْدَھُمُ الْغَیْبُ فَھُمْ یَکْتُبُوْنَ آیا ان کے پاس غیبی باتیں آتی ہیں یہ ان کو لکھتے ہیں واسطے یاد رکھنے کے فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ وَلَا تَکُنْ کَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰی وَھُوَ مَکْظُوْمٌ یعنی صبر کر تکالیف پر اور خیال کر تا کہ ان تکالیف سے تنگ نہ ہو نا مثل یونس علیہ السلام کی اگر تنگ ہو گیا تو ہماری ناراضگی کے نیچے آجائے گا پھر عاجزی کرے گا مثل یونس علیہ السلام کی ورنہ غرض یہ ہے کہ مداہنت مت کرو وَلَا تَکُنْ کَصَاحِبِ الْحُوْتِ حتّٰی تبتلی ببلائہ وَھُوَ مَکْظُوْمٌ یعنی غم کا بھرا ہوا لَوْلَا اَنْ تَدٰرَکَہٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّہٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَھُوَ مَذْمُوْمٌ یعنی اگر نعمت رب کی اس کو نہ پاتی تو پھینکا جاتا میدان خالی میں ذلیل کرکے لیکن نبی سے رکھا گیا وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ۔ لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ اے یصرعونک عدا انت علیہ من التبلیغ بالنظر الیک نظر العداوۃ لیعرفوک (از خازن) حاصل تمام کا یہ ہے قریب ہے کہ یہ کافر تجھ کو گھور گھور کر غصے دیکھیں گے تاکہ تو اس تبلیغ سے ہٹ جائیں اور مجنون وغیرہ کہینگے لیکن تم اپنی تبلیغ پر قائم رہنا۔ (حاصل سورۃ وتقریر) دعویٰ اصل یہ ہے کہ مداہنت مت کرو جب کہ تبارک الذی یہ ثابت کیا گیا کہ برکات دہندہ وہی ہے تو کافر کہنے لگے کہ دیکھو یہ برکات دہندہ دوسرا کوئی نہیں مانتا تو انہوں نے جنون وغیرہ کا طعن کیا رسول صلعم پر تو اول میں وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ سے لے کر اَنْ کَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِیْنَ تک تین امور بیان کئے گئے (۱) ایک تو تسلی نبی علیہ السلام کو دی گئی یعنی مجنون یہ کہتے ہیں بھلا کاتبوں سے پوچھیں آیا مجنون کی عبارتیں ایسی ہوتی ہیں۔ دوسرا امر ان کو تخویف دی گئی ہے یعنی یہ فیصلہ عنقریب کریں گے اور اللہ تعالےٰ ہر ایک کو خوب جانتا ہے تیسرا تم مداہنت مت کرو یہ تو ابھی مداہنت کرتے ہیں تاکہ تو مداہنت کرے سب بڑے اوصاف والے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے فلانے صنم اور پیر کو پکارا اور ہمارا کام ہو گیا۔ اور ان کے مالدار ہونے سے بھی ان کی تابعداری مت کرو۔ اور پھر اِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ سَنَسِمُہٗ عَلَی الْخُرْطُوْمِ اول شکوٰی کیا گیا بعد ان کے قول رد کیا گیا بطور تخویف کے کہ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اس کی تابعداری کریں تو ہماری ناک کاٹی جاتی ہے ایسا ہم اس

کے سوا دوسرا بھی کوئی ہے اچھا اب ہم نے دنیا میں اُن پر عذاب یعنی قحط ڈالا ہے اپنے برکات دہندوں کو بلائیں ہم دنیا میں شرک کی وجہ سے عذاب ڈالا کرتے ہیں جیسا کہ اصحاب الجنۃ کو کہ اللہ کو شریک سے پاک نہیں سمجھتے تھے اگرچہ بعد میں تو سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ کہنے لگے اور یہ بات نہیں کہ انشاء اللہ انہوں نے نہیں کہا تھا لہٰذا ان کو یہ عذاب دیا گیا اس قدر بات سے کس طرح اللہ عذاب دیتا ہے پھر آخر میں کہا گیا کہ یہ عذاب تو دنیا میں ہے آخرت کا عذاب تو اس سے کئی حصے زیادہ ہوگا۔ اور پھر إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ سے مومنوں کے واسطے بشارت بیان کر کے أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ سے لے کر فَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِن كَانُوا صَادِقِينَ تک زجریں ان پر کی گئیں کہ ایسی حماقت کی باتیں کرتے ہیں۔ اور پھر يَوْمَ يُكْشَفُ سے لے کر فَهُمْ يَكْتُبُونَ تک تخویف اُخروی بیان کی گئی اور فَاصْبِرْ سے لے کر آخر تک یہ کہا گیا کہ یہ اب پھر نہیں ملتے تو تم صبر کرو اور اپنی تبلیغ میں مداہنت نہ کرو اور ان سے جو مصائب آئیں اُن سے تنگ نہ ہونا مثل یونس کے اگرچہ یہ کفار تم کو برا کہیں۔ خلاصہ سورۃ تسلی نبی علیہ السلام کو اور کفار پر زجر اور تخویف دنیوی اور اخروی بیان ہے اور کہا گیا کہ برکات دہندہ غیر کو سمجھتے ہو تو ان کو بلاؤ مصائب رفع کریں۔ فقط

سُوْرَۃُ الْحَاقَّۃِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت کے آخر میں اصل مدعا کو فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ سے ادا کیا گیا برکات دہندہ وہی ہے تم مداہنت مت کرو اور اللہ تعالےٰ کو شریک برکات دہندہ سے پاک سمجھو۔ (معانی جمل و مفردات) الْحَاقَّةُ مَا الْحَاقَّةُ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ سچی آفت آنے والی کیا ہے وہ اور کس طرح اور کس بیان سے تجھ کو سمجھاؤں کہ وہ کیا ہے پھر كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ سے تخویف دنیوی شروع ہے فَأَمَّا ثَمُودُ فَأُهْلِكُوا بِالطَّاغِيَةِ سے بالقوت الشدید وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ یعنی ہوا سخت حد سے بڑھنے والی ثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا یعنی حال ان دنوں کے کہ نہایت نحوست والے تھے فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ تو تم گری ہوئی اور مردہ کہ گویا وہ مثل نخل گرے ہوئے کے تھے الْمُؤْتَفِكَاتُ سے بستیاں اُلٹی ہوئیں اور اس جگہ مراد اہل اُن کے ہیں فَأَخَذَهُمْ أَخْذَةً رَّابِيَةً یعنی پکڑنا سخت إِنَّا لَمَّا طَغَى الْمَاءُ یعنی جب پانی چڑھا حَمَلْنَاكُمْ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً سے لنجعل تلک الفعلۃ آیت لکم وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ای یاد رکھیں کان یاد رکھنے والے فَدُكَّتَا دَكَّةً وَاحِدَةً کوٹے جائیں گے دونوں ایک بار کوٹنا یعنی فرشتہ دونوں کو اٹھا کر ایک بار کوٹے گا اور پہاڑ تمام ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور زمین کی بلندی اور پستی وغیرہ صاف ہو جائے گی بالکل برابر ہو جائیں گے بالکل خانہ ہو جائے گی۔ کیونکہ باقی آیات سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ طٰہٰ میں آیا ہے لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ یعنی جس وقت آسمان میں شگاف کئے جائیں گے تو اس وقت آسمان سست ہو جائیں گے۔ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ سے ثمانیہ ملائکہ یا ثمانیہ صفوف ملائکہ یعنی چیرنے کے سبب سے ملائکہ اس کے کناروں کے ہو جائیں گے اور آٹھ ملائک عرش اللہ کو اٹھائیں گے لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ کوئی بات پوشیدہ نہ رہے گی فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَيَقُولُ هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ یعنی جس کو اعمالنامہ ہاتھ راست میں دیا جائے گا تو وہ لوگوں کو آواز کرے گا کہ آؤ میری کتاب

پڑھو۔ اس جگہ سے بصریوں کے مذہب کی حقیقت ثابت ہوتی ہے کیونکہ کوفیوں کے مذہب کے مطابق خلاف مختار کا اختیار کرنا پڑتا ہے اور کہیگا اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ میں اپنے جزا و حساب کو ملنے والا ہوں گا۔ کیونکہ یہ اعمال نامے جزا و حساب سے پہلے دیئے جائیں گے۔ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ بلند و اونچے۔ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ یعنی میوے ان کے قریب ہوں گے اور یہ مراد نہیں کہ نہایت قریب ہوں گے جن سے انسان کو ضرر پہنچے بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ یعنی بسبب ان اعمال کے جو کہ کر چکے ہو ایام گزرے ہوئے میں فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ یعنی جس کو اعمال نامہ ہاتھ چپ میں دیا جائے گا وہ کہیگا ہائے افسوس مجھ کو کتاب نہ دی جاتی۔ اور میں اپنی جزا و اعمال کو نہ جانتا۔ اے افسوس موت ختم کرنے والی اور پورا کرنے والی ہوتی۔ یعنی دوبارہ زندہ نہ ہوتا۔ اور اپنے اعمال کو نہ دیکھتا۔ یہ معاملہ پہلے جزا دینے کے ہوگا مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ یعنی مال نے بھی مجھ کو فائدہ نہیں دیا اور سلطنت بھی مجھ سے چلی گئی۔ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ اور پھر کہا جائے گا کہ اس کو پکڑو اور گردن اور گلے میں گٹ مارو اور دوزخ میں پھینک دو اور پھر لٹکاؤ اس کو زنجیر میں ایسا زنجیر کہ طول اس کا ستر گز ہو کیونکہ ایمان نہیں لاتا تھا یعنی خاص ایک اللہ کی عبادت نہ کرتا تھا پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ ثم واسطے تعقیب ذکری کے ہے۔ اور سلسلہ موصوف ذرعها سبعون ذراعا جملہ بمعنے طولہا صفت ہے۔ فَلَیْسَ لَهُ الْیَوْمَ هٰهُنَا حَمِیْمٌ یعنی دوست۔ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ یعنی برانگیختہ نہیں کرتا تھا اور پہنچانے طعام مسکین کے اپنے خادموں کو مثلاً فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِیْمٍ۔ اِنَّهٗ لقول رسول کریم علیحدہ جملہ ہے اور جواب قسم محذوف ہے کیونکہ اس کے معنے کا تعلق قسم سے نہیں ہو سکتا۔ معنی یہ ہے قسم اٹھاتا ہوں میں ان چیزوں کے ساتھ جو کہ نظر میں آتی ہیں اور ان کے ساتھ جو کہ نظر نہیں آتیں جیسا کہ جن اور ملائکہ وغیرہ وہ عدم بصر کا انکار نہ کرنا چاہئے بلکہ قائل کو دیکھنا چاہئے یعنی جیسا کہ دنیا میں بعض اشیاء نظر نہیں آتیں اور تم ان کے ساتھ یقین کرتے ہو اسی طرح آخرت کے ساتھ جو نظر نہیں آتی انکار نہ کرو وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ اگر گھڑتا یہ رسول ہم پر جھوٹ تو اس کو ہم زور سے پکڑتے اور اس کی شاہ رگ کو قطع کر دیتے اور تم میں سے کوئی نہ منع کرنے والا ہوتا حاصل یہ ہے کہ یہ کاذب نہیں ہے جس طرح اسے کفار تم کہتے ہو۔ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِیْنَ یعنی ہم جان چکے ہیں کہ بعض تم میں سے مکذب ہیں ہم تو کذب نہ تھے وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ یعنی یہی قرآن سبب حسرت کا ہوگا کافروں پر فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ یہ آخر میں اصلی مدعا بیان ہے (حاصل سورۃ) اَلْحَآقَّةُ مَا الْحَآقَّةُ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ یہ تو آخرت کے متعلق بیان ہے پھر كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ سے لے کر وَتَعِیَهَآ اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ تک تخویف دنیاوی چار قوموں کے حال بتلائے گئے اور ہر ایک قوم جس کے ساتھ ہلاک کی گئی وہ بھی بتلا دیا یعنی ثمود آواز سخت سے اور عاد ہوا سے اور فرعون غرق سے اور قوم نوح طوفان سے ہلاک کئے گئے۔ حاصل یہ ہے کہ ان کو دیکھ کر آخرت کے ساتھ ایمان لاؤ اور یہی مان لو کہ برکات دہندہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ اور پھر فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ سے لے کر لَا یَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخٰطِـُٔوْنَ تک متعلق ہے ابتدا کے ساتھ اور اس میں احوال قیامت کا بتلایا گیا لیکن اِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ سے لے کر نفخہ ثانیہ تک ابتدا حال قیامت کا بتلایا گیا۔ اور پھر لَا تَخْفٰی مِنْكُمْ خَافِیَةٌ سے لے کر فَاسْلُكُوْهُ درمیانہ حال قیامت کا بتلایا گیا۔ اور اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ سے لے کر لَا یَاْكُلُهٗٓ اِلَّا الْخٰطِـُٔوْنَ تک بطریق اجمال وجہ عذاب ان کی بتلائی گئی اور پھر فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ سے لے کر آخر تک قیامت کے تسلیم کرانے کے

واسطے ایک شاہد بتلایا یعنی جس طرح دنیا میں بعض اشیا نظر نہیں آتیں اور یقین کرتے ہو اسی طرح قیامت کے ساتھ بھی یقین کرو اور رسول کاذب نہیں ورنہ ہم کاذبوں کو پکڑ لیتے ہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ تم خود مکذب ہو تکذیب سے باز آ کر تسبیح کہو اور اللہ کو شریک برکات و ہندوں سے پاک سمجھو (خلص سورت) ابتدا حال قیامت ابتدا میں اس کے بعد کا حال بامدو جہ عذاب کفار مجملاً یہ آخرت کے تعلق بیان ہوا اور درمیان میں قیامت کے تسلیم کرانے کے واسطے تین قسم کے نمونے دنیا والے بتلائے اور آخر میں شاہد بتلایا تسلیم کرانے کے واسطے اور کہا کہ یہ رسول بھی کاذب نہیں ورنہ اس کو پکڑ لیتے بلکہ تم خود مکذب ہو۔ فقط

سُوْرَةُ الْمَعَارِج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(تحقیق جمل و مفردات) سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ مِّنَ اللّٰهِ ذِى الْمَعَارِجِ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ من اللہ سے تعلق ہے دافع کے ساتھ اور اللہ موصوف ہے تعرج الملائکۃ جملہ صفت ہے معنی سب کا یہ ہے مانگ لیا سائل یعنی مانگنے والے نے عذاب کو جو کہ واقع ہونے والا ہے واسطے کافروں کے اور اس کے واسطے دافع بھی کوئی نہیں اور واقع ہونے والا ایسے بادشاہ کی طرف سے ہے جو کہ ذی المعارج ہے اور اس کی طرف ملائک اور جبرائیل علیہ السلام چڑھتے ہیں ایک دن میں جو کہ مدت عروج اُن کی اگر ہموار راستہ بنایا جاوے تو انسان پچاس ہزار سال میں پہنچیگا یہ حکم ہے کفار پر یعنے ایسے بادشاہ سے مانگنے والے نے عذاب مانگ لیا ہے واہ شاباش ع،

چہ دلاور ست دُزدے کہ بکف چراغ دارد

يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ یہ جواب ہے سوال اُنکے کا کہ کہتے ہیں کہ کب آئے گا تو جواب دیا گیا کہ جب آسمان مثل تانبہ گداختہ کے ہو جائیگا اور پہاڑ مثل اُون کے ہو جائیں گے اور دوست دوست سے کچھ نہ پوچھ سکیگا۔ يُبَصَّرُوْنَهُمْ دکھائے جائیں گے اور کچھ نہ کر سکیں گے يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۭ بِبَنِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ۔ يَفْتَدِيْ سے لے کر ثُمَّ يُنْجِيْهِ تک مفعول ہے يَوَدُّ کا یعنی دوست رکھیگا مجرم اس بات کو کہ اگر مجھکو خلاص ہو تو بچے اور عورت اور بھائی اور قبیلہ جس نے اس کو جگہ دی تھی اور سب زمین کی چیز کو فدیہ دے دوں معنے تو دیہ کا جگہ دی قبیلے نے اس شخص کو۔ كَلَّا ہرگز خلاصی نہ ہوگی اِنَّهَا لَظٰى نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى تحقیق آگ سخت شعلے مارنے والی ہوگی اور جلانے والی ہاتھ پاؤں یا چمڑے کی ہرکی جَمَعَ فَاَوْعٰى جمع کیا اس نے مال کو اور ذخیرہ کرکے رکھ دیا۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا تحقیق انسان جی کا کچا ہے۔ جس وقت شر پہنچتا ہے۔ اس کو فریاد کرتا ہے اور جس وقت خیر پہنچتی ہے تو فخر کرنے لگتا ہے اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ الخ یہ متعلق ہے بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ کے ساتھ اور مستثنٰے منقطع ہے اور الا بمعنے لکن کے ناصب الاسم و رافع الخبر ہوا کرتا ہے اور خبر کبھی محذوف ہوتی ہے اور کبھی مذکور جیسا کہ اس جگہ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ کی خبر اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ یہ قاعدہ رضی نے لکھا ہے اور اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا کے ساتھ متعلق نہیں کیونکہ یہ معنی

تو نہیں ہے کہ انسان دل کے خام ہیں مگر مصلین نہیں ہیں کیونکہ دل کے خام تو تمام ہیں۔ حاصل یہ ہے کہ عذاب کافرین پر واقع ہوگا لیکن مصلین لوگ جو کہ اللہ کے مقبول بندے ہیں وہ جنت نعیم میں ہونگے اور الذین ہم علی صلاتہم دائمون اور والذین ہم علی صلاتہم یحافظون کے معنی کا فرق یہ ہے والذین ہم علی صلاتہم دائمون میں صلوٰۃ کا معنی دعا ہے اور دائمون بمعنی مقیمون ہے اصرارًا اور صلوٰۃ کا ذکر جس جگہ قرآن میں آتا ہے تو واسطے تالیف قلوب کے آتا ہے کہ مومن آپس میں بھی تالف القلوب ہوویں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے
ان عذاب ربہم غیر مامون نے بے خوف یہ جملہ معترضہ ہے درمیان میں جاننا چاہئے کہ الا المصلین سے لے کر اولئک فی جنت مکرمون تک بعینہ قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون سے لے کر ہم فیہا خالدون کا ذکر ہے لیکن ترتیب میں کچھ عکس ہے اور یہ جاننا چاہئے کہ دو امور کا ذکر یعنی ظلم نہ کرنے کا جیسا کہ فمن ابتغی وراء ذلک سے لے کر بشہاداتہم قائمون تک سے معلوم ہوتا ہے اور دوسرا احسان کرنے کا حکم جیسا کہ والذین فی اموالہم حق معلوم للسائل والمحروم سے معلوم ہوتا ہے ان دونوں امور کا ذکر لایا جاتا ہے۔ واسطے دفعیہ عذاب کے جس جگہ عذاب کا ذکر آئے تو یہ علاج دفعیہ کے واسطے بتلایا جاتا ہے فمال الذین کفروا قبلک مہطعین عن الیمین وعن الشمال عزین۔ عزین خبر ہے کانوا محذوف کی جو کہ عن الیمین سے پہلے محذوف ہے معنی یہ ہوگا کیا بلا ہے واسطے کافروں کے جو کہ شتابی کرنے والے ہیں طرف تیرے اور ہیں وہ کافر ٹولے ٹولے یمین کی طرف اور شمال کی طرف۔ اور معنی عزین کا ٹولے ٹولے ہے ایطمع کل امرئ منہم ان یدخل جنۃ نعیم۔ کلا۔ جواب لکلامہم ان دخل ہو لاء الجنۃ فلندخلن الجنۃ قبلہم جواب ہرگز نہ داخل ہوں گے تم اور وہ۔ انا خلقناہم مما یعلمون یہ بیان کیا کہ کیا یہ مجھ سے دور کر جنت میں داخل ہو جائیں گے حالانکہ میں نے نطفہ سے ان کو پیدا کیا ہے فلا اقسم برب المشارق والمغارب انا لقادرون علی ان نبدل یعنی ہم قادر ہیں اس امر پر کہ تمہارے بدلے کسی غیر کو پیدا کر دیتے جو کہ تمہارے سے اچھا ہوتا کیونکہ سب جہان کے پالنے کی اس کو قدرت ہے اور بدلانے کی قدرت بھی ضرور رکھتا ہے فذرہم یخوضوا یعنی استہزاء کریں۔ ویلعبوا اور کھیل کریں۔ کانہم الی نصب یوفضون گویا کہ وہ طرف نشانے کے دوڑے جاتے ہیں یعنی کہ جس طرح نشانے کی طرف انسان سیدھا اور تیز دوڑتا ہے اسی طرح یہ بھی طرف داعی کے دوڑیں گے ترہقہم ذلۃ ڈھانک لے گی ان کو ذلت اور خواری ذلک الیوم الذی کانوا یوعدون یعنی یہاں [illegible]
حاصل سورۃ یہ ہے سأل سائل سے لے کر خمسین الف سنۃ تک کفار کے حال پر تہکم اور استہزاء کیا گیا آیا ان کفار نے ایسے طور کا عذاب مانگ لیا ہے اور پھر فاصبر سے نبی علیہ السلام کو تسلی دے کر یوم تکون سے لے کر کلا انہا لظی تک جواب دیا گیا اور قیامت کی ابتدائی حالت بیان کی گئی۔ اور پھر ولا یسئل حمیم حمیما سے لے کر جمع فاوعی تک ابتدائی حالت کے بعد کی حالت بیان کی گئی اور پھر ان الانسان سے ... منوعا تک شکوہ بیان کیا گیا انسان کے احوال کا پھر المصلین سے لے کر اولئک فی جنت مکرمون تک عذاب کافروں کے متعلق بیان کیا گیا۔ اور پھر فمال الذین کفروا سے لے کر آخر سورۃ تک سأل سائل بعذاب واقع للکافرین کے ساتھ لایا گیا۔ اور اس میں دو امر ذکر کئے گئے۔ اول جواب ان کے کلام کا دیا گیا کہ یہ عذاب مانگتے ہیں اللہ کی ذات سے کیا ہے ان کفاروں کے واسطے کہ تیری طرف جلدی کرکے آتے ہیں اور استہزاء کرتے ہیں پھر تخویف میں دوسرا امر ذکر کیا گیا۔ یعنی اچھا یہ عذاب مانگتے ہیں اور تیرے ساتھ استہزاء کرتے ہیں۔ فذرہم یخوضوا ویلعبوا حتی یلاقوا یومہم الذی یوعدون سے ان کو چھوڑ دو یہ استہزاء کریں آخرت میں ان کو پوری پوری سزا دی جاوے گی

مخلص سورۃ) پہلے تہکم اور استہزاء کیا گیا کفاروں کے ساتھ کہ یہ عذاب مانگتے ہیں ایسے بڑے بادشاہ سے اور اسی امر کے متعلق آخر میں فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے آخر تک بیان کیا گیا کہ یہ استہزاء کرلیں ان کو چھوڑ دو اور تم صبر کرو۔ اور درمیان ابتدائی حال اور اس کے بعد کا حال قیامت کا ذکر کیا۔ اور اس کے بعد اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ سے متعلق بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ کے لایا گیا یعنی عذاب کافروں پر واقع ہوگا اور مقبول بندوں پر نہ ہوگا حاصل یہ ہے کہ اس سورت میں کفار کے اقوال وافعال پر استہزاء اور تہکم کیا گیا اور کچھ تخویف بیان کی فقط ۔

سورۃ نوح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت میں بنوعہ استیصال کفار بیان کیا گیا۔ سورۂ سابقہ میں تو تخویف اخروی علیٰ سبیل التفصیل اور دنیوی بھی بیان کی گئی۔ اور اب اس سورت میں دلیل نقلی اور دلائل عقلیہ اور تخویف یہ تین امور ذکر کئے گئے ہیں۔ اس سورت کے اول رکوع میں چار امور ذکر کیے گئے (۱) اول امر اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ سے لے کر لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ تک دلیل نقلی واسطے توحید کے بیان کی گئی۔ حاصل یہ ہے کہ نوح علیہ السلام بھی اپنی قوم کو اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ سے وعظ کرتا رہا اور اپنی قوم کو ڈراتا رہا کہ اس دعوے کو تسلیم کرو عذاب آنے سے پہلے ورنہ جس وقت عذاب آجائے گا تو نہ ٹل سکے گا (۲) قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا سے لے کر وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا تک کفار کا شکوہ بیان کیا۔ اب دیکھو کہ نوح تو ان کو وحدانیت کے ساتھ وعظ کرتا رہا کہ ایک کو پکارو اور وہ اس وعظ سے بھاگتے رہے اور کانوں میں انگلیاں ڈالتے رہے تاکہ وعظ نہ سنیں اور نہایت ہی استکبار کیا (۳) ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا سے لے کر مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا تک یہ بیان کیا کہ دیکھو نوح نے کتنی تبلیغ کی پہلے تو منادی کر کے کہا اور پھر مجالس میں جا کر کہا اور پھر ہر ایک ایک کو اور یہ بھی کہا کہ دیکھو اللہ تعالےٰ نے تم کو دنیا میں کتنے منافع دیئے ہیں آؤ اس دعوے کو مان لو لیکن انہوں نے نہ مانا۔ اس جگہ سے دو امر معلوم ہوگئے۔ ایک تو یہ کہ ہر ایک انسان کو چاہئے کہ پوری تبلیغ کرے اور دوسری یہ کہ مسئلہ توحید پر مخالفت عوام سے صبر کرے (۴) وَقَدْ خَلَقَكُمْ سے لے کر سُبُلًا فِجَاجًا تک دلائل عقلیہ اور نوح نے اپنی قوم کو بیان کیں کہ پہلے اپنا حال دیکھو کہ کتنے حالات تم کو اللہ تعالےٰ پیدا کرتا ہے پھر اوپر کی طرف دیکھو آسمان کو کس عجیب نمونے کا پیدا کیا ہے کہ ہر ایک کو تہ بہ تہ رکھا پھر اس میں چاند اور سورج کو دیکھو کہ کس طرح چل رہے ہیں اور پھر دیکھو کہ تمہارے پیدا کرنے اور مارنے والا وہی ہے اور پھر دیکھو کہ تمہارے پیدا کرنے اور مارنے والا وہی ہے اور پھر دیکھو کہ زمین میں تمہارے واسطے راستے فراخ بنا دیئے ہیں (اور دوسرے رکوع میں دو امر ذکر کئے گئے ہیں) (۱) اول شکوہ کفار کا کہ نوح نے اتنی تبلیغ کی پھر بھی آپس میں کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کی ضرور حمایت کرتے رہو انہوں نے نہایت حیلے کئے (۲) اتنے بیان کے بعد دنیا میں بھی عذاب دیا گیا۔ کہ غرق کئے گئے اور یہ بھی حکم کیا گیا کہ آخرت میں آگ میں داخل کئے جاؤ گے (حاصل سورۃ کا یہ ہے کہ سورۂ سابقہ میں تخویف بیان کی گئی اب توحید کے واسطے دلیل نقلی نوح کی بیان کی گئی اور دلائل عقلیہ بھی بیان کئے گئے اور تخویف بھی بیان کی کہ جس نے تسلیم نہ کیا اس کو دنیا اور آخرت میں عذاب دیا جائے گا۔ اور درمیان میں شکوہ بیان کیا (تحقیق جمل و مفردات) اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى تسمیہ نامیدن

وبنام خواندن ونام نہادن - فرق درمیان معنی اول اور تیسرے کے یہ ہے کہ پہلا معنی باعتبار اصلی نام کے کہتے ہیں اور دوسرا معنی باعتبار اس امر کے کہ پہلے نام تو ہوگا لیکن پیر نے اس کا فلاں نام رکھ دیا ہے۔ اور مراد اجل مسمی سے موت ہے۔ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اس جگہ اجل سے مراد عذاب دنیاوی ہے اور لا یؤخر شرط اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کی ہے (جلالین) حاصل یہ ہے کہ عذاب کے آنے سے پہلے اگر توبہ کی جائے تو نہیں آتا۔ اور جس وقت آ جائے تو ٹل نہیں سکتا۔ اور لکھا ہوا بطور شرط کے ہوتا ہے یعنی اگر مان لیا تو خیر ورنہ ان پر عذاب فلانے وقت ڈالا جائے گا۔ یہ حکم نامے ملائکہ کو لکھ دیئے جاتے ہیں وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ کپڑوں کو اوڑھتے ہیں تاکہ کانوں میں اپنے معبودوں کی بے عزتی نہ سنیں ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا اے منادی کر کے ثُمَّ اِنِّيْ اَعْلَنْتُ لَهُمْ یعنی مجالس میں اعلان کیا وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا یعنی ہر ایک کو پوشیدہ کہا۔ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا اے لا تعتقدون یعنی کیا تمہارے واسطے کہ نہیں اعتقاد کرتے عظمت اللہ کا اور معبودوں باطلہ کو کیوں نہیں چھوڑتے لِتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا سبلا موصوف ہے اور فجاجا اور منہا دونوں اس کی صفتیں ہیں وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا کفار اعتراض کرتے تھے کہ کبار اور عجاب وغیرہ الفاظ خالص عربی کے نہیں ہیں لہٰذا یہ کلام فصیح نہ ہوئی لہٰذا حضرت نے کہا کہ ایک بوڑھے آدمی کو لاؤ۔ وہ لے آئے تو حضور نے فرمایا کہ اس کو بٹھاؤ اور اٹھاؤ۔ اس طرح دو چار دفعہ کیا تو اس نے کہا کہ یا محمد اتستعملنی فی عمر کبار علی الشیخ عجاب وانی شیخ کبار مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا یعنی بسبب گناہوں کے غرق کیے گئے اور حکم دیا گیا دخول فی النار کا لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا یعنی کسی ایک کو بھی نہ چھوڑ۔ فقط۔

سورۃ جن مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ تبارک الذی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ برکات دہندہ ایک اللہ تعالیٰ ہے اس کے بعد تخویفات بیان کر کے سورۃ نوح میں دلیل نقلی اور دلائل عقلیہ بیان کیں واسطے توحید کے اب اس سورت میں ثمرہ بیان کیا گیا اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا اور باقی سورت میں بھی شرک کی نفی علیٰ سبیل الکمال بیان کی گئی قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ سے لے کر فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا تک جنات کا حال بتلایا گیا کہ جنات بھی اپنی قوم کو یہی وعظ کر رہے ہیں کہ سیدھا راستہ یہی راستہ ہے کہ اللہ کا شریک نہ بناؤ۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے شریکوں سے جب کہ یہ رسول آ چکا ہے ان دو امروں میں سے ایک نہ ایک ضرور ہوگا یا تو اللہ تعالیٰ نے رسول کے بھیجنے سے انسانوں کے لئے رشد کا ارادہ کیا ہے یا عذاب کرے گا بوجہ نہ تسلیم کرنے کے اس واسطے کہ رسول کے ارسال کرنے سے دو غرضیں ہوتی ہیں اور جن یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم واعظین سے بھی مختلف ہیں۔ واعظین کہتے ہیں کہ ہم نے یقین کر لیا ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے اور پھر وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا سے لے کر عَذَابًا صَعَدًا تک دخال الٰہی ہے۔ جنات کی کلام پہلے ختم ہو گئی ہے اس میں تحریفات و ترغیب بیان کی گئی اور پھر اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا سے خلاصہ بیان کیا کہ غیر کو نہ پکارو کیونکہ مساجد سب اللہ کی ہیں یعنی اعضاء سجود کا مالک وہی ہے اور درمیان میں وَاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا۔ ایک قاعدہ کلیہ بطور شکوہ کے متعلق.... شرک کے

بیان کیا گیا یعنی جب بندۂ خدا ایک اللہ کو پکارنے لگتا ہے تو لوگ اس کے مخالف ہو جاتے ہیں (از مولوی اشرف علی صاحب) اور پھر قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا
سے لے کر اَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا تک جو موضع شبہ شرک کا تھا اس کو کہا گیا کہ شرک کی نفی کرو تاکہ لوگ شبہ میں نہ پڑیں نہایت تفصیل
سے نفی شرک کی گئی پہلے تو کہا کہ میں شریک نہیں بناتا ہوں۔ پھر ترقی کر کے کہا کہ میں خود اپنے نفس کے نفع اور ضرر کا مالک نہیں ہوں اگر تم سناؤ گے
تو میں تمہارے ضرر دینے پر قادر نہیں ہوں۔ نہ رشد تمہارا میری قدرت میں ہے اور درمیان میں قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ سے ایک
سوال کا جواب دیا گیا کفار کہتے تھے کہ تو اپنی تبلیغ کو ترک کر دو جواب دیا گیا کہ میں مامور من اللہ ہوں۔ اگر میں ترک کر دوں تو مجھے عذاب الٰہی سے
کون خلاصی دے گا۔ جیسا کہ کہا کہ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ (انعام و یونس)۔ سے معلوم ہوتا ہے اور درمیان میں تخویف
بیان کی گئی کہ یہ کافر اب نہیں مانتے جب کہ عذاب کو دیکھیں گے تو قوی اور ضعیف کو جان لیں گے۔ تخویف بیان کر کے پھر ترقی کی واسطے نفی
شرک کے کہ مجھ کو قیامت کا حال کچھ معلوم نہیں کہ آیا وہ قریب ہے یا بعید اس لئے کہ عالم الغیب وہی اللہ تعالٰی ہے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا
لیکن رسولوں کو جنہیں کہ آگے پیچھے ملائک کو نگہبان کر کے چلاتا ہے تاکہ جان لے اللہ کہ میرے رسولوں نے تبلیغ کی ہے یا نہیں۔ حاصل سورۃ
یہ کہ دیکھو جنات بھی اپنی قوم کو شرک کی نفی کا وعظ کر رہے ہیں اور پھر ترغیب دی گئی پھر تخویف دے کر شروع بیان کیا گیا۔ تحقیق جمل و مفردات
یَھْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ یعنی سیدھا رستہ مراد اس سے شرک کی نفی ہے بقرینہ وَلَنْ نُّشْرِکَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا کے فَاِنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّلَا
وَلَدًا یعنی عظمت رب کی ہے شریکوں سے یعنی اس کی عظمت کے برابر کسی کی عظمت نہیں۔ تائید اس کی یہ ہے تَعٰلٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا
تَعَالٰی عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ وانہ تعالٰی جد الخ بفتح الہمزہ اور قَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا میں بکسرہ ہمزہ۔ پڑھا گیا ہے۔ وجہ
یہ ہے کہ اگر مقولہ قول کا بعینہ شخص کی کلام نقل کی جاوے تو ہمزہ مکسور اور اگر مضمون اس کے کلام کا نقل کیا جائے تو مفتوح پڑھا جاتا ہے۔
عَلَی اللّٰہِ شَطَطًا معنی زیادتی۔ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْھُمْ رَھَقًا معنی رھقا گمراہی ہے۔ اور ضمیر مرفوع فزادوا کا جن کی طرف راجع ہے
وَّاَنَّھُمْ ظَنُّوْا کَمَا ظَنَنْتُمْ ضمیر انہ راجع ہے طرف رجال کے اور ظننتم سے مراد جنات ہیں مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا وَّشُھُبًا اے پرشدہ سخت چوکیداروں
اور چنگاروں سے مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ جگہ بیٹھنے کی واسطے سننے کے رَصَدًا تیار۔ اِنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِھِمْ رَبُّھُمْ
رَشَدًا یہ کلام علیحدہ ہے ماقبل کے ساتھ متعلق نہیں۔ پہلے تو آسمان سے حال معلوم کر لیتے تھے اور اب معلوم نہیں کر سکتے۔ حاصل یہ ہے کہ
رسول کے آنے سے دو غرضیں ہوتی ہیں ایک تو ہدایت لوگوں کو یا عذاب اگر انہوں نے حکم رسول مان لیا تو ثواب ورنہ عذاب۔ اب اس رسول
سے بھی یہ دو غرضیں ہوں گی وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِکَ۔ یعنی ہم جنات سے بھی بعض مشرک ہیں اور بعض موحد بھی ہیں۔ جنات یہ وعظ اپنی
قوم کو کر رہے ہیں اور ماضی والا معنی مراد نہیں کُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا اہم واعظین کی قوم بھی مختلف طریقے پر ہے یعنی کوئی عامل سائل پر ہیں اور کوئی
نہیں وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰہَ فِی الْاَرْضِ ظننا کا معنی علمنا ہے یعنی واعظ کہہ رہے ہیں اپنی قوم کو کہ ہم کو تو یقین آ گیا ہے کہ اللہ کا کوئی شریک
نہیں اور ہم عاجز اس کو نہیں کر سکتے اور اس سے بھاگ بھی نہیں سکتے فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَھَقًا بخس کا معنی نقصان کرنا حسنات میں
اور رھقا کا معنی زیادتی کرنی سیئات میں یعنی جو شخص ایمان لائے خوف نہ کرے کہ اللہ تعالٰی میری حسنات سے کچھ کمی کرے یا سیئات میں زیادتی
کرے گا فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِکَ تَحَرَّوْا رَشَدًا واعظین نے کہا کہ جس شخص نے ایک اللہ کی عبادت کی یعنی شرک کی نفی کی تو اس نے سیدھا راستہ

ریفرنس بک ۔وھابی دیوبندی نجدی رشید گند گوہی اور حسین علی وھابی نجدی

لے لیا ہے کہ آیا شتثنا اس کلام جنات کی نہیں ہے لہذا آمرکرمحذوف ہوگا لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ یعنی پلائیں گے ہم ان کو پانی بہت یعنی
فراخی دیں گے تاکہ ان کو اس رزق میں آزمائیں عَذَابًا صَعَدًا یعنی عذاب سخت ۔ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا ہوجاتے ہیں جمع ہونے والے واسطے مخالفت
کے شاہ عبدالعزیز دہلوی صاحب نے یہ معنی کیا ہے کہ جب بندہ ایک اللہ ہی کو پکارتا ہے تو خلق اُس پر جمع ہوجاتی ہے ۔ اخراس کو معبود بنالیتی ہے ۔
مُلْتَحَدًا جائے پناہ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ مگر پہنچاتا ہوں پیغام رب کا حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ یعنی اب تو نہیں مانتے جس وقت مانو عدوں کو
دیکھیں گے اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا یعنی مدت یعنی دیری لِیَعْلَمَ متعلق یسلک کے عٰلِمُ الْغَیْبِ لے ہو عالم الغیب رکتحقیق عالم الغیب عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى
غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ
وَاَحْصٰى كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ۔ یظہر مشتق ہے اظہار سے اور اظہار کے تین معنے ہیں ۔ پیدا کردن ۔ چیرہ گردانیدن ۔ وبوقت صلوٰۃ ظہر رفتن ۔ اور ظہور کے دو
معنی ہوتے ہیں پیدا شدن ۔ چیرہ شدن ۔ (صراح) اور اطلاع کا معنی قاموس والے نے کیا ہے ۔ اور لغات میں سب سے فائق صحاح ہے اور اس کا خلاصہ
صراح ہے اس کے بعد قاموس والا معتبر ہے کیونکہ یہ ۸۱۹ھ میں پیدا ہوا ہے اور صراح کی تصنیف ۶۸۱ھ میں ہوئی ہے لہذا اس جگہ معنے چیرہ گردانیدن
اور پیدا کردن کو ترجیح ہوگی ۔ لیکن تمام مفسرین اطلاع والے معنی کی طرف جاتے ہیں ۔ اب فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا میں پیدا شدن اور بوقت صلوٰۃ
ظہر رفتن یہ دو معنی تو نہیں ہوسکتے کیونکہ دوسرا تو مناسب مقام کے نہیں ہے اور پہلا اگر مراد ہوتا تو بطریق محاورہ غیبہ کو منصوب پڑھا جاتا اور فلا یظہر
کا مفعول بنایا جاتا ۔ لہٰذا پیدا کردن والا بھی معنی مراد نہیں ہے ۔ باقی رہ گئے دو ایک اصلی غالب کردن ، اور دوسرا بھی اطلاع کردن ۔ ان ہر دو معنی میں
اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ میں مستثنیٰ متصل ہوگا یا منقطع ہوگا ۔ چار وجہ ہو گئیں ۔ ان میں اگر مستثنیٰ متصل بنائیں اور فلا یظہر کا معنی غالب کا لیویں تو یہ بالکل
غلط ہے قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ معنی
یہ ہوگا کہ کہہ دے رسول میں نہیں جانتا کہ قیامت قریب ہے یا دور کیونکہ وہی عالم الغیب ہے اپنے غیب پر غالب نہیں کرتا مگر مرتضیٰ رسول کو ۔ اب
اس وقت اگر غیبہ کی اضافت واسطے استغراق کے یا اضافت تخصیص کے بنائیں یعنی خاص قیامت والا مراد لیویں تو لازم آتا ہے کہ رسول علیہ السلام کل
یا بعض غیب پر غالب ہوں ۔ اب یہ حیلہ اٹھا کیونکہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم تو اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ سے نفی کر دی ہے کہ میں نہیں جانتا اور استثناء سے ثابت
ہوا کہ رسول مرتضیٰ جانتے ہیں تو معلوم ہوا کہ رسول علیہ السلام مرتضے رسول نہیں ہیں لہٰذا نہیں جانتے اور اگر بالذات والا معنی لیا جاوے جیسا کہ آج کل
والے احمقوں نے لیا ہے تو نقصان آتے ہیں ایک تو یہ کہ رسول اللہ رسول نہیں بن سکتے دوسرا یہ کہ رسولوں کو علم غیب بالذات ہو جائے اس لئے معنی
یہ ہوگا کہ نہیں مطلع کرتا کسی کو بالذات مگر رسولوں کو ۔ یہ معنی تو خصم کے بھی برخلاف ہے ۔ لیکن جس پر مہر جباریت کی لگ جائے وہ ایسے باتیں کرتے
ہیں مگر بعض نے مستثنےٰ متصل بنایا ہے اور اضافت غیبہ میں استغراقی نہیں کی اور تخصیص قیامت والی سے ہی معنی یہ کیا ہے کہ کہہ دے کل
کو مجھ کو قیامت کا حال معلوم نہیں کیونکہ عالم الغیب ایک اللہ ہے اور اپنے کسی خاص غیب پر مطلع نہیں کرتا کسی کو مگر مرتضے رسول کو ۔ اب یہ معنی
صحیح ہے ۔ کہ کوئی نہ کوئی علم غیب تو رسولوں کو بتلائے جاتے ہیں بطریق وحی کے معلوم ہوا کہ مستثنےٰ متصل تو لو اس معنی کے نہیں بن سکتا بعضے
مفسرین استثناء منقطع بناتے ہیں ۔ کما نقلہ صاحب الجمل عن السمین ۔ وبعضے متصل بناتے ہیں اور کہتے ہیں اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فانہ یطلعہ
علٰی بعض الغیب لیکون معجزۃ ۔ تو معنی یہ ہوگا کیونکہ عالم الغیب وہی ہے نہیں مطلع کرتا اوپر غیب اپنے کے لیکن رسول مرتضیٰ کو کچھ بتلا دیتا ہے للطور معجزہ ۰

* کیونکہ پہلے لفظ علم قیامت کی نفی ۔ اور مستثنیٰ سے کسی علم غیب کا ہوا ہے یہ صحیح ہے

واسطے تصدیق نبوت کے اس سے زمخشری معتزلی نے یہ ثابت کیا ہے کہ اولیاء اور کاہن اور نجومی کو علم غیب نہیں ہوتا ۔ اور قرآن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرتضیٰ رسول کو کچھ علم الغیب بتلایا جاتا ہے واسطے تصدیق رسول کے ۔اس کا جواب اکثر مفسرین نے دیا ہے ۔ امام فخر الدین نے کہا ہے کہ اس جگہ اولیاء کے علم غیب کی کوئی نفی نہیں ہے پھر اولیاء کے واسطے بعض علم غیب کو ثابت کیا حدیث کے ساتھ قال قال رسول اللہ صلعم لقد کان فیما کان قبلکم من الامم ناس محدثون من غیر ان یکونوا انبیاء وان یکن فی امتی احد فانہ عمر بن الخطاب (اخرجہ البخاری) لیکن حق یہ ہے کہ یہ بات قرآن سے ثابت ہوتی ہے کما قال اللہ تعالیٰ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْہِ الخ اور امام فخر الدین نے بغرض اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ الخ غیبہ میں اضافت تخصیصی یعنے قیامت والا مراد لیا ہے ۔ یعنی یہ ہوگا نہیں ظاہر کرتا اوپر غیب قیامت والے کے کسی کو لیکن رسول مرتضیٰ کو کچھ غیب بتلا دیتا ہے ۔ اب مستثنیٰ منہ والے غیب سے مراد قیامت والا غیب مراد ہوگا ۔ تو بعض مفسرین نے کہا ہے کہ بعید نہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کچھ رسول مرتضیٰ کو بتا دے قیامت کے علم سے ۔ لیکن اس کو بھی آخر جواب تمکین سے دینا پڑا یہ بھی ضعیف ہے اور بعض نے کہا ہے کہ رسول سے مراد ملائکہ ہیں اور فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ سے مراد بلا واسطہ ہے معنی یہ ہوگا کہ مطلع نہیں کرتا بلا واسطہ کسی کو غیب پر مگر ملائکہ کو کرتا ہے اس معنی سے غیبہ کی اضافت تخصیص والی ضروری اور مستثنیٰ بھی متصل ہوا ۔ اور کہا انہوں نے کہ اولیاء کا علم بطور القا من الملائکہ سے ہوتا ہے یا کسی اور طریقے سے لیکن بلا واسطہ نہیں ہوتا یہ جواب بھی ضعیف ہے کیونکہ ماقبل میں حال رسول کا بتلایا گیا ۔ اب ملائکہ کا حال شروع کر دیا ۔ اس کی کیا ضرورت تھی آیا یہ حکم تبلانا ضروری تھا ۔ علامہ تفتازانی نے بھی یہی کہا ہے ۔ مدارک والے نے یہ کہا ہے کہ اولیاء کو علم غیب نہیں ہوتا بلکہ ظن الغیب ہوتا ہے اور اس کو بعض مفسرین نے پسند کیا ہے ۔ لیکن یہ بھی ضعیف ہے کیونکہ قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ علم غیب دیا جاتا ہے سوا رسولوں کے بھی ۔ جیسا کہ اَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْہِ سے ثابت ہوتا ہے اور نیز جو کہ خضر علیہ السلام کو نبی نہیں مانتے ان کو بھی مطلع اخبار غیب کیا گیا تھا کہ پارہ ۱۶ سورۂ کہف سے معلوم ہوتا ہے لیکن حق جواب تمام مفسرین کی طرف سے یہ ہے کہ علم اولیاء کا مسکوت عنہ ہے تکلفات کی ضرورت نہیں اور اس مقام میں معنی حق یہ ہے کہ استثنار تو منقطع ہے اور معنی فَلَا یُظْهِرُ کا غالب والا ہے اور اضافت تخصیص اور استغراق وغیرہ نہیں ہے اور مراد مطلق غیب ہے یعنی یہ ہوگا کہ نہیں غالب کرتا اوپر غیب اپنے کے کسی ایک کو لیکن اتنی بات ہے کہ رسول کے آگے پیچھے ملائک کو چلاتا ہے تاکہ ظاہر کرے اللہ تعالیٰ کہ بیشک رسولوں نے تبلیغ اپنی رسالت کی کر دی ہے الخ ۔ مطلب ہے مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ مبتدا ہوگا اور فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ خبر ہے اور لیعلم علت ہے یَسْلُكُ کی اور غالب کا معنی یہ ہے کہ قابو کسی کو نہیں دیا کہ جس وقت چاہے اثر غیبی جان لے ۔ اس معنی بر جب نہ تو خلاف اہل سنت کے معنی فَلَا یُظْهِرُ کا کرنا پڑا اور نہ اضافت تخصیصی وغیرہ کی تکلفات اٹھانے پڑے اور نہ اس آیت سے رسولوں کا علم غیب ثابت ہوا تاکہ علم غیب اولیاء سے جواب دینا پڑے بلکہ اس جگہ مسکوت عنہ ہے ۔ فقط ۔

سُوْرَةُ مُزَّمِّل مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت سے نئی بحث شروع ہے اس سورت اور مدثر ہر دونوں میں ایک ہی مضمون ہے پھر بعد اس کے متعلق قیامت کے تا سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى الَّذِىْ خَلَقَ فَسَوّٰى بیان ہوگا ۔ حاصل سورت کا یہ ہے کہ شرک کی نفی اس سورت تک علیٰ سبیل الکمال بیان کی گئی مع تخویفات

داود لہ وتر تیلا تک اب یہ بیان ہے کہ قرآن کو پڑھو کیونکہ ہدایت کا رستہ قرآن سے حاصل ہوتا ہے یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ سے لے کر وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلاً
تک دو امر ذکر کئے گئے ایک تو یہ حکم ہوا کہ رات کے کچھ حصہ میں قرآن پڑھو کیونکہ قیام لیل کا نہایت ہی سخت ہے۔ از روئے موافقت دل کے۔ کیونکہ
رات کے وقت تمام لوگ بیدار نہیں ہوتے لہٰذا تنہائی میں مطلب اور مضمون کلام کا خوب ذہن نشین ہوتا ہے اور اللہ کا فرمان سمجھو (۲) تسلی دی
گئی کہ ان کفار کے کہنے سے تنگ نہ ہونا ان کو نرمی کے ساتھ چھوڑ دو۔ پھر وَذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ سے لے کر اِنَّ ھٰذِہٖ تَذْکِرَةٌ فَمَنْ
شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلاً تک تخویف بیان کی گئی۔ اور پہلے اِنَّ لَدَیْنَآ اَنْکَالًا وَّجَحِیْمًا وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِیْمًا تک تخویف اخروی بعد ابتدائی
حال بیان کی گئی ہے اور یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَکَانَتِ الْجِبَالُ کَثِیْبًا مَّھِیْلًا سے ابتدائی حال قیامت کے بیان کئے گئے اور اِنَّآ اَرْسَلْنَآ
سے لے کر اَخْذًا وَّبِیْلاً تک تخویف دنیوی بیان کی گئی۔ حاصل یہ ہے کہ موسیٰ کے ساتھ فرعون نے مخالفت کی تو اس کو دنیا میں سخت عذاب
دیا گیا۔ اسی طرح تم کو بھی دیا جائے گا۔ اور پھر فَکَیْفَ تَتَّقُوْنَ کو متعلق تخویف اخروی کے لایا گیا اور اس میں بھی ایک ابتدائی حال قیامت کا اَلسَّمَآءُ
مُنْفَطِرٌۢ بِہٖ بتلایا گیا۔ اور یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا الخ سے ابتدائی حال کے بعد کا حال بتلایا گیا۔ پھر اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ سے لے کر فَاقْرَءُوْا مَا
تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ تک متعلق اول کلام کے یعنی قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلاً نِّصْفَہٗ کے لایا گیا واسطے تخفیف پہلے حکم کے۔ حکم تو دونوں جگہ میں استحبابی
تھا لیکن پہلی جگہ رات کا حکم تھا اور کچھ اندازہ بھی تھا۔ اس جگہ تخفیف بیان کی اور کہا کہ اندازہ نصف اور ثلث کا تم سے نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ
ہر شئے کو جاننے والا ہے لہٰذا جتنا پڑھ سکو پڑھو اور جس وقت پڑھو۔ پھر عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی سے لے کر اِنَّ اللہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تک
بھی متعلق اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ کے کلام میں لائے گی اور تخفیف کرنے کی علت بیان کی گئی۔ کیونکہ بعضے تو کچھ دن میں کام وغیرہ کریں گے اور بعض
کفار سے قتال وغیرہ کریں گے۔ لہٰذا جتنا اور جس وقت ہو سکے پڑھو۔ اور آخر میں وَاَقْرِضُوا اللہَ الخ سے جو قتال کے متعلق مسئلہ بیان کیا گیا (حاصل
سورۃ) اول اور آخر میں قرآن کے پڑھنے کا حکم کیا۔ کیونکہ ہدایت حاصل کرنے کا طریقہ یہی ہے اور تقسیم اوقات اور اندازہ فرمایا اور درمیان میں تسلی
دے کر تخویف دنیوی اور اخروی بیان کی گئی (تحقیق جمل ومفردات) یٰاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ اے اپنے کپڑے اوڑھنے والا قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلاً
نِّصْفَہٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلاً اَوْ زِدْ عَلَیْہِ۔ اس کے چار معنے ہیں اور اس جگہ اشکال یہ ہے کہ نصفہ کو بدل بنانا قلیلا سے صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ
محاورے میں قلیل کا اطلاق نصف سے کم پر ہوتا ہے جیسا کہ ان الف درہم الا قلیلا اس جگہ مراد پانچ سو سے کم ہوں گے لہٰذا اس کے چار معنے
کئے گئے ہیں دو مدارک والے نے کئے ہیں (۱) نصفہ بدل ہو قلیلا سے معنی یہ ہوگا اٹھو تم رات کو مگر تھوڑا سا یعنی نصف لیل کا یا نصف سے کم
یا نصف سے زیادہ کرو اور اعتراض کا جواب یہ دیا کہ قلیل سے مراد قلیل من کل اللیل ہے اگرچہ نصف ہو یا ثلث ہو لیکن کل اللیل سے کم ہے۔ (۲)
دوسرا معنی مدارک کا یہ ہے کہ نصفہ مستثنا منہ موخر ہے اور الا قلیلا مستثنے مقدم ہے اور نصفہ بدل ہوگا لیل سے معنی یہ کہ اٹھو تم رات کو یعنی
نصف رات کو مگر کچھ نہ کم اٹھو معنے یہ کہ نصف سے کم اٹھو۔ اس معنے پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ انقص منہ قلیلا کا معنی بھی یہی ہے لہٰذا کلام مکرر
ہو گئی تو جواب یہ دیا کہ اصل حکم محکم تو یہ تھا کہ نصف سے کم اٹھو اور پھر اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلاً اَوْ زِدْ عَلَیْہِ اختیار دیا گیا۔ تیسرا معنی یہ ہے کہ تقطیع کریں گے
یعنی نصفہ کے واسطے فعل محذوف ہے ای قم نصفہ۔ اس معنی سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ جملہ بلا تعلق ہو جائے گا (۴) چوتھا معنے یہ کہ قلیلا کا معنی یہ کہ
کسی رات نہ اٹھو اور نصفہ بدل ہے لیل سے اور رات کے اٹھنے کا معنی یہ کہ نصف رات کو اٹھو یا نصف سے زیادہ کر۔ یہ معنی شاہ ولی اللہ نے

پسند کیا ہے کیونکہ اس سے اشکال بھی دفع ہو جاتا ہے اور تکلف بھی نہیں کرنا پڑتا وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ آہستہ آہستہ پڑھ تاکہ مطلب بھی سمجھ میں آئے قَوْلًا ثَقِيْلًا بات بھاری مضمون والی۔ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا یہ علت ہے قُمِ الَّيْلَ کی یعنی کیونکہ رات کا قیام بہت سخت ہے آرزو سے موافقت کے اور کہنے دل کے سَبْحًا طَوِيْلًا لمبے شغل طویلًا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا یعنی ایک اللہ کو پکارو اور طرف اسی کے قطع ہو جاؤ اور معنی تبتل کا اخلاص فی العبادۃ والتوحید ہے جیسا کہ سورۃ اعراف کے آخر میں آیا ہے اور اس آیت کی تائید میں ہے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ اے من الکافرین رَبُّ الْمَشْرِقِ اے ہو رب المشرق فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا پس اسی کو کارساز بنا۔ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا یعنی چھوڑ تو ان کو نرمی کے ساتھ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ چھوڑ تو مجھ کو اور مکذبین کو کنایہ ہے اس سے کہ تو فکر نہ کر میں ان کو عذاب کروں گا۔ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا یعنی بیڑیاں اور آگ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ یعنی طعام گلا بند کرنے والا يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ پہلے کلام سے معلوم ہوگیا کہ عذاب آئے گا لہٰذا یوم سے پہلے ڈالیں گے عذاب محذوف ہوگا كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ریگ کے ٹیلے جو ہاتھوں سے گر جاتے ہیں یعنی ایسے باریک ہوں گے۔ اِنَّا اَرْسَلْنَا یہ خطاب لوگوں کو ہے اور يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ سے خطاب نبی کو ہے رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا معنی شاہد کا بتلانے والا ازشاد ولی ہے گواہ والا معنی نہیں ہے جیسا کہ بعض معاندین کرتے ہیں کیونکہ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا کے ساتھ مربوط نہیں ہو سکتا۔ اَخْذًا وَّبِيْلًا یعنی پکڑنا سخت يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا اَلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ السماء منفطر معطوف ہے یجعل پر۔ اور مراد یجعل الولدان سے بغرض محال ہے۔ ای لوکان الولدان یعنی بفرض محال یہ جوان بچے ہوتے تو غم کی وجہ سے بوڑھے ہو جاتے تائید اس کی يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ الخ ہے وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ یعنی اندازہ نصف و ثلث وغیرہ کا اللہ کو معلوم ہے۔ کیونکہ اللہ عالم بکل شیٔ ہے عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ یہ قرینہ ہے کہ پہلے حکم سے اس جگہ تخفیف ہے اور لَنْ تُحْصُوْهُ کا معنی نہیں طاقت رکھتے ہو تم وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا زکوٰۃ کا معنی لا الٰہ الا اللہ ہے (از ابن عباس) وجہ اولاً مذکور ہے۔ اور وَاَقْرِضُوا الخ عطف تفسیری ہے۔ فقط ؎

سورۂ مدثر مکیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت میں پہلے سے ترقی کی کہ پہلے قرآن پڑھنے کا حکم دیا اب کہا کہ لوگوں کو تبلیغ کرو۔ (تحقیق جمل ومفردات) يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ مشتق ہے دثارت یعنی کپڑا مراد معنی یہ ہوگا کہ اے موٹے کپڑوں میں سونے والا قُمْ فَاَنْذِرْ اور بعضوں نے یہ لکھا ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے پہلی بار جبرائیل علیہ السلام کی شکل دیکھی تو کچھ ڈر گئے لہٰذا کپڑے سر نے میں سو گئے۔ لہٰذا حکم ہوا قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ معنی یہ ہوگا کہ اٹھ اور لوگوں کو ڈرا اور رب کی عظمت ظاہر کر اور توحید بیان کر اور وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ کا معنی عظم ربک عن الشرک وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ اصلح عملک کذا فی الکمالین۔ اور اپنے ثیاب کو اچھا کر یعنی اپنا کام پورا کر مراد تبلیغ کرنی ہے کہ تبلیغ کو پوری طرح بیان کر اور اہل رجز سے دور رہو۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ سے ظاہر معنی مراد نہیں تاکہ اعتراض وارد ہو کہ نبی علیہ السلام عبادت اوثان سے

در رہتے تھے اوراب حکم ہوا تو لہذا مراد یہ ہے ادع الی ربك ولا تكونن من المشركين رقص، رفا هجر، جدائی وجدا کردن، لازمی اور متعدی دونوں آتے ہیں
یعنی تو اپنی تبلیغ کو پورا کر تارہ جو تیرا کام ہے اگر اس کو چھوڑ دیا تو مثل مشرکین کے ہوجانے گا ۔ اور مراد رجز سے اہل رجز ہے ولا تمنن تستكثر
معنی یہ ہے کہ مت احسان کر اوپر اصحابوں ومومنوں کے نبوۃ اور تعلیم کا در آنحال کہ طلب کثرت کی کرنے والا ہو لوگوں سے اور تستکثر جملہ حالیہ ہے
اور جواب نہی کا نہیں ہے تاکہ مجزوم ہو ولربك فاصبر یعنی اگر ان کفار سے کوئی مصائب وغیرہ آجائیں تو صبر کریں اور تنگ نہ ہوں فاذا
نقر في الناقور فذالك يومئذ يوم عسير على الكافرين غير يسير ۔ ذالک کا مشارٌ الیہ یوم النقر ہے اور یومئذ بدل ہے ذالک سے لہذا
مرفوع المحل ہے لیکن مبنی علی الفتح بوجہ اضافت کے کیا گیا ہے اور على الكافرين غير يسير میں غیر یسیر تاکید ہے یوم عسیر کی معنی یہ ہوگا کہ جس
وقت پھونکا جائے گا کرنا میں پس وہ پھونکنا ۔ یعنی وہ دن پھونکنے کا سخت ہوگا ذرنی ومن خلقت وحیدا وحید کا معنی اکیلا مال اور اولاد سے
اور یہ حال ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وحید لقب تھا اور نام اس کا ولید بن مغیرہ تھا اس جگہ بھی یہ مراد ہے جعلت له مالا ممدودا یعنی
مال فراخ وبنين شهودا یعنی مجلس میں بیٹھنے والے ومهدت له تمهيدا یعنی وسعت کی میں نے واسطے اس کے وسعت کرنی ثم يطمع
ان ازيد پھر بھی طمع کرتا ہے کہ اس کا مال اور اولاد زیادہ کروں گا ۔ یہ ہرگز نہ ہوگا ۔ سارهقه صعودا صعود ایک پہاڑ ہے دوزخ میں یعنی
چڑھاؤں گا اس کو پہاڑ پر انه فكر وقدر فقتل كيف قدر ثم قتل كيف قدر ثم نظر ثم عبس وبسر ثم ادبر واستكبر فقال ان
هذا الا سحر يؤثر رثم قتل میں تعقیب ذکری ہے اور یوثر کا معنی نقل کیا ہوا معنی یہ ہوگا کہ اس ولید بن مغیرہ سے کافروں نے پوچھا تھا
کہ یہ رسول کس طرح باتیں کرتا ہے آیا حق ہیں یا نہیں تو یہ جواب اس نے دیا تھا یعنی فکر کیا اور اندازہ کیا جس طرح انسان چپ ہو کر فکر کرتا ہے
فقتل كيف قدر یہ بددعا ہے یعنی پس لعنت کیا جائے کس طرح اندازہ کیا پھر پھر ، کتا ہوں کہ لعنت کیا جائے کہ کس طرح اندازہ کیا اس نے
ثم نظر یعنی پہلے تو آنکھیں بند کر کے فکر کیا تھا پھر ذرا آنکھوں کو کھول کر دیکھا ثم عبس وبسر اور پھر ترش روئی کی نہایت ترش روئی ثم
ادبر واستكبر ترش روئی کر کے پشت پھیر دی جیسا آج کل متکبر لوگ کرتے ہیں اور کہا ان هذا الا سحر يؤثر کہ یہ تو کچھ جادو سا معلوم ہوتا
ہے کسی سے سیکھ آیا ہے لا تبقي ولا تذر باقی نہ رکھے گا کسی ہڈی کو اور نہ چھوڑے گا کسی وقت کو لواحة للبشر جلانے والی چمڑے کو عليها
تسعة عشر ملائک یا صنوف ملائک یا قسم مراد ہیں ۔ اصحاب النار یعنی ملائک نار کے ما جعلنا عدتهم الا فتنة للذين كفروا ليستيقن
الذين اوتوا الكتاب ويزداد الذين آمنوا ايمانا ولا يرتاب الذين اوتوا الكتاب والمؤمنون وليقول الذين في قلوبهم مرض والكافرون
ماذا اراد الله بهذا مثلا فتنہ کا معنی حکمت اور آزمائش ہے اور ليستيقن الذين الخ اور ليقول الذين دونوں بیان ہیں واسطے فتنة للذين
کے معنی یہ ہی نہیں گنتی ملائک اصحاب نار کی مگر واسطے حکمت کے اور آزمائش کے یعنی تاکہ مومنوں کے ایمان کی ترقی ہو جائے یعنی کہیں گے کہ
یہ حکم من جانب اللہ ہے اور صادق بھی ہے ۔ اور اہل کتاب یہ گنتی کتب سابقہ کے موافق دیکھیں گے تو یقین کریں گے صداقت رسول صلعم پر
اور کافر کہیں گے ان امروں سے اللہ کا کیا ارادہ ہے وما هي الا ذكرى للبشر ضمیر کا مرجع سقر ہے اور اوصاف اس کے ہیں كلا والقمر والليل
اذ ادبر والصبح اذا اسفر كلا انها لاحدى الكبر كلا یعنی ایسی باتیں نہ کرنی چاہئیں والقمر قسم ہے قمر کی کہ اس میں کتنے حال آتے ہیں
اور قسم ہے رات کی کہ اس میں کتنے حال آتے ہیں اور قسم ہے رات کی کہ اس میں کتنے حال آتے ہیں جس وقت جاتی ہے اور صبح آنے لگتی ہے

تو ہی ہیں کتنے حال آتے ہیں جزا اس کی محذوف ہے اترکبن طبقاً عن طبق یعنی تم پر بھی کئی حال آئیں گے یہ اشیاء ان حالات والی اس جزا پر دال ہیں، اس جزا اور اس آیت کی تائید سورۃ انشقاق میں آئی ہے ۔ قال تعالیٰ فَلَا اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ الی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ یعنی پھنسا ہوا اِلَّا اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ فِیْ جَنّٰتٍ الاستثنی لکن ہے اور فے جنات خبر ہے ۔ كُنَّا نَخُوْضُ یعنی استہزاء کرتے تھے اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ یعنی موت ۔ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ گویا وہ گدھے ہیں بھاگنے والے ۔ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ بھاگتے ہیں آواز سے یا شیر سے بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً تائید اس کی حتّٰی نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ رُسُلُ اللّٰهِ (انعام) كَلَّا بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ كلا بمعنے اے یہ ارادہ نہیں کرنا چاہئے تھا بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ بل یریدُ سے ترقی ہے كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ یعنی نہ خوف کرنا نہ چاہئے تھا مَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ نہیں سیکھتے هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ یعنی اللہ تعالےٰ مالک ہے سکھانے اور مغفرت کا (حاصل سورۃ) يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ میں کہا گیا کہ قرآن پڑھو پھر يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ شروع سے لے کر وربک فکبر ... کہا گیا کہ لوگوں کو قرآن کے ساتھ تبلیغ کرو اور پھر فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ سے کر اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ تک تخویف واسطے کفار کے بیان کر کے ولید بن مغیرہ کو بالخصوص تخویف کی اور شکوہ بیان کیا کہ یہ ایسا احمق ہے کہ اتنا ذکر کر کے آخر جواب ایسا برا دیتا ہے کہ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ پھر سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ سے لے کر ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ تک لبید کے واسطے تخویف اُخروی بیان کی اور گنتی بتلانے کی وجہ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ سے بیان کی گئی ، مومن کو زیادہ تصدیق ہوگی کیونکہ کتب سابقہ کے مطابق جب یہ دیکھیں گے تو زیادہ تصدیق کریں گے اور کافر اور منافق کہیں گے کہ ان عدد ول سے اللہ کی کیا غرض ہے ۔ اگر ہوتی تو کروڑہا ہوتی اور پھر كَلَّا وَالْقَمَرِ سے لے کر كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ تک شاہد بتلایا گیا کہ تم فنا ہو جاؤ گے پھر زندہ بھی ہو گے ہر نفس کو اپنے عملوں کی جزا دی جائے گی اور اِلَّاۤ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ سے بشارت بیان کر کے قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ سے لے کر فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ تک کافروں کا حال قیامت والا بیان کیا گیا ۔ پھر بَلْ يُرِيْدُ سے لے کر اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ تک شکوہ اور زجر کفار کے واسطے بیان کی ! مختصر حاصل یہ ہے) کہ پہلے تو حکم کیا گیا کہ لوگوں کو تبلیغ ضرور کرو اور تکالیف پر صبر کرو ۔ پھر کفار کو تخویف دے کر ایک خاص کافر کافروں کے سردار کو زجر اور تخویف کی گئی پھر ایک شاہد واسطے فنا ہونے کے اور زندہ ہونے کے بتلا کر بشارت مومنوں کے واسطے بیان کی پھر کفار کا آخرت والا حال بیان کیا ۔ پھر شکوہ اور زجر بیان کی ۔ خلاصہ یہ ہوا کہ تخویف اور امر کرنا تبلیغ کا اور ایک شاہد بتلانا واسطے فنا کے اور حیات اور شکوہ اور زجرات بیان ہوئیں ۔

سُوْرَةُ قِیامت (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جب مزمل میں حکم قرآن کے پڑھنے کا ہوا کہ ہدایت کے حصول کا طریقہ یہی تھا اور مدثر میں امر کیا کہ اب لوگوں کو تبلیغ کرو اور جب تمام امور دینی یعنی توحید و تعلیم و تعلم بیان کئے گئے تو اب اس سورت سے لے کر سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى تک تخویف علی سبیل الترقی بیان ہوگی ۔ حاصل یہ اس سورت میں تو یہ بیان کیا کہ گویا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم عظام کو جمع نہ کر سکیں گے پھر ترقی کر کے سورت دہر میں هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۔ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ ایک نمونہ بتلایا گیا کہ اے انسان تو نہیں مانتا حالانکہ تحقیق آ چکا تیرے

پر ایک وقت زمانے میں کہ نہ موجود تھا پھر تجھ کو نطفہ سے پیدا کیا اسی طرح پھر بھی پیدا کر لیں گے پھر ترقی کر کے سورۃ مرسلات اِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ کہا یعنی
نمونہ ہے۔ دیکھ لیا اب دوسری بات یہ ہے کہ پیدا کرنے کے بعد عذاب بھی دوں گا۔ پھر ترقی کر کے صورت بتائی وَخَلَقْنَاكُمْ أَزْوَاجًا سے لیکر جَنّٰتٍ
أَلْفَافًا تک الغرض ذکر کئے اور اس کے مقابلے میں عذاب کو مقابلہ پر ترک کیا۔ حاصل یہ ہوا کہ عذاب بھی دوں گا لیکن جس طرح دنیا میں تم دو قسم کے
آدمی ہو بعضوں پر انعام ہوا اور بعضوں پر مصائب ہیں اسی طرح آخرت میں بھی کسی کو انعام اور کسی کو عذاب دیا جائے گا اس سورت میں تفصیل کی گئی
سورۃ مرسلات سے پہلے پھر ترقی کر کے وَالنّٰزِعٰتِ میں۔ اور آخرت میں دو قسم ہیں والا نمونہ دنیا میں تم دیکھتے ہو کہ ملائک کا نزول کے ساتھ وقت
عذاب نزع سے پیش آتے ہیں بہ نسبت مومنوں کے پھر سورۃ عبس میں ترقی کی يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ
یعنی قیامت میں کسی کو انعام اور کسی کو عذاب دیا جائے گا اور یہ حال بھی ہوگا کہ ہر شخص اپنے بھائی ماں باپ اولاد عورت وغیرہ سے بھاگے گا
پھر ترقی کی إِذَا الشَّمْسُ میں إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ سے لے کر عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ تک بارہ حال چھ دنیا کے اور چھ آخرت کے بیان کئے۔
اور فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ سے ترقی کی گئی یعنی جس طرح ستارے پوشیدہ ہو جاتے
ہیں اسی طرح تم بھی ہو جاؤ گے۔ اور جس طرح ستارے سیدھے چلنے والے ہیں اسی طرح تم بھی آخرت میں اپنے اپنے مقاموں پر سیدھے چلے جاؤ گے
اور جس طرح وہ اپنے مقاموں پر قائم رہتے ہیں تم بھی اپنے مقاموں پر قائم رہو گے اور جس طرح رات اور دن کو کام کرتے ہو اسی طرح آخرت میں
بھی کام کرو گے اور دن رات ہوں گے پھر ترقی کر کے سورۃ انفطار میں کہا وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ یعنی گھروں میں رہو گے اس کے بعد نکالے بھی نہ جاؤ گے
پھر ترقی کر کے سورۃ تطفیف میں کہا كِتَابٌ مَّرْقُومٌ یعنی اس مدت تک تم مکرر رہو گے اپنے گھروں میں کہ اگر کوئی اپنا نام خارج کرانا چاہے تو اس کا نام خارج
نہ ہو سکے گا۔ پھر ترقی کر کے سورۃ انشقاق میں کہا لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ یعنی گھروں سے تم کسی حیلہ سے خارج نہ ہو سکو گے اور تم پر نئی قسم کے
حالات آئیں گے اس کے بعد سورۃ بروج میں تمام تَبَارَكَ الَّذِي سے لے کر اس جگہ تک خلاصہ مجمل بیان کیا گیا یعنی تخویف دنیوی اور اخروی
بیان کی گئی پھر سورۃ الطارق میں کہا گیا کہ اگر اب بھی نہیں مانتے تو ان کو ذرا مہلت دے دو فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا حاصل تقریر کا
سورۃ قیامت سے لے کر سَبِّحِ اسْمَ تک تخویف ترقی کے ساتھ ذکر کی گئی اور سورۃ کورت میں مجملاً بارہ حال بیان کئے گئے پھر دونوں میں تمام کا خلاصہ
بیان کیا گیا۔ پھر آخر سورت میں والطارق میں کہا گیا۔ اب بھی اگر نہیں مانتے تو ان کو تھوڑی سی مہلت دے دو (تحقیق جمل و مفردات)
لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ قسم اٹھاتا ہوں میں ساتھ دن قیامت کے کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ بڑی دہشت والا دن ہے
تائید اس کی رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ اور قسم اٹھاتا ہوں میں ساتھ نفس
ملامت کرنے والے کہ بہت لوگ اپنے نفس کو ملامت کرتے ہیں قیامت کے خوف سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی بات ہے اعراض نہ کرنا لازم تھا
اور شور نہ کرنا تھا یہی جواب قسم کا محذوف ہے أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَلَّن نَّجْمَعَ عِظَامَهُ بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰ أَن نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ معنی ان نسوی [illegible]
کام پورا کریں گے پہلے اس کے یعنی جب ہم اس امر پر قادر ہیں تو کیا ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں گے بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ يَسْأَلُ أَيَّانَ
يَوْمُ الْقِيَامَةِ بل کی ترقی أَيَحْسَبُ سے ہے۔ ام متصلہ ساتھ ہمزہ کے معنی یہ ہوگا کہ آیا گمان کرتا ہے انسان کہ ہم عظام اس کی جمع نہ کر سکیں گے
بلکہ ہم قادر ہیں۔ نہیں آفت ہے [illegible] ارادہ کرتا ہے کہ تکذیب کرے قیامت کی یعنی آئندہ آنے والی چیز کی فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ وَخَسَفَ الْقَمَرُ

وَجُمِعَ الشَّمْسُ یعنی جس وقت حیران ہو گی آنکھیں اور ہیبت کے اور بے نور ہو جائے گا چاند اور جمع کیے جائینگے شمس اور قمر یعنی جس طرح ڈوبا لپیٹا جاتا ہے یونہی لپیٹے جائینگے کَلَّا لَا وَزَرَ متعلق ہے اَیْنَ الْمَفَرُّ کے ساتھ یعنی ہرگز نہیں کوئی جگہ پناہ کی یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ خبر دیا جائیگا انسان اس چیز سے جو کہ اس نے کی ہے اور جو نہیں کی بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَةٌ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ بل ترقی ہے یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ سے یعنی خبر دینے کی کچھ ضرورت نہ ہوگی بلکہ انسان خود بخود اپنے نفس پر عالم ہوگا اگرچہ بہانے بھی کرے گا لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ سے لے کر ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ تک جملہ معترضہ ہے واسطے بیان کرنے ایک نکتے کے کہ آپ کے رسول جزم نہ کر کہ قرآن مجھ کو نسیان ہو جائے گا۔ میں تمہارے دل میں قرآن کو محفوظ اور جمع کر دوں گا۔ چونکہ پہلے یُنَبَّؤُا سے معلوم ہو گیا ہے کہ اللہ تعالٰی ہر خبر سے خبر دے سکتا ہے اب اس کے متعلق جملہ معترضہ لایا گیا کَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ یہ تعلق ہے بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ کے ساتھ یعنی تکذیب نہ کرنی چاہیے وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ یہ تعلق فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ کے ساتھ وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ بمعنی ترش رو تَظُنُّ اَنْ یُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ اے تعلم یعنی جانیں گے وہ منہ کہ کیا جاوے گا ان منہ کے ساتھ آفت جو کہ ہڈیاں کو توڑنے والی ہوگی۔ کَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ کا تعلق ہے بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ کے ساتھ یعنی محبت دنیا کی نہ کرنی چاہئے تھی۔ جس وقت پہنچی روح ہانس کو اس وقت کہے گا منہ پھر بند ہو جائے گا۔ تو دوسرا آدمی اسکو کہیگا کیا کوئی ہے تو کہے گا رَاقٍ یعنی کوئی دم کرنے والا وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ مل جائے گی ساق ساتھ ساق کے۔ اَلْمَسَاقُ چلنا۔ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی التصدیق نہیں کی اس نے اور نماز نہیں پڑھی ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤی اَهْلِهٖ یَتَمَطّٰی یعنی پھر گیا طرف اہل اپنے کے تکبر کے ساتھ۔ اَوْلٰی لَکَ یعنی افسوس تیرے پر ثُمَّ اَوْلٰی لَکَ ثم میں تعقیب ذکری ہے یعنی پھر میں کہتا ہوں افسوس تیرے پر اَنْ یُّتْرَكَ سُدًی یعنی مہمل بلا حساب یعنی گمان کرتا ہے انسان یہ کہ اس سے حساب نہ لیا جائیگا اَلَمْ یَكُ نُطْفَةً یعنی تھوڑا پانی تھا مِّنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی یعنی ملائے ہوئے رحم میں۔ حاصل سورۃ کا یہ ہے کہ پہلے لَاۤ اُقْسِمُ سے لے کر یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ کا نزول کا شکوہ اور زجر بیان کی گئی کہ آیا یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی عظام جمع نہ کر سکینگے حالانکہ ہم ان کے پورے بھی برابر کر سکتے ہیں۔ قدرت کے جمع کرنے میں تو اس کو فی الحقیقت شک نہیں بلکہ انسان میں یہ آفت ہے آئندہ کی تکذیب کرتا ہے فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ سے لے کر وَلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ تک احوال قیامت کا بتلایا گیا۔ اور لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ سے جملہ معترضہ بیان کیا گیا متعلق یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ کے کیونکہ اس سے معلوم ہو گیا کہ انسان کو اللہ تعالٰی ہر چیز سے بتلا سکتا ہے اور عادت اللہ بھی ہے تو باری تعالٰی نے فرمایا کہ وحی کے یاد کرنے میں جلدی نہ کرو میں تیرے دل میں جمع کر دوں گا پھر اس کے بعد تین کلاموں کے متعلق بیان لایا گیا ہے علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب اول میں بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ سے لے کر یَوْمُ الْقِیٰمَةِ تک اس کے متعلق دو دفعہ بیان کیا گیا اول دفعہ میں کَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ سے بیان کیا گیا یعنی تکذیب نہیں بلکہ دنیا کو پسند کر لیا ہے آخرۃ پر اور پھر وُجُوْهٌ سے لے کر فَاقِرَةٌ تک تعلق فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ کے بیان کیا گیا اور پھر کَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ سے لے کر الْمَسَاقُ تک حالت فوت ہونے کی بتلائی فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی سے لے کر ثُمَّ اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی تک تعلق بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ کے لایا گیا۔ اور پھر اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ سے لے کر اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی تک تعلق اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ سے لے کر اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ تک بیان کیا گیا۔ یعنی تھوڑے سے پانی سے مذکر و مؤنث بنانے اور تسویہ بنان پر قادر ہوں اور پھر دوسری دفعہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہوں (خلاصہ یہ ہے) کہ اس سورت میں اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ سے لے کر اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ تک شکوہ کیا گیا اور بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ سے لے کر یَسْئَلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ تک جو بیان

کی گئی پھر فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ سے لے کر وَلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ تک سوال قیامت کا بیان کیا اور پھر لَا تُحَرِّكْ سے لے کر ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ تک جملہ معترضہ متعلق يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ کے ذکر کیا گیا اور اس کے بعد شکوہ اور زجر اور احوال قیامت علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب ذکر کیا گیا۔

سُوْرَةُ الدَّهْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت میں سورت قیامت سے ترقی کی گئی ہے تخویف میں اس میں ایک نمونہ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ سے لے کر فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا تک بتلایا گیا پیدا کرنے کا۔ سورۃ القیامت میں تو صرف شکوہ بیان کیا گیا کہ انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں گے اب ترقی کر کے فرمایا کہ دیکھو کہ پہلے یہ انسان ایک زمانے میں کوئی نہ تھا پھر اس کو پیدا کیا ایک معمولی چیز سے اور پھر اسکو سمیع بصیر بنا دیا تاکہ معلوم کرے ان امور سے کہ واقعی اللہ تعالےٰ قادر ہے نشاۃ آخر پر اور دوسرا یہ کہ سورۃ قیامت میں محض تخویف تھی اصلی دعوے توحید کی ذکر نہ کیا گیا تھا۔ اب اس میں اصلی دعوے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا سے ذکر کیا گیا ہے یعنی نفی شرک فی العبادۃ کی گئی ہے اس سورت کے بعد اسی طرح ایک سورت میں تخویف اور دوسری میں کچھ تخویف اور اصلی دعویٰ بھی بیان کیا جائیگا (حاصل سورۃ) هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ سے لے کر اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا تک ایک نمونہ پھر پیدا کرنے کا بتلایا گیا یعنی جس طرح پہلے انسان کوئی نہ تھا پھر اس کو پیدا کیا اور سمیع و بصیر بنایا تاکہ ان امور کو دیکھ کر حق اور ناحق کو معلوم کر لیوے نمونہ کے بتلانے کے بعد اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا سے تخویف اخروی بیان ہوئی پھر اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ سے لے کر وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا تک مومنوں کو بشارت اور پھر اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا فَاصْبِرْ متعلق هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ کے لایا گیا یعنی نمونہ بھی بتلایا گیا تاکہ سمجھ لیوے اور تیرے اوپر قرآن بھی نازل کیا کہ تو بھی لوگوں کو حشر اور نشر اور توحید کے ساتھ تبلیغ کر اگر مصائب آجائیں تو صبر کر اور نفی شرک فی العبادۃ کرتا رہ۔ اور پھر اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ سے اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا تک پہلے کفار کو زجر کی کہ باوجود نمونے بتلانے کے پھر بھی دنیا کو پسند کرتے ہیں اور آخرت کو چھوڑتے ہیں اگر ہم چاہیں کہ ان کے بدلے امثال ان کے پیدا کریں تو کر سکتے ہیں (خلاصہ سورۃ) سورت قیامت میں تو تمام تخویف بتلائی گئی اس میں اکثر بشارت لائی گئی ہے۔ اور اول میں نمونہ پھر پیدا کرنے کا بتلایا گیا اور کچھ تخویف ذکر کی (تحقیق جمل و مفردات) نُطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ملے ہوا جزاء اور امشاج صیغہ جمع نہیں ہے۔ جیسا کہ بُرْمَةٌ اَعْشَارٌ جمع نہیں ہے۔ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا اس کی مرضی شاکر بنا یا کفور بنے مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ۔ عینا بدل ہے کافورا سے معنی یہ کہ ملاوٹ اس کی عرق کافور سے ہوگی کیونکہ رواج ہے گرمیوں میں عرق کافور ملاتے ہیں اور سردیوں میں عرق سنٹھ ملاتے ہیں يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا جاری کریں گے ان چشموں کو جاری کرنا يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا النذر کا معنی ماعهد الله الیہم ہے اور یہ علت ہے يَشْرَبُوْنَ کی یعنی ایسے عرق وغیرہ پینے کی علت یہ ہے کہ احکام اللہ کو پورا کرتے تھے مُسْتَطِيْرًا اٹے لیا۔ يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا دن سخت بہت سخت وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا تازگی اور خوشی شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا گرمی اور سردی وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا یعنی سایہ درختوں کے وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا تابع کئے جائیں گے میوہ جات

اور درختوں کے پانیۃٍ مِّنْ فِضَّۃٍ وَّاَکْوَابٍ کَانَتْ قَوَارِیْرَا قَوَارِیْرَا مِنْ فِضَّۃٍ کانت کی دو خبریں ہیں ایک قواریرا دوسری من فضۃ معنی یہ ہوا کہ وہ اکواب مثل شیشے کے ہوں گے اور چاندی سے بنے ہوئے ہونگے اور چمک و صفائی میں شیشے کی طرح ہونگے قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا یعنی اندازے کے ساتھ ہونگے مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا یعنی عرق سونٹھ والا ہوگا تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا یعنی نام اس کا سلسبیل ہوگا یعنی آسانی سے گذرنے والی اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا رَاَیْتَ نَعِیْمًا جزا ہے معنی یہ ہے کہ جس وقت دیکھے گا اُس جگہ تو نعمتیں دیکھیگا اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا گناہ پر چلنے والا اور کفران کرنے والا وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ۔ یوما ثقیلا مفعول یذرون کا اور وراءھم مفعول فیہ ہے معنی یہ کہ چھوڑتے ہیں یوم ثقیل پیچھے اپنے وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ اے محکم کردیم رگ الیشاں اَیْدُخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِهٖ یعنی جو ثابت کرے کما فی بیہدی البدین یذیب ۱۲

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت میں بعض تخویفات بیان ہونگی لیکن سورۃ دہر سے ترقی کی جاوے گی۔ کیونکہ اس میں تو سرف پیدا کرنے کا ایک نمونہ بتلایا گیا ۔ اور اس سورت میں وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا سے لے کر اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ تک عذاب دینے کا نمونہ بتلایا گیا کہ دیکھو ایک ہوا ہوتی ہے کس جگہ نرم چلتی ہے کسی جگہ سخت ۔ اور یہی بادلوں کو اٹھاتی ہے اور صبا بھی کرتی ہے اور یہ ہوا نصیحت ڈال رہی ہے تاکہ پھر کوئی عذر نہ رہ جائے ۔ اسیلئے دنیا میں اس کا نمونہ بتلایا گیا ہے ۔ اسی طرح آخرت میں کسی کے ساتھ نرمی اور کسی کے ساتھ تندی کی جاوے گی اور عذاب دیا جاوے گا اور فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ سے لے کر وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ تک قیامت کا ابتدائی حال بتایا گیا اور تخویف دی گئی ۔ اور اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ متعلق کلام لائی گئی یعنی ما توعدون تو ضرور آئے گا ۔ اب تم نہیں مانتے تو جس وقت ستارے بے نور ہونگے اور آسمان پھٹ جاوے گا پہاڑ اڑائے جاویں گے اور رسول جمع کئے جاویں گے ۔ اس وقت کیا حال ہوگا ۔ اور اس کے بعد اس رکوع میں سات دفعہ ویل کی گئی ہے پھر تین دفعہ دُنیا کے متعلق بیان کر کے اور چار دفعہ آخرت کے حال بیان کیا ۔ اوّل دفعہ آخرت کے متعلق کلام لائی لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ سے لے کر وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ تک یعنی کس دن کے واسطے ان کو مہلت دی ہے یوم الفصل کے واسطے مہلت دی گئی ہے ان کو اور وہ دن ایسا ہے اُس کا بیان نہیں ہوسکتا ۔ اور پھر کہا کہ ہلاکت ہے واسطے مکذبین کے کہ اس دن سے خوف نہیں کرتے ۔ پھر تین دفعہ متصل دنیا کے کلام لائی گئی ہے لیکن پہلے تخویف دنیوی کی گئی ۔ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ سے لے کر كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ تک یعنی ذرا ان سے پوچھو کیا ہم نے اولین کو ہلاک نہیں کیا ۔ پھر علیحدہ بات کی کہ باقیوں کو بھی اسی طرح ہلاک کریں گے ۔ پس ہلاکت ہے واسطے مکذبین کے جو اب اُمور دیکھ کر پھر بھی نہیں مانتے ۔ اور دوسری دفعہ اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ سے لے کر فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ تک دلیل عقلی بیان کی ۔ یعنی ان سے پوچھو تو یہی کہ ہم نے ان کو پیدا نہیں کیا حقیر و ذلیل پانی سے پھر اُس پانی کو جائے قرار میں رکھا ایک وقت معین تک اس سے وہ تسلیم کریں گے وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ہلاکت ہے واسطے مکذبین کے کہ دلائل دیکھکر نہیں مانتے اور بلکہ تکذیب کرتے ہیں تیسری دفعہ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا سے لے کر مَآءً فُرَاتًا تک دوسری دلیل عقلی بیان کی کہ آیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی واسطے احیاء

واردات کے نہیں بتایا۔ اور اس میں پہاڑ اونچے نہیں کئے اور تم کو پانی میٹھا نہیں پلایا پھر بھی تکذیب کرتے ہو۔ ویل ہے واسطے مکذبین کے اور تین دفعہ آخرت کے متعلق تخویف دی گئی اول دفعہ اِنْطَلِقُوْا سے لے کر جِمٰلَتٌ صُفْرٌ تک کہ اس دن کفار کو کہا جائے گا کہ جاؤ طرف اس چیز کے جس کی تکذیب کرتے تھے یعنی دوزخ میں۔ پھر اس سے ترقی کر کے کہا اِنْطَلِقُوْا اِلٰی ظِلٍّ اور کہا ہلاکت ہے واسطے مکذبین کے کہ نہیں مانتے اور تکذیب کرتے ہیں اور دوسری دفعہ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ سے تخویف اخروی بیان کی یعنی کہا جائے گا کہ یہ وہ دن ہے جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔ آج تمہارا کوئی عذر وغیرہ منظور نہیں لیکن ہلاکت ہے واسطے مکذبین کے کہ نہیں مانتے ہیں اور پھر تیسری دفعہ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ سے کر فَكِيْدُوْنِ تک یعنی اس دن کہا جائے گا کہ یہ دن ہے تمہارے فیصلہ کا اگر کوئی حیلہ ہے تو کر دو۔ لیکن تم پر ہلاکت ہے کہ تکذیب کرتے ہو اور پھر اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ والے رکوع میں مومنوں کے واسطے بشارت کی اور درمیان میں ویل مکذبین کی بیان کی۔ اور كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا سے تخویف بیان کی (حاصل وخلص سورت کا یہ ہے) کہ پہلے رکوع میں تخویف بیان کی اور ایک نمونہ عذاب دینے کا بتلایا گیا اور سات دفعہ ویل واسطے مکذبین کے بیان کی اور درمیان میں تخویف اور دلائل عقلیہ اور دوسرے رکوع میں مومنوں کے لئے بشارت بیان کی اور درمیان میں مکذبین کو واسطے ویل اور کفار کے واسطے تخویف بیان کی (تحقیق جمل ومفردات) وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا قسم ہے ہواؤں کی کہ چھوڑی جاتی ہیں نرمی کے ساتھ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا یعنی تند ہوتی ہیں تند ہونا۔ وَالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا اٹھاتی ہیں بادلوں کو فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا یعنی بادلوں کو جدا کرتی ہیں فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا یعنی ڈالتی ہیں نصیحت کو۔ عُذْرًا واسطے دفع کرنے عذر کے وَمَا اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ کونسی چیز بتلائے تم کو یوم الفصل یعنی کس طرح بیان کی جائے نہایت دہشت ناک دن ہے کفاتا جمع کنندہ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ یہ جملہ مستانفہ ہے۔ شٰمِخٰتٍ اونچی۔ اِنْطَلِقُوْا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ یعنی شعلہ دخان کا جو کہ صاحب تین شاخوں کا ہو گا۔ اس لئے کہ زور سے نکلے گا۔ لَا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ یعنی سردی دینے والا نہ ہو گا۔ اور جوش کنندہ بھی ہو گا۔ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ یعنی چنگاریاں مثل قصر کی ہوں گی گویا زرد اونٹوں کی قطار ہے كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا یہ علیحدہ جملہ ہے یہ دنیا کے کفاروں کو حکم ہو رہا ہے فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ یعنی اس قرآن کے بعد کس کلام سے ایمان لائینگے فقط

سُوْرَةُ نَبَاء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت کا ربط سورۃ سابقہ سے دو طریقے سے ہے ایک تو یہ کہ اس میں تخویفات مرسلت سے ترقی کے ساتھ بیان کی جائینگی۔ اور دوسرا یہ ہے کہ سورۃ مرسلت میں تو محض تخویفات ہیں۔ اس میں توحید کے متعلق بھی بیان آئے گا۔ جیسا کہ قاعدہ بیان کیا گیا ہے۔ ترقی تخویف کی یہ ہے کہ مرسلت میں تو نمونہ عذاب۔ واقع ہونے کا بتلایا گیا صرف اتنا کہا گیا کہ عذاب واقع ہو گا اور اس میں اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا سے لے کر جَنّٰتٍ اَلْفَافًا تک تخویف بیان کی۔ لیکن اس میں اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ کی تفصیل کی گئی کہ دنیا میں دیکھو کہ یہ انعام دیئے گئے ہیں۔ اور مصائب کا ذکر مقابلہ پر چھوڑا گیا ہے اور بتایا گیا کہ جس طرح دنیا میں انعام اور مصائب ہیں اسی طرح آخرت میں بھی کسی کو انعام دیں گے اور کسی کو عذاب دیں گے۔ اور دوسرا امر یعنی توحید کا ذکر رَبِّ السَّمٰوٰتِ الخ وَيَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ الخ

الرحمٰن وقال صوابًا سے کیا گیا مگر جس کو اذن دیا جائے گا۔ اس میں نفی تشفیع کی گئی کہ باری تعالیٰ کے آگے کوئی کلام نہ کر سکے گا مگر جس کو اذن دیا جائے گا یعنی رسل اور ملائکہ جو کفاروں نے معبود بنائے ہوئے ہیں اور اپنے شفعاء جانتے ہیں کسی کو بھی طاقت نہ ہوگی بغیر اجازت کے جب کلام نہ کر سکیں گے تو شفاعت قہری کا حال تو ظاہر ہے اور بت وغیرہ ... تو دوزخ میں ڈالے جائیں گے (حاصل سورۃ) اس کے اول رکوع میں کفار کے متعلق بیان ہے اور دوسرے میں مومنوں کے لئے بشارت ہے عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ سے لے کر ثُمَّ کَلَّا سَیَعْلَمُوْنَ تک ان کا شکوہ اور زجر بیان کی گئی پہلے یہ شکوہ بیان کیا کہ یہ کفار کس سے سوال کرتے ہیں ہاں نبأ عظیم سے یعنی قیامت کی خبر پوچھتے ہیں جس کی خبر میں تیرے ساتھ خلاف کر رہے ہیں پھر زجر کی گئی کہ یوں تو نہ چاہیئے تھا اچھا قریب ہے کہ جان لیں گے پھر میں کہتا ہوں کہ یوں نہ چاہیئے تھا اچھا قریب ہے کہ جان لیں گے اور پھر اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا سے لے کر جَنّٰتٍ اَلْفَافًا تک انعام ذکر کیے گئے اور عذاب کا ذکر مقابلہ پر ترک کیا گیا ہے اور غرض نمونہ بتلانا ہے آخرت کے عذاب کا اور نعمتوں کا اسی واسطے جنّٰتٍ اَلْفَافًا کے بعد یہ عبارت محذوف ہوئی کہ آخرت میں بھی اسی طرح ہوگا کہ کسی کو انعام اور کسی کو عذاب دیا جاوے گا اور پھر اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ کَانَ مِیْقَاتًا سے لے کر فَلَنْ نَّزِیْدَکُمْ اِلَّا عَذَابًا تک تخویف اخروی بیان کی گئی لیکن فَکَانَتْ سَرَابًا تک ابتدائی حال قیامت کا بتلایا گیا اور پھر اِنَّ جَهَنَّمَ کَانَتْ مِرْصَادًا سے فَلَنْ نَّزِیْدَکُمْ اِلَّا عَذَابًا تک ابتدائی حال سے بعد کا حال بتلایا گیا کہ جہنم ان کی جگہ ہوگی اور طعام جہنمیوں والا ہوگا اور پھر اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا سے لے کر وَقَالَ صَوَابًا تک مومنوں کے واسطے بشارت ذکر کی گئی کہ ان کی جگہ جنت میں ہوگی اور ہر قسم کی خوشی ان کو ہوگی پھر اس کے متعلق کلام لائی گئی رَبِّ السَّمٰوٰتِ سے اور نفی تشفیع قہری کی گئی۔ پھر ذٰلِکَ الْیَوْمُ الْحَقُّ سے لے کر کُنْتُ تُرٰبًا تک تخویف بیان کی گئی (خلاصہ یہ ہوا) کہ شکوہ اور زجر بیان کر کے نمونہ عذاب آخرت کا بتلایا گیا تفصیل سے پھر تخویف اخروی ابتدائی حال کی اور اس کے بعد مومنوں کے واسطے بشارت اور نفی تشفیع قہری کی گئی (تحقیق جمل ومفردات)

مُخْتَلِفُوْنَ اس کے دو معنے آتے ہیں ایک یہ کہ وہ کفار تیرے ساتھ اختلاف کرتے ہیں اور دوسرا یہ کہ آپس میں خلاف کرتے ہیں اس جگہ پہلا معنی مراد ہے۔ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا یعنی نیچے سے زمین کو فرش بنایا ہے اور اوپر سے جبال کو میخ بنادی ہے خَلَقْنٰکُمْ اَزْوَاجًا یعنی نر و مادہ وَجَعَلْنَا نَوْمَکُمْ سُبَاتًا یعنی سبب راحت کا ہے سَبْعًا شِدَادًا محکم۔ سِرَاجًا وَّهَّاجًا چراغ جلنے والا وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا نازل کیا ہے ہم نے پانی ان بادلوں سے جو کہ قریب ہیں برسنے کے جَنّٰتٍ اَلْفَافًا باغ۔ کَانَتْ مِرْصَادًا تیار کی ہوئی لّٰبِثِیْنَ فِیْهَآ اَحْقَابًا رہیں گے اس میں کئی مدت یعنی مدتہا۔ بَرْدًا سردی جَزَآءً وِّفَاقًا یعنی جزا موافق اعمال کے اِنَّهُمْ کَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ حِسَابًا اگر کانوا کا معنی ماضی حالا کریں تو یقال ... محذوف ہوگا ورنہ نہ ہوگا (مدارک) کِذَّابًا مصدر ہے فَذُوْقُوْا اے یقال فذوقوا۔ مَفَازًا کامیابی حَدَآئِقَ باغ کَوَاعِبَ اَتْرَابًا جوان عورتیں جو کہ ہم عمر ہونگی مردوں کے ساتھ کَاْسًا دِهَاقًا پیالے بھرے ہوئے، کسی نہ کسی چیز سے بھرے ہوئے جَزَآءً مِّنْ رَّبِّکَ عَطَآءً حِسَابًا رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الاعطاء بدل ہے جزاء سے معنی یہ ہوں گے جزا یعنی عطا کافی ہوگا جزا اس رب کی جو کہ تربیت کنندہ آسمان اور زمین کا ہے اور اس کے آگے کوئی کلام کرنے کی طاقت نہیں رکھیگا پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا تعلق جَزَآءً مِّنْ رَّبِّکَ کے ساتھ ہے بمعنے کلام وَقَالَ صَوَابًا یعنی کہے گا مَنْ اَذِنَ لَهٗ یعنی جس کو اذن دیا جائیگا وہ حق کہے گا۔

سُورۃ وَالنّٰزِعٰتِ (مکیۃ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس سُورت کا ربط ماقبل سے یہ ہے کہ اس میں ترقی کی تخویف میں اور تفصیل کی بہ نسبت سُور سابقہ کے کیونکہ سورۃ نبا میں تو انعام ذکر کئے گئے اور مصائب کو چھوڑا گیا۔ اور یہ اشارہ کیا گیا کہ اسی طرح تمہارے ساتھ کیا جاوے گا۔ اور اس سُورت میں مفصل کر کے بتلایا گیا وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا وَّالنّٰشِطٰتِ نَشۡطًا وَّالسّٰبِحٰتِ سَبۡحًا فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا سے نمونہ اولاً بتلایا گیا واسطے آخرت کے یعنی مشاہد دنیا میں کہ جس طرح دنیا میں ملائک کافروں کے ساتھ سختی کرتے ہیں اور مومنوں کے ساتھ نرمی کرتے ہیں اور تیرنے والے ہیں آسمانوں پر اور کام کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں اور تدبیریں کرتے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی تم پر ملائک مسلط کئے جائینگے کافروں کو عذاب دیں گے اور مومنوں کو جنات میں داخل کریں گے۔ پھر نمونہ دکھا کر یَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَۃُ سے لے کر اَبۡصَارُہَا خَاشِعَۃٌ تک تخویف اُخروی بیان کی۔ حاصل یہ کہ ملائک اس دن تم پر مسلط کئے جائیں گے جس دن ہلنے والی یعنی نفخہ اولیٰ ہوگا پھر اس کے بعد نفخہ ثانی کیا جائے گا۔ اور تمام دل ڈرنے والے ہونگے اور پھر یَقُوۡلُوۡنَ ءَاِنَّا لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ فِی الۡحَافِرَۃِ سے لے کر فَاِذَا ہُمۡ بِالسَّاہِرَۃِ تک شکوہ بیان کیا گیا کہ یہ کفار کہتے ہیں کہ آیا ہم دنیا میں واپس آئیں گے حالانکہ ہم پرانی ہڈیاں ہو جائیں گے۔ اور بطور استہزاء کے کہتے ہیں کہ ہمارا واپس آنا نہایت خسارے والا ہوگا۔ کیونکہ جب واپس ہونے تو گھروں کے بہت مالک ہوں گے اور اٹھانا ایک آواز کے ساتھ ہوگا اس وقت زمین پر موجود ہو جائیں گے اور پھر ہَلۡ اَتٰىکَ حَدِیۡثُ مُوۡسٰی سے لے کر اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی تک حاصل یہ ہے کہ موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے فرعون کی طرف بھیجا اس نے نہایت سرکشی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا میں عذاب دیا اور آخرت میں عذاب کا حکم کر دیا۔ اور بنی اسرائیل کو نجات دی اور پھر ءَاَنۡتُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمِ السَّمَآءُ سے لے کر وَلِاَنۡعَامِکُمۡ تک تیسرا نمونہ دکھایا گیا۔ لیکن یہ نمونہ انعام بتلا کر کہا گیا کہ دیکھو آسمان کو پیدا کرنا پھر اس کو ایک خاص انداز سے اونچا کرنا اور زمین کو بچھانا اور اس میں رزق پیدا کرنا واسطے تمہارے اور چارپایوں کے آیا یہ مشکل ہیں یا تمہارا پیدا کرنا نہیں بلکہ جس ذات نے یہ تمام اُمور کئے ہیں تم کو بھی پیدا کریگا اور پھر فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّۃُ الۡکُبۡرٰی سے لے کر فَاِنَّ الۡجَنَّۃَ ہِیَ الۡمَاۡوٰی تک تخویف اور بشارت ذکر کی گئی اور پھر یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرۡسٰہَا سے لے کر ان کا شکوہ بیان کیا گیا کہ یہ کافر قیامت سے سوال کرتے ہیں بطور استہزاء کے کہ کب آئیگی فِیۡمَ اَنۡتَ مِنۡ ذِکۡرٰىہَا سے لے کر اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مُنۡذِرُ مَنۡ یَّخۡشٰہَا تک جواب بتلایا گیا کہ ان کے جواب میں کہہ کہ میں بشیر اور نذیر ہوں مجھکو قیامت کا حال معلوم نہیں ہے کہ کب آئے گی اللہ کو معلوم ہے۔ اور پھر کَاَنَّہُمۡ یَوۡمَ یَرَوۡنَہَا لَمۡ یَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا عَشِیَّۃً اَوۡ ضُحٰہَا متعلق یَسۡـَٔلُوۡنَکَ کے بیان کیا گیا کہ اب تو یہ کافر سوال کرتے ہیں جس وقت وہ دن آئے گا ایسا سخت ہوگا کہ خیال کریں گے کہ ہم تو دنیا میں ظہر سے لے کر شام کے وقت میں سے ضحٰی کے وقت کا قدر ٹھیرے ہیں (تحقیق جمل و مفردات) وَالنّٰزِعٰتِ غَرۡقًا اغراق سخت کشیدن کمان نَشۡطًا با خوانی شدن و منوان یَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَۃُ یوم ظرف متعلق لیسلط کے ہے جو کہ کذالک لیسلط علیہم الملئکۃ میں محذوف ہے جواب قسم کا تَتۡبَعُہَا الرَّادِفَۃُ معنی یہ ہے کہ پیچھے لگے گا لگنے والا یعنی نفخہ ثانی عظاما نخرۃ یعنی ہڈیاں پرانی تِلۡکَ اِذًا کَرَّۃٌ خَاسِرَۃٌ یہ باز آنا آخرت میں خسارہ والا ہوگا ایک ایک مکان کے بہت

وارث ہو گئے فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ یعنی اٹھانا تو ایک آواز سے ہی ہوگا پس وہ لوگ ناگہاں جبکہ الارض پر ہو نگے فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى معنی یہ کہ کہہ دو اے موسیٰ فرعون کو آیا ہے تیرا میلان طرف پاک ہونے کے اور ہدایت کرنا میں تجھ کو طرف تیرے رب کے اور اَنْ تَزَكّٰى کا معنی بلا عجب و ایمان لانا۔ اور وَاَهْدِيَكَ سے مراد بجز [illegible] ایمان لانا اسی طرح قرآن میں کئی مقامات پر آتا ہے کہ پہلے مرتبہ اعلیٰ مراد ہوتا ہے بعد میں اس سے کم جیسا کہ قولہ تعالیٰ [illegible] میں بھی یہی مراد ہے۔ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى سے مراد معجزات ہیں ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى فَحَشَرَ پس پیچھے مڑا۔ اور سعی کا ل کہ دوڑنے والا تھا اور جمع کیا اس نے اپنی قوم کو اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى رب سے مراد بادشاہ ہے معنی حقیقی مراد نہیں۔ کیونکہ فرعون کا مذہب دہری تھا فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى نکال کا معنی عذاب آخرت اور دنیا کا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا میں عذاب دیا اور حکم کر دیا کہ آخرت میں بھی اس کو عذاب دیا جائے گا رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا بلند کیا اللہ تعالیٰ نے اونچائی اس کی کو ایک خاص قدرت کے ساتھ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا معنی یہ ہے کہ اندھیری بنائی رات آسمان کی اور نکالا اللہ تعالیٰ نے اُجالا اس آسمان کا اگر کہا جائے کہ رات اور اُجالا آسمان کا تو نہیں ہوتا۔ اضافت اس کی طرف کیوں کی گئی۔ جواب یہ کہ رات اور دن آسمانوں کی حرکات سے پیدا ہوتے ہیں اس وجہ سے اضافت کی گئی ہے اس کی طرف وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا اور اس کے زمین کو بچھا دیا بَعْدَ ذٰلِكَ سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آسمان پیدا ہوا ہے پھر زمین حالانکہ معاملہ برعکس ہے جیسا کہ حٰمٓ سجدہ سے معلوم ہوتا ہے خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ الجواب۔ بعد ذالک اسطے ترتیب ذکری کے ہے یعنی پھر یہ بات سنو کہ اللہ نے زمین کو نشر کیا ہے۔ اور وَالْاَرْضَ کے بعد ضمیر مونث راجع ہے طرف ارض کے وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا کا معنی یہ ہے کہ پہاڑوں کو اللہ نے رکھا ہے اس میں مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ لئے [illegible] ذالک للذکر متاعا لکم ولانعامکم فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى الطامۃ الکبریٰ کا معنی جو کہ غالب ہوگی تمام مصائب پر اَيَّانَ مُرْسٰىهَا کب ہوگا آنا اس کا فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا یعنی تجھ کو کیا معلوم ہے كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا [illegible] اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ضحیٰ کی [illegible] طرف عشیہ کے حالانکہ کبھی عشیہ نہیں ہو سکتی۔ جواب یہ کہ عشیہ میں سے ضحیٰ کا قدر مراد ہے اور یہ معنی صحیح ہے کیونکہ عشیہ ظہر سے لے کر شام تک کے وقت کو کہتے ہیں اور ضحیٰ محض سورج کے ظاہر ہونے کے بعد قدر دو نیزے برابر تک سورج کے آنے کو کہتے ہیں یہ وقت تھوڑا ہے عشیہ سے اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا اے منتہا علمہا۔ فقط ۔

سورۂ عبس مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت کا ربط ما قبل سے اس طریقے سے ہے کہ اس میں تخویف اخروی علی سبیل الترقی ذکر کی گئی ہے کیونکہ سورۃ والنّٰزعات میں نمونے بتائے گئے اور اس میں ترقی کر کے کہا يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ یعنی عذاب تو [illegible] کا کنار کو لیکن دن ایسا سخت ہوگا کہ ہر ایک نفسی نفسی کرے گا اور ایک دوسرے سے بھاگیں گے اس کی تائید [illegible] میں ہے [illegible]

تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى (حاصل سورۃ) اس سورت کے باعتبار مضمون کے تین حصے ہیں۔ اول عَبَسَ وَتَوَلّٰۤی سے لے کر کِرَامٍۭ بَرَرَةٍ تک رسول صلعم کو تنبیہ کی گئی کہ بغرض ایمان امراء سے ایک غریب بندے سے اعراض اور ترشروئی نہ کرنی چاہیے تھی کیونکہ وہ ایمان ہرگز نہ لاویں گے اور یہ پریشان ہوگیا۔ تیرے پر صرف تبلیغ کرنی ہے جو کوئی ہو غریب ہو یا امیر جو ایمان لانے کے واسطے آیا ہے اس سے غافل ہوگیا قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ سے لے کر مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ تک دوسرا حصہ ہے اور اس جگہ اصلی مضمون کے متعلق کلام لائی گئی ہے اس میں صبر کیا گیا کفار پر کہ خوار ہو انسان کتنا ناشکر ہے اور کفران نعمت کرتا ہے ذرا اپنی پیدائش کو تو دیکھے کتنی عاجز شئے سے پیدا کیا اور پھر اس کے واسطے گذران مقرر کی ہے اور پھر اس کے لئے آسان رستہ کر دیا ہے رحم سے نکلنے کا اور مارتا ہے اور قبروں میں کر دیتا ہے جب اسنے منظور کر لیتا ہے تو دوسری دفع پیدا نہیں کر سکتا۔ ضرور کر سکتا ہے اور پھر كَلَّا لَمَّا یَقْضِ مَاۤ اَمَرَهٗ سے زجر کی گئی کہ پکی بات ہے کہ انسان نے ما امرہ کو ادا نہیں کیا پھر دلائل بیان کئے گئے کہ ذرا دیکھو تو سہی کہ اللہ نے اس کو انعام دیئے ہیں۔ ذرا مشروبات و ماکولات کا خیال کرے کہ کس نے دیئے ہیں۔ اور پھر تیسرا حصہ فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ سے لے کر آخر تک تخویف قصداً اور بشارت ضمناً ذکر کی گئی ہے کہ مومن نہایت خوش ہونگے اور کافر پشیمان ہونگے۔ (خلاصہ سورۃ) یہ ہے تین حصے ہیں پہلے حصے میں رسول صلعم کو تنبیہ فرمائی۔ اور قُتِلَ الْاِنْسَانُ والے حصے میں دو زجر اور دلائل بیان کئے گئے اور پھر فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ والے حصے میں تخویف اور بشارت ذکر کی گئی (تحقیق جمل و مفردات) مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّهٗ یَزَّكّٰۤی اَوْ یَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰی معنی یہ کہ کون پیغمبر کو بتلاتی ہے کہ تو نے اعراض کیا ہے لَعَلَّهٗ یَزَّكّٰی معمول مَا یُدْرِیْكَ کا نہیں ہے یعنی شاید کہ یہ پاک ہوگا اولاً نصیحت سننے ہی کے ساتھ یا نصیحت سن کر اور فکر کرے گا اس کو نفع دی گئی نصیحت اور لَعَلَّهٗ یَزَّكّٰی سے مرتبہ اعلیٰ مراد ہے یعنی اول ہی اول پاک ہو جائے اور یَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰی سے مراد کم مرتبہ ہے یعنی نصیحت سنتا پھر اس کو نصیحت فائدہ دیتی فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی درپے ہوتا ہے تو اس کے وَمَا عَلَیْكَ اَلَّا یَزَّكّٰی ما نافیہ ہے معنے یہ ہے کہ نہیں تیرے پر ضرر کہ وہ اگر پاک نہ ہوئے فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰی پس تو اس سے غافل ہوتا ہے جو کہ دوڑ آکے تیرے پاس اور حالانکہ اللہ سے ڈرنے والا بھی ہے كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ حال یوں تو تیرے مناسب تھا یہ آیات قرآنیہ تذکرہ ہیں ہر ایک کے واسطے اور فی صحف کا تعلق تذکرۃ سے ہے وَّقَضْبًا لے ترکاریاں بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ کاتبین حَدَآئِقَ غُلْبًا باغ گنجان شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ یعنی کام جو مشغول کرے گا اس کو مُّسْفِرَةٌ سفید مُّسْتَبْشِرَةٌ خوش ہونے والے غَبَرَةٌ غبار قَتَرَةٌ سیاہی۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ وہ کافر اور فاجر ہوں گے۔ فقط

سُوْرَةُ التَّكْوِیْر (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ اس میں تخویف اخروی علیٰ سبیل الترقی ہوئی ہے اور تمام ماقبل یعنی سورۃ تبارک سے لے کر یہاں تک کا خلاصہ مجملہ بیان کیا گیا۔ وہ بارہ حال ہیں چھ دنیوی اور چھ اخروی اور تخویف ترقی کے ساتھ ہے۔ قسم بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ

وَالَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ اسی آیت سے بیان کی گئی ہے کیونکہ سورۂ عبس میں تو بیان کیا کہ اتنے خوف کا دن ہے کہ ہر ایک دوسرے خویش اقرباء سے دور بھاگے گا اور ہر ایک اپنے اپنے حال میں مشغول ہوگا۔ اور اس میں یہ بیان کیا کہ حساب کے بعد تم اپنے اپنے گھروں میں رہو گے۔ انکے واسطے ایک شاہد بتلایا کہ جس طرح ستارے اپنی روشنی دکھا کر پوشیدہ ہو جاتے ہیں اسی طرح تم بھی مر جاؤ گے اور پھر ظاہر ہو گے اور جس طرح ستارے آسمان پر سیدھے چلتے ہیں تم بھی آخرت میں اپنے مقاموں پر سیدھے چلے جاؤ گے اور جس طرح ستارے قایم رہتے ہیں تم بھی قایم رہو گے۔ (حاصل سورۃ) اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ سے لے کر اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ تک دنیاوی حال یعنی ابتدائی حال قیامت کے بتلائے گئے ہیں جس وقت سورج لپیٹا جاوے گا اور ستارے بے نور کئے جائیں گے اور پہاڑ اڑائے جائیں گے اور حاملہ معطل چھوڑی جائیں گی اور حیوانات جمع کئے جاوینگے ہیبت کے سبب سے جیسا کہ مشاہدے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہیبت کے وقت حیوانات انسانوں کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور دریا بھرے جاوینگے یعنی سمندروں کو اٹھایا جاوے گا اور دریا بھرے جائیں گے اس کے بعد سورۃ انفطار میں کہا گیا وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ یعنی بھرنے کے بعد جاری کئے جائیں گے اور روح بدنوں کے ساتھ ملائے جائیں گے تو جزاء ان کی عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ ہے یعنے جان لے گا نفس عمل کو جو حاضر ہونگے اور پھر وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ سے لے کر وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ تک چھ احوال اُخروی بتانے گئے یعنی زندہ در گور کردہ کا حال پوچھا جاوے گا کہ یہ کس گناہ سے زندہ در گور کی گئی ہے اور ہر ایک کے اعمال نامے علیحدہ علیحدہ کئے جاویں گے اور آسمان کو چھیلا جاوے گا اور آگ جلائی جاوے گی اور جنت نزدیک کی جاوے گی جزا ان تمام کی بھی عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ ہے اور پھر فَلَآ اُقْسِمُ سے لے کر اِذَا تَنَفَّسَ تک عقلی نمونہ اور شاہد بتلایا گیا واسطے گھر بنانے کے قیامت میں اور اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ سے لے کر ثَمَّ اَمِیْنٍ تک شاہد وحی لایا گیا کہ نمونہ عقلی تو سن لیا اور دوسری بات یہ ہے کہ اپنے نفس سے نہیں کہہ رہا ہے بلکہ یہ قول رسول کریم کا جو کہ بڑا ذی قوت ہے نزدیک بادشاہ ذی العرش کے اور بڑے مرتبے والا ہے اور امانتے سات آسمانوں اور زمینوں کا اور امانتی بھی ہے۔ پھر شکوہ کیا گیا حال کفار کا اور پھر وَمَا صَاحِبُکُمْ بِمَجْنُوْنٍ سے لے کر آخر تک کہا کہ ذرا سوچو تو سہی ایسی باتیں مجنون کی ہوتی ہیں اور وہ بیان کرتا ہے جو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے اور بخیل بھی نہیں۔ تاکہ لوگوں کو نصیحت اور قرآن نہ بتلائے۔ تم نے اپنی بے عقلی سے خواب کی بات بنا دی ہے اور شیطان کی بات بھی نہیں کدھر بھاگے جاتے ہو لیکن بات یہ ہے کہ ہدایت اور ضلالت اللہ کے ہاتھ میں ہے جو انابت کرے اس کو ہدایت کرتا ہے اور جو ضد کرے اس پر مہر جباریت کی مارتا ہے (خلاصہ سورۃ) پہلے چھ دنیاوی اور چھ اُخروی حال بتلا کر نمونہ اور شاہد عقلی بتلایا گیا پھر بعد اس کے دلیل وحی ذکر کی گئی اور آخر میں شکوہ کیا گیا۔ فقط۔

سورۃ الانفطار (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ تین طریقے سے ہے اول تو اس سورۃ کا عنوان تکویر میں کہا گیا ہے وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ یعنی بھر کیا جائے گا سمندر اور اس میں ترقی کر کے وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ کہا یعنی جاری کئے جائیں گے اور باقی احوال بھی ترقی کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں

اور دوسرا یہ ہے کہ تخویف اُخروی کے مضمون کے متعلق ترقی کی گئی ہے کیونکہ سورۃ تکویر میں یہ کہا کہ اپنے گھروں کی طرف چلو گے اور تابع رہو گے اور اس میں ترقی کی مَا ھُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ کہا گیا یعنی پھر ان گھروں سے نکل بھی نہ سکو گے اور تیسرا یہ کہ اس میں توحید کے متعلق بھی بیان لایا گیا ہے آخر میں يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ یعنی نفی شفیع قہری کی گئی ہے جیسا کہ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ میں کی گئی تھی اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ اوّل اس میں چار احوال دنیوی اور اُخروی ذکر کئے گئے ہیں لیکن سورۃ تکویر سے ترقی کے ساتھ کیونکہ سورۃ تکویر میں اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ کہا گیا یعنی چھیلا جائے گا اور سرخ ہوگا اور اس میں ترقی کر کے اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ کہا گیا یعنی آسمان پھٹ جائے گا اور اس میں اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ کہا گیا یعنی بے نور ہوں گے اس میں ترقی کر کے کہا وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ یعنی ستارے ساقط ہو جائیں گے اور اس میں اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ کہا [illegible] ترقی سے کہا وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ اس کی تقریر ہو چکی ہے اور سورۃ تکویر میں جو عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا اَحْضَرَتْ ذکر کی اور اس میں اس کی تفصیل کر کے کہا عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۔۔ یعنی جو اعمال کئے ہیں اور جو نہیں کئے سب کو نفس جان لے گا پھر يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ الَّذِيْ سے کَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ تک زجر کی گئی ہے اے احمق انسان تجھ کو کس چیز نے غافل کیا ہے اس رب سے جو کہ نہایت مہربان اور بخشش کنندہ ہے وہ رب جس نے تجھ کو پیدا کیا ہے اور پھر برابر کیا ہے اور پھر معتدل بنایا ہے یعنی مثلاً ایک ہاتھ لمبا اور دوسرا چھوٹا نہیں بنایا ہے اسی طرح باقی اندام بھی معتدل بنائے ہیں کَلَّا یوں تو نہ چاہئے تھا میں ترقی کر کے مَا غَرَّكَ سے کہا گیا غافل ہونا تو کجا بلکہ تم تکذیب کرتے ہو یوم الجزاء کی اور پھر اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ سے لے کر آخر تک تخویف اور بشارت ذکر کی گئی ہے یعنی محافظ تم پر تمہارے عمل لکھ رہے ہیں اور نیک اعمال والوں کو جنت اور برے اعمال والوں کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ خلاصہ سورت کا۔ پہلے دنیوی اور اُخروی چار احوال سورۃ تکویر کے احوال سے ترقی کے ساتھ ذکر کئے گئے اور پھر زجر کر کے تخویف اور بشارت ذکر کی گئی اور بعد میں توحید والا اصلی دعوے ذکر کیا گیا۔ تحقیق جمل ومفردات ۔ درمیان میں حاصل ہو گئے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ فقط +

سُوْرَةُ التَّطْفِيْف (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت کا ربط سورۃ انفطار کے ساتھ دو طریقے سے ہے ایک یہ کہ اس میں تخویف اُخروی کے متعلق بھی ترقی کی گئی ہے کیونکہ اس میں تو وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ کہا گیا یعنی نہ نکل سکو گے اور اس میں ترقی کر کے كِتَابٌ مَّرْقُوْمٌ کہا گیا یعنی اگر کوئی نام اپنا اپنی جگہ سے خارج کرائے تو خارج بھی نہ کرا سکے گا مَرْقُوْمٌ ای مختوم اور دوسرا یہ ہے کہ سورۃ انفطار میں مکذب بالدین پر زجر کی گئی تھی اور اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ کہا گیا تھا اور اس میں مکذب بالدین پر زجر بھی کی گئی ہے اور اس کا بیان بھی وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖۤ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ کے ساتھ کیا گیا۔ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ یعنی جو ایسے برے کام کرتے ہیں کوئی خاص کام مراد نہیں (حاصل سورۃ) وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ سے لے کر كِتَابٌ مَّرْقُوْمٌ تک زجر بیان کی گئی واسطے برے اعمال کرنے والوں کے یعنی ہلاکت ہے واسطے کم تولنے والوں کے جو کہ اگر لوگوں

لیتے ہیں تو لوگوں کو کم دیتے ہیں یعنی زیادہ لیتے ہیں اور جس وقت دیتے ہیں تو نقصان کرتے ہیں یعنی حق سے کم دیتے ہیں آیا ان کو یہ خیال نہیں کہ ہم پیش کئے جائیں گے بادشاہ رب العلمین کے آگے۔ کلا یہ زجر کی گئی ہے یوں تو نہ چاہیے تھا۔ اچھا نہیں ہوا ہے کہ گنہگار کو سجین زجر کہ دوزخ میں ایک جگہ کا نام ہے اس میں لے جاویں گی اور پھر وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ سے لے کر کُلُّ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ تک زجر کی گئی واسطے مکذبین کے اور ان کا بیان کیا گیا ہے کہ وہ حد سے بڑھنے والے ہیں اور گنہگار ہیں اور پھر اِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ سے شکوی بیان کیا گیا کلا سے پھر زجر کی گئی اساطیر الاولین کہنا تو نہ چاہیے تھا۔ اور بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ سے ترقی کی گئی کہ بات یہ ہے کہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال نے زنگ کر دیا ہے کہ بات سمجھنے پر قادر نہیں ہیں۔ شعر

این نہ جبر و معنی جباریست معنی بہاریت لازاریست

پھر کلا اِنَّہُمْ عَنْ رَّبِّہِمْ یَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ سے لے کر کُنْتُمْ بِہٖ تُکَذِّبُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی یعنی یہ پکی بات ہے کہ اس دن البتہ نظر رحمت سے بند کئے جائیں گے اور جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور کلا اِنَّ کِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ سے لے کر یَشْہَدُہُ الْمُقَرَّبُوْنَ تک بشارت ذکر کی گئی کہ مومنوں کے واسطے لکھا ہوا ہے کہ علیین میں بسائے جاویں گے اور وہ ایک کتاب ختم کردہ شدہ ہے۔ اور اس پر ملائک مقرر کئے جائیں گے جو کہ رشوت وغیرہ نہیں لیں گے اور ان کو اس جگہ نعمتیں دی جاینگی اور پھر اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا کَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَکُوْنَ تک پہلے شکوی اور تخویف بیان کی یعنی کفار اب مومنوں کے ساتھ استہزا کرتے ہیں اور ان کی طرف اشارے کرتے ہیں اور ضال بھی کہتے ہیں۔ آخرت میں بھی مومن ان کفار کے ساتھ استہزا کریں گے اور ان کے ساتھ ہنسیں گے اور تختوں پر بیٹھ کر دیکھیں گے اور کہیں گے کہ آیا کفار کو اپنے اعمال کی جزا مل رہی ہے۔ **خلاصہ تقریر** اس سورت میں دو طریقے سے زیادتی کی گئی ہے سورۃ انفطار سے ایک تو مکذبین بیان کئے اور فجار بھی بیان کئے گئے یعنی ان کی ایک مثال بیان کی گئی اور تخویف بھی ترقی کے ساتھ ذکر کی گئی اور شکوے اور زجریں ذکر کر کے مومنوں کو بشارت دی گئی آخر میں شکوی کفار کا بیان کیا گیا باقی اس سورت میں چار لفظ کلا کے آئے ہیں۔ اول دو ردعیہ ہیں اور آخر دو حقا کے معنی میں ہیں اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ای حال کونہم متسلطین علی الناس مَا اَدْرٰکَ مَا عِلِّیُّوْنَ کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ تجھ کو کس چیز نے بتایا ہے کہ علیون کیا چیز ہے وہ ایک کتاب مہر زدہ شدہ ہے۔ یَشْہَدُہُ الْمُقَرَّبُوْنَ مقرر ہیں اس پر ملائکہ مقرب جو رشوت وغیرہ نہ لیں گے خِتٰمُہٗ مِسْکٌ لاکھ اس کی مسک ہوگی یعنی خوشبودار ہوگی رحیق شراب خالص فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ چاہئے کہ رغبت کریں اس نعمت کے ساتھ رغبت کرنے والے مِنْ تَسْنِیْمٍ یعنی اونچے درجے والی چیز ہے یَتَغَامَزُوْنَ اشارہ کرتے ہیں یَنْظُرُوْنَ ہَلْ ثُوِّبَ الْکُفَّارُ مَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ۔ ثوب اے بدلہ دیکھیں گے دراصل کہ طالب ہونگے اس بات کے کہ آیا کفار کو جزا دی گئی ہے اعمال کی۔ فقط

سُوْرَۃُ الْاِنْشِقَاقِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ دو طریقے سے ہے ایک تو یہ ہے کہ تخویف اخروی سورۃ التطفیف سے ترقی کے ساتھ ذکر کی گئی ہے

کیونکہ اس میں تو یہ ہے کہ تم کسی حیلے سے اپنے مکان سے نہ نکل سکو گے اس میں ترقی کی فَلَآ اُقۡسِمُ بِالشَّفَقِ وَالَّیۡلِ وَمَا وَسَقَ وَالۡقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ لَتَرۡکَبُنَّ طَبَقًا عَنۡ طَبَقٍ اس آیت سے ترقی کی گئی یعنی نکل بھی نہ سکو گے کسی حیلے سے اور تم پر کئی حالات آئیں گے اور اس کے شاہد بیان کئے کہ دیکھو شفق پہ کتنے حال آتے ہیں اور رات میں دیکھو کتنے حالات کو جمع کرتی ہے اور قمر جس وقت پورا ہو جاتا ہے اس پر کتنے حال آتے ہیں۔ اسی طرح تم پر بھی کئی حال آئیں گے سا۔ اور دوسرا یہ ہے کہ سورۃ التطفیف میں برے عمل کرنے والوں کی ایک مثال جو ایسے کسب کرتے ہیں وہ جارہیں اس میں ترغیب دلائی گئی یٰۤاَیُّهَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدۡحًا فَمُلٰقِیۡهِ سے یہ کہ انسان تو کسب کرنے والا ہے ایک حد تک کہ وہ ملاقات رب کی ہے اب وقت ہے اعمال اچھے کر۔ حاصل سورۃ۔ پہلے تو اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ سے لے کر لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ تک دنیوی حال ابتدائی قیامت کے بتلائے گئے اور یٰۤاَیُّهَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدۡحًا فَمُلٰقِیۡهِ سے ترغیب دی گئی ہے طرف اعمال صالحہ کے اور پھر ترغیب دے کر فَاَمَّا مَنۡ اُوۡتِیَ کِتٰبَهٗ سے لے کر اِنَّ رَبَّهٗ کَانَ بِهٖ بَصِیۡرًا تک آخرت کا حال بطور تخویف اور بشارت کے ذکر کیا گیا کہ جس شخص نے اس جگہ اعمال نیک کئے وہ اس جگہ مسرور ہوگا اور جس نے برے کئے وہ اس جگہ ہلاکت میں ہووے گا اگرچہ اس جگہ مسرور ہوگا جو کہ یہ خوشی اس کے مقابلے میں کچھ چیز نہیں مَا مَتَاعُ الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا فِی الۡاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیۡلٌ اور فَلَآ اُقۡسِمُ بِالشَّفَقِ سے لے کر عَنۡ طَبَقٍ تک نمونہ بتایا گیا۔ واسطے قیامت کے اور پھر فَمَا لَهُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ سے زجر کیا گیا کہ اے احمقو اتنے بیانات بھی دیکھ کر پھر کیوں نہیں ایمان لاتے اور پھر وَاِذَا قُرِئَ عَلَیۡهِمُ الۡقُرۡاٰنُ لَا یَسۡجُدُوۡنَ بَلِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُکَذِّبُوۡنَ سے شکوہ بیان کیا گیا کہ یہ کافر ایسے ہیں کہ جس وقت ان پر قرآن پڑھا جائے تو تابع نہیں ہوتے اور نہیں مانتے اور ماننا تو بجائے خود بلکہ یہ تکذیب کرتے ہیں اور پھر وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ سے آخر تک تخویف بیان کی گئی (خلاصہ سورۃ) احوال ابتدائے قیامت کے بتا کر ترغیب علی الاعمال الصالحۃ دی گئی اور پھر نمونہ بتا کر زجر اور شکوہ اور تخویف بیان کی گئی اور موضوع اس سورت کا ترغیب علے الاعمال الصالحہ ہے (تحقیق جمل ومفردات) وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ کان رکھے طرف حکم رب کے اور لائق بھی ہے کہ کان رکھے اور حکم مانے وَتَخَلَّتۡ اے خالی ہوگی مردوں سے فَمُلٰقِیۡهِ یعنی فانک ملاق کے ہے وَرَآءَ ظَهۡرِهٖ یعنی پیچھے سے باقی کیفیت کی تعیین نہیں ہے کہ در کیاں میں پشت پھیر کر کے اعمال نامے دیئے جائینگے یا کہ بلا پھیرنے واللّٰہ اعلم بالصواب اِنَّهٗ ظَنَّ اَنۡ لَّنۡ یَّحُوۡرَ بَلٰۤی اس نے تو گمان کیا تھا کہ پھر رجوع نہ ہوگا نہیں نہیں رجوع تو ضرور ہوگا بِمَا یُوۡعُوۡنَ نگاہ رکھنے والے۔ فقط ۔

سُوۡرَةُ الۡبُرُوۡجِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس سورت کا ربط ماقبل کے ساتھ یعنی سورۃ ملک سے لیکر اس جگہ تک دو طریقے سے ہے ایک تو یہ ہے کہ یہ سب کا اجمال ہے۔ اس میں دنیوی اور اخروی عذاب دونوں کا ذکر ہے۔ اور دوسرا اس میں توحید لَهٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدٌ سے ذکر کی گئی کہ سب کچھ کرنے والا اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے اور اس کو پکارو اور اس کا شریک فی العبادت نہ بناؤ اور برکات دہندہ غیر کو نہ جانو (حاصل سورۃ) اس سورت میں پہلے تین شواہد بیان کئے گئے اور پھر اس کے بعد ان کا ذکر علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب

کیا گیا لیکن دو چیزوں کا ذکر دو دفعہ کیا گیا اولاً علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب اور ثانیاً علی سبیل اللف والنشر المرتب کے ذکر کیا گیا (یہی خلاصہ ہے)۔
وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ یہ تین شواہد ہیں اور جواب قسم ہر ایک محذوف ہے یعنی آسمان صاحب بروج والا شاہد ہے
یعنی جس طرح کہ اس نے احاطہ کیا ہوا ہے تم کو۔ اور اس سے تم نکل نہیں سکتے ہو اسی طرح سے تم کو اللہ تعالیٰ محیط ہے اور اللہ کے عذاب سے
بھی نکل اور بھاگ نہ سکو گے۔ اور دوسرا شاہد ہے یَوْمٍ مَّوْعُوْدٍ یعنی جس طرح اس یوم کا وعدہ سخت بیان کیا گیا ہے وہ شاہد ہے کہ اس کی پکڑ بھی
سخت ہوگی۔ اور تیسرا شاہد شَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ہے یعنی جس طرح دنیا میں کفار کو اللہ نے سزا اور عذاب دیا تھا وہ کفار مومنوں کو دنیا میں عذاب
دیتے تھے اور آپ شاہد و حاضر ہوتے تھے ان کے معذب پر۔ اسی طرح آخرت میں بھی دے گا اور پھر ان کے متعلق ذکر کیا گیا علی سبیل اللف
والنشر الغیر المرتب اولاً ذکر دو اخیروں کا غیر مرتب کر گیا قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ سے لے کر عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ تک ذکر شاہد
و مشہود کا لایا گیا۔ قصہ یہ ہے کہ ایک بادشاہ زور سے عبادت ایک صنم کی کراتا تھا اور آگ بڑے زور سے جلائی ہوئی تھی۔ جو اس کی عبادت
نہ کرتا تھا اس کو آگ میں ڈال دیتا تھا۔ جب ایک لڑکے کو ڈالا تو اس نے آواز کیا کہ اے میری ماں آگ نہیں آجا کیوں ڈرتی ہے تو وہ بھی
آگ میں چلی گئی باقی لوگ بھی اسی طرح داخل ہو گئے تو اس کافر نے قتل کرنا شروع کر دیا تلوار سے جب آگ جلانے سے عاجز ہوا تو ادھر سے
آواز آیا۔ شعر ؎

بانگ آمد چونکہ کار آنجا رسید ❊ پائی دار اے رنگ کہ قہر ما رسید

چونکہ وہ مومنوں سے ایک اللہ کی عبادت کرنے کو برا سمجھتا تھا۔ تو وہ کافر جو تماشہ دیکھنے والے تھے اور عذاب دینے والے تھے دونوں کو اللہ تعالیٰ
نے عذاب دے دیا۔ اور پھر اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ سے لے کر اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ تک وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ کے متعلق ذکر لایا گیا
یعنی آخرت میں مومنوں کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور کافروں کو آگ میں داخل کیا جائیگا۔ اور اللہ کا پکڑنا سخت ہے اس سے ڈرو
اور پھر اس کے بعد ثانیاً دو اخیروں کا ذکر علی سبیل اللف والنشر المرتب کیا گیا۔ پہلے اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ سے لے کر فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ تک ذکر
متعلق وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ کے لایا گیا وہ اللہ پیدا کرنے والا اور لوٹانے والا وہی ہے اور غفور ودود ہے اور ذوالعرش بھی ہے بیشک اللہ دہانے
والا بھی ہے اور فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ بھی ہے یہ ایک تخویف ہے اور پھر هَلْ اَتٰىكَ سے لے کر بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ تک ذکر متعلق
وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ کے ہے یعنی فرعون اور ثمود کی خبر تیرے پاس نہیں آئی ہے کہ جگہ شبہ تو نہیں تھی لیکن پھر بھی انہوں نے تکذیب کی تو اللہ
تعالیٰ نے ان کو سزا دی اور عذاب دنیوی اور اخروی دیا۔ اور پھر وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ذکر متعلق وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ کے لایا گیا۔ یعنی
جس طرح آسمان نے تم کو گھیرا ہوا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تم کو بھی احاطہ کیا ہوا ہے اور جان رہا ہے اور پھر بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِيْ لَوْحٍ
مَّحْفُوْظٍ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ کے متعلق ذکر لایا گیا۔ کیا یہ کافر تکذیب کرتے ہیں۔ نہیں بلکہ یہ کلام مجید عالی ہے اس کو کچھ نہیں سکتے کیونکہ
اللہ نے مہر جباریت ان پر ماری ہے تائید اس کی بَلْ زُيِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ عَمَلِهِمْ وَصُدُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ہے (ای نہ جبر و معنی جباریت
معنی جباریت رزالیت) اور لوح میں ہے جو کہ محفوظ شیطان کے تغیر سے ہے یا قرآن محفوظ من الکفار ہے یعنی سمجھ نہیں سکتے (خلاصہ ہو
ہو گیا ہے) لیکن یہ جاننا چاہئے کہ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ میں جواب قسم محذوف ہے یعنی اللہ کے عذاب سے تم بھاگ نہ سکو گے جیسا کہ مشہور ہے

میں ہے یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ پھر اس کی تفصیل اس سورت میں کی گئی ہے اور وَالْیَوْمِ الْمَوْعُوْدِ کا جواب قسم اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ ہے یعنی جب اس دن سے ڈرایا گیا تو معلوم ہوا کہ پکڑنا اللہ کا سخت ہے اور پھر اس کی تفصیل سورت میں کی گئی اور شَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ کا جواب قسم کَذٰلِکَ نُجْزِی الْکَافِرِیْنَ محذوف ہے پھر اسی کی تفصیل سورت میں کی گئی ہے (تحقیق جمل ومفردات) شَاهِدٍ سے مراد دیکھنے والے ہیں اور مَشْهُوْدٍ سے مراد مسلمان جن کو عذاب دیا تھا کفار نے۔ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ النَّارِ۔ النار بدل اشتمال ہے اخدود سے ای اصحاب النار۔ وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ یُّؤْمِنُوْا نہیں برا دیکھا کافروں نے ان مومنوں سے مگر ایمان باللہ مَحْفُوْظٍ یا بالجر ہوگا تو صفت ہوگی لوح کی ای لوح محفوظ من تغیر الشیطان یا بالرفع ہوگا تو صفت ہوگی قرآن کی ای قرآن محفوظ من الکفار۔ فقط ۱۲ ✦

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورۃ کا ربط ماقبل کے ساتھ یہ ہے کہ جب سورۃ البروج میں خلاصہ تمام کا ذکر کیا گیا اب اس میں فَمَهِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا کہا گیا یعنی اتنے بیانات سے بھی باز نہیں آتے اور نہیں مانتے بلکہ الٹا تکذیب کرتے ہیں تو ذرا ان کو مہلت دو۔ حاصل سورۃ۔ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ سے لے کر عَلَیْهَا حَافِظٌ تک تخویف بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حافظ اور نگہبان چھوڑے ہوئے ہیں پوری پوری جزا دے گا۔ پھر اس واسطے ایک نمونہ بتلایا گیا وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ الخ یعنی شاہد ہے آسمان اور رات کو آنے والے کی یعنی ستارہ چمکدار یعنی جس طرح قائم ہیں، اسی طرح تم پر بھی ایک ایک حافظ اور نگہبان قائم ہیں اور پھر فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ سے لے کر مَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ تک دلیل عقلی بطور نمونہ بیان کی گئی واسطے حشر کے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ انسان کو پانی سے (جو کہ ہڈیاں سینے والی سے اور پیٹھ سے نکلتا ہے) پیدا کرتا ہے اسی طرح پھر بھی پیدا کرنے پر قادر ہے اور اس دن کوئی ناصر نہ ہوگا اور سینہ کے راز بھی ظاہر کئے جاویں گے اور وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ سے ایک اور نمونہ حشر کا بیان کیا گیا اور جواب قسم کَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ محذوف ہے یعنی جس طرح آسمان سے پانی نکلتا ہے اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے اور دوسرا شاہد ہے زمین پھٹنے والی کی یعنی جس طرح زمین سے زرع نکلتی ہے اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے اور پھر اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ متعلق شاہد کے کلام لائی گئی ہے یعنی یہ بات نکالنے والی کی ہے اور ٹھٹھے کی بات نہیں ہے۔ اِنَّهُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا شکوی کیا گیا کفار پر اور فَمَهِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا سے تخویف دی گئی ہے۔

خلاصہ سورۃ۔ دو نمونے بتلائے گئے واسطے نکلنے کے اور پھر دلیل عقلی بطور نمونہ کے درمیان میں لائی گئی اور پھر شکوہ اور تخویف بیان کی گئی۔ معانی بیان ہو گئے ہیں۔ فقط ۱۲

سُورَۃُ الْاَعْلٰی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت سے اب علیحدہ مضمون شروع ہوا ہے توحید بھی ذکر ہوگی لیکن اکثر مضمون تزہید من الدنیا کے متعلق آئے گا اس سورت کا خلاصہ التوحید والتزہید من الدنیا۔ اور یہ مضمون سورۃ والضحیٰ تک جائے گا۔ پہلے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی سے لے کر فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی تک یہ بیان کیا کہ رب کا شریک نہ بناؤ جو کہ تمہارا اور تمہارے مال مویشی کا رازق ہے اور اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰی سے دوسرا دعوے ثابت کیا یعنی سب کچھ جاننے والا ہے اب دو دعوے ثابت ہو گئے کہ سب کچھ کرنے والا بھی وہی ہے اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے لہٰذا اس کو پکارنا چاہئے یہ ثمرہ ہے دونوں کا اور ہر ایک دعوے کے ساتھ اللہ تعالٰے نے انعام ذکر کیا ہے یعنی دعوے کے بعد سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓی اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ذکر کیا اور دوسرے دعوی کے بعد انعام وَنُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰی ذکر کیا۔ حاصل یہ ہے کہ پہلا دعوے مبدا ہے واسطے دوسرے کے کیونکہ جو سب کچھ کرنے والا ہوتا ہے وہ سب کچھ جاننے والا ہوتا ہے اسی کو پکارنا چاہئے اور انعام پہلا مبدا ہے واسطے دوسرے کے یعنی قرآن شریف کا دینا سبب دخول جنت کا ہے کیونکہ قرآن شریف سے ہدایت جو کہ موجب دخول جنت ہے لہٰذا جب پہلا دعوے مبدا تھا دوسرے دعوے کے واسطے تو اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ پہلا دعویٰ مان لو تو یہ انعام دوں گا یعنی قرآن شریف اور اگر دوسرا دعوے مان لیا جو کہ ثمرہ تھا پہلے دعوے کے واسطے تو دوسرا انعام دوں گا یعنی دخول جنت جو کہ ثمرہ ہے پہلے انعام کا اور اول سورۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی کہا گیا جو کہ دونوں دعوں کے واسطے نتیجہ اور مقصود اصلی تھا یعنی جب پیدا کرنے والا اور جاننے والا وہی ہے تو اس کو شریکوں سے پاک سمجھو اب یہ جاننا چاہئے کہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی میں ادماج ہے کیونکہ سبح اسم ربک الاعلیٰ بمنزلہ نتیجہ اور ثمرہ کے ہے واسطے دو دعوی جو کہ بعد میں مذکور ہیں معنی اس طرح ہوگا پاک ہے اللہ تعالٰے جو کہ خالق کل شئی اور عالم کل شئی ہے فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی یعنی پس تو بھی پاک سمجھ یہ بیان سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی سے لے کر وَنُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰی تک پھر فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰی سے لے کر وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی تک متعلق ماقبل کے لایا گیا اور دو فریق بیان کئے گئے حاصل یہ ہے کہ تم کو دو انعام دیئے گئے اس غرض سے کہ اللہ کو پاک سمجھو شریک سے تو پہلا انعام یعنی قرآن اس میں اس غرض کا بیان ہے لہٰذا اس کے ساتھ لوگوں کو وعظ نصیحت کرو پھر دو فریق بیان کئے گئے ایک تو بدبخت جو کہ اس سے دور ہوں گے اور مستحق آگ کے ہوں گے اور دوسرا فریق جو کہ اس کو مانے گا اور ایک اللہ ہی سے مانگے گا اور پکارنے میں غیر اللہ کو اللہ کا شریک نہ بنائے گا۔ پھر بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا سے لے کر اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی تک شکوی بیان کیا گیا اور بل کا تعلق مذکور ماقبل کے ساتھ ہے یعنی مذکورہ ماقبل یعنی قرآن کو نہیں مانتے دنیا مانگتے ہیں وہ بھی دے دیں گے حالانکہ دنیا کے بدلے آخرت اچھی ہے اور یہی سلسلہ تمام کتب سابقہ میں تھا یعنی توحید اور آخرت کا دنیا سے اچھا ہونا سب کتب سابقہ میں مذکور ہے پس خلاصہ سورۃ کا یہ ہوا کہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَنُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰی تک یہ بیان ہے کہ اس کو پکارو اور اس کا کوئی شریک نہ بناؤ اور پھر فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰی سے لے کر فَصَلّٰی تک بیان کیا کہ اس مسئلے کے ساتھ تبلیغ کرو اور دو فریق یعنی اشقی اور سعید بیان کئے گئے پھر بَلْ تُؤْثِرُوْنَ سے لے کر وَمُوْسٰی تک تمام مذکور ماقبل کے متعلق لایا یعنی مسئلہ تو یہ ماننا تھا اور یہ نہیں مانتے اس کی

بجائے دنیا مانگتے ہیں حالانکہ آخرت دُنیا سے اچھی ہے اور یہی بات کتب سابقہ میں مذکور ہے اور توحید کا بیان فصلّی تک آیا ہے ۔ اور
بَلْ تُؤْثِرُوْنَ سے تزہید من الدنیا پس سورۃ کا خلاصہ یہی دو باتیں یعنی توحید و تزہید ہو گئی (تحقیق جمل و مفردات) خَلَقَ فَسَوّٰی
یعنی درست اندام بنایا وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی وہ ذات جس نے مقرر کیے ہیں اندازے واسطے رزق کے اور راستے دکھلائے واسطے حاصل کرنے
اس کے کے اَخْرَجَ الْمَرْعٰی یعنی گھاس فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی پس کیا اللہ نے گھاس کو خشک ٹکڑے ٹکڑے فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰی اس جگہ پر
اعتراض وارد ہوتا ہے کیونکہ معنی یہ ہے کہ نصیحت کر جس جگہ نصیحت نفع کرے اب یہ لازم آتا ہے کہ پہلے معلوم ہونا چاہئے کہ اس جگہ نفع ہوگا
تو پھر نصیحت کی جاوے حالانکہ یہ بات ضروری نہیں ۔ جواب یہ ہے کہ معنی یہ ہوگا کہ جس جگہ وہم نفع کا ہو اور جس جگہ نہ ہو اس جگہ نہ کریں ۔ جیسا
اَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِكْرِنَا یا یہ معنی ہے کہ نفع ضرور ہوگا ۔ فقط ۔

سُوْرَةُ الْغَاشِيَة (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سُورۃ میں محض تخویف بیان ہوگی اور پھر یہی طریقہ ہوگا کہ ایک سُورت میں توحید اور تزہید من الدنیا کا بیان ہوگا اور ایک میں محض تخویف
بیان ہوگی اور یہ سورۃ تتمہ ہوگی پہلی سورت کا هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ سے لے کر وَزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ تک تخویف اُخروی اور بشارت اُخروی کا
بیان ہوا ہے لَا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ تک تخویف بیان ہوئی اور پھر آخر تک بشارت ہے اور پھر اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَاِلَى السَّمَآءِ
كَيْفَ رُفِعَتْ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ نمونے بتلائے گئے واسطے سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ وَاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ وَنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ
وَزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ کے علی سبیل اللف والنشر المرتب ذکر کیے گئے بیان یہ ہے کہ جس طرح دُنیا میں اونٹ لدے ہوئے ہوتے ہیں جب دل چاہے
بٹھا لیتے ہیں اسی طرح تختے بھی لادے ہوئے ہونگے اور مرتفعۃ لاحلہا ہونگے (تفسیر عباسی) اور دوسرے معنی مدارک نے کئے ہیں کہ جس طرح
دنیا میں چڑھنے کے وقت نیچے ہوتے ہیں اور بعد چڑھنے کے اونچے ہو جاتے ہیں اسی طرح تختے بھی وقت چڑھنے کے نیچے ہو جائیں گے اور وقت
سوار ہونے کے بعد اونچے ہو جائیں گے اور دوسرا نمونہ وَاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ کے ہے یعنی جس طرح آسمان اونچا ہے اور ستارے اس میں اونچے رکھے
ہوئے ہونگے یہ معنی نہیں کہ اتنے قد اونچے ہونگے ۔ اور تیسرا نمونہ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ کا بتلایا گیا اور اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ سے یعنی جس طرح
دُنیا میں پہاڑ قایم ہیں ایک قطار میں اسی طرح اس جگہ تکیے بھی ہونگے اور چوتھا وَزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ کا بتلایا گیا اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ سے یعنی
جس طرح دنیا میں زمین بچھائی ہوئی مثل فرش کے اسی طرح اس جگہ دریاں بچھائی ہوئی ہونگی اور پھر فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ سے لے کر ثُمَّ اِنَّ
عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ تک سُورۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی میں ذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰی کے ساتھ تعلق ہے کیونکہ یہ سُورت اصل میں اسی کا تتمہ ہے اس
میں بعض تخویف ہے اور پھر فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ کو فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰی کے ساتھ تعلق بیان کیا (تحقیق معانی) حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ
یعنی آفت ڈھانپنے والی ۔ عَامِلَةٌ کام کرنے والے جیسا کہنا نُعْقِدُ مُتَوَقَّعًا سے معلوم ہوتا ہے نَّاصِبَةٌ سختی جھیلنے والے عَيْنٍ اٰنِيَةٍ چشمہ گرم ۔ ضَرِيْعٍ
کانٹے کا ایک قسم ہے ۔ لَاغِيَةً بیہودہ گوئی ۔ بِمُصَيْطِرٍ داروغہ ۔ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰی ۔ اے لکن ۔ فقط ۱۲

سُورَۃُ الفَجر (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورۃ کا خلاصہ علت حُبِّ المال والدنیا ہے اس میں بھی اصل دعوٰی کا اعادہ کیا گیا ہے پہلے اس سورت میں وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ تک بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ ایسے اوقات شریفہ تم کو اللہ نے عطا کئے ہیں لہٰذا ان اوقات میں دعائیں اور عاجزیاں کرو اور ان اوقات کی طرف آؤ اور حصولِ دُنیا کی طرف نہ جاؤ اور جواب قسم بھی محذوف یعنی ان اوقات متبرکہ کی طرف آؤ اور حصول دُنیا کی طرف نہ جاؤ۔ حاصل یہ ہے کہ تمام مضمون علی سبیل الترقی ذکر کئے گئے ہیں (از خازن) اوّل تو فجر یوم النحر کی خود شاہد ہے ضرور اس جگہ جانا چاہئے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عرفات میں دعا مانگی کہ اے اللہ میری اُمت جو کہ حجاج ہیں۔ ان کے گناہ بخش دے تو اللہ تعالےٰ نے حق غیر کے سواسب بخش دیئے پھر صبح مزدلفہ میں دسویں روز دعا مانگی کہ اے اللہ حق غیر کا معاف کر دے اور غیر کا حق بھی تو اپنے آپ سے ادا کریں اور اس کو راضی کریں۔ وہ بھی بخشے گئے اور شیطان نے اس دن اتنا شور کیا کہ کبھی آگے ایسا نہ کیا تھا لہٰذا جب ایسا مبارک دن ہے ضرور اس جگہ جانا چاہئے۔ پھر ترقی کر کے کہا گیا وَلَيَالٍ عَشْرٍ یعنی یوم النحر کو چھوڑو کیونکہ اس جگہ جانے میں تو مال خرچ ہوتا ہے اور مصائب آتے ہیں خود تمہارے گھر میں دس راتیں آتی ہیں رمضان کے اخیر میں جن میں لیلۃ القدر آتی ہے جو کہ نہایت رحمت والی رات ہے اس کی طرف آؤ دُنیا کی طرف نہ جاؤ۔ پھر ترقی کر کے کہا۔ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ اچھا وہ لیلۃ القدر والی رات سال میں آتی ہے اور یقینی معلوم نہیں ہوتی یہ پانچ نمازیں ہیں بعض جُفت اور بعض غیر جُفت باعتبار رکعات کے یہ نہایت مبارک وقت ہیں ان میں کچھ حاصل کرو دنیا کی طرف نہ جاؤ حدیث شریف میں آیا ہے کہ کوئی شخص نہر میں اگر پانچ دفعہ ہر روز غسل کرے آیا اس پر کوئی میل اور گندگی ہوگی یہ صلوٰۃ خمسہ نہر میں غسل کرنے کی مثال ہیں پھر کہا اللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ اور رات کہ جس وقت اخیری حصہ اس کا ہوتا ہے تو وہ ایک نہایت مُبارک وقت ہے کیونکہ حق تعالےٰ نیچے آسمان پر آجاتا ہے اور آواز دیتا ہے کہ کوئی ہے بخشش مانگنے والا اس میں کچھ اللہ سے طلب کریں اور حصول دُنیا کی طرف نہ جائیں اور پھر أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ سے لے کر إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ تک تو ہید من الدنیا کے واسطے تخویف دنیاوی کے تین قصے بتائے گئے کہ دُنیا کچھ چیز نہیں ہے دیکھو عاد کتنی سرکش قوم تھی اور ثمود کتنے کسب وار تھے اور فرعون کتنا مال دار تھا جب اُنہوں نے فساد کیا اور اطاعت رسول اپنے کی نہ کی تو اللہ تعالےٰ نے ان کو ہلاک کر دیا پھر فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ سے لے کر فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ تک انسان کا شکوٰی بیان کیا گیا کہ بات تو یہ ہے کہ انسان نے تو اپنی عزت و ذلت کا خیال دُنیا پر کر لیا ہے حالانکہ یوں تو مناسب نہ تھا بلکہ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ قاعدہ تو یہ تھا۔ شعر

زین سبب فرمود قرآنی اویس   انما الدنیا ساعتر فیها اللبیث والیس

اور پھر کَلَّا سے زجر کی گئی کہ جس طرح سے اُس نے خیال کیا ہے یُوں تو کرنا نہ چاہئے تھا اور پھر بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ سے لے کر وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ تک شکوہ کیا گیا علے سبیل الترقی ان کے فعلوں پر۔ اوّل بَل لَّا تُكْرِمُونَ ترقی ہے فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ کے حاصل سے یعنی دُنیا کی عزت اور ذلت کا خیال کرنا تو بجائے خود یہ تو دُنیا میں ایسے مشغول ہو گئے ہیں کہ یتیموں پر اکرام بھی نہیں کرتے پھر وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ

عَلٰی طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ سے ترقی کر کے کہا کہ اکرام یتیم بجائے خود یہ تو رغبت اور مُحبت ساکین کی طعام دیے پر بھی نہیں کرتے پھر تَاْکُلُوْنَ التُّرَاثَ اَکْلًا لَّمًّا یعنی رغبت
نہ دلانی تو بجائے خود یہ تو اگر سکینوں کا مال جو بوجہ ورثہ آیا ہو اجداد کے ہو تو وہ بھی کھا جاتے ہیں اور تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا سے کہا کہ میراث
کا مال لینا تو بجائے خود یہ تو چوری کرتے ہیں اور زور سے مال کثیر لیتے ہیں اور پھر کَلَّا سے ان فعلوں پر زجر کی گئی کہ (رہ) یوں تو نہ کرنا چاہیے
تھا۔ اِذَا دُکَّتِ الْاَرْضُ سے متعلق تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا کے بیان لایا گیا کہ یہاں چوری وغیرہ نہیں کرتے ہیں بوجہ خوف بادشاہِ وقت کے
کہ قید وغیرہ سے ڈرتے ہیں، اچھا اس بادشاہ کے آگے کیا کرے گا جس وقت زمین ریزہ ریزہ کی جائے گی اور بادشاہِ غالب اپنے تخت بادشاہی
پر بیٹھ جائے گا اور ملائکہ صفیں باندھ کر کھڑے ہو جائیں گے قید خانہ واسطے قیدیوں کے جہنم لایا جائیگا تو اس وقت انسان نصیحت قبول کرے گا
لیکن وہ تو وقت نہ ہوگا اور اس جیسا عذاب کوئی بادشاہ نہیں دے سکیگا یہ تخویف ہے اور پھر یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ سے کر وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ
تک ترغیب لائی گئی بعد تخویف کے کہ اے انسان مان لے اور ایسے سخت عذاب سے خلاصی حاصل کر اور ایسے انعام کو حاصل کر۔ خلاصہ یہ ہے کہ
پہلے قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ تک یہ بیان کیا کہ ان اوقات میں اللہ کے آگے عاجزی کر اور حصول دنیا کی رغبت دور کر و پھر نمونے عذاب دنیوی کے
بتلائے گئے پھر شکوی علی سبیل الترقی اور شکوہ کے ساتھ زجر بھی بیان کی گئی اور تخویف بیان کر کے ترغیب الی الجنت دی گئی۔ لہذا خلاصہ یہ ہوا کہ
اہانت حُبُّ المال والدنیا (تحقیق جمل ومفردات) قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ یعنی عبرت واسطے صاحب عقل کے عَادٍ اِرَمَ اصل میں عاد بن ارم تھا
بن کر حذف کیا گیا اور ارم جد عاد کا تھا ذَاتِ الْعِمَادِ یا تو وہ اونچے قد والے تھے اور یا ان کے ساتھ ہمیشہ عمود پیڑیاں ہوتی تھیں۔ اَلَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ
مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ یعنی قد آوری میں ایسے ابھی تک کوئی پیدا نہیں کیے گئے جَابُوا الصَّخْرَ یعنی چیر اٹھا پتھروں کو ذِی الْاَوْتَادِ یعنی عذاب میخوں
کے ساتھ دیتا تھا اور ترتیب عذاب کی کوئی تعیین نہیں اور سَوْطَ عَذَابٍ یعنی چابک عذاب کا یعنی ایک قسم کا عذاب لَبِالْمِرْصَادِ جائے انتظار
اَکْلًا لَّمًّا کثیر اَدَّ کَادَکَا ہموار کردن حُبًّا جَمًّا کثیر یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ قدمت کے دو معنی آتے ہیں ایک آگے بھیجا اور دوسرا آگے آنا
جیسا کہ قَدَّمْتُ وَقَدَمٌ بین ید یہ اور حیاتی مراد حیاتی قیامت والی ہے کیونکہ اصل حیاتی تو وہی ہے فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ
اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ ہے فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابًا لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ یعنی اس جیسا عذاب کوئی نہیں دے سکتا یا یہ معنی ہوگا
کہ اس کے عذاب کا کوئی متولی نہ ہوگا وَلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ یعنی اس جیسے کو ہتھکڑی کوئی نہ لگائیگا اَلنَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ آرام کرنے والا فقط۔

سُوْرَةُ الْبَلَدِ (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورۃ تتمہ ہے سورۃ والفجر ولیال کا کیونکہ اس میں تو اہانت حب المال والدنیا بیان ہوئی اور شکوہ اور زجریں کی گئیں واسطے محبت کرنے
دنیا کے اور اس میں یہ بیان کہ مصارف پر خرچ کرو اور غیر مصارف پر خرچ کیا تو ضائع ہوگا اور کچھ تخویف اخروی اور دنیوی دی گئی ہے۔ حاصل یہ ہے
کہ سورۃ فجر میں سورۃ سبح سے ترقی کی گئی ہے اور اس میں سورۃ فجر سے ترقی کی گئی بیان کرنے موضوع میں لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے لے کر
جواب قسم لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ تک یہ بیان کیا کہ انسان کو مشقت لازم ہے یعنی انسان کو مشقت دینی میرے ہاتھ میں ہے اس کے واسطے

دو شاہد لائے ایک تو یہ بلد یعنی مکہ کہ تو اس میں داخل ہوگا یا یہ معنی کہ تو صاحب حلت کا ہوگا یعنی تیرے واسطے قتل کرنا اس بلد والوں کا حلال ہوگا ۔ اس میں کتنی مشقت ہوگی ان کو شاہد ہے کہ مشقت دینی ہمارے ہاتھ میں ہے ہم دے سکتے ہیں اور دوسرا جو جنتی ہے اور جس کو جنتی ہی کسی قدر تکلیف ہوتی ہے اسی طرح ہمارے ہاتھ میں ہے انسان کی مشقت یہ تمام تخویف دنیوی ہے ۔ یہ بیان فرمایا کہ آپ کو مکہ پر غلبہ دیں گے ۔ پھر فرمایا کہ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ الکافر اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا کیا گمان کرتا ہے کافر کہ ہم پر غالب کوئی نہ ہوگا میں نے بہت لوگوں کو مال دیا ہے ہمارے رفیق ہیں ۔ نہیں سمجھتا یعنی اس کو آنکھ دی دیکھنے کو زبان دی بولنے کو تاکہ دلائل قدرت دیکھے زبان سے حق پوچھے راہ خیر و شر ہم نے اس کو دکھایا پھر بھی عقبہ پر نہ چڑھا اور اَیَحْسَبُ اَنْ لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ سے کر اَیَحْسَبُ اَنْ لَّمْ یَرَهٗۤ اَحَدٌ تک شکوی بیان کیا گیا اور پھر اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَیْنَیْنِ سے لے کر وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ تک دلائل بطور شکری کے بیان کئے گئے۔ **حاصل** تمام کا یہ ہے کہ اب تو اے انسان گمان کرتا ہے کہ مجھ پر کوئی قادر نہیں اور نہ کوئی قادر دیکھ رہا ہے فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ سے لے کر ذَا مَتْرَبَةٍ تک یہ بیان کیا گیا کہ تو نے یہ مال جگہ پر خرچ نہیں کیا پس نہ چڑھا اونچائی کی طرف کیونکہ جس طرف پانی چلے وہ طرف تر بانکت کی ہوتی ہے اور اونچائی کی طرف خلاصی ہوتی ہے اسی طرح اس نے مال تو خرچ کیا تھا لیکن بے جا خرچ کیا ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ سے شرط بیان کی یعنی مصارف پر خرچ بھی کرے بشرطیکہ ایمان بھی ہو ورنہ سب خرچ کرنا لغو ہوگا اور اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ متعلق كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ اور بشارت بیان ہوگئی ان کے واسطے اور وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سے لے کر نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ تک عذاب اُخروی بیان کئے گئے حاصل تمام کا یہ ہوا کہ اس میں سورۃ والفجر سے ترقی کی گئی اس وجہ سے کہ اس میں کہا گیا کہ دو شرطیں ضروری ہیں ایک تو مصارف پر خرچ کرنا چاہئے اور دوسرا ایمان بھی ہو اور یہ ابتداء میں تخویف دنیاوی بیان کی گئی کہ انسان کی مشقت ہمارے ہاتھ میں ہے اور آخر میں تخویف اخروی بیان کی گئی ہے **خلاصہ سورت** کا یہ ہے کہ خرچ کرنا مصارف پر ہونا چاہئے بشرط ایمان ۔ **(تحقیق جمل و مفردات)** وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ یہ جملہ حالیہ ہے اور حل کے دو معنی مذکور ہو چکے ہیں اور لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ جواب قسم ہے لُّبَدًا مال کثیر وَهَدَیْنٰهُ النَّجْدَیْنِ یعنی خیر و شر اَلْعَقَبَةَ راہ کہ بالا کو رود ۔ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ تجھ کو کیا خبر ہے عقبہ کی یا یہ معنی کہ مجھ سے سن کہ تیری سمجھ میں اس کا بیان نہیں آ سکتا ہے یہی دو معنی ایسی عبارتوں کے ہوتے ہیں مَسْغَبَةٍ بمعنی بھوک ۔ ذَا مَتْرَبَةٍ صاحب مٹی رلانے کا تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ یعنی بند ہونا گناہ سے قبول کرتے ہیں یا معنی یہ ہے کہ خود نصیحت قبول کرتے ہیں جیسا کہ تَوَاصَوْا القوم ای اوصی بعضهم بعضا اور یہ معنی اس جگہ نہیں ہے کہ لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ای مطبق یعنی آس پاس آگ کے ستون لوہے کے ہونگے اور درمیان میں ان کے آگ ہوگی اس میں یہ ڈالا جائیگا اور اوپر سے بند کیا جائے گا ۱۲ فقط

سُوْرَۃُ الشَّمْس (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورۃ اور والیل واقعہ میں دو دو ایک نہیں پہلے دونوں مضمونوں کا اعادہ کیا گیا یعنی توحید اور ترہیب من الدنیا ۔ اسی طرح اس سورت میں توحید کے متعلق بیان کیا یعنی التفرقة فی الاعتقاد بیان کیا کہ تزکیہ نفس اور تخبیث نفس برابر نہیں ہیں اور سورۃ والیل میں دوسرا مضمون یعنی التفرقۃ

فی الاعمال کے متعلق بیان کیا یعنی عمل نیک اور بد برابر نہیں ہیں لہٰذا ان دونوں سورتوں میں من حیث المجموع اعادہ کیا گیا دونوں مضمون توحید تزہید کا وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا سے لیکر مَنْ دَسّٰهَا تک التفرقہ فی الاعتقاد بیان کیا یعنی تزکیہ نفس اور تخبیث نفس برابر نہیں ہیں اور اس کے واسطے شواہد لائے گئے ایک تو شمس اور قمر برابر نہیں ہیں یہ بھی شاہد ہے اور نہار اور لیل مساوی نہیں یہ بھی شاہد ہے اور سماء اور ارض بھی مساوی نہیں یہ بھی شاہد اور فجور اور تقویٰ مساوی نہیں یہ بھی شاہد ہے یہ تمام شاہد ہیں اس پر کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا یہی جواب قسم ہے یعنی جس نے نفس کو اچھا کیا اور جس نے خوار کیا اور نیچے دبا دیا یہ دونوں برابر نہیں جیسا کہ مذکورہ اشیاء برابر نہیں ہیں اور پھر كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ سے لیکر وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا تک تخویف دنیاوی ثمود کا قصہ اجمالاً بیان کیا کہ انہوں نے طغیانی کی اور رسول کی مخالفت کی تو اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ حاصل یہ ہے کہ شواہد بتا کر کہا گیا کہ تزکیہ نفس والا اور خبیث نفس والا مساوی نہیں ہیں اور بعد میں تخویف دنیاوی بیان کی گئی۔ خلاصہ اس کا التفرقہ فی الاعتقاد ہے (تحقیق جمل ومفردات) وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا یعنی روشنی شمس وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ای اذا تبعها یعنی وقت نابود ہونے قمر کے وہ وقت دونوں کے اجتماع کا ہوتا ہے اور اس وقت جو حصہ قمر کا ہماری طرف ہوتا ہے وہ بے نور ہوتا ہے اور جو دوسری طرف ہوتا ہے وہ نور والا ہوتا ہے اس واسطے تھوڑا سا معلوم ہوتا ہے یا بالکل نظر نہیں آتا وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا جس وقت ظاہر کرتی ہے یعنی اس وقت شمس اوپر آجاتا ہے افق سے وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا۔ ما مصدر یہ ہے اور معنی یہ ہے قسم ہے آسمان اور اس کی اونچائی کی اور ما موصولہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا یہ دلیل بنانا کہ ذوی العقول کی جگہ پر مستعمل ہوتا رہتا ہے صحیح نہیں وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا یعنی درست اندام بنایا یعنی ایک ہاتھ لمبا اور ایک چھوٹا نہیں بنایا تاکہ بے ڈھنگی نظر آئے فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا یعنی فجور اور تقویٰ سکھایا یعنی فجور اور تقویٰ یکساں نہیں ہر ایک جان سکتا ہے گویا حاصل یہ ہوا قسم ہے فجور نفس وتقویٰ اسکے کی یہاں اس طرح جیسا مثل الحیٰوۃ والدنیا کنبات انزلناہ الی آخرہ فافھم اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا یعنی جس وقت اٹھا اشقی قوم ثمود میں سے نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا یعنی واحفظوا ناقۃ اللہ یعنی چاہیے بچاؤ ناقہ کو اور اس کی پانی کی باری کو فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا پس ہلاکت ڈالی اللہ نے ان پر بسبب گناہ ان کے پس عام کر دیا مطلب کو معنی دمدم کے تین آتے ہیں بر زمین چسپانیدن چیزرا اندوہگین کردن وہلاک کردن۔ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا عقبیٰ تلک الفعلۃ معنی یہ ہے کہ نہیں خوف کرتا بدلا لینے کا۔ فقط

سُوْرَۃُ وَالَّیْلِ مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس کا خلاصہ تفرقہ فی الاعمال ہے جو کہ دوسرا دعویٰ تھا سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى کا اس فہرست میں التزہید من الدنیا کا بیان ہے پہلے وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى سے وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰٓى تک دو شاہد بتلائے گئے یعنی رات جس وقت ڈھانپ لیتی ہے اور نہار جس وقت اچھی ظاہر ہو جاتی ہے دونوں متفرق التاثیر ہیں کیونکہ لیل کے وقت کے کام علیحدہ ہوتے ہیں اور نہار کے علیحدہ ہوتے ہیں اور دوسرا مذکر اور انثیٰ متفرق التاثیر ہیں یہ بات ظاہر ہے پھر اس کے بعد اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى جواب قسم ہے یعنی یہ دونوں امور شاہد ہیں کہ تمہارے کام بھی متفرق التاثیر ہیں اور پھر جواب قسم کی وضاحت فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى سے لے کر آخر تک کی گئی یعنی ایک تو مال دے اور دوسرا نہ دے وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى

یعنی کسی کی نعمت کے بدلے میں بھی نہ دے یعنی کسی نے اس پر پہلے انعام کیا ہو اور اس کا یہ اس کے بدلے میں دے اور اتقاء کی شرط اور تصدیق بھی کرے تو اس کا حکم فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ہے اس کے دو معنی ہیں ایک تو یہ ہے کہ آسانی کریں گے واسطے کار آسان کے یعنی توفیق ان کاموں کی دیں گے جو ان سے دار یسری کو حاصل کرے گا اور دوسرا معنی یہ ہے کہ آسانی کے ساتھ لے جائیں گے دار یسری میں اور دوسرا شخص جو اس کے مقابل ہے تو حکم بھی اس کا اس حکم کے مقابل ہوگا اور درمیان میں تخویف بیان کی گئی مال کو راستے حق پر نہ خرچ کرنے سے (مَعَانِی) شَیْءٌ تَتَلَظّٰی تُتلظی شعلہ مارے گی وَسَیُجَنَّبُهَا یعنی دور کیا جائے گا اتقی شخص۔ لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقٰى معنی یہ ہے کہ اصلی در قعر جہنم داخل ہونا مختص بکفار ہے واما المسلمون فلا یصلون فی النار بل تاتیھم شیء من شعبھا فلا اشکال۔ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى عندہ بمعنی علیہ کے ہے اور تجزی کا معنی بدلہ دیا جانا ہے یعنی کسی کے بدلے نعمت کے نہیں دیتا بلکہ محض واسطے رضامندی اللہ کے دیتا ہے۔ **فقط۔**

سُوْرَةُ الضُّحٰی (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورۃ تک مضمون پہلا ختم ہوگیا ہے اور دوسرا مضمون شروع ہوا ہے یعنی کفار کے اعتراض کا دفع ہے۔ خلاصہ اس کا تسلی ہے رسول صلعم کو سبب نزول کے خازن نے تین وقول لکھے ہیں لیکن سب سے اقوی یہ ہے کہ کچھ دن وحی کے آنے میں تاخیر ہوئی تو مشرکوں نے کہا کہ محمد صلعم کے خدا نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور ناراض ہوگیا ہے تو ان کے جواب میں کہا گیا وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى یعنی وقت ضحی کا اور رات جس وقت ظلمت ڈالتی ہے دونوں وقت یکساں نہیں اسی طرح کسی وقت قبض اور کسی وقت بسط مثلاً کسی وقت آسودگی اور کسی وقت تنگی آتی ہے۔ وحی کا آنا بھی اسی طرح ہے کا ہے آیا اور گاہے نہ آیا غم مت کرو مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى یعنی نہیں چھوڑا تجھکو اور نہ رنج ہوا اول۔ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى یہ تسلی کے واسطے کلام لائی گئی ہے کہ غم مت کرو تیرے واسطے آخرت میں مقام محمود تیار کر رکھا ہے اور آخرت دنیا سے اچھی ہے وہ قریب ہے تجھکو دے گا۔ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى پہلے سے بھی تسلی دی گئی ہے لیکن وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ الخ۔ مآل بتا کر تسلی دی گئی ہے اور ابتدائی تین حال کر بتا کر تسلی دی گئی۔ ایک تو یہ کہ تو یتیم تھا اور اللہ نے تیری پرورش دوسرے سے کرائی اور پرورش کے بعد تو بے راہ تھا یعنی تجھے پڑھانے والا کوئی نہ تھا اللہ نے تجھ کو شریعت یعنی قرآن سکھایا اور اس کے بعد تو فقیر تھا اللہ نے تجھے مدینہ میں غنی کیا اور فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ تفریع لائی گئی انعام ملاحظہ دیا۔ ہر پہلے علی سبیل اللف والنشر الغیر المرتب ہے۔ اَلَمْ يَجِدْكَ سے لے کر فَاَغْنٰى تک پھر اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا۔ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ متفرع کیا یعنی یتیم پر قہر نہ کر کیونکہ تو نے بھی یہ حالت گذاری ہوئی ہے اور وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى پر وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ متفرع کیا یعنی سائل نے اسلام کو جھڑکی نہ دے۔ کیونکہ تو نے بھی یہ حالت گذاری ہوئی ہے اور وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى پر وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ متفرع کیا۔ قاعدہ ہے کہ اگر تنگی کے بعد نعمت آئے تو خوب اقرار ہوتا ہے نعمت کا۔ حاصل یہ ہے کہ سورت کے تین حصے ہیں ایک وَالضُّحٰى سے لے کر فَتَرْضٰى تک کفار کے قول

کی تسلی دی گئی۔ اور وَلَلْآخِرَۃُ سے انعام اُخروی بتلا کر تسلی دی گئی۔ اور پھر اَلَمْ یَجِدْکَ یَتِیْمًا سے لے کر فَاَغْنٰی تک انعام ابتدائی دنیوی بتلا کر تسلی دی گئی اور تین انعام ذکر کیے جو کہ ہر ایک لاحق سابق سے بعد میں ہوا ہے اور تین انعام پر تین امور متفرع کیے گئے علیٰ سبیل اللف والنشر المرتب فَاَمَّا الْیَتِیْمَ سے لے کر فَحَدِّثْ تک۔ خلاصہ تمام سورت کا تسلی غرض ہے نبی علیہ السلام کو ۱۲ +

سُوْرَۃُ الْاِنْشِرَاح مَکِّیَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت میں بھی نبی علیہ السلام کو تسلی دی گئی ہے لیکن اس میں تسلی اس بات کی ہے کہ کفار مومنوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے پاس مال نہیں اس سے نبی علیہ السلام کو غم لگا تو تسلی دی گئی۔ اور سورت والضحیٰ میں تسلی دوسرے امر کی تھی یعنی بوجہ دیر کرنے وحی کے آئی تھی۔ اور اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ سے سبدا بیان کیا کہ پہلے اللہ نے سینہ تیرا واسطے اسلام کے کھول دیا ہے تائید اسکی مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ ہے اور وِزْرَکَ سے مراد بار ہے کفر والا یا شرک والا اور وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ کا معنی یہ ہوگا کہ تیرے پاس کفر اور شرک نہ آنے دیا۔ (اصلی معنی یہی ہے) اَلَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ سے یہ بیان کیا کہ یہ ایسا گناہ تھا کہ اگر تم سے صادر ہوتا تو تمہاری پیٹھ کو توڑ دیتا (البلا مراد الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ سے ای لوکان ھی۔ کیونکہ واقع میں تو کوئی نہ تھا۔ اور یا مراد وِزْرَکَ سے زلات ہیں جیسا کہ کہا گیا عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ (توبہ) اور مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗٓ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ (انفال) اور پھر وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ سے مراد دوسرا انعام بتلایا گیا یعنی کفر کو بھی نہ آنے دیا علاوہ اس کے اونچا کر دیا واسطے تیرے ذکر تیرا یعنی قرآن لوگوں میں مشہور کر دیا جو اس کو پڑھتا ہے تو اس کا ثواب تجھ کو ملتا ہے اور فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا سے لے کر وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ تک یہ بیان کیا گیا کہ کفار کہتے تھے کہ تمام مومن محتاج ہیں لہٰذا نبی علیہ السلام کو یہ خیال گزرا کہ شاید کافر اس واسطے ایمان نہیں لاتے تو کہا گیا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کتنے انعام کیے ہیں اسی طرح فقر بھی دور کرے گا دستور ہے کہ ہر سختی کے بعد خوشی اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اور اس کی تائید میں ہے لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ اور فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ کے معنی میں خلاف ہے لے اذا فرغت من دعوۃ الخلق فاجتھد فی عبادۃ الرب (مدارک) یا اذا فرغت من امور الدنیا فاجتھد فی عبادۃ الرب وبلغ ما انزل الیک۔ حاصل یہ کہ پہلے اَلَمْ نَشْرَحْ سے لے کر ذِکْرَکَ تک انعام علیٰ سبیل الترقی ذکر کیے گئے ہیں یعنی پہلے سینہ واسطے اسلام کے کھولا جس کی تائید مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ ہے پھر اس کے بعد کہا کہ کفر اور شرک تیرے پاس نہ آنے دیا پھر اس کے بعد قرآن کو مشہور کر دیا پھر اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا سے بیان کیا کہ جب اتنے انعام اللہ نے تم کو دیئے تو کفار کے مالدار ہونے اور اہل اسلام کے فقیر ہونے پر غم نہ کر تائید اس کی لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ الخ ہے بلکہ عسر کے ساتھ یسر ہوتا ہے قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو مالدار کرے گا اور فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ سے بیان کیا اگرچہ کفار مالدار ہیں

ریفرنس بک ـوہابی دیوبندی نجدی رشید گند گوہی اور حسین علی وہابی نجدی

اور نہیں مانتے تو تم اپنا کام تبلیغ ولا اکرتے رہو۔ سب کا خلاصہ یہ ہے کہ تسلی رسول اللہ صلعم کو دی گئی ہے کہ ان کے ملال رہنے کی طرف خیال نہ کرو۔ یہ ایک معنی ہے بعض مفسرین نے اور معنی پسند کیا ہے ۔

سورۃ والتین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یعنی سب نبی کہہ چکے ہیں کہ انسان کو خدا نے پیدا کیا ہے اور عقل بھی دیا ہے اگر ایمان لایا تو اونچے درجے والا ہوگا نہیں تو دوزخ میں جائے گا (یہ سورۃ تتمہ سورۃ پہلی کا ہے یعنی توحید اور ترہیب من الدنیا کا کیونکہ اس میں دو آخرتہ ذکر کردیئے گئے ہیں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى سے لے کر وَالضُّحَى تک توحید اور ترہیب من الدنیا کا ذکر آیا اس کے بعد دو سورتوں میں تسلی دے کر پہلے اس بحث کو ختم کردیا گیا اور وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ تین و زیتون ماجرا ابراہیم و مولد عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے۔ کہا یعنی یہ دو جگہیں ہیں جس جگہ وحی آتی تھی اولوالعزم انبیاء پر اور طُورِ سِينِينَ بھی جگہ وحی موسیٰ کی ہے اور هَٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ سے مراد مکہ شریف ہے یہ بھی رسول اللہ صلعم کے وحی کی جگہ ہے ان تمام جگہوں پر ذکر مکان کا ہے اور مراد مکین کا ہے یعنی وحی کا ہے اور هَٰذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ تو دلیل وحی ہے اور سابقہ تمام دلائل نقلی ہیں یعنی ان اولوالعزم نبیوں پر بھی یہی حکم آیا تھا اور رسول صلعم اپنے آپ سے نہیں کہتے بلکہ ان کو وحی من جانب اللہ ہوتی ہے اور دلیل عقلی آخر میں أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ سے ذکر کی گئی ہے یعنی عقل بھی مانتا ہے کہ اللہ بڑا بادشاہ ہے جو چاہے کرسکتا ہے اور اس حاکم کا حکم ہے فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ تک جواب قسم ہے ۔یعنی انسان کو اچھی صورت میں پیدا کیا ہے اگر ایمان لائے تو اس کے واسطے اجر غیر ممنون ہوگا ورنہ اسفل السافلین میں پھینکا جائے گا فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّينِ یہ تفریع جواب قسم ہے معنی یہ ہے کہ کونسی چیز تکذیب کراتی ہے تجھ کو اس بیان کے ساتھ جزا سے فقط ۔

سورۃ العلق

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورۃ خلاصہ ہے سور سابقہ کے واسطے یعنی مسئلہ توحید اور ترہیب من الدنیا جو سب تفصیل سے بیان ہوگئے ہیں اب جو نہیں مانتے ان کو چھوڑ دو اور تم اپنا کام یعنی قرآن پڑھو لو کفار کے ایذاء سے خوف نہ کرو پہلے اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ سے لے کر عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ تک حکم ہوا کہ تم اپنا کام کرو یعنی قرآن پڑھو اجمال کہ متعین بالرب جس نے تم پر تین انعام کئے ہیں (۱) تم کو پیدا کیا اور پیدا بھی خون سے کیا ہے (۲) تم کو سکھا دیا ہے ایک چھوٹی سی شئی سے یعنی قلم سے سب کتب لکھی جاتی ہیں جس امور کا ظاہر سبب نہ ہو وہ بھی بتلاتا ہے ساتھ وحی کے

اور پھر کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی سے شکوہ کیا گیا کہ باوجود اس امر کے کہ وہ سب اتنے کام کرتا ہے پھر بھی حکم امر ہے کہ انسان طغیان میں پڑتا ہے جس وقت آپ کو غنی دیکھتا ہے یا بسبب اس بات کے کہ آپ کو غنی دیکھتا ہے یہ دو معنی ہیں اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی کے اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی تخویف کی گئی ای ایہا المستغنی ان رجعك الی الرب القوی العزیز۔ اور اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی عَبْدًا سے لے کر اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی تک زجر کی گئی ابوجہل کو کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کرتا تھا اور ضرر پہنچاتا تھا۔ لہذا کہا گیا کہ اگر رسول ہدایت پر ہو۔ اور امر بالتقوی بھی کرے اور یہ ابوجہل وغیرہ منع کرے وقت نماز کے نماز سے اور تکذیب بھی کرے آیا نہیں جانتا کہ اللہ مجھ کو دیکھ رہا ہے کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ سے لے کر سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ تک ابوجہل کو تخویف دی گئی اور اس کا تعلق اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی سے ہے کیونکہ یہ ایک اس کی مثال ہے یعنی محکم بات یہ ہے کہ اگر یہ تیرے ایذا دینے سے باز نہ آیا تو ہم اس کو چوٹی سے پکڑیں گے پھر یہ اپنے اہل مجلس کو بلاوے اور ہم ملائک عذاب کو بلائیں گے کَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ سے یہ بیان ہے کہ یہ تیری اتباع نہیں کرتا تو تم اپنے قرآن کو نہ چھوڑو (حاصل سورۃ کا یہ ہوا کہ پہلے تو انعام بتلا کر کہا گیا کہ کلام الہی پڑھو۔ پھر انسان پر شکوہ کیا گیا اور تخویف بیان کی گئی۔ اس کے بعد ایک فرد بشر طغیان کرنے والا بتایا۔ اس پر زجر کر کے تخویف کی گئی اور پھر اصلی دعوے آخر میں ذکر کیا گیا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ قرآن پڑھو اور کفار سے خوف نہ کرو (**تحقیق جمل و مفردات**) اَرَءَیْتَ دوبارہ اخیر میں تاکید ہے پہلے کی۔ اور معنی اَخْبِرْنِیْ بتلا اگر تجھ کو معلوم ہے ورنہ مجھ سے سن اور اَرَءَیْتَ ایک مفعول کو طلب کرتا ہے کیونکہ معنی اَبْصَرْتَ مِنَ الرؤیۃ البصریۃ یا عَرَفْتَ کے ہوتا ہے اور وہ مفعول بھی کبھی حذف کیا جاتا ہے۔ منوی یا نسیًا منسیًا۔ اور اس جگہ ہر ایک کے ساتھ جو شرط ہے سب آپس میں مل کر ایک شرط ہوتی ہے۔ معنی اس طرح ہوگا اخبرنی عن الذی ینہی عبدًا اذا صلی اذ کذب وتولی ان کان قادرًا صلوۃ علی الھدی او امر بالتقوی اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی جزا ہی ہے وَاقْتَرِبْ یعنی قرب اللہ کا حاصل کر۔

سُوْرَۃُ الْقَدْرِ مکیۃ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس میں ترقی کی گئی سورۃ علق سے اور کہا گیا کہ قرآن بڑی نعمت ہے اس کو ضرور پڑھا کرو کیونکہ وقت رحمت کے اللہ تعالی نے اس کو اپنے کرم سے منزل فرمایا ہے (یعنی لیلۃ القدر میں) اور اسی رات میں پھر بھی آثار رحمت کے ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور اس رات ملائکہ اور جبرائیل علیہ السلام نازل ہوتے رہتے ہیں واسطے برکت وغیرہ کے۔

معانی:۔ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ای بحکم ربہم مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ای بکل امر سَلٰمٌ هِیَ سلام یعنی یہ رات سب سلامتی کا ہے

سُورۃ بَیِّنَۃ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِس سورۃ میں شکوہ عناد کفار کا ہے ۔ اس سورت کے دو حصے ہیں ۔ ایک لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سے لے کر دِیۡنُ الۡقَیِّمَۃِ تک اور دوسرا اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سے لے کر لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّہٗ تک اول میں شکوہ کیا گیا ۔ حاصل یہ ہے کہ کفار کتابیہ اور مشرکین شرک سے ہٹنے والے نہیں تھے ۔ جب تک یہ انتظام نہ ہوتا یعنی رسول نہ آتا اور اُن کو قرآن نہ سناتا اور تبلیغ نہ کرتا ۔ وہ تو اب ہو چکا اور مابین حق اور باطل کے تمیز بھی ہو چکی پس اب جو شاخیں نکال رہے ہیں بوجہ عناد اور بغاوت کے ہیں کیونکہ یہ مسئلہ کتب سابقہ میں بھی مذکور ہے ۔ یہی معنی ہے وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ کا اور یہی بیان ہے سورۃ شوریٰ میں ۔ اعادہ کی ضرورت نہیں ۔ اب ان کی حجت اللہ کے آگے منظور نہ ہوگی ۔ کیونکہ علماء ان کے مان چکے ہیں اور کتاب بھی منزل بالحق ہو چکی ہے بقرینہ حُجَّتُہُمۡ دَاحِضَۃٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ۔ اَللّٰہُ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ وَالۡمِیۡزَانَ (شوریٰ) پھر اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سے لے کر لِمَنۡ خَشِیَ رَبَّہٗ تک تخویف اور بشارت ذکر کی گئی ہے یعنی جس نے یہ دعویٰ مان لیا ۔ اس کے لئے خوشی ہے کہ جنات عطا کئے جائیں گے ۔ اور جنہوں نے عناد رکھا اُن کے لئے عذاب جہنم تیار ہے ۔ خلاصہ شکوہ عناد کفار کا ہے ۔ (**تحقیق جمل و مفردات**) حَتّٰی تَاۡتِیَہُمُ الۡبَیِّنَۃُ اس جگہ اعتراض وارد ہوتا تھا کہ معنی مضارع کا اس جگہ نہیں بن سکتا ۔ کیونکہ معنی یہ ہوگا کہ یہ کفار اور مشرکین اور اہل کتاب ہٹنے والے نہیں ہیں تاکہ ان کے پاس اب کوئی رسول آئے ۔ لہٰذا لازم آتا ہے کہ ان کے پاس اب کوئی رسول آئے تو بھی ہٹ جائیں گے اس سے ثابت ہو گیا کہ کوئی رسول دوسرا سوائے نبی علیہ السلام کے آئے ۔ یہ تو غلط ہے لہٰذا تفسیر کبیر والے نے جواب دیا ہے کہ تَاۡتِیَہُمۡ بمعنی اتت ماضی کے اور حتی بھی الی شرطیہ وصلیہ کے ہے یعنی یہ ہوگا کہ کفار نہیں ہیں ہٹنے والے شرک سے تاکہ ان کے پاس رسول بھی آگیا پھر بھی کفر کو نہ چھوڑا ۔ اور حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ معنی مضارع والا بن سکتا ہے جو کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے اور تفسیر کبیر والے خود ہی اعتراض کیا ہے کہ مضارع بمعنی ماضی اور حتی بمعنی الی شرطیہ کے لینا لغت کے منافی ہے اَلۡبَیِّنَۃُ رَسُوۡلٌ رسول بدل ہے بینۃ سے کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ لینے سورتیں جیسے بیان والی وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا یعنی یہ کفار عنادی اپنی کتابوں میں بھی اس دعوے کے ساتھ امر کئے گئے ہیں ۔ دِیۡنُ الۡقَیِّمَۃِ ای الۡمِلَّۃُ الۡقَیِّمَۃُ فقط ۔

سُورۃ الزلزال

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس سورت میں محض تخویف ہے کیونکہ سورۃ بینہ میں اُن کے عناد کا شکوہ بیان کیا ۔ اب تخویف بھی بیان کی گئی ۔ اس میں سبب

اُمور مرتبہ ذکر کئے گئے ہیں یعنی پہلی زمین فنا کی جائے گی زلزلہ سے جو اس کے لائق ہوگا۔ بعد اس کے اموات نکالے جائیں گے اور زمین وغیرہ اثقال نکال دے گی اس کے بعد انسان کہے گا کہ کیا ہے اس زمین کو کہ تمام اثقال کو خارج کر دیا ہے۔ اس دن بوجہ فرمان رب کے اخبار سے اطلاع دے گی اور یومئذٍ یَصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا جزاء ہے اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ کی۔ معنی یہ ہے کہ اس دن رجوع کریں گے لوگ متفرق ہو کر لِیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ لام جزاء اعمالہم خیلاً انیرۃ یعنی حاصل کرے گا جزاء اس کی لیکن جس نے گناہ کیا اور عفو کی گئی ہو۔ اور جس نے بالکل گناہ کیا نہ ہو گا دونو برابر نہ ہوں گے۔ پس اب فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ صحیح ہو گیا۔

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورۃ کا خلاصہ ان کے ظلم کا شکوہ ہے وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا سے لے کر اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ تک شکوہ کا بیان ہے۔ حاصل یہ ہے کہ شاہد اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَنُوْدٌ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ پر گھوڑے دوڑانے بحالیکہ ہانپتے ہوں اور جو چنگاریاں نکالتے ساتھ پاؤں مارنے کے پتھروں پر اور لوٹ مار کرنے والے صبح کے وقت میں اور اٹھاتے ہیں غبار کو اسی وقت لوٹ میں پس داخل ہوتے ہیں جماعتوں میں اور ان پر ظلم کرتے ہیں اور مال وغیرہ لوٹ لیتے ہیں اور اس وقت خاص لوٹ مار کرتے ہیں تاکہ پوشیدہ ہو کر واپس چلے آویں یہ تمام امور دال ہیں کہ انسان ناشکرا ہے اپنے رب کا اور اس ناشکری پر انسان آپ شاہد ہے کیونکہ خود جانتا ہے کہ میں نے غریبوں کو مارا ہے اور مال ان کا لوٹا ہے اور وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ سے وجہ ناشکری کی بتلائی گئی ہے یعنی یہ کام بوجہ حُبِّ المال کے کرتے ہیں اور اَفَلَا يَعْلَمُ سے لے کر اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ تک تخویف اُخروی کی گئی ہے یعنی قبروں سے مردوں کو نکالیں گے اور ظاہر کیا جائے گا مافی الصدور کو اور اللہ تعالیٰ خبردار ہو گا اور جزا دے گا۔ حاصل سورت کا یہ تین امور ہیں کہ پہلے ظلم کا شکوہ کیا گیا پھر اس کی علت بتلائی پھر تخویف۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ جواب قسم ہے اور ضَبْحًا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اے یضبحن ضبحًا زنوٹ بعض مفسرین بجائے ظالموں کے ملائکہ مراد لیتے ہیں لیکن سیاق کے مخالف ہے کیونکہ پیچھے سے ظلم کا شکوہ ہے۔

سُوْرَةُ الْقَارِعَة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس سورت میں تخویف بیان کی گئی ہے بعد شکوے بیان کرنے کے عادیات میں جس طرح بیّنہ میں شکوہ بیان کیا گیا اور

زلزال میں تخویف بیان کی گئی تھی۔ ان دونوں کے درمیان اس سورت کے اور سورۃ زلزال کے ربط کی وجہ ہے۔ باعتبار تخویف کے۔ اس جگہ یَصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَہُمۡ کہا گیا اور اس میں ترقی کر کے کہا یَوۡمَ یَکُوۡنُ النَّاسُ کَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ یعنی لوگ اس دن مثل پروانہ پراگندہ ہوں گے۔ (۲) اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ الخ کہا گیا یعنی زمین کا فنا ہونا بیان کیا اور اس میں وَتَکُوۡنُ الۡجِبَالُ الخ سے پہاڑوں کا فنا ہونا بیان کیا۔ (۳) اس میں فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ الخ کہا گیا اور اس میں فَمَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِیۡنُہٗ فَھُوَ فِیۡ عِیۡشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ کہا گیا یعنی اس میں کہا کہ دنیا میں عمل کرے گا اس میں اس کا وزن کیا جائے گا۔ اور اس کے آخر میں خَیۡرًا یَّرَہٗ کہا گیا اور اس میں اسکو بیان کر کے فَھُوَ فِیۡ عِیۡشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ کہا گیا۔ فَاُمُّہٗ ہَاوِیَۃٌ ہمزہ اور ہاویہ غار ہے دوزخ میں (مراع) اور موزون مراد ہے موازینہ سے۔ مثنوی میں جو بیان آیا ہے مخالف ہے ظاہر قرآن کے اس نے کہا ہے ؎

پس شود جائے کہ مشش در ہاویہ ❖ ہیچ میدانی چہ باشد ہاویہ

آتش سوزندہ نقش غیر را ❖ کہ بسوزد پر طیر و سیر را

سُوۡرَۃُ التَّکَاثُر مکیۃ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس سورۃ سے لے کر سورۃ الکوثر تک تعلق ہے سورۃ الاعلیٰ کے ساتھ یعنی ان تمام میں تزہید من الدنیا کا بیان ہے۔ اَلۡھٰکُمُ التَّکَاثُرُ حَتّٰی زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ سے شکوہ بیان کیا گیا یعنی غافل کر چھوڑا ہے تم کو کثرت مال نے تاکہ موت تک دنیا میں کثرت کو طلب کرتے رہے تم اور کَلَّا سے زجر کی گئی یعنی یوں نہ کرنا چاہیے تھا۔ اور سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ سے تخویف بیان کی گئی۔ اور ثُمَّ کَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ سے تکرار واسطے تاکید کے کہا گیا یعنی پھر اسی بات کو کہتا ہوں۔ اور کَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡیَقِیۡنِ سے لے کر عَنِ النَّعِیۡمِ تک تخویف بیان کی گئی کہ اگر تم آئندہ حالوں کو جانتے مثل جاننے اشیاء متیقنہ کے تو غافل نہ ہوتے کثرت مال میں اور لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ کا جواب لما اَلۡھٰکُمُ التَّکَاثُرُ محذوف ہے اور یقیناً تم جانتے نہیں ہو قیامت کو اور یہ بات پختہ ہے کہ تم ہاں تم کو دیکھو گے دیکھنا الیقین کا۔ اس وقت سوال کئے جاؤ گے انعام سے جو کہ دنیا میں تم کو دیئے گئے ہیں۔ اور اس میں پہلے شکوہ بیان کر کے زجر اور تخویف دوبارہ ذکر کی گئی پھر آخر تک تخویف بیان کی گئی خلاصہ تزہید من الدنیا ہے۔ عِلۡمَ الۡیَقِیۡنِ کا معنی جاننا یقینی اور عَیۡنَ الۡیَقِیۡنِ منصول مطلق ہے واسطے نقل مذکور کے بغیر لفظہ ❖ فقط

سُوْرَةُ الْعَصْرِ (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورۃ تزہید من الدنیا کے متعلق ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ حاصل یہ ہے کہ سورۃ تکاثر سے ترقی اور تفصیل کی گئی۔ یعنی تکاثر نہ کر اور ذرا دیکھ تو سہی زمانے کو اور اس سے معلوم کر لے اپنے آباؤ اجداد کا حال کہ سب لوگ نقصان میں ہیں، مگر جن میں چار اوصاف موجود ہیں جو کہ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ میں مذکور ہیں ۔

سُوْرَةُ الْهُمَزَةِ (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ سورۃ بھی تزہید من الدنیا کے متعلق ہے۔ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ سے کر وَعَدَّدَهٗ تک زجر بیان کی گئی ہے یعنی ہلاکت ہے واسطے ہر پیچھے عیب کرنے والے کے اور سامنے منہ پر گالیاں نکالنے والے کے جنہوں نے جمع کیا مال کو اور اس کو سامان بنا کر رکھا ہے پھر يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ سے شکوہ کیا گیا۔ اصل میں يَحْسَبُ یعنی آیا گمان کر لیا ہے اس نے کہ اس کو مال ہمیشہ رکھے گا۔ كَلَّا سے زجر کی گئی یعنی ہرگز نہیں اس کو ہمیشہ مال نہ رکھے گا۔ اور اس کی دلیل سورۃ عصر میں لائی گئی ہے کہ آخر سب نے مرنا ہے سوا چار اعمال کے کچھ کام نہ آئے گا۔ اور پھر لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ سے لے کر فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ تک تخویف اخروی بیان کی گئی یعنی ایسی آگ میں ڈالا جائے گا جو کہ ٹکڑے کرنے والی ہوگی اور پہنچے گی دلوں کو اور مطبق ہوگی اور یہ اس میں ہوگا اور لمبے لمبے ستون ہونگے چاردیواری کے اور اوپر سے بند کئے جائیں گے۔ حاصل سورت کا یہ ہے کہ پہلے زجر اور شکوہ پھر زجر دے کر تخویف اخروی بیان کی گئی اور خلاصہ تزہید من الدنیا ہے اس کا ربط یہ ہے کہ سورۃ تکاثر میں کہا کہ انسان کو مال نے غافل کیا ہے مرنے تک اور اس میں ترقی کر کے کہا کہ غافل تو بجائے خود بلکہ اس نے مال کو جمع کر رکھا ہے اور سامان بنا کر رکھا ہے اور گمان کیا ہے کہ یہ مال مجھ کو ہمیشہ رکھے گا (۲) اس میں لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ کہا اور اس میں تفصیل کی گئی اور لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ سے لے کر آخر تک جحیم اور حطمہ کی وضاحت کی گئی۔ اور تخویف پوری بیان کی گئی اور وَالْعَصْرِ کے ساتھ ربط یہ ہے کہ اس میں بتلائے مال جو کہ باعث ہلاکت کا ہے چار اعمال بتلائے گئے جو کہ موجب نجات ہیں ۔

سُورَةُ الفِيل (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اس میں بھی تو ہید من الدنیا والایمان ہے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ سے تخویف دنیاوی کا نمونہ بتلایا گیا۔ ایک بادشاہ نے اپنی دُنیا پرست ہو کر مقابلے مکہ معظمہ کے ایک گھر بنایا۔ اور مکے شریف کے گرانے کے لئے فوج لائی اللہ نے ان کو عذاب سے ہلاک کیا۔ حاصل یہ ہوا کہ دنیا داروں مخالفوں کو دُنیا میں بھی سختی و عذاب دیتا ہے۔ ربط ماقبل سے یہ ہے کہ سُورۃ تکاثر و ہمزہ میں تو محض تخویف بیان ہوئی اس میں تخویف دُنیاوی بھی بیان کی گئی اور اشارہ کیا کہ دُنیا پرست ہو کر عبادت کو نہ چھوڑنا چاہئے ۔ ورنہ عذاب اُخروی بھی دیا جاوے گا اور دُنیاوی بھی۔ اور سورۃ العصر کا بھی یہی بیان ہے۔ کیونکہ اس میں اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ کہا گیا اور اس میں خسران کا حال بیان کیا گیا۔ اور سورۃ العصر میں خسران کے نگاہ رکھنے والے چار عمل بتائے (معانی) كَيْدَهُمْ بدنیتی۔ فِيْ تَضْلِيْلٍ بیکاری۔ اَبَابِيْلَ جمع ابالہ یعنی جماعت۔ سِجِّيْلٍ سنگ گل۔ كَعَصْفٍ گھاس باقی ماندہ از اکل مواشی۔

سُورَةُ القُرَيْش (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ بھی تزہید من الدنیا کے متعلق ہے لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ۔ اس میں خاص مکے والوں پر حکم کیا گیا اور کہا گیا کہ ذرا دیکھو یہی تعجب ہے ان قریش پر کہ واسطے کثرت مال کے دو سفر کرتے ہیں۔ ایک سردی میں طرف یمن کے اور ایک گرمی میں طرف شام کے۔ اور حالانکہ ان کے واسطے تو عبادت رب البیت کی کرنی تھی اور بیت کی خدمت کرنی تھی۔ اسی جگہ گزران کیلئے طعام بھی مل جاتا ہے۔ رِحْلَةَ۔ مفعول بہ ایلاف کا ہے۔ ربط ظاہر ہے +

سُورَةُ المَاعُون (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ مضمون بھی تزہید من الدنیا کے متعلق ہے اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ سے لے کر طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ تک دو حال ونیاداروں کے متعلق بیان کئے۔ ایک تو تکذیب یوم الجزاء اور دوسرا عدم محبت بالیتیمیٰ و مساکین نے اعطار الطعام۔ اور پھر فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ

سے لے کر وَالْمَاعُوْنَ تک زجر کی گئی ہے کہ ہلاکت ہے ایسی نماز پڑھنے والوں پر جو کہ اصل میں نماز کی طرف ان کا خیال نہیں ہوتا۔ اور نماز سے غافل ہوتے ہیں اور مثل سوئی وغیرہ کے بھی نہیں دیتے مَاعُوْنَ من المعن معنے تھوڑی شے ۱۲ فقط

سُوْرَۃُ الْکَوْثَر (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ربط تعلق دو مضمون سورۃ الاعلیٰ کے ساتھ یعنی توحید اور نفی شرک کے ساتھ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ الخ ای حکمنا لک یعنی حکم کر دیا ہم نے تیرے واسطے خیر کثیر کا۔ اور مراد کوثر سے یا تو قرآن ہے یا اور خیر کثیر ہے۔ اور ایک اللہ کی عبادت کر اور غیر کی نذر نہ دو کیونکہ کفار نماز اور ذکر بھی غیر اللہ کے لئے کرتے تھے۔ اور تیرے دشمن بدتر ہوں گے۔ فقط

سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْنَ (مکیہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس سورت میں بھی توحید کا بیان ہے۔ حاصل یہ ہے کہ واعظوں کا طریقہ ہوتا ہے کہ بعد تفصیل بیان کے کہتے ہیں۔ کہ حکم تو یہی ہے اب اگر نہیں مانتے تو میرا راستہ یہ ہے اور تمہارا راستہ وہ ہے۔ تم اپنے راہ پر میں اپنے راہ پر۔ اس جگہ اسی طرح بیان کیا گیا کہ تم جب ایسے بیانات کے بعد بھی باز نہیں آتے تو تمہارے اور ہمارے درمیان سلام متارکت کا ہے۔ کما قال تعالیٰ۔ اَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا۔ چار رکن ہیں اول میں سلام متارکت کا ہے۔ دوسرے میں اعتقاد کا بیان ہے اور تیسرے میں عوذہ حوادث اس جہان کا۔ اور چوتھے میں عوذہ دین کا اور درمیان میں النَّصْرُ وَتَبَّتْ کا نزول کے متعلق ہیں یعنی تو سلام متارکت کہہ دے فتح میں دونگا اور تیرے دشمنوں کو ہلاک کروں گا۔ فقط

سُوْرَۃُ النَّصْر (مدنیہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خلاصہ اس سورت کا تسلیہ حضور کا اور فتح کا وعدہ ہے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ۔ ماقبل سے ربط یہ ہے کہ سورۃ الکافرون میں سلام متارکت کا بیان کیا گیا۔ اس میں کہا گیا۔ کہ متارکت کرو فتح میں دوں گا۔ اور تم وہ کام کرو جو موجب ہے فتح کا یعنی فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ

وَاسْتَغْفِرْہُ یعنی اللہ تعالےٰ کو شریکوں سے پاک سمجھنا اور ایک اللہ کی عبادت کرنی حدیث شریف میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام بعد نزول اس سورت کے تسبیح پڑھنے کی کثرت کرتے تھے اور جزا اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ کی فَسَبِّحْ مَاتَرٰی محذوف ہے اور فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ نہیں +

سُوْرَۃُ اللَّہَب (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ربط اس کا بھی ماقبل کے ساتھ ہے کہ جب اِن بینات کے بعد نہیں مانتے تو سلام متارکت کرو۔ اللہ تم کو فتح دے گا اور دشمن ہلاک کیے جائیں گے اور ہلاکت کا ایک نمونہ بتلایا گیا ۔ تَبَّتْ یَدَا سے یعنی حکم کر دیا خواری ابولہب کا اس کو مال اور اولاد نفع نہ دے گا ۔آگ میں ڈالا جائے گا اور اس کی عورت کی گردن میں رسی سد کی ڈالی جائے گی ۔کیونکہ نبی علیہ السلام کے راستہ پر خار و خاشاک ڈالتی تھی ۔

سورۃ الاخلاص (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ یہ خلاصہ ہے سب مذکور ماقبل کا ۔ ھو ضمیر شان کا ہے معنی یہ ہوگا کہ باتیں دو ہیں ۔ایک یہ کہ اللہ ایک ہے دوسرا بلانے کے لائق حاجات میں خاص وہی ہے ۔معنی اَلصَّمَدُ مایصمد الیہ یعنی مایقصد الیہ فے الحوائج (بخاری از ابن عباسؓ) اور کسی کا والد نہیں ہے جیسا کہ عیسےٰ کو کفار ابن اللہ کہتے ہیں +

سُوْرَۃُ الفلق (مکیۃ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ سورت بھی خلاصہ میں داخل ہے یعنی اللہ کو پاک سمجھ شریکوں سے اور پناہ مانگ اللہ کے ساتھ جو کہ آسمان چیر کر صبح کر دیتا ہے چار چیزوں سے ایک ضرر اشیاء پیدا شدہ اس کی سے ۔ اور دوسرا ضرر اندھیری کرنے والی سے جس وقت چاند غروب ہو جاتا ہے اور تیسرا شر پھونکنے والی عقدمیں سے یعنی جو عورتیں جادو کرتی ہیں اور چوتھا حاسد کے حسد سے ۔

ریفرنس بک ۔وھابی دیوبندی نجدی رشید گند گوہی اور حسین علی وھابی نجدی

سُوْرَۃ وَالنَّاس مکیۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اس سورت میں کہا گیا کہ پناہ مانگو شیطان خناس سے یعنی چھپ جانے والے اور ہٹ جانے والے سے جو کہ لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے ۔ اور مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ یا تو بیان ہے الخناس کا ۔ اور یا والناس عطف ہے الوسواس پر یعنی من شر الناس اور من الجنۃ بیان ہے الخناس کا یعنی من شر الجنۃ ۔ خلاصہ دو قل اعوذ کا یہ ہوا کہ پناہ سب مصائب میں اور شیطان سے اللہ کے ساتھ مانگا کرو لیکن آخر میں بِرَبِّ النَّاسِ اِلٰہِ النَّاسِ مَلِکِ النَّاسِ کے ساتھ تین مرتبے ذکر کئے گئے جیسا کہ سورۂ حدید اور حشر اور انعام میں ذکر کئے گئے ہیں ۔ اول مربی وہی ہے دوسرا تخت بادشاہی پر آپ ہے ۔ تیسرا خالق وہی ہے ۔ فقط ۔

خلاصہ ۔ سورۃ اعلیٰ سے لے کر آخر تک یہ ہے کہ سورت اعلیٰ میں دو مضمون بیان ہوئے ۔ اول توحید اور دوسرا تزہید من الدنیا ۔ پھر دوسرے مضمون کا اعادہ کیا گیا ۔ سورۃ فجر اور بلد میں پھر دونوں کا اعادہ کیا گیا علیٰ سبیل اللف والنشر المرتب سورۃ شمس اور لیل میں اور بعد میں ان دونوں مضمونوں کو سورۃ التکاثر سے لیکر* کوثر تک تزہید من الدنیا کا بیان ہے اور سورۃ کوثر سے لے کر لہب تک توحید کا بیان ہے اور درمیان میں تسلی نبی علیہ السلام کے واسطے سورۃ الضحیٰ اور الم نشرح لائیں اور والتین بھی تسلی کے لئے لائی گئی ہے یعنی ادلۂ ثلاثہ سے بیان کیا کہ دعوے توحید کا حق ہے پھر تسلی دے کر کام فرمایا کہ قرآن کو پڑھ اور تبلیغ کر ۔ کفار کے ایذا سے نہ ڈر پھر سورۃ بینہ سے لے کر التکاثر تک شکوہ کفار کا بیان ہوا ایک سورۃ میں اور ایک تخویف یعنی رسول صلعم تبلیغ کرتا ہے اور یہ نہیں مانتے ۔ آخر میں تین قل سے خلاصہ ہے کہ اس کی عبادت کرنی چاہئے اور مصائب اور شیطان سے اللہ کے ساتھ پناہ مانگنی چاہئے ۔

اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ

اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ اٰمِیْنَ ۔

تمّت بالخیر

مولانا مولوی حسین علی پبلشر نے حمایت اسلام پریس لاہور میں باہتمام شیخ حسن الدین
پرنٹر چھپوا کر واں بھچراں ضلع میانوالی سے شائع کی

*سورۃ لہب تک پھر اعادہ کیا گیا علیٰ سبیل اللف والنشر الغیر المرتب سورۃ التکاثر سے لے کر

ریفرنس بک ۔وھابی دیوبندی نجدی رشید گند گوہی اور حسین علی وھابی نجدی

علم الغیب بمعنی قدرت علی الغیب ص ۳

تقریباً 1929ء

انبیاء اور ملائکہ کو طاغوت بولنا جائز ہے ص ۳

علم الغیب سے مراد قرآن میں قدرت علی الغیب ہے یعنی

اللہ کے سوا غیب کا جاننا کسی کے قابو میں نہیں ہے ص ۳ : ۷۸

اضر الاشیاء فی تفسیر القرآن شان النزول ص ۴

غلام خان نے لکھی املا ص ۴

تعظیم اور عبادت میں صرف نیت کا فرق ہے ص

دست بوسی اور قدم بوسی کا جواز ص

قدم بوسی اور سجدۂ تعظیمی میں دھوکہ لگتا ص ۸

ظلوم جہول کے الفاظ جس انسان کو کہے گئے وہ کافر یا منافق ہے ص ۲۶۶

اولیاء کے واسطے بعض علم غیب ثابت ہے ص ۴۱۱

۲۵ سورۃ اور ۱۰۰۰ حدیث میں علم غیب ص ۴

ان کالذی سے کون مراد ہے ، کافر یا مسلم ص ۴۳

انی متوفیک ص ۶۷

لیطلعکم علی الغیب ص ۷۶

علمک ما لم تکن تعلم ص ۹۱

عطائی علم غیب کا انکار کفر ہے ص ۱۰۶

یا محمد انی اسئلک ص ۳۳۶ ابو جعفر مدینی

بہجۃ الاسرار ص ۳۳۷

رضی اللہ عنہ (دست محمد قندھاری) ص ۳۳۸

علم غیب ص ۴۱۱

اولیاء کے لئے علم الغیب نہیں ظن الغیب ہے ص ۳۷۵

ریفرنس بک ۔وھابی دیوبندی نجدی رشید گند گوہی اور حسین علی وھابی نجدی